فتاویٰ
انوار العلوم
فتویٰ کا تاریخی پس منظر
کتب فقہیہ اور اردو فتاویٰ کا تعارف
عقائد و طہارت پر مشتمل قدیم و جدید 500 سے زائد
مستند حوالہ جات سے مزین فتاویٰ
زیر سرپرستی
حضرت مولانا مفتی عبد الحق عثمانی صاحب مدظلہ
مہتمم جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی
دار الناشر

فتاوی
انوار العلوم
فتوی کا تاریخی پس منظر
کتب فقہیہ اور اردو فتاوی کا تعارف
عقائد و طہارت پر مشتمل قدیم و جدید 500 سے زائد
مستند حوالہ جات سے مزین فتاوی
زیر سرپرستی
حضرت مولانا مفتی عبد الحق عثمانی صاحب مدظلہ
مہتمم جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی
دار الناشر

☆ نام کتاب .... فتاویٰ انوار العلوم

☆ زیر سرپرستی .... حضرت مولانا عبدالحق عثمانی صاحب مدظلہ

☆ ناشر .... دار الناشر

☆ سن اشاعت .... جمعۃ المبارک 7 جمادی الاوّل 1436ھ

☆ ادارہ العلم ریاض سوک سنٹر نوشہرہ

☆ ادارۃ النور بنوری ٹاؤن کراچی

☆ کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی

☆ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ القرآن بنوری ٹاؤن کراچی

☆ اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی

☆ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

☆ ادارۃ الرشید بنوری ٹاؤن کراچی

☆ مکتبہ عثمانیہ راولپنڈی

☆ مکتبہ رحمانیہ قصہ خوانی پشاور

☆ مکتبہ لدھیانوی بنوری ٹاؤن کراچی

☆ نیازی کتب خانہ اکوڑہ خٹک

☆ مکتبہ امام محمد بنوری ٹاؤن کراچی

فہرست مضامین فتاوی انوار العلوم

عنوانات	صفحہ نمبر

اہم اردو فتاوی کا تعارف

کتاب الإیمان والعقائد

باب فیما یتعلق بالأنبیاء علیہم السلام

فصل فیما یتعلق بالمعجزة والکرامة

باب الکفریات

باب فیما یتعلق بالقرآن والحدیث

کتاب السنة والبدعة

کتاب العلم

باب الأدعیة والأذکار وغیرها

فصل فیما یتعلق بالتعویذات

کتاب الطهارة

باب الاستنجاء

باب في الوضوء

فصل في السواك

باب في المسح على الخفين والجوربين وغيرها

فصل في نواقض الوضوء

باب الغسل

فصل في أحكام الجنابة

باب في التيمم

باب في الحيض والنفاس والاستحاضة

فصل فیما یتعلق بأحکام المعذورین

باب المیاہ

فصل في الماء الطاهر والنجس

فصل فیما یتعلق فی البئر وغیرھا

فصل فیما یتعلق بتطهیر الثوب

باب الأنجاس

فصل فيما يتعلق بالأنجاس وتطهيرها

مسائل شتّی

مختصر تعارف

جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

جامعہ انوار العلوم جس کی بنیاد آج سے تقریباً پندرہ سال قبل سن ۲۰۰۰ء میں کراچی کے انتہائی پسماندہ علاقہ میں دینی تعلیم وتربیت کی غرض سے رکھی گئی، دیکھتے ہی دیکھتے وطنِ عزیز پاکستان کے اطراف وجوانب سے طالبانِ علوم نبویہ اس مرکز علم وعمل میں جمع ہونے لگے، اس وقت جامعہ میں تقریباً ۷۰۰ سے زائد رہائشی طلبہ علومِ نبوت حاصل کرنے میں مصروفِ عمل ہیں۔ جامعہ میں ایسی معیاری دینی تعلیم دی جاتی ہے، جہاں نونہالانِ وطن مستقبل میں نہ صرف یہ کہ ملک وملت کے لئے مفید شہری بنیں، بلکہ اہل وطن کی رہنمائی کافریضہ بھی سرانجام دے سکیں، جامعہ کا تعلیمی نصاب اور ماحول ہر قسم کی فرقہ واریت، دہشت گردی، قومیت اور لسانیت کی تعلیمات سے پاک ہے۔

اغراض ومقاصد

(۱) قرآنِ کریم، حدیث، عقائد اور فقہ کے ساتھ ساتھ دیگر مفید فنونِ آلیہ کی تعلیم دینا، اور مسلمانوں کو مکمل طور پر اسلامی معلومات پہنچانا، رُشد وہدایت اور تبلیغ کے ذریعہ اسلام کی خدمت انجام دینا۔

(۲) اعمال واخلاق کی تربیت اور طلبہ کی زندگی میں اسلامی رُوح پیدا کرنا۔

(۳) اسلام کی تبلیغ واشاعت، دین کا تحفظ ودفاع اور اشاعتِ اسلام کی خدمت بذریعہ تحریر وتقریر بجالانا، اور مسلمانوں میں تعلیم وتبلیغ کے ذریعہ سے خیر القرون اور سلفِ صالحین جیسے اخلاق واعمال اور جذبات پیدا کرنا۔

جامعہ کے شعبہ جات

(۱) شعبہ تحفیظ القرآن الکریم

یہ جامعہ کا ایک مستقل شعبہ ہے جس کے تحت جامعہ کے قیام سے لے کر تا حال سینکڑوں طلباء حفظِ قرآن کریم کی بیش بہا نعمت سے مالامال ہو چکے ہیں۔ ۲۰۰۰ء سے لے کر اب تک جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے والے حفاظِ کرام کی کل تعداد تقریباً "۷۰۰" ہے۔

(۲) شعبہ تجوید

اس شعبہ میں طلباء کو اصول وضوابط کی روشنی میں قرآنِ کریم تجوید وترتیل کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے۔ جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے والے فضلاء تجوید کی کل تعداد "۲۲۳" ہے۔

(۳) شعبہ قراءاتِ عشرہ

علومِ قراءات میں مہارتِ تامہ پیدا کرنے کے لئے یہ شعبہ وجود میں آیا ہے، اس میں قراءاتِ عشرہ بطریق شاطبیہ، علم الرسم، علم الوقف، علم الفواصل سمیت قراءات کے دیگر علوم شاملِ درس ہیں۔ جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے والے فضلاءِ قراءاتِ عشرہ کی تعداد "۲۴" ہے۔

(۴) شعبہ درسِ نظامی

جامعہ کا سب سے بڑا شعبہ ہے جس میں چالیس سے زائد اساتذہ کرام طلباء کو تفسیر، اصول تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، صرف ونحو، منطق، فلسفہ، علم معانی، علم بیان، علم بدیع اور دیگر علوم وفنون پڑھاتے ہیں۔ جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے والے فضلاء درسِ نظامی کی تعداد "۲۰۶" ہے۔

(۵) شعبہ تخصص فی الافتاء

اس شعبہ میں درس نظامی کی تکمیل کرنے والے ذی استعداد طلبہ کو افتاء کی تمرین سے بہرہ ور کیا جاتا ہے، اس میں استخراج مسائل، تخریج اور کم از کم ۱۰۰ فتاویٰ کی تمرین کرائی جاتی ہے۔ جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے والے فضلاء تخصص فی الافتاء کی تعداد "۱۳۱" ہے۔

(۶) شعبہ عصری تعلیم

اس شعبہ میں طلباء کو مڈل تک عصری علوم کی تعلیم دی جاتی ہے، اس شعبہ میں ہر سال ہونہار طلباء کی تعداد "۱۵۰" کے قریب ہوتی ہے۔

(۷) شعبہ دار الافتاء

یہ جامعہ کا انتہائی اہم شعبہ ہے، عامۃ الناس اسی شعبہ سے مربوط ہیں، اپنے دینی مسائل میں رہنمائی کے لئے تحریری اور بالمشافہ اس شعبہ سے رجوع کرتے ہیں۔

(۸) شعبہ تصنیف وتالیف

جامعہ کے کئی اساتذہ اس شعبہ کے ساتھ منسلک ہیں، اور ان کی تصنیفات سے عوام وخواص مستفید ہو رہے ہیں، فتاویٰ انوار العلوم بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

فتاویٰ انوار العلوم

فتاویٰ انوار العلوم جامعہ انوار العلوم کے دار الافتاء سے جاری ہونے والے ان فتاویٰ کا مجموعہ ہے جو ۲۰۰۷ء سے لے کر ۲۰۱۵ء تک مختلف اوقات میں جاری ہوئے۔

جامعہ انوار العلوم کا قیام ۲۰۰۰ء میں عمل میں آیا اور الحمد للہ سات سال کے مختصر عرصے میں جب دورۂ حدیث شریف اور درجہ تخصص کا آغاز کیا گیا تو ملک کے طول و عرض سے طالبان علوم نبوت کی آمد کا سلسلہ شروع ہونے کے ساتھ ساتھ دور دراز کے لوگوں کا اور بالخصوص اہل علاقہ کا اپنے دینی مسائل کے شرعی حل کے لئے ادارہ کی طرف رجوع بڑھنے لگا، جس کی وجہ سے جامعہ میں دار الافتاء کا شعبہ قائم کیا گیا اور اس سلسلے میں ممتاز اہل علم اور مفتیان کرام کی نگرانی میں باقاعدہ فتاویٰ جاری کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا چنانچہ ادارہ کے بانی و مہتمم حضرت مولانا مفتی عبد الحق عثمانی صاحب، حضرت مولانا مفتی عبد الغفار صاحب، حضرت مولانا مفتی اقبال کانسی صاحب، حضرت مولانا مفتی ساجد محمود صاحب، مولانا مفتی زبیر احمد چترالی صاحب، مولانا مفتی اسعد الحسینی صاحب اور مولانا محمد اسحاق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی نگرانی اور سرپرستی میں اس شعبہ نے الحمد للہ خوب ترقی کی اور ہزاروں مسائل پر مشتمل فتاویٰ کا ایک مجموعہ ضخیم رجسٹروں کی صورت میں تیار ہو گیا۔

بعض احباب خصوصاً فضلاء جامعہ اور متعلقین کی جانب سے جامعہ کے دار الافتاء سے جاری شدہ فتاویٰ کے مجموعہ کو افادہ عام کے لئے کتابی صورت میں شائع کرنے کی خواہش کا بڑی شدت کے ساتھ اظہار کیا گیا، احباب کی اس خواہش کے پیش نظر جامعہ کے بانی و مہتمم حضرت مولانا مفتی عبد الحق عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے یہ ذمہ داری اس شعبہ سے متعلق افراد حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب، مفتی ساجد محمود صاحب، مفتی محمد اسعد الحسینی صاحب اور راقم (محمد نعمان) کے سپرد کی جنہوں نے شعبہ تخصص (۱۴۳۷ھ بمطابق ۲۰۱۵ء) کے طلباء کی معاونت سے بفضل اللہ تحقیق و تخریج کے ساتھ ایک جلد کا کام مکمل کر لیا۔

فتاویٰ انوار العلوم کا انداز و خصوصیات

فتاویٰ انوار العلوم میں حوالہ جات نقل کرنے میں صرف ایک کتاب پر ہی اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ اکثر مسائل میں کئی کتابوں سے حوالہ جات نقل کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ تاکہ عوام الناس کے ساتھ ساتھ علماء کرام اور مفتیان عظام کو بھی ہر مسئلے کا مکمل حل باحوالہ مل سکے۔

چنانچہ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل امور کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔

(۱) حتی الامکان مکررات کو حذف کیا گیا ہے البتہ جہاں کہیں کسی مکرر مسئلہ میں کوئی نئی بات نظر آئی تو اس مسئلہ کو اس فائدے کے پیش نظر باقی رکھا گیا ہے۔

(۲) جلد اول کتاب العقائد اور کتاب الطہارت سے متعلق ہے باقی جلدوں پر بھی ابواب فقہیہ کی ترتیب پر آئندہ انشاء اللہ کام جاری ہے جو انشاء اللہ جلد منظر عام پر آئیں گی۔

(۳) مختصر اور جامع عنوانات لگانے کی کوشش کی گئی تاکہ قاری کے ذہن میں مسئلہ پڑھنے کا شوق پیدا ہو۔

(۴) تقریباً تمام مسائل کی تخریج کی گئی ہے جن میں امہات کتب کی طرف مراجعت کرکے مکمل عبارات نقل کی گئی ہیں۔

(۵) تقریباً ہر مسئلہ کی تخریج میں کم از کم تین حوالے زیب قرطاس کئے گئے ہیں اور اس بات کی بھی پوری کوشش کی گئی ہے کہ جواب میں ہر جزئیہ کا عربی حوالہ نقل کیا جائے۔

(۶) کئی جزئیات پر مشتمل سوالات میں مجتمع عنوانات کو علیحدہ کرکے ہر سوال کے ساتھ اس کا عنوان رکھا گیا ہے۔

(۷) علامات ترقیم کو بر موقع استعمال کرنے کی مکمل کوشش کی گئی ہے۔

(۸) ہر مسئلہ کے لئے فقہاء کرام کی عبارت سے صریح جزئیہ لانے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۹) جواب دینے میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ جواب مختصر اور جامع ہونے کے ساتھ ساتھ عام فہم بھی ہو البتہ بعض تحقیقی مسائل میں تفصیل سے بھی کام لیا گیا ہے۔

(۱۰) اکثر عربی عبارات کو اعراب کے ساتھ نقل کیا گیا ہے تاکہ قاری کو پڑھنے میں کسی قسم کی دقت پیش نہ آئے۔

(۱۱) عربی عبارات کے حوالہ جات کے ساتھ ساتھ اس کی تائید میں معتبر اردو فتاویٰ جات کے حوالے بھی نقل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۱۲) فتاویٰ انوار العلوم میں مسائل کی تخریج اور حوالہ جات میں ایک ہی طرز ملحوظ رکھا گیا ہے۔ مثلاً جس کتاب سے بھی عبارت لی گئی ہے اس کا نام اوپر متن میں اور اس کی تخریج مثلاً کتاب، باب، فصل، مطلب، صفحہ اور جلد نمبر ان تمام چیزوں کو نیچے حاشیہ میں درج کیا گیا ہے اور تمام حوالہ جات میں ہر حوالہ میں لفظ "مکتبہ" کی جگہ لفظ "ط" نقل کیا گیا ہے اور اس کے مکتبہ کا نام درج کیا گیا ہے اور ان چیزوں میں بھی علامات ترقیم کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے۔

(۱۳) فتاویٰ کے آخر میں مراجع و مصادر کا بھی اہتمام کیا گیا ہے جس میں کتاب کا نام، مؤلف کا نام اور سن وفات، مکتبہ اور شہر کا نام تمام تر تفصیلات درج کی گئی ہیں۔

(۱۴) فتاوی کے شروع میں ایک مفید علمی مقدمہ بھی شامل کیا گیا ہے جس میں فتوی کی تعریف اور تاریخی پس منظر کے ساتھ ساتھ فقہ حنفی کی امہات کتب اور اردو فتاوی کا جامع تعارف پیش کیا گیا ہے۔

اللہ تعالی کے فضل وکرم سے فتاوی انوار العلوم کے عظیم علمی و تحقیقی کام کی ایک جلد مکمل ہو چکی ہے. انسانی استطاعت کے مطابق پر ممکن کوشش کی گئی ہے کہ اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہ رہے۔

اس سلسلے میں کتب کی طرف مراجعت اور باہمی مشاورت کا خوب اہتمام کیا گیا جن مسائل میں اکابر اہل علم کی طرف مراجعت کی ضرورت محسوس کی گئی وہاں مستند دار الافتاء کے اکابرین سے مشاورت و مراجعت کا بھی اہتمام کیا گیا لیکن پھر بھی اہل علم حضرات سے درخواست ہے کہ اس مجموعہ میں اگر کوئی قابل اصلاح بات نظر آئے تو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

مقدمہ

فتوی کی لغوی تعریف

لفظ "فتوی" فاء کے فتحہ کے ساتھ بھی منقول ہے اور فاء کے ضمہ کے ساتھ بھی، لیکن صحیح فاء کے فتحہ کے ساتھ ہے، اس کا لغوی معنی "الإجابة عن سؤال سواء كان متعلقا بالأحكام الشرعية أم بغيرها" کسی بھی سوال کا جواب دینا خواہ اس کا تعلق احکام شریعت سے ہو یا غیر احکام شریعت سے۔

جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں بادشاہِ مصر کی یہ بات نقل کی ہے:

يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ إِنْ كُنْتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُونَ. (یوسف: ۴۳)

ترجمہ: اے درباروالو! اگر تم تعبیر دے سکتے ہو تو میرے اس خواب کے بارے میں مجھ کو جواب دو۔

اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھی کی بات نقل کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ. (یوسف: ۴۶)

ترجمہ: یوسف! اے وہ شخص جس کی ہر بات سچی ہوتی ہے، تم ہمیں اس (خواب) کا مطلب بتاؤ کہ سات موٹی تازی گائیں ہیں۔

اسی طرح ملکہ سبا کی بات نقل کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي. (النمل: ۳۲)

ترجمہ: اے سردارو! مجھے میرے معاملے میں بتلاؤ۔

مذکورہ بالا تینوں آیات میں لفظ "فتوی" مطلق سوال کے جواب دینے کے لئے استعمال ہوا ہے، احکام شریعہ دریافت کرنے کے لئے نہیں ہوا، لیکن پھر بعد میں یہ لفظ شرعی حکم معلوم کرنے کے لئے خاص ہو گیا، قرآنِ کریم میں بھی یہ لفظ حکم شرعی کی دریافت کے لئے متعدد جگہ استعمال ہوا ہے، جیسے:

وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ. (النساء: ۱۲۷)

ترجمہ: اور (اے پیغمبر!) لوگ تم سے عورتوں کے بارے میں شریعت کا حکم پوچھتے ہیں، کہہ دو اللہ تم کو ان کے بارے میں حکم دیتا ہے۔

اسی طرح ارشادِ باری تعالی ہے:

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ. (النساء: ۱۷۶)

ترجمہ: (اے پیغمبر!) لوگ تم سے (کلالہ کا حکم) پوچھتے ہیں، کہہ دو کہ اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں حکم بتاتا ہے۔

قرآن کی ان آیات میں لفظ "فتوی" شرعی حکم معلوم کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے۔

فتوی کی اصطلاحی تعریف

هو الإخبار بحكم الله تعالى عن مسألة دينيّة بمقتضى الأدلة الشرعية لمن سأل عنه في أمر نازل على جهة العموم لا على وجه الإلزام. (۱)

کسی پیش آمدہ مسئلے میں سائل کو دلائلِ شرعیہ کی روشنی میں حکم خداوندی سے آگاہ کرنے کو فتوی کہتے ہیں اور مفتی کا اس حکم شرعی کی خبر دینا بطورِ عموم کے ہو نہ کہ بطورِ الزام کے ہو۔

فتوی عہدِ نبوت میں

سب سے پہلے جنہوں نے منصبِ افتاء کو سنبھالا وہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ وحی کے ذریعے اللہ تبارک وتعالی کی جانب سے فتوی دیا کرتے تھے، حضراتِ صحابہ کرام آپ سے احکاماتِ شرعیہ دریافت کرتے، آپ ان کے جوابات دیتے، حضراتِ صحابہ کرام ان فتاوی کو اپنے سینوں اور اوراق میں محفوظ کرتے تھے، آپ کے فتاوی اور احادیثِ مبارکہ اسلام کا دوسرا ماخذ ہے، ہر مسلمان کے لئے ان پر عمل کرنا ضروری ہے، کسی کے لئے ان سے ذرہ بھر انحراف جائز نہیں۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

وَأَوَّلُ مَنْ قَامَ بِهَذَا الْمَنْصِبِ الشَّرِيفِ سَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ،وَإِمَامُ الْمُتَّقِينَ،وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ، عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ، وَأَمِينُهُ عَلَى وَحْيِهِ،وَسَفِيرُهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ عِبَادِهِ؛ فَكَانَ يُفْتِي عَنِ اللَّهِ بِوَحْيِهِ الْمُبِينِ،فَكَانَتْ فَتَاوِيهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَوَامِعَ الْأَحْكَامِ،وَمُشْتَمِلَةً عَلَى فَصْلِ الْخِطَابِ،وَهِيَ فِي وُجُوبِ اتِّبَاعِهَا وَتَحْكِيمِهَا ثَانِيَةُ الْكِتَابِ،وَلَيْسَ لِأَحَدٍ مِنْ الْمُسْلِمِينَ الْعُدُولُ عَنْهَا. (۲)

سب سے پہلے اس عظیم الشان منصب پر تمام انبیاء اور متقین کے سردار، اللہ کے بندے اور رسول جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فائز تھے، آپ وحی الٰہی میں امین ہیں، اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان سفیر ہیں، آپ اللہ تعالی کی طرف سے واضح وحی کے ساتھ فتوی دیتے تھے، آپ کے فتاوی جوامع الکلم ہیں، واضح احکامات پر مشتمل ہیں، ان کی اتباع کرنا ضروری ہے، ان کو حکم بنانا اور ان کی روشنی میں فیصلے کرنا ضروری ہے، یہ شریعت کا دوسرا ماخذ ہے، کسی مسلمان کے لئے ان سے عدول کرنا جائز نہیں ہے۔

---

(۱) المصباح في رسم المفتي ومناهج الإفتاء: معنى الفتيا لغة وشرعا، ۱/ ۱٦.

(۲) إعلام الموقعين: فصل: الرسول صلى الله عليه وسلم أوّل من بلّغ عن الله، ۱/ ۱٦.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کوئی دوسرا شخص منصبِ افتاء پر فائز نہیں ہوا، البتہ کبھی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم افتاء اور قضاء کا کام اپنے بعض صحابہ کے سپرد کرتے تھے، شاید اس کا مقصد ان حضرات کو اجتہاد اور استنباط کی عملی مشق کرانا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اقْضِ بَيْنَهُمَا فَقَالَ: أَقْضِي بَيْنَهُمَا وَأَنْتَ حَاضِرٌ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: نَعَمْ عَلَى أَنَّكَ إِنْ أَصَبْتَ فَلَكَ عَشْرُ أُجُورٍ وَإِنِ اجْتَهَدْتَ فَأَخْطَأْتَ فَلَكَ أَجْرٌ. (۳)

دو افراد اپنا جھگڑا لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، تو آپ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو کہا کہ ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو، انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کی موجودگی میں، میں فیصلہ کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں تم فیصلہ کرو، اگر تم نے درست فیصلہ کیا تو تمہارے لئے دس اجر ہیں اور اگر تم نے اجتہاد کیا اور غلطی کی تو تمہارے لئے ایک اجر ہے۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضراتِ صحابہ کرام کو دور دراز شہروں کی طرف بھیجتے وقت فیصلہ کرنے اور فتوی دینے کی اجازت مرحمت فرمائی، جیسے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف قاضی بنا کر روانہ فرمایا، اور ان کو قرآن، حدیث، قیاس واجتہاد کے ذریعے فتوی اور فیصلے کی اجازت دی، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جب فرمایا:

أَجْتَهِدُ بِرَأْيِي، وَلَا آلُو فَضَرَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدْرَهُ.

میں اپنی رائے کے ذریعے اجتہاد کروں گا اور اس میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشی سے ان کے سینے پر بطورِ شاباشی کے تھپکی دی اور فرمایا:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَفَّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللهِ لِمَا يُرْضِي رَسُولَ اللهِ. (٤)

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے اللہ کے رسول کے قاصد کو ایسی بات کی توفیق دی جس نے اللہ کے رسول کو خوش کر دیا۔

افتاء میں صحابہ کرام کا طریقہ کار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے رحلت فرمانے کے بعد یہ ذمہ داری حضراتِ صحابہ کرام کے کندھوں پر آئی، ان حضرات نے بڑے احسن طریقے سے اسے نبھایا، اس میں ان کا منہج وہی رہا جو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت میں گزرا۔

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح رحمہ اللہ کو خط لکھا:

---

(۳) المستدرك على الصحيحين: كتاب الأحكام، ٤/٩٩، رقم الحديث: ٧٠٠٤.

(٤) سنن أبي داود: كتاب الأقضية، باب اجتهاد الرأي في القضاء، ٣/ ٣٠٣، رقم الحديث: ٣٥٩٢.

إِنْ جَاءَكَ شَيْءٌ فِي كِتَابِ اللهِ، فَاقْضِ بِهِ وَلَا تَلْفِتْكَ عَنْهُ الرِّجَالُ، فَإِنْ جَاءَكَ مَا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَانْظُرْ سُنَّةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاقْضِ بِهَا، فَإِنْ جَاءَكَ مَا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ وَلَمْ يَكُنْ فِيهِ سُنَّةٌ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَانْظُرْ مَا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ فَخُذْ بِهِ، فَإِنْ جَاءَكَ مَا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ وَلَمْ يَكُنْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَتَكَلَّمْ فِيهِ أَحَدٌ قَبْلَكَ. فَاخْتَرْ أَيَّ الْأَمْرَيْنِ شِئْتَ: إِنْ شِئْتَ أَنْ تَجْتَهِدَ بِرَأْيِكَ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَتَقَدَّمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَتَأَخَّرَ، فَتَأَخَّرْ، وَلَا أَرَى التَّأَخُّرَ إِلَّا خَيْرًا لَكَ. (٥)

اگر تمہارے پاس کتاب اللہ کا کوئی حکم آئے تو اس کے مطابق فیصلہ کرو اور تمہیں اس سے ہرگز لوگ نہ موڑیں، پس اگر تمہارے پاس ایسا معاملہ آئے جو کتاب اللہ میں نہ ہو تو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت دیکھو اور اس کے مطابق فیصلہ کرو پس اگر تمہارے پاس ایسا معاملہ آجائے جو نہ کتاب اللہ میں ہے اور نہ ہی اس کے بارے میں سنت رسول اللہ میں کوئی بات ہے، تو اس کو دیکھو جس پر تمام لوگ متفق ہیں تو اس کو لے لو، اور اگر کوئی ایسا مسئلہ ہو جس میں نہ کتاب اللہ کا کوئی حکم ہے اور نہ سنتِ رسول اللہ میں ہے اور نہ ہی تم سے پہلے کسی نے اس کے بارے میں گفتگو کی ہے، تو تم دو باتوں میں سے جسے چاہے منتخب کرلو، یا تو اپنی رائے کے ذریعے اجتہاد کرو اور پھر تم آگے بڑھو تو تم آگے کئے جاؤگے، اور اگر تم چاہو تو بس (اجتہاد سے) پیچھے ہٹ جاؤ، تب تم پیچھے کردیئے جاؤگے، اور میں تو تمہارے لئے پیچھے رہنے کو ہی بہتر سمجھتا ہوں۔

حضرت عبید اللہ بن یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے:

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، إِذَا سُئِلَ عَنِ الْأَمْرِ فَكَانَ فِي الْقُرْآنِ أَخْبَرَ بِهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي الْقُرْآنِ وَكَانَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَ بِهِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَعَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَإِنْ لَمْ يَكُنْ، قَالَ فِيهِ بِرَأْيِهِ. (٦)

حضرت عبد اللہ بن عباس سے کسی مسئلے کے متعلق دریافت کیا جاتا تو وہ سب سے پہلے قرآن کریم کی طرف رجوع کرتے، وہاں اس کا حکم موجود ہوتا تو سائل کو اس سے آگاہ کرتے، اگر قرآن کریم میں حکم موجود نہ ہوتا تو احادیث رسول کی طرف متوجہ ہوتے، اگر وہاں بھی اس کا حکم نہ پاتے تو حضرت ابو بکر و حضرت عمر کے اقوال میں غور فرماتے، اگر یہاں بھی مسئلے کا حکم پانے میں ناکامی ہوتی تو اپنی رائے کا استعمال کرتے۔

عہدِ صحابہ میں فتویٰ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس عظیم الشان منصب پر آپ کے وہ جلیل القدر صحابہ کرام فائز ہوئے جو آپ کی وراثت کے اولین

---

(٥) سنن الدارمي: كتاب العلم، باب الفتيا وما فيه من الشدة، ١/ ٢٦٥، رقم الحديث: ١٦٩.

(٦) سنن الدارمي: كتاب العلم، باب الفتيا وما فيه من الشدة، ١/ ٢٦٥، رقم الحديث: ١٦٨.

محافظ وامین تھے، اور تقوی وطہارت، صداقت وعدالت، شجاعت وسخاوت اور ایثار وہمدردی میں مانند آفتاب اور رشد وہدایت، علم ومعرفت میں مانند ماہتاب تھے، جن کے متعلق ارشاد ربانی "رضي الله عنهم ورضوا عنه" ہے، جو نزولِ قرآن، اسباب نزول اور منشا قرآن سے اچھی طرح باخبر تھے، جن کے بارے میں امت کا متفقہ فیصلہ ہے:

أَلْيَنُ الْأُمَّةِ قُلُوبًا، وَأَعْمَقُهَا عِلْمًا، وَأَقَلُّهَا تَكَلُّفًا، وَأَحْسَنُهَا بَيَانًا، وَأَصْدَقُهَا إِيمَانًا، وَأَعَمُّهَا نَصِيحَةً، وَأَقْرَبُهَا إِلَى اللّٰهِ وَسِيلَةً. [٧]

صحابہ کرام امت میں سب سے زیادہ نرم دل، سب سے زیادہ گہرے علم والے، سب سے کم تکلف کرنے والے اور حسن بیان میں سب سے بڑھ کر ہیں، اس طرح ایمان میں سب سے سچے، خیر خواہی میں سب سے آگے اور اللہ کے وسیلے کے اعتبار سے قریب تر ہیں۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

وَالَّذِينَ حُفِظَتْ عَنْهُمُ الْفَتْوَى مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةٌ وَنَيِّفٌ وَثَلَاثُونَ نَفْسًا، مَا بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ، وَكَانَ الْمُكْثِرُونَ مِنْهُمْ سَبْعَةٌ: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ، وَعَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ. [٨]

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جن حضرات کے فتاوی محفوظ ہیں، ان سب مرد وخواتین کی تعداد ایک سو تیس (۱۳۰) سے کچھ اوپر ہے، ان میں سے سات (۷) افراد ایسے ہیں جن سے بکثرت فتاوی منقول ہیں، وہ حضرات یہ ہیں:

۱... حضرت عمر بن خطاب۔ ۲... حضرت علی بن ابی طالب۔ ۳... حضرت عبد اللہ بن مسعود۔ ۴... ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ۔ ۵... حضرت زید بن ثابت۔ ۶... حضرت عبد اللہ بن عباس۔ ۷... حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم۔

یہ سات صحابہ کرام وہ ہیں جن سے کثرت کے ساتھ فتاوی منقول ہیں:

وَيُمْكِنُ أَنْ يُجْمَعَ مِنْ فَتْوَى كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ سِفْرٌ ضَخْمٌ. [٩]

ممکن ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے فتاوی (الگ الگ) ضخیم کتاب میں جمع ہو جائیں۔

وہ فقہاء صحابہ کرام جن سے درمیانی تعداد میں فتاوی منقول ہیں ان کی تعداد بیس (۲۰) ہے۔

۱... حضرت ابوبکر۔ ۲... حضرت ام سلمہ۔ ۳... حضرت انس بن مالک۔ ۴... حضرت ابو سعید خدری۔ ۵... حضرت ابو ہریرہ۔

====================

[٧] إعلام الموقعين: فصل: أوّل من وقع عن الله، ١/ ١٧.

[٨] إعلام الموقعين: فصل: أوّل من وقع عن الله، ١/ ١٧.

[٩] إعلام الموقعين: فصل: أوّل من وقع عن الله، ١/ ١٧.

۶... حضرت عثمان بن عفان۔ ۷... حضرت عبد اللہ بن عمرو۔ ۸... حضرت عبد اللہ بن زبیر۔ ۹... حضرت ابو موسیٰ اشعری۔
۱۰... حضرت سعد بن ابی وقاص۔ ۱۱... حضرت جابر بن عبد اللہ۔ ۱۲... حضرت معاذ بن جبل۔ ۱۳... حضرت طلحہ۔
۱۴... حضرت زبیر۔ ۱۵... حضرت عبد الرحمٰن بن عوف۔ ۱۶... حضرت عمران بن حصین۔ ۱۷... حضرت ابو بکرہ۔
۱۸... حضرت عبادہ بن صامت۔ ۱۹... حضرت معاویہ بن ابی سفیان۔ ۲۰... حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم۔

یہ مذکورہ بالا بیس (۲۰) صحابہ کرام وہ ہیں جن سے اوسط درجے کے ساتھ فتاوی منقول ہیں:

يُمْكِنُ أَنْ يُجْمَعَ مِنْ فُتْيَا كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ صَغِيرٌ جِدًّا. (۱۰)

ممکن ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے فتاوی بہت ہی چھوٹی جلد میں جمع ہو جائیں۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اس کے بعد ایک سو دس (۱۱۰) صحابہ اور صحابیات کے اسماء ذکر کئے ہیں جو بہت کم فتوی دیا کرتے تھے، اور ان سے ایک، دو یا کچھ زائد مسائل مروی ہیں، یہ قلیل الفتاوی صحابہ کرام ہیں، ان کے فتاوی کے متعلق علامہ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

يُمْكِنُ أَنْ يُجْمَعَ مِنْ فُتْيَا جَمِيعِهِمْ جُزْءٌ صَغِيرٌ فَقَطْ بَعْدَ التَّقَصِّي وَالْبَحْثِ. (۱۱)

ممکن ہے کہ ان تمام صحابہ کے فتاوی غور و خوض اور تلاش کے بعد ایک کتابچہ میں جمع ہو جائیں۔

امام الجرح والتعدیل عظیم نقاد محدث امام ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق اُن صحابہ کرام کی تعداد جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعتِ حدیث کا شرف حاصل ہے اُن کی تعداد ایک لاکھ چودہ ہزار (۱۱۴۰۰۰) ہے۔

ایک شخص نے امام ابو زرعہ رحمہ اللہ سے پوچھا:

يَا أَبَا زُرْعَةَ أَلَيْسَ يُقَالُ: حَدِيثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَةُ آلَافِ حَدِيثٍ؟ قَالَ: وَمَنْ قَالَ ذَا؟ قَلْقَلَ اللهُ أَنْيَابَهُ هَذَا قَوْلُ الزَّنَادِقَةِ، وَمَنْ يُحْصِي حَدِيثَ رَسُولِ اللهِ؟ قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مِائَةِ أَلْفٍ وَأَرْبَعَةَ عَشَرَ أَلْفًا مِنَ الصَّحَابَةِ مِمَّنْ رَوَى عَنْهُ وَسَمِعَ مِنْهُ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: يَا أَبَا زُرْعَةَ هَؤُلَاءِ أَيْنَ كَانُوا وَسَمِعُوا مِنْهُ؟ قَالَ: أَهْلُ الْمَدِينَةِ وَأَهْلُ مَكَّةَ وَمَنْ بَيْنَهُمَا وَالْأَعْرَابُ وَمَنْ شَهِدَ مَعَهُ حَجَّةَ الْوَدَاعِ كُلٌّ رَآهُ وَسَمِعَ مِنْهُ يَعْرِفُهُ. (۱۲)

==================

(۱۰) إعلام الموقعين: فصل: أوّل من وقع عن الله، ۱/ ۱۷.

(۱۱) إعلام الموقعين: فصل: أوّل من وقع عن الله، ۱/ ۱۷.

(۱۲) الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع: ترتيب مسانيد الصحابة، ۲/ ۲۹۳، رقم: ۱۸۹٤/ مقدمة ابن الصلاح: النوع التاسع والثلاثون، ص۲۹۸.

اے ابوزرعہ ! کیا یہ نہیں کہا جاتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چار ہزار احادیث مروی ہیں ؟ آپ نے فرمایا: جس شخص نے ایسا کہا ہے اللہ تعالی اس کو برباد کرے، یہ زنادقہ کا قول ہے، کون آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا احاطہ کر سکتا ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ کرام موجود تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کیا، اس شخص نے کہا: اے ابوزرعہ ! یہ صحابہ کہاں قیام پذیر تھے اور کہاں انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کیا؟ آپ نے فرمایا: یہ اہلِ مدینہ، اہلِ مکہ اور ان کے گرد و نواح کے رہائشی اور دیہاتی تھے، ان میں وہ سارے حضرات بھی شامل ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک ہوئے اور ان میں سے ہر ایک نے میدانِ عرفات میں آپ کی زیارت بھی کی اور آپ سے سماعِ حدیث بھی کیا۔

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۶ھ) اور علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) کی تحقیق کے مطابق فتوی دینے والے صحابہ کرام کی تعداد ایک سو تیس (۱۳۰) سے کچھ زائد تھی، اور ان کے درمیان بھی تین طبقات تھے :

۱... کثیر الفتاوی سات (۷) صحابہ کرام

۲... اوسط الفتاوی بیس (۲۰) صحابہ کرام

۳... قلیل الفتاوی ایک سو دس (۱۱۰) صحابہ کرام[۱۳]

جیسا کہ ما قبل میں صحابہ کرام کے اسماء کے ساتھ باحوالہ بات گزر گئی، بقول امام ابوزرعہ رحمہ اللہ کے صحابہ کرام کی تعداد جن کو آپ سے شرفِ سماعت حاصل ہے ایک لاکھ چودہ ہزار ہے، لیکن فتوی دینے والے صحابہ کی تعداد صرف ایک سو تیس ہے، معلوم ہوا کہ محض حدیث کو روایت کرنا اور اس میں فقہ و بصیرت سے کام لینا دو مختلف امور ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ ان میں سے ہر صحابی منصبِ افتاء پر فائز نہ تھا اگرچہ ان میں جمیع حضرات رُواتِ حدیث تھے، اس فرق کے باعث فقہائے عظام اور محدثینِ کرام کے درمیان حدِ فاصل بھی خود بخود قائم ہو جاتی ہے۔ فقہاء فکری اور علمی اعتبار سے محدثین سے بلند رتبہ کے حامل ٹھہرتے ہیں کیونکہ محدثین اگر حدیث سے واقف ہیں تو فقہاء حدیث اور اس کے فہم دونوں سے آگاہ ہیں۔

دکتور محمد رواس قلعہ جی نے بڑی تحقیق، جستجو اور تلاش کے ساتھ چند صحابہ کرام کے فتاوی کو الگ الگ جمع کیا جو درج ذیل ہیں:

۱... موسوعة فقه أبي بكر　　۲... موسوعة فقه عمر بن خطاب

۳... موسوعة فقه عثمان بن عفان　　٤... موسوعة فقه علي بن أبي طالب

---

(۱۳) الإحكام في أصول الأحكام: الباب الثامن والعشرون، ٥/ ٩٢/ إعلام الموقعين: الصحابة الذين قاموا بالفتوى بعده، ١/ ١٧.

۵... موسوعة فقه عبد الله بن مسعود ٦... موسوعة فقه عبد الله بن عمر

فتوی دورِ تابعین میں

حضراتِ صحابہ کرام کے بعد فتاوی کے لئے اکابر تابعین کی طرف رجوع کیا جاتا تھا، اور یہ حضرات مختلف ایسے شہروں میں پھیلے ہوئے تھے جو مسلمانوں نے اپنی فتوحات کے بعد آباد کئے تھے۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَكَانَ الْمُفْتُونَ بِالْمَدِينَةِ مِنْ التَّابِعِينَ: ابْنَ الْمُسَيِّبِ، وَعُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَالْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَخَارِجَةَ بْنَ زَيْدٍ، وَأَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ، وَعُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، وَهَؤُلَاءِ هُمْ الْفُقَهَاءُ، وَقَدْ نَظَمَهُمْ الْقَائِلُ فَقَالَ:

إِذَا قِيلَ مَنْ فِي الْعِلْمِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ *** رِوَايَتُهُمْ لَيْسَتْ عَنْ الْعِلْمِ خَارِجَهْ

فَقُلْ هُمْ عُبَيْدُ اللهِ عُرْوَةُ قَاسِمٌ *** سَعِيدٌ أَبُو بَكْرٍ سُلَيْمَانُ خَارِجَهْ(١٤)

مدینہ میں فتوی دینے والے تابعین حضرات یہ ہیں:

۱... حضرت سعید بن مسیب ۲... حضرت عروہ بن زبیر ۳... حضرت قاسم بن محمد ۴... حضرت خارجہ بن زید ۵... حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام ۶... حضرت سلیمان بن یسار ۷... حضرت عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رحمہم اللہ۔

اور انہیں کو فقہائے سبعہ بھی کہا جاتا ہے، ان کے اسماء کو ایک شاعر نے اپنے اس شعر میں جمع کیا ہے، جب پوچھا جائے کہ علم کے سات سمندر کون ہیں جن کی روایات علم سے ذرا بھی ہٹ کر نہیں ہوتیں، تو تم کہہ دو کہ وہ عبیداللہ، عروہ، قاسم، سعید، ابوبکر، سلیمان اور خارجہ رحمہم اللہ ہیں۔

مکہ مکرمہ میں فتوی دینے والے امام عطاء بن ابی رباح، امام طاؤس بن کیسان، امام مجاہد بن جبر، امام عبید بن عمیر، امام عمرو بن دینار، امام عبداللہ بن ابی ملیکہ، امام عکرمہ رحمہم اللہ تھے۔

بصرہ میں فتوی دینے والے امام عمرو بن سلمہ، امام ابو مریم حنفی، امام حسن بصری، امام محمد بن سیرین، امام مسلم بن یسار، امام قتادہ بن دعامہ رحمہم اللہ تھے۔

کوفہ میں فتوی دینے والے امام علقمہ بن قیس نخعی، امام اسود بن یزید، امام عمرو بن شرحبیل، امام مسروق، امام شریح بن حارث، امام عبدالرحمٰن بن یزید رحمہم اللہ تھے۔

==================

(١٤) إعلام الموقعين: المفتون في المدينة، ١/ ٣٢.

شام میں فتوی دینے والے امام ابوادریس خولانی، امام عبداللہ بن زکریا، امام قبیصہ بن ذؤیب، امام سلیمان بن حبیب، امام خالد بن معدان رحمہم اللہ تھے۔

یمن میں فتوی دینے والے امام وہب بن منبہ صنعانی، امام عبدالرزاق بن ہمام اور امام سماک بن فضل رحمہم اللہ تھے۔ [۱۵]

ان مذکورہ بالا کبار اہلِ علم کے اکثر فتاوی جات موطآت، سنن، مسندات، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الآثار، شرح معانی الآثار اور دیگر کتبِ حدیث میں ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ

آپ کا نام نعمان، والد کا نام ثابت اور دادا کا نام زوطی، فارسی النسل تھے، اللہ تعالی نے حضرت زوطی کو دولتِ ایمان سے سرفراز فرمایا، ثابت کو بچپن میں ان کے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے کر گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ثابت کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے دعا فرمائی، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس دعا کا ظہور ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پوتے امام اسماعیل بن حماد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ونحن نرجو من الله أن يكون قد استجاب الله ذلك لعلي بن أبي طالب فينا. [۱٦]

اور ہم اللہ تعالی سے امید رکھتے ہیں کہ اس نے ہمارے حق میں حضرت علی بن ابی طالب کی دعا قبول فرمائی ہے۔

ابو حنیفہ کنیت کی وجہ

۱... آپ کی کنیت ابو حنیفہ ہے، لغت میں حنیفہ حنیف کا مؤنث ہے، حنیف اُسے کہتے ہیں جو سب لوگوں سے یکسو ہو کر رہے، اسی بناء پر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو حنیف کہتے ہیں۔ امام اعظم نے یہ کنیت اپنے لئے کیوں تجویز فرمائی جہاں تک راقم کا خیال ہے یہ تناول کی وجہ سے اختیار کی گئی ہے، جیسے عموماً ابوالمحاسن، ابوالحسنات، ابوالکلام وغیرہ کنیتیں رکھی جاتی ہیں۔

۲... آپ کا حلقہ درس وسیع تھا آپ کے شاگرد اپنے ساتھ قلم دوات رکھا کرتے تھے چونکہ اہل عراق دوات کو حنیفہ کہتے ہیں اس لئے آپ کو ابو حنیفہ کہا گیا ہے، یعنی دوات والے۔

۳... بعض نے کہا ہے آپ شدت سے حق کی طرف راغب اور کثرت سے اللہ کی عبادت کرتے تھے، لہذا آپ کو ابو حنیفہ کہا گیا۔ [۱۷]

==================

[۱۵] إعلام الموقعين: فصل في المفتيين، ۱/ ۳۳ تا ۴۰.

[۱٦] تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ۱۳/ ۳۲۷.

[۱۷] الخيرات الحسان: الفصل الرابع، ص۳۲.

بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ آپ کی کنیت ابو حنیفہ اس لئے ہے کہ آپ کی صاحبزادی کا نام حنیفہ تھا اسی مناسبت کی وجہ سے آپ کو ابو حنیفہ کہتے ہیں، لیکن یہ بات درست نہیں اس لئے کہ آپ کی کوئی صاحبزادی نہیں تھی اور نہ ہی حماد کے علاوہ آپ کا کوئی اور بیٹا تھا:

ولا يعلم له ولد ذكر ولا أنثى غير حماد.[۱۸]

امام اعظم کے متعلق نبوی پیشین گوئی

اللہ تبارک وتعالی نے سورہ جمعہ کی ابتدائی آیات میں فرمایا:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ. (الجمعة: ۲-۳)

ترجمہ: وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک (باعظمت) رسول کو بھیجا وہ ان پر اس کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں، اور ان (کے ظاہر و باطن) کو پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں، بے شک وہ لوگ ان (کے تشریف لانے) سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے، اور ان میں سے دوسرے لوگوں میں بھی (اس رسول کو تزکیہ و تعلیم کے لئے بھیجا ہے) جو ابھی ان لوگوں سے نہیں ملے (جو اس وقت موجود ہیں یعنی ان کے بعد کے زمانے میں آئیں گے) اور وہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔

ان آیات کریمہ میں اللہ رب العزت نے دو طرح کے لوگوں کا ذکر کیا ہے:

ایک قسم کے لوگوں میں وہ امی لوگ ہیں جنہیں آپ نے بذات خود براہِ راست فیض یاب فرمایا، جنہیں آپ کی تلاوت، تزکیہ اور کتاب و حکمت کی تعلیم کے نور سے روشن کیا ہے۔

دوسری قسم کے لوگوں کا ذکر قرآن نے "وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ" کے الفاظ سے بیان کیا ہے، ان سے مراد وہ لوگ تھے جو ابھی تک صحابہ کرام کے ساتھ نہیں ملے تھے بلکہ بعد میں آنے والے تھے، مگر آپ کا یہ فیض ان کے لئے بھی بیان ہوا ہے۔

اس آیت مبارکہ کے الفاظ کی تفسیر میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ایک متفق علیہ حدیث ہے جسے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے، آپ فرماتے ہیں: "وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ" اور ان میں سے دوسرے لوگوں میں بھی (اس رسول کے تزکیہ و تعلیم کے لئے بھیجا ہے) جو ابھی ان لوگوں سے نہیں ملے (جو اس وقت موجود ہیں یعنی ان کے بعد کے زمانہ میں آئیں گے) فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ تین بار یہی

---

[۱۸] الخيرات الحسان، الفصل الرابع، ص۳۲.

سوال کیا، اس وقت ہمارے درمیان حضرت سلمان فارسی بھی موجود تھے، نبی اکریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک حضرت سلمان فارسی پر رکھا پھر فرمایا:

لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ أَوْ رَجُلٌ مِّنْ هَؤُلَاءِ. (١٩)

اگر ایمان ثریا کی بلندیوں پر بھی ہوا تو اس کی قوم میں سے چند اشخاص یا فرمایا: ایک شخص اسے حاصل کر لے گا۔

امام بخاری کی بیان کردہ روایت میں آپ نے فرمایا کہ اس (یعنی حضرت سلمان فارسی) کی قوم فارس کے لوگوں میں سے کچھ لوگ یا ایک شخص آئے گا، اگر ایمان ثریا کی بلندیوں تک بھی ہوگا تو وہ اتنی بلندی پر بھی پہنچ کر اس کی معرفت حاصل کر لے گا۔اس روایت میں ایک شخص یا چند اشخاص کا بیان ہے، جب کہ امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ اہل فارس اور ابنائے فارس کی اولاد میں سے ایک شخص ہوگا جس کی طرف آیت کریمہ میں اشارہ ہے، حدیث کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں، حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ كَانَ الدِّيْنُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَذَهَبَ بِهِ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسٍ أَوْ قَالَ: مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسٍ حَتَّى يَتَنَاوَلَهُ. (٢٠)

اگر دین اوج ثریا پر بھی ہو تو اہل فارس (یا ابنائے فارس) میں سے ایک شخص اسے وہاں سے بھی پا لے گا۔

اس حدیث کو نو مختلف صحابہ کرام نے روایت کیا، صرف حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو ان کے تیرہ (۱۳) مختلف شاگردوں نے نقل کیا، اسی طرح دیگر صحابہ سے بھی ان کے مختلف تلامذہ نے اس روایت کو نقل کیا، اس روایت کو مختلف طرق واسانید کے ساتھ تقریباً کتیس (۳۱) محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیشن گوئی کی جو حرف بہ حرف مکمل ہوئی، یہ آپ کے معجزات میں سے ہے، آپ نے جس بات کی خبر دی ویسا ہی ہوا اور اس کا مصداق اکابر اہل علم کے نزدیک امام اعظم ابو حنیفہ قرار پائے۔

امام محمد بن یوسف صالحی شافعی (متوفی ۹۴۲ھ) نے اس صحیح حدیث کی بنیاد پر اپنی معروف کتاب "سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد" میں حضور کے معجزات کا تذکرہ کرتے ہوئے مستقل ایک باب قائم کیا:

الباب الثالث والخمسون في إشارته صلى الله عليه وسلم إلى وجود الإمام أبي حنيفة.

---

(١٩) صحيح البخاري: كتاب التفسير، باب قوله: وآخرين منهم لما يلحقوا بهم، ٦/ ١٥١، رقم الحديث: ٤٨٩٧/ صحيح مسلم: كتاب فضائل الصحابة، باب فضل فارس، ١٩٧٢/٤، رقم الحديث: ٢٥٤٦.

(٢٠) صحيح مسلم: كتاب فضائل الصحابة، باب فضل فارس، ١٩٧٢/٤، رقم الحديث: ٢٥٤٦.

یعنی اس ترپن نمبر باب میں اس حدیث کا ذکر ہے جس میں آپ نے امام اعظم ابو حنیفہ کے وجود کی پیشن گوئی فرمائی، علامہ صالحی باوجود یہ کہ شافعی المسلک ہیں انہوں نے اس حدیث کا مصداق امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو قرار دیا اور باقاعدہ اس پر باب قائم کیا، پھر اس کے تحت اس حدیث کے متعدد طرق اور اسانید کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وما جزم به شيخنا من أن الإمام أبا حنيفة رحمه الله عنه هو المراد من هذا الحديث السابق ظاهر لا شك فيه. [۲۱]

ہمارے شیخ علامہ جلال الدین سیوطی نے یقین کے ساتھ فرمایا کہ اس حدیث سے مراد امام ابو حنیفہ ہیں، اور اس بات میں کوئی شک نہیں ہے۔

نیز یہ بھی فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے، امام ابو حنیفہ کی بشارت اور فضیلت کے سلسلے میں اسی روایت پر اعتماد کیا جائے گا:

فهذا أصل صحيح يعتمد عليه في البشارة والفضيلة. [۲۲]

علامہ احمد بن حجر ہیتمی (متوفی ۹۷۳ھ) نے بھی اس حدیث کا مصداق امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو قرار دیا، آپ نے عنوان قائم کیا:

فيما ورد من تبشير النبي بالإمام أبي حنيفة رحمه الله تعالى.

پھر فرمایا کہ حافظ محقق جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے، امام ابو حنیفہ کی بشارت کے سلسلے میں اس صحیح اصل پر اعتماد کیا جائے گا، اور اس میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کامل فضیلت ہے:

قال الحافظ المحقق الجلال السيوطي: هذا أصل صحيح يعتمد عليه في البشارة بأبي حنيفة رحمه الله وفي الفضيلة التامة. [۲۳]

اندازہ کیجئے کہ تینوں جلیل القدر ائمہ علامہ جلال الدین سیوطی، علامہ محمد بن یوسف صالحی، علامہ احمد بن حجر ہیتمی باوجودیکہ یہ تینوں شافعی المسلک ہیں انہوں نے اس حدیث کا مصداق صرف امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو قرار دیا ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تفصیلی سوانح حیات، آپ کا مقام و مرتبہ، سو (۱۰۰) اہل علم کی آپ کے متعلق آراء، فن حدیث اور فقہ میں آپ کی جلالت شان، کتاب الآثار اور آپ کی انتیس (۲۹) مسانید کا تعارف، آپ پر کئے گئے نقد و جرح کے تفصیلی جوابات کے لئے راقم کی کتاب "امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا محدثانہ مقام" کا مطالعہ کریں۔

[۲۱] سبل الهدى والرشاد: أبواب معجزاته، الباب الثالث والخمسون، ۱۰/ ۱۱۶.

[۲۲] سبل الهدى والرشاد: أبواب معجزاته، الباب الثالث والخمسون، ۱۰/ ۱۱۶/ تبييض الصحيفة: ذكر تبشير النبي صلى الله عليه وسلم، ص ۲۱.

[۲۳] الخيرات الحسان: المقدمة الثالثة، ص ۲۳.

علم شریعت کے مدوّنِ اول امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ

فقہ کی باضابطہ تدوین کا شرف سب سے پہلے جس شخصیت کو حاصل ہوا وہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہیں، اسی لئے امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

من أراد الفقه فهو عيال على أبي حنيفة.

اس کا اعتراف تمام ہی منصف مزاج علماء نے کیا ہے، علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

إنه أوّل من دون علم الشريعة ورتبها أبوابًا ثم تبعه مالک بن أنس في ترتيب الموطا ولم يسبق أبا حنيفة أحد. (٢٤)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم شریعت کی تدوین کی اور اسے ابواب کی صورت میں مرتب کیا، پھر موطا کی ترتیب میں امام مالک رحمہ اللہ نے انہیں کی پیروی کی، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے پہلے کسی نے یہ کام نہیں کیا۔

علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

إنه أول من دون علم الشريعة ورتبه أبوابا وكتبا على نحو ما هو عليه اليوم وتبعه مالک في موطئه. (٢٥)

امام ابو حنیفہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم فقہ کو مدون کیا اور کتاب اور باب پر اس کو مرتب کیا جیسا کہ آج موجود ہے اور امام مالک نے اپنی موطا میں انہیں کی اتباع کی ہے۔

پھر اہم بات یہ ہے کہ امام صاحب نے دوسرے فقہاء کی طرح انفرادی طور پر اپنی آراء مرتب نہیں کیں، بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح شورائی انداز اختیار کیا، چنانچہ علامہ موفق مکی رحمہ اللہ (متوفی ۵٦۸ھ) فرماتے ہیں:

فوضع أبو حنيفة مذهبه شورى بينهم لم يستمد بنفسه دونهم-

امام ابو حنیفہ نے اپنا مذہب شورائی رکھا، آپ شرکاءِ شوری کو چھوڑ کر تنہا اپنی رائے مسلط نہیں کرتے۔

اس کا نتیجہ تھا کہ بعض اوقات ایک مسئلہ پر ایک ماہ یا اس سے زیادہ بحث و مباحثہ کا سلسلہ جاری رہتا تھا، چنانچہ امام موفق رحمہ اللہ ہی رقم طراز ہیں:

كان يتقي مسئلة يقلبهم ويسمع ما عندهم ويقول ما عنده ويناظرهم شهرا أو أكثر من ذلک حتى يستقر أحد الأقوال فيها. (٢٦)

==================

(٢٤) تبييض الصحيفة بمناقب الإمام أبي حنيفة: أوّل من دوّن علم الشريعة، ص١٢٩.

(٢٥) الخيرات الحسان: الفصل الثاني عشر، ص١٣٢.

(٢٦) مناقب أبي حنيفة للموفق: ٢/ ١٣٣.

امام صاحب ایک ایک مسئلہ پیش کرتے، ان کے خیالات کا جائزہ لیتے اور ان کی بھی باتیں سنتے، اپنے خیالات پیش کرتے اور بعض اوقات ایک ماہ یا اس سے زیادہ تبادلہ خیال کا سلسلہ جاری رکھتے یہاں تک کہ کوئی ایک قول متعین ہو جاتا۔

مجلس فقہ میں شریک اکابر علماء اور ان کے سنین وفات

عام طور پر یہ بات نقل کی گئی ہے کہ اس مجلس میں اپنے عہد کے چالیس ممتاز علماء شامل تھے، لیکن ان کے سنین وفات اور امام صاحب رحمہ اللہ سے وابستگی کے زمانہ کو دیکھتے ہوئے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ یہ سارے لوگ شروع سے آخر تک اس کام میں شریک نہیں رہے، بلکہ مختلف ارکان نے مختلف ادوار میں کارِ تدوین میں ہاتھ بٹایا اور ان میں بعض وہ تھے جنہوں نے آخری زمانہ میں اس کام میں شرکت کی، عام طور پر شرکاء مجلس کے اسماء ایک جگہ نہیں ملتے، مفتی عزیز الرحمٰن اور ڈاکٹر محمد میاں صدیقی نے ان ناموں کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی ہے اور ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی نے ان ہی کے حوالہ سے اسے نقل کیا ہے، نام اس طرح ہیں:

١۔۔۔۔زفر بن ہذیل رحمہ اللہ (متوفی ١٥٨ھ)
٢۔۔۔۔مالک بن مغول رحمہ اللہ (متوفی ١٥٩ھ)
٣۔۔۔۔داود طائی رحمہ اللہ (متوفی ١٦٠ھ)
٤۔۔۔۔مندل بن علی رحمہ اللہ (متوفی ١٦٨ھ)
٥۔۔۔۔نصر بن عبد الکریم رحمہ اللہ (متوفی ١٦٩ھ)
٦۔۔۔۔عمرو بن میمون رحمہ اللہ (متوفی ١٧١ھ)
٧۔۔۔۔حبان بن علی رحمہ اللہ (متوفی ١٧٢ھ)
٨۔۔۔۔ابو عصمہ رحمہ اللہ (متوفی ١٧٣ھ)
٩۔۔۔۔زہیر بن معاویہ رحمہ اللہ (متوفی ١٧٣ھ)
١٠۔۔۔۔قاسم بن معن رحمہ اللہ (متوفی ١٧٥ھ)
١١۔۔۔۔حماد بن ابی حنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ١٧٦ھ)
١٢۔۔۔۔ہیاج بن بطام رحمہ اللہ (متوفی ١٧٧ھ)
١٣۔۔۔شریک بن عبد اللہ رحمہ اللہ (متوفی ١٧٨ھ)
١٤۔۔۔۔عافیہ بن یزید رحمہ اللہ (متوفی ١٨١ھ)
١٥۔۔۔عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ١٨١ھ)
١٦۔۔۔۔نوح بن دراج رحمہ اللہ (متوفی ١٨٢ھ)
١٧۔۔۔۔امام ابو یوسف رحمہ اللہ (متوفی ١٨٢ھ)
١٨۔۔۔ہشیم بن بشیر سلمی رحمہ اللہ (متوفی ١٨٣ھ)
١٩۔۔۔ابو سعید یحییٰ بن زکریا رحمہ اللہ (متوفی ١٨٤ھ)
٢٠۔۔۔فضیل بن عیاض رحمہ اللہ (متوفی ١٨٧ھ)
٢١۔۔۔۔اسد بن عمرو رحمہ اللہ (متوفی ١٨٨ھ)
٢٢۔۔۔۔محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ (متوفی ١٨٩ھ)
٢٣۔۔۔علی بن مسہر رحمہ اللہ (متوفی ١٨٩ھ)
٢٤۔۔۔۔یوسف بن خالد رحمہ اللہ (متوفی ١٨٩ھ)
٢٥۔۔۔۔عبد اللہ بن ادریس رحمہ اللہ (متوفی ١٩٢ھ)
٢٦۔۔۔۔فضل بن موسیٰ رحمہ اللہ (متوفی ١٩٢ھ)
٢٧۔۔۔۔حفص بن غیاث رحمہ اللہ (متوفی ١٩٤ھ)
٢٨۔۔۔۔وکیع بن جراح رحمہ اللہ (متوفی ١٩٧ھ)
٢٩۔۔۔ہشام بن یوسف رحمہ اللہ (متوفی ١٩٧ھ)
٣٠۔۔۔یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ (متوفی ١٩٨ھ)

۳۱۔۔۔شعیب بن اسحاق رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ)
۳۲۔۔۔ابو حفص بن عبد الرحمن رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۹ھ)
۳۳۔۔۔ابو مطیع بلخی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۹ھ)
۳۴۔۔۔خالد بن سلیمان رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۹ھ)
۳۵۔۔۔عبد الحمید رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۳ھ)
۳۶۔۔۔ابو عاصم النبیل رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۲ھ)
۳۷۔۔۔مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ)
۳۸۔۔۔حماد بن دلیل رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ)[۲۷]

استنباطِ مسائل میں امام اعظم رحمہ اللہ کا طریقہ کار

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) اور علامہ حسین بن علی صیمری رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۶ھ) نے بہ سند متصل آپ سے نقل کیا ہے کہ:

آخذ بكتاب الله، فما لم أجد فبسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم، فان لم أجد في كتاب الله ولا بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم آخذ بقول أصحابه، آخذ بقول من شئت منهم وأدع من شئت منهم، ولا أخرج من قولهم إلى قول غيرهم- فإذا انتهى الأمر أو جاء إلى إبراهيم والشعبي وابن سيرين والحسن وعطاء وسعيد بن المسيب وعدد رجالا، فقوم اجتهدوا فاجتهد كما اجتهدوا.[۲۸]

میں (کسی بھی شرعی مسئلہ کا حل) کتاب اللہ (قرآن مجید) سے لیتا ہوں۔ اگر اس میں نہیں پاتا تو پھر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو لیتا ہوں، اور اگر مجھے اس مسئلہ کا حل کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں میں سے نہیں ملتا تو پھر میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے آثار کو لیتا ہوں۔ ان میں سے جس کا قول (مجھے راجح معلوم ہوتا ہے) لے لیتا ہوں، اور جس کا قول (مرجوح معلوم ہو) اس کو میں چھوڑ دیتا ہوں، البتہ ان کے آثار کی موجودگی میں کسی غیر صحابی کا قول میں قبول نہیں کرتا۔ اور جب معاملہ ابراہیم نخعی، شعبی، ابن سیرین، حسن بصری، عطاء بن ابی رباح، سعید بن مسیب رحمہم اللہ اور ان جیسے دیگر تابعین تک پہنچ جائے (تو چونکہ وہ بھی میری طرح مجتہدین تھے، لہٰذا) جیسے انہوں نے اجتہاد کیا ہے میں بھی اجتہاد کرتا ہوں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے اس سلسلے میں آپ سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں:

آخذ بكتاب الله، فما لم أجد فبسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم، والآثار الصحاح عنه التي فشت في أيدي الثقات عن الثقات، فان لم أجد فبقول أصحابه آخذ بقول من شئت، وأما إذا انتهى الأمر إلى إبراهيم

---

[۲۷] قاموس الفقه: ۱/ ۳۶۰- ۳۶۱.

[۲۸] تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما ذكر من وفور عقل أبي حنيفة، ۳٦٥/۱۳/ الانتقاء في فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة، ۱٤۲/ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ما روي عن أبي حنيفة في الأصول، ۲٤.

والشعبي والحسن وعطاء، فاجتهد كما اجتهدوا. [٢٩]

میں (مسائل شرعیہ کا حل) کتاب اللہ سے لیتاہوں، اگر اس میں نہ ملے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپ کی ان صحیح احادیث سے لیتاہوں جو ثقہ راویوں کے ہاتھوں میں ثقہ راویوں کے ذریعے عام پھیل چکی ہیں، اور اگر ان دونوں (قرآن وسنت) میں مجھے کوئی حکم نہیں ملتا تو پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کے قول کو لے لیتاہوں، اور جب معاملہ ابراہیم نخعی، عامر شعبی، حسن بصری اور عطاء بن ابی رباح رحمہم اللہ جیسے مجتہدین تابعین پر آٹھہرتا ہے تو جیسے انہوں نے اجتہاد کیا میں بھی اجتہاد کرتاہوں۔

فقہ حنفی کی کتابیں

بنیادی طور پر فقہ حنفی کے مصادر کے تین حصے کئے گئے ہیں:

ا... مسائل الاصول ٢... مسائل النوادر ٣... فتاوی اور واقعات

(١) مسائل الأصول

جن کو ظاہر الروایہ بھی کہتے ہیں، یہ وہ مسائل ہیں جو ائمہ مذہب یعنی امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ سے مروی ہیں، ان تین حضرات کو "ائمہ ثلاثہ" کہا جاتا ہے، یہ وہ مسائل ہیں جنہیں امام محمد رحمہ اللہ نے اپنی مندرجہ ذیل چھ (٦) کتابوں میں ذکر کئے ہیں:

ا... المبسوط۔ ٢... الجامع الصغیر۔ ٣... الجامع الکبیر۔ ٤... الزیادات۔ ٥... السیر الصغیر۔ ٦... السیر الکبیر۔

ان کو ظاہر الروایہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ امام محمد رحمہ اللہ سے شہرت کے ساتھ قابلِ اعتماد راویوں کے ذریعے منقول ہیں۔

(٢) مسائل النوادر

یہ وہ مسائل ہیں جو مذکورہ بالا ائمہ مذہب ہی سے منقول ہیں مگر وہ امام محمد رحمہ اللہ کی مذکورہ بالا چھ کتابوں میں مذکور نہیں ہیں، بلکہ آپ کی دیگر فقہی کتابوں میں مذکور ہیں، جیسے کیسانیات (یہ وہ مسائل ہیں جو شعیب بن سلیمان رحمہ اللہ نے امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کئے ہیں) ہارونیات (یہ وہ مسائل ہیں جو ہارون الرشید کے لئے یا اس سے تعلق کے زمانے میں بیان کئے ہیں) جرجانیات (یہ وہ مسائل ہیں جو علی بن صالح جرجانی رحمہ اللہ نے امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کئے ہیں) رقیات (یہ وہ مسائل ہیں جن کو آپ نے رقہ شہر میں قیام کے دوران بیان کئے، ان مسائل کو امام ابن سماعہ رحمہ اللہ نے آپ سے روایت کئے ہیں)

[٢٩] مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ٣٤.

چونکہ یہ کتابیں امام محمد رحمہ اللہ کی پہلی چھ کتابوں کی طرح واضح، ثابت اور صحیح روایات کے ساتھ مروی نہیں ہیں، اس لئے ان کو مسائل النوادر اور مسائل غیر ظاہر الروایہ کہا جاتا ہے۔

(۳) الفتاوی والواقعات

فتاوی اور واقعات ایک ہی مفہوم کے لئے دو لفظ ہیں، یہ وہ مسائل ہیں جن کو بعد کے مجتہدین نے اس وقت مستنبط کیا جب ان سے وہ مسائل دریافت کئے گئے، اور ائمہ مذہب متقدمین سے ان مسائل کے بارے میں انہیں کوئی روایت نہیں ملی۔[۳۰]

۱... المبسوط

امام محمد رحمہ اللہ کی مذکورہ چھ کتابوں میں سب سے پہلے لکھی جانے والی کتاب "المبسوط" ہے، اس کو "الأصل" بھی کہتے ہیں، اس کو اصل یا تو اس لئے کہتے ہیں کہ یہ سب سے پہلے تصنیف کی گئی یا یہ بقیہ سب کتابوں سے اہم اور مفصل ہے، نیز یہ ظاہر الروایہ کی دیگر کتابوں کے لئے بنیاد ہے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں:

وَاشْتَهَرَ الْمَبْسُوْطُ بِالْأَصْلِ وَذَا *** لِسَبْقِهِ السِّتَّةَ تَصْنِيْفًا كَذَا

اور مبسوط اصل کے نام سے مشہور ہوئی ہے، اور یہ بات ان کی چھ تصنیف میں مقدم ہونے کی وجہ سے ہے (پس یہ گویا دیگر کتابوں کے لئے بنیاد ہے)۔[۳۱]

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) لکھتے ہیں:

وللإمام محمد بن الحسن الشيباني (المتوفى سنة ١٨٩) تسع وثمانين ومائة.
ألفه: مفردا، فأولا: ألّف مسائل الصلاة، وسماه: ''كتاب الصلاة'' و''مسائل البيوع''
وسماه: ''كتاب البيوع'' وهكذا: الإيمان والإكراه، ثم جمعت، فصارت مبسوطا.
وهو: المراد حيث ما وقع في الكتب: قال محمد في كتاب فلان (المبسوط) كذا.[۳۲]

امام محمد شیبانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) کی کتاب مبسوط کو انہوں نے پہلے الگ الگ لکھا تھا، سب سے پہلے انہوں نے نماز کے مسائل

===================

[۳۰] شرح عقود رسم المفتي: طبقات المسائل ثلاثة، ص٦٥ - ٦٦ - ٦٧.
[۳۱] شرح عقود رسم المفتي: معنى كتب الأصل، ص٧٥.
[۳۲] كشف الظنون: المبسوط في فروع الحنفية، ٢/ ١٥٨١.

لکھے اور اس کا نام "کتاب الصلاۃ" رکھا۔ بیع کے مسائل تالیف کئے تو ان کا نام "کتاب البیوع" رکھا، یہی صورتِ حال "کتاب الأیمان" اور "کتاب الإکراہ" کی ہے، پھر انہوں نے ان کتابوں کو جمع کیا تو "المبسوط" وجود میں آگئی اور جہاں کہیں کتبِ فقہ میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ امام محمد نے فلاں کتاب میں یہ لکھا ہے تو اس سے مراد یہی (مبسوط کے اجزاء) ہوتے ہیں۔

اہلِ کتاب میں سے ایک عقلمند شخص نے مبسوط کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ کہتے ہوئے اسلام قبول کر لیا تھا:

هذا كتاب محمدكم الأصغر! فكيف كتاب محمدكم الأكبر؟[٣٣]

جب تمہارے چھوٹے محمد کی کتاب کا یہ عالم ہے تو تمہارے بڑے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کتاب (قرآن) کا کیا حال ہوگا۔

اس کتاب کا مشہور نسخہ وہ ہے جو ابو سلیمان جوزجانی رحمہ اللہ سے روایت ہے۔ اس کتاب کے بہت سے مسائل امام محمد رحمہ اللہ نے ان کے سوالات کے جوابات کے طور پر بیان کئے ہیں، اور بہت سے مسائل از خود بھی بیان کئے ہیں، کتاب کے آغاز میں امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قد بيّنت لكم قَول أبي حنيفَة وَأبي يُوسُف وَقَوْلي وَمَا لم يكن فِيهِ اخْتِلَاف فَهُوَ قَوْلنَا جَمِيعًا.[٣٤]

میں نے تمہارے سامنے امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور اپنا قول واضح کر کے بیان کیا اور جس مسئلے میں اختلاف بیان نہیں کروں تو وہ ہم سب کا متفقہ قول ہوگا۔

اس کتاب کو محقق العصر علامہ ابو الوفاء افغانی رحمہ اللہ نے نہایت جستجو اور تلاش کے بعد مختلف نسخوں سے تحقیق کے بعد شائع کیا ہے، اس نسخے میں مندرجہ ذیل سولہ (١٦) کتابیں ہیں:

١... كتاب الصلاة ٢... كتاب الحيض ٣... كتاب الزكاة ٤... كتاب ما يوضع فيه الخمس ٥...كتاب الصوم ٦... كتاب نوادر الصوم ٧... كتاب المناسك ٨... كتاب التحري ٩... كتاب الاستحسان ١٠... كتاب الأيمان ١١...كتاب المكاتب ١٢... كتاب الولاء ١٣... كتاب الجنايات ١٤... كتاب الديات ١٥... كتاب العلل ١٦... كتاب البيوع

یاد رہے کہ یہ شائع شدہ حصہ مکمل کتاب نہیں ہے، صرف مندرجہ بالا سولہ کتابوں پر مشتمل ہے، جب کہ یہ کتاب ترپن (۵۳) کتابوں پر مشتمل ہے، علامہ ابن ندیم (متوفی ۴۳۸ھ) نے امام محمد رحمہ اللہ کی تصنیفات میں اِن ترپن کتابوں کے نام لکھے ہیں، دیکھئے تفصیلاً:[٣٥]

==================

[٣٣] كشف الظنون: المبسوط في فروع الحنفية، ٢/ ١٥٨١.

[٣٤] المبسوط: ١/ ١.

[٣٥] الفهرست: المقالة السادسة، الفن الثاني، ١/ ٢٥٣- ٢٥٤

فقہی کتابوں میں جب یہ آتا ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ نے یہ بات مثلاً "کتاب الحوالة" یا "کتاب الكفالة" یا "کتاب الهبة" میں لکھی ہے تو اِس سے مراد مبسوط ہی کی کتابیں ہوتی ہیں۔

امام محمد رحمہ اللہ کی "المبسوط" ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی سے بھی پانچ (۵) جلدوں میں چھپ گئی ہے۔

فقہائے حنفیہ میں سے بہت سے حضرات نے اس کتاب کی شرح لکھی ہے، جن میں شیخ الاسلام خواہر زادہ رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ) کی "مبسوط البكري" اور شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۴۸ھ) کی "شرح المبسوط" ہے، وضاحت نامی کتاب میں جہاں کہیں "نسخة شيخ الإسلام" کا لفظ آئے تو اِس سے مراد ان کی مبسوط کی لکھی ہوئی شرح ہوتی ہے۔ [۳۶]

۲... الجامع الصغير

امام محمد رحمہ اللہ نے "المبسوط" کے بعد "الجامع الصغير" لکھی ہے، علامہ شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں:

اَلْجَامِعُ الصَّغِيْرُ بَعْدَهُ فَمَا *** فِيْهِ عَلَى الْأَصْلِ لِذَا تَقَدَّمَا[۳۷]

مبسوط کے بعد الجامع الصغیر (باقی کتابوں سے مقدم) ہے، لہٰذا جو بات الجامع الصغیر میں ہے وہ اسی وجہ سے مبسوط سے مقدم ہے یعنی چونکہ جامع صغیر کی تصنیف بعد میں ہے اس لئے وہ بمنزلہ ناسخ ہے اور بوقتِ تعارض اس کے اقوال اصل (مبسوط) کے اقوال سے مقدم ہوں گے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کتاب کا سببِ تالیف یہ ہوا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے امام محمد رحمہ اللہ سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ ایک ایسی کتاب مرتب کریں جس میں ان کی سند سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اقوال ذکر کئے جائیں، تو امام محمد رحمہ اللہ نے تعمیلِ حکم میں یہ کتاب لکھی، اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کی تو آپ نے اس کو بہت پسند کیا:

أن أبا يوسف مع جلالة قدره لا يفارقه في سفر ولا حضر.

امام ابو یوسف باوجود جلالت شان کے ہمیشہ سفر و حضر میں اس کتاب کو ساتھ رکھتے تھے۔

امام علی رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

من فهم هذا الكتاب فهو أفهم أصحابنا، وكانوا لا يقلدون أحدا القضاء حتى يمتحنوه به.

==================

[۳۶] كشف الظنون: المبسوط في فروع الحنفية، ۲/ ۱۵۸۱.

[۳۷] شرح عقود رسم المفتي: ص۷۴.

جو شخص اس کتاب کو سمجھ لے وہ احناف میں فہیم ترین آدمی ہے، اور علمائے احناف جب تک اس کتاب میں امتحان نہیں لیتے تھے کسی کو عہدہ قضا پر فائز نہیں کرتے تھے۔

امام بزدوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کتاب میں ایک ہزار پانچ سو بتیس (۱۵۳۲) مسائل ہیں۔ (۳۸)

اس کتاب کے آغاز میں ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ نے اس کتاب میں چالیس فقہی کتب (كتاب الصلاة، كتاب الزكاة) وغیرہ قائم کیں، لیکن ان کے تحت ابواب قائم نہیں کئے جیسا کہ مبسوط میں کئے تھے، تو امام ابو طاہر دباس رحمہ اللہ نے ان کو ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا تاکہ استفادہ کرنے والوں کے لئے آسانی ہو۔ (۳۹)

اس کتاب کی شرح علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) نے "النافع الكبير" کے نام سے لکھی۔

امام محمد رحمہ اللہ کی یہ کتاب شرح کے ساتھ پانچ سو چونتیس (۵۳۴) صفحات پر مشتمل عالم الکتب بیروت سے ایک جلد میں ۱۴۰۶ھ میں چھپی ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے اس کتاب پر لکھی گئی شروحات اور ان کے مصنفین کے احوال قدرے تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں، اہل علم حضرات تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: (۴۰)

۳... الجامع الكبير

امام محمد رحمہ اللہ نے بظاہر "الجامع الصغير" کے بعد "الجامع الكبير" کو تالیف کیا، یہ کتاب فقہ کے دقیق مسائل اور کثرتِ تفریعات میں لاجواب ہے، اس کتاب کا تعارف صاحب العنایہ علامہ اکمل الدین بابرتی رحمہ اللہ (متوفی ۷۸۶ھ) کی زبانی سنئے:

هو كاسمه لجلائل مسائل الفقه جامع كبير، قد اشتمل على عيون الروايات، ومتون الدرايات، بحيث كاد أن يكون معجزاً، ولتمام لطائف الفقه منجزاً، شهد بذلك بعد إنفاد العمر فيه، داروه ولا يكاد يلم بشيء من ذلك عاروه. ولذلك امتدت أعناق ذوي التحقيق نحو تحقيقه، واشتدت رغباتهم في الاعتناء بحلى لفظه وتطبيقه، وكتبوا له شروحاً، وجعلوه مبيناً مشروحاً. (٤١)

یہ کتاب واقعی اپنے نام کی طرح تمام اہم اور بڑے مسائلِ فقہ کی بہت زیادہ جامع ہے، یہ کتاب اہم روایات اور مستحکم عقلی اصولوں

(٣٨) شرح عقود رسم المفتي: مطلب في سبب تأليف "الجامع الصغير" ص٧٦.

(٣٩) الجامع الصغير وشرحه النافع الكبير: ص٦٧، ط: عالم الكتب بيروت.

(٤٠) النافع الكبير لمن يطالع الجامع الصغير: الفصل الرابع في ذكر شراح الجامع الصغير، ص٥٠ تا ٥٩.

(٤١) كشف الظنون: الجامع الكبير في الفروع، ١/ ٥٦٩.

پر مشتمل ہے، گویا کہ یہ دوسروں کو عاجز کردینے والی ہے اور فقہ کی تمام باریک باتوں کو پورا پورا بیان کرنے والی ہے، جو بھی اس کی وادی میں اُترا اِس نے اپنی پوری عمر کھپا دینے کے بعد اس بات کی گواہی دی ہے اور اِس سے دور رہنے والا ممکن نہیں ہے کہ ان چیزوں میں سے بھی کچھ حاصل کرپائے، اسی لئے تو محققین میں اس کے لفظی حل اور تطبیق مسائل کی طرف توجہ کی شدید رغبت رہی ہے، محققین نے اس کی بہت سی شروحات لکھیں اور اس کو بہت واضح اور خوب تشریح شدہ کتاب بنادیا ہے۔

امام جمال الدین بن عبید اللہ رحمہ اللہ نے محرم ۶۱۵ھ کو موصل سے قاضی شرف الدین بن عُنین رحمہ اللہ کی طرف خط میں یہ لکھا:

كنت مذ زمن طويل تأملت كتاب الجامع الكبير لمحمد بن الحسن رحمه الله وارتقم على خاطري منه شيء والكتاب في فنه عجيب غريب لم يصنف مثله.(٤٢)

میں ایک طویل عرصے سے امام محمد بن حسن رحمہ اللہ کی کتاب "الجامع الکبیر" میں غور وفکر کررہاہوں اور میرے دل میں اس کا کچھ حصہ نقش ہوگیا ہے، اور یہ کتاب اپنے فن میں عجیب وغریب ہے، اس جیسی کتاب آج تک نہیں لکھی گئی۔

امام محمد رحمہ اللہ سے "الجامع الکبیر" کو ایک بڑی جماعت نے روایت کیا، اس کے مشہور راویوں میں امام ابو سلیمان جوزجانی، امام ابو حفص کبیر، امام علی بن معبد بن شداد اور محمد بن سماعہ تمیمی رحمہم اللہ ہیں۔

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰٦۷ھ) نے "الجامع الکبیر" پر لکھی گئی سترہ (۱۷) شروحات مصنفین کے نام اور ان کے سنِ وفات کے ساتھ ذکر کی ہیں، تفصیلاً دیکھئے: (٤٣)

٤... الزيادات وزيادات الزيادات

یہ دونوں کتابیں "الجامع الکبیر" کا تکملہ اور تتمہ ہیں، علامہ ابو الوفاء افغانی رحمہ اللہ علامہ قاضی خان رحمہ اللہ سے "شرح زیادات الزیادات" کے مقدمے میں نقل کرتے ہیں:

لأنه لما فرغ من تأليف الجامع الكبير تذكّر فروعا لم يذكرها فيه، فصنف كتابا آخر ليذكر فيه تلك الفروع، وسمّاه ''الزيادات'' ثم تذكّر فروعا أخرى فصنف كتابا آخر ليذكر فيه تلك الفروع الأخرى

(٤٢) بلوغ الأماني: كتب محمد بن الحسن ومصنفاته، ص١٩٧، ط: دار الكتب العلمية.

(٤٣) كشف الظنون: الجامع الكبير في الفروع، ١/ ٥٦٩.

وسمّاه ''زيادات الزيادات'' فقطع عن ذلك ولم يتمّه.(٤٤)

جب امام محمد رحمہ اللہ "الجامع الکبیر" کی تالیف سے فارغ ہوئے تو انہیں کچھ ایسی تفریعات یاد آئیں جو انہوں نے "الجامع الصغیر" میں ذکر نہیں کی تھیں، تو انہوں نے ایک کتاب لکھی تاکہ اس میں وہ تفریعات ذکر کر دیں، اس کتاب کا نام انہوں نے "الزیادات" رکھا، پھر انہیں مزید کچھ فروعات یاد آئیں تو انہوں نے ایک کتاب ان فروعات کے ذکر کے لئے تصنیف کی اور اس کا نام "زیادات الزیادات" رکھا، اس کی تکمیل سے پہلے ہی امام محمد رحمہ اللہ کا انتقال ہو گیا اور وہ اسے مکمل نہیں کر پائے۔

چونکہ یہ کتاب "الجامع الکبیر" کا تکملہ ہے اس لئے اس کا اسلوب بھی مسائل کی باریک بینی اور فرضی تفریعات کے توسع میں اس سے مختلف نہیں ہے، یہ کتاب چونکہ تکملہ ہے اس وجہ سے یہ تمام ابوابِ فقہ پر مشتمل نہیں ہے، اس کے زیادہ تر مسائل کا تعلق معاملات سے ہے۔

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے اس کتاب پر لکھی گئی شروحات کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے، دیکھئے: (۴۵)

مولانا محمد قاسم اشرف صاحب نے نہایت محنت اور عرق ریزی کے ساتھ "شرح الزیادات" کی تحقیق کو سرانجام دیا، مختلف نسخوں سے باریک بینی کے ساتھ موازنہ کرکے عمدہ تعلیقات و حواشی کے ساتھ چھ جلدوں میں اس کتاب کو شائع کیا، یہ کتاب ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی سے چھپ گئی ہے۔ محقق نے کتاب کے شروع میں ایک مفید علمی مقدمہ لکھا ہے جس میں انہوں نے امام محمد اور امام قاضی خان رحمہما اللہ کی سوانح اور ان کی تصنیفات کا ذکر کیا ہے، "الزیادات" اور اس کے نسخوں کے متعلق بھی تفصیلات بتائی ہیں، اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ امام قاضی خان رحمہ اللہ ہر باب کے شروع میں ان اصولوں کی تشریح کرتے ہیں جن پر امام محمد رحمہ اللہ نے اس باب کے مسائل کی بنیاد رکھی ہے، علم فقہ میں عمق کے لئے ان اصولوں کا مطالعہ نہایت مفید ہے، کتاب کے محقق مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے کتاب پر عمدہ تحقیق و تعلیق کے ساتھ ان تمام اصول و ضوابط کو بطورِ خلاصہ کے کتاب کے آخر میں یکجا کیا ہے۔

۵... السیر الصغیر

فقہ کی اصطلاح میں "سیر" اُن قوانین کو کہا جاتا ہے جن کا تعلق جنگ و امن، مسلمانوں اور غیر مسلموں کے تعلقات اور مسلم و غیر مسلم ممالک کے باہمی روابط سے ہوتا ہے، قانون کی تاریخ میں اس موضوع پر پہلی کتاب امام محمد رحمہ اللہ نے تالیف کی ہے،

(٤٤) أصول الإفتاء وآدابه: الزيادات وزيادات الزيادات، ص١٣٠.

(٤٥) كشف الظنون: الزيادات، ٢/ ٩٦٢.

امام حاکم شہید رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الکافي" میں اس کو مکمل نقل کیا ہے، علامہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ) نے "المبسوط" میں اس کی شرح کی ہے، دسویں جلد کے آخر میں آپ فرماتے ہیں:

انْتَهَى شَرْحُ السِّيَرِ الصَّغِيرِ الْمُشْتَمِلِ عَلَى مَعْنًى أَثِيرٍ بِإِمْلَاءِ الْمُتَكَلِّمِ بِالْحَقِّ الْمُنِيرِ الْمَحْصُورِ لِأَجْلِهِ شَبَهُ الْأَسِيرِ الْمُنْتَظِرِ لِلْفَرَجِ مِنَ الْعَالِمِ الْقَدِيرِ. (۴۶)

السیر الصغیر کی شرح مکمل ہوئی جو بہت بُر اثر معانی پر مشتمل ہے اور اس شرح کو ایک ایسے شخص نے اپنے شاگردوں کو املاء کروایا ہے جس نے بالکل روشن حق بیان کیا تھا، اور اب وہ حق کہنے کی پاداش میں ایک قیدی کی طرح گرفتار ہے اور اللہ تعالی سے جو عالم وقدیر ہے اس سے اپنی رہائی کا منتظر ہے۔

یہ کتاب ماضی قریب تک مخطوط کی شکل میں تھی، اللہ تعالی جزائے خیر عطافرمائے حضرت ڈاکٹر محمود احمد غازی رحمہ اللہ کو جنہوں نے نہایت جستجو وتلاش اور مختلف قلمی نسخوں اور مخطوطات سے تحقیق کرکے عمدہ حواشی اور تشریحات کے ساتھ انگریزی زبان میں اس کی شرح اور مقدمہ لکھا، یہ کتاب ادارہ بحوث اسلامی، اسلام آباد سے شائع ہوئی ہے، نیز یہ کتاب شیخ محمد مجید خدوری کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ ۲۸۳ صفحات پر الدار المتحدہ للنشر بیروت سے چھپ گئی ہے۔

٦... السير الكبير

یہ کتاب ظاہر الروایہ کی چھ کتابوں میں تصنیف کے اعتبار سے سب سے آخری کتاب ہے، علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَآخِرُ السِّتَّةِ تَصْنِيفًا وَرَدْ *** اَلسِّيَرُ الْكَبِيْرُ فَهُوَ الْمُعْتَمَدْ

اور منقول ہے کہ چھ کتابوں میں آخری تصنیف سیر کبیر ہے، پس وہی معتمد ہے۔

علامہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ) لکھتے ہیں:

ثُمَّ أَمَرَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللَّهُ أَنْ يُكْتَبَ هَذَا الْكِتَابُ فِي سِتِّينَ دَفْتَرًا، وَأَنْ يُحْمَلَ عَلَى عَجَلَةٍ إِلَى بَابِ الْخَلِيفَةِ. فَقِيلَ لِلْخَلِيفَةِ: قَدْ صَنَّفَ مُحَمَّدٌ كِتَابًا يُحْمَلُ عَلَى الْعَجَلَةِ إِلَى الْبَابِ. فَأَعْجَبَهُ ذَلِكَ وَعَدَّهُ مِنْ مَفَاخِرِ أَيَّامِهِ. فَلَمَّا نَظَرَ فِيهِ ازْدَادَ إِعْجَابُهُ بِهِ. ثُمَّ بَعَثَ أَوْلَادَهُ إِلَى مَجْلِسِ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ لِيَسْمَعُوا مِنْهُ هَذَا الْكِتَابَ وَكَانَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ تَوْبَةَ الْقَزْوِينِيُّ مُؤَدِّبَ أَوْلَادِ الْخَلِيفَةِ، فَكَانَ يَحْضُرُ مَعَهُمْ لِيَحْفَظَهُمْ كَالرَّقِيبِ، فَسَمِعَ الْكِتَابَ. ثُمَّ اتَّفَقَ أَنْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الرُّوَاةِ إِلَّا إِسْمَاعِيلُ بْنُ تَوْبَةَ وَأَبُو سُلَيْمَانَ الْجُوزَجَانِيُّ، فَهُمَا رَوَيَا عَنْهُ هَذَا الْكِتَابَ. (۴۷)

---

(۴۶) المبسوط: كتاب السير، باب آخر في الغنيمة، ۱۰/ ۱۴۴.

(۴۷) شرح السير الكبير: مقدمة الشارح، ۱/ ۴.

امام محمد رحمہ اللہ نے کتاب کی تکمیل کے بعد یہ حکم دیا کہ اس کو ساٹھ (٦٠) رجسٹروں میں لکھا جائے اور اس کو بیل گاڑی میں لاد کر دربارِ شاہی میں پیش کیا جائے، خلیفہ کو یہ بتایا گیا کہ امام محمد رحمہ اللہ نے ایک کتاب لکھی ہے اور وہ کتاب بیل گاڑی پر رکھ کر لائی جارہی ہے تو خلیفہ نے اس پر خوشی کا اظہار کیا اور اس کارنامے کو اپنے زمانے کے قابلِ فخر باتوں میں سے قرار دیا، جب خلیفہ نے اس کتاب کو دیکھا تو اس کی مسرت دوبالا ہوگئی؛ پھر خلیفہ نے اپنی اولاد کو امام محمد رحمہ اللہ کی مجلس میں بھیجا تاکہ وہ امام محمد رحمہ اللہ سے اس کتاب کی سماعت کریں۔ اسماعیل بن توبہ قزوینی رحمہ اللہ خلیفہ کی اولاد کے اتالیق تھے اور وہ ان کی حفاظت کے لئے ان کے ساتھ ہی ایک نگران کی طرح امام محمد رحمہ اللہ کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے، انہوں نے بھی اس کتاب کی سماعت کی، پھر اتفاق ایسا ہوا کہ اس کتاب کے راویوں میں سے اسماعیل بن توبہ اور ابو سلیمان جوزجانی رحمہما اللہ کے سوا کوئی باقی نہیں رہا اور انہی دونوں حضرات نے امام محمد رحمہ اللہ سے اس کتاب کی روایت کی۔

یہ کتاب بین الاقوامی قوانین پر لکھی گئی ہے، اس میں جنگ اور صلح، مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان تعلقات، حالتِ جنگ، قیدیوں اور غنائم کے متعلق تفصیلی احکامات ہیں، یہ کتاب اُس دور میں لکھی گئی جب بین الاقوامی تعلقات کے لئے نہ تو کوئی مدوّن قانون تھا اور نہ ہی اس کو کوئی جانتا تھا، یہ کتاب الگ سے تو مطبوعہ نہیں ہے، البتہ علامہ سرخسی رحمہ اللہ کی نہایت محققانہ شرح کے ساتھ پانچ جلدوں میں "الشركة الشرقيات للإعانات" سے ١٩٧١ء میں شائع ہوئی ہے۔ یہ چھ کتابیں ظاہر الروایہ کہلاتی ہیں کیونکہ یہ شہرت وتواتر کے ساتھ مستند طریقے پر منقول ہیں اس لئے انہیں اصول بھی کہا جاتا ہے۔ مذہب حنفی کو سمجھنے کے لئے یہ کتابیں بنیاد ہیں، اس لئے امام حاکم شہید رحمہ اللہ نے (متوفی ٣٣٤ھ) ظاہر الروایہ کی چھ کتابوں سے مکرر مسائل کو حذف کرکے اس کی تلخیص "الكافي في فروع الحنفية" کے نام سے لکھی، لیکن یہ تلخیص اب تک الگ سے مطبوعہ نہیں ہے، اس کتاب کی شرح علامہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ٤٨٣ھ) نے "ألمبسوط" کے نام سے لکھی، یہ شرح دار المعرفہ سے ١٤١٤ھ میں تیس (٣٠) جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

علامہ طرطوسی رحمہ اللہ مبسوط سرخسی کے متعلق فرماتے ہیں:

مسبوط السرخسي لا يعمل بما يخالفه ولا يركن إلا إليه، ولا يفتى ولا يعوّل إلا عليه. [٤٨]

مبسوط سرخسی کے خلاف پر نہ تو عمل کیا جائے گا اور نہ اس کے علاوہ کسی کی طرف میلان رکھا جائے گا، اور نہ اس کے خلاف پر فتویٰ دیا جائے گا، اور صرف اسی پر اعتماد کیا جائے گا۔

[٤٨] شرح عقود رسم المفتي: مبسوط السرخسي، ص٨١.

۷... مختصر الطحاوي

امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) کی کتاب ہے، مولانا ابو الوفاء افغانی رحمہ اللہ کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ احیاء المعارف النعمانیہ حیدر آباد دکن سے یہ شائع ہوئی ہے، امام طحاوی مسائل میں امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر اور امام حسن بن زیاد رحمہم اللہ کے اقوال نقل کرتے ہیں اور پھر اس میں ترجیح دیتے ہیں، اور بعض اوقات ان حضرات کی رائے کے مقابل اپنی مستقل رائے نقل کرتے ہیں، بنیادی طور پر اس کتاب کی ترتیب امام طحاوی رحمہ اللہ کے ماموں اور استاذ امام مزنی (متوفی ۲۶۴ھ) کی "مختصر المزني" کی ترتیب پر ہے، اس کتاب کی شرح علامہ ابو بکر جصاص رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۰ھ) نے "شرح مختصر الطحاوي" کے نام سے لکھی، یہ شرح دار البشائر الاسلامیہ سے ۱۴۱۳ھ میں تحقیق و تعلیق کے ساتھ آٹھ جلدوں میں چھپ گئی ہے۔

۸...مختصر القدوري

امام ابو الحسن احمد بن محمد بن احمد قدوری بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۸ھ) بغداد کے ایک محلّہ "قدوہ" کی طرف انتساب کے باعث یا "قدور" یعنی ہانڈیوں کے بنانے یا بیچنے کے باعث جو کہ ان کا خاندانی پیشہ تھا ان کو "قدوری" کہا جاتا ہے۔

امام قدوری رحمہ اللہ کی اس تصنیف پر تقریباً ایک ہزار سال کا زمانہ گزر چکا ہے، اس وقت سے لے کر آج تک لاکھوں لوگ اس کتاب سے مستفید ہو رہے ہیں، یہ مختصر متن تقریباً ۱۲ ہزار (۱۲۰۰۰) مسائل پر مشتمل ہے، متاخرین حنفیہ نے جن چار متون کو سب سے زیادہ مستند قرار دیا ہے ان میں ایک متن یہ بھی ہے۔

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں:

وهو: متن متين، معتبر، متداول بين الأئمة الأعيان، وشهرته تغني عن البيان. [٤٩]

یہ ایک مضبوط متن ہے جو علمائے اعیان کے درمیان معتبر اور متداول ہے اور اس متن کی شہرت بیان کرنے سے مستغنی ہے۔

اس کتاب پر لکھے گئے حواشی، تعلیقات، شروحات، اختصارات کے لئے تفصیلاً دیکھئے: [٥٠]

قدوری پر لکھی گئی مشہور و متداول دو شروحات ہیں جو دیگر شروحات سے فی الجملہ مستغنی کر دیتی ہیں:

۱... "الجوهرة النيرة" علامہ ابو بکر بن علی یمنی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۰ھ) کی۔

۲... "اللباب في علوم الكتاب" علامہ عبد الغنی میدانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۹۸ھ) کی۔

---

[٤٩] كشف الظنون: مختصر القدوري، ٢/ ١٦٣١.

[٥٠] كشف الظنون: مختصر القدوري، ٢/ ١٦٣١.

ان دونوں شروحات کے ساتھ ائمہ ثلاثہ کی طرف منسوب اقوال میں درست اور مفتی بہ قول کی نشان دہی کے لئے علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) کی "التصحیح والترجیح" کا مطالعہ بھی نہایت مفید ہے۔

شیخ عبداللہ مصطفیٰ مراغی نے "الشهاب في توضيح الكتاب" کے نام سے اس کتاب کی شرح لکھی، یہ شرح مصطفیٰ البابی حلبی سے ۱۳۶۳ھ میں چھپی ہے، یہ شرح اب دار الکتب العلمیہ سے بھی چھپ چکی ہے۔

قدوری کے مسائل کو ترتیبِ جدید اور اضافات کے ساتھ شیخ امین محمود خطاب نے "منحة الرحمان في فقه النعمان" سے جمع کیا، یہ کتاب مکتبۃ السعادۃ مصر سے ۱۳۴۲ھ میں چھپی ہے۔

"التسهيل الضروري لمسائل القدوري" مولانا محمد عاشق الٰہی رحمہ اللہ، یہ کتاب مکتبۃ الایمان مدینہ منورہ سے ۱۴۱۴ھ میں چھپی ہے۔

۹...تحفة الفقهاء

یہ علامہ علاء الدین محمد بن احمد سمرقندی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۰ھ) کی تالیف ہے، مصنف رحمہ اللہ اس کتاب کے سببِ تالیف کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

طلب مني بعضهم من الاخوان والأصحاب أَن أذكر فيه بعض مَا ترك الْمُصَنّف من أَقسَام الْمسَائِل، وأوضح المشكلات منه، بِقَوي من الدَّلَائِل، ليَكُون ذَرِيعَة إِلَى تَضْعِيف الْفَائِدَة. (٥١)

مجھ سے میرے بعض تلامذہ اور دوستوں نے اس بات کی فرمائش کی کہ میں ان مسائل کا تذکرہ کروں جسے مصنف (امام قدوری رحمہ اللہ) نے چھوڑ دیا ہے، اور مشکل مقامات کو قوی دلائل کے ساتھ وضاحت کروں تاکہ یہ دُگنے فائدے کا ذریعہ بن جائے۔

اس کتاب میں امام قدوری سے جو مسائل رہ گئے تھے ان کا اضافہ ہے، حسبِ ضرورت دلائل کا تذکرہ ہے، اختصار کے ساتھ فقہاء کے نقطہ نظر کی وضاحت ہے، اس کی تعبیر نہایت عام فہم اور مربوط ہے، یہ کتاب دار الکتب العلمیہ سے تین (۳) جلدوں میں چھپی ہوئی ہے۔

۱۰...الفتاوى الولوالجية

یہ امام ابو الفتح ظہیر الدین عبد الرشید ابی حنیفہ ولوالجی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۰ھ) کی تالیف ہے، "ولوالج" افغانستان کا

(٥١) تحفة الفقهاء: مقدمة المؤلف، ١/ ٥.

صوبہ بدخشان کاایک قصبہ ہے، یہ فتاوی ابھی پانچ جلدوں میں دارالکتب العلمیہ سے چھپ چکاہے، یہ ہرباب کے تحت متعدد فصلیں قائم کرکے ترتیب کے ساتھ مسائل اور جزئیات کاذکر کرتے ہیں، حاشیے سے کتاب کی افادیت مزید بڑھ گئی ہے۔

١١... خلاصة الفتاوى

علامہ طاہر بن احمد بن عبدالرشید بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۲ھ) یہ چھٹی صدی ہجری کے اکابر علمائے احناف میں سے ہیں، علامہ عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ ان کے ترجمے کاآغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

كان عديم النظر في زمانه، فريد أئمة الدهر، شيخ الحنفية بما وارء النهر، من أعلام المجتهدين في المسائل.[٥٢]

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ اس کتاب کاتعارف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

وهوكتاب مشهورمعتمد في مجلد ذكر في أوله: أنه كتب في هذا الفن خزانة الواقعات وكتاب النصاب، فسأل بعض إخوانه تلخيص نسخة قصيرة، يمكن ضبطها، فكتب الخلاصة جامعة للرواية خالية عن الزوائد كتب فهرست الفصول والأجناس على رأس كل كتاب ليكون عوناً لمن ابتلي بالفتوى، وللزيلعي المحدث تخريج أحاديثه.[٥٣]

یہ کتاب اہلِ علم کے درمیان مشہور اور قابلِ اعتماد ہے، یہ ایک جلد میں ہے، اس کتاب کے شروع میں آپ نے اس فن (فقہ) میں "خزانة الواقعات" اور "كتاب النصاب" لکھی تو بعض دوستوں نے مجھ سے فرمائش کی میں اِن کا اختصار کرکے ایک مختصر کتاب لکھوں تاکہ اس کاضبط کرنا بآسانی ممکن ہو، توانہوں نے خلاصہ لکھاجو روایت کے اعتبار سے جامع اور زوائد سے خالی ہے، اور ہر کتاب کے ابتداء میں انہوں نے فصول اور اجناس کی فہرست دی ہے تاکہ جس پر فتوے کی ذمہ داری ہواُس کے لئے معاونت ہو، اور علامہ زیلعی کی احادیث کی تخریج بھی ذکر کی ہے۔

علامہ عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

وقد طالعت من تصانيفه ''خلاصة الفتاوى'' ذكر فيه أنه لخصه من الواقعات والخزانة وهو كتاب معتبر عند العلماء معتمد عند الفقهاء.[٥٤]

====================

[٥٢] الفوائد البهية: ترجمة: طاهر بن أحمد بن عبد الرشيد، ص١٤٦.

[٥٣] كشف الظنون: خلاصة الفتاوى، ١/ ٧١٨.

[٥٤] الفوائد البهية: ص١٣٦.

میں نے ان کی تصانیف میں "خلاصة الفتاوی" کا مطالعہ کیا، اس میں انہوں نے اپنی کتاب واقعات اور خزانہ کا اختصار کیا ہے،
یہ کتاب علما کے ہاں معتبر اور فقہا کے ہاں قابلِ اعتماد ہے۔
یہ کتاب چار جلدوں میں مطبوعہ ہے۔

۱۲... بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع

یہ کتاب علامہ علاء الدین ابو بکر بن مسعود بن احمد کاسانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۸۷ھ) کی تالیف ہے، یہ کتاب "تحفة الفقهاء" کی شرح ہے، حسنِ ترتیب کے لحاظ سے آج تک اپنی نظیر آپ ہے، یہ کتاب نہ صرف فقہ حنفی میں بلکہ مطلق فقہ اسلامی میں یہ ایک منفرد کتاب ہے، اس کی عبارت واضح، زبان نہایت رواں اور سلیس ہے، مسائل کے دلائل اصول وکلیات کی صورت میں اس انداز سے بیان کئے گئے ہیں کہ جس سے نہ صرف مسئلہ کے بارے میں شرح صدر اور اطمینان کامل میسر آتا ہے، بلکہ فقہ سے ایک خاص مناسبت بھی پیدا ہوتی ہے، نصوص کی کثرت سے اندازہ ہوتا ہے کہ روایات وآثار پر مصنف کی گہری نظر تھی، علم فقہ سے مناسبت اور عمق کے لئے اس کا مطالعہ مفید ہے۔ فقہ حنفی کے دلائل کے ساتھ دیگر فقہاء کے مستدلات اور اُن کے جوابات کا بھی تذکرہ کرتے ہیں، مسئلہ کی وضاحت عقل ونقل دونوں سے کرتے ہیں، اس لئے اس کے پڑھنے سے فقہ میں طبیعت چلنے لگتی ہے، چونکہ اس کتاب میں ایک نیا انداز اور عمدہ ترتیب واسلوب اختیار کیا گیا ہے اس لئے اس کا نام "بدائع الصنائع" رکھا ہے۔ جب یہ شرح مکمل ہوئی تو مصنف نے ماتن کی خدمت میں پیش کی، آپ کو یہ شرح بہت پسند آئی، چنانچہ اپنی فقیہ بیٹی فاطمہ کا نکاح آپ سے کر دیا، تو یہ بات مشہور ہو گئی کہ "شَرَحَ تُحْفَتَهٗ وَتَزَوَّجَ اِبْنَتَهٗ" جب ان کے ہاں سے فتوی جاری ہوتا تو اس پر سُسر، داماد اور بیٹی تینوں کے دستخط ہوتے تھے۔ (۵۵)

اگر کوئی شخص فقہ پر قلم اٹھائے اور اس کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنا چاہے تو یہ تالیف اس کے لئے بہترین رہنما ہے، علم فقہ میں مہارت اور دسترس کے لئے ان تین کتابوں کو مطالعہ میں رکھیں:

۱... بدائع الصنائع ۲... المجموع شرح المهذب ۳... المغني

۱۳... فتاوی قاضي خان

علامہ فخر الدین حسن بن منصور بن محمود اوزجندی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۲ھ) یہ اوزجند کی طرف نسبت ہے جو فرغانہ کے قریب اصبہان کے اطراف میں ایک شہر ہے، انہیں علوم دینیہ خصوصاً علم فقہ میں ید طولی حاصل تھا، علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) نے ان کا تعارف اِن القابات کے ساتھ کیا ہے:

(۵۵) الجواهر المضيئة في طبقات الحنفية: ترجمة: فاطمة بنت محمد بن أحمد، ۲/ ۲۷۸.

كان إماما كبيرا وبحرا عميقا غوّاصا في المعاني الدقيقة مجتهدا فهّامة.[56]

علامہ قاسم بن قطلوبغار حمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) فرماتے ہیں:

ما يصححه قاضيخان مقدم على تصحيح غيره؛ لأنه فقيه النفس.[57]

علامہ قاضی خان جس قول کی تصحیح کرے وہ دوسروں پر مقدم ہے اس لئے کہ آپ فقیہ النفس ہیں۔

علامہ احمد بن کمال پاشانے آپ کو "مجتهدين في المسائل" میں شمار کیا ہے۔[58]

اس فتاوی میں امام قاضی خان کا یہ طریقہ رہا ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں متاخرین کے متعدد اقوال نقل کرتے ہیں تو جو قول ان کے نزدیک راجح اور زیادہ قابلِ اعتماد ہوتا ہے تو اسے وہ سب سے پہلے ذکر کرتے ہیں، اس اصول کو انہوں نے اپنے فتاوی کے خطبے میں ذکر کیا ہے، یہ فتاوی عالمگیری کے ساتھ حواشی کی صورت میں چھپے ہوئے ہیں، اور قدیمی کتب خانہ سے تین جلدوں میں الگ سے بھی چھپا ہوا ہے۔

۱٤ ... بداية المبتدي

یہ متن صاحبِ ہدایہ علامہ برہان الدین مرغینانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۳ھ) کا ہے، اس کتاب میں انہوں نے قدوری اور جامع الصغیر امام محمد رحمہ اللہ کے مسائل کو جمع کیا ہے، کتاب کے ابواب کو جامع الصغیر کے طرز پر مرتب کیا، قدوری کے مسائل کو پہلے اور جامع الصغیر کے مسائل کو بعد میں ذکر کیا۔ اس متن کی شرح خود صاحب ہدایہ نے "الهداية شرح بداية المبتدی" کے نام سے کی ہے۔

۱۵ ... الهداية

ہدایہ کو علامہ مرغینانی رحمہ اللہ نے نہایت زہد و تقوی، اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ لکھا، یہ کتاب تیرہ (۱۳) سال کے عرصے میں مسلسل روزے کی حالت میں آپ نے لکھی، آپ کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ کسی کو اس عمل کی خبر نہ ہو:

فی تصنيفه ثلاثة عشرة سنة، وكان صائمًا تلك المدة وكان يجتهد ألا يطلع على صومه أحد.[59]

---

[56] الفوائد البهية في تراجم الحنفية: ترجمة: حسن بن منصور بن محمود، ص۱۱۱.

[57] الفوائد البهية في تراجم الحنفية: ترجمة: حسن بن منصور بن محمود، ص۱۱۱.

[58] شرح عقود رسم المفتي: ص٤٢.

[59] مفتاح السعادة: الكتب المعتبرة، ٢/ ٢٣٨.

صاحبِ ہدایہ کا اسلوب، منہج، طرزِ تالیف اور رموز سے واقفیت کے لئے دیکھیں: (٦٠)

علامہ طاش کبری زادہ رحمہ اللہ (متوفی ٩٦٨ھ) نے اس مقام پر یہ بھی لکھا ہے کہ آپ نے "بداية المبتدي" کی مفصل ومدلل نہایت تفصیل کے ساتھ "كفاية المنتهى" کے نام سے اسی (٨٠) جلدوں میں شرح لکھی۔ (٦١)

"الهداية" یہ کتاب پہلے مکتبہ خیریہ مصر سے ١٣٢٦ھ میں چھپی۔ پھر یہ شیخ عبد الرحیم بن مصطفیٰ عدوی کی تحقیق اور تعلیق کے ساتھ مصطفیٰ البابی حلبی سے ١٣٥٥ھ میں چھپی۔ پھر ہندوستان میں علامہ عبد الحئ لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ١٣٠٤ھ) کے حواشی وتعلیقات کے ساتھ ١٣٧٥ھ میں نہایت اہتمام کے ساتھ چھپی۔

کئی اکابر اہلِ علم نے ہدایہ کی شروحات وحواشی لکھے۔ ان میں چند مشہور مطبوعہ شروحات یہ ہیں:

١... "العناية على الهداية" علامہ اکمل الدین محمد بن محمد بابرتی رحمہ اللہ (متوفی ٧٨٦ھ) یہ شرح دار الفکر سے دس (١٠) جلدوں میں چھپی ہے، سنِ طباعت کا ذکر نہیں ہے۔

٢... "فتح القدير" علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف ابن ہمام رحمہ اللہ (متوفی ٨٦١ھ) علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ "كتاب الوكالة" میں "والعقد الذي يعقده الوكلاء على ضربين" پر پہنچے تو آگے تکمیل نہ کر سکے آپ کا انتقال ہو گیا، پھر اس شرح کی تکمیل علامہ شمس الدین احمد بن قودر المعروف قاضی زادہ رحمہ اللہ (متوفی ٩٨٨ھ) نے "نتائج الأفكار في كشف الرموز والأسرار" کے نام سے اس کا تکملہ لکھا۔ یہ شرح سب سے پہلے مطبعۃ الامیریۃ بولاق مصر سے ١٣١٥ھ میں چھپی۔ پھر یہ شرح مکتبہ یمنیہ مصر سے ١٣١٩ھ میں چھپی۔ پھر یہ شرح مصطفیٰ البابی حلبی مصر سے ١٣٨٩ھ میں دس (١٠) جلدوں میں متن کے ساتھ چھپی۔

٣... "البناية في شرح الهداية" علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ٨٥٥ھ) یہ شرح سب سے پہلے لکھنو سے ١٢٩٣ھ میں چار جلدوں میں چھپی۔ پھر یہ شرح دار الفکر ١٤٠٠ھ میں بارہ (١٢) جلدوں میں چھپی۔ اب یہ شرح دار الکتب العلمیہ بیروت سے ١٤٠٢ھ میں تیرہ (١٣) جلدوں میں چھپی ہے۔

ہدایہ پڑھاتے وقت حلِ کتاب کے لئے "البناية" تفصیلات، دلائل، جزئیات کے لئے "فتح القدير" اور تخریج احادیث کے لئے "نصب الراية" کا مطالعہ کریں۔

==================

(٦٠) مفتاح السعادة: الكتب المعتبرة، ٢/ ٢٣٩- ٢٤٠.

(٦١) مفتاح السعادة: الكتب المعتبرة، ٢/ ٢٣٨.

۴..."نصب الراية فی تخریج أحاديث الهداية" یہ کتاب عظیم نقاد، معتدل مزاج محدث علامہ جمال الدین زیلعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۲ھ) کی ہے، اس کتاب کا اختصار حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے "الدراية في تخريج أحاديث الهداية" کے نام سے کیا۔ جو احادیث وآثار علامہ زیلعی رحمہ اللہ کو نہیں ملے اُن کی تخریج علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے "منية الألمعي فيما فات من تخريج أحاديث الهداية للزيلعي" کے نام سے کی، یہ کتاب محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ مکتبۃ الخانجی قاہرہ سے ۱۳۶۹ھ میں چھپی ہے۔

شیخ ثناء اللہ زاہدی رحمہ اللہ نے "نصب الراية" میں جن رواۃ کا تذکرہ آیا ہے انہیں حروفِ معجم کی ترتیب پر "تحقيق الغاية بترتيب الرواة المترجم لهم فی نصب الراية" میں ذکر کیا، یہ کتاب دار اہلِ حدیث کویت سے ۱۴۰۸ھ میں چھپی ہے۔

اس طرح شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر بن محمد بن محمد حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے "تهذيب الأسماء الواقعة فی الهداية والخلاصة" کے نام سے کتاب لکھی، یہ کتاب دار الکتب العلمیہ سے ۱۴۱۹ھ میں چھپی ہے۔

١٦ ... المحيط البرهاني في الفقه النعماني

یہ علامہ برہان الدین محمود بن احمد بن عبد العزیز بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۶۱۶ھ) کی تصنیف ہے۔ علامہ عبد الحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ نے ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

كان من كبار الأئمة وأعيان الفقهاء الأمة، إماما ورعا مجتهدا متواضعا عالما كاملا بحرا زاخرا حبرا فاخرا. [٦٢]

مصنف رحمہ اللہ نے اس کتاب میں کن کن کتابوں سے استفادہ کیا، اپنے مراجع ومصادر کا تذکرہ موصوف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

وجمعت مسائل المبسوط والجامعين والسير والزيادات، وألحقت بها مسائل النوادر والفتاوى والواقعات، وضممت إليها من الفوائد التي استفدتها من سيدي ومولاي والدي - تغمده الله بالرحمة - والدقائق التي حفظتها من مشايخ زماني رضوان الله عليهم أجمعين، وفصلت الكتاب تفصيلاً. [٦٣]

میں نے اس میں مبسوط، جامع صغیر، جامع کبیر، سیر صغیر، سیر کبیر اور زیادات کے مسائل جمع کیے ہیں، اور میں نے ان کے

[٦٢] الفوائد البهية: ترجمة: برهان الدين محمود بن أحمد، ص٣٣٦.

[٦٣] المحيط البرهاني: مقدمة المؤلف، ١/ ٢٩.

ساتھ نوادر، فتاوی اور واقعات کو بھی ساتھ ملایا ہے، اور میں نے اس میں اُن فوائد کو بھی ملایا ہے جو میں نے اپنے والد بزرگوار (اللہ تعالی انہیں غریق رحمت فرمائے) سے حاصل کئے اور میں نے اپنے زمانے کے مشائخ سے جو دقیق فوائد حاصل کئے وہ بھی اس میں شامل کردیئے، اور میں نے اس کتاب میں مسائل نہایت تفصیل کے ساتھ ذکر کئے ہیں۔

محیط کا معنی ہے احاطہ کرنے والی، چونکہ یہ مسائل مذہب کے تینوں طبقات اصول، نوادر، نوازل کا احاطہ کرتی ہے اس لئے مصنف نے اس کا نام "المحیط" رکھا ہے، اس کو "المحيط الكبير" بھی کہتے ہیں، مصنف نے اپنی کتاب کی خود ایک تلخیص کی ہے جو "الذخيرة البرهانية" سے معروف ہے، اسے "ذخيرة الفتاوى" بھی کہتے ہیں۔ (٦٤)

ابن امیر حاج حلبی رحمہ اللہ "حلية المجلّي شرح منية المصلّي" میں غسل کی بحث میں لکھتے ہیں "أنه لم يقف على المحيط البرهاني" اسی طرح علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ نے "البحر الرائق" میں محیط برہانی کے متعلق لکھا "إنه مفقود في ديارنا" پھر اس کتاب کا حکم بیان کیا کہ "لا يجوز الإفتاء منه" استیناد میں علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا:

لا يحل النقل من الكتب الغريبة. (٦٥)

چونکہ یہ کتاب پہلے مطبوعہ نہیں تھی اس لئے مذکورہ بالا حضرات نے اس کتاب سے فتوی دینے کو ناجائز قرار دیا، لیکن اب یہ کتاب مطبوعہ ہے اس لئے اس سے فتوی دینا درست ہے، علامہ عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ نے "النافع الكبير" میں اس کتاب کو غیر معتبر کتابوں میں شمار کیا، اور اس کے متعلق لکھا:

لا يجوز الإفتاء منه لكونه مجموعا للرطب واليابس. (٦٦)

لیکن موصوف نے اپنی اس بات سے رجوع ان الفاظ میں کیا ہے:

فوضح لي أن حكمه بعدم جواز الإفتاء منه لي إلا لكونه من الكتب الغريبة المفقودة الغير المتداولة، لا لأمر في نفسه ولا لأمر في مؤلفه وهو أمر يختلف باختلاف الإعصار ويتبدل بتبدل الأقطار، فكم من كتاب يصير مفقودا في إقليم وهو موجود في إقليم آخر، وكم من كتاب يصير نادرة الوجود في عصر كثير الوجود في عصر آخر، فالمحيط البرهاني لما كان مفقودا في بلاده وإعصاره عده من الكتب التي لا يفتى منها لعدم تداولها وغرابتها... فإنه لا شبهة في كونه معتمدا في نفسه قد اعتمد عليه من جاء بعده من أرباب الاعتماد وأفتوا بنقله. (٦٧)

(٦٤) كشف الظنون: المحيط البرهاني، ٢/ ١٦١٩.

(٦٥) الفوائد البهية: ص٣٣٨.

(٦٦) النافع الكبير لمن يطالع جامع الصغير: ص٣٢.

(٦٧) الفوائد البهية: ص٣٣٨

حنفیہ کے ہاں محیط نام کی ایک اور کتاب بھی ہے، جو علامہ رضی الدین محمد بن محمد سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ) کی "المحیط الرضي" اس کو "المحيط السرخسي" بھی کہتے ہیں، لیکن یہ کتاب مطبوعہ نہیں ہے۔

لفظ "محیط" جب مطلق ذکر کیا جائے تو اس سے مراد "المحيط البرهاني" ہوتی ہے:

إذا أطلق لفظ المحيط فالراجح أن المراد به المحيط البرهاني كما ذكره ابن أمير حاج الحلبي رحمه الله.(٦٨)

محقق العصر حضرت مولانا نعیم اشرف نور احمد مد ظلہ نے نہایت تتبع و جستجو کے ساتھ اس کتاب کے نسخوں کو تلاش کر کے بڑی عرق ریزی کے ساتھ اس پر تحقیق و تعلیق اور تخریج کا کام کیا ہے، اس کتاب کے شروع میں ۱۴۱ صفحات پر مشتمل نہایت علمی اور تحقیقی مقدمہ لکھا ہے، اس میں متونِ حنفیہ، کتبِ فقہیہ کا تعارف، معتبر اور غیر معتبر کتب کی نشاندہی، مصنف کے احوال اور اس کتاب کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔ اس کے شروع میں شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مد ظلہ کی تقریظ ہے۔

١٧ ... المختار للفتوى

یہ متن علامہ مجد الدین موصلی رحمہ اللہ (متوفی ٦٨٣ھ) کا ہے، مصنف رحمہ اللہ نے پھر خود اس متن کی شرح لکھی، اس کا نام رکھا "الاختيار لتعليل المختار" اس شرح کے مقدمے میں خود مصنف رحمہ اللہ نے تصریح کی کہ اہلِ علم اور طلبہ کی فرمائش پر میں نے اس کتاب کی شرح لکھی، علامہ عبد الحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

وقد طالعت المختار والاختيار، وهما كتابان معتبران عند الفقهاء.(٦٩)

میں نے مختار اور اختیار کا مطالعہ کیا، یہ دونوں فقہاء کے ہاں معتبر کتابیں ہیں۔

یہ شرح شیخ محمد محی الدین عبد الحمید رحمہ اللہ کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ حلبیہ قاہرہ سے ۱۳۷۲ھ میں چھپی ہے، پھر یہ شرح مکتبہ صبیح سے ۱۳۸۰ھ میں پانچ (۵) جلدوں میں چھپی۔

١٨ ... مجمع البحرين

یہ علامہ ابن ساعاتی رحمہ اللہ (متوفی ٦٩٤ھ) کا مشہور متن ہے، اس میں آپ نے "قدوری" اور "منظومة الخلافيات" کے مسائل کو جمع کیا ہے، اس لئے نام "مجمع البحرين" رکھا، "منظومة الخلافيات" صاحبِ عقائد نسفیہ علامہ نجم الدین عمر بن محمد

---

(٦٨) أصول الإفتاء وآدابه: الجامع الكبير، ص١٢٩.

(٦٩) الفوائد البهية: ترجمة: عبد الله بن محمود مجدد الدين الموصلي، ص١٨٠.

نسفی رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۷ھ) کی کتاب ہے، اس منظومہ کی مفصل شرح صاحبِ کنز علامہ نسفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۰ھ) نے "المستفي" کے نام سے لکھی پھر اس کا اختصار "المصفی" کے نام سے کیا، "مجمع البحرین" میں چونکہ قدوری کے سب مسائل آگئے ہیں اس لئے متاخرین حنفیہ نے متونِ اربعہ (کنز، وقایہ، مختار، مجمع البحرین) میں قدوری کے بجائے مجمع کو شامل کیا ہے۔

مصنف رحمہ اللہ نے قدوری کو بنیاد بنا کر یہ متن لکھا، اس متن سے مصنف ۶۹۰ھ میں فارغ ہوئے، پھر خود اس کی شرح دو جلدوں میں لکھی۔ انہوں نے ایک کتاب اصول فقہ میں لکھی "بديع النظام الجامع بين كتابي البزدوي والإحكام" اس کتاب میں انہوں نے علامہ فخر الاسلام بزدوی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۲ھ) کی "أصول البزدوي" اور علامہ آمدی رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۱ھ) کی "الإحكام في أصول الأحكام" کے مباحث کو فصلوں کی ترتیب پر جمع کیا ہے، ان دونوں کتابوں کے متعلق علامہ عبدالحئ لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قد طالعت البديع والمجمع وهما كتابان فی غاية اللطف واللطافة. (۷۰)

مصنف رحمہ اللہ کی اس شرح کا مخطوط دار الکتب العربیہ رقم ۴۸۳ کے تحت محفوظ ہے۔ اب اس مخطوطے کے عبادات کے حصے پر دکتور صالح بن عبداللہ حیدان نے تحقیق و تعلیق کرکے جامع امام محمد بن سعود اسلامیہ سے ۱۴۱۵ھ میں دکتورہ کیا ہے۔ معاملات کے حصے پر شیخ خالد بن عبداللہ نے تحقیق و تعلیق کرکے اسی جامعہ امام محمد بن سعود سے ۱۴۱۷ھ میں دکتورہ کیا ہے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) نے بھی اس کتاب کی شرح "المتجمع فی شرح المجمع" کے نام سے لکھی، یہ کتاب پہلے مطبوعہ نہیں تھی، اب اس کتاب کے عبادات کے حصے پر شیخ محمد بن حسین عبیری رحمہ اللہ نے اور معاملات کے حصے پر شیخ محمد بن عبداللہ بن محمد بشر نے تحقیق و تعلیق کرکے جامعہ امام محمد بن سعود اسلامیہ سے ۱۴۱۶ھ میں دکتورہ کی ڈگری حاصل کی ہے۔

۱۹ ... منية المصلي

یہ علامہ سدید الدین کاشغری رحمہ اللہ (متوفی ۷۰۵ھ) کی تصنیف ہے، حاجی خلیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وهو كتاب معروف متداول بين الحنفية. (۷۱)

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے اس کتاب کی متعدد شروحات کا تذکرہ کیا ہے، اس کتاب کی معروف شروحات دو ہیں:

==================

(۷۰) الفوائد البهية: ترجمة: أحمد بن علي بن ثعلب الساعاتي، ص ۵۱.

(۷۱) كشف الظنون: منية المصلي، ۲/ ۱۸۸۶.

۱... "حلية المجلّي شرح منية المصلّي" علامہ ابن امیر الحاج رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) کی، یہ وہ ہیں جنہوں نے علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ (متوفی ۸٦۱ھ) کی کتاب "التحرير" کی تین جلدوں میں شرح "التقرير والتحبير" کے نام سے لکھی ہے، "حلیہ" کا معنی زیور، "مجلّی" دوڑ میں آگے رہنے والا گھوڑا، "مصلّی" دوسرے نمبر پر آنے والا گھوڑا۔ موصوف کی تالیفات میں ایک کتاب "ذخيرة القصر في تفسير سورة العصر" بھی ہے۔ اس کتاب کی دوسری شرح علامہ ابراہیم بن محمد حلبی رحمہ اللہ (متوفی ۹۵٦ھ) کی کتاب "غنية المستملي شرح منية المصلي" ہے، جو "كبيري" کے نام سے مشہور ہے۔

۲۰... كنز الدقائق

یہ متن علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۰ھ) کا ہے، یہ متن مکتبہ مجیدی کانپور سے ۱۳۲۰ھ میں چھپا، پھر یہ متن ہندوستان میں علامہ محمد احسن نانوتوی رحمہ اللہ کے حواشی کے ساتھ ۱۳۲۸ھ میں چھپا، کئی اہل علم نے اس کتاب پر حواشی اور شروحات لکھیں، چند شروحات مندرجہ ذیل ہیں:

۱... "تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق" علامہ فخر الدین عثمان بن علی زیلعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۳ھ) یہ شرح مکتبۃ الکبری امیریہ سے ۱۳۱۳ھ میں چھ جلدوں میں چھپی ہے۔

۲... "الفتح المعين على شرح الكنز لملا مسكين" یہ شرح معین الدین محمد بن عبد اللہ المعروف ملا مسکین رحمہ اللہ (متوفی ۸۱۱ھ) کی ہے، یہ شرح ایچ ایم سعید کراچی سے تین جلدوں میں چھپی ہے۔

۳... "رمز الحقائق في شرح كنز الدقائق" یہ شرح علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) کی ہے، یہ شرح ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی سے چھپی ہے۔

۴... "البحر الرائق شرح كنز الدقائق" یہ علامہ زین الدین بن ابراہیم المعروف ابن نجیم رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۰ھ) نے "الإجارة الفاسدة" تک کتاب کی شرح لکھی، پھر اس شرح کا تکملہ علامہ محمد بن حسین بن علی طوری حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۳۸ھ) نے کیا، یہ شرح سب سے پہلے مکتبہ علمیہ سے ۱۳۱۱ھ میں چھپی، متداول نسخہ دار الکتاب الاسلامی کا جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے، اس شرح پر علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے حاشیہ لکھا، جو "منحة الخالق على البحر الرائق" کے نام سے مطبوعہ ہے۔

۵... "كشف الحقائق في شرح كنز الدقائق" علامہ عبد الحکیم افغانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۲٦ھ) یہ مکتبہ موسوعات مصر سے

۱۳۲۲ھ میں دو(۲) جلدوں میں چھپی۔ کراچی میں ادارۃ القرآن سے تین (۳) جلدوں میں چھپی ہے۔

٦... "متخلص الحقائق فی شرح کنز الدقائق" مولانا ولی محمد قندھاری مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ سے ایک جلد میں چھپی ہے۔

۷... "توفیق الرحمن بشرح کنز دقائق البیان" شیخ مصطفیٰ بن محمد بن یونس طائی یہ شرح مکتبہ ازہریہ مصر سے ۱۳۰۸ھ میں چھپی ہے۔

۲۱... الوقاية

یہ متن علامہ تاج الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ احمد بن عبید اللہ رحمہ اللہ کا ہے، یہ متن قدوری اور ہدایہ کو سامنے رکھ کر لکھا گیا ہے، مصنف رحمہ اللہ نے یہ متن اپنے پوتے علامہ صدر الشریعہ اصغر عبید اللہ بن مسعود رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۷ھ) کے حفظ کے لئے لکھا، پھر علامہ عبید اللہ بن مسعود جن کے لئے یہ متن لکھا گیا تھا انہوں نے اس متن کی شرح لکھی، جسے "شرح الوقایۃ" کہا جاتا ہے، آپ نے اختصار کرکے ایک متن "النقایۃ" کے نام سے لکھا، اس متن کی شرح ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے "فتح باب العنایۃ بشرح النقایۃ" کے نام سے تین جلدوں میں لکھی، یہ شرح شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) کے حواشی وتعلیقات کے ساتھ مطبوعات الاسلامیہ حلب سے چھپی ہے، اس شرح میں احادیث وآثار کا وافر مقدار میں ذخیرہ موجود ہے، یہ ان لوگوں کے لئے دندانِ شکن جواب ہے جو کہتے ہیں احناف کے پاس احادیث وآثار نہیں ہیں۔

"شرح الوقاية" کی سب سے عمدہ، جامع اور مدلل شرح علامہ عبد الحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) کی "السعاية في كشف ما في شرح الوقاية" ہے یہ شرح مکتبہ سہیل اکیڈمی لاہور سے چھپی ہے، یہ نو سو (۹۰۰) صفحات پر مشتمل "فصل في القراءة" تک کی شرح ہے، یعنی "کتاب الصلاۃ" بھی مکمل نہیں ہے۔ اگر یہ شرح مکمل ہو جاتی تو کتبِ فقہ میں یہ سب سے منفرد کتاب ہوتی، اس میں تفسیر، حدیث، اصولِ حدیث، فقہ، اصولِ فقہ، علومِ عربیت کے دریا موجزن نظر آتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم حدیث اور رجالِ حدیث میں خوب دسترس عطا فرمائی تھی، اس کتاب کا انداز امام ابن قدامہ رحمہ اللہ (متوفی ٦۲۰ھ) کی "المغني" اور امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ٦۷٦ھ) کی "المجموع شرح المهذب" کا ہے، لیکن یہ لغوی، نحوی، صرفی، تفسیری، حدیثی اور فقہی اور فنی مباحث کی وجہ سے ان پر فائق ہے، اس میں علم حدیث کی محققانہ مباحث پڑھ کر روح میں تازگی آتی ہے، اس میں فقہاء کے مذاہب، دلائل، وجہ ترجیحات، طرزِ استدلال، احادیث کی اسنادی تحقیق، متعارض روایات کے درمیان تطبیق وترجیح اور اصولی مباحث تفصیل کے ساتھ ہیں، کاش کوئی اہلِ علم میں سے اس نہج پر اس کا تکملہ لکھے، جو حصہ مطبوعہ ہے کاش کوئی صاحبِ علم اس کو تخریج وتحقیق کرکے

عمدہ طباعت کے ساتھ چھاپے تو اہل علم کے لئے ایک مفید کام ثابت ہوگا، علامہ عبد الحیٔ لکھنوئی رحمہ اللہ نے "شرح الوقایۃ" پر "عمدة الرعاية" کے نام سے ایک مختصر حاشیہ بھی لکھا ہے۔

۲۲... الفتاوى التاتارخانية

یہ علامہ عالم بن علاء انصاری دہلوی رحمہ اللہ (۷۸۶ھ) کا معروف فتاوی ہے، حاجی خلیفہ رحمہ اللہ اس فتاوی کے متعلق فرماتے ہیں:

وهو كتاب عظيم في مجلدات جمع فيه مسائل المحيط البرهاني والذخيرة والخانية والظهيرية، وجعل الميم علامة للمحيط، وذكر اسم الباقي، وقدم بابا في ذكر العلم ثم رتب على أبواب الهداية. [٧٢]

یہ عظیم الشان کتاب کئی جلدوں میں ہے، اس میں "المحيط البرهاني" "الذخيرة" "الخانية (فتاوی قاضيخان)" اور "الظهيرية" کے مسائل کو جمع کیا ہے، محیطِ برہانی سے لئے گئے مسائل کے آگے لفظ "میم" لکھا ہے بطورِ علامت کے، اور بقیہ کتابوں سے لئے گئے مسائل کے آگے اس کتاب کا نام لکھا ہے، اور علم کے باب کو سب سے پہلے ذکر کیا ہے، پھر بقیہ ابواب ہدایہ کی ترتیب پر لکھے ہیں۔

امیر تاتارخان دہلوی نے مصنف کو حکم دیا کہ وہ فقہ حنفی کی ایک جامع کتاب مرتب کریں اور اختلافی مسائل میں تمام اقوالِ مختلفہ نقل کریں اور ساتھ ہی اختلاف کرنے والے علما و فقہا کی تصریح کریں، چنانچہ امیر تاتارخان کے حکم کے بعد آپ نے یہ عظیم الشان کتاب مرتب کی، اس کا نام "زاد المسافر في الفروع" رکھا لیکن چونکہ اس کتاب کی ترتیب و تسوید امیر تاتارخان دہلوی کے حکم سے ہوئی تھی اس لئے اس کی زیادہ شہرت "فتاوی تاتارخانیہ" کے نام سے ہوئی، اس کتاب کا آغاز انہوں نے علم سے متعلق مباحث سے کیا ہے اور اس میں سات (۷) فصلیں ذکر کی ہیں، اس کے بعد "كتاب الطهارة" کے تحت نو (۹) فصلیں قائم کی ہیں، اسی طرح دیگر کتب کے تحت بھی کئی کئی فصلیں قائم کرکے بڑے مربوط انداز میں مسائل کو یکجا کیا ہے، عموماً جس کتاب سے مسئلہ ذکر کرتے ہیں اس کا ذکر مسئلے کے شروع یا آخر میں کر دیتے ہیں، یہ فتاوی پانچ جلدوں میں قدیمی کتب خانہ سے چھپے ہیں، لیکن یہ ناقص ہے، ہندوستان کے معروف عالم علامہ شبیر احمد قاسمی کی تحقیق و تعلیق اور تخریج کے ساتھ یہ مکمل نسخہ اب پچیس (۲۵) جلدوں میں چھپ چکا ہے، اس کے شروع میں ایک نہایت علمی مقدمہ ہے، مختلف نسخوں سے موازنہ کرکے نہایت عمدہ اعلام و ترقیم، تعلیق و تخریج اور ماٰخذ و مراجع کی نشان دہی کے ساتھ ایک علمی کام سرانجام دیا ہے۔

---

[٧٢] كشف الظنون: باب التاء، التاتارخانية، ١/ ٢٦٨.

٢٣... الفتاوى البزازية

امام محمد بن محمد بن شہاب المعروف ابن بزار کردری رحمہ اللہ (متوفی ٨٢٧ھ) آپ اصول وفروع اور دیگر علوم دینیہ میں یکتائے روزگار تھے، زیادہ تر علم اپنے والد ماجد سے حاصل کیا، علامہ عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ ان کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

كان من أفراد الدهر في الفروع والأصول. ان کی مشہور کتابیں دو ہیں:

١... الفتاوى البزازية ٢... مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس میں انہوں نے مختلف کتب سے فتاوی، واقعات اور دلیل کی روشنی میں جو مسائل راجح ہیں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ مفتی ابوالسعود رحمہ اللہ سے کہا گیا کہ آپ فقہ میں اہم اور زیادہ پیش آنے والے مسائل پر مشتمل کتاب کیوں نہیں تالیف فرماتے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ صاحب بزازیہ سے شرم کے باعث، کیونکہ ان کی کتاب کے ہوتے ہوئے میرے لئے مناسب نہیں ہے کہ میں اس فن میں کوئی کتاب تالیف کروں۔ [٧٣]

علامہ عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ اس فتاوی کے متعلق فرماتے ہیں:

طالعت الفتاوى البزازية فوجدته مشتملا على مسائل يحتاج إليها مما يعتمد عليها. [٧٤]

یہ کتاب فتاوی عالمگیری کے حواشی میں چھپی ہوئی ہے۔

٢٤... الفتاوى الحمادية

یہ مفتی رکن الدین ناگوری بن حسام الدین ناگوری کی تصنیف ہے جو علاقہ گجرات (کاٹھیاواڑ) کے ایک مشہور شہر "نہروالہ" میں منصب افتاء پر فائز تھے، یہ کتاب انہوں نے اپنے ہی علاقہ کے قاضی القضاۃ قاضی حماد الدین بن محمد اکرم گجراتی کے حکم پر تالیف فرمائی، اس کی تالیف میں ان کے صاحبزادے مفتی داود بن مفتی رکن الدین ناگوری بھی اپنے والد کے ساتھ شامل رہے۔ "فتاوی حمادیہ" کے مقدمہ میں بیان کیا گیا ہے کہ تفسیر، حدیث، فقہ اور اصول فقہ کی دو سو سولہ (٢١٦) کتابوں سے استفادہ کرکے اس کو مرتب کیا گیا ہے، قاضی حماد الدین صاحب نے یہ بھی ہدایت فرمائی تھی کہ اس کتاب میں صرف وہ مسائل جمع کریں جو جمہور فقہاء کے اجماعی اور مفتی بہ ہوں، چونکہ اس کی تالیف اس ہدایت کے مطابق عمل میں آئی ہے اس لئے یہ کتاب لائق اخذ اور قابل اعتماد بن گئی ہے، یہ کتاب نویں صدی ہجری میں لکھی گئی ہے اس کتاب کے قلمی نسخے متعدد کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں۔ "معجم المطبوعات العربية والمعربة" اور بعض دیگر شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب ہندوستان کے اندر ١٢٤١ھ/ ١٨٢٦ء میں کلکتہ سے طبع ہو چکی ہے۔

---

[٧٣] كشف الظنون: البزازية في الفتاوى، ١/ ٢٤٢.

[٧٤] الفوائد البهية: ترجمة: محمد بن محمد بن شهاب، ص٣٠٩.

۲۵... مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر

امام ابراہیم بن محمد حلبی رحمہ اللہ (متوفی ۹۵۶ھ) نے مسائلِ فقہ پر ایک جامع کتاب مرتب کی، جس میں انہوں نے متونِ اربعہ، مختصر القدوری، المختار، کنزالدقائق اور الوقایہ کے مسائل کو جمع کیا، نیز "مجمع البحرین" سے اور "الهداية" سے بھی ضروری مسائل کا اضافہ کیا، اور اقاویلِ مختلفہ میں سے سب سے مقدم اس قول کو ذکر کیا جو زیادہ رائج تھا، اور اس بات کا اہتمام کیا کہ متونِ اربعہ کا کوئی مسئلہ رہ نہ جائے، انہوں نے اس کا نام "ملتقى الأبحر" (دریاؤں کا سنگم) رکھا، اس میں ائمہ ثلاثہ کے اقوال کا تذکرہ ہے لیکن دلائل کا ذکر نہیں ہے، اس کتاب کی جامعیت اور افادیت کے باعث کئی ایک اہلِ علم نے اس کی شرحیں لکھیں، البتہ اس کی معروف و مشہور شرح علامہ عبد الرحمٰن بن شیخ محمد بن سلیمان رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۷۸ھ) نے "مجمع الأنهر" کے نام سے لکھی، یہ شرح داراحیاء التراث العربی سے دو جلدوں میں چھپی ہوئی ہے۔ اس کتاب کی ایک شرح علامہ حصکفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۸ھ) نے "الدر المنتقى" کے نام سے لکھی ہے، اس کا مخطوطہ کتب خانہ دارالعلوم دیوبند میں ہے۔

۲۶... تنوير الأبصار

یہ علامہ شمس الدین محمد بن عبد اللہ تمرتاشی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۰۴ھ) کا معروف متن ہے، مصنف نے اس کی شرح "منح الغفار" کے نام سے لکھی تھی جو اب تک مخطوطہ کی صورت میں ہے، علامہ علاء الدین محمد بن علی حصکفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۸ھ) نے اس کی دو شرحیں لکھیں، ایک مبسوط شرح "خزائن الأسرار وبدائع الأفكار" کے نام سے، لیکن یہ شرح مطبوعہ نہیں ہے، دوسری شرح "الدر المختار شرح تنوير الأبصار" کے نام سے لکھی، "الدر المختار" مرکب توصیفی ہے اس کا معنی منتخب موتی، اس پر علامہ شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے "رد المحتار" کے نام سے حاشیہ لکھا ہے جو اہلِ علم کے درمیان مقبول و متداول ہے، اس کو "فتاوی شامی" بھی کہتے ہیں، متن، شرح اور حاشیہ کے ساتھ اس کا مکمل نام یہ ہے "رد المحتار على الدر المختار في تنوير الأبصار" یعنی حیران کو پھیرنا منتخب موتی کی طرف جو آنکھوں کو روشن کرنے والا ہے، یعنی ایک شخص کا قیمتی موتی گم ہوگیا جو نورِ بصر ہے وہ اس کی تلاش میں حیران و پریشان ہے، علامہ شامی رحمہ اللہ نے اس کی راہنمائی کی کہ دیکھو تمہارا مطلوب یہ ہے، پس "ردالمختار" خاء کے ساتھ پڑھنا یا لکھنا غلط ہے، عام طور پر اس میں غلطی کی جاتی ہے۔ [۷۵]

---

(۷۵) آپ فتوی کیسے دیں: ص ۱۴۲

علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۱) نے "الدر المختار" پر ایک قیمتی حاشیہ لکھا ہے جو "حاشية الطحطاوي على الدر المختار" کے نام سے اہلِ علم کے درمیان معروف و مشہور ہے، یہ حاشیہ چار ضخیم جلدوں میں مطبوعہ ہے۔

۲۷... مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح

علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۹ھ) نے "نور الإيضاح" کے نام سے عام فہم انداز میں مبتدی طلبہ کے لئے صرف مسائل کو یکجا کیا، اس میں فقہاء کے مذاہب، تفصیلی مباحث اور دلائل کا تذکرہ نہیں کیا۔ پھر مصنف نے اس کی تفصیلی شرح "امداد الفتّاح شرح نور الإيضاح" کے نام سے لکھی، اس شرح کا تذکرہ حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے کیا ہے، دیکھئے: [۷۶]

پھر اس شرح کا اختصار "مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح" کے نام سے کیا، پھر اس پر مفصل حاشیہ علامہ طحطاوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۱ھ) نے "حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح" کے نام سے لکھا، یہ حاشیہ دار الکتب العلمیہ سے محمد عبد العزیز خالدی کی تحقیق کے ساتھ چھپا ہوا ہے، علامہ طحطاوی رحمہ اللہ علامہ شامی رحمہ اللہ کے استاذ ہیں، آپ نے "الدر المختار" پر بھی حاشیہ لکھا ہے جو "حاشية الطحطاوي على الدر المختار" کے نام سے چار ضخیم جلدوں میں چھپا ہوا ہے۔

۲۸... الفتاوى الخيرية

علامہ خیر الدین بن احمد بن علی ایوبی رملی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۱ھ) کا دو جلدوں میں یہ فتاوی مطبوعہ ہے، اس فتوی کی تکمیل علامہ ابراہیم بن سلیمان رحمہ اللہ (۱۱۰۸ھ) نے کی ہے، انہوں نے "البحر الرائق" پر حاشیہ "مظهر الحقائق" کے نام سے لکھا ہے جو ابھی تک مخطوطہ ہے، علامہ شامی رحمہ اللہ "البحر الرائق" کے حاشیے "منحة الخالق" میں اس کے بکثرت حوالے نقل کرتے ہیں۔

۲۹... الفتاوى الهندية

متحدہ ہندوستان میں مشہور مغل فرمان روا اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۱۸ھ) نے جب باقاعدگی سے شریعت کا نفاذ ہندوستان میں کیا تو انہوں نے محسوس کیا کہ کئی باتیں ایسی ہیں کہ جن میں اصل مسئلہ تک پہنچنے میں دقت ہوتی ہے، کیونکہ ایسی کوئی جامع کتاب موجود نہیں ہے کہ جس میں تمام جزئیات اور نئے پیش آنے والے مسائل کا حل مذکور ہو، تو انہوں نے اس کے لئے ملک کے چیدہ چیدہ منتخب علمائے کرام کا ایک بورڈ قائم کیا، اور اس وقت کے ایک ممتاز عالم شیخ نظام کو اس کا ذمہ دار بنایا، آٹھ سال کے عرصے

(۷۶) كشف الظنون: نور الإيضاح، ۲/ ۱۹۸۲.

میں اس فتاوی کی تدوین کا کام مکمل ہوا، بادشاہ عالمگیر خود بھی اس کی تدوین میں شریک رہے، روزانہ کا مرتب کردہ حصہ علامہ نظام سے پڑھوا کر سنتے تھے اور بوقتِ ضرورت اس پر جرح وقدح بھی کرتے تھے تاکہ مسئلہ میں کوئی ابہام باقی نہ رہے۔ یہ کتاب بادشاہ کی نسبت سے "فتاوی عالمگیری" کے نام سے مشہور ہے چونکہ یہ فتاوی ہندوستان میں ترتیب دیا گیا اس لئے اس کو "الفتاوى الهندية" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ فتاوی ہدایہ کی ترتیب پر ہے، فقہی جزئیات کی کثرت اور احاطہ کے اعتبار سے "المحيط البرهاني" اور "الفتاوى التاتارخانية" کے علاوہ شاید ہی کوئی کتاب اس کے مقابلہ میں رکھی جاسکے، یہ فتاوی جامعیت اور حسنِ ترتیب کے لحاظ سے دیگر فتاوی سے ممتاز ہے، ہر کتاب کے تحت ابواب اور فصول قائم کرکے تمام مسائل کو نہایت حسنِ اسلوبی کے ساتھ یکجا کیا ہے، مثلاً "كتاب الطهارة" کے تحت سات ابواب ہیں:

١... ''الباب الأول في الوضوء'' اس باب کے تحت پانچ فصلیں ہیں: (١)الفصل الأول في فرائض الوضوء (٢) الفصل الثاني في سنن الوضوء (٣) الفصل الثالث في المستحبات (٤) الفصل الرابع في المكروهات (٥) الفصل الخامس في نواقض الوضوء.

اس طرح ''الباب الثاني في الغسل''کے تحت تین فصلیں ہیں: ''الباب الثالث في المياه'' اس کے تحت دو فصلیں ہیں: "الباب الخامس في المسح على الخفين" اس کے تحت دو فصلیں ہیں، "الباب السادس في الدماء المختصة في النساء" اس کے تحت چار فصلیں ہیں "الباب السابع في النجاسة وأحكامها" اس کے تحت تین فصلیں ہیں۔

اندازہ کیجئے کہ ایک کتاب الطہارۃ میں سات ابواب اور بائیس فصلوں کا تذکرہ کرکے نہایت جامعیت کے ساتھ تمام مسائل مآخذ کے حوالے سے یکجا کردیئے ہیں، اس کتاب نے علما، طلبا کو بہت سی کتابوں سے مستغنی کردیا ہے۔ طویل عرصہ گزرنے کے باوجود کتابت وطباعت کے معیار، مسائل کی ترقیم اور تحقیق وتعلیق کے لحاظ سے اس کتاب کی خاطر خواہ خدمت نہیں ہوسکی ہے۔

۳۰... العقود الدرية في تنقيح الفتاوى الحامدية

یہ علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) صاحب "رد المحتار" کی تصنیف ہے، یہ مولانا حامد آفندی مفتی دمشق کے فتاوی کی تنقیح ہے جوانہوں نے منصب افتاء پر فائز رہنے کے زمانہ (۱۱۳۷ھ/ ۱۱۵۵ھ) میں صادر فرمائے تھے، اور "فتاوی حامدیہ" کے نام سے خود مولانا حامد صاحب رحمہ اللہ نے جمع فرمائے تھے۔ علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس سے زیادہ نافع اور اس سے زیادہ قابل اعتماد فتاوی کا مجموعہ کوئی نہیں دیکھا، نیز مفتی صاحب کے متاخر زمانے میں ہونے کے باعث اس میں بہت سے جدید پیش آمدہ حوادث وواقعات کا حل بھی مل جاتا ہے لیکن چونکہ اس کی ترتیب کوئی عمدہ نہ تھی کہ جس

سے مسئلہ آسانی سے معلوم کیا جاسکے، مشہور اور غیر ضروری مسائل بھی اس میں درج تھے اور بعض مسائل مکرر بھی درج ہو گئے تھے، نیز بعض جگہ ایسے بھی ہوا کہ مسئلہ ایک جگہ ذکر کیا گیا اور دلیل کسی دوسری جگہ نقل کردی گئی ہے اس لئے میں نے اس کو صحیح ترتیب پر مرتب کرنے اور مہذب و منقح کرنے نیز بوقت ضرورت اہم اضافے کرنے کا عزم کرکے کام شروع کردیا تاآنکہ میں نے اس کو مکمل کرڈالا۔

علامہ شامی نے ”الفتاوی الحامدیة“ کی تنقیح اپنی کتاب ”رد المحتار“ اور ”منحة الخالق“ کی تکمیل کے بعد فرمائی ہے، ترتیب جدید کے بعد علامہ شامی نے اس کا نام ”العقود الدرية في تنقيح الفتاوى الحامدية“ رکھا، یہ کتاب مصر سے فتاوی خیریہ کے حاشیہ پر دو جلدوں میں چھپ چکی ہے او بیروت سے تنہا بھی دو جلدوں میں طبع ہو گئی ہے۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ انتہائی وسیع المطالعہ ہونے کے باوجود اس قدر تقوی شعار اور محتاط بزرگ ہیں کہ عام طور سے اپنی ذمہ داری پر کوئی مسئلہ بیان نہیں کرتے بلکہ جہاں تک ممکن ہوتا ہے اپنے سے پہلے کی کتابوں میں سے کسی نہ کسی کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں، اگر ان اقوال میں بظاہر تعارض ہو تو اس کو رفع کرنے کے لئے بھی حتی الامکان کسی دوسرے فقیہ کے قول کا سہارا لیتے ہیں اور جب تک بالکل مجبوری نہ ہو جائے خود اپنی رائے ظاہر نہیں فرماتے، اور جہاں ظاہر فرماتے ہیں وہاں بھی بالعموم آخر میں تامل یا تدبر کہہ کر خود بری ہو جاتے ہیں اور ذمہ داری پڑھنے والے پر ڈال دیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات الجھے ہوئے مسائل میں ہم جیسے لوگوں کو ان کی کتاب سے مکمل شفاء نہیں ہوتی، لیکن یہ طریقہ ”رد المحتار“ میں تو رہا ہے مگر چونکہ علامہ شامی نے ”البحر الرائق“ کا حاشیہ ”منحة الخالق“ اور ”تنقيح الفتاوى الحامدية“ بعد میں لکھا ہے اس لئے ان کتابوں میں مسائل زیادہ منقح انداز میں آتے ہیں جنہیں پڑھ کر فیصلہ کن بات معلوم ہو جاتی ہے۔ (۷۷)

۳۱... رد المحتار علی الدر المختار

یہ علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) کا ”الدر المختار“ پر حاشیہ ہے، اس کی تکمیل آپ کے صاحبزادے محمد علاء الدین رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۶ھ) نے ”قرة عيون الأخيار تكملة رد المحتار“ کے نام سے لکھی ہے۔ علامہ شامی رحمہ اللہ کی تصنیفات میں ”العقود الدرية في تنقيح الفتاوى الحامدية“ اور ”البحر الرائق“ پر حاشیہ ”منحة الخالق“ اور

(۷۷) البلاغ مفتی اعظم نمبر: ص ۴۲۰، ۴۲۱

رسائل ابن عابدین" میں مختلف موضوعات پر بتیس (۳۲) رسائل ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں زیادہ مقبولیت "رد لمحتار" کو ملی۔

۳۱... الفتاوى المهدية في الوقائق المصرية

یہ شیخ محمد عباسی مہدی مصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۱۵ھ) کے فتاوی کا مجموعہ ہے، ان کے والد کا انتقال جب ہوا تو ان کی عمر اس وقت بن سال تھی، معاشی حالت ناگفتہ بہ تھی، لیکن بایں ہمہ انہوں نے بڑی محنت سے جامع ازہر میں تعلیم حاصل کی، ۲۱ سال کی نوعمری بں ان کو منصب افتاء کا اعزاز حاصل ہوا، نوعمری کے باعث ان پر بہت سارے لوگوں کو حسد بھی پیدا ہوا، لیکن یہ ان کے حق میں اس ورسے مزید مفید ثابت ہوا کہ وہ اپنے فتاوی انتہائی محنت اور جانفشانی سے لکھتے اور حتی الامکان تحقیق کا حق ادا کرنے کی پوری کوشش ماتے، یہاں تک کہ وہ اپنے دور میں اس منصب کے اہل ترین فرد بن گئے، ۱۲۸۷ھ میں ان کو افتاء کے ساتھ ساتھ شیخ الاسلام ہونے کا رف بھی حاصل ہوا، اس منصب کی ذمہ داریوں سے بھی وہ بڑی حسن وخوبی سے عہدہ برا ہوئے، تقریباً ۵۲ سال تک انہوں نے افتاء کا م کیا ہے اور ۱۸ سال تک شیخ الاسلام کے عہدہ پر فائز رہے ہیں۔

مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ نے اس فتاوی کی ایک خصوصیت کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ حنفیہ کی کتابوں میں سے جس تاب نے وقف کے مسائل کو سب سے زیادہ شرح وبسط اور انضباط کے ساتھ بیان کیا ہے وہ فتاوی مہدویہ ہے۔[۷۸]

تب حنفیہ کی ترتیب پر ایک طائرانہ نظر

فقہ حنفی کی اہم کتابوں پر اگر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے تو وہ اس ترتیب سے لکھی گئیں۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) سے علم فقہ حاصل کیا امام محمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) نے، آپ نے چھ مشہور کتابیں تصنیف کیں:

١... المبسوط- ٢... الجامع الصغير- ٣... الجامع الكبير ٤... زيادات- ٥... السير الصغير- ٦... السير الكبير-

ان چھ کتابوں کو سامنے رکھ کر امام حاکم شہید رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۴ھ) نے اختصار کے ساتھ ایک مجموعہ تیار کیا، جس کا نام "الكافي فی فروع الحنفية" تھا، اس "الكافي" کی شرح علامہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ) نے "المبسوط" کے نام سے مکمل شرح کنویں سے زبانی املا کروائی، یہ شرح اس وقت "دار المعرفة" سے تیس (۳۰) جلدوں میں چھپی ہے۔ امام قدوری رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۸ھ) نے امام محمد رحمہ اللہ کی تصانیف کو سامنے رکھ کر ایک مختصر متن "المختصر للقدوری" کے نام سے لکھا۔

---

[۷۸] البلاغ مفتی اعظم نمبر: ص ۴۰۲

علامہ برہان الدین مرغینانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۳ھ) نے "مختصر القدوري" اور "جامع الصغير" امام محمد رحمہ اللہ کو سامنے رکھ کر ایک متن مبتدی طلبہ کے لئے تیار کیا، اس کا نام "بداية المبتدی" رکھا، پھر اس متن کی تفصیلاً شرح لکھی "كفاية المنتهي" کے نام سے اسی جلدوں میں، پھر اس شرح کا اختصار "الهداية" کے نام سے چار جلدوں میں کیا، پھر "الهداية" کو سامنے رکھ کر علامہ تاج الشریعۃ محمود بن صدر الشریعۃ اکبر رحمہ اللہ نے اپنے پوتے علامہ صدر الشریعۃ اصغر عبید اللہ بن مسعود رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۷ھ) کے حفظ کرنے کے لئے یہ متن لکھا، پھر اس متن کی شرح علامہ عبید اللہ بن مسعود رحمہ اللہ نے "شرح الوقاية" کے نام سے لکھی، نیز آپ نے "الوقاية" متن کو مختصر کر کے ایک عمدہ انتخاب "النقاية" کے نام سے کیا۔ اس "النقاية" کی شرح ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے "فتح باب العناية بشرح كتاب النقاية" کے نام سے تین جلدوں میں لکھی۔ اسی طرح علامہ شمس الدین قہستانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۵۳ھ) نے "جامع الرموز" کے نام سے نقایہ کی شرح لکھی۔ "شرح الوقاية" کی شرح علامہ عبد الحئ لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) نے "السعاية فی کشف ما فی شرح الوقاية" کے نام سے لکھی۔ نیز "عمدة الرعاية" کے نام سے آپ نے اس کتاب کا حاشیہ لکھا۔ علامہ علاء الدین محمد بن احمد سمرقندی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۰ھ) نے "مختصر القدوری" کو سامنے رکھ کر ترتیب وتہذیب اور اضافات کے ساتھ ایک متن "تحفة الفقهاء" کے نام سے لکھا۔ پھر اس متن کی شرح علامہ ابو بکر کاسانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۸۷ھ) نے "بدائع الصنائع فی ترتيب الشرائع" کے نام سے چھ جلدوں میں لکھی۔ جب یہ شرح مکمل ہوئی تو مصنف نے ماتن کی خدمت میں پیش کی، آپ کو یہ شرح بہت پسند آئی، چنانچہ اپنی فقیہ بیٹی فاطمہ کا نکاح آپ سے کردیا، مہر میں بدائع کو مقرر کیا، چنانچہ آپ کے زمانے میں مشہور ہوا: شَرَحَ تُحْفَتَهُ وَتَزَوَّجَ اِبْنَتَهُ۔

چونکہ اس کتاب میں ایک نیا انداز اور عمدہ ترتیب واسلوب اختیار کی گئی اس لئے اس کا نام "بدائع الصنائع" رکھا۔ علامہ مجد الدین موصلی رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۳ھ) نے "المختار للفتوی" کے نام سے ایک مختصر متن لکھا، پھر خود ہی اس کی شرح "الاختيار للتعليل المختار" کے نام سے لکھی، علامہ مظفر الدین احمد بن علی ساعاتی رحمہ اللہ (متوفی ۶۹۴ھ) نے "مختصر القدوری" اور "منظومة الخلافيات" یہ منظومہ صاحبِ عقائد نسفیہ علامہ عمر بن محمد نسفی رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۷ھ) کا ہے۔ اس منظومہ کی مفصل شرح علامہ نسفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۰ھ) نے "المستصفی" کے نام سے لکھی، پھر اس کا اختصار "المصفی" کے نام سے کیا۔ علامہ ساعاتی رحمہ اللہ نے قدوری اور منظومہ کو سامنے رکھ کر ایک متن "مجمع البحرين" کے نام سے لکھا، اس میں، قدوری کے سب مسائل

آگئے ہیں، اس لئے متاخرین نے متونِ اربعہ (کنز، وقایہ، مختار، مجمع) کو ترجیح دی ہے، اس میں قدوری کو شامل نہیں کیا، اس لئے کہ قدوری کے تمام مسائل "مجمع البحرین" میں آگئے۔ علامہ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی رحمہ اللہ (متوفی ۹۵۶ھ) نے "ملتقی الأبحر" کے نام سے ایک متن لکھا، اس میں قدوری، کنز، مختار، وقایہ کے مسائل کو جمع کیا گیا ہے، اور کچھ مسائل کا اضافہ ہدایہ اور مجمع البحرین سے بھی کیا ہے، اس متن کی شرح علامہ عبد الرحمٰن بن محمد بن سلیمان المعروف داماد آفندی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۷۸ھ) نے "مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر" کے نام سے دو جلدوں میں شرح لکھی۔ علامہ شمس الدین محمد بن عبد اللہ تمرتاشی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۰۴ھ) نے "تنوير الأبصار" کے نام سے ایک متن لکھا، پھر علامہ حصکفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۸ھ) نے "الدر المختار شرح تنوير الأبصار" کے نام سے اس کی شرح لکھی، پھر اس پر علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے حاشیہ لکھا جو "رد المحتار على الدر المختار" کے نام سے معروف ہے، اس کو فتاوی شامی اور حاشیہ ابن عابدین بھی کہتے ہیں۔ "الدر المختار" مرکب توصیفی ہے اس کا معنی "منتخب موتی" اور "رد المحتار" یہ مرکب اضافی ہے، محتار اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی حیران، لہٰذا "رد المحتار" کا معنی ہے "حیران طلبہ کی رہنمائی" مکمل کتاب کا نام یہ ہے "رد المحتار على الدر المختار فی شرح تنوير الأبصار" یعنی حیران طلبہ کو پھیرنا منتخب موتیوں کی طرف جو آنکھوں کو روشن کرنے والے ہیں۔ علامہ حسن بن عمار شرنبلالی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۹ھ) نے "نور الإيضاح" کے نام سے ایک متن لکھا، پھر خود اس متن کی شرح "مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح" کے نام سے کی، اس کتاب پر حاشیہ احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۱ھ) نے لکھا، اس کا نام "حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح" ہے۔

اہم اردو فتاوی کا تعارف

۱... فتاوی دار العلوم دیوبند

ہندوستان میں مسلمان حکمرانوں کے دورِ حکومت کے بعد جب انگریزی دورِ حکومت آیا تو مدارس و مراکز اور علماء کو بہت نقصان پہنچایا گیا، اُس دور میں جن علما نے ذاتی طور پر افتاء کے فرائض سرانجام دیئے اُن میں سب سے زیادہ مشہور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۹ھ) کا نام نامی ہے، آپ کے فتاوی کا مجموعہ "فتاوی عزیزیہ" (جو فارسی زبان میں ہے) اسی طرح علامہ عبد الحئ لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) کا "مجموع الفتاوی" ان دونوں کا ترجمہ اردو زبان میں ایچ ایم سعید کراچی سے چھپا ہوا ہے۔

قاسم العلوم والخیرات علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۹۷ھ) نے ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ کو ایک دینی ادارہ کی "مدرسہ اسلامی عربی" کے نام سے داغ بیل ڈالی، یہی ادارہ آگے چل کر دار العلوم دیوبند کے نام سے مشہور و معروف ہوا۔ ابتدا میں چند دن افتاء کی خدمت علامہ محمد یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۲ھ) نے کی، پھر یہ ذمہ داری فقیہ النفس علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۲۳ھ) کے سپرد ہوئی، آپ کے فتاوی کا مجموعہ "فتاوی رشیدیہ" کے نام سے چھپا ہوا ہے۔ آپ کے بعد یہ خدمت حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۷ھ) کے سپرد ہوئی، ۱۳۱۰ھ سے رجب ۱۳۴۶ھ تک مسلسل چھتیس (۳۶) سال آپ تنہا اسی عہدہ پر فائز رہے، آپ کے ابتدائی اٹھارہ سال کے فتاوی ۱۳۱۰ھ سے ۱۳۲۸ھ تک بالکل محفوظ نہیں رہ سکے، ابتدا میں نقل فتاوی کا کوئی اہتمام نہیں تھا، اس لئے اٹھارہ سال کا یہ قیمتی سرمایہ ضائع ہوگیا، ۱۳۲۹ھ سے ۱۳۴۶ھ تک کے فتاوی چودہ ضخیم رجسٹروں میں محفوظ ہیں، بارہ رجسٹروں کے فتاوی حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین مفتاحی رحمہ اللہ نے فقہی ترتیب پر نہایت عمدہ تعلیق و تخریج اور مقدمے کے ساتھ ۱۲ ضخیم جلدوں میں مرتب کئے، ان کی اس طویل محنت سے فتاوی کے استیناد و اعتماد پر اور بھی اضافہ ہوگیا، فتوی کے شروع میں حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کا پیش لفظ ہے جس میں آپ نے صاحبِ فتاوی حضرت مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی رحمہ اللہ کے حالات اور آپ کے فتاوی کا تذکرہ کیا ہے، دار الاشاعت کراچی سے تخریجِ جدید کے ساتھ ۱۲ جلدوں میں یہ "فتاوی دار العلوم دیوبند" کے نام سے چھپ گئے ہیں۔

۲... فتاوی رشیدیہ

یہ فقیہ النفس علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۲۳ھ) کے فتاوی کا مختصر سا مجموعہ ہے۔

حدیث اور فقہ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے دو خاص موضوع تھے، چنانچہ قیامِ گنگوہ کے زمانہ میں درس حدیث کے ساتھ فقہ و فتاوی کا سلسلہ بھی جاری تھا اور ہندوستان کے علاوہ بیرون ملک سے بھی کثرت سے استفتاء آپ کی خدمت میں آتے تھے، فقہ و فتاوی میں آپ کے مقام کا یہ حال تھا کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے پاس جو استفتاء آتے تھے حضرت نانوتوی عموماً وہ استفتاءات حضرت گنگوہی کے سپرد کر دیتے تھے اور آپ ان کے جوابات لکھتے تھے، اسی طرح حضرت نانوتوی کی وفات کے بعد بھی دار العلوم دیوبند میں آنے والے اہم استفتاء آپ ہی کی خدمت میں بھیجے جاتے تھے، اور آپ ان کے جواب عنایت فرماتے تھے اور کبھی خود دار العلوم تشریف لا کر استفتاء کے جواب تحریر فرمایا کرتے تھے، نیز حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ بھی اپنے قیام تھانہ بھون کے زمانہ میں اہم مسائل میں آپ ہی کی طرف رجوع کرتے تھے، آپ کی فقہی بصیرت کا اعتراف کرتے ہوئے محدث کبیر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ آپ کو فقیہ النفس کہا کرتے تھے۔

او آپ کو علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ پر بھی ترجیح دیا کرتے تھے، علامہ کشمیری رحمہ اللہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اب سے

ایک صدی پہلے تک اس شان کا فقیہ النفس جماعتِ علماء میں نظر نہیں آتا ہے۔

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ چونکہ مولانا احمد رضا خان بریلوی کے ہم عصر تھے، اس لئے آپ کے پاس بدعات وخرافات سے متعلق زیادہ استفتاء آتے تھے، جس کی وجہ سے آپ کے بیشتر فتاوی انہیں موضوعات پر کسی قدر تصلب کے اظہار کے ساتھ ہیں۔

یہ فتاوی آپ نے زندگی کے مختلف اوقات میں اور خصوصاً دار العلوم دیوبند کے سرپرست ہونے کی حیثیت سے آنے والے استفتاء کے جواب میں لکھے ہیں، اس میں وقت کے لحاظ سے بدعات وخرافات اور عقائد سے متعلق بھی بہت سے فتاوی ہیں، ابتداء میں آپ کے فتاوی کے نقول محفوظ رکھنے کا کوئی خاص انتظام نہیں تھا، اس لئے آپ کے بہت سے فتاوی اب تک پردہ خفا میں ہیں۔ حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب مدظلہ لکھتے ہیں کہ مولانا نور الحسن کاندھلوی صاحب نے مولانا گنگوہی کے غیر مطبوعہ فتاوی کی ایک مناسب تعداد حاصل کی ہے، جسے وہ مستقل مجموعے کی شکل میں شائع کرنے والے ہیں، راقم الحروف کو بھی اسے دیکھنے کا موقع ملا ہے، امید ہے کہ یہ مجموعہ کم وکیف دونوں اعتبار سے پہلے مجموعہ سے بڑھ کر ہوگا۔[۷۹]

آپ کے سینکڑوں فتاوی "تذکرۃ الرشید" اور "مکاتیبِ رشیدیہ" میں موجود ہیں۔ اللہ تبارک وتعالی جزائے خیر دے حضرت مولانا مفتی محمد طیب یوسف صاحب کو جنہوں نے مختلف کتب سے حضرت کے فتاوی کو تبویب وتخریج کے ساتھ فتاوی رشیدیہ میں جمع کیا۔ مرجوح اور متعارض فتاوی کی نشاندہی کرکے جمہور علمائے احناف اور دیگر اکابر علمائے دیوبند کا مفتی بہ قول ذکر کیا ہے، فتاوی کے شروع میں حضرت گنگوہی کی مختصر سوانح بھی ذکر کی ہے، اب یہ فتاوی تبویب، ترتیبِ جدید اور تخریج وتحقیق کے ساتھ اشاعت اکیڈمی پشاور سے شائع ہوئے ہیں۔

۳... فتاوی مظاہر علوم المعروف بہ فتاوی خلیلیہ

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۶ھ) متعدد علوم وفنون کے متبحر عالم تھے، تاہم حدیث وفقہ سے آپ کو خاص مناسبت تھی، اور یہ مناسبت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ جیسی فقیہ النفس شخصیت کی سرپرستی اور شفقت وعنایت کی وجہ سے آپ میں پیدا ہوئی تھی۔ آپ کی شانِ تفقہ اور فقہی بصیرت کا سب سے پہلا نمونہ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سے فقہی اعتراضات وجوابات ہیں، جن میں فقہ کی بعض اہم ترین کتابوں خصوصاً ہدایہ کی بعض عبارتوں اور دقائق کو حل کرنے کی درخواست کی گئی تھی، چنانچہ آپ کے خطوط کے جواب میں حضرت گنگوہی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

شبہات ہدایہ آپ نے کیا لکھے، اجتہادیات کی لِمِ (حقیقت) کا استفسار ہے، یہ وہ مقام ہے کہ بندہ اس مقام پر طلبہ سے بیان کرتا

=================

[۷۹] کتاب الفتاوی: ۱/ ۲۳۹، ۲۴۰۔

ہے اور طلبہ آج تک قبول کرتے رہتے ہیں، مگر تم ماشاء اللہ ذکی آدمی ہو، اگر کوئی شبہ، خدشہ کروگے تو پھر شروح کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ [۸۰]

اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ آپ کی باریک بینی اور ہدایہ کی عبارت پر شبہات کی قوت کا اعتراف اس طرح کرتے ہیں:

تم جیسے ذکی کا جواب مجھ جیسے مٹھے [۸۱] سے کیسے ہوگا؟

استفسارات آپ کے سب کے سب قوی ہیں، ہر ایک کا جواب نہیں دے سکتا۔ [۸۲]۔

ماضی قریب کے مشہور عالم و مفکر حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ آپ کی شانِ تفقہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

ہمارے اس عہد میں جن چیدہ اور برگزیدہ علماء کو اس دولت علم وحکمتِ دین سے بہرہ وافر ملا، جس کو حدیث صحیح میں "مَن يُّرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ" [۸۳] کے عمیق و جامع الفاظ سے ادا کیا گیا ہے، ان میں حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ خاص مقام رکھتے ہیں۔ اور اس کے حامل و متصف کو فقیہ النفس کے لفظ سے ہماری قدیم کتابوں میں یاد کیا گیا ہے۔ [۸۴]

یہ فتاوی علامہ خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کے ہیں، یہ آپ کے اُن فتاوی کا مجموعہ ہے جو آپ نے مظاہر علوم کے دار الافتاء سے جاری فرمائے تھے، اسی لئے اس کو "فتاوی مظاہر علوم" کہتے ہیں، اور آپ کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس کو "فتاوی خلیلیہ" بھی کہتے ہیں، ان فتاوی کو مولانا سید خالد صاحب نے مرتب کیا ہے، اس فتاوی کے شروع میں حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کا قیمتی پیش لفظ ہے، مولانا محمد شاہد صاحب سہارنپوری نے "مقدمہ و تعارف" کے عنوان سے ۴۰ صفحات پر حضرت شیخ کی تفصیلی سوانح اور اس فتاوی کا تعارف کیا گیا ہے، مرتب نے فقہی ابواب کی ترتیب پر تعلیق و تخریج کے ساتھ اس کی افادیت میں اضافہ کردیا ہے، یہ فتاوی ۴۷۰ صفحات میں مکتبۃ الشیخ بہادر آباد سے شائع ہوئے ہیں۔

۴... عزیز الفتاوی

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۶ھ) نے حضرت مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۷ھ) کے ۱۳۲۹ھ سے ۱۳۳۴ھ تک لکھے گئے فتاوی کو جمع کیا ہے، مفتی صاحب کے فتاوی کے کل چودہ ضخیم رجسٹروں میں

[۸۰] تذکرۃ الخلیل: ص ۸۳

[۸۱] کند ذہن

[۸۲] تذکرۃ الرشید: ۱/ ۱۶۲

[۸۳] صحيح البخاري: كتاب العلم، باب من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين، ۱/ ۲۵، رقم الحديث: ۷۱

[۸۴] مقدمۃ فتاوی خلیلیہ: ۱/ ۴

سے مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ نے صرف دو رجسٹروں کے فتاوی کو مرتب فرمایا تھا، بقیہ بارہ رجسٹروں کے فتاوی مفتی محمد ظفیر الدین مفتاحی رحمہ اللہ نے مرتب کیا، حضرت مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ نے دار العلوم دیوبند میں قیام کے دوران اس فتاوی کو مرتب کیا، اور اس کے ساتھ اپنے لکھے ہوئے فتاوی کو بھی "امداد المفتيين" کے نام سے جمع کیا، یہ مجموعہ پہلے ماہنامہ "المفتي" سے شائع ہوتا رہا پھر دیوبند ہی سے آٹھ حصوں میں شائع ہوا، اس فتاوی میں حضرت مفتی عزیز الرحمٰن رحمہ اللہ کے فتاوی "عزیز الفتاوی" اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کے فتاوی "امداد المفتيين" کے نام سے جمع ہیں، یہ فتاوی چونکہ قیام دیوبند کے دوران مرتب کئے گئے اس لئے اس کو "فتاوی دار العلوم دیوبند" بھی کہتے ہیں۔ دار الاشاعت کراچی سے ترتیبِ جدید، تعلیق و تخریج اور اضافات کے ساتھ یہ دو جلدوں میں چھپ گئے ہیں۔

۵... امداد الفتاوی

حکیم الامت مجددِ ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۶۲ھ) کی خدمات یوں تو ہمہ جہت ہیں، لیکن آپ کی خدمات کے دو عناوین (فقہ اور تصوف) سب سے زیادہ نمایاں ہیں، چنانچہ آپ نے فقہ میں مہارت کی بناء پر طالب علمی کے زمانہ سے ہی حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتوی رحمہ اللہ کی رہنمائی میں فتاوی نویسی شروع کر دی تھی، پھر جب کانپور تشریف لے گئے تو وہاں بھی نمایاں طور پر آپ نے افتاء کی خدمت انجام دی اور آخر میں جب آپ کا قیام تھانہ بھون میں تھا تو یہاں بھی کثرت سے استفتاءات کے جوابات تحریر فرمایا کرتے تھے۔

فقہ و فتاوی میں آپ کے کام کا جو انداز تھا، ان میں سے چند قابل تقلید خصوصیات کا ذکر یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے:

۱... فقہی مسائل میں نصوص سے اعتناء علمائے دیوبند کی خصوصیت رہی ہے، چنانچہ آپ میں بھی یہ وصف بدرجہ اتم پایا جاتا تھا، یہاں تک کہ آپ نے نص قرآنی سے احکام کے استنباط کے سلسلہ میں باضابطہ "دلائل القرآن على مسائل النعمان" اور نص حدیث سے مسائل کے استنباط کے تعلق سے "إعلاء السنن" لکھنے کا مستقل ارادہ فرمایا تھا، جس کو آپ کے شاگردوں نے مکمل کیا۔

۲... آپ فقہاء کی جزئیات سے عموماً نہیں ہٹتے تھے، اور فقہ و فتاوی میں اجتہادی شان رکھنے کے باوجود اپنی انفرادی رائے اختیار کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔

۳... جس مسئلہ میں صریح جزئیہ نہ ملے وہاں اصول و قواعد کی روشنی میں جواب تو لکھ دیتے تھے مگر یہ تنبیہ ضرور کر دیتے تھے کہ یہ جواب اس بنیاد پر ہے کہ صریح جزئیہ نہیں ملا، اس لئے دوسرے علماء سے بھی مراجعت کر لی جائے اور اختلاف ہو تو مطلع کیا جائے۔

۴... آلاتِ جدیدہ اور معاملاتِ جدیدہ میں ابتلائے عام اور یسر و سہولت کے پہلو کو ہمیشہ سامنے رکھتے تھے تا کہ لوگ شریعت سے متنفر ہو کر حرام میں نہ پڑ جائیں۔

۵... معاملات میں آسانی وسہولت اور ابتلائے عام پر نظر کرتے ہوئے بسا اوقات مذہب کی ضعیف روایت کو اصول فقہ کے دائرہ میں رہتے ہوئے اختیار کر لیتے تھے۔

۶... اگر اپنے مذہب میں معاملات میں آسانی وسہولت کی گنجائش نہ ہو تو دوسرے ائمہ متبوعین کے مذاہب سے بھی استفادہ کرتے تھے اور اس کو "عدول عن الدين إلى الدين" قرار دیتے تھے، چنانچہ "الحيلة الناجزة" اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

۷.. پیچیدہ مسائل میں آپ ہمیشہ اپنے اکابر اور علمائے عصر سے رجوع کرتے تھے، شروع میں حضرت مولانا یعقوب صاحب رحمہ اللہ سے، پھر حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سے رجوع کرتے رہے اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد اپنے شاگردانِ رشید سے بھی مشورہ کرنے میں جھجک محسوس نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ علماء کے لئے مشورہ کی پابندی ضروری ہے، ضابطہ کے بڑے نہ رہیں تو چھوٹے ہی سہی۔

۸... حاضرین اور عام علماء کو بھی بار بار تاکید کرتے تھے کہ میرے کسی فتوی اور تحقیق سے کسی کو اختلاف ہو تو اس پر ضرور متنبہ کیا جائے اور متنبہ کئے جانے پر اپنی رائے سے رجوع کر لیتے تو اس کو خانقاہ سے نکلنے والے ماہنامہ "النور" میں شائع بھی کر دیتے تھے اور اس کے لئے آپ کے یہاں ایک مستقل عنوان "ترجيح الراجح" کا ہوا کرتا تھا، جس کو بعد میں آپ کے مجموعہ فتاوی میں "تصحیح امداد الفتاوی" اور "اصلاح تسامح" کے عنوان سے شامل کیا گیا تھا، آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ بندہ نے آئندہ کے لئے ایک کافی جماعت اہل علم ودیانت کی اس کام کے لئے مخصوص کر دی ہے کہ میری تمام تحریرات کو نظر تنقید سے دیکھ لیا جائے، جو ان کی رائے میں قابل اشاعت نہ ہوں ان کو یا حذف کر دیں یا نشان بنا دیں تاکہ ان کو کوئی شائع نہ کر دے۔[۸۵]

۹... آپ نے نئے مسائل میں امت کی رہنمائی کے لئے باضابطہ "حوادث الفتاوی" کے عنوان سے مسائل لکھے، جو آپ کے مجموعہ فتاوی میں جابجا شامل ہیں۔

۱۰... آپ کی ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ اپنی ذات وعمل سے متعلق کوئی مسئلہ پیش آتا تو احتیاط کی وجہ سے اپنے فتوی پر عمل نہیں کرتے تھے بلکہ اس سلسلہ میں دوسرے اربابِ افتاء سے فتوی لے کر عمل کرتے تھے، اگرچہ وہ دوسرے آپ سے چھوٹے ہی کیوں نہ ہوں۔

"امداد الفتاوی" آپ کے بیش قیمت فتاوی کا مجموعہ ہے، اولاً ۱۳۲۵ھ تک کے فتاوی جمع کئے گئے تھے، جن میں دار العلوم دیوبند، جامع العلوم کانپور اور تھانہ بھون، تینوں زمانوں کے فتاوی کو جمع کیا گیا تھا، ۱۳۲۵ھ کے بعد کے فتاوی "تتمہ امداد الفتاوی" کے نام سے شائع ہوتے رہے، مگر آپ کی وفات کے بعد ۱۳۷۱ھ میں مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ نے مولانا ظہور احمد رحمہ اللہ کے تعاون سے نئی

---

[۸۵] اشرف المقالات: ص ۳۴۸

ترتیب و تبویب کے ساتھ اِسے چھ جلدوں میں مرتب کیا، آپ کے فتاوی اپنی گہرائی اور گیرائی کی وجہ سے ہندو پاک اور بنگلہ دیش بلکہ عالم اسلام کے تمام اردو دان علما کے لئے مرجع و مأخذ کا درجہ رکھتے ہیں۔

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے اس فتاوی کا نام "امداد الفتاوی" اپنے شیخ و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے نام پر رکھا (امداد الفتاوی: مقدمہ از مصنف ص۶۱) اس فتاوی کے شروع میں حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ نے بارہ صفحات پر نہایت جامع انداز میں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی سوانح لکھی ہے، امداد الفتاوی کی خصوصیات کے لئے دیکھیں: [۸۶]

ترتیب جدید، تبویب، تعلیق و تخریج کے ساتھ یہ فتاوی چھ جلدوں میں مکتبہ دار العلوم کراچی سے شائع ہوا ہے۔

۶... امداد الاحکام

یہ فتاوی محقق العصر علامہ ظفر احمد عثانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۴ھ) اور حضرت مولانا مفتی عبد الکریم صاحب گمتھلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۶۸ھ) کے ہیں، یہ دو ہزار ایک سو اکہتر (۲۱۷۱) فتاوی پر مشتمل ہے، جس میں پانچ سو ایک (۵۰۱) فتاوی مولانا مفتی عبد الکریم صاحب کے ہیں اور بقیہ حضرت مولانا ظفر احمد عثانی رحمہ اللہ کے تحریر کردہ ہیں، بعض فتاوی حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے تحریر فرمودہ ہیں۔ علامہ ظفر احمد عثانی رحمہ اللہ کے فتاوی ۸ محرم ۱۳۴۰ھ سے ۱۲ شوال ۱۳۵۸ھ تک کے ہیں، اور مولانا مفتی عبد الکریم صاحب کے ۱۴ شوال ۱۳۴۳ھ سے ۶ صفر ۱۳۵۵ھ تک کی مدت میں لکھے گئے ہیں، یہ مجموعہ علامہ ظفر احمد عثانی رحمہ اللہ کی زندگی کی ۱۸ سالہ محنت کا نتیجہ ہے، اللہ تعالی نے موصوف کو علم حدیث اور رجال میں خوب تبحر عطا کیا تھا، اس کی زندہ و جاوید مثال "إعلاء السنن" ہے، اس میں آپ نے فقہ حنفی کے نقلی دلائل یعنی احادیث و آثار کی محدثانہ مباحث کو نہایت تحقیق و تدقیق اور محنتِ شاقہ کے ساتھ بیس سال کے عرصے میں جمع کیا، یہ ایسا علمی کارنامہ انجام دیا ہے کہ اس کی نظیر چودہ سو سال کے عرصے میں نہیں ملتی، آپ کے اس محدثانہ ذوق کی جھلک فتاوی میں بھی نظر آتی ہے، آپ کے قلم سے لکھے ہوئے فتاوی میں احادیث کی مباحث نہایت شرح و بسط کے ساتھ محدثانہ اصول پر لکھی گئی ہیں، بعض فتاوی تو مستقل رسالوں کی صورت اختیار کر گئے ہیں، حضرت حکیم الامت کو آپ کے فتاوی پر مکمل اعتماد تھا، چنانچہ "تمہید امداد الفتاوی" میں آپ لکھتے ہیں:

برخوردار سلمہ (مولانا ظفر احمد صاحب) کے فتاوی پر مجھے تقریباً ایسا ہی اطمینان ہے جیسا کہ خود اپنے لکھے ہوئے فتاوی پر ہے۔ اسی لئے اس کا نام "امداد الاحکام ضمیمہ امداد الفتاوی" تجویز کرتا ہوں، یہ فتاوی "امداد الفتاوی" کا تکملہ ہے۔ یہ فتاوی مفتی اعظم پاکستان مفتی

---

[۸۶] امداد الفتاوی: مقدمہ، ۱/ ۵۲ تا ۵۷

رفیع عثمانی صاحب مدظلہ کے ۷۰ صفحات پر مشتمل نہایت علمی و تحقیقی مقدمے کے ساتھ تین جلدوں میں مکتبہ دار العلوم کراچی سے شائع ہوا ہے۔

۷... کفایت المفتی

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۲ھ) کا سب سے بڑا قلمی سرمایہ آپ کے گہربار قلم سے لکھے گئے آپ کے فتاوی کا مجموعہ ہے، جس کو آپ کے فرزند اکبر مولانا حفیظ الرحمٰن واصف نے مرتب کیا ہے، اس کی کل ۹ جلدیں ہیں لیکن چونکہ ہمیشہ آپ کے فتاوی کی نقل محفوظ نہیں کی جاسکی اس لئے آپ کے تمام فتاوی اس مجموعہ میں نہیں آسکے، یہاں تک کہ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا کہ آپ کی فتاوی نویسی کی پچپن سالہ زندگی میں سے زیادہ سے زیادہ پچیس سال کے فتاوی ہی کو جمع کیا جاسکا ہے، ورنہ ۹ جلدوں کی جگہ ۱۹ جلدیں ہوسکتی تھیں، چنانچہ خود مرتبِ فتاوی لکھتے ہیں:

۱۳۱۶ھ مطابق ۱۸۹۸ء سے فتوی لکھنا شروع کیا اور ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۳ء میں دہلی تشریف لائے، لیکن مدرسہ امینیہ میں نقول فتاوی کا سب سے پہلا رجسٹر ربیع الاول ۱۳۵۲ھ سے شروع ہوتا ہے، یعنی چھتیس (۳۶) برس فتوی لکھنے کے بعد نقل فتاوی کا انتظام ہوا مگر یہ انتظام بھی ناکافی و ناقص تھا۔ مدرسہ کے رجسٹر میں آخری فتوی ۱۹۴۴ء کا ہے، اس کے بعد آپ کی وفات تک آٹھ برس کے زمانہ میں صرف پچیس فتوی درج ہوئے۔ اندراج فتاوی کے لئے کوئی مستقل محرر کبھی نہیں رکھا گیا۔

آپ مدرسہ امینیہ کے ساتھ جمعیۃ علمائے ہند کے دار الافتاء کے بھی صدر مفتی تھے اور سہ روزہ "الجمعیۃ" میں "حوادث واحکام" کے عنوان سے آپ کے فتاوی شائع ہوتے تھے، مگر "الجمعیۃ" کا ریکارڈ بھی مفتی اعظم کے تمام فقہی ذخیرہ کا حامل نہیں بن سکا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ کی سرپرستی میں دار الافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کے اربابِ افتاء نے بڑی محنت اور قابلیت کے ساتھ اس فتاوی کی نئی تبویب اور تخریج و تعلیق کا کام کیا ہے، اس میں انہوں نے ہر تخریج طلب مسئلے کی تخریج کی ہے، جس میں امہاتِ کتب کی طرف مراجعت کرکے مکمل عبارات نقل کی ہیں، ہر مسئلے کی تخریج میں کم از کم تین حوالے نقل کئے ہیں، ہندوستانی قدیم نسخوں کی طرف مراجعت کرکے عبارات کی تصحیح کی ہے، از سر نو تبویب کا اہتمام کیا، اردو کے قلیل الاستعمال الفاظ اور ہندی، فارسی کے الفاظ کی بھی وضاحت کی ہے، اس لئے یہ موجودہ نسخہ چودہ جلدوں پر مشتمل نہایت ہی افادیت کا حامل ہے۔

۸... فتاوی رحیمیہ

یہ حضرت مولانا قاری مفتی سید عبد الرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ کے فتاوی ہیں، اس فتاوی کے شروع میں کئی اکابر اہل علم کی تقریظات ہیں، یہ فتاوی تحقیق و تدقیق کے اعتبار سے نہایت بلند پایہ ہیں، ان کا انداز محققانہ ہے، اس میں صرف فقہی کتب کے حوالے نہیں بلکہ احادیث و آثار کا بھی بیش بہا ذخیرہ ہے، مسئلہ تقلید کے متعلق تفصیلی مباحث ذکر کئے ہیں، غیر مقلدین کے اشکالات کے بحوالہ جوابات دیئے ہیں، حیاتِ عیسی علیہ السلام کا تفصیلا ذکر کیا ہے، بعض مسائل پر اس قدر تحقیق ذکر کی ہے کہ وہ رسالے کی صورت اختیار کر

گئی ہے، ان کا انداز نہایت عام فہم اور سلیس ہے، اس کے مطالعہ سے ایک لذت وحلاوت اور روحانی کیفیت محسوس ہوتی ہے، جوابات نہایت تشفی بخش ہوتے ہیں، اس فتاوی پر حضرت مولانا مفتی صالح محمد اوکاڑوی صاحب شہید رحمہ اللہ نے نہایت عرق ریزی کے ساتھ ترتیب، تبویب اور تعلیق وتخریج کرکے اس کی افادیت بڑھادی ہے، یہ فتاوی دارالاشاعت کراچی سے پانچ جلدوں میں چھپ گئے ہیں۔

۹... امداد المفتین

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۶ھ) حضرت مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی رحمہ اللہ کے خصوصی شاگرد اور تربیت یافتہ تھے، مفتی صاحب کو آپ پر بڑا فخر اور اعتماد تھا، چنانچہ آپ کی تدریس کے آغاز ہی سے آپ کے استاذ بعض استفتاء آپ کے حوالے کردیتے تھے اور جب ۱۳۴۴ھ میں مفتی عزیز الرحمٰن دارالعلوم سے مستعفی ہوگئے تو چند سال مولانا ریاض الدین وغیرہ مختلف علماء سے افتاء کی خدمت متعلق رہی، پھر ۱۳۴۹ھ میں مفتی شفیع صاحب کو دارالافتاء میں صدر مفتی کے جلیل القدر منصب پر فائز کیا گیا اور ۱۳۶۲ھ تک آپ نے اس عہدہ پر فائز رہ کر تقریباً چالیس ہزار فتاوی تحریر کئے۔

۵ ربیع الاول ۱۳۶۲ھ میں آپ دارالعلوم سے مستعفی ہوگئے لیکن عوام وخواص کے رجوع اور اپنے شیخ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی ہدایت کی بنا پر افتاء کا سلسلہ جاری رکھا، تاہم ۱۳۶۲ھ سے ۱۳۷۱ھ تک نو سالوں میں جو فتاوی آپ کے گھر بار قلم سے نکلے انہیں محفوظ نہیں کیا جاسکا، پھر ۱۳۷۱ھ (۱۹۵۲ء) میں آپ نے دارالعلوم کراچی کے شعبہ افتاء سے ۱۹۵۹ء تک جو فتاوی لکھے ان کی نقل محفوظ کی گئی، جن کی تعداد ستر ہزار نو سو بارہ (۷۰۹۱۲) ہیں، ان کے علاوہ مقدمات کے فیصلے اور زبانی فیصلے اور زبانی فتووں کی تعداد بے شمار ہے۔

آپ نے جدید مسائل کو اجتماعی آراء سے حل کرنے کے لئے ایک مجلس بھی "مجلس تحقیق مسائل حاضرہ" کے نام سے قائم کی تھی، جس میں محدث العصر علامہ یوسف بنوری، فقیہ العصر مفتی رشید احمد رحمہما اللہ اور دارالعلوم کراچی اور شہر کے خاص خاص اہل علم شریک ہوتے تھے اور ہر ماہ اس مجلس کے تحت اجلاس منعقد ہوتے تھے اور پیش آمدہ مسائل کی اجتماعی طور پر تحقیق کی جاتی تھی۔

کہا جاسکتا ہے کہ آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں سب سے نمایاں اور سب سے غالب پہلو جس کا تسلسل کبھی ختم نہیں ہوا وہ خدمت افتاء ہی ہے، چنانچہ فراغت کے فوری بعد سے اپنی زندگی کے آخری لمحات تک آپ نے اپنے کو اس کام میں مصروف رکھا، یہاں تک کہ آپ کی زندگی کا سب سے آخری کام بھی فتوی نویسی ہی کا کام تھا، چنانچہ اپنی وفات سے صرف چند گھنٹے قبل بھی آپ نے ایک استفتاء کا جواب لکھوایا تھا۔

آپ کے فقہی مقام کا اندازہ آپ کے فتاوی کو دیکھ کر بخوبی لگایا جاسکتا ہے، نیز عوام وخواص کا آپ کی طرف رجوع اور اکابر علماء کا آپ پر اعتماد بھی فقہ وفتاوی میں آپ کے عالی مقام کا پتہ دیتے ہیں، چنانچہ مفتی اعظم ہند مفتی عزیز الرحمٰن رحمہ اللہ، محدث العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تو آپ پر اعتماد کرتے تھے۔

فتاوی نویسی میں آپ کا جو منہج اور طریقہ کار تھا اُسے درج ذیل نکات میں بیان کیا جاسکتا ہے:

۱... سب سے پہلے آپ یہ دیکھتے تھے کہ استفتاء جواب دینے کے لائق ہے یا نہیں، کیوں کہ بسا اوقات فتوی حاصل کرنے کا مقصد عمل کرنا یا علم میں اضافہ کرنا نہیں بلکہ مخالف کو زیر کرنا یا فتنہ پیدا کرنا ہوتا ہے، اس لئے آپ ایسے استفتاء کا جواب نہیں لکھتے تھے، بلکہ نصیحت کر دیا کرتے تھے، چنانچہ ایک صاحب کا استفتاء آیا کہ فلاں امام صاحب فلاں فلاں آداب کا خیال نہیں رکھتے، کیا انہیں ایسا کرنا چاہئے؟ تو آپ نے جواب لکھا کہ یہ سوال تو خود امام صاحب کے پوچھنے کا ہے، انہیں کہئے کہ وہ تحریراً یا زبانی معلوم کرلیں۔

۲... نظریاتی (غیر عملی) سوالات کی آپ حوصلہ شکنی کیا کرتے تھے، چنانچہ آپ سے پوچھا گیا "یزید کی مغفرت ہوگی یا نہیں؟" آپ نے جواب دیا "یزید سے پہلے اپنی مغفرت کی فکر کرنی چاہئے"۔

۳... فتاوی لکھتے وقت آپ اس پہلو سے بھی بہت غور کرتے تھے کہ اس جواب کا نتیجہ کیا ہوگا، مثلاً کوئی مباح چیز ہے مگر اس سلسلہ میں کھلی چھوٹ دینے سے معصیت تک پہنچنے کا اندیشہ ہے، ایسے وقت میں فتوی کے بجائے مشورہ لکھا کرتے تھے کہ یہ عمل مناسب نہیں ہے، یا اس سے گریز کرنا چاہئے۔

۴... فتوی کی عبارت میں آپ فقہی اصطلاحات سے بہت گریز کرتے تھے اور ایسا لکھتے تھے کہ فقہ کی شوکت اور فقہی باریکیاں بھی برقرار رہیں اور عام لوگوں کے لئے سمجھنا بھی آسان ہو، مثلاً ترکہ کے مسئلہ میں عموماً جواب اس طرح لکھتے ہیں: مرحوم کا جملہ ترکہ بعد تقدیم حقوق متقدمہ علی الارث حسبِ ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ اب جو شخص حقوق متقدمہ علی الارث سے واقف نہ ہو اور دین سے اس بے اعتنائی کے دور میں انہیں اس کا مطلب بتانے والا بھی کوئی نہ ہو تو وہ ترکہ کس طرح تقسیم کریں گے؟ اس لئے آپ وراثت کے مسئلہ میں جواب اس طرح لکھتے ہیں:

صورت مسئولہ میں مرحوم نے جو کچھ نقدی، زیور، جائیداد، یا چھوٹا بڑا سامان چھوڑا ہو اس میں سے پہلے مرحوم کی تجہیز و تکفین کے متوسط اخراجات نکالے جائیں، پھر اگر مرحوم کے ذمہ قرض ہو تو وہ ادا کیا جائے اور بیوی کا مہر اگر ابھی ادا نہیں ہوا ہو تو وہ بھی دین میں شامل ہے، اس کو ادا کیا جائے، پھر اگر مرحوم نے کوئی جائز وصیت کسی غیر وارث کے حق میں کی ہو تو ۱/۳ کی حد تک اس کے مطابق عمل کیا جائے گا، اس کے بعد جو ترکہ بچے اسے حسبِ ذیل تفصیل کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

۵... کسی مسئلہ کا جواب مفصل ومدلل لکھنا ہو تو آپ تمہید اور دلائل کے ساتھ فتوی نہیں لکھتے تھے بلکہ اصل مسئلہ کا مختصر اور سادہ حکم لکھتے تھے تاکہ طالب کا مقصد پہلے ہی جملہ سے پورا ہو جائے اور ایسا اختلاط نہ ہو کہ عام آدمی کے لئے مسئلہ سمجھنا مشکل ہو جائے، اس کے بعد دلائل وغیرہ کی تفصیل لکھتے تھے، تاکہ علماء اور دلائل معلوم کرنے والوں کو بصیرت حاصل ہو سکے۔

۶... اگر سوال کرنے والے نے گڈمڈ کرکے مفصل استفتاء لکھا ہو اور اس میں کچھ زائد باتیں بھی آگئی ہوں جن سے حکم پر کوئی اثر نہ پڑتا ہو تو آپ پہلے ان سوالات کا تجزیہ کرکے انہیں نمبروار لکھتے تھے پھر ان کے جوابات بھی نمبروار تحریر فرماتے تھے۔

۷... کسی مسئلہ کی طرف آپ کا میلان ہوتا اور اکابر سے اس سلسلہ میں واضح رائے نہیں ملتی تو آپ "تفرد" اختیار کرنے اور اپنی الگ رائے لکھنے سے بہت گریز کرتے تھے اور اس سے آپ کو سخت نفرت تھی، چنانچہ ایسے سوالات کو مؤخر کر دیتے تھے اور کافی تلاش و جستجو کے بعد جب اکابر کی تائید حاصل ہو جاتی تب آپ اس کا جواب لکھتے تھے تاکہ الگ الگ لوگوں کی آراء کی وجہ سے امت انتشار کا شکار نہ ہو۔

"امداد المفتیین" حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کے ۱۳۴۹ھ سے ۱۳۶۲ھ تک لکھے گئے فتاوی کا مجموعہ ہے، جو آپ نے دار العلوم دیوبند کے صدر مفتی ہونے کی حیثیت سے لکھے تھے، آپ کے قلم سے جاری فتاوی کی تعداد تقریباً ڈیڑھ لاکھ ہے (عزیز الفتاوی: مقدمہ) جن میں سے یہ ایک حصہ "امداد المفتیین" کے نام سے شائع ہوا ہے۔ حضرت تھانوی کے فتاوی کا نام "امداد الفتاوی" تھا تو آپ نے اس مناسبت سے اس فتاوی کا نام "امداد المفتیین" رکھا، اسے آپ نے خود چھوٹے آٹھ مختصر جلدوں میں مرتب کیا تھا جو دار الاشاعت دیوبند سے شائع ہوئے تھے، لیکن اس وقت فتاوی میں تبویب و ترتیب نہ تھی، جس کی وجہ سے مسئلہ نکالنا کافی مشکل تھا، پاکستان ہجرت کے بعد حضرت نے "عزیز الفتاوی" اور "امداد المفتیین" دونوں کی علیحدہ علیحدہ تبویب و ترتیب کرا کر بہت سی اصلاحات کے بعد ۱۳۸۳ھ میں کراچی سے یہ عظیم الشان ذخیرہ دو جلدوں میں دار الاشاعت کراچی سے شائع ہوا، پہلی جلد میں "عزیز الفتاوی" اور دوسری جلد میں "امداد المفتیین" ہے، چونکہ یہ دونوں فتاوی دار العلوم دیوبند میں لکھے گئے اس لئے آپ نے اپنی زندگی میں ان دونوں فتاوی کو "فتاوی دار العلوم دیوبند" کے نام سے شائع کیا۔

۱۰... فتاوی محمودیہ

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) کے فتاوی کا مجموعہ ہے، ۲۶ جمادی الاولی ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۶۵ء کو آپ نے دار الافتاء دار العلوم دیوبند میں صدر مفتی کی حیثیت سے افتاء کا آغاز کیا، آپ نے تقریباً دس ہزار استفتاء کے جوابات تحریر فرمائے ہیں، اس لئے بجا طور پر دنیا آپ کو "فقیہ الامت" کے لقب سے یاد کرتی ہے، آپ کے ان فتاوی کو مولانا فاروق صاحب نے مرتب کیا ہے، آپ کے اس فتاوی میں نو ہزار آٹھ سو پچاسی (۹۸۸۵) استفتاء اور بارہ ہزار پانچ سو ستتر (۱۲۵۷۷) مسائل ہیں، شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ کی سرپرستی میں دار الافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کے ارباب افتاء نے نہایت عرق ریزی کے ساتھ اس فتاوی کو نئی تبویب اور تخریج و تعلیق کے ساتھ چھاپا ہے، ہر مسئلے کی تخریج میں کم از کم تین حوالے نقل کئے ہیں، دار الافتاء کی طرف سے اس فتاوی پر کئے گئے کام کی تفصیلات کے لئے "فتاوی محمودیہ پر کام کی نوعیت" (فتاوی محمودیہ: ۱/ ۶۲تا۱۷۱) کا مطالعہ کریں۔

۱۱... احسن الفتاوی

یہ فتاوی فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کے ہیں۔

فتاوی نویسی کا کام آپ نے فراغت کے بعد ۱۳٦۲ھ سے ہی شروع کر دیا تھا، جب آپ مدینۃ العلوم بھینڈو (ضلع حیدرآباد، سندھ) میں مدرس تھے، لیکن یہاں دار الافتاء کی مکمل ذمہ داری آپ پر ۱۳٦٦ھ میں ڈالی گئی اور ۱۳٦۹ھ تک آپ بیک وقت شیخ الحدیث، صدر مدرس اور صدر مفتی رہے، پھر ۱۳۷۰ھ میں جب جامعہ دار العلوم کراچی گئے تو وہاں اگرچہ آپ شیخ الحدیث رہے اور افتاء کی ذمہ داری باضابطہ آپ سے متعلق نہیں کی گئی، لیکن زیادہ اہم اور پیچیدہ مسائل سے متعلق استفتاءات آپ ہی کے سپرد کئے جاتے تھے، نیز ۱۳۸۱ھ میں جب دار العلوم نے تخصص فی الفقہ کا شعبہ شروع کیا تو اس میں مربی کی حیثیت سے آپ ہی کا نام منتخب کیا گیا، پھر آپ نے ۱۳۸۳ھ سے ایک علیحدہ فقہی اور اصلاحی ادارہ "دار الافتاء والارشاد" کی بنیاد ڈالی اور مستقل اس پلیٹ فارم سے آپ نے فقہ وفتاوی کی خدمات انجام دیں۔

مفتی صاحب کے علمی وقلمی سرمایوں میں سب سے اہم سرمایہ آپ کے فتاوی کا مجموعہ "احسن الفتاوی" ہے، آپ کے فتاوی کی بڑی تعداد محفوظ نہیں کی جا سکی، جیسا کہ آپ کے حالات لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ ۱۳٦۲ھ سے ۱۳۷۰ھ تک فتاوی کی نقل رکھنے کا اہتمام نہیں کیا گیا اور ۱۳۷۱ھ سے ۱۳۷٦ھ تک کل دو ہزار پچیس (۲۰۲۵) فتاوی آپ نے تحریر فرمائے، مگر ان میں سے صرف چار سو اکیاون (۴۵۱) فتاوی نقل ہو سکے، آپ کے ابتدائی دور کے فتاوی کا مجموعہ سب سے پہلے ۱۳۷۹ھ میں شائع ہوا تھا، ۱۳۸۳ھ سے جدید سلسلہ کا آغاز ہوا اور اب یہ مجموعہ نو ضخیم جلدوں میں طبع شدہ ہے۔

حضرت مفتی صاحب نئے مسائل پر بڑی گہری نظر رکھتے تھے، اور ٹھوس دلائل کے ساتھ مفصل جواب لکھا کرتے تھے، آپ کے بہت سے فتاوی رسائل کی شکل اختیار کئے ہوئے ہیں، جنہیں اس مجموعہ میں شامل کر لیا گیا ہے، آپ کے رسائل کی فہرست احسن الفتاوی: ۱/ ۱۸، ۱۹، ۵٦۹، پر ہے، اس میں سے اکثر رسائل احسن الفتاوی میں شامل کر دیئے گئے ہیں، فتوی نویسی میں ہر مفتی کا انداز واسلوب جدا ہوتا ہے، اس لئے بعض مسائل میں اہل علم وافتاء کے لئے اختلاف کی گنجائش باقی رہتی ہے، امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے:

كل أحد يؤخذ من قوله ويترك إلا صاحب هذا القبر.

۱۲... فتاوی حقانیہ

یہ جامعہ دار العلوم حقانیہ سے جاری ہونے والے گرانقدر فتاوی پر مشتمل ہے، دار العلوم حقانیہ کی بنیاد ۱۹۴۷ء بمطابق ۱۳٦٦ھ کو رکھی گئی، اس کی ابتداء ایک چھوٹی سی مسجد سے ہوئی مگر اللہ تعالی کو منظور تھا کہ یہ ادارہ علوم ومعارف کا گنجینہ بنے، پھر وہ وقت بھی آیا کہ دار العلوم حقانیہ کی تبلیغی، تعلیمی اور دینی خدمات کی وجہ سے دار العلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا قاری طیب صاحب رحمہ اللہ نے اسے "دیوبند ثانی" کا خطاب دیا۔

یہ فتاوی چونکہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق صاحب رحمہ اللہ کی نگرانی میں لکھے گئے اس لئے ان کو انہی کی طرف منسوب کیا گیا اور اس مجموعے کا نام "فتاوی حقانیہ" رکھا گیا، فتاوی کے استناد کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ دار العلوم حقانیہ جیسے مستند ادارے سے شائع

ہوئے ہیں، ماہنامہ الحق میں شائع ہونے والے بعض مفید مضامین اور مقالات بھی اس میں شامل کے گئے ہیں، اس کی ابتدا میں فقہی مباحث پر مشتمل ایک نہایت علمی و تحقیقی مقدمہ لکھا گیا ہے، اور اُن تمام مفتیانِ کرام کا تعارف بھی پیش کیا گیا ہے جن کے تحریر کردہ فتاوی اِس مجموعہ میں شامل کئے گئے ہیں، ادارے سے شائع شدہ فتاوی عموماً تفردات اور شذوذ سے خالی ہوتے ہیں بخلاف شخصی فتاوی کے، اس کی جلد اول کا عموماً اور "کتاب العقائد والإیمانیات" کا خصوصاً اربابِ فتاوی اور اہلِ علم کے لئے مطالعہ نہایت مفید ہے۔

۱۳... فتاوی بینات

یہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے ماہنامہ بینات میں چھپنے والے فتاوی اور فقہی مقالات کا وقیع علمی ذخیرہ ہے، اس کے مقدمے میں محدث العصر علامہ یوسف بنوری رحمہ اللہ کے پانچ نہایت اہم اور تحقیقی مقالہ جات شامل ہیں:

۱... عصر حاضر کا اہم تقاضا۔ ۲... جدید فقہی مسائل اور چند رہنما اصول۔ ۳... عصر حاضر کے جدید مسائل کا حل۔
۴... اجتہاد کے اصول و شرائط۔ ۵... اسلامی قوانین میں اجتہاد و عقل کا مقام۔

بعض مسائل اس قدر تحقیق وتدقیق کے ساتھ لکھے گئے ہیں کہ وہ رسالہ کی صورت اختیار کر گئے ہیں۔اس فتاوی کے علمی استیناد کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ملک کے مشہور و معروف ادارے کے محققین علماء کی علم و تحقیق کا گنجینہ ہے، اس میں کئی فتاوی و مقالات محقق العصر حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کے تحقیقی قلم سے لکھے ہوئے ہیں مثلاً بشریت انبیا علیہم السلام، تنقید اور حق تنقید، رفع الالتباس عن علي والعباس، قادیانی عقائد، نزولِ مسیح کا عقیدہ اسلامی اصولوں کی روشنی میں، کافر، مرتد اور زندیق کے درمیان فرق، ڈارون کا نظریہ ارتقا، ۱۵۰ صفحات پر مشتمل مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مفصل ومدلل وضاحت۔ یہ فتاوی ترتیب وتخریج کے ساتھ چار جلدوں میں مکتبہ بینات جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن سے شائع ہوئے ہیں، جس طرح بینات میں چھپنے والے فتاوی اور مقالات یکجا ہو کر شائع ہوگئے ہیں اسی طرح اگر دار الافتاء سے جاری ہونے والے اگر تمام فتاوی تحقیق و تخریج کے ساتھ فقہی ترتیب پر یکجا ہو جائیں تو یہ اہلِ علم کے لئے ایک قیمتی سوغات ہوگا اور یہ کئی فتاوی سے فی الجملہ مستغنی کر دے گا، تحقیق وتدقیق سے لکھنے والوں کے لئے خصوصاً اور عوام الناس کے لئے مشعلِ راہ ہوگا۔

۱۴... خیر الفتاوی

یہ فتاوی استاذ العلما حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۰ھ) کے قائم کردہ ادارہ "خیر المدارس" کے دار الافتاء سے جاری کئے گئے فتاوی کا مجموعہ ہے، حضرت کی طرف نسبت کی وجہ سے اس مجموعہ کا نام "خیر الفتاوی" رکھا گیا، ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے مدارس میں "جامعہ خیر المدارس" ملتان کو ایک ممتاز حیثیت حاصل ہے، اور اس ادارے کے دار الافتاء سے

شائع ہونے والے فتاوی میں اہل سنت والجماعت علمائے دیوبند کے مسلک کی افراط و تفریط سے صرف نظر کرتے ہوئے نہایت اعتدال کے ساتھ صحیح ترجمانی کی گئی ہے۔ اس فتاوی کے استیناد کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری، حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب، حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب، حضرت مولانا محمد صدیق صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب جیسے نامور مفتیانِ عظام کے فتاوی پر مشتمل ہے، اس کے شروع میں "خیر المدارس کے ارباب افتاء" کے نام سے اِن مفتیان کرام کی مختصر سوانح درج ہے، اس کے بعد فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب کا نہایت علمی و تحقیقی مقدمہ ہے، جو پینتیس (۳۵) صفحات پر مشتمل ہے، راقم کی رائے یہ ہے کہ اس کی پہلی جلد مطالعے کے لئے تخصص فی الفقہ کے طلبہ کے نصاب میں شامل کرنی چاہئے، اس کی پہلی جلد کا خصوصاً اور مکمل فتاوی کا عموماً مطالعہ کرنا اہلِ علم کے لئے نہایت مفید ہے۔

۱۵... فتاوی مفتی محمود

یہ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۰۰ھ) کا مجموعہ ہے۔ حضرت مفتی محمود رحمہ اللہ اپنی ان گنت خصوصیات وامتیازات کی بناء پر اپنے زمانہ کی ان عبقری شخصیات میں سے ہیں جن کی دینی، مذہبی، ملی، ملکی اور سیاسی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، آپ جہاں میدان سیاست کے شہسوار تھے، وہیں اپنے عہد کے بالغ نظر فقیہ و محدث بھی تھے، آپ نے پوری زندگی فقہ وحدیث کی خدمت میں بسر کی، آپ فقہی جزئیات پر گہری نظر رکھتے تھے، اور اس کے مراجع ومنافع خوب اچھی طرح سمجھتے تھے، آپ کے وسعت مطالعہ کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ شامی جیسی ضخیم ترین کتاب کا بالاستیعاب دوبار مطالعہ کیا ہے، حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی اس علمی وسعت اور گہرائی کے علمائے عصر بھی معترف تھے، محدث عصر حضرت بنوری رحمہ اللہ، حضرت مفتی صاحب سے فرمایا کرتے تھے: آپ کیوں اپنے آپ کو سیاست کے خاردار میدان میں ضائع کر رہے ہیں؟

حضرت مفتی صاحب ۲۵ سال مسلسل ملک کے معروف دینی ادارے جامعہ قاسم العلوم ملتان کے صدر مفتی کی حیثیت سے خدمات انجام دی ہیں، اس ۲۵ سالہ دور میں مختلف مسائل سے متعلق کم وبیش ۲۲ ہزار فتاوی جاری فرمائے۔ زیر نظر "فتاوی مفتی محمود" حضرت کے تحریر کردہ فتاوی کا مجموعہ ہے، اس میں بعض فتاوی وہ بھی ہیں جو دیگر مفتیان کرام کے تحریر کردہ ہیں اور ان پر حضرت مفتی صاحب کے تائیدی دستخط ہیں۔ فتاوی کا یہ مجموعہ ۹ جلدوں میں جمعیت پبلیکیشنز لاہور نے شائع کیا ہے۔

اس فتاوی کے شروع میں شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان صاحب رحمہ اللہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہ کی تقاریظ ہیں، اس کے شروع میں حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان صاحب کا نہایت علمی مقدمہ ہے جو ایک سو پانچ (۱۰۵) صفحات پر مشتمل ہے۔ اگر اس فتاوی پر "فتاوی محمودیہ" اور "کفایت المفتی" کی طرح تعلیق وتخریج کر دی جائے تو اس کی افادیت بڑھ جائے گی۔

۱۶... آپ کے مسائل اور اُن کا حل

یہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کے فتاوی ہیں، اس کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ ۵ مئی ۱۹۷۸ء میں ملک کے معروف اخبار روز نامہ "جنگ" کراچی کے مالکان نے "اقرا" کے نام سے اپنے اخبار میں اسلامی صفحے کا آغاز کیا، اس میں ایک کالم تھا "آپ کے مسائل اور اُن کا حل" اس میں تقریباً بیس سال تک آپ سوالات کے جوابات لکھتے رہے، آپ کے جوابات نہایت عام فہم اور عوامی انداز میں ہیں، چونکہ یہ جوابات اخبار میں چھپتے تھے جس کے قارئین زیادہ تر عوام ہوتے تھے، اس لئے آپ نے اِن کی رعایت رکھتے ہوئے عامیانہ اور سلیس انداز میں جوابات دیئے ہیں، رائج فتوی نویسی کے انداز سے اجتناب کیا ہے۔ فرقِ باطلہ خصوصاً فتنہ قادیانیت کے متعلق آپ کے فتاوی نہایت علمی و تحقیقی ہیں۔ بعض فتاوی نہایت تفصیلی اور مدلل ہیں، الحمد للہ اب یہ بیش بہا خزانہ حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہید رحمہ اللہ کی زیر سرپرستی تعلیق و تخریج اور اضافات کے ساتھ ۸ ضخیم جلدوں میں مکتبہ لدھیانوی کراچی سے شائع ہو گیا ہے۔

۱۷... جواہر الفتاوی

حضرت مولانا مفتی عبد السلام چاٹگامی صاحب مدظلہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، آپ ایک طویل عرصہ تک جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی میں بحیثیت رئیس دار الافتاء خدمات انجام دیتے رہے، اور اب اپنے آبائی وطن بنگلہ دیش کے سب سے بڑی دینی ادارے "دار العلوم معین الاسلام، ہاٹھ ہزاری چاٹگام" میں بحیثیت استاذ الحدیث اور رئیس دار الافتاء، دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ زیر نظر "جواہر الفتاوی" آپ کے تحریر کردہ فتاوی کا مجموعہ ہے، ان فتاوی کا تعارف کراتے ہوئے سید انور علی (ایڈوکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان) لکھتے ہیں:

جواہر الفتاوی میں مفتی صاحب کے صرف وہ فتاوی شامل ہیں جو انہوں نے پچھلے کئی سالوں میں اہم مواقع اور حالات میں جاری کئے، ان فتووں کی افادیت اور اہمیت اس سبب سے اور بھی زیادہ ہے کہ اس میں ان شبہات اور اعتراضات و مسائل کو بڑی خوبی اور سند کے ساتھ زیر بحث لایا گیا ہے جو مغرب زدہ اسکالرز کی جانب سے موجودہ دور میں اٹھائے گئے ہیں، خاص طور پر انسانی اعضاء کی پیوندکاری، عورت کی شہادت، رجم، ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی شرعی حیثیت، مجلس واحدہ میں تین طلاقیں، رجم کی سزا اور اس کا انکار، زکوۃ کے مسئلے میں بے شمار نئے قسم کے اعتراضات اور ان کے جوابات اور جھینگا کی حلت و حرمت وغیرہ وغیرہ۔

مندرجہ ذیل مسائل میں آپ کے فتاوی نہایت علمی، تحقیقی اور مدلل ہیں:

۱... تملیک زکوۃ۔ ۲... ہمارے جنگی قیدی اور نماز قصر۔ ۳... طویل دن رات والے ممالک میں نمازوں کا حکم۔ ۴... ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی شرعی حیثیت۔ ۵... اسلام کے قانونِ شہادت میں خواتین کا مقام۔ ۶... عورت کی سربراہی۔ ۷... شیعہ اثنا عشریہ

کے عقائد اور اہلِ علم کی آراء۔ ۸... غائبانہ نماز جنازہ۔ ۹... کرنسی نوٹ کی شرعی حیثیت۔ ۱۰... حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۱۱... رجم کی شرعی حیثیت اور اس کے منکرین کے نتائج۔ ۱۲... مشاجرات صحابہ۔ ۱۳... جھینگے کی حلت و حرمت۔ ۱۴... بشریت انبیاء۔ ۱۵... سبِ شیخین، وغیرہ۔ فتاوی کا یہ مجموعہ چار جلدوں میں اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی سے شائع ہوا ہے۔

۱۸... فتاوی قاضی

یہ حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام القاسمی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۳۰ھ) کے فتاوی ہیں۔ حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی رحمہ اللہ کی ذات گرامی علمی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں، جدید فقہی مسائل و معاملات پر آپ کی گہری نظر تھی، اور ان کے حل کے لئے بیش بہا خدمات انجام دیں۔ آپ نے کم و بیش چالیس سال امارتِ شرعیہ بہار، اڑیسہ اور جھاڑ کنڈ میں قضا کا فریضہ انجام دیا، اس کے علاوہ آپ ''اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا'' کے بانی اور ''آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ'' کے صدر بھی تھے۔

حضرت قاضی صاحب نے قضا کے ساتھ ساتھ فتوی نویسی کا مشغلہ بھی اختیار کیا، آپ کے تحریر کردہ فتاوی کی تعداد تو زیادہ ہے، لیکن جو فتاوی محفوظ و میسر آ سکے وہ صرف ۱۲۰ ہیں۔ ''فتاوی قاضی'' میں قاضی صاحب کے انہی فتاوی کو جمع کیا گیا ہے، ترتیب و حواشی کے فرائض مولانا امتیاز احمد قاسمی صاحب نے نبھائے ہیں، اور ''ایفا پبلیکیشنز'' نئی دہلی انڈیا نے ۲۴۵ صفحات میں اسے شائع کیا ہے۔

یہاں یہ وضاحت بھی مناسب معلوم ہوتی ہے کہ قاضی صاحب کی نظر وسیع تھی اور وہ زمانہ کے حالات پر گہری نگاہ رکھتے تھے، اس لئے شریعت کے اصول و مقاصد (جو فقہاء نے متعین و مقرر کئے ہیں) کو پیش نظر رکھ کر ایک رائے قائم کرتے تھے جس کی بناء پر بعض مسائل میں ان کا قول اور فتوی جمہور کی رائے کے موافق نہیں، اس لئے بعض مسائل میں اختلاف رائے ممکن ہے، ایسے فتاوی کی تعداد کم ہے۔

۱۹... فتاوی فریدیہ

یہ فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب رحمہ اللہ کے فتاوی ہیں، ۱۳۸۶ھ میں آپ کی آمد جامعہ دار العلوم حقانیہ میں ہوئی، مفتی صاحب دار العلوم حقانیہ کے روح رواں تھے، یہی وجہ تھی آپ بیک وقت دار العلوم حقانیہ کے شیخ الحدیث، صدر المدرسین اور مفتی اعظم کے منصب پر فائز تھے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق آپ کی مکمل زندگی کے فتاوی کی تعداد کم و بیش ایک لاکھ تک ہے، آپ کے اس فتاوی کی حسن ترتیب و تبویب، تعلیق و تخریج حضرت مولانا مفتی محمد وہاب منگلوری صاحب نے نہایت عرق ریزی اور محنتِ شاقہ کے ساتھ کی ہے، جس سے فتاوی کی افادیت مزید بڑھ گئی ہے، فتاوی کے شروع میں اصولِ افتاء سے متعلق عربی میں ''البشری لأرباب الفتوی'' کے نام سے مصنف کا ایک قیمتی رسالہ بھی چھپا ہوا ہے، موصوف کے صاحبزادے نے آپ کی سوانح اور تصنیفات کا بھی تذکرہ کیا ہے، یہ فتاوی ۵ جلدوں میں دار العلوم صدیقیہ صوابی سے شائع ہوئے ہیں۔

۲۰... فتاوی عثمانی

یہ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کے ۴۵ سالہ خودنوشت فتاوی کا مجموعہ ہے، اللہ تعالی نے آپ کو علم وفضل اور تقوی وطہارت کے جس بلند مقام سے نوازا ہے، عصر حاضر میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے، جدید وقدیم دونوں علوم میں آپ کو مہارتِ تامہ ہے، دیگر علوم وفنون کی طرح فقہ اور فتوی کے میدان میں بھی آپ کی خدمات نمایاں ہیں، اس سلسلے میں "تکملة فتح الملهم" کی فقہی مباحث "بحوث قضايا فقهية معاصرة" "أصول الإفتاء وآدابه" "فقه البيوع" "أحكام الأوراق النقدية" "فقہی مقالات" "عدالتی فیصلے" "ملکیت زمین کی تحدید" وغیرہ جدید مسائل اور معاشیات میں آپ کا شمار چند گنی چنی شخصیات میں ہوتا ہے۔ آپ کے فتوی لکھنے کا آغاز سولہ سال کی عمر سے ہوا ہے جو اب تک بفضل اللہ جاری ہے، آپ کے یہ علمی، تحقیقی اور مدلل فتاوی اب تک پردہ خفا میں تھے، اللہ تعالی جزائے خیر عطا فرمائے حضرت مولانا مفتی محمد زبیر حق نواز صاحب مدظلہ کو جنہوں نے نہایت عرق ریزی اور محنتِ شاقہ کے ساتھ چالیس سال قبل کے بوسیدہ رجسٹروں سے فتاوی کو نہایت احتیاط کے ساتھ جمع کر کے انہیں فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا، پھر تعلیق وتخریج اور حوالہ جات کے ساتھ اس کی افادیت کو چار چاند لگادیئے، یہ فتاوی حضرت شیخ الاسلام صاحب مدظلہ کے پیش لفظ کے ساتھ تین جلدوں میں مکتبہ معارف القرآن سے شائع ہو گئے ہیں۔

۲۱... فتاوی دار العلوم زکریا

افادات حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب مدظلہ، جس وقت دار العلوم دیوبند قائم کیا گیا کس کے وہم وگمان میں تھا کہ بے سروسامانی کے عالم میں شروع کیا جانے والا یہ ادارہ دنیا کا ایک عظیم الشان علمی ادارہ بنے گا اور اس کی شاخیں دنیا کے چپے چپے میں پھیل جائیں گی، لیکن یہ دار العلوم دیوبند کے بانیین کے اخلاص کا اثر تھا کہ آج دار العلوم دیوبند کا فیض ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ دار العلوم دیوبند کی شاخوں میں سے ایک شاخ جنوبی افریقہ میں قائم "دار العلوم زکریا" بھی ہے، عوام الناس کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے دار العلوم زکریا میں دار الافتاء قائم کیا گیا، جہاں سے ہزاروں کی تعداد میں عوام الناس کی راہنمائی کے لئے فتاوی جاری ہوئے۔

"فتاوی دار العلوم زکریا" اسی ادارے سے جاری ہونے والے فتاوی کا مجموعہ ہے، جو مفتی رضا الحق صاحب مدظلہ کے افادات پر مشتمل ہے، حضرت مفتی صاحب گزشتہ ۲۵ سال سے دار العلوم زکریا میں فتوی نویسی میں مشغول ہیں، اس سے قبل آپ جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی کے دار الافتاء کے ساتھ وابستہ تھے۔

زیر نظر مجموعہ آپ کے ان فتاوی پر مشتمل ہے جو آپ نے دار العلوم زکریا میں خود لکھے، نیز وہ فتاوی جو آپ کی نگرانی میں تخصص فی الفقہ والافتاء کے طلبہ نے لکھے، وہ بھی اس مجموعہ میں شامل ہیں، اربابِ فتاوی اور اہلِ علم سے گزارش ہے کہ "کتاب الإيمان

والعقائد" کے تحت تمام فتاوی کا مطالعہ ایک دفعہ ضرور کریں، تحقیق وتدقیق کے حوالے سے یہ فتاوی لاجواب ہیں۔ فتاوی کے اس مجموعہ کو مفتی عبدالباری اور مولانا محمد الیاس شیخ نے مرتب کیا ہے، اور زمزم پبلشرز کراچی نے ۶ جلدوں میں شائع کیا ہے۔

مطالعہ کے دوران یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ فتاوی افریقہ جیسے ملک میں لکھے گئے ہیں، جہاں دینی اداروں میں ہر مسلک ومذہب کے لوگ تعلیم حاصل کرتے ہیں اور ہر مسلک ومذہب کے لوگ اپنے مسائل کے حل کے لئے دارالافتاؤں سے رجوع کرتے ہیں، اسی وجہ سے اس مجموعہ کے اندر بھی چند فتاوی شامل ہیں جو فقہ شافعی کے مطابق ہیں، لہٰذا دورانِ مطالعہ اس بات کو خصوصاً پیش نظر رکھا جائے۔

۲۲۔ شمسیۃ الفتاوی

مولانا محمد یعقوب صاحب، شرودی دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے تلمیذ ہیں، دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث کے سالانہ امتحان میں ممتاز نمبروں کے ساتھ پہلی پوزیشن حاصل کی، فراغت کے بعد درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور فتوی نویسی کو اپنا مشغلہ بنایا، تفسیر وفقہ میں اللہ تعالی نے آپ کو خاص ذوق عطا فرمایا ہے، جس کا واضح ثبوت آٹھ جلدوں پر آپ کی تفسیر "کشف القرآن" ہے۔

"شمسیۃ الفتاوی" آپ کے تحریر کردہ فتاوی کا مجموعہ ہے، جو آپ نے مختلف مواقع پر تحریر فرمائے، یہ مجموعہ دو جلدوں میں ہے، پہلی جلد "شمسیۃ السعدی" کے نام سے موسوم ہے، جس میں تمام فتاوی آپ کے تحریر کردہ ہیں، جب کہ جلد ثانی "حسینۃ الفتاوی" کے نام سے موسوم ہے، جس میں متخصصین فی الفقہ کے تحریر کردہ فتاوی ہیں، جن کی حضرت نے تصدیق وتصویب فرمائی ہے، فتاوی کا یہ مجموعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ سے شائع ہوا ہے۔

۲۳۔ فتاوی حبیبیہ

مفتی حبیب اللہ صاحب مظاہری، مظاہر العلوم سہارنپور کے فاضل ہیں، فتوی نویسی کی تربیت مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ کی زیر نگرانی حاصل کی، فراغت کے بعد درس وتدریس اور فتوی نویسی کی راہ اپنائی، فتاوی حبیبیہ آپ کے باقاعدہ فتاوی کا مجموعہ نہیں، بلکہ بعض احباب کی فرمائش پر آپ نے اہم مسائل کو سوال وجواب کی صورت میں مرتب کر دیا۔ یہ فتاوی جامعہ خلیلیہ موسی کالونی کراچی سے شائع ہوا ہے۔

۲۴ رشید الفتاوی

فتاوی کا یہ مجموعہ بنوری ٹاون کراچی کے فاضل و متخصص مفتی عبدالماجد خان صاحب کا تحریر کردہ ہے، اس مجموعہ میں فاضل مؤلف نے اپنے زمانہ طالب علمی میں تخصص کے دو سالوں میں جو فتاوی لکھے تھے انہیں جمع کیا ہے، ان تمام فتاوی کی تصدیق وتصویب

مفتی عبد السلام چاٹگامی صاحب اور مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ نے فرمائی ہے، ۴۴۶ صفحات پر مشتمل یہ کتاب زمزم پبلشرز کراچی سے شائع ہوئی ہے۔

۲۵... کتاب الفتاوی

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب مدظلہ کا شمار دور حاضر کے جامع الاوصاف اور جید علمائے کرام میں ہوتا ہے، اللہ تعالی نے آپ کو نہایت خداداد صلاحیتوں سے نوازا ہے، خصوصاً تحریر تو آپ کا طرہ امتیاز ہے، جس کا منہ بولتا ثبوت آپ کی وہ تصنیفات ہیں جو زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آچکی ہیں، تصنیف و تالیف کے علاوہ آپ ہندوستان کے مشہور اخبار "منصف" میں کالم نگاری بھی کرتے ہیں اور اسی اخبار کے جمعہ ایڈیشن "مینارہ نور" میں "آپ کے شرعی مسائل" کے عنوان سے لوگوں کے دینی مسائل کا حل اور جوابات بھی تحریر کرتے ہیں، حضرت مولانا رحمانی صاحب نے مختلف اداروں میں رہ کر فتوی نویسی کی خدمت سرانجام دی، جن میں جامعہ روحانی مونگیر، امارتِ شرعیہ پھلواری پٹنہ، دار العلوم سبیل السلام جیسے مایہ ناز ادارے شامل ہیں، پیش نظر مجموعہ جو چھ جلدوں پر مشتمل ہے، اس میں پانچ طرح کے فتاوی شامل ہیں:

۱... وہ فتاوی جو امارت ملت اسلامیہ آندھرا پردیش سے دیئے گئے۔

۲... معہد العالی الاسلامی حیدر آباد کے دار الافتاء سے جاری ہونے والے فتاوی۔

۳... وہ استفتاء جو حضرت مولانا کے پاس شخصی طور پر آئے اور انہیں محفوظ کر لیا گیا۔

۴... ماہانہ "افکار ملی دہلی" میں لکھے جانے والے شرعی مسائل۔

۵... روزنامہ "منصف" حیدر آباد کے جمعہ ایڈیشن "مینارہ نور" میں لکھے گئے شرعی مسائل (جو ۱۹۹۹ء تا ۲۰۰۵ء جاری رہے)

اس مجموعہ میں مؤخر الذکر سلسلے کے فتاوی کی تعداد زیادہ ہے۔

فتاوی کے اس مجموعہ کی ترتیب و تخریج کے فرائض مفتی عبد اللہ سلیمان مظاہری نے سرانجام دیئے ہیں اور زمزم پبلشرز اردو بازار کراچی نے اسے شائع کیا ہے۔

۲۶... نجم الفتاوی

جامعہ یاسین القرآن کراچی کا شمار ملک کے ممتاز دینی اداروں میں ہوتا ہے، اس کے مہتمم شیخ الحدیث مفتی نجم الحسن امروہی صاحب ہیں جو ایک ذی استعداد اور جید عالم دین ہیں، آپ جامعہ کے مہتمم ہونے کے ساتھ ساتھ دار الافتاء کے نگران و رئیس بھی ہیں، اس کے شروع میں آپ کا مقدمہ ہے، اس کی پہلی جلد ایمان و عقائد کے مختلف شعبوں سے متعلق تقریباً پانچ سو اہم فتاوی جات پر مشتمل ہے، اس میں موجود فتاوی تحقیق و تدقیق کے اعتبار سے نہایت مفید ہیں، اب تک اس کی تین جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں۔

۲۷... فتاوی ختم نبوت

ختم نبوت مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے، جس کا انکار کر کے کوئی شخص مؤمن و مسلمان کہلانے کا حق دار نہیں، ہر دور اور زمانہ میں منکرین ختم نبوت اور نبوت کے داعی پیدا ہوتے رہے ہیں، جن کے سدِ باب کے لئے علماء کی ایک جماعت ہر دور میں مد مقابل رہی ہے اور انہوں نے اس جیسے فتنوں کا قلع قمع کیا ہے۔ ہمارے اس دور میں مرزا قادیانی اور اس کی ہم نوا جماعت نے عقیدہ ختم نبوت کا انکار کیا اور مرزا قادیانی کو اپنا نبی و پیغمبر مانا، جس پر علمائے امت نے اس فتنہ کی سر کوبی کے لئے تن من کی بازی لگادی اور مرزا قادیانی اور اس کے ہم نواؤں کو کافر قرار دے کر ہی دم لیا۔ اس موقع پر علمائے اہل حق نے جس پلیٹ فورم سے صدائے حق بلند کی اسے "عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت" کے نام سے موسوم کیا گیا، اس پلیٹ فورم سے تحریر و تقریر ہر دو ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے اس فتنہ کی سر کوبی کی گئی۔ زیر نظر فتاوی بھی اسی تحریک کا حصہ ہے، جس میں عقیدہ ختم نبوت کے منکرین (قادیانیوں) کے متعلق علماء و مفتیان کرام کے فتاوی کو جمع کیا گیا ہے۔

فتاوی کا یہ مجموعہ تین جلدوں پر مشتمل ہے، جلد اول میں تقریباً تیں متداول فتاوی جات سے قادیانیوں سے متعلق ہزاروں فتاوی کو جمع کیا گیا ہے، جلد ثانی اور جلد ثالث میں قادیانیوں کے خلاف لکھے گئے ان تفصیلی فتاوی کو جمع کیا گیا ہے جو مختلف ادوار میں رسائل کی صورت میں شائع ہوئے ہیں، جلد ثانی میں ۱۲ رسائل جبکہ جلد ثالث میں ۱۴ رسائل ہیں۔

ان فتاوی کو حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمہ اللہ نے مرتب کیا ہے، جبکہ تحقیق و تخریج کے فرائض علمائے کرام کی ایک جماعت نے سرانجام دیئے ہیں، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان نے اسے شائع کیا ہے۔

جو فتاوی ہمارے ہاں متداول ہیں راقم نے اختصار کے ساتھ اُن کا تعارف ذکر کر دیا ہے، چونکہ یہ تحریر "فتاوی انوار العلوم" کے لئے بطورِ مقدمہ کے نہایت عجلت میں لکھی ہے اس لئے کتبِ فقہیہ اور فتاوی کا تفصیلاً تذکرہ نہیں ہو سکا۔

اللہ تبارک و تعالی ہمارے اس ادارے کو دن دگنی اور رات چگنی ترقی عطا فرمائے اور اس کے فیض کو سارے عالم میں پھیلائے۔

محمد نعمان

استاذ جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

۲۱ جمادی الاولی ۱۴۳۷ھ / ۲ مارچ ۲۰۱۶ء

كتاب الإيمان والعقائد

کیا گناہ کبیرہ سے مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا گناہ کبیرہ کی وجہ سے مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: اہلسنت والجماعت کے نزدیک گناہ کبیرہ کی وجہ سے مسلمان دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

كما في صحيح البخاري:

وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ وَهُوَ نَائِمٌ ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ فَقَالَ: «مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ مَاتَ عَلَى ذٰلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ عَلَى رَغْمِ أَنْفِ أَبِي ذَرٍّ وَكَانَ أَبُو ذَرٍّ إِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا قَالَ وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي ذَرٍ.[1]

وكذا في عمدة القاري شرح البخاري:

بَاب المَعَاصِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَلاَ يُكَفَّرُ صَاحِبُهَا بِارْتِكابِهَا إلاَّ بِالشِّرْكِ لِقَوْلِ النبيّ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: إنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جاهِلِيَّةٌ وقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: إنّ الله لاَ يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ.[2]

كذا في روح المعاني:

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا...

ظاهر الآية أن الباغي مؤمن لجعل الطائفتين الباغية والمبغي عليها من المؤمنين نعم الباغي على الإمام ولو جائرا فاسق مرتكب لكبيرة.[3]

وكذا في شرح المقاصد:

صاحب الكبيرة عندنا مؤمن.[4]

---

[1] كتاب اللباس، باب الثيا البيض، ۲/ ۸٦٦- ۸٦۷، ط: قديمي.

[2] كتاب الإيمان، ۱/ ۳۲۲، ط: رشيدية.

[3] ۹، ۲٦/ ٤۲۲، ط: دار إحياء التراث العربي.

[4] ۳/ ٤۳۷، ط: اشاعت اسلام.

وكذا في شرح العقيدة الطحاوية: (١)

کیا موت کے بعد ارواح دنیا میں آسکتی ہیں

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ موت کے بعد ارواح دنیا میں آسکتی ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ جس روح کو موت کے بعد دنیا میں آنے کی اجازت دے دیں تو وہ آسکتی ہے، لیکن ہر روح کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا درست نہیں ہے کہ وہ جب چاہے دنیا میں آسکتی ہے۔

كما في القرآن الكريم:

وَاللهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. (سورة آل عمران: ٢٩)

وكذا في روح المعاني:

والذي ينبغي أن يعول عليه مع ما ذكر أن الأرواح وإن اختلف مستقرها..... لكن لها جولانا في ملك الله تعالى حيث شاء جل جلاله ولا يكون إلا بعد الأذن وهي متفاوتة في ذلك حسب تفاوتها في القرب..... حتى إن بعض الأرواح الطاهرة لتظهر فيراها من شاء الله تعالى من الأحياء يقظة وأن أرواح الموتى تتلاقى..... وقد تتلاقى أرواح الأموات والأحياء مناما..... لكن لا ينبغي أن يبنى على ذلك حكم شرعي لاحتمال عدم الصحة وإن قامت قرينة عليها. (٢)

وكذا في كتاب الروح:

وَأما قَول من قَالَ إِن أَرْوَاح الْمُؤمنِينَ فِي برزخ من الأَرْض تذْهب حَيْثُ شَاءَت فَهَذَا مروى عَن سلمَان الْفَارِسِي والبرزخ هُوَ الحاجز بَين شَيْئَيْنِ وَكَأن سلمَان أَرَادَ بهَا فِي أَرض بَين الدُّنْيَا وَالْآخِرَة مُرْسلَة هُنَاكَ تذْهب حَيْثُ شَاءَت وَهَذَا قَول قوى. (٣)

وكذا في شرح العقيدة الطحاوية:

وقد اختلف في مستقر الأرواح ما بين الموت إلى قيام الساعة فقيل: أرواح المؤمنين في الجنة وأرواح الكافرين في النار، وقيل: أرواح المؤمنين بفناء الجنة على بابها..... وقيل: على أفنية قبورهم، وقال مالك:

==================

(١) ص٣١٦، ط: قديمي.

(٢) الإسراء: ٨٥، ١٥/ ٢٠٦، دار إحياء التراث العربي.

(٣) المسألة الرابعة عشرة، فصل، ص١٠٨، ط: دار الكتب العلمية.

بلغني أن أرواح مرسلة تذهب حيث شاءت، وقال كعب: أرواح المؤمنين في عليين، أرواح الكافرين في سجين..... قال ابن حزم وغيره: مستقرها حيث كانت قبل خلق أجسادها، قال أبو عمر بن عبد البر: أرواح الشهداء في الجنة، أرواح عامة المؤمنين على أفنية قبورهم. [۱]

وكذا في الفتاوى الحديثية: [۲]

وكذا في فتاوى رحيمية: [۳]

ومثله في إمداد المفتيين: [٤]

شفاعت کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ

سوال: شفاعت کے متعلق مسلمانوں کو کیا عقیدہ رکھنا چاہئے؟

جواب: شفاعت کے بارے میں ہر مسلمان کو یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ روز قیامت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے حساب وکتاب کا سلسلہ شروع ہوگا اور اس شفاعت کے علاوہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختلف شفاعتیں فرمائیں گے جیسے گنہگار مؤمنین کو جہنم سے نکالنے کے لئے وغیرہ، نیز یہ کہ شفاعت اللہ تبارک وتعالی کے مقرب ومعزز بندے بھی کریں گے جیسا کہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

قال اللہ تبارك وتعالی:

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ. [٥]

وكذا في سنن أبي داود:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي. [٦]

وكذا في شرح العقائد:

والشفاء ثابتة للرسول والأخيار في حق أهل الكبائر بالمستفيض من الأخيار خلافا للمعتزلة... وقوله عليه السلام:

====================

[۱] ص۱۰٤، ۲۰٤، قديمي.

[۲] مطلب أرواح الأنبياء في أعلى عليين وأرواح الشهداء... إلخ، ١٤- ١٥، ط: قديمي.

[۳] كتاب الجنائز، باب متفرقات جنائز، ۷/ ۱۱۷- ۱۱۸، ط: دار الاشاعت.

[٤] كتاب الإيمان والعقائد، فصل في المتفرقات، ۲/ ١٢٤، ط: دار الإشاعت.

[٥] سورة محمد: ۱۹.

[٦] باب في الشفاعة، ۲/ ۳۰۸، ط: رحمانية.

شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي، وهو مشهور بل الأحاديث في باب الشفاعة متواترة المعنى. (١)

وكذا في تعليق الصبيح:

قال القاضي عياض رحمه الله: مذهب أهل السنة جواز الشفاعة عقلا ووجوبها سمعا ''وَلَا يَشْفَعُوْنَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَى'' [الأنبياء، الآية: ٢٨] ''عَسَى أَن يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا'' [الإسراء: ٢٩]. (٢)

وكذا في مرقاة المفاتيح:

فَإِنَّ الْمُرَادَ بِهَذِهِ الشَّفَاعَةُ الْكُبْرَى، وَهِيَ الْمُعَبَّرُ عَنْهَا بِالْمَقَامِ الْمَحْمُودِ وَاللِّوَاءِ الْمَمْدُودِ عَلَى مَا قَالَهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (آدَمُ وَمَنْ دُونَهُ تَحْتَ لِوَائِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)، وَمَحَطُّ هَذِهِ الشَّفَاعَةِ هِيَ الْخَلَاصُ مِنَ الْحَبْسِ وَالْقِيَامِ، وَالْأَمْرُ بِالْمُحَاسَبَةِ لِلْأَنَامِ، وَأَمَّا لَهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَا لِغَيْرِهِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ، وَالْعُلَمَاءِ وَالشُّهَدَاءِ، وَالصَّالِحِينَ وَالْفُقَرَاءِ بَعْدَ ذَلِكَ شَفَاعَاتٌ مُتَعَدِّدَةٌ فِي إِدْخَالِ بَعْضِ الْمُؤْمِنِينَ الْجَنَّةَ بِلَا حِسَابٍ، وَإِدْخَالِ بَعْضِهِمُ الْجَنَّةَ وَلَوِ اسْتَحَقُّوا دُخُولَ النَّارِ، وَإِخْرَاجِ بَعْضِهِمْ مِنَ النَّارِ، وَفِي تَخْفِيفِ عَذَابِ بَعْضِهِمْ... إلى آخره. (٣)

وكذا في شرح المقاصد:

يجوز عندنا الشفاعة لأهل الكبائر في حقها. (٤)

وكذا في البزازية: (٥)

کواکب کے ذریعے موسم کا حال بتانا اور مؤکلات سے کام لینا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مندرجہ ذیل مسئلے میں کہ بعض لوگ کسی شخص اور اس کی والدہ کے نام کے اعداد اور اس کے شروع کے حرف سے جو نام باری تعالیٰ نکلتا ہے اس کے اعداد لیتے ہیں، پھر ان ناموں کے مؤکلات کے اعداد نکال کر کل تعداد کو جمع

(١) مبحث الشفاعة ثابتة، ٢٨٠، ط: المصباح.

(٢) كتاب الفتن، باب الحوض والشفاعة، ٦/ ٣١٢، ط: رشيدية.

(٣) باب الحوض والشفاعة: ١٠/ ٢٨١، ط: امدادية.

(٤) المقصد السادس: السمعيات، الفصل الثاني في المعاد، المبحث الثالث عشر: القول في الشفاعة لأهل الكبائر، ط: اشاعت اسلام.

(٥) كتاب ألفاظ تكون إسلاما أو كفرا أو خطأ، الفصل الأول فيما يكون إسلاما ولا يكون، نوع فيما يتصل بها مما يجب الكفارة من أهل البدع، ٢/ ٤٤٠، ط: قديمي.

کرتے ہیں اور ساعت مشتری میں ایک نقش مربع پُر کرتے ہیں، اسی طرح محکمہ موسمیات والے بُرج سیارے اور کواکب کی حرکات سے موسم کا جو حال معلوم کرتے ہیں، نیز وقت کی سعادت اور نحوست کا خیال رکھنا، یہ تمام چیزیں شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ نیز "والملائکة بعد ذلك ظهیر" (سورہ تحریم) ترجمہ (اور فرشتہ اس کے پیچھے مددگار ہے) شیخ الہند محمود الحسن رحمہ اللہ۔ نیز فرشتگان بعد ازیں مددگار اند۔ جناب شاہ والی رحمہ اللہ، کیا اس آیت مبارکہ سے مؤکلات سے مدد کی امید ثابت ہو سکتی ہے یا ان فرشتوں کو مؤکل بنایا جا سکتا ہے۔ علماء ہند کے شاندار ماضی جلد ۵ صفحہ ۲۳۰ حضرت انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کا بیان تحریر ہے، آپ سے گزارش ہے کہ اس سلسلے میں رہنمائی فرمائیں۔

جواب: (ا) کواکب، بُرج اور سیاروں وغیرہ سے محکمہ موسمیات والے بارش، آندھی، طوفان یا موسم کے جو حالات بتلاتے ہیں، یہ آثار وعلامات کو دیکھ کر بتلاتے ہیں، یہ کبھی صحیح ہوتا ہے اور کبھی غلط ہوتا ہے جیسا کہ عام مشاہدہ ہے لہٰذا یہ کوئی شرعی دلیل نہیں جس پر عمل کرنا واجب ہو، البتہ محکمہ موسمیات والے کواکب، برج اور سیاروں کو دیکھ کر آلات کے ذریعے سے جو آثار وعلامات بتلاتے ہیں یہ شرعاً جائز ہے، لیکن اگر اس کو یقین کا ایسا درجہ دیں کہ اس کے خلاف کو ناممکن اور محال سمجھا جانے لگے اور اس پر پورا یقین ہو کہ موسمیات والے جو کہتے ہیں ضرور وہی ہوگا ایسا اعتقاد رکھنا غلط اور بے اصل ہے، اس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

اب رہی سعادت وقت اور نحوست وقت کی بات، تو اسلام کی نگاہ میں نہ کوئی مہینہ منحوس ہے، نہ کوئی دن اور نہ کوئی وقت، بلکہ سارے ہی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر ہیں، کیونکہ ہر چیز میں مؤثر حقیقی اللہ رب العزت کی قدرت ہے جس میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ لہٰذا ان علامات کی بنیاد پر غیب دانی کے دروازے نہیں کھولنے چاہئیں، اور پھر کسی کی کامیابی اور ناکامی اور نفع ونقصان میں بھی کسی مہینے یا وقت کا دخل نہیں۔ اس لئے ذہن میں یہ بٹھانا کہ فلاں وقت میں فلاں کام کریں گے تو ضرور کامیابی ہوگی، یا فلاں دن اور وقت میں یہ کام کریں گے تو ناکامی ہوگی، شرعاً بالکل بے اصل باتیں ہیں، نحوست کا تعلق تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ہے، جب بھی جہاں کہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہے اس نافرمانی کا اثر نحوست کہلاتا ہے، نحوست الگ سے کوئی چیز نہیں، حدیث شریف میں آتا ہے کہ زمانہ جاہلیت کے توہمات اور نحوستوں کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نحوست ہوتی تو تین چیزوں میں ضرور ہوتی: گھر، عورت اور سواری، اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نحوست ہے نہیں لوگوں نے اپنے خیال سے بنالی ہے۔

قال الله تبارك وتعالى:

إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ. (۱)

---

(۱) لقمان: ۳٤.

وکذا في تفسیر روح المعاني:

عن ابن عمر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: «مفتاح... الغيب خمس لا يعلمها إلا الله تعالى لا يعلم أحد ما يكون في غد ولا يعلم أحد ما يكون في الأرحام ولا تعلم نفس ماذا تكسب غدا وما تدري نفس بأي أرض تموت وما يدري أحد متى يجيء المطر. (۱)

وکذا في سنن أبي داود:

وَعَن سعدِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا هَامَةَ وَلَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَإِنْ تَكُنِ الطِّيَرَةُ فِي شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ وَالْفرس وَالْمَرْأَة. (۲)

وکذا في الشامية:

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ. [الرحمن: ٥] أَيْ سَيْرُهُمَا بِحِسَابٍ. وَاسْتِدْلَالِيٌّ بِسَيْرِ النُّجُومِ وَحَرَكَةِ الْأَفْلَاكِ عَلَى الْحَوَادِثِ بِقَضَاءِ اللَّهِ تَعَالَى وَقَدْرِهِ، وَهُوَ جَائِزٌ كَاسْتِدْلَالِ الطَّبِيبِ بِالنَّبْضِ مِنْ الصِّحَّةِ وَالْمَرَضِ وَلَوْ لَمْ يَعْتَقِدْ بِقَضَاءِ اللَّهِ تَعَالَى أَوْ ادَّعَى الْغَيْبَ بِنَفْسِهِ يَكْفُرُ. (۳)

وکذا في صحيح البخاري:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامة وَلَا صفر. (٤)

وکذا في کتاب الفتاوی: (٥)

وکذا في فتاوی محمودية: (٦)

(۲) حقیقتاً نفع وضرر تو اللہ تعالی کے قبضہ وقدرت میں ہے اور اسی سے ہر وقت مدد مانگنی چاہئے اور وہی مدد کرنے والے ہیں اور

==================

(۱) ۲۱/ ۱٤۹، لقمان: ۳٤، ط: دار إحياء التراث العربي.

(۲) کتاب الطب، باب في الطيرة والخط، ۲/ ۱۹۱، رقم الحديث: ۳۹۲۳، ط: رحمانية.

(۳) کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب في دعوى علم الغيب، ٤/ ۲٤۳، ط: سعيد.

(٤) کتاب الطب، باب لا هامة، ۲/ ۸٥۷، ط: قديمي.

(٥) کتاب الإيمان، باب البدعات والرسوم، ۱/ ۳۹۲، ط: زمزم پبلشرز.

(٦) کتاب العلم، باب الفلكيات، ٤/ ۱۹۳... وأيضا فيه: کتاب الإيمان والعقائد، باب ما يتعلق بعلم الغيب، ۱/٤۹۹- ٥٠٠، ط: ادارة الفاروق.

اللہ کی مرضی کے بغیر جنات تو کیا فرشتے بھی نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتے۔لہٰذا جنات سے یا فرشتوں سے یہ سمجھ کر مدد مانگنا کہ جب بھی ان سے مدد مانگی جائے تو وہ ہماری مدد کے لئے حاضر ہوتے ہیں، اور ہمیں فائدہ ضرور پہنچاتے ہیں، یہ مشرکانہ اور کفریہ عقیدہ ہے، اس سے ایمان سلامت نہیں رہتا، اس لئے ایسے عقیدے سے بچنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ہاں البتہ یہ سمجھ کر ان سے مدد حاصل کی جائے کہ اللہ کی مرضی کے مطابق یہ فائدہ ونقصان پہنچاتے ہیں، اللہ کی مشیت کے خلاف یہ کچھ بھی نہیں کر سکتے، نفع ونقصان کا اصل محرک مشیت الٰہی ہے، نہ کہ جنات اور فرشتے۔ تو اس طرح سے شرک کا دروازہ بھی نہیں کھلے گا اور جنات وفرشتوں کی قدرت کا مؤثر حقیقی نہ ہونا بھی واضح ہوگا، پھر اس میں بھی ضروری ہے کہ کسی طرح عقیدے کی خرابی لازم نہ آئے۔ لہٰذا جہاں بھی عقیدہ خراب ہونے کا شائبہ ہوگا وہاں جنات اور فرشتوں یا کسی اور مخلوق کی مدد حاصل کرنا شرعاً ناجائز ہوگا، کیونکہ ایسی صورت میں لوگ غیر محسوس طریقے سے شرکیہ عقائد میں مبتلا ہو جائیں گے۔ (والعیاذ باللہ تعالی)

باقی جہاں اہل حق علماء کرام سے منسوب عبارتیں ہیں کہ انہوں نے مؤکلات سے مدد حاصل کرنے کو ممکن بتایا ہے تو واضح رہے کہ انہوں نے کبھی بھی مؤثر حقیقی اور حتمی نفع ونقصان کو مخلوق کی طرف منسوب نہیں کیا ہے، بلکہ مجازاً وسائل کی حد تک جنات اور فرشتوں کو نفع ونقصان میں معاون مانا ہے۔

قال الله تعالى: وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ. (۱)

وكذا في روح المعاني:

أي وما النصر بالملائكة وغيرهم من الأسباب... أو المعنى لا تحسبوا النصر من الملائكة عليهم السلام فإن الناصر هو الله تعالى لكم والملائكة، وعليه فلا دخل الملائكة في النصر أصلا. (۲)

وكذا في جامع الترمذي:

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ: يَا غُلَامُ... وَإِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ إلخ. (۳)

وكذا في شرح الفقه الأكبر بحوالة محمودية:

ولا تجوز الاستعانة بالجن، فقد ذم الله تعالى الكافرين على ذلك فقال الله تعالى: وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِنَ

==================

(۱) الأنفال: ۱۰.

(۲) ۹/ ۲۳۰، الأنفال: ۱۰، ط: دار إحياء التراث العربي.

(۳) أبواب صفة القيامة، باب: ۵۹، ۱/ ۷۷- ۷۸، ط: سعيد.

الْإِنْسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا. (۱)

وکذا في امداد الفتاوی: (۲)

عذاب قبر روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عذاب قبر صرف روح کو ہوتا ہے یا روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے؟

جواب: اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ عذاب قبر روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے، واضح رہے کہ قبر سے مراد ہر وہ جگہ ہے جہاں مرنے کے بعد انسان کا جسم یا اس کے اجزاء موجود ہوں خواہ گڑھے میں یا پانی میں یا کسی جانور کے پیٹ وغیرہ میں ہوں۔ اور اللہ تعالی اس پر قادر ہے کہ انسان کی روح کا اس کے جسم کے ساتھ اس طرح کا تعلق قائم کردیں کہ روح کے عذاب کے ساتھ جسم کو بھی وہ تکلیف محسوس ہو اگرچہ دیکھنے والوں کو اس تکلیف کا ادراک نہ ہوتا ہو جیسے کوئی شخص خواب میں کوئی تکلیف محسوس کرے تو پاس بیٹھے ہوئے شخص کو اس سونے والے شخص کی تکلیف کا احساس نہیں ہوتا۔

کما في القرآن الکریم:

النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ. (۳)

وفیه أیضا:

مِمَّا خَطِيئَاتِهِمْ أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا نَارًا فَلَمْ يَجِدُوا لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْصَارًا. (٤)

وفیه أیضا:

يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ. (٥)

وکذا في سنن أبي داد:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قال: خرجنا مع رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ... قَالَ: وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ...

==================

(۱) فتاوی محمودیة: ۱/ ۳۵۷، کتاب الإیمان والعقائد، باب ما یتعلق بالاستمداد بغیر اللہ تعالی، ط: ادارة الفاروق.

(۲) کتاب البدعات، ٥/ ٣٤٨، ط: دار العلوم.

(۳) المؤمن: ٤٦.

(٤) نوح: ٣٥.

(٥) إبراهيم: ٢٧.

وَإِن الْكَافِر فَذكر مَوته قَالَ وتعاد رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ.[۱]

وكذا في شرح صحيح مسلم للنووي:

ثم المعذب عند أهل السنة والجماعة الجسد بعينه أو بعضه بعد إعادة الروح إليه أو إلى جزء منه.[۲]

وكذا في فتح الباري:

وَقد أخذ بن جَرِيرٍ وَجَمَاعَةٌ مِنَ الْكَرَّامِيَّةِ مِنْ هَذِهِ الْقِصَّةِ أَنَّ السُّؤَالَ فِي الْقَبْرِ يَقَعُ عَلَى الْبَدَنِ فَقَطْ وَأَنَّ اللَّهَ يَخْلُقُ فِيهِ إِدْرَاكًا بِحَيْثُ يسمع وَيعلم ويلذ ويألم وَذهب بن حزم وبن هُبَيْرَةَ إِلَى أَنَّ السُّؤَالَ يَقَعُ عَلَى الرُّوحِ فَقَطْ مِنْ غَيْرِ عَوْدٍ إِلَى الْجَسَدِ وَخَالَفَهُمُ الْجُمْهُورُ فَقَالُوا تُعَادُ الرُّوحُ إِلَى الْجَسَدِ أَوْ بَعْضِهِ كَمَا ثَبَتَ فِي الْحَدِيثِ وَلَوْ كَانَ عَلَى الرُّوحِ فَقَطْ لَمْ يَكُنْ لِلْبَدَنِ بِذَلِكَ اخْتِصَاصٌ.[۳]

وكذا في المرقاة:

وَفِيهِ دَلَالَةٌ عَلَى حَيَاةِ الْمَيِّتِ فِي الْقَبْرِ لِأَنَّ الْإِحْسَاسَ بِدُونِ الْحَيَاةِ مُمْتَنِعٌ عَادَةً، وَاخْتَلَفُوا فِي ذَلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: يَكُونُ بِإِعَادَةِ الرُّوحِ، وَتَوَقَّفَ أَبُو حَنِيفَةَ فِي ذَلِكَ اهـ. وَلَعَلَّ تَوَقُّفَ الْإِمَامِ فِي أَنَّ الْإِعَادَةَ تَتَعَلَّقُ بِجُزْءِ الْبَدَنِ أَوْ كُلِّهِ.[٤]

وكذا في تفسير روح المعاني:

والجمهور على عود الروح إلى الجسد أو بعضه وقت السؤال على وجه لا يحس به أهل الدنيا إلا من شاء الله تعالى منهم.[٥]

وكذا في رد المحتار:

وَلَا يَرِدُ تَعْذِيبُ الْمَيِّتِ فِي قَبْرِهِ لِأَنَّهُ تُوضَعُ فِيهِ الْحَيَاةُ عِنْدَ الْعَامَّةِ بِقَدْرِ مَا يُحِسُّ بِالْأَلَمِ وَالْبِنْيَةُ لَيْسَتْ بِشَرْطٍ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ بَلْ تُجْعَلُ الْحَيَاةُ فِي تِلْكَ الْأَجْزَاءِ الْمُتَفَرِّقَةِ الَّتِي لَا يُدْرِكُهَا الْبَصَرُ.[٦]

====================

[۱] كتاب الديات، باب المسألة في القر وعذاب القبر، ۲/ ۳۰٦، ط: حقانية.

[۲] كتاب صفة المنافقي وأحكامهم، باب عرض مقعد الميت من الجنة... ۲/ ۳۸٦، ط: قديمي.

[۳] كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، ۳/ ۳۰۱، ط: قديمي.

[٤] باب إثبات عذاب القبر، الفصل الأول، ۱/ ۱۹۸، ط: امدادية.

[٥] ٤۱/ ۷۸، ط: دار إحياء التراث.

[٦] باب اليمين في الضرب والقتل، مطلب: ترد الحياة إلى الميت إلى آخره، ۳/ ۸۳۵، ط: سعيد.

کما في شرح العقائد النسفية:

وعذاب القبر للكافرين ولبعض عصاة المؤمنين ثابت بالدلائل السمعية وعلى حاشيته ويكون الروح متصلا بالجسد وكذا إذ صار ترابا يكون روحه بترابه والروح والتراب يتألم. (۱)

وأيضا فيه:

والجواب أنه يجوز أن يخلق الله تعالى في جميع الأجزاء أو في بعضها نوعا من الحياة... حتى أن الغريق في الماء والمأكول في بطون الحيوانات والمصلوب في الهواء يعذب وإن لم نطلع عليه. (۲)

وكذا في كتاب الروح:

قَالَ شيخ الْإِسْلَام الْأَحَادِيث الصَّحِيحَة المتواترة تدل على عود الرّوح إِلَى الْبدن وَقت السُّؤَال وسؤال الْبدن بِلَا روح قَول قَالَه طَائِفَة من النَّاس وَأنْكرهُ الْجُمْهُور وقابلهم آخَرُونَ فَقَالُوا السُّؤَال للروح بِلَا بدن وَهَذَا قَالَه ابْن مرّة وَابْن حزم وَكِلَاهُمَا غلط وَالْأَحَادِيث الصَّحِيحَة ترده وَلَو كَانَ ذَلِك على الرّوح فَقَط لم يكن للقبر بِالروحِ اخْتِصَاص. (۳)

وأيضا فيه:

مَذْهَب سلف الْأمة وأئمتها أَن الْميِّت إِذا مَاتَ يكون فِي نعيم أَو عَذَاب وَأَن ذَلِك يحصل لروحه وبدنه وَأَن الرّوح تبقى بعد مُفَارقَة الْبدن منعمة أَو معذبة وَأَنَّهَا تتصل بِالْبدنِ أَحْيَانًا وَيحصل لَهُ مَعهَا النَّعيم أَو الْعَذَاب. (٤)

وكذا في الفقه الأكبر:

وإعادة الروح إلى الجسد في قبره حق. (٥)

وكذا في شرح عقيدة الطحاوية:

وَكَذَلِكَ عَذَابُ الْقَبْرِ يَكُونُ لِلنَّفْسِ وَالْبَدَنِ جَمِيعًا بِاتِّفَاقِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ. (٦)

---

(۱) مبحث عذاب القبر، ص۹۹، ط: المصباح.

(۲) مبحث عذاب القبر، ص۱۰۱، ط: المصباح.

(۳) ص٤٤، ط: حقانية.

(٤) ص٦٨، ط: حقانية.

(٥) باب عذاب القبر، ١/ ٦٥، ط: الفرقان.

(٦) باب السؤال في القبر للروح والجسد، ١/ ٣٩٥، ط: وزارة الشؤون الإسلامية.

مردوں کا قدموں کی آہٹ سننا

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مردوں کے لئے زندوں کے قدموں کی آہٹ سننا کسی حدیث سے ثابت ہے؟

جواب: جی ہاں، مردوں کے لئے زندوں کی قدموں کی آہٹ سننا حدیثِ صحیح سے ثابت ہے۔

كما في صحيح البخاري:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " العَبْدُ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ، وَتُوُلِّيَ وَذَهَبَ أَصْحَابُهُ حَتَّى إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ... إلخ. (۱)

وكذا في عمدة القاري:

قَوْله: (قرع نعَالهمْ) أَي: نعال النَّاس الَّذين حول قَبره من الَّذين باشروا دَفنه وَغَيرهم، وقرع النِّعَال: صَوتهَا عِنْد الْمَشْي، والقرع فِي الأَصْل الضَّرْب، فَكَأَن أَصْحَاب النِّعَال إِذا ضربوا الأَرْض بهَا خرج مِنْهَا صَوت. (۲)

وكذا في مرقاة المفاتيح:

(لَيَسْمَعُ) : بِفَتْحِ اللَّامِ لِلتَّأْكِيدِ (قَرْعَ نِعَالِهِمْ) : بِكَسْرِ النُّونِ جَمْعُ نَعْلٍ، قِيلَ أَيْ: يَسْمَعُ صَوْتَهَا. (۳)

وكذا في شرح المسلم للإمام النواوي:

وقرع النعال وخفقها هو ضربها الأرض وصوتها فيها. (٤)

وكذا في تكملة فتح الملهم:

ومع هذا فالراجح في هذه المسئلة ما ذهب إليه المتوسطون المحققون من العلماء وهو أن الأصل في الميت عدم السماع، ولكن لا يستحيل أن يسمعهم الله تعالى كلاما في بعض الأحيان على سبيل خرق العادة، وقد ثبت وقوع ذلك في حديث الباب، وفي حديث قتلى بدر، وفي حديث ابن عباس الذي رواه ابن عبد البر، وصححه فينبغي أن نؤمن بالسماع في هذه المواقع ونتوقف في المواقع الأخرى التي لم يرد فيها نص إلخ. (٥)

==================

(۱) كتاب الجنائز، باب الميت يسمع خفق النعال، ١/ ١٧٨، ط: قديمي.

(۲) كتاب الجنائز، باب الميت يسمع خفق النعال، ٨/ ٢٠٧، ط: رشيدية.

(۳) باب إثبات عذاب القبر، الفصل الأول: الميت يعلم من يكفنه، ١/ ١٩٨، ط: امدادية.

(٤) كتاب صفة المنافقي، باب عرض مقعد الميت من الجنة أو النار، وإثبات عذاب القبر والتعوذ منه، ٢/ ٣٨٦، ط: قديمي.

(٥) باب عرض مقعد الميت من الجنة أو النار... إلخ، مسئلة سماع الموتى، ٦/ ١٢٢، ط: دار القلم.

آپ کے مسائل اور ان کا حل:[1]

وكذا في فتاوى محمودية:[2]

امام مہدی کا منکر گمراہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص امام مہدی کے آنے کا منکر ہو اور ان کے آنے سے متعلق وارد شدہ احادیث کو من گھڑت کہے تو از روئے شریعت اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: امام مہدی کا آخری زمانے میں آنا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے لہٰذا اس کا منکر اور اس کے بارے میں وارد شدہ احادیث کو من گھڑت کہنے والا گمراہ ہے اور اہل سنت والجماعت سے خارج ہے۔

كما في سنن أبي داود:

وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «الْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِي مِنْ ولد فَاطِمَةَ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُد.[3]

وكذا في التعليق الصبيح:

قال السفاريني: قد كثرت الروايات بخروج المهدي حتى بلغت حد التواتر المعنوي وشاع ذلك بين علماء أهل السنة حتى عد من معتقداتهم فالإيمان بخروج المهدي واجب كما هو مقرر عند أهل العلم ومدون في عقائد أهل السنة والجماعة.[4]

وكذا في تحفة الأحوذي:

قال القاضي الشوكاني في الفتح الرباني الذي أمكن الْوُقُوفُ عَلَيْهِ مِنَ الْأَحَادِيثِ الْوَارِدَةِ فِي الْمَهْدِيِّ الْمُنتَظَرِ خَمْسُونَ حَدِيثًا وَثَمَانِيَةٌ وَعِشْرُونَ أَثَرًا ثُمَّ سَرَدَهَا مَعَ الْكَلَامِ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ وَجَمِيعُ مَا سُقْنَاهُ بَالِغٌ حَدَّ التَّوَاتُرِ كما لَا يَخْفَى عَلَى مَنْ لَهُ فَضْلُ اطِّلَاعٍ.[5]

---

(1) كتاب العقائد، ١/ ٤١٣، ط: لدهيانوي.

(2) باب العقائد، ما يتعلق بحياة الأنبياء وسماع الموتى، ١/ ٥٦٧، ط: ادارة الفاروق.

(3) كتاب الفتن، باب في ذكر المهدي، ٢/ ٢٣٩، رقم الحديث: ٤٢٨٤، ط: رحمانية.

(4) كتاب الفتن، باب أشراط الساعة، ٦/ ١٨٥، ط: قديمي.

(5) كتاب الفتن، باب المهدي، ٦/ ٤٨٥، ط: قديمي.

وكذا في فتح الباري:

وَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ الْخَسْعِيُّ الْآبِدِيُّ فِي مَنَاقِبِ الشَّافِعِيِّ: تَوَاتَرَتِ الْأَخْبَارُ بِأَنَّ الْمَهْدِيَّ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَأَنَّ عِيسَى يُصَلِّي خَلْفَهُ. (۱)

وفي الفقه الأكبر:

وأما ظهور المهدي في آخر الزمان وأنه يملأ الأرض قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وجورا وأنه من عترته عليه السلام من ولد فاطمة رضي الله عنها فثابت وقد وردت به الأخبار عن سيد الأخيار صلى الله عليه وسلم. (۲)

وكذا في شرح المقاصد:

وقد وردت الأحاديث الصحيحة في ظهور إمام من ولد فاطمة الزهراء رضي الله عنها. (۳)

وكذا في الحاوي للفتاوى:

وَالْأَحَادِيثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّنْصِيصِ عَلَى خُرُوجِ المهدي مِنْ عِتْرَتِهِ مِنْ وَلَدِ فاطمة ثَابِتَةٌ، أَصَحُّ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ، فَالْحُكْمُ بِهَا دُونَهُ. وَقَالَ أبو الحسن محمد بن الحسين بن إبراهيم بن عاصم السحري: قَدْ تَوَاتَرَتِ الْأَخْبَارُ، وَاسْتَفَاضَتْ بِكَثْرَةِ رُوَاتِهَا عَنِ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَجِيءِ المهدي، وَأَنَّهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، وَأَنَّهُ سَيَمْلِكُ سَبْعَ سِنِينَ. (٤)

وكذا في الشامية:

وَالْحَقُّ أَنَّ الْمَسَائِلَ الْإِجْمَاعِيَّةَ تَارَةً يَصْحَبُهَا التَّوَاتُرُ عَنْ صَاحِبِ الشَّرْعِ كَوُجُوبِ الْخَمْسِ، وَقَدْ لَا يَصْحَبُهَا فَالْأَوَّلُ يَكْفُرُ جَاحِدُهُ لِمُخَالَفَتِهِ التَّوَاتُرَ لَا لِمُخَالَفَتِهِ الْإِجْمَاعَ. (٥)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کا عقیدہ رکھنا

سوال: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کا عقیدہ رکھنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ الٰہ تھے، کفر ہے، ایسا شخص کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

---

(۱) كتاب أحاديث الأنبياء، باب نزول عيسى بن مريم عليه الصلاة والسلام، ٦/ ٦١١، ط: قديمي.

(۲) باب نصب الإمام، ١/ ١٤٧، ط: قديمي.

(۳) فصل في الإمامة، ٣/ ٥٣٧.

(٤) العرف الوردي في أخبار المهدي: ٢/ ٨٠- ٨١، ط: رشيدية.

(٥) باب المرتد، مطلب في منكر الإجماع، ٤/ ٢٢٣، ط: سعيد.

كما في الشامية:

لَا شَكَّ فِي تَكْفِيرِ مَنْ قَذَفَ السَّيِّدَةَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَوْ أَنْكَرَ صُحْبَةَ الصِّدِّيقِ، أَوْ اعْتَقَدَ الْأُلُوهِيَّةَ فِي عَلِيٍّ أَوْ أَنَّ جِبْرِيلَ غَلِطَ فِي الْوَحْيِ، أَوْ نَحْوُ ذَلِكَ مِنَ الْكُفْرِ الصَّرِيحِ الْمُخَالِفِ لِلْقُرْآنِ.(۱)

وكذا في الهندية:

وَيَجِبُ إِكْفَارُ الرَّوَافِضِ فِي قَوْلِهِمْ بِرَجْعَةِ الْأَمْوَاتِ إِلَى الدُّنْيَا، وَبِتَنَاسُخِ الْأَرْوَاحِ وَبِانْتِقَالِ رُوحِ الْإِلَهِ إِلَى الْأَئِمَّةِ... وَهَؤُلَاءِ الْقَوْمُ خَارِجُونَ عَنْ مِلَّةِ الْإِسْلَامِ وَأَحْكَامُهُمْ أَحْكَامُ الْمُرْتَدِّينَ كَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ. (۲)

وكذا في الخانية:

وَيَجِبُ إِكْفَارُ الرَّوَافِضِ فِي قَوْلِهِمْ بِرَجْعَةِ الْأَمْوَاتِ إِلَى الدُّنْيَا، وَبِتَنَاسُخِ الْأَرْوَاحِ وَبِانْتِقَالِ رُوحِ الْإِلَهِ إِلَى الْأَئِمَّةِ وَأَنَّ الْأَئِمَّةَ إله. (۳)

وكذا في البحر الرائق:

أَمَّا لَوْ كَانَ مُؤَدِّيًا إِلَى الْكُفْرِ فَلَا يَجُوزُ أَصْلًا كَالْغُلَاةِ مِنَ الرَّوَافِضِ الَّذِينَ يَدَّعُونَ الْأُلُوهِيَّةَ لِعَلِيٍّ أَوْ أَنَّ النُّبُوَّةَ لَهُ فَغَلَطَ جِبْرِيلُ وَنَحْوُ ذَلِكَ مِمَّا هُوَ كُفْرٌ. (٤)

وكذا في البزازية:

وَإِكْفَارُ الرَّوَافِضِ فِي قَوْلِهِمْ بِرَجْعَةِ الْأَمْوَاتِ إِلَى الدُّنْيَا، وَبِنَسْخِ الْأَرْوَاحِ وَانْتِقَالِ رُوحِ الْإِلَهِ إِلَى الْأَئِمَّةِ أو أنَّ الْأَئِمَّةَ إله وفي قولهم بخروج إمام ناطق بالحق... وإحكام هؤلاء أحكام المرتدين. (٥)

یزید پر لعنت کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے میں کہ آیا یزید پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کسی بھی مسلمان پر لعنت کرنا جائز نہیں اس لئے یزید پر لعنت کرنا ہرگز درست نہیں اس بارے میں توقف اختیار کرنا چاہئے۔

---

(۱) كتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب مهم في حكم سب الشيخين، ٤/ ٢٣٧، ط: سعيد.

(۲) الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب موجبات الكفر أنواع منها... ٢/ ٢٦٤، ط: رشيدية.

(۳) كتاب أحكام المرتدين، فصل فيمن يجب إكفاره من أهل البدع، ٥/ ٣٦٥، ط: قديمي.

(٤) كتاب السير، باب البغاة، ٥/ ٢٣٤، ط: رشيدية.

(٥) كتاب الألفاظ تكون إسلاما أو كفرا، نوع فيما يتصل بها مما يجب الكفارة من أهل البدع: ٢/ ٤٣٩، ط: قديمي.

كما في القرآن المجيد:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ. [١]

وكذا في روح المعاني:

وهو مبني على جواز لعن العاصي المعين من جماعة لعنوا بالوصف، وفي ذلك خلاف فالجمهور، على أنه لا يجوز لعن المعين فاسقا كان أو ذميا حيا كان أو ميتا ولم يعلم موته على الكفر لاحتمال أن يختم له أو ختم له بالإسلام بخلاف من علم موته على الكفر كأبي جهل. [٢]

وكذا في مجموع الفتاوى لابن تيمية:

وَقَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ المقدسي لَمَّا سُئِلَ عَنْ يَزِيدَ: فِيمَا بَلَغَنِي لَا يُسَبُّ وَلَا يُحَبُّ. وَبَلَغَنِي أَيْضًا أَنَّ جَدَّنَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ابْنَ تَيْمِيَّةَ سُئِلَ عَنْ يَزِيدَ. فَقَالَ: لَا تُنْقِصْ وَلَا تَزِدْ. وَهَذَا أَعْدَلُ الْأَقْوَالِ فِيهِ وَفِي أَمْثَالِهِ وَأَحْسَنِهَا. [٣]

وكذا في شرح العقائد:

وإنما اختلفوا في يزيد بن معاوية حتي ذكر في الخلاصة وغيرها أنه لا ينبغي اللعن عليه ولا على الحجاج لأن النبي عليه السلام نهى عن لعن المصلين ومن كان من أهل القبة وما نقل من لعن النبي عليه السلام لبعض من أهل القبة فلما أنه يعلم من أحوال الناس. [٤]

وكذا في فتاوى مفتي محمود: [٥]

وكذا في فتاوى عثماني: [٦]

وكذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: [٧]

وكذا في فتاوى حقانية: [٨]

=====================

[١] سورة محمد الآية ٢٢.

[٢] سورة محمد: ٢٢، ٢٥-٢٦/ ٣١٦، ط: دار إحياء التراث العربي.

[٣] فصل في افترق الناس في يزيد بن معاوية...، ٤/ ٤٧٥، ط: دار الوفاء.

[٤] مبحث: يجب الكف عن الطعن في الصحابة، ص١٦٣، ط: المصباح.

[٥] كتاب العقائد: ١/ ٣٢٦، ط: جمعيت پبليكشنز.

[٦] كتاب السير والمناقب، ١/ ٣٠٨، ط: معارف القرآن.

[٧] كتاب السير والمناقب،١/ ٢٣٢، ط: لدهيانوي.

[٨] كتاب العقائد والإيمانيات، ١/ ١٩٥، ط: حقانيه.

وكذا في خير الفتاوى: [۱]

خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے منکر کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص ہے جو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کاانکار کرتا ہے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کامنکر صحیح قول کے مطابق کافر ہے۔

كما في الهندية:

من أنكر إمامة أبي بكر رضي الله عنه فهو كافر. [۲]

وكذا في رد المحتار:

وإن أنكر خلافة صديق أو عمر فهو كافر. [۳]

وكذا في البحر الرائق:

وإن أنكر خلافة الصديق فهو كافر. [٤]

وكذا في الفتاوى البزازية على هامش الهندية:

ومن أنكر خلافة أبي بكر رضي الله عنه فهو كافر في الصحيح. [٥]

وكذا في رسائل عابدين:

من أنكر إمامة أبي بكر فهو كافر على قول بعضهم وقال بعضهم: مبتدع وليس بكافر والصحيح أنه كافر. [٦]

كذا في مجموعة الفتاوى مترجم: [۷]

---

[۱] كتاب العقائد، ۱/ ۱۳۵، ط: امداديه.

[۲] كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ۲/۲٦٤، ط: رشيدية.

[۳] كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: البدعة خمسة، ۱/ ٥٦۱، ط: سعيد.

[٤] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ٦۱۱، ط: رشيدية.

[٥] كتاب السير، نوع فيما يتصل بها مما يجب إكفاره من أهل البدع، ٦/ ۳۱۸، ط: رشيدية.

[٦] تنبيه الولاة والحكام على أحكام شاتم خير الأنام أو أحد أصحابه الكرام: ۱/ ۳٥۹، ط: عثمانية.

[۷] كتاب العقائد، ۱/ ۹۲، ط: سعيد.

عقیدہ ظہور مہدی

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام درج ذیل امور کے بارے میں:

نمبر(۱) عقیدہ ظہور مہدی کا اعتقاد کیا ضروری عقائد میں سے ہے؟ اگر کوئی اس عقیدہ کو تسلیم نہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

نمبر(۲) حضرت مہدی کی شخصیت کا تعارف اور آپ کو مہدی کہنے کی کیا وجہ ہے، کیا یہ آپ کا اصل نام ہے؟

نمبر(۳) حضرت مہدی کی سیرت وصورت قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کریں۔

نمبر(۴) علماء فرماتے ہیں کہ حضرت مہدی قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ہیں تو حضرت مہدی کے ظہور کی علامات کیا ہوں گی؟

نمبر(۵) قرآن شریف اور صحیحین میں حضرت مہدی کا تذکرہ ہے یا نہیں؟

جواب: عقائد اسلامیہ میں سے ایک اہم عقیدہ حضرت مہدی کے وجود وظہور کا عقیدہ بھی ہے اس عقیدہ کی وضاحت حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) نے ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

''المهدي الذي يكون في آخر الزمان، وأحد الخلفاء الراشدين والأئمة المهديين، وليس هو بالمنتظر الذي تزعم الرافضة وترتجي ظهوره من سِرداب سامَراء، فإن ذلك ما لا حقيقة له ولا عين ولا أثر، ويزعمون أنه محمد بن الحسن العسكري، وأنه دخل السرداب وعمره خمس سنين، وأما ما سنذكره فقد نطقت به الأحاديث المروية عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأنه يكون في آخر الزمان، وأظن ظهوره يكون قبل نزول عيسى بن مريم، فإن هذا يملأ الأرض عدلا كما ملئت جورا وظلما''.[1]

آخری زمانہ میں آنے والے حضرت مہدی بھی خلفاء راشدین اور ائمہ مہدیین میں سے ہیں (البتہ اتنی بات ضرور سمجھ لیں کہ) یہ وہ مہدی نہیں ہیں جن کا روافض اپنے خیال وفہم کے مطابق انتظار کر رہے ہیں اور سامرا کے غار سے اس کے ظہور وآمد کی امید لگائے ہوئے ہیں، یاد رہے کہ ان کے اس نظریہ کی کوئی حقیقت، کوئی نظیر اور کوئی اصل ہی نہیں، روافض کا یہ نظریہ ہے کہ مہدی سے مراد محمد بن حسن عسکری ہیں جو پانچ سال کی عمر سے سامراء نامی ایک غار میں چھپے ہوئے ہیں۔ باقی ہم جس مہدی کا تذکرہ کرنے جارہے ہیں ان کے بارے میں نبی علیہ السلام سے کئی حدیثیں مروی ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں تشریف لائیں گے حضرت عیسی علیہ الصلاۃ والسلام سے پہلے ان کا ظہور ہوگا ان کی صفات میں سے ہے کہ وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جیسا کہ اس سے پہلے ظلم وستم سے بھری ہوگی۔

==================

[1] البداية والنهاية: كتاب الفتن والملاحم، فصل في ذكر المهدي الذي يكون في آخر الزمان، ١٩/ ٥٥، ط: دار هجر للطباعة والنشر.

ظہور مہدی کا عقیدہ احادیث صحیحہ مشہورہ سے ثابت ہے اور ۱۴ سو سال سے مسلمانوں میں مسلم و مشہور ہے، اور اہل السنت والجماعت کے ضروری عقائد میں سے ہے، اس کا عقیدہ رکھنا واجب ہے، اس کا منکر اہل سنت والجماعت سے خارج ہوگا، تاہم وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوگا۔

(۱) كما صرح به العلامة ابن القيم رحمه الله (المتوفى ٧٥١هـ)

والأحاديث على خروج المهدي أصح إسناداً. (۱)

حضرت مہدی کے بارے میں احادیث باعتبار سند کے صحیح ترین ہیں۔

(۲) قد تواترت الأخبار واستفاضت بذكرها، فإنه من أهل البيت، وإنه يملك سبع سنين، وإنه يملأ الأرض عدلاً. (۲)

حضرت مہدی کے بارے میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں وہ متواتر اور مشہور ہیں کہ آپ اہل بیت میں سے ہوں گے، سات سال حکومت فرمائیں گے اور زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔

(۳) كذا في إتحاف الجماعة: (۳)

وكذا في مناقب الشافعي لأبي الحسن الأبري المتوفى (٣٦٣هـ):

قد تواترت الأخبار واستفاضت (بكثرة رواتها عن المصطفى صلى الله عليه وسلم) في المهدي، وأنه من أهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم، وإنه يملك سبع سنين، ويملأ الأرض عدلا وإنه يخرج مع عيسى بن مريم. (٤)

وفي نظم المتناثر للكتاني المتوفى (١٣٤٥هـ):

والحاصل أن الأحاديث الواردة في المهدي المنتظر متواترة. (٥)

وفيه أيضا:

إن الأحاديث الواردة فيه على اختلاف رواياتها كثيرة تبلغ حد التواتر وهي عند أحمد والترمذي وأبي داود وابن ماجه والحاكم والطبراني وأبي يعلى والبزار وغيره من دواوين الإسلام من السنن والمعاجم

---

(١) المنار المنيف: فصل ٥٠، ١/ ١٤٣، ط: المطبوعات الإسلامية.

(٢) الاحتجاج بالأثر على من أنكر المهدي المنتظر، باب تقريظ الشيخ، ١/ ٣، ط: الرئاسة العامة.

(٣) فصل تواتر أحاديث المهدي: ١/ ٢٠٢، ط:

(٤) ص٩٥، ط: الدار الأثرية.

(٥) كتاب أشراط الساعة، ١/ ٢٢٩، ط: دار الكتب السلفية.

والمسانيد وأسندوها إلى جماعة من الصحابة فإنكارها مع ذلك لا ينبغي والأحاديث يشد بعضها بعضا ويتقوى أمرها بالشواهد والمتابعات. (۱)

حضرت مہدی کا تعارف

ہر انسان کی ایک ذات اور اس کی کچھ صفات ہوا کرتی ہیں جو اس کی پہچان و معرفت کا ذریعہ بنتی ہیں، حضرت مہدی بھی چونکہ نوع انسانی میں سے ہوں گے لہٰذا ان سے متعلق دو باتوں کو بالترتیب ذکر کیا جاتا ہے۔

ذات گرامی

مستند کتب حدیث کی روایات صحیحہ اور کتب عقائد کی عباراتِ معتمدہ سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ حضرت مہدی بذات خود بھی نام کے اعتبار سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ہم نام ہوں گے اور آپ کے والد کا نام بھی حضور علیہ السلام کے والد ماجد کے اسم گرامی کے مشابہ ہوگا، بالفاظ دیگر حضرت مہدی کا نام محمد بن عبد اللہ یا احمد بن عبد اللہ ہوگا۔

کتبِ حدیث میں حضرت مہدی کے اسم گرامی کا ذکر

سنن أبي داود:

امام ابو داود رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۵ھ) نے اپنی کتاب "سنن ابی داود" میں امام مہدی کے حوالے سے باقاعدہ باب قائم فرما کر مختلف احادیث کو ذکر فرمایا ہے جن میں سے دو روایات (باب کی پہلی اور آخری روایت) حضرت مہدی کے نام سے متعلق ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ قَالَ زَائِدَةُ فِي حَدِيثِهِ: لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ حَتَّى يَبْعَثَ فِيهِ رَجُلًا مِنِّي أَوْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي، وَاسْمُ أَبِيهِ اسْم أَبِي، زَادَ فِي حَدِيثِ فِطْرٍ: يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا. (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ جائے (اور حضرت مہدی تشریف نہ لائے ہوں) تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے اس دن کو لمبا کر دیں گے یہاں تک کہ مجھ میں سے یعنی میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی کو مبعوث کریں گے جس کا نام میرے نام کے مشابہ اور اس کے والد کا نام میرے والد ماجد کے نام کے مشابہ ہوگا جو ظلم و ستم سے بھری ہوئی زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔

====================

(۱) كتاب أشراط الساعة، ۱/ ۲۲۷، ط: دار الكتب السلفية.

(۲) سنن أبي داود: كتاب الفتن والملاحم: باب ذكر المهدي، ۲/ ۲۳۸، ۲۳۹، ط: رحمانية.

جامع الترمذي:

امام ترمذی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ) نے اپنی کتاب میں "باب ما جاء في المهدي" کے الفاظ کے ساتھ باب قائم کیا ہے، جس میں حضرت مہدی کے اسم گرامی کے بارے میں درج ذیل حدیث بیان فرمائی ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَمْلِكَ العَرَبَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي. (۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ میرے گھر والوں میں سے ایک شخص پورے عرب کا مالک نہ ہو جائے، جس کا نام میرے نام کے مشابہ ہوگا۔

نسبت شریفہ

حضرت مہدی محدثین کی تصریح کے مطابق نسلاً حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی صاحبزادی سیدۃ نساءِ اہل الجنۃ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے "حسنی" سید ہوں گے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِي، مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ رضي الله عنها. (۲)

ترجمہ: حضرت مہدی میری قریبی نسل یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے۔

كذا في سنن ابن ماجه: (۳)

سنن ابی داود میں حضرت مہدی کے حسنی ہونے کی تصریح ان الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے:

حدثنا عثمان بن شيبة... حُدِّثْتُ عَنْ هَارُونَ بْنِ الْمُغِيرَةِ... عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَنَظَرَ إِلَى ابْنِهِ الْحَسَنِ، فَقَالَ: «إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ كَمَا سَمَّاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسَيَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهِ رَجُلٌ يُسَمَّى بِاسْمِ نَبِيِّكُمْ، يُشْبِهُهُ فِي الْخُلُقِ، وَلَا يُشْبِهُهُ فِي الْخَلْقِ. (٤)

ابو اسحاق نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا

====================

(۱) أبواب الفتن، باب ما جاء في المهدي، ۲/ ٤٧، ط: سعيد.

(۲) سنن أبي داود: كتاب الفتن، باب ذكر المهدي، ۲/ ۲۳۸، ط: رحمانية.

(۳) أبواب الفتن: باب خروج المهدي، ص۳۰۰، ط: قديمي.

(٤) كتاب الفتن والملاحم: باب ذكر المهدي، ۲/ ۲٤۰، ط: رحمانية.

کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے جیسا کہ نبی علیہ السلام نے ان کا نام رکھا ہے اور ان کی نسل میں سے ایک شخص آئے گا جس کا نام اور سیرت واخلاق آپ علیہ السلام کے نام وسیرت کے مشابہ ہوگا البتہ شکل وصورت میں آپ علیہ السلام کے مشابہ نہ ہوگا۔

امام شمس الدین ابن قیم جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) نے حضرت مہدی کے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہونے کو اپنی کتاب "المنار المنیف في الصحیح والضعیف" میں بھی بیان فرمایا ہے:

أَنَّهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَلَدِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ وَقَدِ امْتَلأَتِ الأَرْضُ جَوْرًا وَظُلْمًا فَيَمْلأُهَا قِسْطًا وَعَدْلا وَأَكْثَرُ الأَحَادِيثِ عَلَى هَذَا تَدُلُّ. (۱)

حضرت مہدی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے ہوں گے، جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوں گے جب کہ زمین ظلم وستم سے بھر چکی ہوگی، وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ اکثر احادیث مبارکہ اسی بات پر دلالت کرتی ہیں۔

حضرت مہدی کا لقب

واضح رہے کہ مہدی آپ کا نام نہیں ہے بلکہ یہ آپ کا لقب ہوگا، مہدی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ لفظ "مہدی" یہ ہدایت سے ہے، چونکہ اللہ تعالیٰ ان کو حق بات کہنے کے ساتھ ساتھ نفاذ حق کی توفیق بھی عطا فرمائیں گے اور اس پر مزید یہ کہ حق گوئی اور اس کے عملی نفاذ میں آپ کی رہنمائی بھی فرمائیں گے اس لئے آپ کو "مہدی" کہہ کر پکارا جاتا ہے۔

كما في شرح العقيدة للسفاريني:

ولقبه المهدي؛ لأن الذي هداه الله عز وجل. هذا المهدي يبعث في آخر الزمان إذا مُلئت الأرض ظلماً وجوراً، ونسي فيها الحق، وصار المظلوم لقمة للظالم، وانتشرت الفوضى، فحينئذٍ يبعث الله هذا الرجل إماماً مصلحاً للحق. (۲)

مہدی آپ کا لقب ہے اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی رہنمائی فرمائیں گے اور آخر زمانہ میں اس وقت مبعوث کریں گے جبکہ ظلم وستم سے زمین بھر چکی ہوگی اور حق کو بھلا دیا گیا ہوگا، مظلوم لوگ ظالموں کے زیردست ہوں گے، لوگ اور قومیں منتشر ہو جائیں گی، پس ایسے وقت اللہ ان کو لوگوں کی اصلاح کے لئے بھیجیں گے۔

==================

(۱) فصل ۵۰، ۱/ ۱۵۱، ط: المطبوعات الإسلامية.

(۲) الباب الرابع في أشراط الساعة، ۱/ ۱۵۴، ۴۵۰، ط: دار الوطن للنشر، رياض.

کنیت

آپ کی کنیت ابو عبداللہ ذکر کی گئی ہے:

وأما كنيته فأبو عبد الله. (١)

جائے پیدائش

حضرت مہدی کی جائے ولادت اصح قول کے مطابق مدینہ منورہ ہے:

المهدي مولده بالمدينة. (٢)

یعنی آپ کا مقام ولادت مدینہ منورہ ہے۔

مدتِ خلافت، وِصال وتدفین

ابوداود شریف کی صحیح روایت کے مطابق حضرت مہدی سات سال خلافت فرمائیں گے، حضرت عیسی علیہ الصلاۃ والسلام کا جب نزول ہوگا تو ان کی معیت میں کچھ عرصہ گزارنے کے بعد طبعی موت سے انتقال فرما جائیں گے، مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کرکے تدفین کردیں گے:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «يَكُونُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِيفَةٍ، فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ هَارِبًا إِلَى مَكَّةَ، فَيَأْتِيهِ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ فَيُخْرِجُونَهُ وَهُوَ كَارِهٌ، فَيُبَايِعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ، وَيُبْعَثُ إِلَيْهِ بَعْثٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، فَيُخْسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَاءِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، فَإِذَا رَأَى النَّاسُ ذَلِكَ أَتَاهُ أَبْدَالُ الشَّامِ، وَعَصَائِبُ أَهْلِ الْعِرَاقِ، فَيُبَايِعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ، ثُمَّ يَنْشَأُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ أَخْوَالُهُ كَلْبٌ، فَيَبْعَثُ إِلَيْهِمْ بَعْثًا، فَيَظْهَرُونَ عَلَيْهِمْ، وَذَلِكَ بَعْثُ كَلْبٍ، وَالْخَيْبَةُ لِمَنْ لَمْ يَشْهَدْ غَنِيمَةَ كَلْبٍ، فَيَقْسِمُ الْمَالَ، وَيَعْمَلُ فِي النَّاسِ بِسُنَّةِ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيُلْقِي الْإِسْلَامُ بِجِرَانِهِ فِي الْأَرْضِ، فَيَلْبَثُ سَبْعَ سِنِينَ، ثُمَّ يُتَوَفَّى وَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ. (٣)

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک خلیفہ کی موت کے وقت اختلاف ہوگا، ایک شخص مدینہ والوں میں سے اہل مکہ کی طرف بھاگ نکلے گا، لوگ اس شخص کے پاس

---

(١) لوامع الأنوار البهية: فصل في أشراط الساعة، باب اسم المهدي وأشهر أوصافه، ٢/ ٧٢، ط: مؤسسة الخافقين- دمشق.

(٢) كتاب الفتن لأبي نعيم بن حماد (متوفى ٢٢٨هـ) باب صفة المهدي ونعته، ١/ ٣٦٦، ط: التوحيد- القاهرة.

(٣) كتاب الفتن، باب ذكر المهدي، ٢/ ٢٣٩، ط: رحمانية.

آئیں گے اور اس کو امامت کے لئے نکالیں گے حالانکہ وہ اس بات پر راضی نہ ہوگا پھر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان لوگ اس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے، اتنے میں ایک لشکر ملک شام سے اس کی طرف (مقابلہ کے لئے) بھیجا جائے گا تو وہ سب کے سب بیداء نامی جگہ میں جو مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ہے، دھنسا دیئے جائیں گے، جب لوگ اس منظر کو دیکھیں گے تو شام کے ابدال اور اہل عراق کی جماعتیں اس کے پاس آکر مقام ابراہیم اور حجر اسود کے درمیان اس سے بیعت کریں گے اس کے بعد قریش میں سے ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جس کا ننھیال بنی کلب سے ہوگا یہ شخص ان لوگوں کی طرف ایک لشکر بھیجے گا سو مہدی کے تابعدار ان پر غالب آجائیں گے، کلب کا یہی لشکر ہے (جو حضرت مہدی کے وقت میں ان کے تابعداروں کے ہاتھوں سے شکست کھائے گا) افسوس ہے اس شخص پر جو کلب کی لڑائی کا مال غنیمت نہ حاصل کرے اس کے بعد حضرت مہدی مال غنیمت تقسیم کریں گے اور لوگوں میں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو جاری فرمائیں گے اور اسلام تمام اطراف زمین میں پھیل جائے گا، سات سال حکومت فرمانے کے بعد آپ کا انتقال ہو جائے گا پھر مسلمان آپ کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔

صفاتِ مہدی

حضرت مہدی سیرت واخلاق میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے مشابہ اور مماثل ہوں گے، علم آپ کا خداداد اور سخاوت اس قدر عام ہوگی کہ ہر ایک کو بلا شمار کئے کثیر مال عطا فرمائیں، خلیفۃ اللہ فی الارض ہونے کی حیثیت سے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔

كما في سنن أبي داود:

يشبهه في الخُلُق ولا يشبهه في الخَلْق. (۱)

حضرت مہدی سیرت واخلاق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوں گے مگر شکل وصورت آپ علیہ السلام کے مشابہ نہ ہوگی۔

وفي صحيح مسلم:

من خلفائكم خليفة يحثو المال حثيا، ولا يعده عدًا. (۲)

تمہارے خلفاء میں ایک خلیفہ ایسا بھی ہوگا جو مٹھی بھر بھر کر مال عطا کرے گا، مگر مال کی مقدار کو شمار نہ کرے گا۔

حضرت مہدی متوسط قد وقامت کے مالک، گندمی رنگ، کشادہ پیشانی، لمبی باریک ناک والے ہوں گے، آنکھیں بڑی، سیاہ رنگ کی، اگلے دو دانت نہایت ہی سفید، چہرے پر تل کا نشان، ڈاڑھی گھنی جبکہ زبان میں قدرے لکنت ہوگی، ظہور کے وقت آپ کی عمر ۳۰ سے ۴۰ سال کے درمیان ہوگی۔ نعیم بن حماد کی کتاب الفتن میں روایت ہے:

===================

(۱) كتاب الفتن، باب ذكر المهدي، ۲/ ۲۴۰، ط: رحمانية.

(۲) كتاب الفتن وأشراط الساعة: ۲/ ۳۹۵، ط: قديمي.

كَثُّ اللِّحْيَةِ، أَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ، بَرَّاقُ الثَّنَايَا، فِي وَجْهِهِ خَالٌ، أَقْنَى أَجْلَى، فِي كَتِفِهِ عَلَامَةُ النَّبِيِّ، يَخْرُجُ بِرَايَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مِرْطٍ مُخْمَلَةٍ سَوْدَاءِ مُرَبَّعَةٍ، فِيهَا حَجَرٌ لَمْ يُنْشَرْ مُنْذُ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا تُنْشَرُ حَتَّى يَخْرُجَ الْمَهْدِيُّ، يَمُدُّهُ اللهُ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَضْرِبُونَ وُجُوهَ مَنْ خَالَفَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ، يُبْعَثُ وَهُوَ مَا بَيْنَ الثَّلَاثِينَ وَالْأَرْبَعِينَ. (۱)

ظہور مہدی کی علامات

احادیث مبارکہ اور کتب عقائد میں حضرت مہدی کے ظہور کی متعدد علامات بیان کی گئی ہیں:

(۱) دریائے فرات سے سونے کا نکلنا:

دریائے فرات کا پانی ختم ہو جائے گا اور اس میں سے سونے کا پہاڑ نکلے گا۔ صحیح بخاری شریف کی روایت ہے:

يوشك الفرات أن يحسر عن كنز من ذهب فمن حضره فلا يأخذ منه شيئا، وفي رواية: عن جبل من ذهب. (۲)

قریب ہے کہ دریائے فرات سونے کا ایک خزانہ باہر نکال کر پھینک دے پس یاد رکھو کہ جو اس موقعہ پر موجود ہو وہ اس میں سے کچھ بھی نہ لے۔

(۲) سیاہ جھنڈے:

حضرت مہدی کے مددگاروں میں وہ لوگ شامل ہیں جو خراسان کی طرف سے سیاہ جھنڈوں کے ساتھ روانہ ہوں گے۔

کما في الفتن لنعیم بن حماد:

عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّايَاتِ السُّودَ خَرَجَتْ مِنْ قِبَلِ خُرَاسَانَ فَائْتُوهَا وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ، فَإِنَّ فِيهَا خَلِيفَةَ اللهِ الْمَهْدِيَّ. (۳)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جب تم خراسان کی طرف سے سیاہ جھنڈوں کو آتے ہوئے دیکھو تو ان کی مدد و حمایت کے لئے ضرور آنا اگرچہ تمہیں برف کے بل ہی چل کر آنا پڑے اس لئے اس لشکر میں اللہ کے خلیفہ حضرت مہدی موجود ہوں گے۔

==================

(۱) صفة المهدي ونعته، ۱/ ۳٦٦، رقم الحديث: ۱۰۷۳، ط: التوحيد- القاهرة.

(۲) كتاب الفتن: باب خروج النار، ۲/ ۱۰۵٤، ط: قديمي.

(۳) كتاب الفتن والملاحم: باب حديث أبي عوانة، ٤/ ٥٤٧، رقم الحديث: ۸٥۳۱، دار الكتب العلمية.

كذا في مسند أحمد: [١]

وكذا في الفتن لنعيم بن حماد: [٢]

(۳) اعلانیہ کفر کا پھیل جانا

حضرت مہدی کے ظہور سے قبل کھلم کھلا کفر پھیل جائے گا:

عن مطر الوراق، قال: لا يخرج المهدي حتى يكفر بالله جهرةً. [٣]

حضرت مہدی کا ظہور اس وقت تک نہیں ہو گا جب تک علی الاعلان اللہ تعالی کے ساتھ کفر نہ کیا جانے لگے۔

(۴) ایک کان کے پاس لوگوں کا دھنس جانا:

عَنْ أَبِي غَطَفَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو، يَقُولُ: تَخْرُجُ مَعَادِنُ مُخْتَلِفَةٌ، مَعْدِنٌ فِيهَا قَرِيبٌ مِنَ الْحِجَازِ يُقَالُ لَهُ فِرْعَوْنُ، يَذْهَبُ إِلَيْهِ شِرَارُ النَّاسِ، فَبَيْنَمَا هُمْ يَعْمَلُونَ فِيهِ إِذْ حُسِرَ لَهُمْ عَنِ الذَّهَبِ. [٤]

فرماتے ہیں کہ مختلف قسم کی کانیں ظاہر ہوں گی ان میں سے ایک کان حجاز کے قریبی علاقے میں ظاہر ہو گی جس کو فرعون کے نام سے پکارا جائے گا اس کان کے پاس بدترین لوگ ہی جائیں گے وہ اسی ظاہر ہونے والی کان میں مشغول ہوں گے کہ اس دوران ایک سونے کی کان ظاہر ہو گی۔

كذا في الفتن لنعيم بن حماد: [٥]

(۷) گرہن کا عمل:

حضرت مہدی کے ظہور والے سال سورج گرہن کا عمل بھی ظہور پذیر ہو گا۔

"جامع معمر بن راشد" میں اس بات کو ان الفاظ کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے:

عن علي بن عبد الله بن عباس رضي الله عنه قال: لا يخرج المهدي حتى تطلع مع الشمس آية. [٦]

علی بن عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت مہدی کا ظہور اس وقت تک نہ ہو گا جب تک سورج کے ساتھ کسی نشانی کا ظہور نہ ہو جائے۔

---

[١] تتمة مسند الأنصار: باب من حديث ثوبان، ٣٧/ ٧٠، رقم الحديث: ٢٢٣٨٧، ط: مؤسسة الرسالة.

[٢] باب الرايات السود للمهدي... إلخ، ١/ ٣١١، رقم الحديث: ٨٩٦، ط: التوحيد- القاهرة.

[٣] الفتن لنعيم بن حماد: باب آخر من علامات المهدي... إلخ، ١/ ٣٣٣، رقم الحديث: ٩٥٧، ط: التوحيد- القاهرة.

[٤] المستدرك للحاكم: كتاب الفتن والملاحم: باب حديث عمران بن حصين رضي الله عنهما، ٤/ ٥٠٥، رقم الحديث: ٨٤١٥، ط: دار الكتب العلمية.

[٥] كتاب الفتن: باب الخسف والزلازل... إلخ، ٢/ ٦١١، رقم الحديث: ١٦٩٤، ط: التوحيد- القاهرة.

[٦] باب المهدي، ١١/ ٣٧٣، رقم الحديث: ٢٠٧٧٥، ط: المجلس العلمي باكستان.

حضرت مہدی کا تذکرہ آیات قرآنیہ کی تفسیر میں

یہ بات اہل علم کے ہاں قطعیت اور یقین کے ساتھ مسلم ہے کہ حضرت مہدی کا تذکرہ صراحتاً قرآن کریم کی کسی آیت میں نہیں، البتہ مفسرین کرام نے چند قرآنی آیات کی تفسیر کے ذیل میں حضرت مہدی کا تذکرہ فرمایا ہے۔

نمبر(۱) تفسیر ابن کثیر:

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی (متوفی ۷۷۴ھ) نے "ومن اظلم ممن منع مساجد الله " اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے:

وفسر هؤلاء الخزيَ في الدنيا بخروج المهدي عند سدي وعكرمة ووائل بن داود. (۱)

ترجمہ: اس آیت کے اندر "خزی" یعنی ذلت کی تفسیر سدی، عکرمہ اور وائل کے نزدیک یہ ہے کہ جب حضرت مہدی کا خروج ہوگا تو ان (کفار) کو ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اسی طرح علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے "ولقد اخذ الله ميثاق بني اسرائيل " کے تحت بارہ خلفاء والی روایت کو نقل کیا ہے (جو کہ تفصیل کے ساتھ مسند احمد میں "باب حديث كعب بن مالك الأنصاري" کے تحت مذکور ہے، ۲۵/ ۹۳، رقم الحدیث:۱۵۷۹۸، ط: مؤسسة الرسالة) اس روایت میں حضرت مہدی کا تذکرہ ان الفاظ کے ساتھ منقول ہے:

وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَكُونَ وِلَايَتُهُمْ لَا مَحَالَةَ، وَالظَّاهِرُ أَنَّ مِنْهُمُ الْمَهْدِيُّ الْمُبَشَّرُ بِهِ فِي الأحاديث الواردة بذكره، فذكر أَنَّهُ يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ... وليس هذا بالمنتظر الذي تتوهم الرافضة وجوده. (۲)

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ان خلفاء کی ولایت قائم نہ ہو جائے، اور ظاہر یہ ہے کہ ان خلفاء میں حضرت مہدی بھی شامل ہیں جن کی احادیث مبارکہ میں بشارت اس طور پر دی گئی ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نام ہوں گے... البتہ یاد رکھنا کہ اس سے روافض والا مہدی مراد نہیں جس کے وجود کا وہ گمان رکھتے ہیں۔

(۲) تفسیر قرطبی:

علامہ قرطبی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۱ھ) نے "هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله" کے ذیل میں اس قول کو نقل کیا ہے۔

(۱) تفسیر ابن کثیر: البقرة: آیت نمبر ۱۱۵ کے تحت، ۱/ ۳۹۰، ط: دار طيبه للنشر.

(۲) تفسیر ابن کثیر: المائدة: آیت نمبر ۱۲ کے تحت، ۳/ ٦٤، دار طيبة للنشر.

قَالَ الضَّحَّاكُ: هَذَا عِنْدَ نُزُولِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ. وَقَالَ السُّدِّيُّ: ذَاكَ عِنْدَ خُرُوجِ الْمَهْدِيِّ، لَا يَبْقَى أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَ فِي الْإِسْلَامِ. (۱)

امام ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ (غلبہ اسلام) نزول عیسی کے وقت ہوگا جبکہ حضرت سدی کی رائے یہ ہے کہ ایسا خروجِ مہدی کے وقت ہوگا، اور اس وقت سب کے سب اسلام میں داخل ہوجائیں گے۔

كذا في اللباب في علوم الكتاب: (۲)

وكذا في تفسير الرازي: (۳)

حضرت مہدی کا تذکرہ صحیحین میں

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایات میں اگرچہ حضرت مہدی کا تذکرہ آپ کے لقب یا آپ کے نام کی تصریح کے ساتھ نہیں آیا، مگر یہ بات مسلم ہے کہ صحیحین میں حضرت مہدی سے متعلق روایات موجود ہیں اور شارحین حدیث نے ان کا مصداق حضرت مہدی کو ہی قرار دیا ہے۔

(۱) صحیح بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ نَافِعٍ، مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الأَنْصَارِيِّ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ، وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ. (٤)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے درانحالیکہ تمہارا امام تم ہی میں سے ایک فرد ہوگا۔

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

تَوَاتَرَتِ الْأَخْبَارُ بِأَنَّ الْمَهْدِيَّ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَأَنَّ عِيسَى يُصَلِّي خَلْفَهُ ذَكَرَ ذَلِكَ رَدًّا لِلْحَدِيثِ الَّذِي أخرجه بن مَاجَهْ عَنْ أَنَسٍ وَفِيهِ وَلَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيسَى. (٥)

---

(۱) تفسير القرطبي: التوبة: آیت نمبر ۳۳ کے تحت، ۸/ ۱۲۱، ط: دار الكتب المصرية- القاهرة.

(۲) التوبة: آیت نمبر ۳۳ کے تحت، ۱۰/ ۷۷، ط: دار الكتب العلمية، بيروت.

(۳) التوبة: آیت نمبر ۳۴ کے تحت، ١٦/ ۳۷، ط: علوم اسلامیہ.

(٤) كتاب أحاديث الأنبياء، باب نزول عيسى بن مريم، ١/ ٤٩٠، ط: قديمي.

(٥) فتح الباري: كتاب أحاديث الأنبياء، باب نزول عيسى بن مريم، قوله: (تابعه عقيل والأوزاعي)، ٦/ ٦١١، ط: قديمي.

یہ بات تواتر سے ثابت ہے کہ حضرت مہدی اسی امت میں سے ہوں گے اور حضرت عیسی علیہ السلام آپ کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے، اور یہ تمام تفصیل اس حدیث کے رد میں بیان کی گئی ہے جو ابن ماجہ میں اس مفہوم کے ساتھ مروی ہے کہ مہدی سے مراد حضرت عیسی علیہ السلام ہی ہیں۔

(۲) صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، قَالَ: فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ: تَعَالَ صَلِّ لَنَا، فَيَقُولُ: لَا، إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللهِ هَذِهِ الْأُمَّةَ. (۱)

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت میں سے ایک جماعت تا قیامت مسلسل حق پر قتال کرتی رہے گی اور غالب رہے گی، (اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ) حضرت عیسی علیہ السلام نازل ہوں گے تو ان کا امیر کہے گا تشریف لایئے، ہمیں نماز پڑھا دیجئے، اس پر وہ کہیں گے نہیں! (بلکہ آپ ہی پڑھا دیجئے) اس امت کی اللہ کے ہاں عزت کی بناء پر بعض کو بعض پر امارت عطا کی گئی ہے۔

مسلم شریف کی ایک اور حدیث میں آتا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَنْزِلَ الرُّومُ بِالْأَعْمَاقِ أَوْ بِدَابِقٍ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ مِنَ الْمَدِينَةِ،مِنْ خِيَارِ أَهْلِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ. (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک اہل روم اعماق یا دابق نامی جگہ پر نہ اتر جائیں، پس ان کی طرف اہل مدینہ میں سے ایک لشکر نکلے گا جو اس وقت روئے زمین کے بہترین لوگوں میں سے ہوگا۔

فائدہ: ملا علی قاری رحمہ اللہ نے "مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح" میں "جیش المدینۃ" کی وضاحت ان الفاظ کے ساتھ بیان فرمائی ہے:

الْمُرَادَ بِالْجَيْشِ الْخَارِجِ إِلَى الرُّومِ جَيْشُ الْمَهْدِيِّ بِدَلِيلِ آخِرِ الْحَدِيثِ. (۳)

روم کی طرف جانے والے لشکر سے حضرت مہدی کا لشکر مراد ہے۔

==================

(۱) كتاب الإيمان، باب نزول عيسى بن مريم حاكم بشريعة ... إلخ، ۱/ ۸۷، ط: قديمي.

(۲) كتاب الفتن وأشراط الساعة، ۲/ ۳۹۱، ط: قديمي.

(۳) كتاب الفتن: باب الملاحم، الفصل الأول، ۱۰/ ۱٤٦، ط: امدادية.

خلاصہ بحث

حضرت مہدی کا ظہور ان احادیث کثیرہ سے ثابت ہے جو صحیح اور قابل حجت ہیں اور محدثین کی ایک جماعت نے ان احادیث کو نقل بھی کیا ہے، چنانچہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اخیر زمانے میں حضرت مہدی کا ظہور برحق اور صدق ہے اور ان کے ظہور پر اس قدر روایات ہیں کہ جو مجموعی لحاظ سے تواتر معنوی کا فائدہ دیتی ہیں.

عقیدہ ظہور مہدی کا انکار احادیث صحیحہ، آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جمہور علمائے امت کے عقیدہ ومسلک کے خلاف ہونے کی بناء پر غیر مقبول ومردود تصور کیا جائے۔

كما في منهاج السنة النبوية:

إن الأحاديث التي يحتج بها على خروج المهدي أحاديث صحيحة. (۱)

وفي العقيدة السفارينية:

وقد كثرت بخروجه الروايات حتى بلغت حد التواتر المعنوي، وشاع ذلك بين علماء أهل السنة والجماعة حتى عدّ من معتقداتهم... فالإيمان بخروج المهدي واجب كما هو مقرر عند أهل العلم ومدون في عقائد أهل السنة والجماعة. (۲)

تاہم ظہور مہدی کے منکر کو کافر کہنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ عقیدہ ظہور مہدی ضروریات اہلسنت والجماعت میں سے تو ہے مگر ضروریات دین میں سے نہیں کہ جس کے انکار کرنے والے پر کفر کا حکم لگایا جائے۔

کیا کفار بھی آپ علیہ السلام کے امتی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا کفار بھی آپ علیہ السلام کے امتی ہیں یا نہیں؟

جواب: کفار بھی مسلمانوں کی طرح آپ علیہ السلام کے امتی ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ کفار امتِ دعوت ہیں اور مسلمان امتِ اجابت (اُس دعوت کو قبول کرنے والے) ہیں۔

وفي القرآن الكريم:

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا. (الأعراف: ۱۵۹)

---

(۱) ٤/ ۱۱.

(۲) ۲/ ۸٤.

قال الله تعالى:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا. (سبا: ٢٨)

وكذا في روح المعاني:

وَما كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا

روي عن أبي حنيفة رضي الله تعالى عنه أنه قال: لو لم يبعث الله تعالى رسولا لوجب على الخلق معرفته، وقد صرح غير واحد من علمائهم بأن العقل حجة من حجج الله تعالى ويجب الاستدلال به قبل ورود الشرع. (١)

وكذا في التفسير الكبير:

فِي الْآيَةِ قَوْلَانِ: الْأَوَّلُ: أَنْ نُجْرِيَ الْآيَةَ عَلَى ظَاهِرِهَا وَنَقُولُ: الْعَقْلُ هُوَ رَسُولُ اللَّهِ إِلَى الْخَلْقِ، بَلْ هُوَ الرَّسُولُ الَّذِي لَوْلَاهُ لَمَا تَقَرَّرَتْ رِسَالَةُ أَحَدٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، فَالْعَقْلُ هُوَ الرَّسُولُ الْأَصْلِيُّ، فَكَانَ مَعْنَى الْآيَةِ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولَ الْعَقْلِ. وَالثَّانِي: أَنْ نُخَصِّصَ عُمُومَ الْآيَةِ فَنَقُولُ: الْمُرَادُ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ فِي الْأَعْمَالِ الَّتِي لَا سَبِيلَ إِلَى مَعْرِفَةِ وُجُوبِهَا إِلَّا بِالشَّرْعِ إِلَّا بَعْدَ مَجِيءِ الشَّرْعِ. (٢)

وكذا في مرقاة المفاتيح:

الْمُرَادُ إِمَّا أُمَّةُ الدَّعْوَةِ فَالْآبِي هُوَ الْكَافِرُ، أَوْ أُمَّةُ الْإِجَابَةِ فَالْآبِي هُوَ الْعَاصِي. (٣)

وكذا في فتح الباري:

فَإِنَّ أُمَّتَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ: أَحَدُهَا: أَخَصُّ مِنَ الْآخَرِ أُمَّةُ الِاتِّبَاعِ، ثُمَّ أُمَّةُ الْإِجَابَةِ، ثُمَّ أُمَّةُ الدَّعْوَةِ، فَالْأُولَى أَهْلُ الْعَمَلِ الصَّالِحِ، وَالثَّانِيَةُ: مُطْلَقُ الْمُسْلِمِينَ، وَالثَّالِثَةُ: مَنْ عَدَاهُمْ مِمَّنْ بُعِثَ إِلَيْهِمْ. (٤)

وكذا في شرح الطيبي:

آمن به أو لم يؤمن، ويسمون أمة الدعوة وتطلق أخرى ويراد بهم المؤمنون به المذعنون له وهم أمة الإجابة. (٥)

---

(١) الإسراء: ١٥، ١٥/ ٥٢، ط: دار إحياء التراث العربي.

(٢) الإسراء: ٥، ٧/ ٣١٣، ط: علوم اسلاميه.

(٣) كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول، ١/ ٢١٧، ط: امدادية.

(٤) كتاب الرقاق، باب يدخل الجنة سبعون ألفا بغير حساب، ١١/ ٥٠١، ط: قديمي.

(٥) كتاب الإيمان، الفصل الأول، ١/ ١٢٣، ط: علمية.

وفي شرح العقيدة الطحاوية:

وأنزل عليه الكتاب والحكمة، وجعل دعوته عامة لجميع الثقلين الجن والإنس باقية إلى يوم القيامة. [۱]

وهكذا في فتاوى محمودية: [۲]

زمانہ فترت کے لوگوں کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام کہ زمانہ فترت میں جو لوگ گذرے ہیں ان کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہئے کیا وہ جنتی ہوں گے یا جہنمی؟

جواب: وہ لوگ جو زمانہ فترت میں گذرے ہیں ان پر پہلے پیغمبر کی شریعت کی پیروی کرنا ضروری تھا اس لئے جنہوں نے پیروی کی وہ جنتی ہیں، البتہ وہ لوگ جن کے پاس کسی بھی طرح شریعت کے احکام نہ پہنچے ہوں اور ایسے لوگ شرک سے پاک رہے ہوں تو پھر ان کی نجات کی امید کی جا سکتی ہے۔

كذا في رد المحتار:

وَأَمَّا الِاسْتِدْلَال عَلَى نَجَاتِهِمَا بِأَنَّهُمَا مَاتَا فِي زَمَنِ الْفَتْرَةِ، مَبْنِيٌّ عَلَى أُصُولِ الْأَشَاعِرَةِ أَنَّ مَنْ مَاتَ وَلَمْ تَبْلُغْهُ الدَّعْوَى، يَمُوتُ نَاجِيًا، أَمَّا الْمَاتُرِيدِيَّةُ، فَإِنْ مَاتَ قَبْلَ مُضِيِّ مُدَّةٍ، يُمْكِنُهُ فِيهَا التَّأَمُّلُ وَلَمْ يَعْتَقِدْ إِيمَانًا وَلَا كُفْرًا فَلَا عِقَابَ عَلَيْهِ... فَقَدْ صَرَّحَ النَّوَوِيُّ وَالْفَخْرُ الرَّازِيّ بِأَنَّ مَنْ مَاتَ قَبْلَ الْبِعْثَةِ مُشْرِكًا، فَهُوَ فِي النَّارِ. [۳]

معارف القرآن میں مولانا ادریس کاندھلوی صاحب نے لکھا ہے جو لوگ زمانہ فترت میں مر گئے ہیں اور ان کو رسول کی دعوت نہیں پہنچی ان کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں جنت میں جائیں گے، بعض کہتے ہیں جہنم میں اور بعض علماء نے توقف کیا ہے۔۔۔ قول فیصل ان کے بارے میں یہ ہے کہ قیامت کے دن ان لوگوں کا امتحان ہوگا۔۔۔ اور اندرون طبیعت جو اطاعت اور معصیت، فرمانبرداری اور نافرمانی کا مادہ پوشیدہ ہے وہ ظاہر ہو جائے گا اور اسی کے مطابق ان کی جزا وسزا ہو گی۔ [۴]

نبی یا ولی کے توسل سے دعا مانگنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی نبی یا ولی کے توسل سے دعا مانگنا کیسا ہے؟

====================

[۱] مقدمة الشارح، باب نبينا محمد صلى الله عليه وسلم خاتم الأنبياء، ۱/ ۱٤، ط: مؤسسة الرسالة.

[۲] كتاب الإيمان والعقائد، ۱/ ۱۹٤، ط: ادارة الفاروق.

[۳] كتاب النكاح، باب نكاح الكافر، ۳/ ۱۸٥، ط: سعيد.

[٤] الإسراء: ۱٥، ٤/ ٤٦٥، ط: المعارف.

جواب: کسی نبی یا ولی کے توسل سے دعا مانگنا جائز ہے۔ (اس مسئلہ کی تفصیل کے لئے دیکھئے "مجموعہ رسائل توسل")

كما في القرآن المجيد:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ. (المائدة: ٣٥)

كذا في صحيح البخاري:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، كَانَ إِذَا قَحَطُوا اسْتَسْقَى بِالعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا»، قَالَ: فَيُسْقَوْنَ. (١)

وكذا في الترمذي:

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ، أَنَّ رَجُلًا ضَرِيرَ البَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ادْعُ اللَّهَ أَنْ يُعَافِيَنِي قَالَ: «إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ، وَإِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ». قَالَ: فَادْعُهْ، قَالَ: فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوءَهُ وَيَدْعُوَ بِهَذَا الدُّعَاءِ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى لِيَ، اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ. (٢)

وكذا في سنن ابن ماجة: (٣)

وكذا في مرقاة المفاتيح: (٤)

وكذا في روح المعاني: (٥)

وكذا في مقالات الكوثري: (٦)

وكذا في فتاوى دار العلوم ديوبند: (٧)

وكذا في أحسن الفتاوى: (٨)

==================

(١) أبواب الاستسقاء، باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا، ١/ ١٣٧، ط: قديمي.

(٢) أبواب الدعوات، باب في دعاء النبي صلى الله عليه وسلم وتعوذه في دبر كل صلاة، ٢/ ١٩٨، ط: سعيد.

(٣) أبواب إقامة الصلاة، باب ما جاء في صلوة الحاجة، ٩٩، ط: قديمي.

(٤) باب الاستسقاء، الفصل الثالث، ٣/ ٣٣٩، ط: امدادية.

(٥) المائدة: ٣٥، ٦/ ٤٠٧، ط: دار إحياء التراث العربي.

(٦) محق التقول في مسألة التوسل، ص٢٨٦- ٣٠٠، ط: وحيدي.

(٧) كتاب الذكر والدعاء، ١/ ١٧١، ط: دار الإشاعت.

(٨) نيل الفضيلة بسؤال الوسيلة، ١/ ٣٣٢، ٣٣٣، ط: سعيد.

"یا شیخ جیلاني شیئا لله" کا وظیفہ پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان حضرات اس مسئلہ کے بارے میں کہ "یا شیخ عبد القادر جیلاني شیئا لله" کا وظیفہ اگر اس عقیدہ کے ساتھ کوئی پڑھتا ہو کہ آپ حاضر و ناظر ہیں تو یہ وظیفہ پڑھنا از روئے شریعت جائز ہے یا نہیں؟

جواب: "یا شیخ عبد القادر جیلاني شیئا لله" کا وظیفہ اس عقیدہ کے ساتھ پڑھنا کہ آپ حاضر و ناظر ہیں اور ہماری اس نداء اور وظیفے کو سنتے ہیں، یہ صریح شرک ہے اور گمراہ کن فعل ہے، اس سے بچنا ضروری ہے، ورنہ ایمان کے چلے جانے کا قوی اندیشہ ہے، اللہ سب مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

لما في القرآن الكريم:

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِينَ. (١)

وكذا في سنن الترمذي:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ. (٢)

وكذا في قاضيخان على هامش الهندية:

رجل تزوج امرأة بغير شهود فقال الرجل والمرأة: ''خدا را و پیغامبر را گواه کردیم'' قالوا يكون كفرا لأنه اعتقد أن رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب وهو ما كان يعلم الغيب حين كان في الأحياء فكيف بعد الموت. (٣)

وكذا في الهندية:

رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَأَةً، وَلَمْ يَحْضُرْ الشُّهُودُ قَالَ ''خدائے را و رسول را گواه کردم'' أَوْ قَالَ: ''خدائی را وفرشتگان را گواه کردم'' كَفَرَ. (٤)

وكذا في البزازية على هامش الهندية:

تَزَوَّجَ بِلَا شُهُودٍ وَقَالَ: ''خدائے را وفرشتگان را گواه کردم'' يكفر لأنه اعتقد أن الرسول والملك يعلمان الغيب. (٥)

---

(١) يونس: ١٠٦.

(٢) أبواب الزهد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في صفة أواني الحوض، ٢/ ٧٨.

(٣) كتاب السير، باب ما يكون كفرا من المسلم وما لا يكون، ٣/ ٥٧٦، ط: رشيدية.

(٤) الباب التاسع في أحكام المرتدين، ٢/ ٢٦٦، ط: رشيدية.

(٥) كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفرا أو خطأ، الثاني فيما يكون كفرا من المسلم وما لا يكون، الثاني فيما يتعلق بالله، ٦/ ٣٢٥، ط: رشيدية.

باب فیما یتعلق بالأنبیاء علیهم السلام

کیاشبِ معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کواللہ تعالی کی زیارت ہوئی

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ معراج کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ رب العزت کادیدار ہواہے یانہیں؟ مکمل تفصیل کے ساتھ وضاحت کریں۔

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں اللہ رب العزت کا دیدار ہوا ہے یا نہیں اس مسئلہ میں سلف کے درمیان اختلاف رہاہے۔ حضرت عائشہ، ابن مسعود اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم عدم رؤیت کے قائل ہیں، یہ حضرات فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جورؤیت ثابت ہے وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھناہے اللہ تعالی کو دیکھنا نہیں ہے۔

كذا في تفسير القرطبي:

إلى ما ذهبت إليه عائشة رضي الله عنها من عدم الرؤية وأنه إنما رأى جبرئيل. (۱)

جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں سے اللہ تعالی کادیدار کیاہے اور یہی مشہور ہے اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ قول ہے۔

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَآى. (النجم: ۱۱)

شیخ ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ اوران کی جماعت نے فرمایاہے:

أن محمدا صلى الله عليه وسلم رأى الله عز وجل ببصره وعيني رأسه. (۲)

وكذا في شرح العقائد النسفية:

ورؤية الله تعالى بالبصر جائزة في العقل... أن موسى عليه السلام قد سأل الرؤية بقوله: رب أرني أنظر إليك فلو لم تكن ممكنة لكان طلبها جهلا. (۳)

وكذا في تفسير الخازن:

روى عن عكرمة عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: إن الله عز وجل اصطفى إبراهيم بالخلة. واصطفى موسى بالكلام أو اصطفى محمدا صلى الله عليه وسلم بالرؤية. (٤)

====================

(۱) سورة النجم: ۱۱، ٤/ ٥، ط: دار إحياء التراث العربي.

(۲) تفسير القرطبي: سورة الأنعام: ۱۰۳، ۷/۵٦، ط: دار عالم الكتب.

(۳) مبحث: رؤية الله تعالى والدليل عليها، ص۷۱- ۷۳، ط: المصباح.

(٤) ٤/ ۲۰٥، سورة النجم: ۱۱، ط: دار الكتب العلمية.

عیسی علیہ السلام کے نزول کے منکر کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس بارے میں کہ جو شخص حضرت عیسی علیہ الصلاۃ والسلام کے نزول کا منکر ہو وہ کافر ہے یا نہیں؟

جواب: دلائل قطعیہ سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت عیسی علیہ الصلاۃ والسلام قرب قیامت میں آسمان سے نزول فرمائیں گے، صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کو ساقط کریں گے اور دجال کو قتل کریں گے، لہٰذا اُن کے نزول کا انکار کرنا قطعی دلیل کا انکار کرنا ہے جو کفر اور الحاد ہے کیونکہ خبر متواتر کا منکر کافر ہے۔

کما في القرآن:

وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ. (النساء: ۱۵۹)

وكذا في صحيح البخاري:

أن سعيد بن مسيب سمع أبا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الخِنْزِيرَ، وَيَضَعَ الجِزْيَةَ، وَيَفِيضَ المَالُ حَتَّى لاَ يَقْبَلَهُ أَحَدٌ، حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا» ، ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: " وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: {وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ، وَيَوْمَ القِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا.[1]

وكذا في التعليق الصبيح:

اعلم أن نزول عيسى عليه الصلاة والسلام في آخر الزمان من السماء إلى الأرض حق ثابت بالكتاب والسنة وإجماع الأمة من أنكره فقد كفر ومرق من الدين مروق السهم من الرمية.[2]

وكذا في التصريح بما تواتر في نزول المسيح:

من أنكر نزول عيسى ابن مريم عليه السلام فقد كفر.[3]

وكذا في فتاوى محمودية:

عقیدہ نزول عیسی علیہ الصلاۃ والسلام پر ایمان لانا فرض ہے، اس کا انکار کفر ہے، اور اس میں تاویل کرنا زیغ وضلال اور کفر والحاد ہے۔

---

[1] كتاب الأنبياء، باب نزول عيسى عليه الصلاة والسلام، ١/ ٤٩٠، ط: قديمي.

[2] كتاب الفتن، باب نزول عيسى عليه الصلاة والسلام، ٦/ ٢٤٢، ط: رشيدية.

[3] أحاديث نزول عيسى عليه السلام، ١/ ٢٤٢، ط: المطبوعات الإسلامية.

فالإيمان بها واجب والإنكار عنها كفر والتأويل منها زيغ وضلال وإلحاد، نزل أهل الإسلام في حياة عيسى عليه الصلاة والسلام مقدمة عقيدة الإسلام صـ۳۱.[1]

وكذا في معارف القرآن للشفيع العثماني رحمه الله:

آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے نزول کا عقیدہ قطعی اور اجماعی ہے جس کا منکر کافر ہے۔[2]

حضرت خضر علیہ السلام نبی تھے یا ولی

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں نبی ہونے کا عقیدہ رکھنا چاہئے یا ولی ہونے کا؟

جواب: جمہور علماء امت کے نزدیک حضرت خضر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔

كذا في روح المعاني:

قال الله تعالى: ''ءاتيناه رحمة من عندنا'' والجمهور على أنها الوحي والنبوة وقد أطلقت على ذلك في مواضع من القرآن..... فالجمهور على أنه عليه السلام نبي وليس برسول.[3]

وفي تفسير الكبير للفخر الرازي:

قَوْلُهُ: ''فَوَجَدا عَبْداً مِنْ عِبادِنا'' قَالَ الْأَكْثَرُونَ إِنَّ ذَلِكَ الْعَبْدَ كَانَ نَبِيًّا وَاحْتَجُّوا عَلَيْهِ بِوُجُوهٍ. الْأَوَّلُ: أَنَّهُ تَعَالَى قَالَ: آتَيْناهُ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنا'' وَالرَّحْمَةُ هِيَ النُّبُوَّةُ بِدَلِيلِ قَوْلِهِ تَعَالَى: أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ'' [الزخرف: ۳۲] وقوله: وَما كُنْتَ تَرْجُوا أَنْ يُلْقى إِلَيْكَ الْكِتابُ إِلَّا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ'' [الْقَصَصِ: ۸٦] وَالْمُرَادُ مِنْ هَذِهِ الرَّحْمَةِ النُّبُوَّةُ.[4]

وفي حاشية جلالين:

قوله نبوة: في قول قال ابن عطية والبغوي: الأكثر أنه نبي وكذا قاله القرطبي وولاية في أخر وعليه أكثر العلماء ومنهم القشيري.[5]

---

[1] باب العقائد، ما يتعلق بالأنبياء وأتباعهم: ۱/ ٤۳٤، ط: ادارة الفاروق.

[2] معارف القرآن: آل عمران، ۲/ ٦۰٥، ط: معارف القرآن.

[3] الكهف:٦٥، ۱٥/ ٤۰۲، ط: دار إحياء التراث العربي.

[4] الكهف:٥٦، ۷/ ٤۸۱، ط: علوم اسلامية.

[5] ۲٤۹، ط: قديمي.

وفي تفسير المدارك:

آتَيْناهُ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنا'' هي الوحي والنبوة. [1]

وكذا في عمدة القاري:

هَل كَانَ وليا أَو نَبيا..... وَالصَّحِيح أَنه نَبِي، وَجزم بِهِ جمَاعَة. وَقَالَ الثَّعْلَبِيّ: هُوَ نَبِي على جَمِيع الْأَقْوَال معمر مَحْجُوب عَن الْأَبْصَار، وَصَححهُ ابْن الْجَوْزِيّ أَيْضا فِي كِتَابه، لقَوْله تَعَالَى حِكَايَة عَنهُ: {وَمَا فعلته عَن امري} (الْكَهْف: ٨٢) فَدلَّ على أَنه نَبِي أُوحِي إِلَيْهِ. [2]

وكذا في تفسير المظهري: [3]

وكذا في البداية والنهاية: [4]

وكذا في معارف القرآن (مفتی محمد شفیع صاحب): [5]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے کی تحقیق

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ تھا؟ اور آپ کے سائے کا ثبوت کن احادیث سے ہے؟ حکیم ترمذی کی کتاب ''نوادر الاصول'' میں جو روایت سائے کی نفی میں ہے اس کا جواب بھی مرحمت فرمائیں۔

جواب: احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ تھا۔

(۱) امام حاکم رحمہ اللہ سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں:

بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي ذَاتَ لَيْلَةٍ صَلَاةً إِذْ مَدَّ يَدَهُ، ثُمَّ أَخَّرَهَا، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ رَأَيْنَاكَ صُنَعْتَ فِي هَذِهِ الصَّلَاةِ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ فِيمَا قَبْلَهُ، قَالَ:أَجَلْ إِنَّهُ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ فَرَأَيْتُ فِيهَا دَالِيَةً قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ فَأَرَدْتُ أَنْ أَتَنَاوَلَ مِنْهَا شَيْئًا، فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنِ اسْتَأْخِرْ فَاسْتَأْخَرْتُ، وَعُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ حَتَّى رَأَيْتُ ظِلِّي وَظِلَّكُمْ فِيهَا فَأَوْمَأْتُ إِلَيْكُمْ أَنِ اسْتَأْخِرُوا، فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنْ أَقِرَّهُمْ فَإِنَّكَ أَسْلَمْتَ وَأَسْلَمُوا،

---

[1] الكهف:٦٥، ٢٢/٢، ط: قديمي.

[2] كتاب العلم، باب ما ذكر في ذهاب موسى عليه الصلاة والسلام في البحر إلى الخضر، ٢/ ٩١، ط: رشيدية.

[3] الكهف:٦٥، ٧- ٨/ ١٤٩- ١٥٠، ط: دار الإشاعت.

[4] قصص الأنبياء: ٣٣٠/١، ط: فريديه.

[5] ٥/ ٦١١- ٦١٢، ط: ادارة المعارف.

وَهَاجَرْتَ وَهَاجَرُوا، وَجَاهَدْتَ وَجَاهَدُوا، فَلَمْ أَرَ لَكَ فَضْلًا عَلَيْهِمْ إِلَّا بِالنُّبُوَّةِ، فَأَوَّلْتُ ذَلِكَ مَا يَلْقَى أُمَّتِي بَعْدِي مِنَ الْفِتَنِ. (۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک آپ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا پھر پیچھے ہٹایا، پس ہم نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے آپ کو اس نماز میں ایسا کام کرتے دیکھا ہے جو آپ نے اس سے قبل کبھی نہیں کیا، فرمایا: ہاں بلاشبہ مجھ پر جنت پیش کی گئی تو میں نے اس میں اونچے درخت دیکھے، جن کے گچھے نیچے کو جھکے ہوئے تھے، تو میں نے ارادہ کیا کہ ان سے کچھ لے لوں پس میری طرف وحی آئی کہ پیچھے ہٹ جایئے، سو میں پیچھے ہٹ گیا اور مجھ پر دوزخ پیش کی گئی جو میرے اور تمہارے درمیان تھی، یہاں تک کہ اس کی آگ کی روشنی میں، میں نے اپنا اور تمہارا سایہ دیکھا، پس میں نے تمہیں اشارہ کیا کہ پیچھے ہٹ جاؤ، سو میری طرف وحی آئی کہ ان کو اِن کی جگہ پر رہنے دو، کیونکہ آپ نے اسلام قبول کیا اور انہوں نے بھی، آپ نے ہجرت کی اور انہوں نے بھی، آپ نے جہاد کیا اور انہوں نے بھی، پس میں آپ کی ان پر بجز نبوت کے اور کوئی فضیلت نہیں دیکھتا، میں نے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ میری امت میرے بعد فتنوں میں مبتلا ہوگی۔

اس صحیح حدیث میں یہ الفاظ "حتى رأيت ظلي وظلكم" کہ میں نے اپنا اور تمہارا سایہ دیکھا، اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ تھا۔

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي سَفَرٍ لَهُ، فَاعْتَلَّ بَعِيرٌ لِصَفِيَّةَ، وَفِي إِبِلِ زَيْنَبَ فَضْلٌ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ بَعِيرًا لِصَفِيَّةَ اعْتَلَّ، فَلَوْ أَعْطَيْتِهَا بَعِيرًا مِنْ إِبِلِكِ، فَقَالَتْ: أَنَا أُعْطِي تِلْكَ الْيَهُودِيَّةَ، قَالَ: فَتَرَكَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَا الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمَ شَهْرَيْنِ، أَوْ ثَلَاثَةً، لَا يَأْتِيهَا، قَالَتْ: حَتَّى يَئِسْتُ مِنْهُ، وَحَوَّلْتُ سَرِيرِي، قَالَتْ: فَبَيْنَمَا أَنَا يَوْمًا بِنِصْفِ النَّهَارِ، إِذَا أَنَا بِظِلِّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلٌ. (۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیمار ہوگیا، حضرت زینب کے پاس اپنی ضرورت سے زائد ایک اونٹ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صفیہ کا اونٹ بیمار ہے، اے زینب اگر تم اُسے اپنا زائد اونٹ دیدو تو بہتر ہوگا

---

(۱) المستدرك على الصحيحين: كتاب الفتن والملاحم، ٤/ ٥٠٣، رقم الحديث: ٨٤٠٨، قال الحاكم والذهبي: صحيح، ط: دار الكتب العلمية.

(۲) مسند أحمد: مسند النساء، مسند عائشة بنت الصديق، ٤١/ ٤٦٣، رقم الحديث: ٢٥٠٠٢، ط: مؤسسة الرسالة.

انہوں نے کہا کیا میں اس یہودیہ کو اونٹ دے دوں؟ ان کے اس جواب سے آپ ناراض ہو گئے، اور آپ نے ذوالحجہ اور محرم دو یا تین ماہ تک حضرت زینب کے پاس جانا ترک کر دیا، حضرت زینب فرماتی ہیں کہ میں ناامید ہو گئی تھی، اور میں نے اپنی چارپائی وہاں سے ہٹادی، فرماتی ہیں میں اس حالت میں تھی کہ اچانک ایک دن دوپہر کے وقت میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ دیکھا جو میری طرف آرہا تھا۔

اس حدیث میں یہ الفاظ "إِذَا أَنَا بِظِلِّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ دیکھا بالکل صریح ہیں، معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ تھا۔

ان صحیح احادیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ تھا، نصوصِ قطعیہ سے آپ کی بشریت ثابت ہے تو بشریت کے لوازمات بھی آپ کے لئے ثابت ہیں۔ جن روایات میں آپ کے سایہ ہونے کی نفی ہے وہ روایات صحیح نہیں ہیں۔

اخرج الْحَكِيم التِّرْمِذِيّ عَن ذَكْوَان ان رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم لم يكن يرى لَهُ ظلّ فِي شمس وَلَا قمر. (۱)

حکیم ترمذی نے ذکوان سے "نوادر الاصول" میں نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا نہ آفتاب کی روشنی میں اور نہ چاند کی روشنی میں۔

اس روایت کی سند ملا علی قاری رحمہ اللہ نے یہ نقل کی ہے:

ذكره الحكيم الترمذي في نوادر الأصول عن عبد الرحمن بن قيس وهو مطعون عن عبد الملك بن عبد الله بن الوليد وهو مجهول عن ذكوان. (۲)

حکیم ترمذی نے اس روایت کو اپنی کتاب "نوادر الاصول" میں عبد الرحمٰن بن قیس کے طریق سے ذکر کیا ہے، اور کہا عبد الرحمٰن مطعون ہے، اور اس نے عبد الملک بن عبد اللہ بن ولید سے روایت کی ہے جو کہ مجہول ہے، اور اس نے ذکوان سے روایت کی ہے۔

اس روایت کو نقل کرنے والے حکیم ترمذی ہیں جن کے متعلق ابو عبد الرحمٰن سلمی کہتے ہیں:

أَخرَجُوا الحَكِيْم مِنْ تِرْمِذ، وَشَهِدُوا عَلَيْهِ بِالكُفْر، وَذَلِكَ بِسبب تَصنيفه كِتَاب (ختم الولاَيَة)، وَكِتَاب (علل الشَّرِيْعَة) وَقَالُوا: إِنَّهُ يَقُوْلُ: إِنَّ للأَوْلِيَاء خَاتماً كَالأَنْبِيَاءِ لهم خَاتم. وَإِنَّهُ يُفَضِّل الوِلاَيَة عَلَى النُّبُوَّة. (۳)

---

(۱) الخصائص الكبرى: ذكر المعجزات والخصائص في خلقه الشريف، باب المعجزة في بوله وغائطه، ۱/ ۱۲۲، ط: دار الكتب العلمية.

(۲) شرح الشفاء: الباب الرابع، فصل: ومن ذلك ما ظهر من الآيات عند مولده عليه الصلاة والسلام، ۱/ ۷۵۴-۷۵۵، ط: دار الكتب العلمية.

(۳) سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو عبد الله محمد بن علي الترمذي، ۱۳/ ٤٤۱، ط: مؤسسة الرسالة.

حکیم ترمذی کو لوگوں نے اپنے علاقے ترمذ سے نکال دیا تھا، اور لوگوں نے اس کے متعلق کفر کی گواہی دی ہے اس وجہ سے کہ اس نے "ختم الولاية" اور "علل الشريعة" نامی کتابیں لکھیں، اور یہ کہتا تھا کہ اولیاء میں بھی اس طرح خاتم ہوتا ہے جس طرح انبیاء میں خاتم ہوتا ہے، اور یہ ولایت کو نبوت پر فضیلت دیتا تھا۔

حکیم ترمذی اہل روایت اور اہل حدیث اور فن حدیث والوں میں سے نہیں ہیں، اس پر ائمہ فقہاء اور صوفیاء نے طعن کیا ہے، اور اس وجہ سے اس کو قابل اقتداء لوگوں میں نہیں سمجھا، اور انہوں نے کہا ہے کہ اس شخص نے علم شریعت میں ایسی باتیں داخل کی ہیں جن کے ذریعے اہل اسلام میں تفریق ڈال دی، اور اس نے اپنی کتابوں کو موضوع روایات سے بھر دیا ہے، جو نہ اس سے پہلے کبھی روایت کی گئی ہیں اور نہ سنی گئی ہیں:

وهذا الحكيم الترمذي لم يكن من أهل الحديث ولا رواية له ولا أعلم له تطرقة وصناعة...... وطعن عليه أئمة الفقهاء والصوفية وأخرجوه بذلك عن السيرة المرضية وقالوا إنه ادخل في علم الشريعة ما فارق به الجماعة وملأ كتبه الفظيعة بالأحاديث الموضوعة وحشاها بالأخبار التي ليست بمروية ولا مسموعة. (١)

حکیم ترمذی کی کتاب "نوادر الاصول" میں اکثر روایات غیر معتبر ہیں، حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نوادر الاصول اکثر احادیث غیر معتبر وارد. (٢)

اس روایت کی سند میں "عبد الرحمٰن بن قیس زعفرانی" راوی ہے، اس کے متعلق ائمہ محدثین کے اقوال درج ذیل ہیں:

كذبه ابن مهدي وأبو زرعة. وقال البخاري: ذهب حديثه. وقال أحمد: لم يكن بشيء. (٣)

كان ابن مهدي يكذبه وقال أحمد حديثه ضعيف ولم يكن بشيء متروك الحديث وقال النسائي متروك الحديث وقال زكريا الساجي ضعيف وقال صالح بن محمد كان يضع الحديث وقال ابن عدي عامة ما يرويه لا يتابعه عليه الثقات. (٤)

اس روایت کی سند میں دوسرا راوی "عبد الملک بن عبد اللہ بن الولید" ہے، تلاش بسیار کے باوجود اس راوی کے حالات مجھے کہیں بھی نہیں ملے، کتبِ رجال میں اس راوی کا کہیں تذکرہ ہی نہیں ہے، محدثین کے ہاں ایسا راوی مجہول کہلاتا ہے، اس کی روایت قابلِ قبول

(١) لسان الميزان: ترجمة: محمد بن علي بن الحسن بن بشير، ٥/ ٣٠٨- ٣٠٩، ط: مؤسسة الأعلمي بيروت.

(٢) بستان المحدثين: ص٦٨.

(٣) ميزان الاعتدال: ترجمة: عبد الرحمن بن قيس الضبي الزعفراني، ٢/ ٥٨٣، ط: دار المعرفة.

(٤) تهذيب التهذيب: ترجمة: عبد الرحمن بن قيس الضبي الزعفراني، ٦/ ٢٥٨، ط: دائرة المعارف النظامية.

نہیں ہوتی، ملا علی قاری رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ راوی مجہول ہے:

ذكره الحكيم الترمذي في نوادر الأصول عن عبد الرحمن بن قيس وهو مطعون عن عبد الملك بن عبد الله بن الوليد وهو مجهول عن ذكوان. [1]

ملا علی قاری رحمہ اللہ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ پہلا راوی مجروح ہے اور دوسرا راوی مجہول ہے، تیسرا راوی "ذکوان" ہے، جو صحابی نہیں ہے بلکہ تابعی ہے لہٰذا یہ روایت مرسل ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ صحیح احادیث سے ثابت ہے، جب کہ سایہ نہ ہونے کے متعلق جو روایت ہے اس کی سند میں کذاب اور مجہول راوی ہے نیز یہ روایت بھی مرسل ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ تھا یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک تھا یا نہیں؟

جواب: صحیح روایات اور احادیث سے یہی ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک تھا۔

كما في مسند الإمام أحمد بن حنبل:

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي سَفَرٍ لَهُ، فَاعْتَلَّ بَعِيرٌ لِصَفِيَّةَ، وَفِي إِبِلِ زَيْنَبَ فَضْلٌ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ بَعِيرًا لِصَفِيَّةَ اعْتَلَّ، فَلَوْ أَعْطَيْتِهَا بَعِيرًا مِنْ إِبِلِكِ، فَقَالَتْ: أَنَا أُعْطِي تِلْكَ الْيَهُودِيَّةَ، قَالَ: فَتَرَكَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَا الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمَ شَهْرَيْنِ، أَوْ ثَلَاثَةً، لَا يَأْتِيهَا، قَالَتْ: حَتَّى يَئِسْتُ مِنْهُ، وَحَوَّلْتُ سَرِيرِي، قَالَتْ: فَبَيْنَمَا أَنَا يَوْمًا بِنِصْفِ النَّهَارِ، إِذَا أَنَا بِظِلِّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلٌ. [2]

وكذا في مستدرك الحاكم:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي ذَاتَ لَيْلَةٍ صَلَاةً إِذْ مَدَّ يَدَهُ، ثُمَّ أَخَّرَهَا، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْنَاكَ صَنَعْتَ فِي هَذِهِ الصَّلَاةِ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ فِيمَا قَبْلَهُ، قَالَ: «أَجَلْ إِنَّهُ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةَ فَرَأَيْتُ فِيهَا دَالِيَةً قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ فَأَرَدْتُ أَنْ أَتَنَاوَلَ مِنْهَا شَيْئًا، فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنِ اسْتَأْخِرْ فَاسْتَأْخَرْتُ، وَعُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ حَتَّى رَأَيْتُ ظِلِّي وَظِلَّكُمْ فِيهَا فَأَوْمَأْتُ إِلَيْكُمْ أَنِ اسْتَأْخِرُوا. [3]

=====================

[1] شرح الشفاء: الباب الرابع، فصل، ١/ ٧٥٤- ٧٥٥، ط: دار الكتب العلمية.

[2] مسند عائشة، ١١/ ٢٧٣، ط: رحمانية.

[3] كتاب الفتن والملاحم، ٤/ ٥٠٣، رقم الحديث: ٨٤٠٨، ط: دار الكتب العلمية.

وکذا في مسند البزاز:

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أنه ذكر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم حدثهم أن جبريل عليه السلام جاءه فصلى به الصلوة وقتين وقتين إلا المغرب جاءني صلى بي الظهر حين كان فيسيء مثل شراك نعلي ثم جاء فصلى بي العصر حين كان فيئي مثلي. (۱)

وکذا في جواهر الفقه (جدید ایڈیشن) (۲)

وکذا في فتاوى حقانية: (۳)

عرش افضل ہے یا روضہ اطہر کی مٹی

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ روضہ اطہر کی مٹی افضل ہے یا عرش کی؟

جواب: اہل سنت والجماعت کے نزدیک روضہ اطہر کے اس حصے کی مٹی جس سے جسد اطہر ملا ہوا ہے عرش اور کرسی سے افضل ہے۔

کما في مرقاة المفاتیح:

(وَاللَّهِ إِنَّكِ لَخَيْرُ أَرْضِ اللَّهِ إِلَى اللَّهِ، وَأَحَبُّ أَرْضِ اللَّهِ إِلَى اللَّهِ) فِيهِ تَصْرِيحٌ بِأَنَّ مَكَّةَ أَفْضَلُ مِنَ الْمَدِينَةِ كَمَا عَلَيْهِ الْجُمْهُورُ إِلَّا الْبُقْعَةَ الَّتِي ضَمَّتْ أَعْضَاءَهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَإِنَّهَا أَفْضَلُ مِنْ مَكَّةَ، بَلْ مِنَ الكعبة، بَلْ مِنَ الْعَرْشِ إِجْمَاعًا. (٤)

وکذا في معارف السنن:

وقال مالك بن أنس: إن البقعة التي فيها جسد النبي صلى الله عليه وسلم أفضل من كل شيء حتى الكرسي والعرش ثم الكعبة ثم المسجد النبوي ثم المسجد الحرام ثم المدينة ثم مكة. (٥)

کما في الدر المختار:

وَمَكَّةُ أَفْضَلُ مِنْهَا عَلَى الرَّاجِحِ إِلَّا مَا ضَمَّ أَعْضَاءَهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَإِنَّهُ أَفْضَلُ مُطْلَقًا حَتَّى مِنْ

(۱) ١٥/ ٢٨٢، رقم الحديث: ٨٧٧٧، ط: مكتبة العلوم والحكم.

(۲) ۲/ ۱۴۷ تا ۱۵۱، ط: دار العلوم کراچی۔

(۳) كتاب العقائد والإيمانيات، ١/ ١٩٩ تا ٢٠٢، ط: حقانية.

(٤) باب حرم مكة، الفصل الثاني، الدليل على أن مكة أفضل من المدينة، ٦/ ١٠، ط: إمدادية.

(٥) باب ما جاء في أي المسجد أفضل، بيان فضل المسجد الحرام والمسجد النبوي، ٣/ ٣٢٣، ط: سعيد.

الْكَعْبَةِ وَالْعَرْشِ وَالْكُرْسِيِّ. [١]

وكذا في حاشية الترمذي للمحدث أحمد علي السهارنفوري:

وقال مالك بن أنس رضي الله عنه أن الأرض الملاصق لجسد النبي صلى الله عليه وسلم المبارك أعلى وأفضل من كل شيء حتى العرش والكرسي أيضا ثم بعده بيت الله ثم بعده المسجد النبوي إلخ. [٢]

وكذا في نجم الفتاوى: [٣]

معجزہ اور کرامت کی تعریف و ثبوت اور دونوں میں فرق

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں:

معجزے کی تعریف کیا ہے؟ معجزے کا ثبوت قرآن مجید اور حدیث مبارکہ سے تحریر کیجئے، نیز کرامت کی تعریف کیا ہے؟ کرامت کا ثبوت قرآن مجید سے تحریر کیجئے، معجزے اور کرامت میں فرق بھی تحریر کیجئے، نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی کچھ کرامات بھی تحریر کیجئے۔

جواب: معجزے کی تعریف:

وہ امر جو عادت کے برخلاف نبی سے صادر ہو جائے تو اس کو معجزہ کہتے ہیں، یہ معجزات نبی کی نبوت و رسالت پر دلیل ہوتے ہیں تاکہ لوگ ان معجزات کو دیکھ کر نبی کی نبوت کا یقین کرلیں اور لوگ یہ سمجھیں کہ یہ شخص اللہ کی طرف سے مامور ہے کیونکہ ان کے ساتھ غیبی تائید ہے۔

كذا في رد المحتار:

فَالْحَاصِلُ أَنَّ الْأَمْرَ الْخَارِقَ لِلْعَادَةِ بِالنِّسْبَةِ إِلَى النَّبِيِّ مُعْجِزَةٌ، سَوَاءٌ ظَهَرَ مِنْ قِبَلِهِ، أَوْ مِنْ قِبَلِ آحَادِ أُمَّتِهِ. [٤]

كذا في شرح العقائد النسفية:

والمعجزة أمر خارق للعادة قصد به إظهار صدق من ادعى أنه رسول الله تعالى. [٥]

===================

[١] ٢باب الهدي، مطلب في تفضيل مكة على المدينة، ٢/٦٢٦، ط: سعيد.

[٢] باب ما جاء في فضل بيان المسجد، ١/ ٨٢، ط: سعيد.

[٣] فصل في المتفرقات، ١/ ٤٤٥، ط: ياسين القرآن.

[٤] كتاب الطلاق، باب العدة، فصل في ثبوت النسب، مطلب في ثبوت كرامات الأولياء والاستخدامات، ٣/ ٥٥١، ط: سعيد.

[٥] ص١٧، النوع الثاني خبر الرسول المؤيد بالمعجزة، ط: المصباح.

معجزات کا ثبوت قرآن کریم سے

(۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کا ٹھنڈا ہو جانا باوجودیکہ آگ کی تاثیر میں گرمائش اور جلانا ہے:

قُلْنَا يٰنَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلٰى إِبْرَاهِيمَ. [۱]

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ عصا اور ید بیضاء:

وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَآنٌّ وَلّٰى مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ. [۲]

وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلَى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوْءٍ آيَةً أُخْرَى. [۳]

(۳) حضرت داود علیہ السلام کا معجزہ کہ پہاڑوں اور اڑتے جانوروں کا آپ کے ساتھ تسبیح پڑھنے پر مسخر ہونا اور لوہے کا آپ کے واسطے نرم ہونا:

يٰجِبَالُ أَوِّبِي مَعَهٗ وَالطَّيْرَ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ. [٤]

(۴) حضرت سلیمان علیہ السلام کا معجزہ کہ ہوا اور جنات کا تابع ہونا اور تانبے کا ان کے واسطے پگھلنا:

وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ. [٥]

(۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کہ گارے سے پرندے کی صورت بنا کر اس میں پھونک مارنا، مادرزاد اندھے اور برص کے بیمار پر ہاتھ پھیرنے سے ان کا تندرست ہو جانا:

وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي فَتَنْفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَى بِإِذْنِي. [٦]

(۶) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا سفر رات کے مختصر سے حصے میں طے کرنا:

---

[١] الأنبياء: ٦٩.

[٢] القصص: ٣١.

[٣] طه: ٢٢.

[٤] سبا: ١٠.

[٥] سبا: ١٢.

[٦] المائدة: ١١٠.

سُبْحَانَ الَّذِيَ أَسْرىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى. [۱]

اسی طرح انگلی کے اشارے سے چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا:

اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ. [۲]

معجزات کا ثبوت احادیث مبارکہ سے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تنہائی میں غسل فرمانا اور پتھر کا آپ کے کپڑے کو لے کر بھاگنا:

کما في صحيح البخاري:

فَفَرَّ الحَجَرُ بِثَوْبِهِ، فَخَرَجَ مُوسى فِي إِثْرِهِ، يَقُولُ: ثَوْبِي يَا حَجَرُ، حَتَّى نَظَرَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ إِلَى مُوسَى، فَقَالُوا: وَاللَّهِ مَا بِمُوسَى مِنْ بَأْسٍ، وَأَخَذَ ثَوْبَهُ، فَطَفِقَ بِالحَجَرِ ضَرْبًا فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَاللَّهِ إِنَّهُ لَنَدَبٌ بِالحَجَرِ، سِتَّةٌ أَوْ سَبْعَةٌ، ضَرْبًا بِالحَجَرِ. [۳]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اسراء اور معراج کے سفر سے واپس تشریف لائے اور اس کی اطلاع ہر خاص وعام کو ہوئی تو مشرکین مکہ نے امتحاناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کی چند علامتیں دریافت کیں، آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے معلوم نہ تھا اور نہ میں ان کو گننے کے لئے گیا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے بطور معجزے کے تمام پردے درمیان سے ہٹا دیئے اور آپ ان کے مطلوبہ سوالات کے جوابات دینے لگے۔

وكذا في صحيح مسلم:

قَالَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي الْحِجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْأَلُنِي عَنْ مَسْرَايَ، فَسَأَلَتْنِي عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ أُثْبِتْهَا، فَكُرِبْتُ كُرْبَةً مَا كُرِبْتُ مِثْلَهُ قَطُّ» ، قَالَ: " فَرَفَعَهُ اللهُ لِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ، مَا يَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَنْبَأْتُهُمْ بِهِ. [٤]

وكذا في صحيح البخاري:

لَمَّا كَذَّبَنِي قُرَيْشٌ، قُمْتُ فِي الحِجْرِ، فَجَلاَ اللَّهُ لِي بَيْتَ المَقْدِسِ، فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ. [٥]

==================

[۱] بني اسرائيل: ۱.

[۲] القمر: ۱.

[۳] كتاب الغسل، باب من اغتسل عريانا وحده في الخلوة...، ۱/ ٤٢، ط: قديمي..

[٤] كتاب تفسير القرآن، باب ذكر المسيح ابن مريم، ۱/ ۱٥٦، رقم الحديث: ۱۷۲، ط: دار إحياء التراث العربي.

[٥] كتاب الإيمان، باب قوله أسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام، ٦/ ۸۳، رقم الحديث: ٤۷۱۰، ط: دار طوق النجاة.

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک خشک تنہ کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے پھر آپ کے لئے منبر بنایا گیا تو وہ تنہ آپ کی جدائی کی وجہ سے رونے اور بلبلانے لگا۔

كما في جامع الترمذي:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ إِلَى لِزْقِ جِذْعٍ وَاتَّخَذُوا لَهُ مِنْبَرًا، فَخَطَبَ عَلَيْهِ فَحَنَّ الْجِذْعُ حَنِينَ النَّاقَةِ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَّهُ فَسَكَتَ. (۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو خیبر میں یہودی عورت نے بکری کے بازو میں زہر ڈال کر دیا تھا، آپ کو بذریعہ وحی پتہ چلنے کے بعد جب اس یہودی عورت نے آپ سے پوچھا کہ آپ کو کس نے بتایا تو آپ نے فرمایا کہ یہ جو میرے ہاتھ میں بکری کا بازو ہے اس نے بتایا۔

كما في سنن أبي داود:

قالت من أخبرك قال أخبرتني هذه في يدي للذراع. (۲)

کرامت کی تعریف

ایسا معاملہ جو عادت کے برخلاف کسی غیر نبی متبع سنت شخص (ولی) سے صادر ہو تو اس کو کرامت کہتے ہیں۔

كما في رد المحتار:

وبالنسبة إلى الولي كرامة لخلوة عن دعوى النبوة. (۳)

وكذا في شرح العقائد النسفية:

وكرامته ظهور أمر خارق للعادة من قبله غير مقارن لدعوى النبوة. (٤)

کرامات کا ثبوت قرآن مجید سے

حضرت مریم علیہا الصلاۃ والسلام کے حمل کا واقعہ اور خشک ٹہنی سے تر کھجور کا حاصل ہونا اور بے موسم پھلوں کا ملنا:

(۱) أبواب المناقب، ٥/ ٥٩٤، ط: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي.

(۲) باب في من سقى رجلا سما... ٤/ ١٧٣، رقم الحديث: ٤٥١٠، ط: العصرية/ صحيح مسلم: ١٦٠٩/٣، رقم الحديث: ٢٠٣٨، باب جواز إشباعه غيره... ط: دار إحياؤ التراث العربي.

(۳) كتاب الطلاق، باب العدة، فصل في ثبوت النسب، مطلب في ثبوت كرامات الأولياء والاستخدامات، ٥٥١/٣، ط: سعيد.

(٤) ص١٤٥، مبحث كرامات الأولياء حق، ط: المصباح.

كما في القرآن:

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا. [١]

وفيه أيضاً:

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هَذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ. [٢]

اصحاب کہف کا واقعہ کہ وہ غار میں ٣٠٩ سال سونے کے بعد ایسے اٹھے جیسے رات کا سویا صبح اٹھتا ہو:

وفيه أيضاً:

وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا. [٣]

آصف بن برخیا کا واقعہ کہ جس نے تخت بلقیس کو پلک جھپکتے حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے حاضر کیا:

وفيه أيضاً:

قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي. [٤]

یہ تینوں واقعات (طبقات الشافعية الكبرى: ١/ ٥٢٢، ٥٢٣، ط: دار الكتب العلمية) میں بھی ہیں۔

معجزہ اور کرامت میں فرق

وہ معاملہ جو خلاف عادت نبی سے صادر ہو وہ معجزہ ہے، اور اگر وہ عادت کے برخلاف ولی سے صادر ہو تو کرامت کہلاتا ہے، معجزہ نبوت کے دعوی کے ساتھ ہوتا ہے اور کرامت نبوت کے دعوی کے ساتھ ملی ہوئی نہیں ہوتی۔ معجزے کو مشہور کرنا واجب ہے اور کرامت کو پوشیدہ رکھنا چاہئے، معجزہ تمام خارق عادت چیزوں کے ساتھ ہو سکتا ہے، کرامت بعض خارق عادت چیزوں کے ساتھ ہو سکتی ہے۔

==================

[١] مریم: ٢٢- ٢٥.

[٢] آل عمران: ٣٨.

[٣] الكهف: ٢٥.

[٤] النمل: ٤٠.

كما في طبقات الشافعية الكبرى:

لِأَن المعجزة مقرونة بِدَعْوَى النُّبُوَّة وَلَا كَذَلِك الْكَرَامَة بل الْكَرَامَة مقرونة بالانقياد للنبى صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وتصديقه وَالسير على طَرِيقه... وَأَيْضًا فالمعجزة يجب على صَاحبهَا الإشهار بِخِلَاف الْكَرَامَة فَإِن مبناها على الْإخْفَاء وَلَا تظهر إِلَّا على الندرة وَالْخُصُوص لَا على الْكَثْرَة والعموم وَأَيْضًا فالمعجزة تجوز أَن تقع بِجَمِيعِ خوارق الْعَادَات والكرامات تخْتَص بِبَعْضِهَا. (١)

وكذا في التفسير الكبير:

إِذَا ظَهَرَ فِعْلٌ خَارِقٌ لِلْعَادَةِ عَلَى الْإِنْسَانِ فَذَاكَ إِمَّا أَنْ يَكُونَ مَقْرُونًا بِالدَّعْوَى أَوْ لَا مَعَ الدَّعْوَى وَالْقِسْمُ الْأَوَّلُ وَهُوَ أَنْ يَكُونَ مَعَ الدَّعْوَى فَتِلْكَ الدَّعْوَى إِمَّا أَنْ تَكُونَ دَعْوَى الْإِلَهِيَّةِ أَوْ دَعْوَى النُّبُوَّةِ أَوْ دَعْوَى الْوِلَايَةِ أَوْ دَعْوَى السِّحْرِ وَطَاعَةِ الشَّيَاطِينِ، فَهَذِهِ أَرْبَعَةُ أَقْسَامٍ... الْقِسْمُ الْأَوَّلُ... وَالْقِسْمُ الثَّانِي: وَهُوَ ادِّعَاءُ النُّبُوَّةِ فَهَذَا الْقِسْمُ عَلَى قِسْمَيْنِ لِأَنَّهُ إِمَّا أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ الْمُدَّعِي صَادِقًا أَوْ كَاذِبًا فَإِنْ كَانَ صَادِقًا وَجَبَ ظُهُورُ الْخَوَارِقِ عَلَى يَدِهِ وَهَذَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ بَيْنَ كُلِّ مَنْ أَقَرَّ بِصِحَّةِ نُبُوَّةِ الْأَنْبِيَاءِ... وَأَمَّا الْقِسْمُ الثَّانِي: وَهُوَ أَنْ تَظْهَرَ خَوَارِقُ الْعَادَاتِ عَلَى يَدِ إِنْسَانٍ مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ مِنَ الدَّعَاوَى، فَذَلِكَ الْإِنْسَانُ إِمَّا أَنْ يَكُونَ صَالِحًا مَرْضِيًّا عِنْدَ اللَّهِ، وَإِمَّا أَنْ يَكُونَ خَبِيثًا مُذْنِبًا. وَالْأَوَّلُ هُوَ الْقَوْلُ بِكَرَامَاتِ الْأَوْلِيَاءِ، وَقَدِ اتَّفَقَ أَصْحَابُنَا عَلَى جَوَازِهِ. (٢)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کرامات

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے کہ اپنی وفات کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ "هما أخواك واختاك" میراوارث ایک تیرے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں، حالانکہ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک بہن تھی اور ان کی والدہ حاملہ تھیں، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد لڑکی پیدا ہوئی.

كما في طبقات الشافعية:

مَا صَحَّ من حَدِيث عُرْوَة بن الزبير عَن عَائِشَة رضى الله عَنْهَا أَن أَبَا بكر الصّديق رضى الله عَنهُ كَانَ نحلهَا جاد عشْرين وسْقا فَلَمَّا حَضرته الْوَفَاة قَالَ وَالله يَا بنية مَا من النَّاس أحد أحب إِلَيّ غنى بعدى مِنْك وَلَا

---

(١) ١/ ٥٠٧، شبهة للقدرية في منع الكرامات، وذكر فسادها، ط: دار الكتب العلمية.

(٢) ٧/ ٤٣١، سورة الكهف، ط: علوم اسلامية.

أعز عَلَيّ فقرا بعدِي مِنْك وإني كنت نحلتك جاد عشرين وسْقا فَلَو كنت جددته وخزنته كَانَ لَك وَإِنَّمَا هُوَ الْيَوْم مَال وَارِث وَإِنَّمَا هما أَخَوَاك وَأُخْتَاك فَاقْتَسِمُوهُ على كتاب الله، قَالَت عَائِشَة يَا أَبَت وَالله لَو كَانَ كَذَا وَكَذَا لتركته إِنَّمَا هي أَسمَاء فَمن الْأُخْرَى فَقَالَ أَبُو بكر ذُو بطن بنت أَرَاهَا جَارِيَة فَكَانَ ذَلِك. [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہاوند کی طرف ایک لشکر روانہ فرمایا، ساریہ نامی ایک شخص کو لشکر کا سردار مقرر فرمایا، نہاوند مدینہ سے ایک مہینے کے فاصلے پر تھا، ایک روز کفار کا لشکر پہاڑ کے پیچھے سے مسلمانوں کی گھات میں بیٹھ گیا، لڑائی شروع ہوئی، اللہ تعالی نے یہ حال مدینہ منورہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر منکشف فرمایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت منبر پر خطبہ دے رہے تھے، یکایک باآواز بلند فرمایا "یا سارية الجبل" کہ اے ساریہ! پہاڑ کے پیچھے دیکھ دشمن تمہاری تاک میں بیٹھا ہے۔

كما في طبقات الشافعية الكبرى:

كَانَ عمر قد أَمر سَارِيَة على جَيش من جيوش الْمُسلمين وجهزه إِلَى بِلَاد فَارس فَاشْتَدَّ على عسكره الْحَال على بَاب نهاوند وَهُوَ يحاصرها وَكَثُرت جموع الْأَعْدَاء وَكَاد الْمُسلمُونَ ينهزمون وَعمر رضى الله عَنهُ بِالْمَدِينَةِ فَصَعدَ الْمِنْبَر وخطب ثمَّ اسْتَغَاثَ فى أَثْنَاء خطبَته بأعلا صَوته يَا سَارِيَة الْجَبَل يَا سَارِيَة الْجَبَل من استرعى الذِّئْب الْغنم فقد ظلم فَأَسْمع الله عز وَجل سَارِيَة وجيوشه أَجْمَعِينَ وهم على بَاب نهاوند صَوت عمر فلجأوا إِلَى الْجَبَل وَقَالُوا هَذَا صَوت أَمِير الْمُؤمنِينَ فنجوا وانتصروا. [2]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص داخل ہوا جس کی نگاہ باہر ایک عورت پر پڑی تھی، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آدمی کی آنکھوں میں زنا کا اثر ہے، آدمی نے پوچھا کہ کیا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی وحی آتی ہے؟ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ فراست ہے۔

كما في طبقات الشافعية الكبرى:

دخل إِلَيْهِ رجل كَانَ قد لقى امْرَأَة فى الطَّرِيق فتأملها فَقَالَ لَهُ عُثْمَان رضى الله عَنهُ يدْخل أحدكُم وفى عَيْنَيْهِ أثر الزِّنَا فَقَالَ الرجل أوحى بعد رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قَالَ لَا وَلكنهَا فراسة. [3]

ان کے علاوہ بھی بے شمار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کرامات ثابت ہیں۔

====================

[1] ١/ ٥١١، شبهة ثالثة لهم، ط: دار الكتب العلمية.

[2] ١/ ٥١٢، قصة سارية بن زنيم الخلجي، ط: دار الكتب العلمية.

[3] ١/ ٥١٥، منها على يد عثمان ذي النورين رضي الله عنه، ط: دار الكتب العلمية.

باب الكفريات

کسی مسلمان کو کافر یا منافق کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو کافر یا منافق کہے تو کیا وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا اور اس کے لئے کافر یا منافق یا مرتد کا فتوی لگانا کیسا ہے؟

جواب: کسی کلمہ گو مسلمان کو کافر کہنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے لہٰذا کسی مسلمان کو کافر کہنے والا سخت گناہ گار ہو گا اس پر لازم ہے کہ اس عمل پر توبہ واستغفار کرے لیکن کہنے والے پر احتیاطاً کفر کا فتوی نہیں لگایا جائے گا، البتہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو صحیح عقیدہ ہونے کی وجہ سے کافر کہے تو ایسا شخص کافر ہو جائے گا۔

كما في صحيح مسلم:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرُ، فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا، إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ، وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ. (۱)

وكذا في فتح الباري:

قَوْلُهُ فَهُوَ كَمَا قَالَ يَعْنِي فَهُوَ كَاذِبٌ لَا كَافِرٌ إِلَّا أَنَّهُ لَمَّا تَعَمَّدَ الْكَذِبَ الَّذِي حَلَفَ عَلَيْهِ وَالْتَزَمَ الْمِلَّةَ الَّتِي حَلَفَ بِهَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَهُوَ كَمَا قَالَ مِنَ الْتِزَامِ تِلْكَ الْمِلَّةِ إِنْ صَحَّ قَصْدُهُ بِكَذِبِهِ إِلَى الْتِزَامِهَا فِي تِلْكَ الْحَالَةِ لَا فِي وَقْتٍ ثَانٍ إِذَا كَانَ ذَلِكَ عَلَى سَبِيلِ الْخَدِيعَةِ لِلْمَحْلُوفِ لَهُ قُلْتُ وَحَاصِلُهُ أَنَّهُ لَا يَصِيرُ بِذَلِكَ كَافِرًا وَإِنَّمَا يَكُونُ كَالْكَافِرِ فِي حَالِ حَلِفِهِ بِذَلِكَ خَاصَّةً وَسَيَأْتِي أَنَّ غَيْرَهُ حَمَلَ الْحَدِيثَ عَلَى الزَّجْرِ وَالتَّغْلِيظِ وَأَنَّ ظَاهِرَهُ غَيْرُ مُرَادٍ. (۲)

وكذا في فتح الملهم:

قَالَ النَّوَوِيُّ اخْتُلِفَ فِي تَأْوِيلِ هَذَا الرُّجُوعِ فَقِيلَ رَجَعَ عَلَيْهِ الْكُفْرُ إِنْ كَانَ مُسْتَحِلًّا... وَالتَّحْقِيقُ أَنَّ الْحَدِيثَ سِيقَ لِزَجْرِ الْمُسْلِمِ عَنْ أَنْ يَقُولَ ذَلِكَ لِأَخِيهِ الْمُسْلِمِ وَذَلِكَ قَبْلَ وُجُودِ فِرْقَةِ الْخَوَارِجِ وَغَيْرِهِمْ... وَالْحَاصِلُ أَنَّ الْمَقُولَ لَهُ إِنْ كَانَ كَافِرًا كُفْرًا شَرْعِيًّا فَقَدْ صَدَقَ الْقَائِلُ وَذَهَبَ بِهَا الْمَقُولُ لَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ رَجَعَتْ لِلْقَائِلِ مَعَرَّةُ ذَلِكَ الْقَوْلِ وَإِثْمُهُ كَذَا اقْتَصَرَ عَلَى هَذَا التَّأْوِيلِ فِي (رَجَعَ) وَهُوَ مِنْ أَعْدَلِ الْأَجْوِبَةِ. (۳)

---

(۱) كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم، ۱/ ۵۷، ط: قديمي.

(۲) كتاب الأدب، باب من أكفر أخاه بغير تأويل، ۱۰/ ۶۳۱- ۶۳۲، ط: قديمي.

(۳) كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم كافر، ۲/ ۱۸- ۱۹، ط: دار القلم.

کسی مسلمان کو قتل کرنے میں ثواب کی امید رکھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ زید نے عمر سے کسی ذاتی جھگڑے کی بناء پر یہ کہہ دیا کہ "میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں تمہیں قتل کرنے میں ثواب ہے" تو عمر نے کہا "پھر تو قسم کھاؤ" تو زید نے اس کلمہ کو قسم کھا کر یوں کہا: خدا کی قسم (یا) اللہ کی قسم (یا) واللہ تمہیں قتل کرنے میں ثواب ہے"۔ زید کی اس بات پر عمر نے زید کے ساتھ بات چیت اور معاملہ ختم کر دیا۔ آیا زید کا اس طرح کہنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اس کا کیا حکم ہے؟ عمر کا بات چیت اور معاملہ ختم کرنا شرعاً کیسا ہے؟ برائے مہربانی شرعی اعتبار سے رہنمائی فرمادیں۔

جواب: صورت مسئولہ میں اگر زید واقعتاً اس قتل کو حلال بلکہ باعث ثواب سمجھتا ہے تو ایسا سمجھنا کفر ہے، اور اگر اعتقاداً ایسا نہیں تھا بلکہ محض غصے سے مغلوب ہو کر یہ کہا ہے تو پھر جھوٹی قسم کھانے کی بناء پر گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا ہے، اس صورت میں زید پر توبہ واستغفار کرنا اور آئندہ ایسے مذموم عمل سے اجتناب کرنا لازم ہے، عمر کا زید سے بات چیت ومعاملہ ختم کرنا اگر اصلاح کی نیت سے ہو تو اس کی گنجائش ہے، اور جیسے ہی زید اپنی اس بات پر ندامت کا اظہار کرے اور آئندہ ایسی غلطی نہ کرنے کا وعدہ کرے تو بائیکاٹ ختم کر دے۔

کما قال اللہ تعالی:

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ. (الأنعام: ١٥١)

و قال اللہ تعالی:

أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا. (المائدة: ٣٢)

وقال اللہ تعالی:

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا. (النساء: ٩٣)

كذا في صحيح البخاري:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الكَبَائِرُ: الإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَاليَمِينُ الغَمُوسُ. [1]

وكذا في شرح العقائد النسفية:

والعفو عن الكبيرة إذا لم تكن عن استحلال والاستحلال كفر. [2]

---

[1] كتاب الأيمان والنذور، باب اليمن الغموس، ٢/٩٨٧، ط: قديمي.

[2] ص١١٥، ط: المصباح.

وکذا في رد المحتار:

لَكِنْ فِي شَرْحِ الْعَقَائِدِ النَّسَفِيَّةِ: اسْتِحْلَالُ الْمَعْصِيَةِ كُفْرٌ إذَا ثَبَتَ كَوْنُهَا مَعْصِيَةً بِدَلِيلٍ قَطْعِيٍّ، وَعَلَى هَذَا تَفَرَّعَ مَا ذَكَرَ فِي الْفَتَاوَى مِنْ أَنَّهُ إذَا اعْتَقَدَ الْحَرَامَ حَلَالًا، فَإِنْ كَانَ حُرْمَتُهُ لِعَيْنِهِ وَقَدْ ثَبَتَ بِدَلِيلٍ قَطْعِيٍّ يَكْفُرُ وَإِلَّا فَلَا. (۱)

وفیه أیضاً:

إذْ لَا كَفَّارَةَ فِي الْغَمُوسِ يَرْتَفِعُ بِهَا الْإِثْمُ فَتَعَيَّنَتْ التَّوْبَةُ لِلتَّخَلُّصِ مِنْهُ. (۲)

وکذا في الفتاوی البزازیة:

وجحود الكفر توبة ومن اعتقد الحلال حراما أو على العكس يكفر. (۳)

کسی صحابی کی صحابیت کے انکار کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو شخص کسی ایک صحابی کو نہ مانے مثلاً مسلمان نہ مانے یا ان کی صحابیت کا انکار کرے باقی تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اور انبیاء کرام علیہم السلام کو مانتا ہو تو ایسے شخص کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: واضح رہے کہ اگر کوئی شخص سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا انکار کرتا ہے تو ایسا شخص کافر ہے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کی صحابیت نص قطعی سے ثابت ہے لیکن اگر آپ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور صحابی کی صرف صحابیت کا انکار کرتا ہے تو ایسا شخص اگرچہ کافر تو نہیں ہوگا تاہم وہ اہل السنت والجماعت میں سے خارج ہوگا بلکہ ایسا شخص گمراہ اور فاسق ہے اور قوی اندیشہ ہے کہ وہ کفر میں بھی مبتلا ہو۔

اسی طرح اگر کوئی شخص کسی ایسے صحابی کو کافر کہتا ہے جن کی صحابیت تواتر سے ثابت ہو تو وہ بھی کافر ہو جائے گا کیونکہ جب کسی عام مسلمان کو کافر کہنے والے کے خود کافر ہونے کا اندیشہ ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جن کی فضیلت قرآن کریم میں آئی ہے ان کو کافر کہنے والا خود کفر سے محفوظ نہیں رہ سکتا لہٰذا ایسے شخص پر لازم ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صداقت وعدالت اور کامل ہدایت یافتہ ہونے کا اعتقاد رکھے اور اہلسنت والجماعت کے اس مضبوط عقیدے پر کاربند رہے کہ سارے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

---

(۱) كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، مطلب استحلال المعصية القطعية كفر، ۲/ ۲۹۲، ط: سعيد.

(۲) كتاب الإيمان، مطلب في معنى الإثم، ۳/ ۷۰٦، ط: سعيد.

(۳) كتاب ألفاظ تكون إسلاما أو كفرا وخطأ، الفصل الثاني فيما يكون كفرا من المسلم وما لا يكون، ۲/ ٤٤۲، ط: قديمي.

انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے کامل مسلمان ہیں۔

كما في الصحيح البخاري:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ، فَقَدْ بَاءَ بِهِ أَحَدُهُمَا. (١)

وكذا في صحيح مسلم:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرُ، فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا، إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ، وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ. (٢)

وكذا في رسائل ابن عابدين:

ولو قال عمر وعثمان وعلي رضي الله عنهم لم يكونوا أصحابا لا يكفر ويستحق اللعنة ولو قال أبو بكر الصديق رضي الله عنه لم يكن من الصحابة يكفر لأن الله تعالى سماه صاحبه لقوله: إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ.(٣)

وكذا في الشامية:

لَا شَكَّ فِي تَكْفِيرِ مَنْ قَذَفَ السَّيِّدَةَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَوْ أَنْكَرَ صُحْبَةَ الصِّدِّيقِ رضي الله تعالى عنه. (٤)

وكذا في رسائل ابن عابدين:

وأما قذف عائشة كفر بالإجماع وكذا إنكار صحبة الصديق لمخالفة نص الكتاب... أو اعتقد كفر الصحابة فإنه كافر بالإجماع. (٥)

وكذا في الهندية:

وَيَجِبُ إِكْفَارُهُمْ بِإِكْفَارِ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَطَلْحَةَ وَزُبَيْرٍ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ. (٦)

(١) كتاب الأدب، باب من أكفر أخاه بغير تأويل، ٢/ ٩٠١،ط: قديمي.

(٢) كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه كافر، ١/ ٥٧، ط: قديمي.

(٣) رسالة تنبية الولاة والحكام إلخ، باب الثاني، ١/ ٣٥٩، ط: عثمانية.

(٤) كتاب الجهاد، باب المرتد، ٤/ ٢٣٧،ط: سعيد.

(٥) رسالة تنبيه الولاة والحكام على إحكام شاتم خير الأنام أو أحد أصحابه الكرام عليه وعليهم الصلاة والسلام، ٣٦٧/١، ط: عثمانية.

(٦) كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ٢/ ٢٦٤، ط: رشيدية.

جھگڑے کے دوران ایک شخص کا دوسرے کو کافر کہنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ دو شخصوں کا آپس میں کسی بات پر جھگڑا ہوا، اس دوران ان میں سے ایک شخص نے دوسرے کو کہا کہ تم کافر ہو، اس کے بعد بعض لوگوں سے میں نے سنا کہ کسی کلمہ گو مسلمان کو کافر کہنے سے انسان خود کافر ہو جاتا ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ دوسرے شخص کو کافر کہنے سے انسان خود کافر ہو جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: مسلمان کو کافر کہنا انتہائی سنگین جرم اور سخت گناہ ہے کسی مسلمان کو اس طرح کہنے سے اگرچہ عام طور پر کفر کا حکم نہیں لگایا جاسکتا تاہم ایسا شخص فاسق ہے اس لئے اس پر لازم ہوگا کہ وہ صدق دل سے توبہ واستغفار کرے اور آئندہ کے لئے ایسی بے احتیاطی کی باتوں سے مکمل اجتناب کرے۔

كما في جامع الترمذي:

عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم: أَيُّمَا رجل قَالَ لِأَخِيهِ: كَافِرُ، فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا. هذا حديث حسن صحيح. (١)

وفي حاشيته:

بأن غاية ما فيه أنه كذب ومعصية والكذب ليس بكفر والمؤمن لا يكفر بالمعاصي وتوجيهه أنه لما قال للمسلم كافر فقد كفر بجعل الإسلام كفرا واعتقاد بطلان دين إسلام فقد يوجه بأنه محمول على المستحل لذلك واستحلال المعصية كفر... أو لأنه فعل مثل فعل الكافر لأنه لا يكفر المسلم إلا كافر يعتقد بطلان دين الإسلام... كذا في اللمعات والطيبي. (٢)

قبر کو سجدہ کرنا جائز ہے یا نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قبر کو سجدہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: قبر کو سجدہ کرنا کسی حالت میں بھی جائز نہیں ہے، اگر عبادت کی غرض سے کیا جائے تو کفر ہے اور تعظیم واحترام کی غرض سے کیا جائے تو گمراہی اور گناہ کبیرہ ہے۔

كما في صحيح مسلم:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ. (٣)

====================

(١) أبواب الإيمان، باب ما جاء في من رمى أخاه بكفر، ٢/ ٩٢، ط: سعيد.

(٢) أبواب الإيمان، باب ما جاء في من رمى أخاه بكفر، ٢/ ٩٢، ط: سعيد.

(٣) كتاب المساجد، باب: النهي عن بناء المساجد على القبور، ١/ ٢٠١، ط: قديمي.

وكذا في تنوير الأبصار مع الدر المختار:

(وَكَذَا) مَا يَفْعَلُونَهُ مِنْ (تَقْبِيلِ الْأَرْضِ بَيْنَ يَدَيْ الْعُلَمَاءِ) وَالْعُظَمَاءِ فَحَرَامٌ وَالْفَاعِلُ وَالرَّاضِي بِهِ آثِمَانِ لِأَنَّهُ يُشْبِهُ عِبَادَةَ الْوَثَنِ وَهَلْ يَكْفُرَانِ: عَلَى وَجْهِ الْعِبَادَةِ وَالتَّعْظِيمِ كُفْرٌ وَإِنْ عَلَى وَجْهِ التَّحِيَّةِ لَا وَصَارَ آثِمًا مُرْتَكِبًا لِلْكَبِيرَةِ. (۱)

وكذا في شرح الفقه الأكبر:

ومن سجد للسلطان بنية العبادة أو لم تحضره فقد كفر. وفي الخلاصة ومن سجد لهم إن أراد به التعظيم كتعظيم الله سبحانه كفر، وإن أراد به التحية اختار بعض العلماء أنه لا يكفر. (۲)

سنت کو معمولی سمجھنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر کھانے، پینے، چلنے اور لباس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وضع قطع اختیار کرنے کو معمولی سمجھتا ہو تو کیا ایسا شخص مسلمان ہو سکتا ہے؟ نیز اگر ان سنتوں کو سستی اور غفلت کی وجہ سے ترک کرتا ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: واضح رہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی ادنی سے ادنی سنت کو حقارت کی وجہ سے معمولی سمجھنا اور اس کا مذاق اڑانا کفر ہے۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر واقعی یہ شخص حقارت کے طور پر سنتوں کو معمولی سمجھ کر ترک کرتا ہو تو اس عمل کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہے، البتہ اگر سستی اور غفلت کی وجہ سے ترک کرتا ہو، تو پھر کافر تو نہیں ہو گا لیکن ایسا کرنا مسلمان کی شان نہیں ہے۔

كما في الشامية:

كَفَرَ الْحَنَفِيَّةُ بِأَلْفَاظٍ كَثِيرَةٍ، وَأَفْعَالٍ تَصْدُرُ مِنْ الْمُنْتَهِكِينَ لِدَلَالَتِهَا عَلَى الِاسْتِخْفَافِ بِالدِّينِ كَالصَّلَاةِ بِلَا وُضُوءٍ عَمْدًا بَلْ بِالْمُوَاظَبَةِ عَلَى تَرْكِ سُنَّةٍ اسْتِخْفَافًا بِهَا بِسَبَبِ أَنَّهُ فَعَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زِيَادَةً أَوْ اسْتِقْبَاحُهَا كَمَنْ اسْتَقْبَحَ مِنْ آخَرَ جَعْلَ بَعْضِ الْعِمَامَةِ تَحْتَ حَلْقِهِ أَوْ إحْفَاءَ شَارِبِهِ. (۳)

---

(۱) كتاب الحظر والإباحة، باب: الاستبراء، ٦/ ٣٨٣، ط: سعيد.

(۲) فصل في الكفر صريحا وكناية، ص١٩٣، ط: قديمي.

(۳) كتاب الجهاد، باب المرتد: ٤/٢٢٢، سعيد.

وکذا في الهندية:

رجل قال لغيره: كلما كان يأكل رسول الله صلى الله عليه وسلم يلحس أصابعه الثلاث، فقال ذلك الرجل: *ابن بی ادبی است* فهذا كفر، إذا قال: *چه نغز رسمی است دہقان راکه طعام خورند ودست نشویند*، قال إن كان تهاونا بالسنة يكفر. (۱)

وكذا في البحر الرائق:

وَفِي الْمُسَايَرَةِ وَلِاعْتِبَارِ التَّعْظِيمِ الْمُنَافِي لِلِاسْتِخْفَافِ كَفَّرَ الْحَنَفِيَّةُ بِأَلْفَاظٍ كَثِيرَةٍ وَأَفْعَالٍ تَصْدُرُ مِنْ الْمُتَهَتِّكِينَ لِدَلَالَتِهَا عَلَى الِاسْتِخْفَافِ بِالدِّينِ كَالصَّلَاةِ بِلَا وُضُوءٍ عَمْدًا بَلْ بِالْمُوَاظَبَةِ عَلَى تَرْكِ سُنَّةٍ اسْتِخْفَافًا بِهَا بِسَبَبِ أَنَّهُ إنَّمَا فَعَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (۲)

وكذا في مجمع الأنهر:

وَلَوْ قِيلَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ كَذَا مَثَلًا الْقَرْعُ فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا لَا أُحِبُّهُ كَفَرَ وَقِيلَ إنْ كَانَ عَلَى وَجْهِ الْإِهَانَةِ وَإِلَّا لَا. (۳)

وكذا في فتاوى قاضيخان: (٤)

وكذا في البزازية: (٥)

وكذا في شرح فقه الأكبر: (٦)

وكذا في أحسن الفتاوى: (٧)

وكذا في فتاوى بينات: (٨)

---

(۱) كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ۲/ ۲٦٥، ط: رشيدية.

(۲) كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ٥/ ۲۰۲، ط: رشيدية.

(۳) ثم إن ألفاظ الكفر أنواع: ۲/ ٥۰٦، ط: الحبيبة.

(٤) باب ما يكون كفرا من المسلم ما لا يكون: ٤/ ٤٦٨، ط: أشرفية.

(٥) كتاب ألفاظ تكون إسلاما أو كفرا أو خطأ، الثالث في الأنبياء: ۲/ ٤٤٨، ٤٤٩، ط: قديمي.

(٦) استحلال المعصية لو صغيرة كفرة: ۱٥۲، ط: قديمي.

(٧) كتاب العقائد: ۱/ ٤۲، ط: سعيد.

(٨) كتاب العقائد: ۱/ ۳۸۸، ط: بينات.

اسراء اور معراج کے منکر کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ منکر معراج اور اسراء کا کیا حکم ہے؟

جواب: معراج کے سفر کے دو حصے ہیں، سفر کا ایک حصہ مکہ مکرمہ سے لے کر بیت المقدس تک اور سفر کا دوسرا حصہ بیت المقدس سے آسمانوں کی طرف، سفر کا پہلا حصہ جو مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک کا ہے اس کو اسراء کہتے ہیں اس کا منکر کافر ہے، کیونکہ یہ قرآن کریم کی آیت سے صراحتاً ثابت ہے اور سفر کا دوسرا حصہ جو بیت المقدس سے آسمانوں کی طرف ہے اس کا منکر کافر نہیں بلکہ مبتدع اور گنہگار ہے، سفر کے اس دوسرے حصے کو معراج کہتے ہیں۔

كذا في صحيح مسلم:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُتِيتُ بِالْبُرَاقِ، وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ، وَدُونَ الْبَغْلِ، يَضَعُ حَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهَى طَرْفِهِ، قَالَ: فَرَكِبْتُهُ حَتَّى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ، قَالَ: فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِي يَرْبِطُ بِهِ الْأَنْبِيَاءُ، قَالَ: ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَصَلَّيْتُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ، وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ، فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ، فَقَالَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ، ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ... إلى أخر الحديث. [١]

وكذا في شرح الفقه الأكبر:

من أنكر المعراج ينظر إن أنكر الإسراء من مكة إلى بيت المقدس فهو كافر ولو أنكر المعراج من بيت المقدس لا يكفر. [٢]

وكذا في روح المعاني:

الإسراء إلى بيت المقدس قطعي ثبت بالكتاب فمن أنكره فهو كافر والمعراج ليس كذلك فمن أنكره فليس بكافر بل مبتدع. [٣]

رقص وسرور اور گانے بجانے کو حلال سمجھنے والے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص رقص سرور اور گانے بجانے کو حلال اور جائز سمجھتا ہے شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

---

[١] كتاب الإيمان، باب: الإسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم إلى السماوات وفرض الصلوات، ١/ ٩١، ط: قديمي.

[٢] المعراج حق، ١١١، ط: قديمي.

[٣] الإسراء:١، ١٥/ ١٩، ط: دار إحياء التراث العربي.

جواب: ناچ گانا شرعاً ناجائز اور حرام ہے صرف گانا سننے یا رقص کرنے سے ایک مسلمان دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا البتہ جو شخص کسی حرام قطعی کو حلال سمجھ کر کرے اور اس کو حرام نہ سمجھے تو موجب کفر ہے، لہٰذا جو شخص رقص و سرور اور گانے بجانے کو اس کی حرمت کا علم ہونے کے باوجود حلال اور جائز سمجھتا ہے تو وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہوگا۔

كما في سنن ابن ماجه:

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ، يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا، يُعْزَفُ عَلَى رُءُوسِهِمْ بِالْمَعَازِفِ، وَالْمُغَنِّيَاتِ، يَخْسِفُ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ، وَيَجْعَلُ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ. (١)

وكذا في الدر المختار:

ومن يستحل الرقص قالوا بكفره ولا سيما بالدف يلهو ويزمر (٢)

وكذا في البحر الرائق:

وَالْأَصْلُ أَنَّ مَنْ اعْتَقَدَ الْحَرَامَ حَلَالًا فَإِنْ كَانَ حَرَامًا لِغَيْرِهِ كَمَالِ الْغَيْرِ لَا يَكْفُرُ. وَإِنْ كَانَ لِعَيْنِهِ فَإِنْ كَانَ دَلِيلُهُ قَطْعِيًّا كَفَرَ وَإِلَّا فَلَا. (٣)

وكذا في الهندية:

مَنْ اعْتَقَدَ الْحَرَامَ حَلَالًا، أَوْ عَلَى الْقَلْبِ يَكْفُرُ.

وكذا في فتاوى بينات: (٤)

وكذا في البزازية على هامش الهندية:

إن مستحل هذا الرقص كافر ولما علم أن حرمته بالإجماع لزم أن يكفر مستحله. (٥)

وكذا في الفتاوى الحقانية: (٦)

==================

(١) كتاب الفتن، باب العقوبات، ١/ ٢٩٠، ط: الخليل.

(٢) باب المرتد، مطلب في مستحل الرقص، ٤/ ٢٥٩، ط: سعيد.

(٣) كتاب السير باب الأحكام المرتدين، ٥/ ٢٠٦، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الحظر والإباحة، ٤/ ٤٣٤، ط: بينات.

(٥) كتاب الشروط: الفصل عشرون في الوصية، ٦/ ٣٤٩، ط: رشيدية.

(٦) كتاب العقائد والإيمانيات، ١/ ١٩٤، ط: حقانية.

قسم کی تاکید کے لئے کفریہ کلمات کہنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے کہا کہ اگر میں یہ کام کروں تو میں یہودی ہوں گا مجھے اللہ جہنم میں ڈال دے، اس کے بعد وہ کام کر لیا تو کیا وہ آدمی کافر ہوگا یا نہیں؟ اور اس پر کفارہ ہوگا یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر مذکورہ الفاظ محض قسم کی تاکید کے لئے کہے ہوں تو پھر قسم توڑنے کی صورت میں اس شخص پر کفارہ لازم آئے گا اور گنہگار ہوگا، کافر نہیں ہوگا، اور اگر قسم کھاتے وقت کافر اور یہودی ہونے کی نیت ہو تو پھر ایسا شخص قسم ٹوٹنے کی صورت میں کافر ہو جائے گا۔

کما في الخانية:

كذا قال هو يهودي ونصراني وقال بعضهم لا يكفر ولا يلزمه الكفارة لأنها غموس وإن حلف بهذه الألفاظ على أمر في المستقبل ثم فعل ذلك قال بعضهم لا يكفر ويلزمه الكفارة والصحيح ما قاله بعض المشائخ أنه ينظر إن كان في اعتقاد الحالف أنه لو حلف بذلك على أمر في الماضي يصير كافرا في الحال فيصير كافرا... وإن لم يكن في اعتقاده ذلك لا يكفر سواء كانت اليمين على أمر في المستقبل. [۱]

وكذا في الشامية:

لَوْ قَالَ هُوَ يَهُودِيٌّ هُوَ نَصْرَانِيٌّ إنْ فَعَلَ كَذَا يَمِينٌ وَاحِدَةٌ. [۲]

وكذا في الخلاصة:

وقوله هو يهودي إن فعل كذا وحنث لزمته الكفارة وهل يكفر، اختلف المشائخ قال الشيخ الإمام شمس الأئمة إن اعتقده يمينا يكون يمينا وإن اعتقده كفرا يكون كفرا. [۳]

وكذا في التتارخانية: [٤]

غیبت کو حلال سمجھنا کفر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وعلماء شرع متین اس شخص کے بارے میں کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ غیبت حلال ہے تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

---

[۱] كتاب الإيمان، ۲/ ۲۸۷، ط: اشرفيه.

[۲] كتاب الأيمان، مطلب تعدد الكفارة لتعدد اليمين، ۳/ ۷۱٤، ط: سعيد.

[۳] كتاب الإيمان، الفصل الثاني، الجنس الأول، ۲/ ۱۲۷، ط: رشيدية.

[٤] كتاب الإيمان، الفصل الثاني في ألفاظ اليمين، نوع آخر، ٤/ ۲۹٥، ط: قديمي.

جواب: غیبت کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے لہٰذا اگر کوئی شخص یہ جاننے کے باوجود کہ یہ حرمت قرآن کریم کی آیت سے ثابت ہے، پھر بھی اس کی حرمت کا قائل نہ ہو اور حلال سمجھے تو وہ شخص کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

كما قال الله تبارك وتعالى:

وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ. [١]

وكذا في سنن الترمذي:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا الغِيبَةُ؟ قَالَ: «ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ» ، قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ؟ قَالَ: «إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهَتَّهُ. [٢]

وكذا في الشامية:

اعْلَمْ أَنَّ الْغِيبَةَ حَرَامٌ بِنَصِّ الْكِتَابِ الْعَزِيزِ وَشَبَّهَ الْمُغْتَابَ بِآكِلِ لَحْمِ أَخِيهِ مَيْتًا إِذْ هُوَ أَقْبَحُ مِنَ الْأَجْنَبِيِّ وَمِنَ الْحَيِّ... وَفِي تَنْبِيهِ الْغَافِلِينَ لِلْفَقِيهِ أَبِي اللَّيْثِ: الْغِيبَةُ عَلَى أَرْبَعَةِ أَوْجُهٍ: فِي وَجْهٍ هِيَ كُفْرٌ بِأَنْ قِيلَ لَهُ لَا تَغْتَبْ فَيَقُولُ: لَيْسَ هَذَا غِيبَةً، لِأَنِّي صَادِقٌ فِيهِ فَقَدْ اسْتَحَلَّ مَا حُرِّمَ بِالْأَدِلَّةِ الْقَطْعِيَّةِ. [٣]

وكذا في الهندية:

مَنِ اعْتَقَدَ الْحَرَامَ حَلَالًا، أَوْ عَلَى الْقَلْبِ يَكْفُرُ. [٤]

وكذا في الخانية:

من استحل حراما قد علم حرمته في دين النبي صلى الله عليه وسلم..... فهو كافر. [٥]

وكذا في مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر. [٦]

وكذا في البزازية: [٧]

==================

[١] الحجرات: ١٢.

[٢] أبواب البر والصلة عن رسول الله، ٢/ ١٥، ط: سعيد.

[٣] كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ٦/ ٤٠٨ - ٤٠٩، ط: سعيد.

[٤] كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ٢/ ٢٩٢، ط: قديمي.

[٥] كتاب أحكام المرتدين، فصل في رد الأوامر الشرعية، ٥/ ٣٣٢، ط: قديمي.

[٦] كتاب السير والجهاد، باب ثم أن ألفاظ الكفر، ٢/ ٥١١، ط: الحبيبية.

[٧] كتاب ألفاظ تكون إسلاما أو كفرا أو خطأ، الأول في المقدمة، ٢/ ٤٤٢، ط: قديمي.

کسی مسلمان کو کافر کہنا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسلمان کو کافر کہنے والے کا شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کسی شخص کو اس کے اسلامی عقائد ونظریات کی وجہ سے کافر کہا جائے تو کہنے والا کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے اسلامی عقائد کو کفر کہا ہے اور اگر ایسی نیت نہ ہو محض سب وشتم کے طور پر کافر کہہ دے تو یہ گناہ ہے جس پر استغفار لازم ہے۔

کما في صحيح مسلم:

سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرُ، فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا، إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ، وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ. (۱)

وكذا في الهندية:

وَلَوْ قَالَ لِمُسْلِمٍ أَجْنَبِيٍّ: يَا كَافِرُ، أَوْ لِأَجْنَبِيَّةٍ يَا كَافِرَةُ، وَلَمْ يَقُلْ الْمُخَاطَبُ شَيْئًا، أَوْ قَالَ لِامْرَأَتِهِ يَا كَافِرَةُ، وَلَمْ تَقُلْ الْمَرْأَةُ شَيْئًا... كَانَ الْفَقِيهُ أَبُو بَكْرٍ الْأَعْمَشُ الْبَلْخِيّ يَقُولُ يَكْفُرُ هَذَا الْقَائِلُ وَقَالَ غَيْرُهُ مِنْ مَشَايِخِ بَلْخٍ رَحِمَهُمْ اللَّهُ تَعَالَى لَا يَكْفُرُ وَالْمُخْتَارُ لِلْفَتْوَى فِي جِنْسِ هَذِهِ الْمَسَائِلِ أَنَّ الْقَائِلَ بِمِثْلِ هَذِهِ الْمَقَالَاتِ إنْ كَانَ أَرَادَ الشَّتْمَ وَلَا يَعْتَقِدُهُ كَافِرًا لَا يَكْفُرُ، وَإِنْ كَانَ يَعْتَقِدُهُ كَافِرًا فَخَاطَبَهُ بِهَذَا بِنَاءً عَلَى اعْتِقَادِهِ أَنَّهُ كَافِرٌ يَكْفُرُ. (۲)

وكذا في الشامية:

(وَعُزِّرَ) الشَّاتِمُ (بِيَا كَافِرُ) وَهَلْ يَكْفُرُ إنْ اعْتَقَدَ الْمُسْلِمَ كَافِرًا؟ نَعَمْ... أَيْ يَكْفُرُ إنْ اعْتَقَدَهُ كَافِرًا لَا بِسَبَبٍ مُكَفِّرٍ. قَالَ فِي النَّهْرِ: وَفِي الذَّخِيرَةِ الْمُخْتَارُ لِلْفَتْوَى أَنَّهُ إنْ أَرَادَ الشَّتْمَ وَلَا يَعْتَقِدُهُ كُفْرًا لَا يَكْفُرُ وَإِنْ اعْتَقَدَهُ كُفْرًا فَخَاطَبَهُ بِهَذَا بِنَاءً عَلَى اعْتِقَادِهِ أَنَّهُ كَافِرٌ يَكْفُرُ؛ لِأَنَّهُ لَمَّا اعْتَقَدَ الْمُسْلِمَ كَافِرًا فَقَدْ اعْتَقَدَ دِينَ الْإِسْلَامِ كُفْرًا. (۳)

وكذا في التتارخانية: (٤)

وكذا في الجوهرة النيرة: (٥)

---

(۱) كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم يا كافر، ۱/ ۵۷، ط: قديمي.

(۲) كتاب السير باب في أحكام المرتدين، ۲/ ۲۹۷، ط: قديمي.

(۳) كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في الجرح والمجرد، ٤/ ٦٩، ط: سعيد.

(٤) كتاب المرتدين، فصل في الرجل يا كافر، ٥/ ٣٤٨، ٣٤٩، ط: قديمي.

(٥) كتاب ألفاظ تكون إسلاما أو كفرا أو خطأ، ۲/ ٤٥۱، ط: قديمي.

وكذا في البحر: [١]

وكذا في حاشية الطحطاوي: [٢]

وكذا في الفقه الأكبر: [٣]

بغیر وضو کے جان بوجھ کر نماز پڑھنا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص بغیر وضو کے جان بوجھ کر نماز پڑھے تو شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص عمداً دین کا مزاق اڑاتے ہوئے بغیر وضو کے نماز پڑھے، یا نماز کو معمولی اور غیر اہم کام سمجھ کر ایسا کرے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا، اور اگر دین کا مزاق اڑانا مقصود نہ ہو اور نہ ہی نماز کا استخفاف مقصود ہو بلکہ کسی مجبوری کے تحت مصلیوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرکے بے وضو نماز پڑھے تو ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج نہ ہوگا البتہ سخت گناہ کا مرتکب ہوگا۔

كما في البحر الرائق:

وَبِصَلَاتِهِ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ مُتَعَمِّدًا أَوْ فِي ثَوْبٍ نَجِسٍ أَوْ بِغَيْرِ وُضُوءٍ عَمْدًا وَالْمَأْخُوذُ بِهِ الْكُفْرُ فِي الْأَخِيرَةِ فَقَطْ. [٤]

وكذا في التاتارخانية:

وقال القاضي الإمام علي السغدي: لو صلى إلى غير القبلة متعمدا أو مع الثوب النجس متعمدًا لا يكفر ولو صلى بغير وضوء متعمدا يكفر، وقال الصدر الشهيد (رحمه الله) وبه نأخذ. [٥]

وكذا في العالمگيرية:

وَلَوْ صَلَّى بِغَيْرِ وُضُوءٍ مُتَعَمِّدًا يَكْفُرُ..... وَلَوْ ابْتُلِيَ إِنْسَانٌ بِذَلِكَ لِضَرُورَةٍ بِأَنْ كَانَ يُصَلِّي مَعَ قَوْمٍ، فَأَحْدَثَ، وَاسْتَحْيَا أَنْ يَظْهَرَ وَكَتَمَ ذَلِكَ وَصَلَّى هَكَذَا، أَوْ كَانَ بِقُرْبٍ مِنْ الْعَدُوِّ فَقَامَ وَصَلَّى، وَهُوَ غَيْرُ طَاهِرٍ. قَالَ بَعْضُ مَشَايِخِنَا رَحِمَهُمْ اللَّهُ تَعَالَى لَا يَصِيرُ كَافِرًا؛ لِأَنَّهُ غَيْرُ مُسْتَهْزِئٍ. [٦]

---

[١] كتاب السير باب المرتدين، ٥/ ٢٠٧، ط: رشيدية.

[٢] كتاب الحدود، باب التعزير، ٢/ ٤١٣، ط: رشيدية.

[٣] فصل في الكفر صريحا وكناية، ١/ ١٨١، ط: قديمي.

[٤] كتاب السير باب أحكام المرتدين، ٥/ ٢٠٦، ط: رشيدية.

[٥] كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالصلاة والزكاة والصوم، ٥/ ٣٣٧، ط: قديمي.

[٦] باب أحكام المرتدين، (ومنها) ما يتعلق بالصلوة والصوم والزكوة، ٢/ ٢٦٨، ٢٦٩، ط: رشيدية.

وكذا في قاضيخان:

ولو صلى بغير طهارة عمدا قال الصدر الشهيد حسام الأئمة يكون كفرا. (۱)

وكذا في البزازية:

ولو صلى إلى غير القبلة متعمدا فوافق الكعبة كفر..... وكذا إذا صلى بالثوب النجس متعمدا. وكذا إذا صلى بلا طهارة وقال ركن الإسلام السغدي في الصلاة لا إلى القبلة وفي الثوب النجس، لا يكفر وفي الصلاة بلا طهارة يكفر، الصلاة بلا طهارة ليست بصلاة؛ لعدم الشرط فلا يكفر، أجيب بأنه استخفاف. (۲)

وكذا في الشامية:

وَفِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ لَا يَكُونُ كُفْرًا، وَإِنَّمَا اخْتَلَفُوا إذَا صَلَّى لَا عَلَى وَجْهِ الِاسْتِخْفَافِ بِالدِّينِ، فَإِنْ كَانَ عَلَى وَجْهِ الِاسْتِخْفَافِ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ كُفْرًا عِنْدَ الْكُلِّ. (۳)

وفي شرح لملا علي قاري على الفقه الأكبر:

ومن صلى مع الإمام بجماعة بغير طهارة عمدا كفر، وفيه أن قيد الجماعة مع الإمام لا يظهر وجهه. (٤)

تحریف قرآن کے قائل کا شرعی حکم

سوال: جو شخص تحریف قرآن کا قائل ہو اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: جو شخص تحریف قرآن کا قائل ہو وہ بلاشک وشبہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

كما في قوله تعالى:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ. (۵)

وكذا في روح المعاني:

وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ أي من كل ما يقدح فيه كالتحريف والزيادة والنقصان وغير ذلك حتى إن الشيخ المهيب لو غير نقطة يرد عليه الصبيان ويقول له من كان: الصواب كذا. (٦)

---

(۱) كتاب السير، باب ما يكون كفرا من المسلم وما لا يكون، ٤/ ٤٦٦، ط: اشرفيه.

(۲) كتاب ألفاظ تكون إسلاما أو كفرا أو خطأ، التاسع فيما يقال في القرآن والأذكار والصلاة، ۲/ ٤٦٠، ط: قديمي.

(۳) كتاب الطهارة، ۱/ ۱۹۱، ط: رشيدية.

(٤) فصل في القراءة والصلاة، ۱۷۲، ط: قديمي.

(۵) الحجر: ۹.

(٦) الحجر، الآية ۹، ١٤/ ۳۹٤، ط: دار إحياء التراث العربي.

وكذا في التفسير الكبير:

المسألة الثَّانِيَةُ: الضَّمِيرُ فِي قَوْلِهِ: لَهُ لَحَافِظُونَ إِلَى مَاذَا يَعُودُ؟ فِيهِ قَوْلَانِ: الْقَوْلُ الْأَوَّلُ: أَنَّهُ عَائِدٌ إِلَى الذِّكْرِ يَعْنِي: وَإِنَّا نَحْفَظُ ذَلِكَ الذِّكْرَ مِنَ التَّحْرِيفِ وَالزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ. (۱)

وكذا في الكشاف: (۲)

وكذا في الهندية:

إِذَا أَنْكَرَ الرَّجُلُ آيَةً مِنَ الْقُرْآنِ، أَوْ تَسَخَّرَ بِآيَةٍ مِنْ الْقُرْآنِ وَفِي الْخِزَانَةِ، أَوْ عَابَ كَفَرَ كَذَا فِي التَّتَارْخَانِيَّة. (۳)

وكذا في مجمع الأنهر:

إِذَا أَنْكَرَ آيَةً مِنْ الْقُرْآنِ وَاسْتَخَفَّ بِالْقُرْآنِ أَوْ عَابَ شَيْئًا مِنْ الْقُرْآنِ..... أَوْ سَخِرَ بِآيَةٍ مِنْهُ كَفَرَ إِلَّا الْمُعَوِّذَتَيْنِ فَفِي إِنْكَارِهِمَا اخْتِلَافٌ وَالصَّحِيحُ كُفْرُهُ. (٤)

وكذا في شرح الفقه الأكبر:

من استخف بالقرآن أو بالمسجد أو بنحوه مما يعظم في الشرع كفر... أو أنكر آية من كتاب الله، أو عاب شيئا من القرآن، أو أنكر كون المعوذتين من القرآن غير مؤول كفر. (٥)

وكذا في التاتارخانية: (٦)

وكذا في فتاوی حقانية: (۷)

وكذا في فتاوی عثماني: (۸)

وكذا في فتاوی محمودية: (۹)

---

(۱) الحجر، الآية ۹. ۷/ ۱۲۳، ط: علوم إسلامية.

(۲) الحجر:۹، ۲/ ۵۳۵، ۵۳٦، ط: قديمي.

(۳) كتاب السير، الباب التاسع إلخ، ۲/ ۲٦٦، ۲٦۷، ط: رشيدية.

(٤) كتاب السير والجهاد، الثالث في القرآن والأذكار إلخ، ۲/ ۵۰۷، ط: الحبيبة.

(۵) فصل في القراءة والصلاة، /۱٦۷، ط: قديمي.

(٦) كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالقرآن، ۵/ ۳۳۳، ط: قديمي.

(۷) كتاب العقائد والإيمانيات: ۱/ ۲۳۲، ط: حقانية.

(۸) كتاب الإيمان والعقائد، ۱/ ۸۲- ۸۳، ط: معارف القرآن.

(۹) كتاب الإيمان والعقائد، باب الفرق، ما يتعلق بالروافض، مطلب في موجبات الكفر، ۲/ ٤۰- ٤۱، ط: ادارة الفاروق.

اپنے آپ کو یہودی یا نصرانی کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر میں نے تیرے ساتھ جماع کیا تو میں یہودی ہوں یا نصرانی ہوں یا مجوسی ہوں، اور بعد میں اس نے جماع کرلیا، آیا اس کی وجہ سے یہودی یا نصرانی وغیرہ بنے گا یا نہیں؟ براہ کرم قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

جواب: سوال میں مذکورہ الفاظ کہنے والے کا اگر اعتقاد یہ ہے کہ بیوی کے ساتھ جماع کرنے کی وجہ سے وہ کافر ہو جائے گا اور پھر اس اعتقاد کے ساتھ جماع کیا تو کافر ہو جائے گا، اور اگر یہ اعتقاد نہیں ہے تو پھر کافر نہیں ہوگا۔ بہر حال اپنا یہ عقیدہ نہ بنالے کہ کافر ہو گیا ہے، بلکہ سچا مؤمن پرہیزگار بننے کی کوشش جاری رکھے اور فضول باتوں سے بچنے کا خوب اہتمام کرے۔

کما في کنز الدقائق:

وَالْيَمِينُ بِاللَّهِ تَعَالَى وَالرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَعِزَّتِهِ وَجَلَالِهِ... وَإِنْ فَعَلَ كَذَا فَهُوَ كَافِرٌ. (۱)

وکذا في ملتقى الأبحر:

وَكَذَا قَوْله إِن فعل كَذَا فَهُوَ كَافِر أَو يَهُودِيّ أَو نَصْرَانِيّ أَو بريء من الله وَلَا يصير كَافِرًا بِالْحِنْثِ فِيهَا سَوَاء علقه بماض أَو مُسْتَقْبل إِن كَانَ يعلم إِنَّه يَمِين وَإِن كَانَ عِنْده أَنه يكفر يصير بِهِ كَافِرًا. (۲)

وکذا في بدائع الصنائع:

وَلَوْ قَالَ إِنْ فَعَلَ كَذَا فَهُوَ يَهُودِيٌّ أَوْ نَصْرَانِيٌّ أَوْ مَجُوسِيٌّ أَوْ بَرِيءٌ عَنْ الْإِسْلَامِ أَوْ كَافِرٌ أَوْ يَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْ يَعْبُدُ الصَّلِيبَ أَوْ نَحْوُ ذَلِكَ مِمَّا يَكُونُ اعْتِقَادُهُ كُفْرًا فَهُوَ يَمِينٌ اسْتِحْسَانًا وَالْقِيَاسُ أَنَّهُ لَا يَكُونُ يَمِينًا وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ... وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُقَاتِلٍ الرَّازِيِّ أَنَّهُ يَكْفُرُ لِأَنَّهُ عَلَّقَ الْكُفْرَ بِشَيْءٍ يُعْلَمُ أَنَّهُ مَوْجُودٌ فَصَارَ كَأَنَّهُ قَالَ هُوَ كَافِرٌ بِاللَّهِ وَكَتَبَ نَصْرُ بْنُ يَحْيَى إِلَى ابْنِ شُجَاعٍ يَسْأَلُهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ لَا يَكْفُرُ وَهَكَذَا رُوِيَ عَنْ أَبِي يُوسُفَ أَنَّهُ لَا يَكْفُرُ وَهُوَ الصَّحِيحُ لِأَنَّهُ مَا قَصَدَ بِهِ الْكُفْرَ وَلَا اعْتَقَدَهُ وَإِنَّمَا قَصَدَ بِهِ تَرْوِيجَ كَلَامِهِ وَتَصْدِيقَهُ فِيهِ. (۳)

وکذا في مجمع الأنهر:

(فَهُوَ كَافِرٌ أَوْ يَهُودِيٌّ أَوْ نَصْرَانِيٌّ) أَوْ مَجُوسِيٌّ أَوْ غَيْرُهَا (أَوْ بَرِيءٌ مِنْ اللَّهِ) أَوْ مِنْ الرُّسُلِ أَوْ مِنْ الْإِسْلَامِ أَوْ

==================

(۱) کتاب الإیمان، ص۱۶۴، ۱۶۵، ط: قدیمي.

(۲) کتاب الإیمان، فصل، ۲/ ۲۷۲، ط: الحبیبیة.

(۳) کتاب الإیمان، باب ما یکون یمینا وما لا یکون، ۳/ ۱۶، ط: رشیدیة.

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ مِنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ أَوْ مِنَ الصَّلَاةِ أَوْ مِنَ الْقِبْلَةِ أَوْ مِنْ صَوْمِ رَمَضَانَ أَوْ مِنْ غَيْرِهَا مِمَّا إِذَا أَنْكَرَهُ صَارَ كَافِرًا يَمِينٌ يَسْتَوْجِبُ الْكَفَّارَةَ إِذَا حَنِثَ إِنْ كَانَ فِي الْمُسْتَقْبَلِ... وَلَا يَكْفُرُ. وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ يَكْفُرُ؛ لِأَنَّهُ عَلَّقَ الْكُفْرَ بِمَا هُوَ مَوْجُودٌ وَالتَّعْلِيقُ بِأَمْرٍ كَائِنٍ تَنْجِيزٌ فَكَأَنَّهُ قَالَ هُوَ كَافِرٌ وَالْأَصَحُّ أَنَّ الْحَالِفَ لَمْ يَكْفُرْ كَمَا فِي أَكْثَرِ الْكُتُبِ. (١)

وكذا في خلاصة الفتاوى:

وفي قوله: (هو يهودي إن فعل كذا) وحنث، لزمته الكفارة، وهل يكفر؟ اختلف المشائخ رحمهم الله فيه، قال الشيخ الإمام شمس الأئمة: إن اعتقده يمينا، يكون يمينا وإن اعتقده كفرا، يكون كفرا. (٢)

وكذا في السراجية:

قال إن فعلت كذا فاشهدوا عليّ بالنصرانية، أو قال: إن فعلت كذا فأنا بريء من المصحف، ولو قال: أنا بريء من القبلة إن فعلت كذا، فيه اختلاف الأقاويل. (٣)

وكذا في الفتاوى التاتار خانية:

ولو قال: إن قربتك فأنا بريء من الإسلام أو يهودي أو نصراني فهو يمين. (٤)

وكذا في الهندية:

وَلَوْ قَالَ: إِنْ فَعَلَ كَذَا فَهُوَ يَهُودِيٌّ، أَوْ نَصْرَانِيٌّ، أَوْ مَجُوسِيٌّ، أَوْ بَرِيءٌ مِنَ الْإِسْلَامِ، أَوْ كَافِرٌ، أَوْ يَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللهِ، أَوْ يَعْبُدُ الصَّلِيبَ، أَوْ نَحْوُ ذَلِكَ مِمَّا يَكُونُ اعْتِقَادُهُ كُفْرًا فَهُوَ يَمِينٌ اسْتِحْسَانًا... حَتَّى لَوْ فَعَلَ ذَلِكَ الْفِعْلَ يَلْزَمُهُ الْكَفَّارَةُ، وَهَلْ يَصِيرُ كَافِرًا اخْتَلَفَ الْمَشَايِخُ فِيهِ قَالَ: شَمْسُ الْأَئِمَّةِ السَّرَخْسِيُّ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى: وَالْمُخْتَارُ لِلْفَتْوَى أَنَّهُ إِنْ كَانَ عِنْدَهُ أَنَّهُ يَكْفُرُ مَتَى أَتَى بِهَذَا الشَّرْطِ: وَمَعَ هَذَا أَتَى يَصِيرُ كَافِرًا لِرِضَاهُ بِالْكُفْرِ، وَكَفَّارَتُهُ أَنْ يَقُولَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ، وَإِنْ كَانَ عِنْدَهُ أَنَّهُ إِذَا أَتَى بِهَذَا الشَّرْطِ لَا يَصِيرُ كَافِرًا لَا يَكْفُرُ. (٥)

وكذا في الدر المختار:

وَالْقَسَمُ أَيْضًا بِقَوْلِهِ (إِنْ فَعَلَ كَذَا فَهُوَ) يَهُودِيٌّ أَوْ نَصْرَانِيٌّ أَوْ فَاشْهَدُوا عَلَيَّ بِالنَّصْرَانِيَّةِ أَوْ شَرِيكٌ لِلْكُفَّارِ

==================

(١) كتاب الإيمان، فصل، ٢/ ٢٧٢، ط: الحبيبية.

(٢) كتاب الإيمان، الفصل الثاني فيما يكون يمينا وفيما لا يكون يمينا، ٢/ ١٢٧، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الإيمان، باب ما يكون يمينا وما لا يكون، ٢/ ٣١٦، ط: حافظ.

(٤) كتاب الطلاق، باب الإيلاء، ٤/ ١٨، ط: قديمي.

(٥) كتاب الإيمان، الباب الثاني فيما يكون يمينا وما لا يكون يمينا، ٢/ ٥٤، ط: رشيدية.

أَوْ (كَافِرٌ) فَيُكَفَّرُ بِحِنْثِهِ لَوْ فِي الْمُسْتَقْبَلِ... وَاخْتُلِفَ فِي كُفْرِهِ، وَالأَصَحُّ أَنَّ الْحَالِفَ لَمْ يَكْفُرْ، سَوَاءٌ عَلَّقَهُ بِمَاضٍ أَوْ آتٍ إِنْ كَانَ عِنْدَهُ فِي اعْتِقَادِهِ أَنَّهُ يَمِينٌ وَإِنْ كَانَ جَاهِلًا. وَعِنْدَهُ أَنَّهُ يَكْفُرُ فِي الْحَلِفِ بِالْغَمُوسِ وَبِمُبَاشَرَةِ الشَّرْطِ فِي الْمُسْتَقْبَلِ يَكْفُرُ فِيهِمَا لِرِضَاهُ بِالْكُفْرِ. (١)

قرآن کریم کی بے ادبی کرنے والے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ قرآن مجید کے اوراق پھاڑنے اور بے حرمتی سے زمین پر گرانے والے شخص کا شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: قرآن مجید کے اوراق کو استخفافاً پھاڑنا اور بے حرمتی سے زمین پر گرانا یہ سب امور موجب کفر ہیں، ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

كما في رد المحتار:

أَوْ وَضَعَ مُصْحَفًا فِي قَاذُورَةٍ فَإِنَّهُ يَكْفُرُ، وَإِنْ كَانَ مُصَدِّقًا لِأَنَّ ذَلِكَ فِي حُكْمِ التَّكْذِيبِ، كَمَا أَفَادَهُ فِي شَرْحِ الْعَقَائِدِ، وَأَشَارَ إِلَى ذَلِكَ بِقَوْلِهِ لِلاسْتِخْفَافِ، فَإِنَّ فِعْلَ ذَلِكَ اسْتِخْفَافٌ وَاسْتِهَانَةٌ بِالدِّينِ فَهُوَ أَمَارَةُ عَدَمِ التَّصْدِيقِ. (٢)

وكذا في شرح الفقه الأكبر:

من استخف بالقرآن أو بالمسجد أو بنحوه مما يعظم في الشرع كفر. (٣)

وكذا في الفتاوى الهندية:

أنكر بآية من القرآن أو سخر بآية منه كفر. (٤)

وكذا في الفتاوى التاتارخانية:

إذا أنكر آية من القرآن أو سخر بآية من القرآن، وفي الخزانة أو عاب فقد كفر. (٥)

وهكذا في الفتاوى الحقانية: (٦)

====================

(١) كتاب الإيمان، مطلب تتعدد الكفارة لتعدد اليمين، ٣/ ٧١٧، ٧١٨، ط: سعيد.

(٢) كتاب الجهاد، باب المرتد، ٤/ ٢٢٢، ط: سعيد.

(٣) فصل في القراءة والصلاة، ١٦٧، ط: قديمي.

(٤) كتاب ألفاظ تكون إسلاما أو كفرا أو خطأ، الباب التاسع فيما يقال بالقرآن، ٦/ ٣٤٢، ط: رشيدية.

(٥) كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالقرآن، ٥/ ٣٣٣، ط: قديمي.

(٦) كتاب العقائد، ١/ ١٩٣، ط: حقانية.

باب فیما یتعلق بالقرآن والحدیث

قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد بھلادینے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد اسے بھلادیتا ہے توکیاایسا آدمی ہمیشہ کے لئے گناہ کامرتکب کہلائے گا؟

جواب: قرآن مجید حفظ کرنا بہت بڑی نعمت ہے، اور حفظ کرکے سستی اور غفلت کی وجہ سے بھول جاناانتہائی محرومی کی بات ہے، اور نعمت کی ناشکری ہے، اور نعمت کی ناشکری کرنے پر اللہ کی طرف سے عذاب شدید کااعلان ہے۔ لہٰذا جس شخص نے قرآن کریم حفظ کرکے بھلادیایہاں تک کہ دیکھ کر بھی نہ پڑھ سکتاہو، تواس نے بہت بڑے گناہ کاارتکاب کیاہے، احادیث میں اس پر سخت وعید مذکور ہے چنانچہ ایک حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے: آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا مجھ پر میری امت کی نیکیاں پیش کی گئیں حتی کہ ایک تنکے کااجر بھی پیش کیاگیاجس کو کسی نے مسجد سے باہر پھینک دیاتھااور مجھ پر میری امت کے گناہ بھی پیش کئے گئے، میں نے اس سے بڑاگناہ کوئی نہیں دیکھاکہ کسی آدمی کو قرآن پاک کی کوئی سورت یاآیت عطاکی گئی اوراس نے اسے بھلادیا۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے: کسی شخص نے قرآن مجید یاد کرکے بھلادیاہو تووہ شخص اللہ تعالی سے قیامت کے دن ایسی حالت میں ملےگاکہ وہ مرض جذام میں مبتلاہوگا۔

كذا في القرآن الكريم:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ. (١)

وكذا في جامع الترمذي:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عُرِضَتْ عَلَيَّ أُجُورُ أُمَّتِي حَتَّى القَذَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ المَسْجِدِ، وَعُرِضَتْ عَلَيَّ ذُنُوبُ أُمَّتِي، فَلَمْ أَرَ ذَنْبًا أَعْظَمَ مِنْ سُورَةٍ مِنَ القُرْآنِ أَوْ آيَةٍ أُوتِيهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا. (٢)

وكذا في بذل المجهود:

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنَ امْرِئٍ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، ثُمَّ يَنْسَاهُ، إِلَّا لَقِيَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَجْذَمَ. (٣)

---

(١) إبراهيم: ٧.

(٢) أبواب فضائل القرآن، باب من قرأ حرفا من القرآن ما له من الأجر، ٢/ ١١٩، ط: قديمي.

(٣) باب التشديد في من حفظ القرآن ثم نسيه، ٢/ ٣٤٥، ط: الشيخ.

وكذا في مرقاة المفاتيح:

عن سعد بن عبادة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من امرئ يقرأ القرآن ثم ينساه أي بالنظر عندنا وبالغيب عند الشافعي أو المعنى ثم يترك قراءته نسي أو ما نسي، إلا لقي الله يوم القيامة أجذم. (۱)

قرآن کریم اور دیگر دینی کتابوں کے بوسیدہ اوراق کی حفاظت کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ قرآن کریم اور دیگر دینی کتابوں کے بوسیدہ اوراق کی حفاظت کا کیا طریقہ ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

جواب: مصحف یعنی قرآن کے ناقابل انتفاع ہونے کی صورت میں اُسے کسی محفوظ جگہ پاک وصاف کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے یا اس کے اوراق کو جاری پاک پانی میں ڈال دیا جائے۔

كذا في الهندية:

الْمُصْحَفُ إذَا صَارَ خَلِقًا لَا يُقْرَأُ مِنْهُ وَيُخَافُ أَنْ يَضِيعَ يُجْعَلُ فِي خِرْقَةٍ طَاهِرَةٍ وَيُدْفَنُ، وَدَفْنُهُ أَوْلَى مِنْ وَضْعِهِ مَوْضِعًا يُخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ النَّجَاسَةُ أَوْ نَحْوُ ذَلِكَ وَيُلْحَدُ لَهُ؛ لِأَنَّهُ لَوْ شُقَّ وَدُفِنَ يَحْتَاجُ إلَى إهَالَةِ التُّرَابِ عَلَيْهِ، وَفِي ذَلِكَ نَوْعُ تَحْقِيرٍ إلَّا إذَا جُعِلَ فَوْقَهُ سَقْفٌ بِحَيْثُ لَا يَصِلُ التُّرَابُ إلَيْهِ فَهُوَ حَسَنٌ أَيْضًا، كَذَا فِي الْغَرَائِبِ. (۲)

وكذا في الدر المختار:

الْكُتُبُ الَّتِي لَا يُنْتَفَعُ بِهَا يُمْحَى عَنْهَا اسْمُ اللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَيُحْرَقُ الْبَاقِي وَلَا بَأْسَ بِأَنْ تُلْقَى فِي مَاءٍ جَارٍ كَمَا هِيَ أَوْ تُدْفَنَ وَهُوَ أَحْسَنُ كَمَا فِي الْأَنْبِيَاءِ. (۳)

وكذا في الشامية:

الْمُصْحَفُ إذَا صَارَ خَلِقًا وَتَعَذَّرَ الْقِرَاءَةُ مِنْهُ لَا يُحْرَقُ بِالنَّارِ إلَيْهِ أَشَارَ مُحَمَّدٌ وَبِهِ نَأْخُذُ، وَلَا يُكْرَهُ دَفْنُهُ، وَيَنْبَغِي أَنْ يُلَفَّ بِخِرْقَةٍ طَاهِرَةٍ، وَيُلْحَدَ لَهُ لِأَنَّهُ لَوْ شُقَّ وَدُفِنَ يَحْتَاجُ إلَى إهَالَةِ التُّرَابِ عَلَيْهِ، وَفِي ذَلِكَ نَوْعُ تَحْقِيرٍ إلَّا إذَا جُعِلَ فَوْقَهُ سَقْفٌ وَإِنْ شَاءَ غَسَلَهُ بِالْمَاءِ أَوْ وَضَعَهُ فِي مَوْضِعٍ طَاهِرٍ لَا تَصِلُ إلَيْهِ يَدُ مُحْدِثٍ وَلَا غُبَارٌ، وَلَا قَذَرٌ تَعْظِيمًا لِكَلَامِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ. (٤)

---

(۱) كتاب فضائل القرآن، باب: الفصل الثاني، ۷/ ۹، ط: امداديه.

(۲) كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف، ٥/ ٣٢٣، ط: رشيدية.

(۳) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ٦/ ٤٢٢، ط: سعيد.

(٤) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ٦/ ٤٢٢، ط: سعيد.

كذا في فتاوى عثماني: [1]

سورہ بقرہ کی آخری آیات مدنی ہیں اور ان کی شان

سوال: سورہ بقرہ کی آخری آیات مکی ہیں یا مدنی اور کس موقع پر نازل ہوئیں؟

جواب: جب قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی "وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللهُ" (کہ جو تمہارے دلوں میں ہے تم اس کو ظاہر کرو یا چھپاؤ ہر حال میں اللہ تعالی تم سے اس کا حساب لیں گے) تو صحابہ رضی اللہ عنہم یہ سن کر گھبرا اٹھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! اب تک تو ہم یہ سمجھتے تھے کہ ہم جو کام اپنے ارادہ اور اختیار سے کرتے ہیں اُن اعمال کا حساب ہوگا مگر اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو خیال بھی دل میں آئے اس پر حساب ہوگا (لہٰذا) اس میں تو عذاب سے نجات پانا سخت دشوار ہوگا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ تلقین فرمائی کہ اللہ تعالی کی طرف سے جو حکم آئے خواہ مشکل محسوس ہو یا آسان ایک مؤمن کا کام یہ ہے کہ اس کے ماننے میں ذرا تامل بھی نہ کرے بلکہ اللہ تعالی کے حکم کو سن کر یہ کہو "سمعنا وأطعنا غفرانك ربنا وإليك المصير" یعنی اے ہمارے پروردگار اگر حکم کی تعمیل میں ہم سے کوئی کوتاہی ہوئی ہو تو اس کو معاف فرمادے کیونکہ ہم سب نے آپ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ایسا ہی کیا اگرچہ ان کے ذہن میں یہ خیال کھٹک رہا تھا کہ بے اختیار دل میں آنے والے خیالات اور وساوس سے بچنا تو سخت دشوار ہے، اس پر اللہ تعالی نے سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں نازل فرمائیں۔ [2]

كما في روح المعاني:

عن أبي هريرة قال: «لما نزلت على رسول الله صلّى الله عليه وسلم ''وَإِنْ تُبْدُوا ما فِي أَنْفُسِكُمْ'' الآية، اشتد ذلك على أصحاب رسول الله صلّى الله عليه وسلم فأتوا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ثم جثوا على الركب فقالوا: يا رسول الله كلفنا من الأعمال ما نطيق الصلاة والصوم والجهاد والصدقة وقد أنزل الله تعالى عليك هذه الآية ولا نطيقها فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم أتريدون أن تقولوا كما قال أهل الكتابين من قبلكم: سمعنا وعصينا؟ بل قولوا سمعنا وأطعنا غفرانك ربنا وإليك المصير» فلما اقترأها القوم

[1] كتاب العلم، ١/ ١٩٤، ط: معارف القرآن.

[2] معارف القرآن: البقرة، ١/ ٦٩٤- ٦٩٥، ط: ادارة المعارف.

وزلت بها ألسنتهم أنزل الله تعالى في إثرها آمَنَ الرَّسُولُ[البقرة: ٢٨٤] إلخ. (١)

تفسیر بیان کرنے کی اہلیت

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ تفسیر کون بیان کر سکتا ہے؟ بیان فرما کر ممنون فرمائیں۔

جواب: قرآن کریم کی تفسیر بیان کرنے کے لئے پندرہ علوم پر مہارت ضروری ہے، ان پندرہ علوم پر عبور حاصل کئے بغیر تفسیر بیان کرنا جائز نہیں، چونکہ جید عالم ہی ان پندرہ علوم کو جانتا ہے اس لئے صرف عالم ہی قرآن کی تفسیر بیان کر سکتا ہے۔

کما في الفوز الكبير:

قال الإمام جلال الدين السيوطي رحمه الله تعالى: يَجُوزُ تَفْسِيرُهُ لِمَنْ كَانَ جَامِعًا لِلْعُلُومِ الَّتِي يَحْتَاجُ الْمُفَسِّرُ إِلَيْهَا وَهِيَ خَمْسَةَ عَشَرَ عِلْمًا: أَحَدُهَا: اللُّغَةُ، الثَّانِي: النَّحْوُ، الثَّالِثُ: التَّصْرِيفُ، الرَّابِعُ: الِاشْتِقَاقُ، الْخَامِسُ وَالسَّادِسُ وَالسَّابِعُ: الْمَعَانِي وَالْبَيَانُ وَالْبَدِيعُ، الثَّامِنُ: عِلْمُ القراءات، التَّاسِعُ: أُصُولُ الدِّينِ بِمَا فِي الْقُرْآنِ، الْعَاشِرُ: أُصُولُ الْفِقْهِ، الْحَادِي عَشَرَ: أَسْبَابُ النُّزُولِ وَالْقَصَصِ، الثَّانِي عَشَرَ: النَّاسِخُ وَالْمَنْسُوخُ، الثَّالِثَ عَشَرَ: الْفِقْهُ، الرَّابِعَ عَشَرَ: الْأَحَادِيثُ الْمُبَيِّنَةُ لِتَفْسِيرِ الْمُجْمَلِ وَالْمُبْهَمِ، الْخَامِسَ عَشَرَ: عِلْمُ الْمَوْهِبَةِ. (٢)

وكذا في التبيان في علوم القرآن: (٣)

وكذا في روح المعاني: (٤)

دوران تلاوت اذان شروع ہو جائے تو کیا کرے

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اذان کے دوران قرآن کریم کی تلاوت کرنا کیسا ہے؟

جواب: اذان کے وقت اگرچہ تلاوت کرنا ممنوع نہیں تاہم بہتر یہ ہے کہ اذان شروع ہوتے ہی تلاوت بند کر دی جائے اور اذان کا جواب دیا جائے۔

كذا في بدائع الصنائع:

وَلَا يَنْبَغِي أَنْ يَتَكَلَّمَ السَّامِعُ فِي حَالِ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ، وَلَا يَشْتَغِلَ بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ، وَلَا بِشَيْءٍ مِنْ الْأَعْ

====================

(١) ٣-٤/ ٨٧، البقرة:٢٨٤، ط: دار إحياء التراث العربي.

(٢) ص١٣.

(٣) ص١٥٥.

(٤) ١/ ٩، ط: دار إحياء التراث العربي.

سِوَى الْإِجَابَةِ، وَلَوْ كَانَ فِي الْقِرَاءَةِ يَنْبَغِي أَنْ يَقْطَعَ وَيَشْتَغِلَ بِالِاسْتِمَاعِ وَالْإِجَابَةِ. (۱)

وكذا في قاضيخان:

ولو سمع القارئ الأذان فالأفضل له أن يمسك عن القراءة ويسمع الأذان. (۲)

وكذا في الهندية:

وَلَا يَشْتَغِلُ بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَلَا بِشَيْءٍ مِنَ الْأَعْمَالِ سِوَى الْإِجَابَةِ. وَلَوْ كَانَ فِي الْقِرَاءَةِ يَنْبَغِي أَنْ يَقْطَعَ وَيَشْتَغِلَ بِالِاسْتِمَاعِ وَالْإِجَابَةِ. (۳)

وكذا في فتاوى حقانية: (٤)

آیت الکرسی کی فضیلت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے پاس ایک میسج آیا جس میں یہ لکھا تھا، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا میری امت کو بھی موت کے وقت اتنی تکلیف برداشت کرنی پڑے گی تو فرشتے نے کہا جی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ مبارک سے آنسو جاری ہو گئے تو اللہ تعالی نے فرمایا: اے محمد! تیری امت اگر ہر نماز کے فوراً بعد آیت الکرسی پڑھے گی تو موت کے وقت اس کا ایک پاؤں دنیا میں ہوگا اور ایک جنت میں، تو معلوم کرنا تھا کہ کیا یہ بات درست ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

جواب: سوال میں مذکورہ حدیث کافی تتبع وتلاش کے باوجود کسی حدیث کی معتمد کتاب میں نہیں مل سکی، آیت الکرسی کے فضائل کے بارے میں وارد شدہ روایات میں سے ایک یہ ہے کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا تو اس کے اور جنت کے درمیان صرف موت کا فاصلہ ہوگا؟ نیز حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا تو اللہ تعالی اس پڑھنے والے کی روح قبض کرنے کا خود ذمہ لیتا ہے۔

كذا في سنن الكبرى للنسائي:

عن أبي أمامة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قرأ آية الكرسي دبر كل صلاة

(۱) كتاب الصلوة، فصل: يجب على السامعين، ۱/ ۳۸۳، ط: رشيدية.

(۲) كتاب الحظر والإباحة، فصل في التسبيح والتسليم، ٤/ ۳۷۷، ط: اشرفية.

(۳) كتاب الصلوة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني في كلمات الأذان، ۱/ ٥۷، ط: رشيدية.

(٤) كتاب التفسير، ۲/ ۱٦۳، ط: حقانية.

مكتوبة لم يمنعه من دخول الجنة إلا أن يموت. [١]

وكذا في المعجم الأوسط:

وعن أبي أمامة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قرأ آية الكرسي دبر كل صلاة لم يمنعه من دخول الجنة إلا أن يموت. [٢]

لیلۃ القدر اور شب برات سے مراد کون سی راتیں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ شب قدر سے مراد کون سی رات ہے اور اس کو شب قدر کیوں کہتے ہیں؟ لیلۃ القدر سے مراد کون سی رات ہے اور اس کو لیلۃ القدر کیوں کہتے ہیں؟ شب برات سے مراد کون سی رات ہے اور اس کو شب برات کیوں کہتے ہیں؟

جواب: شب قدر یہ فارسی کا لفظ ہے اور لیلۃ القدر کا ترجمہ ہے جو کہ عربی کا لفظ ہے، لیل کے معنی رات کے ہیں، اور قدر کے معنی تقدیر و حکم کے آتے ہیں، لیلۃ القدر یا شب قدر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس رات میں تمام مخلوقات کے لئے جو کچھ تقدیر میں لکھا ہوا ہے اس کا جو حصہ اس سال کی اس رات سے لے کر اگلے سال کی اس رات تک پیش آنے والا ہے وہ ان فرشتوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے جو ان امور سے متعلق ہوتے ہیں۔

اور شب برات بھی فارسی کا لفظ ہے، یعنی بخشش و مغفرت کی رات، یہ نام دینے کی وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس رات میں اللہ تعالی بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر گناہگاروں کے گناہ معاف فرماتے ہیں تو اسی مغفرت عامہ کی وجہ سے اس رات کا نام شب برات پڑ گیا، یعنی گناہوں سے خلاصی اور چھٹکارے کی رات۔

دوسری توجیہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ برات کے معنی آزادی کے ہیں اور اس رات میں بھی بہت بڑی تعداد میں لوگوں کو جہنم سے آزادی ملتی ہے اس لئے اس رات کا نام شب برات یعنی آزادی کی رات پڑ گیا۔

اب رہا یہ سوال کہ شب قدر یا لیلۃ القدر اور شب برات سے کون سی راتیں مراد ہیں؟ تو واضح رہے کہ شب قدر یا لیلۃ القدر سے مراد رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہے، اور شب برات سے مراد ماہ شعبان کی پندرہویں رات ہے، البتہ بعض اہل علم نے لیلۃ القدر سے بھی شب برات مراد لی ہے، اس اعتبار سے کہ اس رات میں بھی تقدیر کے فیصلے ہوتے ہیں جو اگلے سال کی اس رات تک کے امور سے متعلق ہوتے ہیں۔

دونوں باتوں میں تطبیق کے لئے معارف القرآن میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے جو بات ذکر فرمائی ہے وہ اس

---

[١] كتاب عمل اليوم والليلة عونك يا رب على ما بقي، ثواب من قرأ آية الكرسي، ٩/ ٤٤، رقم الحديث: ٩٨٤٨، ط: مؤسسة الرسالة.

[٢] باب الميم، من بقية من أول اسمه ميم من اسمه موسى، ٨/ ٩٢، رقم الحديث: ٨٠٦٨، ط: دار الحرمين- القاهرة.

بارے میں قول فیصل ہے، حضرت فرماتے ہیں کہ امور تقدیر کے اجمالی طور پر ابتدائی فیصلے شب برات کو ہوتے ہیں، پھر ان کی تفصیلات لیلۃ القدر میں لکھی جاتی ہے۔اس کی تائید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے بھی ہوتی ہے جس کو علامہ بغوی رحمہ اللہ نے بروایت ابوالضحیٰ نقل کیا ہے اس میں ہے کہ اللہ تعالی سال بھر کے تقدیری امور کا فیصلہ تو شب برات میں کر لیتے ہیں پھر شب قدر میں یہ فیصلے متعلقہ فرشتوں کے حوالے کیے جاتے ہیں۔ (۱)

كذا في روح المعاني:

ومعنى ليلة القدر ليلة التقدير وسميت بذلك لما روي عن ابن عباس وغيره أنه يقدر فيها ويقضي ما يكون في تلك السنة من مطر ورزق وإحياء وإماتة إلى السنة القابلة، والمراد إظهار تقديره تعالى ذلك للملائكة عليهم السلام المأمورين بالحوادث الكونية وإلّا فتقديره تعالى جميع الأشياء أزلي قبل خلق السماوات والأرض. (۲)

وكذا في تفسير الكشاف:

وقال عليه السلام: إن الله يرحم من أمتي في هذه الليلة بعدد شعر أغنام بني كلب وحصول المغفرة. (۳)

وكذا في روح المعاني:

عن عائشة قالت: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلم: «تحروا ليلة القدر في الوتر من العشر الأواخر من شهر رمضان، أخرجه أحمد والبخاري ومسلم والترمذي. (٤)

وفيه أيضا:

وعن عكرمة أنها ليلة النصف من شعبان وهو قول شاذ غريب كما في تحفة المحتاج. (٥)

وكذا في الدعوات الكبير للبيهقي:

عن عروة بن الزبير عن عائشة رضي الله عنها... هل تدرين ما في هذه الليلة؟ قالت: ما فيها يا رسول الله؟ فقال: فيها أن يكتب كل مولود من مولود بني آدم في هذه السنة، وفيها أن يكتب كل هالك من بني آدم في هذه السنة، وفيها ترفع أعمالهم، وفيها تنزل أرزاقهم. (٦)

=====================

(۱) معارف القرآن: القدر: ۱-۲/ ۷۹۱- ۷۹۲، ط: ادارة المعارف.

(۲) القدر: ۱-۲، ۳۰/ ۵۷۷، ط: دار إحياء التراث العربي.

(۳) الدخان، ٤/ ۲۷۳، ط: قديمي.

(٤) القدر: ۱-۲، ۳۰/ ۵۷۵، ط: دار إحياء التراث العربي.

(٥) القدر: ۱-۲، ۲۹- ۳۰/ ۵۷۵، ط: دار إحياء التراث العربي.

(٦) باب القول والدعاء ليلة البراءة، ۲/ ۱٤٦، ط: غراس للنشر والتوزيع.

وكذا في روح المعاني:

لكن قال بعض الأجلّة كون التقدير في هذه الليلة يشكل عليه قول كثير أنه ليلة النصف من شعبان وهي المراد بالليلة، والمباركة التي قال الله تعالى فيها فِيها يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ [الدخان: ٤].

وأجاب بأن ههنا ثلاثة أشياء الأول نفس تقدير الأمور أي تعيين مقاديرها وأوقاتها، وذلك في الأزل، والثاني إظهار تلك المقادير للملائكة عليهم السلام بأن تكتب في اللوح المحفوظ وذلك في ليلة النصف من شعبان، والثالث إثبات تلك المقادير في نسخ وتسليمها إلى أربابها من المدبرات فتدفع نسخة الأرزاق... إلى ميكائيل عليه السلام ونسخة الحروب والرياح... إلى جبريل عليه السلام، ونسخة الأعمال إلى إسرافيل عليه السلام، ونسخة المصائب إلى ملك الموت وذلك في ليلة القدر. وقيل يقدر في ليلة النصف الآجال والأرزاق، وفي ليلة القدر الأمور التي فيها الخير والبركة والسلامة. وقيل: يقدر في هذه ما يتعلق به إعزاز الدين وما فيه النفع العظيم للمسلمين وفي ليلة النصف يكتب أسماء من يموت ويسلم إلى ملك الموت والله تعالى أعلم بحقيقة الحال. (١)

ناجائز کاموں کے لئے قرآن مجید کا سہارا لینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص پورے قرآن کریم کو تعویذ بنا کر گلے میں لٹکا دیتا ہے اور چوری کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ جو بھی چوری کروں گا اس قرآن کریم کی وجہ سے میں پکڑے جانے سے بچوں گا، ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا حکم واضح فرمائیں۔

جواب: واضح رہے کہ ناجائز کاموں کے لئے قرآن مجید کا سہارا لینا انتہائی خطرناک بات ہے، اس عمل پر سچے دل سے توبہ واستغفار کرے اور آئندہ کے لئے مکمل اجتناب کرے ورنہ اندیشہ ہے کہ کسی سخت عذاب میں مبتلا نہ ہو جائے۔

كما في مجمع الأنهر:

إِذَا أَنْكَرَ آيَةً مِنْ الْقُرْآنِ أَو اسْتَخَفَّ بِالْقُرْآنِ أَوْ بِالْمَسْجِدِ أَوْ بِنَحْوِهِ مِمَّا يَعْظُمُ فِي الشَّرْعِ أَوْ عَابَ شَيْئًا مِنْ الْقُرْآنِ أَوْ خَطِئَ أَوْ سَخِرَ بِآيَةٍ مِنْهُ كَفَرَ. (٢)

وكذا في الهندية:

إذا أنكر آية من القرآن أو تسخر بآية من القرآن ففي الخزانة: أو عاب كفر. (٣)

(١) ٣٠/ ٥٧٧، القدر: ١-٢، ط: دار إحياء التراث العربي.

(٢) كتاب السير، باب المرتد، ثم أن ألفاظ الكفر أنواع، النوع الثالث في القرآن، ٢/ ٥٠٧، ط: حبيبة.

(٣) كتاب السير، موجبات الكفر أنواع: منها ما يتعلق بالقرآن، ٢/ ٢٦٦، ط: رشيدية.

کتاب السنة والبدعة

بدعت کی تعریف، پہچان کا طریقہ، بدعت اور رسم میں فرق

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں:

(۱) کیاہر نئی چیز بدعت ہے؟

(۲) اگر ہر نئی چیز بدعت نہیں تو کوئی ایسا ضابطہ بتادیں کہ جس سے بدعت اور غیر بدعت میں فرق کیا جاسکے؟

(۳) بدعت اور رسم میں کیافرق ہے؟

جواب: (۱) ہر نئی چیز بدعت نہیں ہوتی بلکہ بدعت اس کام کو کہا جاتا ہے کہ جس کی اصل نہ قرآن سے ثابت ہو نہ حدیث سے اور نہ ہی صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں اس کا وجود ہو اور پھر بھی اس کو ثواب سمجھ کر کیا جائے، اس کو احداث فی الدین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(۲) اس کے بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ ہر ایسا کام جس کا محرک اور سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد میں موجود تھا اور اس کے کرنے سے کوئی مانع بھی نہ تھا اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کا کرنا نہ قولاً ثابت ہو نہ فعلاً نہ صراحتاً اور نہ ہی اشارۃً لیکن پھر بھی اس کو دین سمجھ کر سرانجام دیا جائے، تو ایسا کام بدعت کہلائے گا، جیسے کہ مروجہ عید میلادالنبی منانے کا سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہے لیکن پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد میں اس کا ثبوت نہیں ملتا، لہٰذا یہ بدعت کہلائے گا۔

(۳) بدعت اور رسم میں فرق یہ ہے کہ بدعت کو ثواب سمجھ کر کیا جاتا ہے جبکہ رسم کو ثواب سمجھ کر نہیں کیا جاتا بلکہ بطور رواج کے کیا جاتا ہے۔

کما في صحیح البخاري:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ.(۱)

وکذا في عمدة القاري:

قَوْله: (من أحدث فِي أمرنَا هَذَا) الإحداث فِي أمر النَّبِي، صلى الله عَلَيْهِ وَسلم، هُوَ اختراع شَيْء فِي دينه بِمَا لَيْسَ فِيهِ، مِمَّا لَا يُوجد فِي الْكتاب وَالسّنة. قَوْله: (فَهُوَ رد) أَي: مَرْدُود..... وَفِيه: رد المحدثات وَأَنَّهَا لَيست

(۱) كتاب الصلح، باب [illegible] صلح جور فهو مردود، ۱/ ۳۷۱، ط: قديمي

من الدّين لِأَنَّهُ لَيس عَلَيْهَا أمره، صلى الله عَلَيْهِ وَسلم، وَالْمرَاد بِهِ أَمر الدّين. [1]

وكذا في المرقاة:

مَنْ أَحْدَثَ فِي الْإِسْلَامِ رَأْيًا لَمْ يَكُنْ لَهُ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ سَنَدٌ ظَاهِرٌ أَوْ خَفِيٌّ مَلْفُوظٌ أَوْ مُسْتَنْبَطٌ فَهُوَ مَرْدُودٌ عَلَيْهِ. [2]

وكذا في كتاب التعريفات:

البدعة: هي الأمر المحدث الذي لم يكن عليه الصحابة والتابعون، ولم يكن مما اقتضاه الدليل الشرعي. [3]

وكذا في تكملة فتح الملهم:

البدعة طريقة في الدين مخترعة تضاهي الشرعية..... قال الشاطبي وإنما قيدت بالدين لأنها تخترع، وإليه يضيفها صاحبها، وأيضا فلو كانت طريقة مخترعة في الدنيا على الخصوص لم تسم بدعة كإحداث الصنائع والبلدان التي لا عمد لها فيما تقدم. [4]

وكذا في معارف السنن:

قال شيخنا: والبدعة ما لم يكن لها أصل في الكتاب والسنة والإجماع والقياس، ثم ترتكب على قصد أنها قربة وما لم يقصد بها القربة لا تسمى بدعة فالأمور الرائجة في العرائس وحفلات الفرح وعقود النكاح على خلاف السنة لا تسمى بدعة، فإنها ليست على قصد القربة نعم إنها أمور إذا كان بها سرف ولغو فتمنع من جهة أخرى أما العادات الرائجة في مراسم التعزية ومحافل المآثم فهي بدعة، لأنها تفعل على قصد أنها من الدين. [5]

وكذا في الجواهر الفقه: [6]

وكذا في *راهِ سنت*: [7]

==================

[1] كتاب الصلح: باب إذا اصطلحوا على صلح جور، ۱۳/ ۳۹۱، ط: رشيدية.

[2] باب الاعتصام بالكتاب والسنة: ۱/ ۲۱۵، ط: امدادية.

[3] باب الباء: ص۳۳، ط: قديمي.

[4] باب نقض الأحكام الباطلة: ۲/ ۳٥٤، ط: دار القلم.

[5] كتاب الصلاة، باب ما جاء في قراءة بالليل، ٤/ ۱٦۰، ط: سعيد.

[6] ۱/ ٤٥٨، ط: دار العلوم.

[7] ص٦٧، ط: صفدرية.

تیجہ چالیسواں کی دعوت میں شرکت کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام کہ تیجہ چالیسواں وغیرہ کے نام سے جو کھاناوغیرہ کھلایا جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے، کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ میت کے لئے تیجہ چالیسواں وغیرہ کرنے کی شرعاً کوئی اصل نہیں ہے، چونکہ ضیافتیں خوشی کے موقع پر کی جاتی ہیں نہ کہ پریشانی اور غم کے وقت، ان چیزوں کو دین سمجھ کر کرنے والا گنہگار ہوگا اور مبتدع کہلائے گا۔ اور اس طرح کی اشیاء کے کھانے میں ایک غیر شرعی عمل کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اس لئے اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

كذا في صحيح البخاري:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ. (۱)

وكذا في فتح الباري:

مَنِ اخْتَرَعَ فِي الدِّينِ مَا لَا يَشْهَدُ لَهُ أَصْلٌ مِنْ أُصُولِهِ فَلَا يُلْتَفَتُ إِلَيْهِ. (۲)

وكذا في الصحيح لمسلم:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدٰي هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. (۳)

وكذا في الشامية:

ويكره اتخاذ الضيافة من الطعام من أهل الميت لأنه شرع في السرور لا في الشرور وهي بدعة مستقبحة. (٤)

وكذا في الفتاوى البزازية:

ويكره اتخاذ الضيافة ثلاثة أيام وأكلها؛ لأنها مشروعة للسرور، ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث، وبعد الأسبوع والأعياد. (٥)

====================

(۱) كتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، ۱/ ۳۷۱، ط: قديمي.

(۲) كتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، ٥/ ۳۷۹، ط: قديمي.

(۳) كتاب الجمعة، ۱/ ۲۸٤- ۲۸٥، ط: قديمي.

(٤) كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة،، ۲/ ۲٤۰، ط: سعيد.

(٥) كتاب الصلوة قبل الفصل السادس والعشرون في حكم المسجد، ٤/ ۸۱، ط: رشيدية.

قبر پر پھولوں کی چادر چڑھانے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ قبر پر پھولوں کی چادر چڑھانا کیسا ہے؟

جواب: قبر پر پھولوں کی چادر ڈالنا خیر القرون میں کہیں ثابت نہیں یہ صریح بدعت ہے، اور تشبہ بالہنود کی وجہ سے حرام ہے، نیز اس میں مال کا ضیاع ہونے کے ساتھ ساتھ عوام کا عقیدہ خراب ہونے کا بھی اندیشہ ہے، اس لئے اس سے احتراز لازم ہے۔

كما في عمدة القاري:

وَكَذَلِكَ مَا يَفْعَله أَكثر النَّاس من وضع مَا فِيهِ رُطُوبَة من الرياحين والبقول وَنَحْوهمَا على الْقُبُور لَيْسَ بِشَيْء، وَإِنَّمَا السّنة الغرز. [١]

وكذا في معارف السنن:

اتفق الخطابي والطرطوشي والقاضي عياض على المنع، وقولهم أولى بالاتباع حيث أصبح مثل تلك المسامحات والتعالات مثاراً للبدع المنكرة والفتن السائرة، فترى العامة يلقون الزهور على القبور بالأخص على قبول الصلحاء والأولياء والجهلة منهم ازدادوا اصراراً على ذلك وتعالوا فيه، وأوضحت ذلك منشا في الجهلة لعقائد فاسدة تأباها الشرعية النقية، وظنوا ذلك سببا للثواب والاجر الجزيل، فالمصلحة العامة في الشريعة تقضي منع ذلك بتاتاً استئصالا لشافة البدع حسما لمادة المنكرات الحدثة، وبالجملة هذه بدعة شرقية منكرة. [٢]

وكذا في الشامي:

في الأحكام عن الحجة تكره الستور على القبور. [٣]

وكذا في فتاوى محمودية: [٤]

وهكذا في كفاية المفتي: [٥]

وكذا في فتاوى حقانية: [٦]

[١] كتاب الوضوء، باب، ٣/ ١٨٠، ط: رشيدية.

[٢] باب التشديد في البول، ١/ ٢٦٥، ط: سعيد.

[٣] كتاب الجنائز، مطلب في دفن الميت، ٢/ ٢٣٨، ط: سعيد.

[٤] كتاب الصلاة، باب الجنائز، ٩/ ١٠٢، ط: ادارة الفاروق.

[٥] باب رد البدعة، ١/ ٢٣٨- ٢٣٩، ط: دار الاشاعت.

[٦] كتاب الإيمان والعقائد، ١/ ١٨٥، ط: دار العلوم حقانية.

نماز عید کے بعد مصافحہ اور معانقہ کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز عید کے بعد مصافحہ کرنا یا گلے ملنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب: دو مسلمانوں کا آپس میں ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا شرعاً مسنون ہے، اگر کوئی شخص سفر سے آئے تو اس سے گلے ملنا بھی احادیث سے ثابت ہے، مگر خاص طور پر نماز عید کے بعد مصافحہ کرنا یا گلے ملنے کا ثبوت نہیں ہے، اس لئے اگر کوئی شخص سنت سمجھ کر ایسا کرے گا تو یہ عمل بدعت شمار ہوگا، البتہ اگر سنت سمجھے بغیر کوئی شخص نماز عید کے بعد مصافحہ یا معانقہ کرلے تو اس کی گنجائش ہے۔

كما في جامع الترمذي:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَدِمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ المَدِينَةَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي فَأَتَاهُ فَقَرَعَ البَابَ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرْيَانًا يَجُرُّ ثَوْبَهُ، وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُهُ عُرْيَانًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ، فَاعْتَنَقَهُ وَقَبَّلَهُ. (١)

وكذا في الشامية:

قد يقال: إن المواظبة عليها بعد الصلوات خاصة قد يؤدي الجهلة إلى اعتقاد سنيتها في خصوص هذا الموضع، وإن لها خصوصية زائدة على غيرها مع أن ظاهر كلامهم أنه لم يفعلها أحد من السلف في هذه المواضع، وكذا قالوا بسنية قراءة السور الثلاثة في الوتر مع الترك أحيانا؛ لئلا يعتقد وجوبها، ونقل في تبيين المحارم عن الملتقط أنه تكره المصافحة بعد اداء الصلوة بكل حال؛ لأن الصحابة رضي الله عنهم ما صافحوا بعد اداء الصلاة، ولأنها من سنن الروافض اهـ. ثم نقل عن ابن حجر عن الشافعية أنها بدعة مكروهة لا أصل لها في الشرع، وأنه ينبه فاعلها أولا ويعذر ثانيا، ثم قال: وقال ابن الحاج من المالكية في المدخل: إنها من البدع، وموضع المصافحة في الشرع، إنما هو عند لقاء المسلم لأخيه لا في أدبار الصلوات، فحيث وضعها الشرع يضعها، فينهى عن ذلك ويزجر فاعله لما أتى به من خلاف السنة اهـ. ثم أطال في ذلك فراجعه. (٢)

وكذا في عمدة الرعاية على شرح الوقاية:

والضابطة فيها أن الفعل إما مشروع أو ممنوع أو مباح، فالمشروع إما مطلقا أو مقيدا، فالمطلق مشروع أبدا لا محالة المنع عنه، كذكر اللساني لله تعالى محمودٌ في كل حال وفي كل زمان إلا في الخلاء، يذكر الرجل حيث شاء وأين شاء، والممنوع المطلق ممنوعة أبدا إلا إذا أجازه الشرع كإظهار كلمة الكفر ممنوعة أبدا إلا إذا

==================

(١) باب ما جاء في المعانقة والقبلة، ٢/ ١٠٢، ط: سعيد.

(٢) كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغير، ٦/ ٣٨١ ط: سعيد.

خاف على نفسه وقلبه مطمئن بالإيمان، والمباح إباحته أبديٌّ إلا وقت النهي كالقعود حرام عند وجوب القيام للصلاة لكن الإباحة إذا صار سنة أو واجبا في حالة تختص سنيته، ووجود في حالته وتكون بدعة في غير حالته كالمصافحة سنة عند اللقاء فتكون بدعة في غير حالة المأثور والمخلص من ذلك أن نقول لا نعده سنة أو واجبا بل نفعله من حيث أنه مباح فإن الكلام عند ذلك يخرجه من كونه مباحا ولا جواز لذلك، وفي الشامية: أن المصافحة عند اللقاء لا في غيرها فيمن ههنا ظهر لك حكم المصافحة التي اعتدناها في زماننا في ديارنا عند الوداع أو بعد الوعظ وغيره هي عادة مباحة لا سنة، وكذلك الاعتناق بعد صلاة العيدين بل في يومه أنه مباح علامة للسرور والنشاط وليس بسنة، فمن فعله سنة ابتدع وأثم ومن فعلها سرورا وإباحة لا بأس به، خذا هذا فإنها كثير النفع. (١)

وكذا في إمداد الفتاوى: (٢)

وكذا في إمداد الاحكام: (٣)

وكذا في كفاية المفتي: (٤)

ماہِ رمضان کے الوداعی خطبے میں الوداع اور الفراق کے الفاظ استعمال کرنا

سوال: ماہِ رمضان کے آخری جمعہ میں الوداعی خطبہ پڑھنا اور خطبہ میں الوداع اور الفراق کے الفاظ کا استعمال کرنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب: خطبے میں ایسے الفاظ کا اہتمام کرنا شرعاً جائز نہیں، علماء کرام نے اس سے منع فرمایا ہے، کیونکہ شریعت مطہرہ میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے، بلکہ یہ ایک قسم کی بدعت ہے، ایسے الفاظ کے اہتمام سے اجتناب کرنا چاہئے۔

كما في صحيح البخاري:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ. (٥)

===================

(١) كتاب الكراهية، فصل، ٤/ ٥٧، ط: رحمانية..

(٢) ٥/٣٦٠، ط: معارف القرآن.

(٣) ١٨٨/١، ط: دار العلوم.

(٤) كتاب الحظر والاباحة، ٤٦/٩، ط: دار الاشاعت.

(٥) كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، ٥/ ٣٧٩، ط: قديمي.

وكذا في صحيح مسلم:

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. [۱]

وكذا في الاعتصام للشاطبي:

اَلْبِدْعَةُ إِذَنْ عِبَارَةٌ عَنْ: طَرِيقَةٍ فِي الدِّينِ مُخْتَرَعَةٍ، تُضَاهِي الشَّرْعِيَّةَ يُقْصَدُ بِالسُّلُوكِ عَلَيْهَا الْمُبَالَغَةُ فِي التَّعَبُّدِ لِلَّهِ سُبْحَانَهُ. [۲]

وكذا في رد المحتار:

(البدعة) ما أحدث على خلاف الحق الملتقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من علم أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان، وجعل دينا قويما وصراطا مستقيما. [۳]

۵..... وكذا في مجموعة رسائل اللكنوي:

ومن الأمور المحدثة ما ذاع في اكثر بلاد الهند والدكن وغيرهما من تسمية خطبة الجمعة الأخرة بخطبة الوداع، وتضمينها جلا دالة على التحسر بذهاب ذلك الشهر، فيدرجون فيها جملا دالة على فضائل ذلك الشهر، ويقولون بعد جملة أو جملتين الوداع أو الفراق والفراق لشهر رمضان، أو الوداع والوداع يا شهر رمضان، ونحو ذلك من الألفاظ الدالة على ذلك. [٤]

کھانے کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں دعوت وغیرہ کھانے کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی طور پر دعا کرنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھانا تناول فرمانے کے بعد دعاء پڑھتے تھے، لیکن ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اس لئے اس کو سنت نہیں سمجھنا چاہئے۔

---

[۱] كتاب الجمعة، فصل في خطبة الجمعة، ۱/ ۲۸٤- ۲۸۵، ط: قديمي.

[۲] الباب الأول في تعريف البدع، ۱/ ۳٦- ۳۷، ط: دار المعرفة.

[۳] كتاب الصلاة، باب الإماطة، مطلب البدعة خمسة أقسام، ۱/ ٥٦٠، ط: سعيد.

[٤] ۲/ ۲٤، ط: ادارة القرآن.

كذا في الصحيح البخاري:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ. [1]

وكذا في صحيح مسلم:

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. [2]

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح:

ودل الحديث إذا لم يرفع يديه في الدعاء لم يمسح بهما، وهو قيد حسن؛ لأنه صلى الله عليه وسلم كان يدعو كثيرا كما هو في الصلوة والطواف وغيرهما من الدعوات المأثورة دبر الصلوة وعند النوم وبعد الأكل وأمثال ذلك ولم يرفع يديه ولم يمسح بهما وجهه. [3]

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَمُبْتَدِعٌ) أَيْ صَاحِبُ بِدْعَةٍ وَهِيَ اعْتِقَادُ خِلَافِ الْمَعْرُوفِ عَنْ الرَّسُولِ (قَوْلُهُ أَيْ صَاحِبُ بِدْعَةٍ)... قوله: وهي اعتقاد... ما أحدث على خلاف الحق الملتقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من عمل أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان، وجعل دينا قويما وصراطا مستقيما. [4]

وكذا في أحسن الفتاوى. [5]

وكذا في مسائل رفعت قاسمي. [6]

وفات کے دوسرے تیسرے روز فاتحہ خوانی کرنا اور لوگوں کو کھانا وغیرہ کھلانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں میت کی وفات کے دوسرے یا تیسرے روز اکٹھے ہو کر

---

[1] كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، ١/ ٣٧١، ط: قديمي.

[2] كتاب الجمعة، فصل الجمعة، ١/ ٢٨٤- ٢٨٥، ط: قديمي.

[3] كتاب الصلاة، باب في صفة الأذكار، ١/ ٣١٨، ط: دار الكتب العلمية.

[4] كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب البدعة خمسة أقسام، ١٧/ ٥٦٠، ط: سعيد.

[5] كتاب الإيمان والعقائد، باب رد البدعات، ١/ ٣٦٥- ٣٦٦، ط: سعيد.

[6] مسائل شرک وبدعت، ۶/ ۹۴، ط: سعید احمد شہید.

قبرستان میں فاتحہ خوانی کے لئے آنا اور اس کے بعد کچھ افراد کا اہل میت کے پاس ٹھہر کر ناشتہ کھانا وغیرہ کھا کر واپس ہونا شرعاً کیسا ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں جس عمل کا ذکر کیا گیا ہے اس طرح کے التزام اور اہتمام کی شریعت محمدیہ میں کوئی اصل موجود نہیں ہے بلکہ یہ شرعی امور پر زیادتی اور بدعت ہے اس لئے اس سے بچنا لازمی اور ضروری ہے۔

كما في صحيح البخاري:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ. (۱)

وكذا في صحيح مسلم:

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ وَخَيْرَ الْهُدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. (۲)

وكذا في فتح الباري:

مَنِ اخْتَرَعَ فِي الدِّينِ مَا لَا يَشْهَدُ لَهُ أَصْلٌ مِنْ أُصُولِهِ فَلَا يُلْتَفَتُ إِلَيْهِ. (۳)

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَمُبْتَدِعٌ) أَيْ صَاحِبُ بِدْعَةٍ وَهِيَ اعْتِقَادُ خِلَافِ الْمَعْرُوفِ عَنِ الرَّسُولِ (قَوْلُهُ أَيْ صَاحِبُ بِدْعَةٍ)....

فوله: وهي اعتقاد... ما أحدث على خلاف الحق الملتقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من عمل أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان، وجعل دينا قويما وصراطا مستقيما. (٤)

وكذا في أحسن الفتاوي: (٥)

دعا میں جہراً درود شریف اور آیت "إن الله وملائكته" کو ضروری سمجھ کر پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز کے بعد دعاء میں جہراً درود شریف اور آیت "ان الله وملائكته" کو ضروری سمجھ کر پڑھنا شرعاً کیسا ہے؟

---

(۱) كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، ۱/ ۳۷۱، ط: قديمي.

(۲) كتاب الجمعة، ۱/ ۲۸٤- ۲۸۵، ط: قديمي.

(۳) كتاب الصلح، ٥/ ۹۷۳، ط: قديمي.

(٤) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب البدعة خمسة أقسام، ۱/ ٥٦٠، ط: سعيد.

(٥) باب رد البدعات، ۱/ ۳۸۱، ط: سعيد.

جواب: نماز کے بعد درود شریف یا آیت "ان الله وملائكته" کو دعاء میں ضروری سمجھ کر پڑھنا بدعت ہے کیونکہ اس طرح درود پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ائمہ مجتہدین میں سے کسی سے ثابت نہیں ہے اور دعا میں شرعاً اخفاء افضل ہے۔

قال الله تعالى:

ٱدْعُواْ رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً. (الأعراف: ٥٥)

وكذا في صحيح البخاري:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ، فَهُوَ رَدٌّ. (١)

وكذا في مرقاة المفاتيح:

قَالَ الطِّيبِيُّ: وَفِيهِ أَنَّ مَنْ أَصَرَّ عَلَى أَمْرٍ مَنْدُوبٍ، وَجَعَلَهُ عَزْمًا، وَلَمْ يَعْمَلْ بِالرُّخْصَةِ فَقَدْ أَصَابَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْإِضْلَالِ فَكَيْفَ مَنْ أَصَرَّ عَلَى بِدْعَةٍ أَوْ مُنْكَرٍ. (٢)

وكذا في الدر المختار:

وَسَجْدَةُ الشُّكْرِ: مُسْتَحَبَّةٌ بِهِ يُفْتَى لَكِنَّهَا تُكْرَهُ بَعْدَ الصَّلَاةِ لِأَنَّ الْجَهَلَةَ يَعْتَقِدُونَهَا سُنَّةً أَوْ وَاجِبَةً وَكُلُّ مُبَاحٍ يُؤَدِّي إلَيْهِ فَمَكْرُوهٌ. (٣)

وكذا في روح المعاني:

قال العلامة الألوسي رحمه الله تعالى... وجاء من حديث أبي موسى الأشعري أنه صلى الله عليه وسلم قال لقوم يجهرون: أيها الناس! اربعوا على أنفسكم إنكم لا تدعون أصم ولا غائبا إنكم تدعون سميعا بصيرا وهو معكم وهو أقرب إلى أحدكم من عنق راحلته والمعنى ارفقوا بأنفسكم وأقصروا من الصياح في الدعاء. (٤)

وكذا في أحسن الفتاوى: (٥)

---

(١) كتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردودٌ، ١/ ٣٧١ ط: قديمي.

(٢) كتاب الصلوة، باب الدعاء في التشهد، ٢/٣٥٢، ط: امدادية.

(٣) كتاب الصلوة، باب سجود التلاوة، ٢/ ١١٩- ١٢٠، ط: سعيد.

(٤) ٨/٥٢٦، ط: دار الإحياء التراث.

(٥) باب رد البدعات، ١/ ٢٣٨، ط: سعيد.

وكذا في فتاوى حقانية: (۱)

روزہ کشائی کی رسم اور اس کی شرعی حیثیت

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ روزہ کشائی کی جو رسم ہے شرعاً اس کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: اس رسم کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں، اس کا التزام واہتمام بدعت ہے، لہٰذا اس سے اجتناب شرعاً ضروری ہے، البتہ دوسرے لوگوں کو بلائے بغیر اپنے ہی گھر میں محض بچے کی حوصلہ افزائی اور دینی امور کی ترغیب کے طور پر ضروری سمجھے بغیر تھوڑا بہت اہتمام کرلیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

كما في صحيح البخاري:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ. (۲)

وكذا في صحيح مسلم:

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرَ الْهُدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. (۳)

وكذا في فتح الباري:

مَنِ اخْتَرَعَ فِي الدِّينِ مَا لَا يَشْهَدُ لَهُ أَصْلٌ مِنْ أُصُولِهِ فَلَا يُلْتَفَتُ إِلَيْهِ. (٤)

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَمُبْتَدِعٌ) أَيْ صَاحِبُ بِدْعَةٍ وَهِيَ اعْتِقَادُ خِلَافِ الْمَعْرُوفِ عَنْ الرَّسُولِ (قَوْلُهُ أَيْ صَاحِبُ بِدْعَةٍ)... قوله: وهي اعتقاد... ما أحدث على خلاف الحق الملتقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من عمل أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان، وجعل دينا قويما وصراطا مستقيما. (٥)

---

(۱) كتاب البدعة والرسوم، ۲/ ۸۰، ط: دار العلوم حقانية.

(۲) كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، ۱/ ۳۷۱ ط: قديمي.

(۳) كتاب الجمعة، ۱/ ۲۸٤ - ۲۸٥، ط: قديمي.

(٤) كتاب الصلح، ٥/ ۹۷۳، ط: قديمي.

(٥) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب البدعة خمسة أقسام، ۱۷/ ٥٦۰، ط: سعيد.

وكذا في مسائل رفعت قاسمي: (١)

وكذا في فتاوى محمودية: (٢)

اذان سے پہلے بلند آواز سے صلوۃ وسلام پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اذان سے پہلے یا اذان کے بعد بلند آواز سے صلوۃ وسلام پڑھنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ وسلام پڑھنا انتہائی فضیلت کی بات ہے اور باعث خیر وبرکت ہے جس کا ہر مسلمان کو اہتمام کرنا چاہئے، چنانچہ روایات کے مطابق جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ رب العزت اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتے ہیں، لیکن اذان سے پہلے یا اذان کے بعد بلند آواز سے صلوۃ وسلام کا التزام کرنا جیسا کہ مروّج ہے شریعت مطہرہ سے ثابت نہیں۔ اسی لئے فقہاء کرام نے اس عمل کو بدعت قرار دیا ہے، اس سے بچنا لازمی ہے۔

كذا في سنن أبي داود:

صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ فَقَالَ قائل يَا رَسُولَ اللهِ كَأَنَّ هَذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فماذا تعهد إليها؟ فقال: أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ كَانَ عبدا حَبَشِيًّا فَإِنَّهُ من يَعش مِنْكُم بعدي فيرى اخْتِلَافًا كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. (٣)

وكذا في مرقاة المفاتيح:

فَمَا يَفْعَلُهُ الْمُؤَذِّنُونَ الْآنَ عَقِبَ الْأَذَانِ مِنَ الْإِعْلَانِ بِالصَّلَاةِ وَالسَّلَام مِرَارًا أَصْلُهُ سُنَّةٌ، وَالْكَيْفِيَّةُ بِدْعَةٌ لِأَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ فِي الْمَسْجِدِ وَلَوْ بِالذِّكْرِ فِيهِ كَرَاهَةٌ، سِيَّمَا فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ لِتَشْوِيشِهِ عَلَى الطَّائِفِينَ وَالْمُصَلِّينَ وَالْمُعْتَكِفِينَ. (٤)

==================

(١) باب رد البدعات، ٦/٣٧٠، ط: سعيد.

(٢) باب البدعات والرسوم، ٣/٢٩٠، ط: ادارة الفاروق.

(٣) كتاب الإيمان، باب في لزوم السنة، الفصل الثاني، ٢/ ٢٩٠، ط: رحمانية.

(٤) كتاب الصلاة، باب فضل الأذان وإجابته المؤذن، الفصل الأول، ٢/ ١٦١، ط: إمدادية ملتان.

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار:

[فَائِدَةٌ] التَّسْلِيمُ بَعْدَ الْأَذَانِ حَدَثَ فِي رَبِيعِ الْآخَرِ سَنَةَ سَبْعِمِائَةٍ وَإِحْدَى وَثَمَانِينَ فِي عِشَاءِ لَيْلَةِ الِاثْنَيْنِ، ثُمَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، ثُمَّ بَعْدَ عَشْرِ سِنِينَ حَدَثَ فِي الْكُلِّ إِلَّا الْمَغْرِبَ، ثُمَّ فِيهَا مَرَّتَيْنِ، وَهُوَ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ. (قوله: وَهُوَ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ) قَالَ فِي النَّهْرِ عَنْ الْقَوْلِ الْبَدِيعِ: وَالصَّوَابُ مِنْ الْأَقْوَالِ أَنَّهَا بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ. وَحَكَى بَعْضُ الْمَالِكِيَّةِ الْخِلَافَ أَيْضًا فِي تَسْبِيحِ الْمُؤَذِّنِينَ فِي الثُّلُثِ الْأَخِيرِ مِنْ اللَّيْلِ وَأَنَّ بَعْضَهُمْ مَنَعَ مِنْ ذَلِكَ، وَفِيهِ نَظَرٌ اهـ مُلَخَّصًا. (١)

وكذا في أحسن الفتاوى: (٢)

مردہ کو دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مردہ کو دفنانے کے بعد قبر پر اذان کہنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب: مردہ کو دفنانے کے بعد قبر پر اذان کہنا بدعت ہے، یہ عمل قرآن وسنت سے ثابت نہیں اس لئے اس سے اجتناب کرنا لازمی ہے۔

كما في أبي داود:

فَقَالَ العرباض: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ فَقَالَ قائل: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَأَنَّ هَذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فماذا تعهد إلينا؟ قَالَ: «أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ كَانَ عبدا حَبَشِيًّا فَإِنَّهُ من يَعش مِنْكُم بعدي فيرى اخْتِلَافًا كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. (٣)

وكذا في الشامية:

لَا يُسَنُّ الْأَذَانُ عِنْدَ إدْخَالِ الْمَيِّتِ فِي قَبْرِهِ كَمَا هُوَ الْمُعْتَادُ الْآنَ، وَقَدْ صَرَّحَ ابْنُ حَجَرٍ فِي فَتَاوِيهِ بِأَنَّهُ بِدْعَةٌ. وَقَالَ: وَمَنْ ظَنَّ أَنَّهُ سُنَّةٌ قِيَاسًا عَلَى نَدْبِهِمَا لِلْمَوْلُودِ إلْحَاقًا لِخَاتِمَةِ الْأَمْرِ بِابْتِدَائِهِ فَلَمْ يُصِبْ. (٤)

---

(١) كتاب الصلوة، مطلب في أول من بنى المنائر الأذان، ١/ ٣٩٠، ط: سعيد.

(٢) كتاب الإيمان والعقائد، باب رد البدعات، ١/ ٣٦٩- ٣٧٠، ط: سعيد.

(٣) كتاب السنة، باب في لزوم السنة، ٢/ ٢٩٠، ط: رحمانية.

(٤) باب صلوة الجنائز، مطلب في دفن الميت، ٢/ ٢٣٥، ط: سعيد.

وأيضا فيه:

قِيلَ وَعِنْدَ إِنْزَالِ الْمَيِّتِ الْقَبْرَ قِيَاسًا عَلَى أَوَّلِ خُرُوجِهِ لِلدُّنْيَا، لَكِنْ رَدَّهُ ابْنُ حَجَرٍ فِي شَرْحِ الْعُبَابِ. [۱]

وكذا في فتاوى رحيمية: [۲]

وكذا في فتاوى عثماني: [۳]

ایصالِ ثواب کے لئے دن متعین کرنااور برسی منانا

سوال: مردہ پر چھٹے دن قرآن خوانی کرنااور چالیسواں دن یاسال بعد چالیسواں کرنااور برسی منانے کاشرعی حکم کیا ہے؟

جواب: مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے قرآن کریم کی تلاوت کرنا باعث اجر وثواب ہے لیکن اس کے لئے مخصوص دن مقرر کرنا اور لوگوں کو جمع کرناشرعاً درست نہیں، بلکہ ہر ایک انفرادی طور پر تلاوت کرکے میت کو ایصال ثواب کردے۔ میت کے لئے ایصال ثواب کرناہر وقت جائز ہے، مگر وقت، دن یاسال وغیرہ متعین کرنا بدعت ہے۔

نیز مروجہ قرآن خوانیوں میں مختلف قسم کے منکرات کاارتکاب ہوتا ہے، جیساکہ مرد وزن کااختلاط اور مرحوم کے مال میراث کا قرآن خوانی کے کھانوں میں غلط استعمال کیاجاتا ہےاس لئے اس رسم بد سے بچناشرعاًلازمی ہے۔

كما في البحر الرائق:

وَالْأَصْلُ فِيهِ أَنَّ الْإِنْسَانَ لَهُ أَنْ يَجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهِ لِغَيْرِهِ صَلَاةً أَوْ صَوْمًا أَوْ صَدَقَةً أَوْ قِرَاءَةَ قُرْآنٍ أَوْ ذِكْرًا أَوْ طَوَافًا أَوْ حَجًّا أَوْ عُمْرَةً أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ عِنْدَ أَصْحَابِنَا لِلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ. [٤]

وكذا في الشامية:

وَيكره اِتِّخَاذُ الدَّعْوَةِ لِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَجَمْعُ الصُّلَحَاءِ وَالْقُرَّاءِ لِلْخَتْمِ أَوْ لِقِرَاءَةِ سُورَةِ الْأَنْعَامِ أَوْ الْإِخْلَاصِ. وَالْحَاصِلُ أَنَّ اتِّخَاذَ الطَّعَامِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ لِأَجْلِ الْأَكْلِ يُكْرَهُ. وَفيها من كتاب الاستحسان: وإن اتخذ طعاما للفقراء كان حسنا اهـ وأطال في ذلك في المعراج وقال: هَذِهِ الْأَفْعَالُ كُلُّهَا لِلسُّمْعَةِ وَالرِّيَاءِ فَيُحْتَرَزُ عَنْهَا لِأَنَّهُمْ

---

[۱] كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في المواضع التي يندب لها الأذان في غير الصلاة، ١/ ٣٨٥، ط: سعيد.

[۲] كتاب السنة والبدعة، ٢/ ١٢٢، ط: دار الاشاعت.

[۳] كتاب السنة والبدعة، ١/ ١١٠- ١١١، ط: معارف القرآن.

[٤] كتاب الحج، باب الحج عن الغير، ٣/ ١٠٥، ط: رشيدية.

لَا يُرِيدُونَ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالَى. (١)

وكذا في الفتاوى البزازية على هامش الهندية:

ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع والأعياد ونقل الطعام إلى القبر في المواسم واتخاذ الدعوة بقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم... فالحاصل أن اتخاذ الطعام عند قراءة القرآن لأجل الأكل يكره. (٢)

وكذا في فتاوى محمودية: (٣)

کفن سے کپڑا بچا کر امام کے لئے مصلے بنانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ کفن سے کپڑا بچا کر امام کے لئے مصلے بناتے ہیں اس عمل کا شرعاً کیا حکم ہے؟

سوال: کفن دفن وغیرہ کے سامان میں سے اگر کچھ کپڑا وغیرہ بچ جائے تو وہ یونہی کسی کو دے دینا یا ضائع کرنا جائز نہیں، اگر وہ کپڑا میت کے ترکہ سے لیا گیا تھا تب تو اسے ترکہ ہی میں رکھنا واجب ہے، تاکہ شریعت کے مطابق ترکہ کی تقسیم میں وہ بچا ہوا سامان بھی شامل ہو جائے، اور اگر کسی اور شخص نے اپنی طرف سے کفن کا بندوبست کیا تھا تو بچا ہوا سامان اسی کو واپس کر دیا جائے۔ کفن سے کپڑا بچا کر امام کے لئے مصلے بنانا شرعاً ناجائز ہے، یہ غلط رسم اور بدعت ہے، کیونکہ امام کو کفن میں سے حصہ دینا شرعاً مصارف کفن میں داخل نہیں، لہٰذا اس بدعت اور غلط رسم سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

كذا في صحيح البخاري:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ. (٤)

وكذا في فتح الباري:

مَنِ اخْتَرَعَ فِي الدِّينِ مَا لَا يَشْهَدُ لَهُ أَصْلٌ مِنْ أُصُولِهِ فَلَا يُلْتَفَتُ إِلَيْهِ. (٥)

===================

(١) كتاب الصلوة، باب صلوة الجنائز، ٢/ ٢٤٠، ط: سعيد.
(٢) الخامس والعشرون في الجنائز وفيه الشهيد، نوع آخر، ٤/ ٨١، ط: رشيدية.
(٣) باب البدعات والرسومات، ٣/ ٨٧، ط: ادارة الفاروق.
(٤) كتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردودٌ، ١/ ٣٧١ ط: قديمي.
(٥) كتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردودٌ، ٥/ ٩٧٣، ط: قديمي.

وكذا في الهندية:

وَبَقِيَ الْكَفَنُ عَادَ إِلَى التَّرِكَةِ وَلَوْ كَفَّنَهُ أَجْنَبِيٌّ أَوْ قَرِيبُهُ مِنْ مَالِ نَفْسِهِ يَعُودُ إِلَى الْمُكَفِّنِ. [1]

وكذا في رد المحتار:

(وَمُبْتَدِعٌ) أَيْ صَاحِبُ بِدْعَةٍ وَهِيَ اعْتِقَادُ خِلَافِ الْمَعْرُوفِ عَنْ الرَّسُولِ (قَوْلُهُ أَيْ صَاحِبُ بِدْعَةٍ)...

قوله: وهي اعتقاد... ما أحدث على خلاف الحق الملتقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من عمل أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان، وجعل دينا قويما وصراطا مستقيما. [2]

بیمار کی جلد شفایابی کے لئے یا جلد روح نکلنے کے لئے چیلوں کو گوشت پھینکنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین متین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی بیماری سے جلد شفاء یابی کے لئے یا جلد روح نکلنے کے لئے بکرا ذبح کرکے چیلوں کو پھینکنا شرعاً کیسا ہے؟

قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

جواب: واضح رہے کہ حدیث میں آفات اور بیماری سے حفاظت کے لئے مطلق صدقہ اور خیرات کی ترغیب آئی ہے، اور صدقہ بصورت نقد زیادہ افضل ہے یعنی کچھ رقم کسی مسکین کو دے دی جائے یا کسی کار خیر میں لگادی جائے۔

بکرا ذبح کرکے چیل وغیرہ کو ڈالنا اور اس عمل کو لازمی طور پر کرنا جہلاء کا طریقہ ہے ایسی چیزوں کی شریعت میں کوئی اصل نہیں اس لئے اس سے پرہیز کرنا لازم ہے۔

كذا في صحيح البخاري:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ. [3]

وكذا في مشكوة المصابيح:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «بَادِرُوا بِالصَّدَقَةِ فَإِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا». رَوَاهُ رَزِينٌ. [4]

===================

[1] كتاب الصلوة، الفصل الثالث في التكفين، ١/ ١٦٢، ط: رشيدية.

[2] كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب البدعة خمسة أقسام، ١/ ٥٦٠، ط: سعيد.

[3] كتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردودٌ، ١/ ٣٧١، ط: قديمي.

[4] كتاب الزكاة، باب الإنفاق، الفصل الثالث، ١/ ١٦٧، ط: الحسن.

وكذا في المرقاة:

الْبِدْعَةُ كُلُّ شَيْءٍ عُمِلَ عَلَى غَيْرِ مِثَالٍ سَبَقَ، وَفِي الشَّرْعِ إِحْدَاثُ مَا لَمْ يَكُنْ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (١)

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَدَفْعُ الْقِيمَةِ) أَيِ الدَّرَاهِمِ (أَفْضَلُ مِنْ دَفْعِ الْعَيْنِ عَلَى الْمَذْهَبِ) الْمُفْتَى بِهِ جَوْهَرَةٌ وَبَحْرٌ عَنِ الظَّهِيرِيَّةِ وَهَذَا فِي السَّعَةِ، أَمَّا فِي الشِّدَّةِ فَدَفْعُ الْعَيْنِ أَفْضَلُ كَمَا لَا يَخْفَى. (قَوْلُهُ: أَيِ الدَّرَاهِمِ) ربما يشعر أنها المرادة بالقيمة مع أن القيمة تكون أيضا من الفلوس والعروض كما في البدائع والجوهرة، ولعله اقْتَصَرَ عَلَى الدَّرَاهِمِ تَبَعًا لِلزَّيْلَعِيِّ لِبَيَانِ أَنَّهَا الْأَفْضَلُ عِنْدَ إِرَادَةِ دَفْعِ الْقِيمَةِ؛ لِأَنَّ الْعِلَّةَ فِي أَفْضَلِيَّةِ الْقِيمَةِ كَوْنُهَا أَعْوَنَ عَلَى دَفْعِ حَاجَةِ الْفَقِيرِ لِاحْتِمَالِ أَنَّهُ يَحْتَاجُ غَيْرَ الْحِنْطَةِ مَثَلًا مِنْ ثِيَابٍ وَنَحْوِهَا بِخِلَافِ دَفْعِ الْعُرُوضِ، وَعَلَى هَذَا فَالْمُرَادُ بِالدَّرَاهِمِ مَا يَشْمَلُ الدَّنَانِيرَ تَأَمَّلْ. (٢)

وكذا في الاعتصام للشاطبي:

الْبِدْعَةُ إِذَنْ عِبَارَةٌ عَنْ: طَرِيقَةٍ فِي الدِّينِ مُخْتَرَعَةٍ، تُضَاهِي الشَّرْعِيَّةَ يُقْصَدُ بِالسُّلُوكِ عَلَيْهَا الْمُبَالَغَةُ فِي التَّعَبُّدِ لِلَّهِ سُبْحَانَهُ. (٣)

نوافل کے بعد مقتدیوں کا امام کے ساتھ مل کر اجتماعی دعا کرنا

سوال: دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ نوافل کے بعد مقتدی حضرات کا امام کے ساتھ مل کر اجتماعی دعا کرتے ہیں یہ فعل شرعاً کیسا ہے؟ بینوا بالدلائل الشريعة.

جواب: واضح رہے کہ سنت اور نوافل کے بعد اجتماعی دعا مانگنا نہ تو حدیث سے ثابت ہے اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے بلکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل تو یہ تھا کہ وہ فرض نماز پڑھ کر سنتیں اور نوافل اپنے اپنے گھروں میں جا کر ادا کرتے تھے اور درست طریقہ بھی یہ ہے کہ جس طرح سنتیں اور نوافل الگ الگ پڑھے جاتے ہیں اسی طرح اس کے بعد دعا بھی الگ الگ مانگی جائے، لہٰذا اجتماعی طور پر نفل کے بعد دعا مانگنا اور نہ مانگنے والوں پر لعن طعن کرنا یہ بدعت ہے اس کا ترک لازم اور ضروری ہے۔

---

(١) باب الاعتصام بالكتاب والسنة، ١/ ٢١٦، ط: امدادية.

(٢) كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ٢/ ٣٦٦، ط: سعيد.

(٣) الباب الأول في تعريف البدع، ١/ ٣٦- ٣٧، ط: دار المعرفة.

کما في صحيح البخاري:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ، وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ المَغْرِبِ، وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ العِشَاءِ، وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الجُمُعَةِ، فَأَمَّا المَغْرِبُ وَالعِشَاءُ فَفِي بَيْتِهِ.

وكذا في صحيح البخاري:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ.[۱]

وكذا في الصحيح لمسلم:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.[۲]

وكذا في فتح الباري:

مَنِ اخْتَرَعَ فِي الدِّينِ مَا لَا يَشْهَدُ لَهُ أَصْلٌ مِنْ أُصُولِهِ فَلَا يُلْتَفَتُ إِلَيْهِ.[۳]

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَمُبْتَدِعٌ) أَيْ صَاحِبُ بِدْعَةٍ وَهِيَ اعْتِقَادُ خِلَافِ الْمَعْرُوفِ عَنْ الرَّسُولِ (قَوْلُهُ أَيْ صَاحِبُ بِدْعَةٍ) ... قوله: وهي اعتقاد... ما أحدث على خلاف الحق الملتقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من عمل أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان، وجعل ينا قويما وصراطا مستقيما.[٤]

نمازوں کے بعد مصافحہ کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عام نمازوں کے بعد مصافحہ کرنے کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟

جواب: واضح رہے کہ شریعت نے مصافحہ کے لئے ابتدائی ملاقات کا وقت تجویز کیا ہے کسی بھی نماز کے بعد کا وقت مصافحہ

---

[۱] كتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردودٌ، ۱/ ۳۷۱، ط: قديمي.

[۲] كتاب الجمعة، ۱/ ۲۸٤- ۲۸۵، ط: قديمي.

[۳] كتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردودٌ، ٥/ ۳۷۹، ط: قديمي.

[٤] كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب البدعة خمسة أقسام، ۱/ ٥٦٠، ط: سعيد.

وملاقات کے لئے متعین کرنا غلط ہے کیونکہ نمازوں کے بعد مصافحہ کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت نہیں اس لئے اس سے اجتناب لازم اور ضروری ہے۔

كذا في سنن الترمذي:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَتَفَرَّقَا.[۱]

وكذا في مرقاة المفاتيح:

فَإِنَّ مَحَلَّ الْمُصَافَحَةِ الْمَشْرُوعَةِ أَوَّلُ الْمُلَاقَاةِ، وَقَدْ يَكُونُ جَمَاعَةٌ يَتَلَاقَوْنَ مِنْ غَيْرِ مُصَافِحَةٍ وَيَتَصَاحَبُونَ بِالْكَلَامِ وَمُذَاكَرَةِ الْعِلْمِ وَغَيْرِهِ مُدَّةً مَدِيدَةً، ثُمَّ إِذَا صَلَّوْا يَتَصَافَحُونَ، فَأَيْنَ هَذَا مِنَ السُّنَّةِ الْمَشْرُوعَةِ، وَلِهَذَا صَرَّحَ بَعْضُ عُلَمَائِنَا بِأَنَّهَا مَكْرُوهَةٌ حِينَئِذٍ، وَأَنَّهَا مِنَ الْبِدَعِ الْمَذْمُومَةِ. [۲]

وكذا في رد المحتار:

وَنَقَلَ فِي تَبْيِينِ الْمَحَارِمِ عَنِ الْمُلْتَقَطِ أَنَّهُ تُكْرَهُ الْمُصَافَحَةُ بَعْدَ أَدَاءِ الصَّلَاةِ بِكُلِّ حَالٍ، لِأَنَّ الصَّحَابَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ مَا صَافَحُوا بَعْدَ أَدَاءِ الصَّلَاةِ، وَلِأَنَّهَا مِنْ سُنَنِ الرَّوَافِضِ اهـ ثُمَّ نَقَلَ عَنِ ابْنِ حَجَرٍ عَنِ الشَّافِعِيَّةِ أَنَّهَا بِدْعَةٌ مَكْرُوهَةٌ لَا أَصْلَ لَهَا فِي الشَّرْعِ، وَأَنَّهُ يُنَبَّهُ فَاعِلُهَا أَوَّلًا وَيُعَزَّرُ ثَانِيًا ثُمَّ قَالَ: وَقَالَ ابْنُ الْحَاجِّ مِنَ الْمَالِكِيَّةِ فِي الْمَدْخَلِ إِنَّهَا مِنَ الْبِدَعِ، وَمَوْضِعُ الْمُصَافَحَةِ فِي الشَّرْعِ، إِنَّمَا هُوَ عِنْدَ لِقَاءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ لَا فِي أَدْبَارِ الصَّلَوَاتِ فَحَيْثُ وَضَعَهَا الشَّرْعُ يَضَعُهَا فَيُنْهَى عَنْ ذَلِكَ وَيُزْجَرُ فَاعِلُهُ لِمَا أَتَى بِهِ مِنْ خِلَافِ السُّنَّةِ. [۳]

وفيه أيضا:

وَقَدْ صَرَّحَ بَعْضُ عُلَمَائِنَا وَغَيْرُهُمْ بِكَرَاهَةِ الْمُصَافَحَةِ الْمُعْتَادَةِ عَقِبَ الصَّلَوَاتِ مَعَ أَنَّ الْمُصَافَحَةَ سُنَّةٌ، وَمَا ذَاكَ إِلَّا لِكَوْنِهَا لَمْ تُؤْثَرْ فِي خُصُوصِ هَذَا الْمَوْضِعِ، فَالْمُوَاظَبَةُ عَلَيْهَا فِيهِ تُوهِمُ الْعَوَامَّ بِأَنَّهَا سُنَّةٌ فِيهِ، وَلِذَا مَنَعُوا عَنِ الِاجْتِمَاعِ لِصَلَاةِ الرَّغَائِبِ الَّتِي أَحْدَثَهَا بَعْضُ الْمُتَعَبِّدِينَ لِأَنَّهَا لَمْ تُؤْثَرْ عَلَى هَذِهِ الْكَيْفِيَّةِ فِي تِلْكَ اللَّيَالِي الْمَخْصُوصَةِ وَإِنْ كَانَتِ الصَّلَاةُ خَيْرَ مَوْضُوعٍ. [٤]

---

[۱] أبواب الآداب، باب ما جاء في المصافحة، ۲/ ۱۰۲، ط: قديمي.

[۲] كتاب الآداب، باب المصافحة والمعانقة، ۹/ ۷٤، ط: إمدادية.

[۳] كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره، ٦/ ۳۸۱، ط: سعيد.

[٤] باب صلاة الجنائز، مطلب في دفن الميت، ۲/ ۲۳۵، ۲۳٦، ط: سعيد.

کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ خوانی اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ خوانی کرنا اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا کیسا ہے؟

بینوا بالدلائل الشرعية بارك الله في علمكم وعملكم.

جواب: واضح رہے کہ کسی چیز کو دین، ثواب، قربت سمجھ کر کرنا اس وقت درست ہوگا جب وہ چیز ادلہ شرعیہ سے ثابت ہو جس چیز کا ثبوت ادلہ شرعیہ سے نہ ہو اس کو دین، ثواب سمجھ کر کرنا بدعت ہے۔

سوال میں ذکر کردہ صورت کا ادلہ شرعیہ سے کوئی ثبوت نہیں ہے اس لئے ثواب سمجھ کر التزام واہتمام کے ساتھ دعا کا یہ طریقہ اختیار کرنا شرعا جائز نہیں اس سے بچنا لازمی ہے۔

كما في الصحيح البخاري:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ.(١)

وكذا في الصحيح لمسلم:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرَ الْهُدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.(٢)

كذا في فتح الباري:

مَنِ اخْتَرَعَ فِي الدِّينِ مَا لَا يَشْهَدُ لَهُ أَصْلٌ مِنْ أُصُولِهِ فَلَا يُلْتَفَتُ إِلَيْهِ.(٣)

كما في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَمُبْتَدِعٌ) أَيْ صَاحِبُ بِدْعَةٍ وَهِيَ اعْتِقَادُ خِلَافِ الْمَعْرُوفِ عَنْ الرَّسُولِ (قَوْلُهُ أَيْ صَاحِبُ بِدْعَةٍ)...

قوله: وهي اعتقاد... ما أحدث على خلاف الحق الملتقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من عمل أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان، وجعل دينا قويما وصراطا مستقيما.(٤)

====================

(١) كتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردودٌ، ١/ ٣٧١، ط: قديمي.

(٢) كتاب الجمعة، ١/ ٢٨٤- ٢٨٥، ط: قديمي.

(٣) كتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردودٌ، ٥/ ٣٧٩، ط: قديمي.

(٤) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب البدعة خمسة أقسام، ١/ ٥٦٠، ط: سعيد.

ماہ محرم میں حلیم اور شربت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ دس (۱۰) محرم کے دن اکثر سنی حضرات کے گھروں میں بھی حلیم اور شربت کا اہتمام ہوتا ہے تو کیا اس کا استعمال درست ہے جب کہ یہ اطمینان ہو کہ یہ نیاز نہیں ہے۔

جواب: دس محرم کو حلیم پکانا یا شربت کا اہتمام کرنا روافض اور بدعتیوں کا طریقہ ہے، اس لئے اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے تاکہ ان کے ساتھ مشابہت لازم نہ آئے۔

كما في صحيح مسلم:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ.(۱)

وكذا في ابن ماجة:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ شَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. (۲)

وكذا في صحيح مسلم:

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ وَخَيْرَ الْهُدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ». (۳)

وكذا في المرقاة:

(مُحْدَثَاتُهَا): بِفَتْحِ الدَّالِ يَعْنِي الْبِدَعَ الِاعْتِقَادِيَّةَ وَالْقَوْلِيَّةَ وَالْفِعْلِيَّةَ (وَكُلَّ بِدْعَةٍ) قَالَ النَّوَوِيُّ: الْبِدْعَةُ كُلُّ شَيْءٍ عُمِلَ عَلَى غَيْرِ مِثَالٍ سَبَقَ، وَفِي الشَّرْعِ إِحْدَاثُ مَا لَمْ يَكُنْ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللهُ: مَا أُحْدِثَ مِمَّا يُخَالِفُ الْكِتَابَ أَوِ السُّنَّةَ أَوِ الْأَثَرَ أَوِ الْإِجْمَاعَ فَهُوَ ضَلَالَةٌ. (٤)

وكذا في فتاوى البزازية:

ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع والأعياد اهـ. (٥)

---

(۱) كتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور، ۲/ ۷۷، ط: قديمي.

(۲) المقدمة، باب اجتناب البدع والجدل، ۱/ ٦، ط: قديمي.

(۳) كتاب الجمعة، ۱/ ۲۸٤- ۲۸٥، ط: قديمي.

(٤) كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول، ۱/ ۲۱٦، ط: إمدادية.

(٥) كتاب الصلاة، الفصل الخامس والعشرون في الجنائز، كتاب الجنائز، ۱/ ۷۳، ط: قديمي.

جمعہ اور عیدین کے بعد مصافحہ اور معانقہ کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ مصافحہ کب سنت ہے اور جمعہ اور عیدین کی نمازوں کے بعد مصافحہ اور معانقہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: مصافحہ ابتدائی ملاقات کے وقت کرنا سنت ہے جمعہ اور عیدین کے بعد مصافحہ اور معانقہ کرنے کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور اس کا التزام بدعت ہے۔

كذا في سنن أبي داود:

عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ، فَيَتَصَافَحَانِ إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقَا. (١)

وكذا في المرقاة:

فَإِنَّ مَحَلَّ الْمُصَافَحَةِ الْمَشْرُوعَةِ أَوَّلُ الْمُلَاقَاةِ، وَقَدْ يَكُونُ جَمَاعَةٌ يَتَلَاقَوْنَ مِنْ غَيْرِ مُصَافَحَةٍ وَيَتَصَاحَبُونَ بِالْكَلَامِ وَمُذَاكَرَةِ الْعِلْمِ وَغَيْرِهِ مُدَّةً مَدِيدَةً، ثُمَّ إِذَا صَلَّوْا يَتَصَافَحُونَ، فَأَيْنَ هَذَا مِنَ السُّنَّةِ الْمَشْرُوعَةِ، وَلِهَذَا صَرَّحَ بَعْضُ عُلَمَائِنَا بِأَنَّهَا مَكْرُوهَةٌ حِينَئِذٍ، وَأَنَّهَا مِنَ الْبِدَعِ الْمَذْمُومَةِ. (٢)

وكذا في رد المحتار:

اعْلَمْ أَنَّ الْمُصَافَحَةَ مُسْتَحَبَّةٌ عِنْدَ كُلِّ لِقَاءٍ، وَأَمَّا مَا اعْتَادَهُ النَّاسُ مِنْ الْمُصَافَحَةِ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ، فَلَا أَصْلَ لَهُ فِي الشَّرْعِ عَلَى هَذَا الْوَجْهِ... لِأَنَّ الصَّحَابَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ مَا صَافَحُوا بَعْدَ أَدَاءِ الصَّلَاةِ، وَلِأَنَّهَا مِنْ سُنَنِ الرَّوَافِضِ... وَمَوْضِعُ الْمُصَافَحَةِ فِي الشَّرْعِ، إِنَّمَا هُوَ عِنْدَ لِقَاءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ لَا فِي أَدْبَارِ الصَّلَوَاتِ. (٣)

میت کو قبرستان لے جاتے وقت کلمہ شہادت پر ابھارنا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میت کو قبرستان لے جاتے وقت راستے میں کلمہ شہادت کہہ کر لوگوں کو بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھنے پر ابھارنا شرعاً کیسا ہے؟

---

(١) كتاب الأدب، باب في المصافحة، ٢/٣٦١، ط: حقانية.

(٢) كتاب الأدب، باب المصافحة، ٩/٧٤، ط: امدادية.

(٣) كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره، ٦/ ٣٨١، ط: سعيد.

جواب: میت کو قبرستان لے جاتے وقت کلمہ شہادت کہہ کر دوسروں کو کلمہ پڑھنے پر ابھار نادرست نہیں، بدعت ہے، اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے، البتہ اگر کوئی چاہے تو دل ہی دل میں ذکر کرلے۔

كما في الدر المختار:

كُرِهَ فِيهَا رَفْعُ صَوْتٍ بِذِكْرٍ أَوْ قِرَاءَةٍ فَتْحٌ.

وكذا في رد المحتار:

وَيَنْبَغِي لِمَنْ تَبِعَ الْجَنَازَةَ أَنْ يُطِيلَ الصَّمْتَ. وَفِيهِ عَنْ الظَّهِيرِيَّةِ: فَإِنْ أَرَادَ أَنْ يَذْكُرَ اللَّهَ تَعَالَى يَذْكُرُهُ فِي نَفْسِهِ لقوله تعالى: إِنَّهُ لا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ، أَيْ الْجَاهِرِينَ بِالدُّعَاءِ. وَعَنْ إبْرَاهِيمَ أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَمْشِي مَعَهَا اسْتَغْفِرُوا لَهُ غَفَرَ اللَّهُ لَكُمْ. (۱)

وكذا في البحر: (۲)

وكذا في التاتارخانية: (۳)

وكذا في فتاوى حقانية: (٤)

وكذا في فتاوى محمودية: (٥)

سالگرہ کی شرعی حیثیت کیا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ سالگرہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: سالگرہ منانا یہ ایک غیر شرعی رسم ہے جو انگریزوں کی ایجاد کردہ ہے، خیر القرون میں اس کا کوئی ثبوت نہیں، لہٰذا مسلمانوں کو غیر مسلموں کی ایجاد کردہ اس رسم بد سے مکمل احتراز کرنا چاہئے، نیز سالگرہ منانے میں غیر مسلموں سے مشابہت بھی ہے اور غیر مسلموں کی مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں۔

ماخوذ از (فتاوی حقانیہ: كتاب البدعة والرسوم، ۲/ ۷۴) (فتاوی محمودیہ: باب البدعة والرسوم، ۳/۱۷۹) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: رسومات، ۲/ ۵۱۸) (کتاب الفتاوی: كتاب الإيمان، بدعات اور رسومات کا بیان، ۱/ ۴۰۵)

====================

(۱) باب صلاة الجنائز، مطلب في حمل الميت، ۲/ ۲۳۳، ط: سعيد.

(۲) كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته، ۲/ ۳۳۶، ط: رشيدية.

(۳) الفصل الثاني والثلاثون في الجنائز، نوع آخر من هذا الفصل في حمل الجنازة، ۲/ ۱۱٦، ط: قديمي.

(٤) كتاب الجنائز، ۳/ ٤٥۲، ط: دار العلوم حقانية.

(٥) باب الجنائز، الفصل الرابع في حمل الجنازة، ط: دار الإفتاء الجامعة الفاروقية.

کسی بزرگ کی قبر کا طواف کرنا یا قبر کی مٹی بدن پر ملنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کسی بزرگ کی قبر کا طواف کرنا یا مٹی یا پتھر بدن پر ملنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: انبیاء وصلحاء کی قبور کا طواف خالص بدعت اور حرام ہے کیونکہ طواف عبادت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ انبیاء کی قبور کو عبادت گاہ بنایا جائے اور شریعت میں طواف جیسی عبادت صرف بیت اللہ کے ساتھ خاص ہے اس لئے اس سے اجتناب ضروری ہے اسی طرح قبر کی مٹی یا پتھر اس نیت سے بدن پر ملنا کہ اس صاحب قبر کی وجہ سے شفا ملے گی جائز نہیں بلکہ شرک اور بدعت ہے ایسے منکرات کے ارتکاب سے اپنے ایمان کو خطرے میں ڈالنے سے بچانا لازم ہے۔

قال الله تبارك وتعالى في القرآن المجيد:

وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ إلخ. (الحج: ۲۹)

وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ. (الشعراء: ۸۰)

وكذا في صحيح البخاري:

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: قاتل الله اليهود اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد.(۱)

وكذا في السنن لأبي داود:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تجعلوا بيوتكم قبورا، ولا تجعلوا قبري عيدا.(۲)

وكذا في الهندية:

الطِّينُ الَّذِي يُحْمَلُ مِنْ مَكَّةَ وَيُسَمَّى طِينَ حَمْزَةَ هَلْ الْكَرَاهِيَةُ فِيهِ كَالْكَرَاهِيَةِ فِي أَكْلِ الطِّينِ عَلَى مَا جَاءَ فِي الْحَدِيثِ... الْكَرَاهِيَةُ فِي الْجَمِيعِ مُتَّحِدَةٌ.(۳)

وكذا في البناية:

وقال أبو موسى الحافظ الأصبهاني قال: الفقهاء الخراسانيون: لا يمسح القبر، ولا يقبله، ولا يمسه، فإن كل ذلك من عادة النصارى، قال: وما ذكروه صحيح. وقال الزعفراني: لا يستلم القبر بيده ولا يقبله، قال:

==================

(۱) كتاب الصلاة، باب الصلاة في البيعة، ۱/ ۶۲، ط: قديمي.

(۲) كتاب المناسك، باب زيارة القبور، ۱/ ۲۸۶، ط: حقانية.

(۳) كتاب الكراهية، الباب الحادي عشر في الكراهية في أكل ما يتصل به، ۵/ ۳۴۰- ۳۴۱، ط: رشيدية.

وعلى هذا مضت السنة، وما يفعله العوام الآن من البدع المنكرة شرعا. (١)

قبروں کو بوسہ دینے کا حکم

سوال: علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ اولیاء کرام کی قبروں کو بوسہ دیتے ہیں تو کیا قبروں کو بوسہ دینا جائز ہے؟

جواب: قبر کو بطور تعظیم وتکریم بوسہ دینا گمراہی اور گناہ کبیرہ ہے اس لئے کہ یہ غیر مسلموں کا طریقہ ہے لہٰذا اس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

كما في الدر المختار:

(وَكَذَا) مَا يَفْعَلُونَهُ مِنْ (تَقْبِيلِ الْأَرْضِ بَيْنَ يَدَيْ الْعُلَمَاءِ) وَالْعُظَمَاءِ فَحَرَامٌ وَالْفَاعِلُ وَالرَّاضِي بِهِ آثِمَانِ لِأَنَّهُ يُشْبِهُ عِبَادَةَ الْوَثَنِ وَهَلْ يَكْفُرَانِ: عَلَى وَجْهِ الْعِبَادَةِ وَالتَّعْظِيمِ كُفْرٌ وَإِنْ عَلَى وَجْهِ التَّحِيَّةِ لَا وَصَارَ آثِمًا مُرْتَكِبًا لِلْكَبِيرَةِ. (٢)

وكذا في الهندية:

وَلَا يَمْسَحُ الْقَبْرَ وَلَا يُقَبِّلُهُ فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَادَةِ النَّصَارَى وَلَا بَأْسَ بِتَقْبِيلِ قَبْرِ وَالِدَيْهِ كَذَا فِي الْغَرَائِبِ. (٣)

وكذا في البحر:

وَمَا يَفْعَلُهُ الْجُهَّالُ مِنْ تَقْبِيلِ يَدِ نَفْسِهِ إذَا لَقِيَ غَيْرَهُ فَمَكْرُوهٌ، وَمَا يَفْعَلُهُ مِنْ السُّجُودِ بَيْنَ يَدَيْ السُّلْطَانِ فَحَرَامٌ وَالْفَاعِلُ وَالرَّاضِي بِهِ آثِمَانِ لِأَنَّهُ أَشْبَهُ بِعَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَذَكَرَ الصَّدْرُ الشَّهِيدُ أَنَّهُ لَا يُكَفَّرُ بِهَذَا السُّجُودِ؛ لِأَنَّهُ يُرِيدُ بِهِ التَّحِيَّةَ. (٤)

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

ويكره تقبيل التابوت الذي يجعل على القبر، وتقبيل القبر واستلامه، وتقبيل الأعتاب عند الدخول لزيارة الأولياء، فإن هذا كله من البدع التي ارتكبها الناس. (٥)

---

(١) باب الجنائز، فصل في الدفن، ٣/٥٤١، حقانية.

(٢) كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره، ٦/ ٣٨٣، ط: سعيد.

(٣) كتاب الكراهية، الباب السادس عشر في زيارة القبور، ٥/ ٣٥١، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الكراهية، فصل في الاستبراء وغيره، ٨/ ٣٦٤، ط: رشيدية..

(٥) المبحث الثامن صلاة الجنازة، الفرض الرابع دفن الميت، حكم زيارة القبور، ٢/ ١٥٧١، ط: طهران ايران.

وکذا في البناية:

وأما تقبيل الأرض بين يدي العلماء وغيرهم، قالوا: إنه حرام لا إشكال فيه والفاعل والراضي به كذلك آثم؛ لأنه يشبه عبادة الوثن. وفي شرح الطحاوي: وأما ما يفعله الجهال. (۱)

بزرگوں کی قبروں کا طواف کرنا یا بوسہ لینے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کسی بزرگ کی قبر کا طواف کرنا یا بوسہ لینا یا ہاتھ لگا کر چومنا شرعا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کسی بزرگ کی قبر کا بوسہ لینا یا ہاتھ لگا کر چومنا یہ سب امور ناجائز اور بدعات قبیحہ ہیں، اسی طرح قبر کا طواف کرنا بھی حرام ہے کیونکہ طواف ایسی عبادت ہے جو صرف بیت اللہ کے ساتھ خاص ہے، ان تمام امور سے بچنالازم ہے۔

کما في صحيح البخاري:

إن عائشة وعبد الله بن عباس رضي الله عنهم قالا: لما نُزِ ل برسول الله صلى الله عليه وسلم طفق يَطرحُ خميصة له على وجهه فإذا اغتمّ بها كشفها عن وجهه فقال وهو كذلك لعنة الله على اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد يُحذر ما صَنعوا. (۲)

وکذا في الهندية:

وَلَا يَمْسَحُ الْقَبْرَ وَلَا يُقَبِّلُهُ فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَادَةِ النَّصَارَى وَلَا بَأْسَ بِتَقْبِيلِ قَبْرِ وَالِدَيْهِ. (۳)

وکذا في البناية:

وقال أبو موسى الحافظ الأصبهاني قال: الفقهاء الخراسانيون: لا يمسح القبر، ولا يقبله، ولا يمسه، فإن كل ذلك من عادة النصارى، قال: وما ذكروه صحيح. وقال الزعفراني: لا يستلم القبر بيده ولا يقبله، قال: وعلى هذا مضت السنة، وما يفعله العوام الآن من البدع المنكرة شرعا. (٤)

وكذا في فتاوى حقانية: (٥)

==================

(۱) كتاب الكراهة، ١٤، ٥٤١، ط: حقانية.

(۲) كتاب الصلاة، باب الصلاة في البيعة، ١/ ٦٢، ط: قديمي.

(۳) كتاب الكراهية، الباب السادس عشر في زيارة القبور وقراءة القرآن في المقابر، ٥/ ٣٥١، ط: رشيدية.

(٤) باب الجنائز، فصل في الدفن، ٣/ ٥٤١، ط: حقانية.

(٥) كتاب العقائد والإيمان، ١/ ١٨٧، ط: دار العلوم حقانية.

وكذا في نجم الفتاوى: [١]

یارسول اللہ یا محمد کہنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ یارسول اللہ اور یا محمد کہنا شرعاجائز ہے یانہیں؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یا محمد کے الفاظ استعمال کرنا بے ادبی ہے اس لئے اس سے اجتناب کرنا چاہئے، اگر ان الفاظ کے کہنے میں مشکل کشا ہونے کا عقیدہ یا حاضر وناظر ہونے کا عقیدہ ہو تو یہ شرک ہے۔

اسی طرح اگر "یارسول اللہ" سے کسی بد عقیدگی کا شبہ ہو تو تب بھی جائز نہیں ہے، اس لئے عوام کے لئے اس طرح کے الفاظ سے بچنا ہی بہتر ہے، البتہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کے موقع پر باادب انداز میں الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہنے کی شرعاً اجازت ہے۔

قال الله تعالى:

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا. (النور: ٦٣)

وكذا في روح المعاني:

عن ابن عباس قال: كانوا يقولون: يا محمد يا أبا القاسم فنهاهم الله تعالى عن ذلك بقوله سبحانه: ''لا تَجْعَلُوا'' الآية إعظاما لنبيه صلّى الله عليه وسلّم فقالوا: يا نبي الله يا رسول الله، وروي نحو هذا عن قتادة والحسن وسعيد بن جبير ومجاهد وفي أحكام القرآن للسيوطي أن في هذا النهي تحريم ندائه صلّى الله عليه وسلّم باسمه. والظاهر استمرار ذلك بعد وفاته إلى الآن. [٢]

وكذا في أحكام القرآن للتهانوي:

وما يرى على باب بعض المساجد ''يا محمد'' فهو ذنب عظيم لاعتياد الناس في ذلك غير عظيم الناس ولإهانته الناس في الناس هكذا. [٣]

وفي تفسير الكبير:

وَثَانِيهَا: لَا تُنَادُوهُ كَمَا يُنَادِي بَعْضُكُمْ بَعْضًا يَا مُحَمَّدُ. [٤]

==================

[١] كتاب العقائد، ١/ ١٥٨، ط: ياسين القرآن.

[٢] سورة النور: آیت نمبر ٦٣ کے تحت، ٥٦٤/١٨، ط: دار الإحياء التراث العربي.

[٣] سورة النور آیت نمبر ٦٣ کے تحت، ١٦/ ٢٦٨، ط: أشرف التحقيق.

[٤] سورة النور، ٢٤/ ٤٢٥، ط: علوم اسلامية.

وكذا في فتاوى محمودية: (۱)

وكذا أيضا في فتاوى عثماني: (۲)

وكذا في فتاوى رشيدية: (۳)

وأيضا هكذا في عزيز الفتاوى: (٤)

وكذا في فتاوى رحيمية: (٥)

مزار پر اجتماعی قرآن خوانی کرنا

سوال: کسی بزرگ کے مزار پر اجتماعی قرآن خوانی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کسی بزرگ کے مزار پر اجتماعی قرآن خوانی کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ سلف میں سے کسی سے ثابت نہیں ہے لہٰذا اس سے بچنا چاہئے، اگر کوئی قرآن خوانی کے لئے اہتمام والتزام کرے تو یہ ناجائز ہے اور بدعت ہے، انفرادی طور پر کسی کی قبر پر قرآن کریم پڑھ کر ایصال ثواب کرنا سب سے مناسب صورت ہے۔

كما في صحيح البخاري:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ. (٦)

وكذا في الهندية:

قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ عِنْدَ الْقُبُورِ عِنْدَ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى لَا تُكْرَهُ وَمَشَايِخُنَا رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى أَخَذُوا بِقَوْلِهِ وَهَلْ يَنْتَفِعُ وَالْمُخْتَارُ أَنَّهُ يَنْتَفِعُ، هَكَذَا فِي الْمُضْمَرَاتِ. (٧)

---

(۱) باب استملاء بغير الله، ۱/ ۳٦٥، ط: ادارة الفاروق.

(۲) كتاب العقائد، ۱/ ٥۳، ط: معارف القرآن.

(۳) كتاب الإيمان والكفر، ۱/ ۲۸، ط: إشاعت.

(٤) كتاب السنة والبدعة، ۱/ ۱۲۹، ط: دار الإشاعت.

(٥) كتاب السنة والبدعة، ۲/ ۱۰۸، ط: دار الإشاعت.

(٦) كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، ۱/ ۳۷۱، ط: قديمي.

(۷) باب الجنائز، الفصل السادس، ۱/ ۱۸۳، ط: قديمي.

وكذا في الشامية:

قُلْت: وَهَلْ تَنْتَفِي الْكَرَاهَةُ بِالْجُلُوسِ فِي الْمَسْجِدِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ حَتَّى إذَا فَرَغُوا قَامَ وَلِيُّ الْمَيِّتِ وَعَزَّاهُ النَّاسُ كَمَا يُفْعَلُ فِي زَمَانِنَا الظَّاهِرُ؟ لَا لِكَوْنِ الْجُلُوسِ مَقْصُودًا لِلتَّعْزِيَةِ لَا الْقِرَاءَةِ وَلَا سِيَّمَا إذَا كَانَ هَذَا الِاجْتِمَاعُ وَالْجُلُوسُ فِي الْمَقْبَرَةِ فَوْقَ الْقُبُورِ الْمَدْثُورَةِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إلَّا بِاَللَّهِ. (۱)

نماز کے بعد اونچی آواز سے ذکر کرنا یا صلاۃ وسلام پڑھنا

سوال: نماز کے بعد اونچی آواز سے ذکر کرنا اور صلوۃ وسلام پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: ذکر کرنا درود وسلام پڑھنا بڑا ہی ثواب کا کام ہے، ہر مسلمان کو اس کا اہتمام کرنا چاہئے، لیکن آج کل جو بعض جگہوں اور مسجدوں میں نماز کے بعد اونچی آواز سے پڑھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے اور نہ پڑھنے والوں پر نکیر کی جاتی ہے یہ درست نہیں ہے، بلکہ یہ بدعت اور واجب الترک ہے۔

وكذا في سنن النسائي:

أنه سمع عبد الله بن عمرو يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول وصلوا عليّ فإنه من صلى عليّ صلاة صلى الله عليه عليه عشرا. (۲)

وكذا في المرقاة شرح المشكوة:

أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَمَرَهُمْ بِتَرْكِ مَا كَانُوا عَلَيْهِ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّهْلِيلِ وَالتَّكْبِيرِ، وَقَالَ: إِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّهُ مَعَكُمْ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ... وَيُسَنُّ الْإِسْرَارُ فِي سَائِرِ الْأَذْكَارِ أَيْضًا، إِلَّا فِي التَّلْبِيَةِ وَالْقُنُوتِ لِلْإِمَامِ، وَتَكْبِيرِ لَيْلَتَي الْعِيدِ، وَعِنْدَ رُؤْيَةِ الْأَنْعَامِ فِي عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ. (۳)

وكذا في رد المحتار:

عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَرِهَ رَفْعَ الصَّوْتِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَالْجِنَازَةِ وَالزَّحْفِ وَالذِّكْرِ، فَمَا ظَنُّك عِنْدَ الْغِنَاءِ الَّذِي يُسَمُّونَهُ وَجْدًا وَمَحَبَّةً فَإِنَّهُ مَكْرُوهٌ لَا أَصْلَ لَهُ فِي الدِّينِ. (٤)

---

(۱) كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهية الضيافة من أهل الميت: ۲/ ۲٤۱، ط: سعيد.

(۲) كتاب الأذان، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، ۱/ ۱۱۰، ط: قديمي.

(۳) باب الذكر بعد الصلوة، الفصل الأول، ۲/ ۳٥۷، ط: امدادية.

(٤) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ٦/ ۳۹۸، ط: سعيد.

وأيضا فيه:

صَحَّ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ أَخْرَجَ جَمَاعَةً مِنَ الْمَسْجِدِ يُهَلِّلُونَ وَيُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَهْرًا وَقَالَ لَهُمْ: مَا أَرَاكُمْ إِلَّا مُبْتَدِعِينَ..... إِنَّ هُنَاكَ أَحَادِيثَ اقْتَضَتْ طَلَبَ الْجَهْرِ، وَأَحَادِيثَ طَلَبَ الْإِسْرَارِ وَالْجَمْعُ بَيْنَهُمَا بِأَنَّ ذَلِكَ يَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الْأَشْخَاصِ وَالْأَحْوَالِ، فَالْإِسْرَارُ أَفْضَلُ حَيْثُ خِيفَ الرِّيَاءُ أَوْ تَأَذِّي الْمُصَلِّينَ أَوْ النِّيَامِ وَالْجَهْرُ أَفْضَلُ حَيْثُ خَلَا مِمَّا ذُكِرَ. [١]

پیر بخش، علی بخش اور غوث بخش نام رکھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل اس قسم کے نام بہت رکھے جانے لگے ہیں مثلا پیر بخش، علی بخش، غوث بخش وغیرہ، شرعا ایسے نام رکھنا کیسا ہے؟

جواب: پیر بخش، علی بخش اور غوث بخش وغیرہ ایسے نام رکھنا شرعاً درست نہیں ہے، ان ناموں سے شرک کی بُو آتی ہے، اس لئے ایسے نام نہیں رکھنے چاہئیں۔ ناموں کے سلسلے میں سلف صالحین کے ناموں کو دیکھ کر رکھا جائے تو بہتر ہے۔

وكذا في صحيح مسلم:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ عَبْدِي وَأَمَتِي كُلُّكُمْ عَبِيدُ اللهِ، وَكُلُّ نِسَائِكُمْ إِمَاءُ اللهِ، وَلَكِنْ لِيَقُلْ غُلَامِي وَجَارِيَتِي وَفَتَايَ وَفَتَاتِي. [٢]

وكذا في أبي داود:

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُمْ، وَأَسْمَاءِ آبَائِكُمْ، فَأَحْسِنُوا أَسْمَاءَكُمْ. [٣]

وكذا في جامع الترمذي:

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " لَا تُسَمِّي غُلَامَكَ رَبَاحٌ وَلَا أَفْلَحُ وَلَا يَسَارٌ وَلَا نَجِيحٌ. يُقَالُ: أَثَمَّ هُوَ؟ فَيُقَالُ: لَا. [٤]

---

[١] كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ٦/ ٣٩٨، ط: سعيد..

[٢] كتاب الألفاظ من الأدب، أبواب الأدب، ٢/ ٢٣٨، ط: قديمي.

[٣] باب تغيير الاسم، ٢/ ٣٣٤، ط: رحمانية.

[٤] أبواب الأدب، باب ما جاء ما يكره من الأسماء، ٢/ ١١١، ط: قديمي.

وكذا في مرقاة المفاتيح:

ولا يجوز نحو عبد الحارث ولا عبد النبي ولا عبرة بما شاع فيما بين الناس. (۱)

عرس اور برسی کی شرعی حیثیت

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عرس وبرسی کی شریعت مطہرہ میں کیاحیثیت ہے؟

جواب: شریعت مطہرہ میں مروجہ عرس وبرسی کی کوئی اصل نہیں، اس لئے اس قسم کے رواج وغیرہ کو شریعت سے جوڑنا کسی طرح درست نہیں اور ان کو ترک کرنا لازم ہے۔

كما في البزازية:

ويكره اتخاذ الطعم في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع والأعياد، ونقل الطعام إلى القبر في المواسم واتخاذ الدعوة بقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم أو لقراءة سورة الأنعام والإخلاص إلخ. (۲)

وكذا في البحر:

وَفِي فَتْحِ الْقَدِيرِ وَيُكْرَهُ عِنْدَ الْقَبْرِ كُلَّمَا لَمْ يُعْهَدْ مِنْ السُّنَّةِ وَالْمَعْهُودُ مِنْهَا لَيْسَ إلَّا زِيَارَتُهَا وَالدُّعَاءُ عِنْدَهَا قَائِمًا كَمَا كَانَ يَفْعَلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخُرُوجِ إلَى الْبَقِيعِ. (۳)

وكذا في مجموعة الفتاوى على هامش خلاصة الفتاوى:

جواب: شیخ عبدالحق محدث دہلوی در جامع البرکات می نویسند وآنکہ بعد سالے یا ششماہی یا چہل روز دریں دیار پزند در میان براوران بخش کنند وآنرا بھاجی می گویند چیزے داخل اعتبار نیست بہتر آنست کہ نخورند۔

وكذا في تفسير مظهري: (٤)

دس محرم کو سبیل لگانے کا حکم

سوال: علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ دس محرم الحرام کو سبیل لگانا اور حلیم یا کوئی بھی چیز ہو پکا کر تقسیم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) كتاب الآداب، باب الأسامي، ۸/ ۵۱۳، ط: رشيدية.

(۲) ۱/ ۷۳، كتاب الصلوة، الخامس والعشرون في الجنائز وفيه الشهيد، ط: قديمي.

(۳) ۲/ ۳٤۳، كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته، ط: رشيدية.

(٤) ۲/ ۱۷٦، آل عمران: ٦٤، ط: دار الاشاعت.

جواب: پانی پلانا یا کھانا وغیرہ پکا کر مستحقین کو کھلانا فی نفسہ ثواب کا کام ہے لیکن صرف ماہ محرم کی دس تاریخ کو متعین کرنا اور اس میں زیادہ ثواب کا اعتقاد رکھنا درست نہیں ہے نیز اس میں روافض کی مشابہت بھی ہے اس لئے اس عمل کو چھوڑنا ضروری ہے، اسی طرح پانی، شربت وغیرہ پلانا اور سبیل لگانے سے بھی احتراز لازم ہے۔

كذا في صحيح مسلم وشرحه:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ... وَفِي الرِّوَايَةِ الثَّانِيَةِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ قَالَ أَهْلُ الْعَرَبِيَّةِ الرَّدُّ هُنَا بِمَعْنَى الْمَرْدُودِ وَمَعْنَاهُ فَهُوَ بَاطِلٌ غَيْرُ مُعْتَدٍّ بِهِ وَهَذَا الْحَدِيثُ قَاعِدَةٌ عَظِيمَةٌ مِنْ قَوَاعِدِ الْإِسْلَامِ وَهُوَ مِنْ جَوَامِعِ كَلِمِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ صَرِيحٌ فِي رَدِّ كُلِّ الْبِدَعِ وَالْمُخْتَرَعَاتِ. [1]

وكذا في مجموعة الفتاوى على حاشية خلاصة الفتاوى:

تعزیہ داری در عشرہ محرم یا غیر آں وساختن ضرائح وصورت قبور وعلم تیار کردن دلدل وغیر ذلک ایں ہمہ امور بدعت است نہ در قرن اول بودنہ در قرن ثانی نہ در قرن ثالث۔ [2]

وكذا في الاعتصام لأبي إسحاق الشاطبي:

مِنْهَا: وَضَعُ الْحُدُودِ والْتِزَامُ العبادات الْمُعَيَّنَةِ فِي أَوْقَاتٍ مُعَيَّنَةٍ لَمْ يُوجَدْ لَهَا ذَلِكَ التَّعْيِينُ فِي الشَّرِيعَةِ. [3]

وكذا في كفاية المفتي: [4]

وكذا في فتاوى رشيديه: [5]

حیلہ اسقاط کی شرعی حیثیت

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقے میں یہ طریقہ ہے کہ جب کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کی طرف سے اس کے گھر والے حیلہ اسقاط کرتے ہیں جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جب نماز جنازہ کے لئے صفیں باندھ لی جاتی ہیں تو اس شخص کی قضاء نمازوں اور روزوں وغیرہ کا فدیہ ادا کرنے کی نیت سے پیسے تقسیم کئے جاتے ہیں اور یہ پیسے صفوں میں موجود

==================

(۱) ۲ كتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة، / ۷۷، ط: قديمي.

(۲) كتاب الكراهية، ٤/ ٣٤٤، ط: رشيدية.

(۳) الباب الأول، تعريف البدع وبيان معناها، ١/ ٥٣، ط: دار ابن عفان.

(٤) باب البدعات، ۲/ ۲۸٤، ط: ادارة الفاروق.

(٥) باب البدعات، ص٩٥، ط: اشاعت.

لوگوں کو بطور مالک بنا کر دیئے جاتے ہیں واضح رہے کہ ان لوگوں میں سید اور مالدار لوگ بھی ہوتے ہیں، نیز حیلہ اسقاط نہ کرنے والوں کو برا سمجھا جاتا ہے اور ان کے خلاف باتیں کی جاتی ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ مروجہ حیلہ اسقاط شرعا جائز ہے کہ نہیں؟ برائے کرم دلائل کے ساتھ حکم شرعی کو بیان فرمائیں۔

جواب: واضح رہے کہ حیلہ اسقاط یا دور بعض فقہاء کرام نے مخصوص شرائط کے ساتھ ایسے شخص کے لئے تجویز فرمایا تھا جس کی کچھ نمازیں، روزے وغیرہ اتفاقا فوت ہوگئے ہوں اور قضاء کا موقع نہ ملا ہو اور موت کے وقت وصیت کی ہو لیکن اس کے ترکہ میں اتنا مال نہ ہو جس سے تمام فوت شدہ نماز، روزوں کا فدیہ ادا کیا جا سکے، یہ نہیں کہ اس کے ترکہ میں مال موجود ہو اس کو تو وارث بانٹ کھائیں اور تھوڑے سے پیسے لے کر حیلہ حوالہ کرکے خدا اور مخلوق کو فریب دیں۔

بہر حال جس طرح حیلہ اسقاط کا رواج والتزام آج کل چل پڑا ہے وہ بلا شبہ بہت سے مفاسد پر مشتمل ہونے کی وجہ سے قابل ترک ہے نیز سوال میں حیلہ کی جو صورت مذکور ہے اس میں بھی کئی مفاسد پائے جا رہے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) حیلہ اسقاط کے لئے نماز جنازہ کی صف بندی کے بعد کے وقت کو خاص کیا گیا ہے اس وقت کی تخصیص پر کوئی دلیل نہیں ہے، فقہاء کرام نے بغیر دلیل کے وقت کی تخصیص کو بدعت کہا ہے۔

(۲) حیلہ اسقاط کے اس عمل کی وجہ سے نمازِ جنازہ کی ادائیگی میں تاخیر ہوتی ہے حالانکہ حدیث میں نماز جنازہ کی ادائیگی میں تاخیر کرنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔

(۳) اسقاط کے اس عمل میں عموماجو رقم دی جاتی ہے وہ طیب نفس کے ساتھ نہیں بلکہ رسم ورواج سے مجبور ہو کر دی جاتی ہے بلکہ حدیث میں بغیر طیب نفس کے کسی کے مال کے لینے کی ممانعت آئی ہے۔

(۴) حیلہ اسقاط کے اس عمل میں یہ خرابی بھی ہے کہ اس میں فدیہ کی رقم سید اور مالداروں کو بھی دی جاتی ہے حالانکہ وہ اس کا مصرف نہیں ہیں۔

(۵) اسقاط نہ کرنے والوں کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے حالانکہ فقہائے کرام رحمہم اللہ نے مستحب کام پر بھی نکیر کرنے کو مکروہ تحریمی لکھا ہے جبکہ یہ عمل تو سرے سے ہے ہی نہیں، تو اس پر اصرار اور نکیر کرنا انتہائی قبیح عمل ہے۔

بہر حال مروجہ حیلہ اسقاط چونکہ کئی مفاسد پر مشتمل ہے لہذا اس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

كذا في جامع الترمذي:

عن علي بن أبي طالب أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال له: يا علي ثلاث لا تؤخرها، الصلاة إذا آنت والجنازة إذا حضرت والأيم إذا وجدت لها كفوًا.[1]

[1] أبواب النكاح، باب ما جاء في تعجيل الجنازة، ١/ ٢٠٦، ط: سعيد.

وكذا في رسائل ابن عابدين:

ولو مات وعليه صلوات فائتة وأوصى بالكفارة يعطي لكل صلوة نصف صاع من بر كالفطرة وكذا حكم الوتر والصوم وإنما يعطى من ثلث ماله ولو لم يترك مالا يستقرض وإرثه نصف صاع مثلا ويدفعه ثم يدفعه الفقير للوارث ثم وثم حتى يتم.[۱]

وكذا في صحيح البخاري:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ.[۲]

وكذا في الاعتصام:

ومنها (أي من البدعة) التزم الكيفيات والهيئات والمعينة كالذي بهيأة الاجتماع على صوت واحد (إلى أن قال) ومنها التزم العبادات في أوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعيين في الشريعة..... المطلقات التي لم يثبت بدليل الشرع تقييدها رأى في التشريع.[۳]

وكذا في منحة الخالق على هامش البحر:

يَجْمَعُ الْوَارِثُ عَشَرَةَ رِجَالٍ لَيْسَ فِيهِمْ غَنِيٌّ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ.[٤]

وكذا في مسند أحمد:

وَعَن أبي حرَّة الرقاشِي عَن عَمه... قَالَ: ثم قال: اسمعوا مني تعيشوا ألا تَظْلِمُوا إنه لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ إِلَّا بِطِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ.[٥]

وكذا في المرقاة:

وَفِيهِ أَنَّ مَنْ أَصَرَّ عَلَى أَمْرٍ مَنْدُوبٍ، وَجَعَلَهُ عَزْمًا، وَلَمْ يَعْمَلْ بِالرُّخْصَةِ فَقَدْ أَصَابَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْإِضْلَالِ فَكَيْفَ مَنْ أَصَرَّ عَلَى بِدْعَةٍ أَوْ مُنْكَرٍ.[٦]

وكذا في جواهر الفقه:[۷]

---

[۱] منة الجليل لبيان إسقاط ما على الذمة من كثير وقليل، ۱/ ۲۱۸، ط: عثمانية.

[۲] كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، ۱/ ۳۷۱، ط: قديمي.

[۳] ص۵۳- ٤٤۷، ط: دار ابن عفان السعودية.

[٤] كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت: ۲/ ۱٦۰، ط: رشيدية.

[٥] حديث عم أبي حرّة الرقاشي، ۳٤/ ۲۹۹، رقم الحديث: ۲۰٦۹٥، ط: مؤسسة الرسالة.

[٦] باب الدعاء في التشهد: ۲/ ۳٥۳، ط: امداديه.

[۷] حیلہ اسقاط کی شرعی حیثیت: ۱/ ۳۸۸، ط: دار العلوم.

اذان سے پہلے صلوۃ وسلام پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اذان سے پہلے صلوۃ وسلام پڑھنے کا شرعا کیا حکم ہے؟

جواب: اذان سے پہلے مروجہ صلوۃ وسلام کا اہتمام حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ وتابعین کے زمانے میں ثابت نہیں ہے اس لئے یہ بدعت ہے اور اس سے احتراز کرنا لازم ہے۔

وكذا في صحيح مسلم:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ. (١)

وكذا في الدر المختار:

التَّسْلِيمُ بَعْدَ الْأَذَانِ حَدَثَ فِي رَبِيعِ الْآخِرِ سَنَةَ سَبْعِمِائَةٍ وَإِحْدَى وَثَمَانِينَ فِي عِشَاءِ لَيْلَةِ الاثْنَيْنِ، ثُمَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، ثُمَّ بَعْدَ عَشْرِ سِنِينَ حَدَثَ فِي الْكُلِّ إِلَّا الْمَغْرِبَ، ثُمَّ فِيهَا مَرَّتَيْنِ إلخ. (٢)

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: سَنَةَ ٧٨١) كَذَا فِي النَّهْرِ عَنْ حُسْنِ الْمُحَاضَرَةِ لِلسُّيُوطِيِّ، ثُمَّ نُقِلَ عَنْ الْقَوْلِ الْبَدِيعِ لِلسَّخَاوِيِّ أَنَّهُ فِي سَنَةِ ٧٩١ وَأَنَّ ابْتِدَاءَهُ كَانَ فِي أَيَّامِ السُّلْطَانِ النَّاصِرِ صَلَاحِ الدِّينِ بِأَمْرِهِ إلخ. (٣)

وكذا في البحر الرائق:

يُكْرَهُ أَنْ يُقَالَ فِي الْأَذَانِ حَيَّ عَلَى خَيْرِ الْعَمَلِ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يَثْبُتْ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزِّيَادَةُ فِي الْأَذَانِ مَكْرُوهَةٌ. (٤)

وكذا في خير الفتاوى: (٥)

آپ کے مسائل اور اُن کا حل: (٦)

---

(١) كتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور، ٢/ ٧٧، ط: قديمي.

(٢) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٣٩٠، ط: سعيد.

(٣) مطلب في أحكام على حديث الأذان جزم، ١/ ٣٩٠، ط: سعيد.

(٤) كتاب الصلوة باب الأذان، ١/ ٤٥٤، ط: مكتبة رشيدية.

(٥) ٢/ ٢٣٠، ط: امدادية.

(٦) ٢/ ٢٢٦، ط: لدهيانوي.

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرعی حیثیت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: مروجہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے مجالس کاانعقاد بدعت ہے جس کا خیر القرون میں کوئی ثبوت نہیں۔ البتہ اگر بدعات وخرافات سے بچتے ہوئے صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ ولادت اور سیرت طیبہ کے عنوان پر کوئی مجلس منعقد کی جائے تو یہ باعث اجر وثواب ہے۔

كذا في صحيح البخاري:

مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ. متفق عليه. [1]

وكذا في سنن أبي داود:

وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ..... إلخ. [2]

وكذا في فتح الباري:

فَإِنَّ مَعْنَاهُ مَنِ اخْتَرَعَ فِي الدِّينِ مَا لَا يَشْهَدُ لَهُ أَصْلٌ مِنْ أُصُولِهِ فَلَا يُلْتَفَتُ إِلَيْهِ. [3]

وكذا في رد المحتار:

(البدعة) مَا أُحْدِثَ عَلَى خِلَافِ الْحَقِّ الْمُتَلَقَّى عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِلْمٍ أَوْ عَمَلٍ أَوْ حَالٍ بِنَوْعِ شُبْهَةٍ وَاسْتِحْسَانٍ، وَجُعِلَ دَيْنًا قَوِيمًا وَصِرَاطًا مُسْتَقِيمًا. [4]

وكذا في روح المعاني:

وقال صاحب جامع الأصول: الابتداع من المخلوقين إن كان في خلاف ما أمر الله تعالى به ورسوله صلى الله تعالى عليه وسلم فهو في حيز الذم والإنكار..... إلخ. [5]

---

(1) كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، ١/٣٧١، ط: قديمي/ مسلم: كتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة، ٢/ ٧٧، ط: قديمي.

(2) كتاب السنة، باب في لزوم السنة، ٢/ ٢٨٤- ٢٨٥، ط: حقانية.

(3) كتاب الصلح: ٥/ ٣٧٩، ط: قديمي.

(4) باب الإمامة، مطلب البدعة خمسة أقسام، ١/ ٥٦٠، ط: سعيد.

(5) ٢٧/ ٢٧١، الحديد: ٢٧، ط: دار إحياء التراث العربي.

وكذا في تاريخ ابن خلكان: (١)

وكذا في فتاوى الحديثية:

وَسُئِلَ نفع الله بِهِ: عَن حكم الموالد والأذكار الَّتِي يَفْعَلهَا كثير من النَّاس فِي هَذَا الزَّمَان هَل هِيَ سنة أم فَضِيلَة أم بِدعَة..... فَأجَاب بقوله: الموالد والأذكار الَّتِي تفعل عندنَا أَكْثَرهَا مُشْتَمل على خير، كصدقة، وَذكر، وَصَلَاة وَسَلَام على رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم ومدحه..... إلخ. (٢)

نماز جنازہ کے بعد اجتماعی دعا

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز جنازہ کے بعد فوراً اجتماعی دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ نماز جنازہ خود دعا ہے اس لئے نماز جنازہ کے بعد جنازہ کے پاس ٹھہر کر اجتماعی دعا کرنا جیسا کہ بعض جگہ رواج ہے شرعاً ثابت نہیں ہے، اس لئے اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

كذا في فتح الباري:

(قَوْلُهُ بَابُ مَوْعِظَةِ الْمُحَدِّثِ عِنْدَ الْقَبْرِ وَقُعُودِ أَصْحَابِهِ حَوْلَهُ) كَأَنَّهُ يُشِيرُ إِلَى التَّفْصِيلِ بَيْنَ أَحْوَالِ الْقُعُودِ فَإِنْ كَانَ لِمَصْلَحَةٍ تَتَعَلَّقُ بِالْحَيِّ أَوِ الْمَيِّتِ لَمْ يُكْرَهْ وَيُحْمَلُ النَّهْيُ الْوَارِدُ عَنْ ذَلِكَ عَلَى مَا يُخَالِفُ ذَلِكَ. (٣)

وكذا في عمدة القاري:

أَن الْجُلُوس مَعَ الْجَمَاعَة عِنْد الْقَبْر، إِن كَانَ لمصْلحَة تتَعَلَّق بالحي أَو الْمَيِّت لَا يكره ذَلِك..... وَأما مصلحَة الْمَيِّت فَمثل مَا إِذا اجْتَمعُوا عِنْده لقِرَاءَة الْقُرْآن وَالذكر، فَإِن الْمَيِّت ينْتَفع بِهِ. (٤)

وكذا في مرقاة المفاتيح:

تحت حديث مالك بن هبيرة: وَلَا يَدْعُو لِلْمَيِّتِ بَعْدَ صَلَاةِ الْجَنَازَةِ لِأَنَّهُ يُشْبِهُ الزِّيَادَةَ فِي صَلَاةِ الْجَنَازَةِ. (٥)

وكذا في خلاصة الفتاوى:

ولا يقوم بالدعاء في قراءة القرآن لأجل الميت بعد صلوة الجنازة وقبلها. (٦)

---

(١) وفيات الأعيان وأبناء أبناء الزمان لابن خلكان، ترجمة مظفر الدين صاحب إربل، ١١٧٤، ١١٩، ط: بيروت.

(٢) مطلب الاجتماع للمولد والأذكار وصلاة التراويح... ص ٢٠٢، قديمي كتب خانه.

(٣) كتاب الجنائز: ٣/ ٢٨٩، قديمي.

(٤) كتاب الجنائز، باب موعظة المحدث عند القبر... ٨/ ٢٦٨، ط: رشيدية.

(٥) كتاب الجنائز، الدعاء بعد صلاة الجنازة، ٤/ ٦٤، ط: امداديه.

(٦) كتاب الصلوة، باب إذا اجتمعت الجنائز، ١/ ٢٢٥، ط: رشيدية.

وكذا في الهندية:

كُرِهَ أَنْ يَقُومَ رَجُلٌ بَعْدَ مَا اجْتَمَعَ الْقَوْمُ لِلصَّلَاةِ وَيَدْعُوَ لِلْمَيِّتِ وَيَرْفَعَ صَوْتَهُ..... إلخ. [1]

وكذا في فتاوى البزازية على هامش الهندية:

لا يقوم بالدعاء بعد صلوة الجنائز لأنه دعا مرة لأن أكثرها دعاء. [2]

وكذا في البحر الرائق:

لِأَنَّهُ لَا يَدْعُو بَعْدَ التَّسْلِيمِ كَمَا فِي الْخُلَاصَةِ. [3]

وكذا في فتاوى محمودية: [4]

وكذا في فتاوى محمودية: [5]

وكذا في فتاوى عثماني: [6]

تعزیت کے موقع پر کسی مخصوص شخص کو تلاوت کے لئے مقرر کرنا اور تیجہ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں میں یہ طریقہ رائج ہے کہ کسی گھر میں اگر فوتگی ہوجائے تو اس گھر میں تین دن تک سوگ کے طور پر تخت لگا کر قاری یا عالم کو بٹھا کر تلاوت کراتے ہیں، جب باہر سے لوگ تعزیت کے لئے آتے ہیں تو وہ قاری یا عالم صاحب تلاوت کرتے ہیں اور میت کے لئے ہاتھ اٹھا کر مغفرت کی دعا کرتے ہیں، اور اس میں یہ تخصیص بھی کرتے ہیں کہ اگر زیادہ لوگ تعزیت کے لئے آئیں تو تلاوت ہوگی اگر ایک آدمی یا کوئی غریب آدمی آئے تو تلاوت نہیں کرتے ہیں، کیا یہ طریقہ شرعا جائز ہے؟

اور دوسری بات یہ ہے کہ ایصال ثواب کے لئے تیسرے دن کو متعین کرتے ہیں اور اس دن کھانا پکا کر لوگوں کو کھلاتے ہیں، کیا اس طرح تیسرے دن کو متعین کرنا شرعا جائز ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

---

[1] كتاب الكراهية، الباب الرابع في الصلاة والتسبيح... ٥/ ٣١٩، ط: رشيدية.

[2] كتاب الصلاة، الباب الخامس والعشرون في الجنائز: ٤/ ٨٠، ط: رشيدية.

[3] كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته، ٢/ ٣٢١، ط: رشيدية.

[4] باب الجنائز، الفصل الثالث في الصلاة على الميت، ٨/ ٧٠٨، ط: ادارة الفاروق.

[5] باب البدعات والرسوم، ٣/ ٨٠، ط: ادارة الفاروق.

[6] باب البدعات، ١/ ١٠٣، ط: دار العلوم.

جواب: کسی مسلمان کی وفات پر اس کے گھر والوں اور رشتہ داروں سے تعزیت کرنا سنت ہے، اور تعزیت تین دن تک کی جا سکتی ہے اور میت کے گھر والوں کا کسی جگہ بیٹھنا بھی درست ہے البتہ سوال میں جن امور کا ذکر ہے کہ قاری صاحب کو تلاوت کے لئے بٹھانا اور لوگوں کی آمد پر تلاوت کرنا وغیرہ یہ درست نہیں اس طرح کا اہتمام بدعت ہے۔

ایصال ثواب کے لئے کوئی دن شرعاً مقرر نہیں ہے کسی بھی دن ایصال ثواب کر سکتے ہیں، تیسرے دن کو متعین کرنا اور اس کو لازم سمجھنا بدعت ہے۔

كذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: وَبِالْجُلُوسِ لَهَا) أَيْ لِلتَّعْزِيَةِ، وَاسْتِعْمَالُ لَا بَأْسَ هُنَا عَلَى حَقِيقَتِهِ لِأَنَّهُ خِلَافُ الْأَوْلَى كَمَا صَرَّحَ بِهِ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ. (١)

وكذا في الشامية:

وَيُكْرَهُ اتِّخَاذُ الطَّعَامِ فِي الْيَوْمِ الْأَوَّلِ وَالثَّالِثِ وَبَعْدَ الْأُسْبُوعِ..... وَيُكْرَهُ اتِّخَاذُ الضِّيَافَةِ مِنْ الطَّعَامِ مِنْ أَهْلِ الْمَيِّتِ لِأَنَّهُ شُرِعَ فِي السُّرُورِ لَا فِي الشُّرُورِ وَهِيَ بِدْعَةٌ مُسْتَقْبَحَةٌ. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

وَلَا بَأْسَ بِالْجُلُوسِ لِلْعَزَاءِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي بَيْتٍ أَوْ مَسْجِدٍ، وَقَدْ جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قُتِلَ جَعْفَرٌ وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ وَالنَّاسُ يَأْتُونَ وَيُعَزُّونَهُ وَالتَّعْزِيَةُ فِي الْيَوْمِ الْأَوَّلِ أَفْضَلُ وَالْجُلُوسُ فِي الْمَسْجِدِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ لِلتَّعْزِيَةِ مَكْرُوهٌ، وَفِي غَيْرِهِ جَاءَتْ الرُّخْصَةُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ لِلرِّجَالِ وَتَرْكُهُ أَحْسَنُ وَيُكْرَهُ لِلْمُعَزِّي أَنْ يُعَزِّيَ ثَانِيًا اهـ.

وَهِيَ كَمَا فِي التَّبْيِينِ أَنْ يَقُولَ أَعْظَمَ اللَّهُ أَجْرَك وَأَحْسَنَ عَزَاك وَغَفَرَ لِمَيِّتِك، وَلَا بَأْسَ بِالْجُلُوسِ إلَيْهَا ثَلَاثًا مِنْ غَيْرِ ارْتِكَابِ مَحْظُورٍ مِنْ فَرْشِ الْبُسُطِ وَالْأَطْعِمَةِ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ؛ لِأَنَّهَا تُتَّخَذُ عِنْدَ السُّرُورِ، وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يُتَّخَذَ لِأَهْلِ الْمَيِّتِ طَعَامٌ اهـ. وَفِي الْخَانِيَّةِ، وَإِنْ اتَّخَذَ وَلِيُّ الْمَيِّتِ طَعَامًا لِلْفُقَرَاءِ كَانَ حَسَنًا إذَا كَانُوا بَالِغِينَ، وَإِنْ كَانَ فِي الْوَرَثَةِ صَغِيرٌ لَمْ يَتَّخِذْ ذَلِكَ مِنْ التَّرِكَةِ اهـ. (٣)

وكذا في البناية:

ولا بأس بتعزية أهل الميت وترغيبهم على الصبر، وعلى المعزى الرضى بقضاء الله عز وجل؛ لينال ثواب

====================

(١) كتاب الجنائز، مطلب في كراهية الضيافة أهل الميت، ٢/ ٢٤١، ط: سعيد.

(٢) كتاب الجنائز، مطلب في كراهية الضيافة أهل الميت، ٢/ ٢٤١، ط: سعيد.

(٣) كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته، ٢/ ٣٣٧، ط: رشيدية.

الصابرين، والدعاء للميت بالرحمة والمغفرة. وفي المرغيناني التعزية لصاحب المصيبة حسن فلا بأس بأن يجلسوا في البيت أو المسجد والناس يأتونهم ويعزونهم، ويكره الجلوس على باب الدار، وما يصنع في بلاد العجم من فرش البسط: والقيام على قوارع الطرق من أقبح القبائح.

أما التعزية فقوله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: من عزى مصابا فله مثل أجره. رواه الترمذي. (۱)

وكذا في فتح القدير:

ويجوز الجلوس للمصيبة ثلاثة أيام وهو خلاف الأولى ويكره في المسجد، ويستحب التعزية للرجال والنساء اللاتي لا يفتن لقوله صلى الله عليه وسلم من عزّى أخاه بمصيبة كساه الله من حلل الكرامة يوم القيامة..... ويكره اتخاذ الضيافة من الطعام من أهل الميت لأنه شرع في السرور لا في الشرور وهي بدعة مستقبحة. (۲)

وكذا في الطحاوي:

وإن اتخذ ولي الميت طعاما للفقراء كان حسنا إذا كانوا بالغين وإن كان في الورثة صغير لم يتخذ ذلك من التركة... ولا بأس بالجلوس للعزاء ثلاثة أيام في البيت أو مسجد وقد جلس رسول الله صلى الله عليه وسلم أي في المسجد... ثلاثة أيام للتعزية مكروه وفي غيره جازت الرخصة ثلاثة أيام للرجال وتركه أحسن إلخ. (۳)

بدعتی سے محبت کرنا

سوال: علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کیافرماتے ہیں کہ بدعتی کے ساتھ محبت کرنا کیساہے؟

جواب: کسی بھی شخص کے لئے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ بدعتی لوگوں کااعزاز واکرام کرے یاان سے عقیدت ومحبت رکھے، البتہ اگرانہیں بدعت سے روکنا مقصود ہواوراسی مقصد کے لئے تعلق قائم کرلے تواس کی گنجائش ہے۔

کما في شعب الإيمان:

وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ، فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هَدْمِ الْإِسْلَامِ. (٤)

---

(۱) باب الجنائز، فصل في الدفن، ۳/ ۵۳۹، ط: حقانية.

(۲) كتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل في الدفن، ۲/ ۱۵۰-۱۵۱، ط: دار الكتب العلمية.

(۳) كتاب الجنائز، ۱/ ۳۸۳، ط: رشيدية.

(٤) الباب الحادي والعشرون من شعب الإيمان وهو باب في الصلوات، فصل: الصلوات الخمس في الجماعة إلى آخره، ۷/ ٦١، ط: دار الكتب العلمية.

وكذا في المرقاة:

(قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (مَنْ وَقَّرَ) بِالتَّشْدِيدِ أَيْ: عَظَّمَ أَوْ نَصَرَ (صَاحِبَ بِدْعَةٍ): سَوَاءٌ كَانَ دَاعِيًا لَهَا أَمْ لَا. قَالَ ابْنُ حَجَرٍ: كَأَنْ قَامَ وَصَدَّرَهُ فِي مَجْلِسٍ أَوْ خَدَمَهُ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ يُلْجِئُهُ إِلَى ذَلِكَ (فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هَدْمِ الْإِسْلَامِ) أَيْ: إِسْلَامِهِ أَوْ كَمَالِ إِسْلَامِهِ أَوْ عَلَى هَدْمِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ، أَوِ الْمُرَادُ بِالْإِسْلَامِ السُّنَّةُ. قَالَ الطِّيبِيُّ: وَهُوَ مِنْ بَابِ التَّغْلِيظِ، فَإِذَا كَانَ حَالُ الْمُوَقِّرِ كَذَا، فَمَا حَالُ الْمُبْتَدِعِ. [1]

وكذا في الاعتصام:

وَعَنِ الْحَسَنِ: لَا تُجَالِسْ صَاحِبَ هَوًى فَيَقْذِفَ فِي قَلْبِكَ ما تتبعه عليه فتهلك. [2]

جنازہ کے بعد کھڑے ہو کر میت کے لئے دعا کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز جنازہ کے بعد کھڑے ہو کر میت کے لئے مستقلا دعا کرنا کیسا ہے؟

جواب: واضح رہے کہ نماز جنازہ خود دُعا ہے، نماز جنازہ کے بعد اہتمام سے کھڑے ہو کر دعا کرنا ثابت نہیں ہے بلکہ کتب فقہ میں اس سے منع کیا گیا ہے اس لئے اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

كما في صحيح البخاري:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ. [3]

وكذا في مرقاة المفاتيح:

وَلَا يَدْعُو لِلْمَيِّتِ بَعْدَ صَلَاةِ الْجَنَازَةِ لِأَنَّهُ يُشْبِهُ الزِّيَادَةَ فِي صَلَاةِ الْجَنَازَةِ. [4]

وكذا في الشامي:

فَقَدْ صَرَّحُوا عَنْ آخِرِهِمْ بِأَنَّ صَلَاةَ الْجَنَازَةِ هِيَ الدُّعَاءُ لِلْمَيِّتِ إِذْ هُوَ الْمَقْصُودُ مِنْهَا اهـ. [5]

====================

[1] باب: بيان توقير صاحب البدعة وإطاعته وتوقير صاحب السنة، ١/ ٢٥٧، ط: امداديه.

[2] الباب الثاني، فصل ما جاء عن السلف الصالح... إلخ، ص١١٢، ط: دار ابن عفان.

[3] كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على جور فهو مردود، ٣٧١/١، ط: قديمي.

[4] الفصل الثالث، ٤/ ٦٤، ط: امدادية.

[5] باب صلاة الجنازة، مطلب هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي، ٢/ ٢١٠، ط: سعيد.

وكذا في خلاصة الفتاوى:

ولا يقوم بالدعاء في قراءة القرآن لأجل الميت بعد صلاة الجنازة وقبلها. (۱)

وكذا في الفتاوى السراجية على هامش الخانية:

إذا فرغ من الصلوة لا يقوم بالدعاء. (۲)

حیلہ اسقاط اور دور کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارے علاقے میں یہ رواج ہے کہ جب آدمی فوت ہو جاتا ہے تو قبرستان میں امام مسجد اور دوسرے لوگ گول دائرہ میں بیٹھ جاتے ہیں، پھر میت کے ورثاء کچھ رقم امام صاحب کے ہاتھ میں دیتے ہیں، امام صاحب اس رقم کو لے کر پہلے دائرے کے دائیں طرف والے کو قبول کرنے کے لئے کہتا ہے، وہ آدمی قبول کر کے اپنے ساتھ والے کو قبول کرنے کے لئے کہتا ہے، غرض کہ یہ عمل سارے دائرے میں چلایا جاتا ہے، لہٰذا یہ جو حیلہ اسقاط کا عمل کیا جا رہا ہے یہ عمل جائز ہے یا نہیں؟

جواب: سوال میں ذکر کردہ طریقہ غیر شرعی ہے، اور بعض کتب فقہ میں جو حیلہ مذکور ہے وہ فقہاء کرام نے خصوصی حالات میں بعض شرائط کے ساتھ ذکر کیا ہے، آج کل جو طریقہ اختیار کیا جاتا ہے وہ بہت سے مفاسد پر مشتمل ہونے کی وجہ سے درست نہیں ہے، اور مبتدعین کی ایجاد کردہ بدعت ہونے کی وجہ سے واجب الترک ہے۔

كذا في مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح:

مَنْ أَصَرَّ عَلَى أَمْرٍ مَنْدُوبٍ، وَجَعَلَهُ عَزْمًا، وَلَمْ يَعْمَلْ بِالرُّخْصَةِ فَقَدْ أَصَابَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْإِضْلَالِ فَكَيْفَ مَنْ أَصَرَّ عَلَى بِدْعَةٍ أَوْ مُنْكَرٍ. (۳)

وكذا في رد المحتار:

ونص عليه في تبيين المحارم فقال لا يجب على الولي فعل الدور، وإن أوصى به الميت لأنها وصية بالتبرع، والواجب على الميت أن يوصي بما يفي بما عليه إن لم يضق الثلث عنه، فإن أوصى بأقل وأمر بالدور وترك بقية الثلث للورثة أو تبرع به لغيرهم فقد أثم بترك ما وجب عليه إلخ. (٤)

---

(۱) كتاب الصلاة، الفصل الخامس والعشرون، نوع منه إذا اجتمعت الجنائز، ۱/ ۲۲۵، ط: رشيدية.

(۲) كتاب الجنائز، باب حمل الجنازة، ۱/ ۱٤۱، ط: حافظ كتب.

(۳) باب الدعاء في التشهد، الفصل الأول، ۲/ ۳۵۳، ط: امدادية.

(٤) كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب في إسقاط الصلاة عن الميت، ۷۳/۲، ط: سعيد.

خطبہ سے پہلے "انّ اللہ وملائکتہ..... إلخ" پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ قدیم زمانے سے یہ رواج ہے کہ جمعہ کے دن خطبہ دینے سے پہلے "انّ اللہ وملائکتہ یصلون علی النبي..... الخ" پڑھا جاتا ہے، شریعت کی رو سے اس کی کیا حیثیت ہے، آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے یا نہیں؟ جواب کی وضاحت فرمائیں۔

جواب: واضح رہے کہ ہر رائج رسم ورواج کا درست ہونا ضروری نہیں۔ لہٰذا خطبہ سے پہلے "انّ اللہ وملائکتہ یصلون علی النبي..... الخ" پڑھنے پر قرآن وحدیث، سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین میں سے کسی کی تصریح موجود نہیں ہے، اس لئے اس عمل سے اجتناب ضروری ہے۔

كذا في صحيح البخاري:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ. (۱)

وكذا في فتح الباري:

عن ابن عمر رضي الله عنهما: إذا خرج الامام فلا صلاة ولا كلام. (۲)

وكذا في مرقاة المفاتيح:

(من أحدث) أي جدد وابتدع أو أظهر واخترع في أمرنا هذا) أي في دِينِ الإسْلَامِ.. (فَهُوَ) أي الَّذِي أحدثه (ردٌّ) أي مردود عليه... قَالَ الْقَاضِي: الْمَعْنَى مَنْ أَحْدَثَ فِي الإِسْلَامِ رَأْيًا لَمْ يَكُنْ لَهُ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ. (۳)

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ فَالتَّرْقِيَةُ الْمُتَعَارَفَةُ إلَخْ) أَيْ مِنْ قِرَاءَةِ آيَةِ ''إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ'' وَالْحَدِيثِ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ «إذَا قُلْت لِصَاحِبِك يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَنْصِتْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْت» .

أَقُولُ: وَذَكَرَ الْعَلَّامَةُ ابْنُ حَجَرٍ فِي التُّحْفَةِ أَنَّ ذَلِكَ بِدْعَةٌ لِأَنَّهُ حَدَثَ بَعْدَ الصَّدْرِ الْأَوَّلِ... أَقُولُ: كَوْنُ

(۱) كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، ۱/ ۳۷۱، ط: قديمي.

(۲) ۲/ ۵۲۰، كتاب الجمعة، باب إذا رأى الإمام، ط: قديمي.

(۳) كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول، ۱/ ۲۱۵، ط: امدادية

ذَلِكَ مُتَعَارَفًا لَا يَقْتَضِي جَوَازَهُ عِنْدَ الْإِمَامِ الْقَائِلِ بِحُرْمَةِ الْكَلَامِ وَلَوْ أَمْرًا بِمَعْرُوفٍ أَوْ رَدَّ سَلَامٍ اسْتِدْلَالًا بِمَا مَرَّ، وَلَا عِبْرَةَ بِالْعُرْفِ الْحَادِثِ إِذَا خَالَفَ النَّصَّ لِأَنَّ التَّعَارُفَ إِنَّمَا يَصْلُحُ دَلِيلًا عَلَى الْحِلِّ إِذَا كَانَ عَامًّا مِنْ عَهْدِ الصَّحَابَةِ وَالْمُجْتَهِدِينَ كَمَا صَرَّحُوا بِهِ. [1]

خوشی کے موقع پر پھولوں کا ہار پہنانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ختم قرآن کے موقع پر سامع اور امام کو اور اسی طرح دستار بندی/ ختم بخاری وغیرہ کے موقعہ پر فاضلین کو پھولوں کے جو ہار وغیرہ پہنائے جاتے ہیں اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: مذکورہ مواقع پر ہار پہنانے میں اگر ثواب کی نیت ہو تو یہ بدعت ہے اور اگر ثواب کی نیت نہ ہو تو یہ ایک مباح عمل اور رسم ہے، تاہم پھر بھی ہار پہنانے کے رواج کو ترک کرنا چاہئے کیونکہ اس میں اسراف بھی ہے اور اس میں مسجد کا تقدس بھی پامال ہوتا ہے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ ایسے حضرات کی حوصلہ افزائی کے لئے پگڑی یا رومال وغیرہ پہنا دینا چاہئے۔

كذا في معارف السنن:

قال شيخنا: والبدعة ما لم يكن لها أصل في الكتاب والسنة والإجماع والقياس، ثم ترتكب على قصد أنها قربة وما لم يقصد به القربة لا تسمى بدعة، فالأمور الرائجة في العرائس وحفلات الفرح وعقود النكاح على خلاف السنة لا تسمى بدعة، فإنها ليست على قصد القربة، نعم إنها أمور إذا كان فيها سرف ولغو فتمنع من جهة أخرى. [2]

وكذا في تنقيح الحامدية:

مِنَ الْبِدَعِ الْمُنْكَرَةِ مَا يُفْعَلُ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْبُلْدَانِ مِنْ إِيقَادِ الْقَنَادِيلِ... وَمِنْهَا إِضَاعَةُ الْمَالِ... وَامْتِهَانِهِمْ الْمَسَاجِدَ وَانْتِهَاكِ حُرْمَتِهَا وَحُصُولِ أَوْسَاخٍ فِيهَا وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْمَفَاسِدِ الَّتِي يَجِبُ صِيَانَةُ الْمَسْجِدِ عَنْهَا إلخ. [3]

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

من البدع المنكرة إيقاد القناديل الكثيرة في ليال معينة كليلة نصف شعبان، مضاهاة للمجوس في الاعتناء

---

[1] كتاب الصلوة، باب الجمعة، مطلب في حكم المرقى بين يدي الخطيب، ٢/ ١٦٠، ط: سعيد.

[2] كتاب الصلاة، باب ما جاء في القراءة بالليل، ٤/ ١٦٠، ط: سعيد.

[3] كتاب الحظر والإباحة، فوائد ومسائل شتى من الحظر والإباحة، مطلب من البدع المنكرة إيقاد القناديل، ٣٥٩/٢، ط: رشيدية.

بالنار، وإضاعة للمال.(١)

وكذا في حلبي كبيري:

ولا يزاد في ليلة الختم شيء زائد على ما نعل في أول الشهر لأنه لم يكن من فعل ما مضى بخلاف ما أحدثه بعض الناس اليوم من زيادة وقود القناديل الكثيرة الخارجة عن الحد المشروع لما فيها من إضاعة المال والسرف والخيلاء..... فليتحفظ من هذا كله وما شاكله.(٢)

وكذا في فتاوى رحيمية:(٣)

انگوٹھے چومنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام وشرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ بعض لوگ اذان میں شہادتین کے کلمات پرانگوٹھے چومتے ہیں یہ انگوٹھے چومنے کی شرعی حیثیت کیاہے؟

جواب: اذان میں شہادتین کے کلمات پر انگوٹھے چومنے کا ثبوت کسی صحیح مرفوع حدیث سے نہیں ہے لہٰذا اس کو لازم سمجھنا بدعت اور ایسانہ کرنے والوں کوملامت کرناجہالت پر مبنی ہے۔

كما في صحيح البخاري:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ، فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ.

وقال أيضا:

هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى نَحْوَهُ قَالَ يَحْيَى: وَحَدَّثَنِي بَعْضُ إِخْوَانِنَا، أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلاَةِ، قَالَ: «لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ» ، وَقَالَ: هَكَذَا سَمِعْنَا نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ.(٤)

وكذا في الشامية:

وَفِي كِتَابِ الْفِرْدَوْسِ «مَنْ قَبَّلَ ظُفْرَيْ إبْهَامِهِ عِنْدَ سَمَاعِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ فِي الْأَذَانِ أَنَا قَائِدُهُ

---

(١) الفصل الخامس، المطلب السابع في أحكام المساجد، ١/ ٥٥٢، ط: إحسان، طهران، ايران.

(٢) المدخل لابن أمير الحاج، كتاب الصلاة، فصل في وقود القناديل ليلة الختم، ٢/ ٣١١- ٣١٢، ط: مصطفى البابي الحلبي، بحواله في فقه الكتاب تراویح کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا: ٣٩٩.

(٣) ٦/ ٢٥٨، كتاب الصلوة، مسائل تراویح: ط: دارالاشاعت.

(٤) كتاب الأذان، باب ما يقول إذا سمع المنادي، ١/ ٨٦، ط: قديمي.

وَمُدْخِلُهُ فِي صُفُوفِ الْجَنَّةِ» وَتَمَامُهُ فِي حَوَاشِي الْبَحْرِ لِلرَّمْلِيِّ عَنْ الْمَقَاصِدِ الْحَسَنَةِ لِلسَّخَاوِيِّ، وَذَكَرَ ذَلِكَ الْجِرَاحِيُّ وَأَطَالَ، ثُمَّ قَالَ: وَلَمْ يَصِحَّ فِي الْمَرْفُوعِ مِنْ كُلِّ هَذَا شَيْءٌ. (١)

وكذا في فتاوى دار العلوم ديوبند: (٢)

وكذا في احسن الفتاوى: (٣)

رمضان میں ختم قرآن کے بعد مٹھائی تقسیم کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام کہ رمضان میں ختم قرآن کے موقع پر مٹھائی تقسیم کرنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب: ماہ رمضان میں ختم قرآن کے موقع پر مٹھائی تقسیم کرنے کو فقہاء کرام نے کئی قباحتوں کی وجہ سے ممنوع قرار دیا ہے، مثلاً یہ کہ لوگوں کا مٹھائی تقسیم کرنے کو لازم و مسنون سمجھنا جو کہ بدعت ہے، مسجد میں شور وغل کرنا جو مسجد کے تقدس کے خلاف ہے اور بعض جگہ مٹھائی کے لئے عار دلا کر یا مجبور کرکے چندہ لینا وغیرہ، البتہ اگر کوئی ایک شخص یا چند افراد باہم مل کر بغیر مسنون و لازم سمجھے اپنی خوشی سے مٹھائی تقسیم کرنا چاہیں اور اس میں مذکورہ قباحتیں اور اس کے علاوہ بھی کسی مانع شرعی کا ارتکاب نہ ہو تو پھر مٹھائی تقسیم کرنے کی گنجائش ہے۔

كما في مسند أحمد:

أَلا لا تَظْلِمُوا إنه لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ إِلَّا بِطِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ. (٤)

وكذا في رد المحتار:

(وَيَحْرُمُ إلَخْ) لِمَا أَخْرَجَهُ الْمُنْذِرِيُّ مَرْفُوعًا جَنِّبُوا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ وَمَجَانِينَكُمْ وَبَيْعَكُمْ وَشِرَاءَكُمْ وَرَفْعَ أَصْوَاتِكُمْ، وَسَلَّ سُيُوفِكُمْ، وَإِقَامَةَ حُدُودِكُمْ، الحديث. وَالْمُرَادُ بِالْحُرْمَةِ كَرَاهَةُ التَّحْرِيمِ لِظَنِّيَّةِ الدَّلِيلِ. (٥)

وكذا في فتاوى محمودية: (٦)

---

(١) كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد، ١/ ٣٩٨، ط: سعيد.

(٢) باب الأذان، ١/ ٩٥، ط: دار الاشاعت.

(٣) باب رد البدعات، ١/ ٣٧٩، ط: سعيد.

(٤) مسند البصريين، ٣٤/ ٢٩٩، رقم الحديث: ٢٠٦٩٥، ط: مؤسسة الرسالة.

(٥) كتاب الصلوة، ١/ ٦٥٦، ط: سعيد.

(٦) باب البدعات والرسوم، ٣/ ٧٦، ط: ادارة الفاروق.

وكذا في فتاوى عثمانية: [١]

وكذا في احسن الفتاوى: [٢]

تیجہ، دسواں اور چالیسواں کی شرعی حیثیت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارے ہاں یہ طریقہ رائج ہے کہ کسی کے مرنے کے بعد تیسرے دن دسویں دن اور چالیسویں دن کھانا پکاتے ہیں، اور لوگوں کو بلا کر ان کو کھلاتے ہیں اور مسجدوں میں نمازیوں کے لئے بھی بھیجتے ہیں۔ کیا یہ چیزیں شریعت سے ثابت ہیں، اور ان ایام میں جو کھانا پکایا جاتا ہے اس کا کھانا کیسا ہے؟

جواب: کسی کے مرنے کے بعد تیجہ دسواں وغیرہ کے نام سے جو ایام منائے جاتے ہیں یہ بدعت ہیں، ان کی شرعا کوئی حیثیت نہیں اس لئے ان کو ترک کرنا لازم ہے، ایصال ثواب کے لئے بغیر کسی وقت اور دن کی تعیین کے حسب استطاعت صدقہ وخیرات کرنا چاہئے، مذکورہ بدعات کے موقع پر جو کھانا کھلایا جاتا ہے اس کو کھانے سے اجتناب کرنا چاہئے تاکہ منکرات کی ترویج میں معاونت نہ ہو۔

كما في القرآن المجيد:

تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ. (المائدة: ٦)

وكذا في تفسير روح المعاني:

قال الله تعالى: فَمَنِ اضْطُرَّ فِي..... والاضطرار الوقوع في الضرورة، أي فمن وقع في ضرورة تناول شيء من هذه المحرمات فِي مَخْمَصَةٍ أي مجاعة تخمص لها البطون... فَإِنَّ اللهَ غَفُوْرٌ رَحِيمٌ. لا يؤخذ بأكله. [٣]

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار:

وَيُكْرَهُ اتِّخَاذُ الضِّيَافَةِ مِنْ الطَّعَامِ مِنْ أَهْلِ الْمَيِّتِ لِأَنَّهُ شُرِعَ فِي السُّرُورِ لَا فِي الشُّرُورِ، وَهِيَ بِدْعَةٌ مُسْتَقْبَحَةٌ: وَرَوَى الْإِمَامُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَهْ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الِاجْتِمَاعَ إلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصُنْعَهُمْ الطَّعَامَ مِنْ النِّيَاحَةِ اهـ. وَفِي الْبَزَّازِيَّةِ: وَيُكْرَهُ اتِّخَاذُ الطَّعَامِ فِي الْيَوْمِ الْأَوَّلِ وَالثَّالِثِ وَبَعْدَ الْأُسْبُوعِ وَنَقْلُ الطَّعَامِ إلَى الْقَبْرِ فِي الْمَوَاسِمِ، وَاتِّخَاذُ الدَّعْوَةِ لِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَجَمْعُ الصُّلَحَاءِ وَالْقُرَّاءِ لِلْخَتْمِ أَوْ لِقِرَاءَةِ سُورَةِ

---

[١] كتاب السنة والبدعة، ١/ ١٠٢، ط: دار العلوم

[٢] باب البدعات، ١/ ٣٧٧، ط: سعيد.

[٣] ٦/ ٣٢٠، المائدة:٣، ط: دار إحياء التراث.

الْأَنْعَامِ أَوْ الْإِخْلَاصِ..... وَهَذِهِ الْأَفْعَالُ كُلُّهَا لِلسُّمْعَةِ وَالرِّيَاءِ فَيُحْتَرَزُ عَنْهَا لِأَنَّهُمْ لَا يُرِيدُونَ بِهَا وَجْهَ اللَّهِ تَعَالَى اهـ. [١]

وكذا في البزازية على هامش الهندية:

ويكره اتخاذ الضيافة ثلاثة أيام وأكلها لأنها مشروعة للسرور..... ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع والأعياد. [٢]

دن متعین کر کے مسجد میں کھانا لانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارے ہاں گاؤں والے ہر جمعرات کو باری باری کھانا پکا کر مسجد میں لاتے ہیں اور بہت ثواب سمجھتے ہیں اسی طرح کسی کے فوت ہونے کے بعد ایک سال تک یا چالیس دن تک ہر جمعرات کو کھانا مسجد میں لاتے ہیں اور سب لوگ مل کر کھاتے ہیں کیا اس طرح کرنا جائز ہے؟ تفصیل بیان فرمائیں۔

جواب: سوال میں مذکورہ طریقہ شرعاً ثابت نہیں بدعت ہے لہٰذا اس کو ترک کیا جائے۔

قال الله تعالى: وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا. [٣]

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. [٤]

وكذا في صحيح البخاري:

حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ..... قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: «إِنَّ أَحْسَنَ الحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ، وَأَحْسَنَ الهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَشَرَّ الأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَإِنَّ مَا تُوعَدُونَ لَآتٍ، وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ. [٥]

وكذا في سنن ابن ماجه:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى... عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ، قَالَ: كُنَّا نَرَى الِاجْتِمَاعَ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصَنْعَةَ الطَّعَامِ مِنَ النِّيَاحَةِ... وفي الحاشيه وأما صنعة الطعام من أهل الميت إذا كان للفقراء فلا بأس به لأن النبي

---

[١] باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت، ٢/ ٢٤٠، ٢٤١، ط: سعيد.

[٢] كتاب الصلاة قبيل الفصل الثامن، ٤/ ٨١، ط: رشيدية.

[٣] سورة الحشر: ٧.

[٤] الأحزاب: ٢١.

[٥] كتاب الاعتصام، باب الاقتداء سنن رسول الله، ٢/ ١٠٨٠، ١٨١، ط: قديمي.

صلی الله علیه وسلم قبل دعوة المرأة التي مات زوجها كما في سنن أبي داود وأما إذا كان للأغنياء والأضياف فممنوع ومكروه... أي نعد وزره كوزر لنوح. (۱)

وكذا في المصنف لابن أبي شيبة:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ، عَنْ طَلْحَةَ قَالَ: قَدِمَ جَرِيرٌ عَلَى عُمَرَ فَقَالَ: هَلْ يُنَاحُ قِبَلَكُمْ عَلَى الْمَيِّتِ؟ قَالَ: لَا. قَالَ: فَهَلْ تَجْتَمِعُ النِّسَاءُ عِنْدَكُمْ عَلَى الْمَيِّتِ وَيُطْعَمُ الطَّعَامُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: تِلْكَ النِّيَاحَةُ. (۲)

وكذا في رد المحتار:

وَيُكْرَهُ اتِّخَاذُ الضِّيَافَةِ مِنْ الطَّعَامِ مِنْ أَهْلِ الْمَيِّتِ لِأَنَّهُ شُرِعَ فِي السُّرُورِ لَا فِي الشُّرُورِ، وَهِيَ بِدْعَةٌ مُسْتَقْبَحَةٌ: وَرَوَى الْإِمَامُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَهْ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الِاجْتِمَاعَ إلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصُنْعَهُمْ الطَّعَامَ مِنْ النِّيَاحَةِ. اهـ. وَفِي الْبَزَّازِيَّةِ: وَيُكْرَهُ اتِّخَاذُ الطَّعَامِ فِي الْيَوْمِ الْأَوَّلِ وَالثَّالِثِ وَبَعْدَ الْأُسْبُوعِ وَنَقْلُ الطَّعَامِ إلَى الْقَبْرِ فِي الْمَوَاسِمِ، وَاتِّخَاذُ الدَّعْوَةِ لِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَجَمْعُ الصُّلَحَاءِ وَالْقُرَّاءِ لِلْخَتْمِ أَوْ لِقِرَاءَةِ سُورَةِ الْأَنْعَامِ أَوْ الْإِخْلَاصِ..... وَالْحَاصِلُ أَنَّ اتِّخَاذَ الطَّعَامِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ لِأَجْلِ الْأَكْلِ يُكْرَهُ..... وَهَذِهِ الْأَفْعَالُ كُلُّهَا لِلسُّمْعَةِ وَالرِّيَاءِ فَيُحْتَرَزُ عَنْهَا لِأَنَّهُمْ لَا يُرِيدُونَ بِهَا وَجْهَ اللَّهِ تَعَالَى اهـ. (۳)

ایصال ثواب کے لئے دن کی تخصیص

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارے علاقے میں جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کے ورثاء ایصال ثواب کے لئے ہر جمعرات کو خیرات کرتے ہیں، اسی طرح جب چالیس دن پورے ہو جاتے ہیں تو اس پر پھر خیرات کرتے ہیں جس میں پورے علاقے کے لوگوں کو دعوت دیتے ہیں، کیا اس طرح ہر جمعرات کو اور چالیس دن پورے ہونے پر جو کھانا کھلایا جاتا ہے اس کا شرعاً کوئی ثبوت ہے؟

جواب: ایصال ثواب کا مذکورہ طریقہ شرعاً ثابت نہیں، میت کے لئے ایصال ثواب کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ دنوں کی تعیین کئے بغیر کوئی کار خیر کرکے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے اور اس عمل کا ثواب میت کی روح کو پہنچایا جائے، اپنی طرف سے ہر جمعرات کو اور چالیسویں دن کو متعین کرکے ایصال ثواب کرنا اور خیرات کو لازم سمجھنا یہ تمام باتیں درست نہیں یہ بدعت ہیں، ان سے اجتناب کرنا ضروری ہے، ایصال ثواب کے لئے وہ طریقہ اپنانا چاہئے جو شریعت سے ثابت ہو۔

==================

(۱) أبواب ما جاء في الجنائز، باب ما جاء في النهي عن الاجتماع إلى أهل الميت، ۱/۱۱٦، ط: قديمي.

(۲) كتاب الجنائز، باب ما قالوا في الأطعام عليه والنياحة، ۷/ ۲٤۰- ۲٤۱، ط: إدارة القرآن.

(۳) باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت، ۲/ ۲٤۰، ۲٤۱، ط: سعيد.

كما في القرآن المجيد:

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا. [١]

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا. [٢]

وكذا في صحيح البخاري:

حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ... قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ، وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَإِنَّ مَا تُوعَدُونَ لَآتٍ، وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ. [٣]

وكذا في المصنف لابن أبي شيبة:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ، عَنْ طَلْحَةَ قَالَ: قَدِمَ جَرِيرٌ عَلَى عُمَرَ فَقَالَ: هَلْ يُنَاحُ قِبَلَكُمْ عَلَى الْمَيِّتِ؟ قَالَ: لَا. قَالَ: فَهَلْ تَجْتَمِعُ النِّسَاءُ عِنْدَكُمْ عَلَى الْمَيِّتِ وَيُطْعَمُ الطَّعَامُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: تِلْكَ النِّيَاحَةُ. [٤]

وكذا في سنن ابن ماجه:

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ، قَالَ: كُنَّا نَرَى الِاجْتِمَاعَ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصَنْعَةَ الطَّعَامِ مِنَ النِّيَاحَةِ. [٥]

وكذا في الشامية:

وَيُكْرَهُ اتِّخَاذُ الضِّيَافَةِ مِنْ الطَّعَامِ مِنْ أَهْلِ الْمَيِّتِ لِأَنَّهُ شُرِعَ فِي السُّرُورِ لَا فِي الشُّرُورِ، وَهِيَ بِدْعَةٌ مُسْتَقْبَحَةٌ: وَرَوَى الْإِمَامُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَهْ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الِاجْتِمَاعَ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصُنْعَهُمْ الطَّعَامَ مِنْ النِّيَاحَةِ. اهـ. وَفِي الْبَزَّازِيَّةِ: وَيُكْرَهُ اتِّخَاذُ الطَّعَامِ فِي الْيَوْمِ الْأَوَّلِ وَالثَّالِثِ وَبَعْدَ الْأُسْبُوعِ وَنَقْلُ الطَّعَامِ إِلَى الْقَبْرِ فِي الْمَوَاسِمِ، وَاتِّخَاذُ الدَّعْوَةِ لِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَجَمْعُ الصُّلَحَاءِ وَالْقُرَّاءِ لِلْخَتْمِ أَوْ لِقِرَاءَةِ سُورَةِ الْأَنْعَامِ أَوْ الْإِخْلَاصِ... وَالْحَاصِلُ أَنَّ اتِّخَاذَ الطَّعَامِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ لِأَجْلِ الْأَكْلِ يُكْرَهُ... وَهَذِهِ الْأَفْعَالُ كُلُّهَا لِلسُّمْعَةِ وَالرِّيَاءِ فَيُحْتَرَزُ عَنْهَا لِأَنَّهُمْ لَا يُرِيدُونَ بِهَا وَجْهَ اللَّهِ تَعَالَى اهـ. [٦]

---

[١] الحشر: ٧.

[٢] الأحزاب: ٢١.

[٣] كتاب الاعتصام، باب الاقتداء بسنن رسول الله، ٢/ ١٠٨٠، ط: قديمي.

[٤] أبواب الجنائز، باب ما قالوا في الأطعام عليه بالنياحة، ٧/٢٤٠- ٢٤١،ط: إدارة القرآن.

[٥] أبواب ما جاء في الجنائز، باب ما جاء في النهي عن الاجتماع وغيره، ١/١١٦، ط: قديمي.

[٦] باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت، ٢/ ٢٤٠، ٢٤١، ط: سعيد.

عید میلاد النبی اور مروجہ خرافات

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ سالانہ جب بھی بارہ ربیع الاول آتا ہے ہمارے محلے کے اکثر لوگ بڑے آب و تاب کے ساتھ عید جیسی تیاریاں کرتے ہیں، چھوٹی بڑی عمارتوں خصوصا مسجدوں میں چراغاں کرتے ہیں، رنگ برنگے جھنڈے لگاتے ہیں اور اس کو کار خیر سمجھ کر جلوس بھی نکالتے ہیں حتی کہ اس جلوس کی وجہ سے ٹریفک بھی جام ہو جاتی ہے، اگر یہ ثواب ہے تو ہم بھی کرنا چاہتے ہیں اور اگر یہ ثواب نہیں تو یہ لوگ قرآن، حدیث سے بہت سے دلائل بھی دکھاتے ہیں اور سناتے ہیں ہمیں بھی صحیح مسئلہ فرمائیں تاکہ ہم بھی بارہ ربیع الاول میں چراغاں کرنے والوں اور اہتمام کرنے والوں کو صحیح طرح سمجھا سکیں

الجواب: عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے خوشی منانا اور مجالس کا انعقاد کرنا نہ صرف درست بلکہ مستحسن ہے بشرطیکہ شریعت کے دائرہ میں رہ کر ہو کیونکہ ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت ہے، لیکن آج کل جس انداز سے یہ خوشی منائی جارہی ہے منکرات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے واجب الترک ہے۔

اگر یہ بات تسلیم کی جائے کہ بارہ ربیع الاول کو ولادت باسعادت کا دن ہونے میں اختلاف ہے جبکہ بارہ ربیع الاول کو وفات پر اتفاق ہے تو بارہ ربیع الاول کو خوشی منانا ایک طرح ولادت پر نہیں بلکہ وفات پر جشن ہوگا۔

دوسری بات یہ ہے کہ ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مروجہ طریقے سے خوشی کا اظہار کرنا زمانہ رسالت، زمانہ صحابہ و تابعین میں سے کسی بھی کسی سے ثابت نہیں اگر یہ عشق اور محبت کی دلیل ہوتی تو وہ حضرات اس معاملہ میں کبھی پیچھے نہ رہتے جو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سب کچھ قربان کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ نیز آج کل اس میں درج ذیل منکرات کا ارتکاب کیا جاتا ہے جیسے:

۱ ...... بجلی کی چوری

۲ ...... محافل میں مرد و زن کا اختلاط

۳ ...... فضول خرچی

۴ ...... نعت کے نام پر شرکیہ و کفریہ کلمات کا سننا اور پڑھنا

۵ ...... نعتیہ کلام کو میوزک کے ساتھ پیش کرنا

۶ ...... روضہ اور بیت اللہ شریف کی شبیہ بنا کر طواف کرنا

۷ ...... تعزیے نکالنا

۸..... راتوں کولاؤڈاسپیکر کی آواز کو بلاضرورت بڑھاکرآرام کرنے والوں کے آرام کوخراب کرنا

۹..... اوران تمام من گھڑت فرسودہ اختراعی خرافات کی دین کی طرف نسبت کرنے کی جسارت کرنا اورآئے دن نئی نئی [illegible] وبدعات کااضافہ کرناجیسے کیک کاٹنا عید کی نمازپڑھنا، عیدی ملنا، بچوں کو عیدی دیناوغیرہ۔

یہ وہ تمام خرابیاں ہیں جو آج کل اس دن کو منانے میں اور منانے والوں میں پائی جاتی ہیں، جس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں قطعاًاجازت نہیں ہے۔

باقی رہی بات بدعتیوں کے دلائل کی توان کی تحقیق اس سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں کہ سطحی اور عوامی [illegible] احادیث مبارکہ سناتے ہیں جن کااس مروجہ میلاد سے دوردور کا بھی تعلق نہیں ہوتا کیونکہ وہ آیات اوراحادیث جس مقصد [illegible] لئے وارد ہوئی ہیں اس مقصد سے ہٹا کراس میلاد میں پیش کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔

یہ بات واضح رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت مندی کامعیارآپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلی اتباع ہے، [illegible] کرنا، کیونکہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی چیز نہیں بلکہ اپنانے کی چیز ہے، لہٰذاآپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کے مطابق پوری زندگی گزارناہی دین اسلام کاحاصل ہےاوراسی میں کامیابی ہے۔

قال الله تبارك وتعالى:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا. (۱)

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (۲)

وكذا في صحيح البخاري:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ. (۳)

وكذا في المشكاة:

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَكْرِمُوا أَصْحَابِي فَإِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ. (٤)

==================

(۱) المائدة:۳.

(۲) الحشر:۷.

(۳) كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فالصلح مردود، ۱/ ۳۷۱، ط: قديمي.

(٤) باب مناقب الصحابة، الفصل الثاني، ۲/ ٥٥٤، ط: قديمي.

وكذا في سنن ابن ماجه:

وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدِثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ شَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. (۱)

وكذا في تنقيح الحامدية:

مِنْ الْبِدَعِ الْمُنْكَرَةِ مَا يُفْعَلُ فِي كَثِيرٍ مِنْ الْبُلْدَانِ مِنْ إيقَادِ الْقَنَادِيلِ الْكَثِيرَةِ الْعَظِيمَةِ السَّرَفِ فِي لَيَالٍ مَعْرُوفَةٍ مِنْ السَّنَةِ كَلَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَحْصُلُ بِذَلِكَ مَفَاسِدُ كَثِيرَةٌ مِنْهَا مُضَاهَاةُ الْمَجُوسِ فِي الِاعْتِنَاءِ بِالنَّارِ فِي الْإِكْثَارِ مِنْهَا وَمِنْهَا إضَاعَةُ الْمَالِ فِي غَيْرِ وَجْهِهِ وَمِنْهَا مَا يَتَرَتَّبُ عَلَى ذَلِكَ مِنْ الْمَفَاسِدِ مِنْ اجْتِمَاعِ الصِّبْيَانِ وَأَهْلِ الْبَطَالَةِ وَلَعِبِهِمْ وَرَفْعِ أَصْوَاتِهِمْ وَامْتِهَانِهِمْ الْمَسَاجِدَ وَانْتِهَاكِ حُرْمَتِهَا وَحُصُولِ أَوْسَاخٍ فِيهَا وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنْ الْمَفَاسِدِ الَّتِي يَجِبُ صِيَانَةُ الْمَسْجِدِ عَنْهَا شَرْحُ الْمُهَذَّبِ لِلْإِمَامِ النَّوَوِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَصَرَّحَ أَئِمَّتُنَا الْأَعْلَامُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ بِأَنَّهُ لَا يَجُوزُ أَنْ يُزَادَ عَلَى سِرَاجِ الْمَسْجِدِ سَوَاءٌ كَانَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ أَوْ غَيْرِهِ لِأَنَّ فِيهِ إسْرَافًا كَمَا فِي الذَّخِيرَةِ وَغَيْرِهَا. (۲)

وكذا في المدخل لابن الحاج:

وَمِنْ جُمْلَةِ مَا أَحْدَثُوهُ مِنَ الْبِدَعِ مَعَ اعْتِقَادِهِمْ أَنَّ ذَلِكَ مِنْ أَكْبَرِ الْعِبَادَاتِ وَإِظْهَارِ الشَّعَائِرِ مَا يَفْعَلُونَهُ فِي شَهْرِ رَبِيعٍ الْأَوَّلِ مِنَ الْمَوْلِدِ، وَقَدِ احْتَوَى ذَلِكَ عَلَى بِدَعٍ وَمُحَرَّمَاتٍ جَمَّةٍ؛ فَمِنْ ذَلِكَ: اسْتِعْمَالُهُمُ الْمَغَانِيَ وَمَعَهُمْ آلَاتُ الطَّرَبِ مِنَ الطَّارِ الْمُصَرْصِرِ وَالشَّبَّابَةِ... وَمَضَوْا فِي ذَلِكَ عَلَى الْعَوَائِدِ الذَّمِيمَةِ فِي كَوْنِهِمْ يَشْتَغِلُونَ أَكْثَرَ الْأَزْمِنَةِ... بِبِدَعٍ وَمُحَرَّمَاتٍ...وقد نقل ابن الصلاح أَنَّ الْإِجْمَاعَ مُنْعَقِدٌ عَلَى أَنَّ آلَاتِ الطَّرَبِ اجتمعت فَهِيَ مُحَرَّمَةٌ... فمن كان باكيا فليبك على نفسه... وَيَا لَيْتَهُمْ عَمِلُوا الْمَغَانِيَ لَيْسَ إِلَّا، بَلْ يَزْعُمُ بَعْضُهُمْ أَنَّهُ يَتَأَدَّبُ، فَيَبْدَأُ الْمَوْلِدَ بِقِرَاءَةِ الْكِتَابِ الْعَزِيزِ، وَيَنْظُرُونَ إِلَى مَنْ هُوَ أَكْثَرُ مَعْرِفَةً بالهنوكِ... فَهَذَا فِيهِ مِنَ الْمَفَاسِدِ وُجُوهٌ:

منها: ما يفعله القاري في قراءته على تلك الهيأة المذمومة شرعا.

والثاني: أن فيه قلة أدب وقلة احترام لكتاب الله.

الثالث: أنهم يقطعون قراءة كتاب الله تعالى ويقبلون على شهوات أنفسهم من سماع اللهو بضرب الطار والشبابة والغناء والتكسير الذي يفعله المغني.

الرابع: أنهم يظهرون غير ما في بواطنهم، وذلك بعينه صفة النفاق.

==================

(۱) باب اجتناب البدع والجدل، ۱/ ٦، ط: قديمي.

(۲) فوائد ومسائل شتى من الحظر والإباحة، من البدع المنكرة إيقاد القناد... إلخ، ۲/ ۳٥۹، ط: حقانية.

الخامس: أن بعضهم قلل من القراءة لقوة الباعث على لهوه بها بعدها.
السادس: أن بعض السامعين إذا طوّل القاري القراءة يتقلقلون منه لكونه طوّل عليهم، ولم يسكت حتي يشتغلوا بما يحبون من اللهو... فانظر رحمنا الله وإياك إلى هذا المغني إذا غنى تجد من له الهيبة والوقار وحسن الهيئة والسمت... فإذا دب معه الطرب قليلا حرّك رأسه... ثم إذا تمكن الطرب منه ذهب حياؤه ووقاره... فيقوم ويرقص ويعيط وينادي ويبكي ويتباكى ويتخشع ويدخل ويخرج ويبسط يديه ويرفع رأسه نحو السماء... ويخرج الرغوة، أي الزبد من فيه وربما مزق بعض ثيابه... وهذا منكر بيّن لأن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن إضاعة المال... هذا وجه.
والثاني: أنه في الظاهر خرج عن حد العقلاء إذ أنه صدر منه ما يصدر من المجانين في غالب أحوالهم.
الثالث: أنه ألحق نفسه بالبهائم، إذ التكليف إنما خوطب به العقلاء وهذا يزعم أنه سلب عقله... ثم انظر... إلى مخالفة السنة ما أشنعها ألا ترى أنهم لما ابتدعوا فعل المولد على ما تقدم تشوقت نفوس النساء لفعل ذلك وقد تقدم ما في مولد الرجال من البدع والمخالفة للسلف الماضيين رضي الله عنهم أجمعين... فكيف إذا فعله النساء، لا جرم أنهن لما فعلنه ظهرت فيه عورات جمّة ومفاسد عديدة، فمنها ما تقدم في مولد الرجال من أنه يكون بعض النساء ينظر إلى الرجال، فيقع ما يقع من التشويش بين الرجال وأهله بسبب ذلك.[1]
وكذا في الشامي:
أَمَّا لَوْ نَذَرَ زَيْتًا لِإِيقَادِ قِنْدِيلٍ فَوْقَ ضَرِيحِ الشَّيْخِ أَوْ فِي الْمَنَارَةِ كَمَا يَفْعَلُ النِّسَاءُ مِنْ نَذْرِ الزَّيْتِ لِسَيِّدِي عَبْدِ الْقَادِرِ وَيُوقَدُ فِي الْمَنَارَةِ جِهَةَ الْمَشْرِقِ فَهُوَ بَاطِلٌ، وَأَقْبَحُ مِنْهُ النَّذْرُ بِقِرَاءَةِ الْمَوْلِدِ فِي الْمَنَابِرِ وَمَعَ اشْتِمَالِهِ عَلَى الْغِنَاءِ وَاللَّعِبِ وَإِيهَابِ ثَوَابِ ذَلِكَ إِلَى حَضْرَةِ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.[2]

مروّجہ قرآن خوانی کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ قرآن خوانی ایصال ثواب کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ قرآن خوانی

---

[1] فصل في كيفية محاولة الأعمال... إلخ، ۲/ ۳-٦، ط: دار التراث/ وكذا في مقالات الكوثري: المولد الشريف النبوي، ص۳۰۵، ط: وحيدي.
[2] كتاب الصوم، مطلب: في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام من شمع أو زيت أو نحوه، ۲/ ۴۳۹، ۴۴۰، ط: سعيد.

کرانے والے طلبہ کو بلاتے ہیں کہ آجاؤ ایک قرآن مجید ختم کرتے ہیں، طالب علم صرف کھانا کھانے کی نیت سے جاتے ہیں، اور وہاں ایک دو پارے پڑھ کران کو کہتے ہیں کہ ہم نے قرآن ختم کرلیا، کیا اس طرح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس طرح کرنے سے طالب علم گناہ گار ہوں گے یا نہیں؟ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

جواب: بغیر اجرت ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی جائز ہے، البتہ ایصال ثواب کے لئے اجرت دے کر پڑھوانا اور اجرت لے کر پڑھنا جائز نہیں، اور دو تین پارے پڑھ کر یہ کہنا کہ پورا قرآن ختم کرلیا درست نہیں بلکہ یہ جھوٹ ہے اور جھوٹ بولنا حرام اور ناجائز ہے۔

قال الله تعالى:

ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ. (١)

وكذا في صحيح البخاري:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتمن خَان. (٢)

وفي رد المحتار:

وَيُمْنَعُ الْقَارِئُ لِلدُّنْيَا، وَالْآخِذُ وَالْمُعْطِي آثِمَانِ. فَالْحَاصِلُ أَنَّ مَا شَاعَ فِي زَمَانِنَا مِنْ قِرَاءَةِ الْأَجْزَاءِ بِالْأُجْرَةِ لَا يَجُوزُ؛ لِأَنَّ فِيهِ الْأَمْرَ بِالْقِرَاءَةِ وَإِعْطَاءَ الثَّوَابِ لِلْآمِرِ وَالْقِرَاءَةَ لِأَجْلِ الْمَالِ؛ فَإِذَا لَمْ يَكُنْ لِلْقَارِئِ ثَوَابٌ لِعَدَمِ النِّيَّةِ الصَّحِيحَةِ فَأَيْنَ يَصِلُ الثَّوَابُ إلَى الْمُسْتَأْجِرِ وَلَوْلَا الْأُجْرَةُ مَا قَرَأَ أَحَدٌ لِأَحَدٍ فِي هَذَا الزَّمَانِ بَلْ جَعَلُوا الْقُرْآنَ الْعَظِيمَ مَكْسَبًا وَوَسِيلَةً إلَى جَمْعِ الدُّنْيَا إنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إلَيْهِ رَاجِعُونَ. وَقَدْ قَالَ الْعُلَمَاءُ: إنَّ الْقَارِئَ إذَا قَرَأَ لِأَجْلِ الْمَالِ فَلَا ثَوَابَ لَهُ فَأَيُّ شَيْءٍ يُهْدِيهِ إلَى الْمَيِّتِ، وَإِنَّمَا يَصِلُ إلَى الْمَيِّتِ الْعَمَلُ الصَّالِحُ، وَالِاسْتِئْجَارُ عَلَى مُجَرَّدِ التِّلَاوَةِ لَمْ يَقُلْ بِهِ أَحَدٌ مِنْ الْأَئِمَّةِ. (٣)

وكذا في فتاوى دار العلوم ديوبند: (٤)

وكذا في قاموس الفقه: (٥)

====================

(١) آل عمران: ٦١.

(٢) كتاب الإيمان، باب علامة المنافق، ١/ ١٠، ط: قديمي.

(٣) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ٦/ ٥٦- ٥٧، ط: سعيد.

(٤) كتاب الجنائز، ٥/ ٢٩٤، ط: دار الاشاعت.

(٥) ایصال ثواب، ٢/ ٢٦٧، ط: زمزم.

جنازے کے ساتھ بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھنا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ جنازے کے ساتھ بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے زور زور سے کلمہ شہادت پڑھنے کی کوئی اصل اور حقیقت نہیں ہے اس لئے اس سے اجتناب کیا جائے۔

كما في البحر الرائق:

وَيَنْبَغِي لِمَنْ تبعَ جِنَازَةً أَنْ يُطِيلَ الصَّمْتَ وَيُكْرَهُ رَفْعُ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَغَيْرِهِمَا فِي الْجِنَازَةِ وَالْكَرَاهَةُ فِيهَا كَرَاهَةَ تَحْرِيمٍ فِي فَتَاوَى الْعَصْرِ وَعِنْدَ مَجْدِ الْأَئِمَّةِ التُّرْكُمَانِيِّ وَقَالَ عَلَاءُ الدِّينِ النَّاصِرِيُّ تَرْكُ الْأَوْلَى. (١)

وكذا في بدائع الصنائع:

وَيُكْرَهُ رَفْعُ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ لِمَا رُوِيَ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادَةَ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُونَ رَفْعَ الصَّوْتِ عِنْدَ ثَلَاثَةٍ: عِنْدَ الْقِتَالِ، وَعِنْدَ الْجِنَازَةِ، وَالذِّكْرِ؛ وَلِأَنَّهُ تَشَبُّهٌ بِأَهْلِ الْكِتَابِ فَكَانَ مَكْرُوهًا. (٢)

وكذا في الهندية:

وَعَلَى مُتَّبِعِي الْجِنَازَةِ الصَّمْتُ وَيُكْرَهُ لَهُمْ رَفْعُ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ، كَذَا فِي شَرْحِ الطَّحَاوِيِّ. (٣)

وكذا في الدر مع الرد:

(كُرِهَ) كَمَا كُرِهَ فِيهَا رَفْعُ صَوْتٍ بِذِكْرٍ أَوْ قِرَاءَةٍ فَتْحٌ..... وَفِيهِ عَنْ الظَّهِيرِيَّةِ: فَإِنْ أَرَادَ أَنْ يَذْكُرَ اللَّهَ تَعَالَى يَذْكُرُهُ فِي نَفْسِهِ: إِنَّهُ لا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ. أَيْ الْجَاهِرِينَ بِالدُّعَاءِ. (٤)

آیات قرآنیہ اور کلمہ طیبہ وغیرہ سے مزین چادر میت پر ڈالنا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ وہ چادر جس پر کلمات اور آیات قرآنیہ لکھی ہوئی ہوں اس کو میت پر ڈالنا کیسا ہے؟

====================

(١) كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته، ٢/ ٣٣٦، ط: رشيديه.

(٢) كتاب الصلاة، باب كيفية التشبيع، ٢/ ٤٦، ط: رشيدية.

(٣) الباب الحادي والعشرون في الجنائز، ١/ ١٦٢، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الصلاة، باب الجنائز، ٢/ ٢٣٣، ط: سعيد.

جواب: کلمہ اور آیات قرآنی لکھی ہوئی چادر میت کی چارپائی پر ڈالنے میں آیات قرآنی وغیرہ کی بے حرمتی ہے اس لئے اس سے اجتناب ضروری ہے۔

كما في الدر المختار:

بِسَاطٌ أَوْ غَيْرُهُ كُتِبَ عَلَيْهِ الْمُلْكُ لِلَّهِ يُكْرَهُ بَسْطُهُ وَاسْتِعْمَالُهُ لَا تَعْلِيقُهُ لِلزِّينَةِ.[1]

وكذا في رد المحتار:

وَقَدَّمْنَا قُبَيْلَ بَابِ الْمِيَاهِ عَنْ الْفَتْحِ أَنَّهُ تُكْرَهُ كِتَابَةُ الْقُرْآنِ وَأَسْمَاءِ اللهِ - تَعَالَى - عَلَى الدَّرَاهِمِ وَالْمَحَارِيبِ وَالْجُدْرَانِ وَمَا يُفْرَشُ، وَمَا ذَاكَ إلَّا لِاحْتِرَامِهِ، وَخَشْيَةِ وَطْئِهِ وَنَحْوِهِ مِمَّا فِيهِ إهَانَةٌ فَالْمَنْعُ هُنَا بِالْأَوْلَى مَا لَمْ يَثْبُتْ عَنْ الْمُجْتَهِدِ أَوْ يُنْقَلْ فِيهِ حَدِيثٌ ثَابِتٌ فَتَأَمَّلْ.[2]

وكذا في فتاوى اللكنوي:

الاستفسار: قد تعارف في بلادنا أنهم يلقون على قبر الصلحاء ثوبا مكتوبا فيه سورة الإخلاص هل فيه بأس؟ الاستبشار: هو استهانة بالقرآن، لأن هذا الثوب إنما يلقى تعظيما للميت، ويصير هذا الثوب مستعملا مبتذلا، وابتذال كتاب الله من أسباب عذاب الله، كذا في نصاب الاحتساب (في باب الاحتساب على من يحضر للتعزية في الأيام المعهودة في المقابر) قلت واشنع من هذا ما يفعله أهل الدكن من إلقاء الثياب التي كتب فيها اسم الله تعالى أو سورة القرآن على جميع القبور، وإن لم يكن المقبور من أهل الزهد والورع.[3]

وكذا في الهندية:

وَلَوْ كُتِبَ الْقُرْآنُ عَلَى الْحِيطَانِ وَالْجُدْرَانِ بَعْضُهُمْ قَالُوا: يُرْجَى أَنْ يَجُوزَ، وَبَعْضُهُمْ كَرِهُوا ذَلِكَ مَخَافَةَ السُّقُوطِ تَحْتَ أَقْدَامِ النَّاسِ... كِتَابَةُ الْقُرْآنِ عَلَى مَا يُفْتَرَشُ وَيُبْسَطُ مَكْرُوهَةٌ، كَذَا فِي الْغَرَائِبِ. بِسَاطٌ أَوْ مُصَلًّى كُتِبَ عَلَيْهِ الْمُلْكُ لِلَّهِ يُكْرَهُ بَسْطُهُ وَالْقُعُودُ عَلَيْهِ وَاسْتِعْمَالُهُ.[4]

قبروں پر چادر چڑھانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ومشائخ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قبروں پر چادریں چڑھانا کیسا ہے؟

[1] كتاب الطهارة، قبيل باب المياه، ١/ ١٧٨، ط: سعيد.

[2] باب صلاة الجنازة، مطلب فيما يكفن على كفن الميت، ٢/٢٤٦- ٢٤٧، ط: سعيد.

[3] كتاب الصلاة، باب ما يتعلق بتعظيم اسم الله إلخ، ٤٠٣، ط: رشيدية.

[4] كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف، ٥/ ٣٢٣، ط: رشيدية.

جواب: قبریں خواہ بزرگوں کی ہوں یا عام لوگوں کی ان پر چادریں چڑھانا جائز نہیں۔

كذا في الشامي:

في الأحكام عن الحجة تكره الستور على القبور. (۱)

وكذا في الفقه الواضح:

وفي كلام ابن عمر رضي الله عنهما ما يشعر بأنه لا تأثير لما يوضع على القبر بل التأثير للعمل الصالح. (۲)

هكذا في احسن الفتاوى: (۳)

سنتوں کے بعد اجتماعی دعاء مانگنے کا حکم

سوال: جناب مفتیان کرام آیا نماز کے بعد یعنی سنت وغیرہ کے بعد اجتماعاً دعا مانگنا درست ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو دلائل کے ساتھ قرآن وسنت کی روشنی میں مسئلہ پر روشنی ڈالیں۔ نیز اولی وغیر اولی (مستحب اور غیر مستحب) کو بھی بیان کریں۔

جواب: سنت وغیرہ کے بعد اجتماعی دعا مانگنا نہ تو حدیث سے ثابت ہے اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے اور نہ ائمہ کے عمل سے، بلکہ صحابہ کا عمل تو یہ تھا کہ وہ فرض نماز پڑھ کر سنتیں اپنے اپنے گھروں میں جا کر ادا کیا کرتے تھے اور درست طریقہ بھی یہی ہے کہ جس طرح سنتیں الگ الگ پڑھتے ہیں اسی طرح دعا بھی اپنی الگ الگ مانگی جائے، اجتماعی طور پر دعا مانگنا جیسا کہ بعض جگہوں پر اسے لازم سمجھا جاتا ہے یہ بدعت ہے جس کا ترک کرنا لازم ہے۔

كما في صحيح البخاري:

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (٤)

وفي إعلاء السنن:

ورحم الله طائفة من المبتدعة في بعض الأقطار الهند حيث واظبوا على أن الإمام ومن معه يقومون بعد المكتوبة بعد قراءتهم: اللّٰهم أنت السلام ومنك السلام إلخ، ثم إذا فروغا من فعل السنن والنوافل يدعو الإمام عقب الفاتحة جهرا بدعاء مرة ثانية، والمقتدون يؤمنون على ذلك، وقد جرى العمل منهم بذلك على سبيل الالتزام والدوام حتى أن بعض العوام اعتقدوا أن الدعاء بعد السنن والنوافل باجتماع الإمام تأخيرا

---

(۱) باب صلاة الجنائز، مطلب في دفن الميت، ۲/ ۲۳۸، ط: سعيد.

(۲) كتاب الجنائز، وضع الجريدة ونحوها على القبر، ۱/ ٤۳۳، المكتبة التجارية.

(۳) باب رد البدعات، ۱/ ۳۷٦، ط: سعيد.

(٤) كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، ۱/ ۳۷۱، ط: قديمي.

لأجل اشتغاله بطويل السنن والنوافل اعترضوا عليه قائلين: إنا منتظرون للدعاء ثانيا وهو يطيل صلاته وحتى أن متولي المساجد يجبرون الإمام المؤظف على ترويج هذا الدعاء المذكور بعد السنن والنوافل على سبيل الالتزام، ومن لم يرض بذلك يعتزلونه عن الإمامة ويطعنونه ولا يصلون خلف من لا يصنع بمثل صنيعهم. وأيم الله! إن هذا أمر محدث في الدين. [۱]

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کا حکم

سوال: مسئلہ دریافت یہ ہے کہ آیا فرض نماز کے بعد اجتماعاً دعا مانگنا امام صاحب کے ساتھ کیسا ہے، آیا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو جواز کی دلیل قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح کریں۔

جواب: فرض نماز کے بعد مستقل طور پر اس طرح اجتماعی دعا مانگنا کہ امام بلند آواز سے دعا کرے اور مقتدی آمین آمین کہیں درست نہیں، اگر اس کو لازم سمجھا جائے تو بدعت ہے، البتہ اگر امام اور مقتدی سب اپنے طور پر دعا مانگیں اور اجتماعی صورت بن جائے تو درست ہے۔

كما في جامع الترمذي:

عن أبي أمامة رضي الله عنه قال: قيل يا رسول الله أي الدعاء أسمع؟ قال: جوف الليل الآخر ودبر الصلوات المكتوبات، هذا حديث حسن. [۲]

وفي رد المحتار مع الدر المختار:

هل يكره رفع الصوت بالذكر والدعاء؟ قيل: نعم... (قيل: نعم) يشعر بضعفه مع أنه مشى عليه في المحتار والملتقى، فقال: وعن النبي صلى الله عليه وسلم أنه كره رفع الصوت عند قراءة القرآن والجنازة والزحف والذكر. [۳]

فرض نماز کے بعد ہمیشہ جہراً دعا مانگنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ فرض نمازوں کے بعد دعا بالجہر کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟

جواب: فرض نماز کے بعد ہمیشہ جہراً دعا مانگنے کی عادت بنانا مکروہ ہے، البتہ کبھی کبھار ذرا بلند آواز سے دعا کر لی جائے تو جائز ہے لیکن قرآن وسنت سے ثابت ہوتا ہے کہ سراً دعا مانگنا جہراً مانگنے سے افضل ہے، اس لئے سراً دعا مانگنی چاہئے۔

---

[۱] كتاب الصلاة، باب الانحراف بعد السلام، ۳/ ۲۰۵، ط: إدارة القرآن.

[۲] أبواب الدعوات، ۲/ ۱۸۷، ط: سعيد.

[۳] كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ٦/ ۳۹۸، ط: سعيد.

كما قال الله تعالى: ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ. (۱)

وكذا في تفسير روح المعاني:

وفصل آخرون فقالوا: الإخفاء أفضل عند خوف الرياء والإظهار أفضل عند عدم خوفه، وأولى منه القول بتقديم الإخفاء على الجهر فيما إذا خيف الرياء أو كان في الجهر تشويش على نحو مصل أو نائم أو قارئ أو مشتغل بعلم شرعي. (۲)

وكذا في أحكام القرآن:

قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي هَذِهِ الْآيَةِ وَمَا ذَكَرْنَا مِنْ الْآثَارِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ إخْفَاءَ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ من إظهاره لأن الخفية هي السر. (۳)

وكذا في الشامية:

وَقَالَ وَأَمَّا الْأَدْعِيَةُ وَالْأَذْكَارُ فَبِالْخُفْيَةِ أَوْلَى. قُلْت: وَيُؤَيِّدُهُ قَوْلُهُ فِي السِّرَاجِ وَيَجْتَهِدُ فِي الدُّعَاءِ. وَالسُّنَّةُ أَنْ يُخْفِيَ صَوْتَهُ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً. (٤)

وكذا في الهندية:

إذَا دَعَا بِالدُّعَاءِ الْمَأْثُورِ جَهْرًا وَمَعَهُ الْقَوْمُ أَيْضًا لِيَتَعَلَّمُوا الدُّعَاءَ لَا بَأْسَ بِهِ. (٥)

وكذا في فتاوى رحيمية: (٦)

وكذا في فتاوى محمودية: (٧)

والدین کی قبر کو بوسہ دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں کے لوگ عید کے دن صبح نماز پڑھنے کے بعد قبرستان

---

(۱) الأعراف:٥٥.

(۲) الأعراف:٥٥، ٨/ ٥٢٧، ط: دار إحياء التراث العربي.

(۳) ٣/ ٥٣، الأعراف:٥٥، ط: قديمي.

(٤) كتاب الحج، مطلب في شروط الجمع بين الصلاتين بعرفة بين الصلاتين، ٢/ ٥٠٧، ط: سعيد.

(٥) كتاب الكراهية، الباب الرابع في صلاة التسبيح وقراءة القرآن، ٥/ ٣١٨، ط: رشيدية.

(٦) كتاب الصلاة، باب الأذكار المتواترة بعد الصلوة، ٦/ ٥٥، ط: دار الاشاعت.

(٧) كتاب الصلاة، باب الذكر والدعاء بعد الصلاة، ٥/ ٦٩١- ٦٩٣، ط: فاروقية.

جاتے ہیں وہاں بعض لوگ اپنے والدین کی قبروں کو بوسہ دیتے ہیں اور اگر ان سے پوچھا جائے کہ آپ حضرات یہ کیوں کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی قبروں کو تعظیم کی وجہ سے بوسہ دیتے ہیں، تو کیا والدین کی قبر کو بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ قبروں کو بوسہ دینا ہر گز جائز نہیں، حرام ہے، چاہے اولیاء اللہ کی قبر ہو یا والدین کی، اس لئے کہ یہ غیر مسلموں کا طریقہ ہے اور نیز اس میں تشبہ بالسجود اور غیر اللہ کی ناجائز تعظیم ہے، لہٰذا اس سے اجتناب لازم ہے۔

كذا في البناية:

قال الفقهاء الخراسانيون: لا يمسح القبر، ولا يقبله، ولا يمسه، فإن ذلك من عادة النصارى، قال: وما ذكروه صحيح. وقال الزعفراني: لا يستلم القبر بيده ولا يقبله، قال: وعلى هذا مضت السنة. وما يفعله العوام الآن من البدع المنكرة شرعا. [1]

وكذا في الدر المختار:

(وَكَذَا) مَا يَفْعَلُونَهُ مِنْ (تَقْبِيلِ الْأَرْضِ بَيْنَ يَدَيِ الْعُلَمَاءِ) وَالْعُظَمَاءِ فَحَرَامٌ وَالْفَاعِلُ وَالرَّاضِي بِهِ آثِمَانِ لِأَنَّهُ يُشْبِهُ عِبَادَةَ الْوَثَنِ وَهَلْ يَكْفُرَانِ: عَلَى وَجْهِ الْعِبَادَةِ وَالتَّعْظِيمِ كُفْرٌ وَإِنْ عَلَى وَجْهِ التَّحِيَّةِ لَا وَصَارَ آثِمًا مُرْتَكِبًا لِلْكَبِيرَةِ وَفِي الْمُلْتَقَطِ التَّوَاضُعُ لِغَيْرِ اللهِ حَرَامٌ. [2]

كذا في فتاوى حقانية: [3]

كذا في فتاوى دار العلوم ديوبند: [4]

ظہر، مغرب اور عشاء کے فرضوں کے بعد اجتماعی دعا کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام کے لئے نماز ظہر، مغرب اور عشاء کے فرضوں کے بعد دعا کرنی چاہئے یا نہیں؟

جواب: ظہر، مغرب اور عشاء کے فرضوں کے بعد امام کو مختصر دعا کرنی چاہئے۔

كذا في الفتاوى الشامية:

(قَوْلُهُ إلَّا بِقَدْرِ اللَّهُمَّ إلَخْ) لِمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

==================

[1] كتاب الصلوة، في آخر باب الجنائز، ۳/ ۵۴۱، ط: حقانية.

[2] كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره، ۶/ ۳۸۳، ط: سعيد.

[3] كتاب العقائد والإيمانيات، ۱/ ۱۸۶، ط: دار العلوم حقانية.

[4] كتاب السنة والبدعة، ۱/ ۱۱۳، ط: دار الاشاعت.

لَا يَقْعُدُ إِلَّا بِمِقْدَارِ مَا يَقُولُ: اللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ. (١)

وكذا في الفتاوى الهندية:

وَفِي الْحُجَّةِ الْإِمَامُ إِذَا فَرَغَ مِنَ الظُّهْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ يَشْرَعُ فِي السُّنَّةِ وَلَا يَشْتَغِلُ بِأَدْعِيَةٍ طَوِيلَةٍ. (٢)

وكذا في التاتارخانية:

الإمام إذا فرغ من الظهر والمغرب والعشاء يشرع في السنة ولا يشتغل بأدعية طويلة. (٣)

ایصالِ ثواب کا ثبوت قرآن وسنت سے

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارہ میں کہ اگر کوئی شخص مُردے کو ایصال ثواب کرے، تو کیا یہ ایصال ثواب مردے تک پہنچتا ہے یا نہیں؟ نیز ایصال ثواب کا مُردے تک پہنچنا قرآن وحدیث کی کن نصوص سے ثابت ہے؟

جواب: ہر وہ نیک کام جو انسان اپنے لئے کرتا ہے، جیسے نفل نماز، نفل روزہ، نفل حج، نفل صدقات اور تلاوت وتسبیحات وغیرہ، اگر اس میں مُردوں کو ثواب پہنچانے کی نیت کرے تو اس کا ثواب مُردوں کو پہنچے گا۔

مرحومین کو ثواب کا پہنچنا اہل سنت والجماعت کے متفقہ عقائد میں سے ہے، جو قرآن کریم کی بے شمار آیات اور صحیح احادیث نبویہ سے ثابت ہے، آیات قرآنی اور احادیث نبویہ ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

كما في القرآن الكريم:

وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ. (٤)

وفيه أيضا:

وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا. (٥)

وفيه أيضا:

الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا. (٦)

وكذا في صحيح البخاري:

عن ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تُوُفِّيَتْ أُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا، فَقَالَ:

(١) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب هل يفارقه الملكان، ١/ ٥٣٠، ط: سعيد.

(٢) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، الفصل الثالث في سنن الصلاة وآدابها وكيفيتها، ١/ ٨٥، ط: قديمي.

(٣) كتاب الصلاة، الفصل الثالث في بيان ما يفعله المصلي في صلاته بعد الافتتاح، ١/ ٤٠٦، ط: قديمي.

(٤) الشورى: ٥.

(٥) الإسراء: ٢٤.

(٦) المؤمن: ٧.

يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا، أَيَنْفَعُهَا شَيْءٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّ حَائِطِيَ المِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا. (۱)

وكذا في سنن أبي داود:

عَنِ الحَكَمِ، عَنْ حَنَشٍ، قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَانِي أَنْ أُضَحِّيَ عَنْهُ فَأَنَا أُضَحِّي عَنْهُ. (۲)

وكذا في المصنف لابن أبي شيبة:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا، وَإِنَّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، فَهَلْ لَهَا مِنْ أَجْرٍ، إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ. (۳)

وأيضا فيه:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيُرْقَى الدَّرَجَةَ، فَيَقُولُ: مَا هَذَا؟ فَيُقَالُ: بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ مِنْ بَعْدِكَ لَكَ. (٤)

وأيضا فيه:

عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِمَا مَعَ صَلَاتِكَ، وَأَنْ تَصُومَ عَنْهُمَا مَعَ صِيَامِكَ، وَأَنْ تَصَدَّقَ عَنْهُمَا مَعَ صَدَقَتِكَ. (٥)

كما في الفتاوى الهندية:

الْأَصْلُ فِي هَذَا الْبَابِ أَنَّ الْإِنْسَانَ لَهُ أَنْ يَجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهِ لِغَيْرِهِ صَلَاةً كَانَ أَوْ صَوْمًا أَوْ صَدَقَةً أَوْ غَيْرَهَا كَالْحَجِّ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَالْأَذْكَارِ وَزِيَارَةِ قُبُورِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَالشُّهَدَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَتَكْفِينِ الْمَوْتَى وَجَمِيعِ أَنْوَاعِ الْبِرِّ، كَذَا فِي غَايَةِ السُّرُوجِيِّ شَرْحِ الْهِدَايَةِ. (٦)

==================

(۱) كتاب الوصايا، باب إذا قال أرضي أو بستاني صدقة لله عن أمي، ۱/ ۳۸٦، ط: قديمي.

(۲) كتاب الضحايا، باب الأضحية عن الميت، ۲/ ۳۷، ط: رحمانية.

(۳) كتاب الجنائز، باب يتبع الميت بعد موته، ۷/ ٤٨٠، ط: إدارة القرآن.

(٤) كتاب الجنائز، باب يتبع الميت بعد موته، ۷/ ٤٨٢، ط: إدارة القرآن.

(٥) كتاب الجنائز، باب يتبع الميت بعد موته، ۷/ ٤٨٤، ط: إدارة القرآن.

(٦) كتاب المناسك، باب الحج عن الغير، ۱/ ۲۸۳، ط: قديمي.

انگوٹھے چومنے سے متعلق تفصیلی جواب

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام درج ذیل امور کے بارے میں:

(۱) اذان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کااسم مبارک سن کرانگوٹھے چومنا شرعاً کیسا ہے؟ قرآن وحدیث یا صحابہ کرام کے عمل سے ثابت ہے یانہیں؟

(۲) جوحضرات انگوٹھے چومنے پر مصر ہیں وہ کون سی روایات کا سہارا لیتے ہیں؟

(۳) آیاوہ روایات صحیح ہیں یانہیں؟اوران کے بارے میں اہل علم اور محدثین کی آراء کیا ہیں؟

(۴) سنا ہے کہ ان روایات کے بارے میں محدثین نے "لا یصح" کالفظ نقل کیا ہے،اب وضاحت طلب امر یہ ہے کہ لفظ "لا یصح" اگر کسی حدیث کے بارے میں آجائے تواس سے محدثین کیامراد لیتے ہیں؟

(۵) انگوٹھے چومنے پر جوفقہی عبارات پیش کی جاتی ہیں ان کی وضاحت فرمائیں۔

(۶) کتب فقہ کی عبارات کے بارے میں اہل علم اور فقہاء کرام کی آراء کیا ہیں،اوراس کے بارے میں کیاجوابات دیتے ہیں؟

جواب (۱): اذان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کوسن کرانگوٹھے چومنا قرآن کریم،احادیث صحیحہ یاصحابہ کرام کے عمل سے ثابت نہیں،اس لئے یہ بدعت اور دین میں زیادتی ہے،اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعت کی سخت الفاظ میں مذمت بیان کی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایاکہ جس نے دین کے معاملہ میں کسی نئی بات کااضافہ کیاتووہ مردود ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ. [1]

دوسری روایت میں ہے کہ وہ تمام کام برے ہیں جو (دین میں نئے گھڑے جائیں) اور ہر نئی بات بدعت ہے،اور ہر بدعت گمراہی اور ضلالت ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:... فَإِنَّ شَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. [2]

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایاکہ تمہارے اوپر لازم ہے کہ تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو معمول بناؤاوراسے مضبوطی سے تھام لو،اور تم نئی باتوں سے پرہیز کروکیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے۔

---

[1] صحيح البخاري: كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على جور، ١/ ٣٧١، ط: قديمي.

[2] سنن ابن ماجه: المقدمة، باب اجتناب البدع والجدل، ١/ ٦، ط: قديمي.

عَنِ العِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، قَالَ: وَعَظَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَعْدَ صَلَاةِ الغَدَاةِ... وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الأُمُورِ فَإِنَّهَا ضَلَالَةٌ فَمَنْ أَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَعَلَيْهِ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ المَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. (۱)

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ تمام کام برے ہیں جو دین میں نئے گھڑے جائیں اور ہر نئی بات بدعت ہے، اور بدعت گمراہی ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ... وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. (۲)

جواب (۲): جو حضرات انگوٹھے چومنے کا قول اختیار کرتے ہیں ان کا استدلال مندرجہ ذیل روایات اور فقہی اقوال ہیں:

پہلی دلیل:

علامہ دیلمی رحمہ اللہ نے کتاب الفردوس میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ جو شخص مؤذن کی شہادت "اشہد ان محمدا رسول اللہ" سنے اور اپنے انگوٹھے کو چوم کر اپنی آنکھوں پر پھیرے اور یہ کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور میں اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہوں تو اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی۔

وذكر الديلمي في الفردوس من حديث أبي بكر الصديق رضي الله عنه مرفوعا: من مسح العين بباطن أنملة السبابتين بعد تقبيلها عند قول المؤذن: أشهد أن محمدا رسول الله، فقال: أشهد أن محمدا عبده ورسوله، رضيت بالله ربا وبالإسلام دينا وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبيًّا، حلت له شفاعتي. (۳)

دوسری دلیل:

علامہ سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ) نے نقل کیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص مؤذن کی اس شہادت "اشہد ان محمدا رسول اللہ" سننے پر اپنے انگوٹھوں کو چومے اور اپنی آنکھوں پر پھیرے تو وہ کبھی آنکھوں کی بیماری میں مبتلا نہیں ہوگا۔

كما في المقاصد الحسنة:

عن الخضر عليه السلام أنه: من قال حين يسمع المؤذن يقول أشهد أن محمد رسول الله: مرحبا بحبيبي

---

(۱) جامع الترمذي: أبواب العلم، باب الأخذ بالسنة واجتناب البدعة، ۲/ ۹٦، ط: سعيد.

(۲) صحيح مسلم: كتاب الجمعة، باب في خطبة الجمعة، ۱/ ۲۸۵، ط: قديمي.

(۳) كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ۲۰۵-۲۰٦، ط: دار الكتب العلمية.

وقرة عيني محمد بن عبد الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثم يقبل إبهاميه ويجعلهما على عينيه لم يرمد أبدا.[1]

ج(۳) مذکورہ روایات کی تحقیق:

یادر ہے کہ جہاں تک ان روایات کا تعلق ہے تو اس سے نہ ہی سنت کا قول ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی استحباب کا قول بلکہ یہ روایات ہی موضوع اور من گھڑت ہیں۔

روایات کے موضوع ہونے پر اہل علم کی آراء اور اقوال:

(۱) علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ) نے پہلی روایت کو نقل کرکے اس پر کلام کیا ہے اور پوری حدیث نقل کرکے آخر میں فرمایا "لا يصح" کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے اور آگے فرمایا "لا يصح في المرفوع من كل هذا الشيء" کہ اس بارے میں کوئی مرفوع روایت صحیح نہیں ہے۔

مَسْحُ الْعَيْنَيْنِ بِبَاطِنِ أُنْمُلَتَي السَّبَّابَتَيْنِ... مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِيلِي فَقَدْ حَلَّتْ عَلَيْهِ شَفَاعَتِي... ولا يصح في المرفوع من كل هذا شيء.[2]

(۲) علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی ۱۱۶۲ھ) نے اس روایت کو نقل کرکے آخر میں اپنا فیصلہ ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے "لم يصح في المرفوع من كل هذا شيء" کہ اس بارے میں کوئی مرفوع روایت صحیح نہیں ہے۔

قال... ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيء.[3]

(۳) سلطان المحدثین ملا علی قاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے پہلے اس روایت کو نقل کیا پھر آگے فرمایا کہ اس کی سند میں سارے راوی مجہول ہیں اور سند میں انقطاع ہے اور اس بارے میں کوئی بھی صحیح مرفوع روایت نہیں ہے۔

مسح العينين... ذكره الديلمي في الفردوس من حديث أبي بكر الصديق... قال السخاوي: لا يصح وأورده الشيخ أحمد الرداد في كتابه موجبات الرحمة بسند فيه مجاهيل مع انقطاعه عن الخضر عليه السلام وكل ما يروى في هذا فلا يصح دفعة.[4]

(۴) ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اس روایت کو نقل کرکے آگے فرمایا کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے، اور اس روایت کے تحت شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ علامہ سخاوی نے پورے یقین کے ساتھ کہا ہے کہ یہ روایت موضوع اور من گھڑت ہے اور

---

[1] المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة: ١/ ٦٠٥، رقم الحديث: ١٠٢١، ط: دار الكتاب العربي.

[2] المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة، ١/ ٦٠٥- ٦٠٦، رقم الحديث: ١٠٢١، ط: دار الكتاب العربي.

[3] كشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس، ٢/ ٢٠٦، رقم الحديث: ٢٢٩٦، ط: دار الكتب العلمية.

[4] الموضوعات الكبرى مع حاشيته: فصل، ١/ ٣١٥، رقم الحديث: ٤٣٥، ط: مؤسسة الرسالة.

اس کے بعد جتنے بھی حفاظ آئے ہیں انہوں نے بھی یہی فرمایا ہے کہ یہ روایت موضوع ہے۔

قال: لا يصح دفعه على ما قال السخاوي... فقد جزم السخاوي بوضع الحديث فقال: لا يصح وأقره على ذلك من جاء بعده من الحفاظ. (۱)

(۵) علامہ ابوالمحاسن محمد بن خلیل (متوفی ۱۳۰۵ھ) فرماتے ہیں کہ علامہ سخاوی نے حدیث مذکورہ کا انکار کیا ہے اور فرمایا کہ اس طرح کی روایات صحیح نہیں ہیں:

حديث مسح العينين بباطن أنملتي السبابتين بعد تقبيلهما عند قول المؤذن ''أشهد أن محمدا رسول الله'' أنكره السخاوي وقال: كل ما يروى في هذا فلا يصح دفعه البتة. (۲)

(۶) علامہ عبدالرحمٰن بن علی بن محمد الربیع (متوفی ۹۴۴ھ) نے اس کو مکمل نقل کرکے آخر میں فرمایا ہے کہ علامہ احمد الرداد نے اپنی کتاب موجبات میں اس روایت کو ایسی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ اس میں سب راوی مجہول ہیں اور سند بھی منقطع ہے، نیز اس بارے میں کوئی بھی روایت صحیح نہیں ہے۔

مسح العينين بباطن أنملتي السبابتين... فقد حلت له شفاعتي قال شيخنا: ولا يصح وأورده الشيخ الرداد في كتابه موجبات الرحمة بسند فيه مجاهيل... فلا يصح. (۳)

(۷) علامہ محمد بن علی الشوکانی (متوفی ۱۲۵۰) نے علامہ ابن طاہر کا قول نقل کرکے فرمایا کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

حديث مسح العينين... رواه الديلمي في مسند الفردوس عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه مرفوعا قال ابن طاهر في التذكرة: لا يصح. (٤)

(۸) علامہ ناصر الدین البانی (متوفی ۱۴۲۰ھ) نے اس حدیث کو نقل کرکے فرمایا کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

مسح العينين بباطن أنملتي السبابتين... لا يصح، رواه الديلمي في مسند الفردوس عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه. (٥)

دوسری روایت کے متعلق اہل علم کی آراء اور اقوال:

(۱) علامہ محمد طاہر پٹنی رحمہ اللہ (متوفی ۹۸۶ھ) نے اس روایت کو نقل کرکے آخر میں فرمایا کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے، اور آگے

(۱) المصنوع في معرفة الحديث الموضوع: ص۱٦۹، رقم الحديث: ۳۰۳، ط: سعيد.

(۲) اللؤلؤ المرصوع لا أصل له، ص۱٦۸، رقم: ٥۰٥، ط: دار البشائر الإسلامية.

(۳) تميز الطيب من الخبيث فيما يدور على ألسنة الناس من الحديث، ص۱۷۱، رقم: ۱۲۷، ط: دار الكتب العلمية.

(٤) الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة، كتاب الصلاة، ۱/ ۱۹- ۲۰، رقم الحديث: ۱۸، ط: المكتب الإسلامي.

(٥) سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة، ۱/ ۱۷۳، رقم الحديث: ۷۳، ط: المعارف للنشر والتوزيع الرياض.

فرمایا کہ علامہ ابوالعباس نے حضرت خضر علیہ السلام کی منقطع روایت کو ایسی سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ جس میں بہت سارے راوی مجہول ہیں۔

قال... لا يصح، وكذا ما أورده أبو العباس الرداد المنصف بسند مجاهيل مع انقطاعه عن الخضر عليه السلام.[1]

(۲) علامہ محمد درویش الحوت (متوفی ۱۲۷۶ھ) نے روایت کو نقل کر کے آخر میں فرمایا کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے، اور اس طرح کی تمام روایات صحیح نہیں ہیں۔

مسح العينين بالسبابتين... ولم يصح، وبعضهم رواه عن الخضر عليه السلام قال في الأصل عن شيخه كل ذلك لم يصح.[2]

(۳) علامہ محمد امیر المالکی (متوفی ۱۲۲۸ھ) نے اس روایت کو نقل کر کے اپنا فیصلہ ذکر کیا اور فرمایا کہ حضرت خضر علیہ السلام کے طریق سے یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

مسح العينين... لا يصح ولا عن الخضر عليه السلام.[3]

ج(۴) لفظ "لا یصح" پر اہل علم کی ایک تحقیق:

اگر لفظ "لا یصح" احکامات کی کتابوں میں آجائے تو مراد یہ ہوتا ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں بلکہ حسن درجہ کی ہے لیکن اگر یہ لفظ موضوعات پر لکھی ہوئی کتابوں میں آجائے تو مراد یہ ہوتا ہے کہ یہ حدیث موضوع اور من گھڑت ہے۔

(۱) علامہ زاہد الکوثری (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں کہ لفظ "لا یصح "ضعیف راویوں کے بارے میں لکھی ہوئی کتابوں میں باطل کے معنی میں ہے نہ کہ حسن کے معنی میں، اگرچہ وہ صحیح نہ ہو جیسا کہ اہل علماء نے اس کی وضاحت فرمائی ہے، لیکن احکام کی کتابوں میں اس سے مراد حسن ہوتا ہے:

ثم أن قول النقاد في الحديث إنه لا يصح بمعنى أنه باطل في كتب الضعفاء والمتروكين لا بمعنى أنه حسن وإن لم يكن صحيحا كما نص على ذلك أهل الشأن بخلاف كتب الأحكام كما أوضحت ذلك في مقدمة انتقاد المفتي.[4]

---

[1] تذكرة الموضوعات: باب الأذان ومسح العينين فيه ونحوه، ١/ ٣٤، ط: مجيدية.

[2] اسنى المطالب في أحاديث مختلف المراتب، ١/ ٢٥٥، رقم: ١٣٠٥، ط: دار الكتب العلمية.

[3] النخبة البهيّة في الأحاديث المكذوبة على خير البرية، ١/ ١٧، رقم الحديث: ٣١٦٠، ط: المكتب الإسلامي.

[4] مقالات الكوثري: ص٤٤، ط: سعيد.

(۲) شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) فرماتے ہیں کہ "لا يصح، لا يثبت، لم يصح... إلخ" اس طرح کے الفاظ اگر ضعیف راویوں پر لکھی گئی کتابوں میں آجائیں تو مراد یہ ہوتا ہے کہ یہ روایت موضوع ہے جس میں صحت کا کوئی امکان نہیں، اور اگر یہ الفاظ احکامات کی کتابوں میں آجائیں تو اس سے اصطلاحی صحت کی نفی مراد ہوتی ہے:

قولهم في الحديث: ''لا يصح'' أو ''لا يثبت'' أو ''لم يصح'' أو ''لم يثبت'' أو ''ليس بصحيح'' أو ''ليس بثابت'' ... إلخ، ونحو هذه التفاسير إذا قالوه في كتب الضعفاء موضوع لا يتصف بشيء من الصحة، وإذا قالوه في كتب أحاديث الأحكام فالمراد به نفي الصحة الاصطلاحية. (۱)

فائدہ (۱): مذکورہ بالا دونوں روایات کو محدثین نے موضوعات کی کتابوں میں نقل کیا ہے اور اس کے بعد "لا یصح" کہا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ روایات موضوع اور من گھڑت ہیں۔

فائدہ (۲): انگوٹھے چومنے کے متعلق جو روایات نقل کی جاتی ہیں وہ مسند الفردوس الدیلمی کی ہیں، اور ان میں سے اکثر روایات موضوع ہیں جس کے متعلق شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں کہ اس کتاب میں موضوع اور من گھڑت روایات ہیں... الاماشاء اللہ۔

والجواب: أن كتاب الفردوس فيه من الأحاديث الموضوعات... إلا ما شاء الله. (۲)

ج (۵) انگوٹھے چومنے کے ثبوت پر کتب فقہ سے استدلال کا ذکر:

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ اذان میں لفظ شہادت کے سننے کے وقت "صلی الله علیك یارسول الله" اور دوسری شہادت کے سننے کے وقت "قرت عيني بك يا رسول الله" کہنا مستحب ہے پھر اس کے بعد دونوں انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں پر رکھ کر یہ دعا کرے "اللّٰهم متعني بالسمع والبصر" اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرنے والے کو جنت کی طرف لے جائیں گے، اسی طرح کنز العباد، قہستانی اور فتاوی صوفیہ میں ہے:

يُسْتَحَبُّ أَنْ يُقَالَ عِنْدَ سَمَاعِ الْأُولَى مِنْ الشَّهَادَةِ: صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ مِنْهَا: قَرَّتْ عَيْنِي بِك يَا رَسُولَ اللهِ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفْرَيْ الْإِبْهَامَيْنِ عَلَى الْعَيْنَيْنِ فَإِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَكُونُ قَائِدًا لَهُ إلَى الْجَنَّةِ، كَذَا فِي كَنْزِ الْعِبَادِ. اهـ. قُهُسْتَانِيٌّ، وَنَحْوُهُ فِي الْفَتَاوَى الصُّوفِيَّةِ. (۳)

---

(۱) تعليق المصنوع في معرفة أحاديث الموضوع، ص۲۷، ط: سعيد.

(۲) منهاج السنة النبوية: فصل، ۵/ ۳۹، ط: مؤسسة قرطبة.

(۳) رد المحتار: كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة، ۱/ ۳۹۸، ط: سعيد.

علامہ طحطاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علامہ قہستانی نے کنز العباد سے نقل کیا ہے کہ پہلی شہادت کے سننے کے وقت اپنے دونوں انگوٹھوں کو آنکھوں پر رکھ کر "صلی الله علیك یا رسول الله" اور دوسری شہادت کے وقت "قرت عيني بك يا رسول الله" کہنا مستحب ہے اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرنے والوں کو جنت میں لے جائیں گے۔

ذكر القهستاني عن كنز العباد أنه يستحب أن يقول عند سماع الأولى من الشهادتين للنبي صلى الله عليه وسلم صلى الله عليك يا رسول الله وعند سماع الثانية قرت عيني بك يا رسول الله اللّٰهم متعني بالسمع والبصر بعد وضع إبهاميه على عينيه فإنه صلى الله عليه وسلم يكون قائدا له في الجنة.(١)

یاد رہے کہ علامہ شامی نے مذکورہ مسئلہ کے بارے میں اپنی ذکر کردہ عبارت میں کنز العباد قہستانی اور فتاوی صوفیہ کا حوالہ ذکر کیا ہے اور علامہ طحطاوی نے کنز العباد اور کتاب الفردوس کا حوالہ نقل کیا ہے۔

ج: (٦) مذکورہ ذکر کردہ کتب فقہ کے بارے میں اہل علم کی آراء اور اقوال:

کنز العباد کے بارے میں علامہ لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ کنز العباد مسائل واہیہ اور احادیث موضوعہ سے بھری ہوئی ہے جن کا محدثین اور فقہاء کرام کے ہاں کوئی اعتبار نہیں، اور ملا علی قاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) طبقات حنفیہ میں فرماتے ہیں کہ علی بن احمد الغوری کی ایک کتاب کنز العباد فی شرح الاوراد ہے کہ جس کے بارے میں علامہ جمال الدین المرشدی فرماتے ہیں کہ یہ کتاب ایسی موضوع احادیث سے بھری ہوئی ہیں جن کا سننا صحیح نہیں ہے۔

وكذا كنز العباد فإنه مملوء من المسائل الواهية والأحاديث الموضوعة لا عبرة له، لا عند الفقهاء ولا عند المحدثين، قال علي القاري في طبقات الحنفية علي بن أحمد الغوري... وله في كنز العباد في شرح الأوراد قال العلامة جمال الدين المرشدي: فيه أحاديث سمجة موضوعة لا يحل سماعها انتهى.(٢)

فتاوی صوفیہ کے بارے میں علامہ لکھنوی، علامہ حاجی خلیفہ اور علامہ زرکلی رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ "الفتاوي الصوفية في طريق البهائية الخ" کہ فتاوی صوفیہ معتبر کتب میں سے نہیں ہے، اور اس میں موجود کسی مسئلہ پر عمل کرنا اس وقت تک جائز نہیں ہے کہ جب تک اس مسئلہ کی موافقت اصول کے مطابق نہ ہو جائے۔

الفتاوى الصوفية لفضل الله محمد بن أيوب المنتسب إلى: ماجو (المتوفى: ٦٦٦)، قال المولى بركلي: ليست من الكتب المعتبرة، فلا يجوز العمل بما فيها، إلا إذا علم موافقتها للأصول.(٣)

---

(١) حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح: كتاب الصلاة، باب الأذان. ١/ ١٣٧- ١٣٨، ط: المطبعة الكبرى الأميرية.

(٢) النافع الكبير على الجامع الصغير: مقدمة الجامع الصغير، الفصل الأول في طبقات الفقهاء والكتب، ١/ ٢٨، ط: إدارة القرآن.

(٣) كشف الظنون من أسامي الكتب والفنون: حرف الفاء، ٢/ ١٢٢٥، ط: دار إحياء التراث/ الإعلام للزركلي الماجوري: ٦/٤٧، ط: دار العلم/ النافع الكبير على الجامع الصغير، مقدمة الجامع الصغير، الفصل الأول في طبقات الفقهاء، ص٢٧، ط: إدارة القرآن.

علامہ قہستانی کی ذکر کردہ عبارت ہی کے بارے میں علامہ عصام الدین فرماتے ہیں کہ وہ اپنے ہم عصر علماء کے درمیان علم فقہ سے واقف نہ تھے اور نہ ہی فقہ کے علاوہ کسی اور علم کے ماہر تھے اور اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ انہوں نے اپنی اس کتاب میں ہر رطب ویابس بات اور صحیح اور ضعیف بات بغیر تصحیح اور تدقیق کے جمع کر دی ہیں۔

وقال المولى عصام الدين في حق القهستاني: إنه... لا يعرف الفقه ولا غيره بين أقرانه، ويؤيده أنه يجمع في شرحه هذا بين الوقت والسمين، والصحيح والضعيف من غير تصحيح ولا تدقيق فهو كحاطب الليل جامع بين الرطب واليابس في النيل وهو العوارض في ذم الروافض... إلخ. (۱)

علامہ ابن عابدین اور علامہ طحطاوی رحمہما اللہ ان دونوں حضرات کی ذکر کردہ عبارت کو اگر گہرائی اور نظر عمق سے دیکھا جائے تو واضح طور پر یہی نظر آئے گا کہ اس میں ان حضرات کا اپنا کوئی بھی کلام نہیں جس سے لازم آئے کہ یہ دونوں حضرات بنفسہ خود مذکورہ مسئلہ کے استحباب کے قائل ہیں، کیونکہ علامہ ابن عابدین نے اس مسئلہ پر اپنی کوئی رائے صراحتاً ذکر نہیں کی بلکہ علامہ قہستانی کا قولِ استحباب نقل کیا ہے اس کے بعد علامہ سخاوی رحمہ اللہ کا قول "ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيء" نقل کیا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس باب میں صحیح مرفوع حدیث منقول نہیں کیونکہ ان کا استحباب والے قول کے بعد اس قول "ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيء" کو ذکر کرنا اسی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ وہ اس روایت کی صحت کے قائل نہیں ہیں۔ اور جہاں تک علامہ طحطاوی کی ذکر کردہ عبارت کا تعلق ہے تو اس کی بھی یہی صورت حال ہے کہ انہوں نے بھی کنز العباد اور کتاب الفردوس سے قول نقل کیا ہے اور ما قبل میں یہ بات بیان کی جاچکی ہے کہ کنز العباد اور مسند الفردوس غیر مستند کتابیں ہیں، لہٰذا ان کتابوں کی بنیاد پر موضوع روایات کا سہارا لے کر مسئلہ کو ثابت کرنا درست نہیں ہے۔

آخر میں خلاصہ کلام کے طور پر چند ضروری امور ذکر کیے جاتے ہیں۔

(۱) قرآن کریم، احادیث صحیحہ، اجماع امت، ائمہ اربعہ میں سے کسی امام سے اس فعل کا ثبوت نہیں، اور لوگ اس کو ضروری اور عملاً واجب سمجھتے ہیں اور اس کے تارک پر نکیر کی جاتی ہے، لہٰذا موجودہ زمانہ میں اس کو جائز قرار دینا قواعد شرعیہ کے خلاف ہے، اور کسی امرِ مستحب کو بھی درجہ واجب میں پہنچا دیا جائے تو اس کا ترک ضروری ہو جاتا ہے تاکہ عوام الناس کا اعتقاد محفوظ رہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت "لا يجعل أحدكم نصيبا للشيطان من صلاته... إلخ" کے تحت علماء نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس بات پر کہ جو شخص کسی کام کے بارے میں واجب کا اعتقاد رکھے لیکن وہ شرعاً واجب نہ ہو یا

(۱) النافع الكبير على الجامع الصغير: الفصل الأول في طبقات الفقهاء، ص ۲۷.

اس کام کے ساتھ وجوب والا معاملہ کرے تو یہ شیطان کی طرف سے ایک دھوکہ اور بدعت مذمومہ ہے۔

''لا يجعل أحدكم نصيبا للشيطان من صلاته أن لا ينصرف إلا عن يمينه''.

وفي حاشيته: وفي هذا الحديث دليل على من اعتقد الوجوب في أمر ليس بواجب شرعا أو عمل معاملة الواجب معه يكون هذا من الشيطان وبدعة مذمومة.[1]

(۲) صحاح ستہ کی کسی حدیث اور ان کے علاوہ بھی کسی صحیح مرفوع حدیث میں اس کا ثبوت نہیں ہے۔

(۳) ثبوت استحباب کے لئے کسی دلیل شرعی کا ہونا ضروری ہے کیونکہ یہ بھی ایک حکم شرعی ہے بغیر دلیل شرعی کے ثابت نہیں ہوگا جیسا کہ علامہ شامی فرماتے ہیں:

والمستحب وهو ما ورد به دليل ندب يخصه كما في التحرير.[2]

(۴) علامہ شامی نے جس جگہ مسئلہ مذکورہ کو نقل کیا ہے اس مقام پر یہ بھی نقل کیا ہے "ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيء" کہ اس بارے میں کوئی مرفوع روایت صحیح نہیں ہے...

''ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيء''.[3]

یاد رہے کہ کہ اگر کوئی یہ کہے کہ اگرچہ مسئلہ مذکورہ میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے لیکن استدلال کے لئے تو حسن حدیث بھی کافی ہوا کرتی ہے...؟؟ تو لامحالہ یہی کہا جائے گا کہ کوئی حسن درجے کی حدیث موجود بھی تو ہو، اور مسئلہ مذکورہ میں کوئی حسن بلکہ ضعیف قابل عمل حدیث بھی موجود نہیں ہے۔

واضح رہے کہ حدیثِ ضعیف پر عمل کرنا بھی اس وقت جائز ہوتا ہے جب اس کے اندر تین شرائط موجود ہوں: (ا) ضعف شدید نہ ہو۔ (۲) یہ عمل کسی اصل عام کے تحت داخل ہو۔ (۳) اس عمل کے سنت ہونے کا اعتقاد نہ کیا جائے، اور مسئلہ مذکورہ میں تینوں شرطیں مفقود ہیں تو یقیناً روایات بھی موضوع ہیں۔

شَرْطُ الْعَمَلِ بِالْحَدِيثِ الضَّعِيفِ عَدَمُ شِدَّةِ ضَعْفِهِ، وَأَنْ يَدْخُلَ تَحْتَ أَصْلٍ عَامٍّ، وَأَنْ لَا يُعْتَقَدَ سُنِّيَّةُ ذَلِكَ الْحَدِيثِ. وَأَمَّا الْمَوْضُوعُ فَلَا يَجُوزُ الْعَمَلُ بِهِ بِحَالٍ.[4]

اس کے باوجود معاشرے کے اندر عوام الناس اسے سنت بلکہ اس سے بھی بڑھ کر سمجھتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہوئے اسے کارِ

---

[1] بذل المجهود: كتاب الصلاة، باب كيف الانصراف من الصلاة، ٢/ ١٥٦، ط: معهد الخليل.

[2] رد المحتار: كتاب الطهارة، مطلب: في السنة وتعريفها، ١/١٠٣، ط: سعيد.

[3] رد المحتار: كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة، ١/ ٣٩٨، ط: سعيد.

[4] الدر المختار مع الشامي: كتاب الطهارة، أركان الوضوء، ١/ ١٢٨، ط: سعيد.

ثواب اور خیر وبرکت تصور کرتے ہیں۔اگران طریقوں میں خیر وبرکت ہوتی تو حضرات خلفاء اربعہ عشرہ مبشرہ، اصحاب بدر، اصحاب بیعتِ رضوان اور پوری جماعت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اس فعل پر عمل پیرا ہونے والے نہ ہوتے اس کو بجالانے والے نہ ہوتے؟؟ لیکن افسوس صد افسوس! کہ آج مروجہ بدعات کو علی الاعلان کیا جاتا ہے اور اسلام کے نام پر ہی ان کا پرچار کیا جاتا ہے حالانکہ اس جماعت قدسیہ میں اس کا نام ونشان تک نہیں ملتا باوجود کمالِ عشق ومحبت کے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان کاموں کو نہ کیا اور نہ ہی ان کے بعد حضرات تابعین اور نہ ہی تبع تابعین نے۔

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ بعد کی ایجاد ہے اور دین میں اضافہ ہے،اللہ رب العزت ہمیں ان تمام خرافات اور بدعات کی ظلمت سے دور رکھے اور سنتوں کو اجاگر کرنے کی توفیق عطا فرمائے،اور اہل بدعت کو ہدایت نصیب فرمائے،اور ان کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

میت کے دفن کرنے کے بعد چند قدم پیچھے ہٹ کر دعا مانگنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ہذا کے بارے میں کہ ہمارے علاقے میں یہ رواج ہے کہ میت کو دفن کرنے کے بعد دعا مانگتے ہیں، پھر چند قدم پیچھے ہٹ کر دوبارہ دعا مانگتے ہیں، اسی طرح تین دفعہ کیا جاتا ہے، شرعاً اس کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: تدفین کے بعد میت کے لئے نفسِ دعا احادیث سے ثابت ہے البتہ سوال میں جس عمل کا ذکر کیا گیا ہے اس کی شرعاً کوئی اصل نہیں، اس لئے اس سے اجتناب لازم ہے۔

كما في صحيح البخاري:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ. (١)

وكذا في صحيح مسلم:

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. (٢)

وكذا في سنن أبي داود:

عن عثمان رضي الله عنه قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا فرغ من دفن الميت، وقف عليه، فقال:

(١) كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، ١/ ٣٧١.

(٢) كتاب الجمعة، فصل في فضل الجمعة، ١/ ٢٨٥، ط: قديمي.

استغفروا لأخيكم، ثم سلوا له بالتثبيت؛ فإنه الآن يسأل. (١)

وكذا في الاعتصام للشاطبي:

اَلْبِدْعَةُ إِذَنْ عِبَارَةٌ عَنْ: طَرِيقَةٍ فِي الدِّينِ مُخْتَرَعَةٍ، تُضَاهِي الشَّرْعِيَّةَ يُقْصَدُ بِالسُّلُوكِ عَلَيْهَا الْمُبَالَغَةُ فِي التَّعَبُّدِ لِلَّهِ سُبْحَانَهُ. (٢)

وكذا في احكام ميت: (٣)

وكذا في امداد الاحكام: (٤)

وكذا في نجم الفتاوى: (٥)

نماز کے بعد اجتماعی ذکر بالجہر کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز کے بعد اجتماعی طور پر ذکر بالجہر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نماز کے بعد اجتماعی طور پر ذکر بالجہر کرنے میں مسبوقین اور دیگر ذکر و تلاوت میں مشغول افراد کو تشویش لاحق ہوتی ہے اس لئے اس سے اجتناب کرنا چاہئے، اور اگر اس کو لازم بھی سمجھا جارہا ہو تو پھر اس کا ترک کرنا ضروری ہے۔

قال الله تعالى:

ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ. (الأعراف: ٥٥)

وكذا في مرقاة المفاتيح:

وَفِيهِ أَنَّ مَنْ أَصَرَّ عَلَى أَمْرٍ مَنْدُوبٍ، وَجَعَلَهُ عَزْمًا، وَلَمْ يَعْمَلْ بِالرُّخْصَةِ فَقَدْ أَصَابَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْإِضْلَالِ فَكَيْفَ مَنْ أَصَرَّ عَلَى بِدْعَةٍ أَوْ مُنْكَرٍ. (٦)

وكذا في رد المحتار:

إِنَّ هُنَاكَ أَحَادِيثَ اقْتَضَتْ طَلَبَ الْجَهْرِ، وَأَحَادِيثَ طَلَبَ الْإِسْرَارِ وَالْجَمْعُ بَيْنَهُمَا بِأَنَّ ذَلِكَ يَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الْأَشْخَاصِ وَالْأَحْوَالِ، فَالْإِسْرَارُ أَفْضَلُ حَيْثُ خِيفَ الرِّيَاءُ أَوْ تَأَذِّي الْمُصَلِّينَ أَوْ النِّيَامِ وَالْجَهْرُ أَفْضَلُ حَيْثُ خَلَا

---

(١) كتاب الجنائز، باب الاستغفار عند القبر للميت، ٢/ ١٠٥، ط: رحمانية.

(٢) الباب الأول في تعريف البدع، ١/ ٣٦- ٣٧، ط: دار المعرفة.

(٣) ١٥٤، ط: ادارة الفاروق.

(٤) فصل في حمل الجنازة ودفنها، ١/٨٣٧، ط: دار العلوم.

(٥) كتاب العقائد والبدعة، ١/ ٢٠٧، ط: ادارة ياسين القرآن.

(٦) كتاب الصلوة: باب الدعاء في التشهد، ٣/ ١٣، رشيدية.

مِمَّا ذُكِرَ، لِأَنَّهُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَلِتَعَدِّي فَائِدَتِهِ إِلَى السَّامِعِينَ. (١)

وفيه أيضا:

وَهُنَاكَ أَحَادِيثُ اقْتَضَتْ طَلَبَ الْإِسْرَارِ، وَالْجَمْعُ بَيْنَهُمَا بِأَنَّ ذَلِكَ يَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الْأَشْخَاصِ وَالْأَحْوَالِ كَمَا جُمِعَ بِذَلِكَ بَيْنَ أَحَادِيثِ الْجَهْرِ وَالْإِخْفَاءِ بِالْقِرَاءَةِ.

وَفِي حَاشِيَةِ الْحَمَوِيِّ عَنْ الْإِمَامِ الشَّعْرَانِيِّ: أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ سَلَفًا وَخَلَفًا عَلَى اسْتِحْبَابِ ذِكْرِ الْجَمَاعَةِ فِي الْمَسَاجِدِ وَغَيْرِهَا إِلَّا أَنْ يُشَوِّشَ جَهْرُهُمْ عَلَى نَائِمٍ أَوْ مُصَلٍّ أَوْ قَارِئٍ..... إلخ. (٢)

وكذا في مجموعة رسائل اللكنوي:

وَهُنَاكَ أَحَادِيثُ اقْتَضَتْ طَلَبَ الْإِسْرَارِ، وَالْجَمْعُ بَيْنَهُمَا بِأَنَّ ذَلِكَ يَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الْأَشْخَاصِ وَالْأَحْوَالِ كَمَا جُمِعَ بَيْنَ الأَحَادِيثِ الطالبة لِلْجَهْرِ والطالبة للإسرار بِقِرَاءَةِ القرآن، ولا يعارض ذلك حديث ''خير الذكر الخفي'' لأنه حيث خيف الرياء أو تأذي المصلين أو النيام. (٣)

وكذا في الإتقان في علوم القرآن:

قَالَ النَّوَوِيُّ: وَالْجَمْعُ بَيْنَهُمَا أَنَّ الْإِخْفَاءَ أَفْضَلُ حَيْثُ خَافَ الرِّيَاءَ أَوْ تَأَذَّى مُصَلُّونَ أَوْ نِيَامٌ..... إلخ. (٤)

وكذا في السعاية:

الإصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهية. (٥)

قبر کے اندر قرآن کریم رکھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ میت کے ساتھ قبر کے اندر قرآن کریم کا رکھنا کیسا ہے؟

جواب: مذکورہ عمل شرعاً جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں قرآن کریم کی بے حرمتی ہے لہٰذا اس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

كذا في صحيح البخاري:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا

---

(١) كتاب الحظر والإباحة: فصل في البيع، ٦/ ٣٩٨، ط: سعيد.

(٢) كتاب الصلوة: باب ما يفسد في الصلوة، مطلب في رفع الصوت بالذكر، ١/ ٦٦٠، ط: سعيد.

(٣) سباحة الفكر في الجهر بالذكر، الباب الأول، ص١٣، ط: إدارة القرآن.

(٤) النوع الخامس والثلاثون في آداب تلاوته وتاليه، ١/ ٣٧٤، ط: الهيئة المصرية.

(٥) بحوالة فتاوى محمودية: ٥/ ٦٦٠، ط: ادارة الفاروق.

لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ. (١)

وكذا في مرقاة المفاتيح:

وَلَا يَدْعُو لِلْمَيِّتِ بَعْدَ صَلَاةِ الْجَنَازَةِ لِأَنَّهُ يُشْبِهُ الزِّيَادَةَ فِي صَلَاةِ الْجَنَازَةِ. (٢)

وكذا في رد المحتار:

وَقَدْ أَفْتَى ابْنُ الصَّلَاحِ بِأَنَّهُ لَا يَجُوزُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَى الْكَفَنِ يٰسين وَالْكَهْفُ وَنَحْوُهُمَا خَوْفًا مِنْ صَدِيدِ الْمَيِّتِ... وَقَدَّمْنَا قُبَيْلَ بَابِ الْمِيَاهِ عَنْ الْفَتْحِ أَنَّهُ تُكْرَهُ كِتَابَةُ الْقُرْآنِ وَأَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالَى عَلَى الدَّرَاهِمِ وَالْمَحَارِيبِ وَالْجُدْرَانِ وَمَا يُفْرَشُ، وَمَا ذَاكَ إِلَّا لِاحْتِرَامِهِ، وَخَشْيَةِ وَطْئِهِ وَنَحْوِهِ مِمَّا فِيهِ إِهَانَةٌ فَالْمَنْعُ هُنَا بِالْأَوْلَى مَا لَمْ يَثْبُتْ عَنْ الْمُجْتَهِدِ أَوْ يُنْقَلْ فِيهِ حَدِيثٌ ثَابِتٌ فَتَأَمَّلْ. (٣)

وكذا في اللكنوي:

الاستفسار: قد تعارف في بلادنا أنهم يلقون على قبر الصلحاء ثوبا مكتوبا فيه سورة الإخلاص هل فيه بأس؟ الاستبشار: هو استهانة بالقرآن، لأن هذا الثوب إنما يلقى تعظيما للميت، ويصير هذا الثوب مستعملا مبتذلا، وابتذال كتاب الله من أسباب عذاب الله. (٤)

وكذا في الهندية:

وَلَوْ كُتِبَ الْقُرْآنُ عَلَى الْحِيطَانِ وَالْجُدْرَانِ بَعْضُهُمْ قَالُوا: يُرْجَى أَنْ يَجُوزَ، وَبَعْضُهُمْ كَرِهُوا ذَلِكَ مَخَافَةَ السُّقُوطِ تَحْتَ أَقْدَامِ النَّاسِ... كِتَابَةُ الْقُرْآنِ عَلَى مَا يُفْتَرَشُ وَيُبْسَطُ مَكْرُوهَةٌ، كَذَا فِي الْغَرَائِبِ. (٥)

وكذا في الشامية:

فَقَدْ صَرَّحُوا عَنْ آخِرِهِمْ بِأَنَّ صَلَاةَ الْجَنَازَةِ هِيَ الدُّعَاءُ لِلْمَيِّتِ إِذْ هُوَ الْمَقْصُودُ مِنْهَا. (٦)

وكذا في خلاصة الفتاوى:

ولا يقوم بالدعاء في قراءة القرآن لأجل الميت بعد صلاة الجنازة وقبلها. (٧)

---

(١) كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، ١/ ٣٧١، ط: قديمي.

(٢) باب المشي بالجنازة والصلاة عليها، ٤/ ٦٤، ط: امدادية.

(٣) باب صلاة الجنائز، مطلب فيما يكتب على كفن الميت، ٢/ ٢٤٦- ٢٤٧، ط: سعيد.

(٤) كتاب الصلاة، باب ما يتعلق بتعظيم اسم الله واسم حبيب الله، ٤٠٣، ط: رشيدية.

(٥) كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف...، ٥/ ٣٢٣، ط: رشيدية.

(٦) باب صلاة الجنائز، هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي، ٢/ ٢١٠، ط: سعيد.

(٧) كتاب الصلاة، الفصل الخامس والعشرون في الجنائز، نوع منه إذا اجتمعت الجنائز، ١/ ٢٢٥، ط: رشيدية.

میت کو دفنانے کے بعد قبر کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارے ہاں رواج ہے کہ میت کو دفنانے کے بعد دعا مانگتے ہیں پھر چند قدم پیچھے ہٹ کر دعا مانگتے ہیں اسی طرح تین مرتبہ کرتے ہیں، لہٰذا وضاحت فرمائیں شرعاً اس مسئلے کی کیا اصل ہے؟

جواب: سوال میں مذکور اس عمل کی شرعاً کوئی اصل نہیں، لہٰذا اس سے اجتناب لازم ہے، تاہم ایک دفعہ دعا کرنا ثابت ہے۔

كذا في صحيح البخاري:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رد. (١)

وكذا في صحيح مسلم:

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ وَخَيْرَ الْهُدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ». (٢)

وكذا في سنن أبي داود:

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ، وَسَلُوا لَهُ بِالتَّثْبِيتِ، فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ. (٣)

وكذا في الدر المختار:

وَيُسْتَحَبُّ حَثْيُهُ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ ثَلَاثًا، وَجُلُوسُ سَاعَةٍ بَعْدَ دَفْنِهِ لِدُعَاءٍ وَقِرَاءَةٍ بِقَدْرِ مَا يُنْحَرُ الْجَزُورُ وَيُفَرَّقُ لَحْمُهُ. (٤)

وكذا في الهندية:

وَيُسْتَحَبُّ إِذَا دُفِنَ الْمَيِّتُ أَنْ يَجْلِسُوا سَاعَةً عِنْدَ الْقَبْرِ بَعْدَ الْفَرَاغِ بِقَدْرِ مَا يُنْحَرُ جَزُورٌ وَيُقَسَّمُ لَحْمُهَا يَتْلُونَ الْقُرْآنَ وَيَدْعُونَ لِلْمَيِّتِ، كَذَا فِي الْجَوْهَرَةِ النَّيِّرَةِ. (٥)

---

(١) كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، ١/ ٣٧١، ط: قديمي.

(٢) كتاب الجمعة، فصل في خطبة الجمعة، ١/ ٢٨٤- ٢٨٥، ط: قديمي.

(٣) كتاب الجنائز، باب الاستغفار عند القبر للميت في وقت الانصراف، ٢/ ١٠٥، ط: رحمانية.

(٤) باب صلاة الجنائز، مطلب في دفن الميت، ٢/ ٢٣٧، ط: سعيد.

(٥) الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في القبر والدفن، ١/ ١٦٦، ط: رشيدية.

وكذا في احكام ميت: [١]

وكذا في نجم الفتاوى: [٢]

کار خیر کے آغاز میں قرآن خوانی کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومشائخ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی بھی کار خیر کی ابتداء میں قرآن خوانی کرانا شرعا کیسا ہے؟

جواب: قرآن کریم کی تلاوت فی نفسہ خیر وبرکت کا ذریعہ ہے، اس کے پڑھنے سے کاروبار، گھر اور دکان وغیرہ میں برکت ہوتی ہے، مگر اس کو دین کا جز نہیں سمجھنا چاہئے، بغیر ختم قرآن کے بھی اللہ تعالی سے خیر وبرکت کی دعا مانگی جاسکتی ہے اور مانگنی چاہئے، البتہ ختم قرآن کو ایک رسم کی شکل دے کر ضروری سمجھنا اور اس کا خوب اہتمام کرنا دین میں زیادتی کے مترادف ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

كذا في الشامية:

فَالْحَاصِلُ أَنَّ مَا شَاعَ فِي زَمَانِنَا مِنْ قِرَاءَةِ الْأَجْزَاءِ بِالْأُجْرَةِ لَا يَجُوزُ؛ لِأَنَّ فِيهِ الْأَمْرَ بِالْقِرَاءَةِ وَإِعْطَاءَ الثَّوَابِ لِلْآمِرِ وَالْقِرَاءَةَ لِأَجْلِ الْمَالِ؛ فَإِذَا لَمْ يَكُنْ لِلْقَارِئِ ثَوَابٌ لِعَدَمِ النِّيَّةِ الصَّحِيحَةِ فَأَيْنَ يَصِلُ الثَّوَابُ إلَى الْمُسْتَأْجِرِ وَلَوْلَا الْأُجْرَةُ مَا قَرَأَ أَحَدٌ لِأَحَدٍ فِي هَذَا الزَّمَانِ بَلْ جَعَلُوا الْقُرْآنَ الْعَظِيمَ مَكْسَبًا وَوَسِيلَةً إلَى جَمْعِ الدُّنْيَا - إنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إلَيْهِ رَاجِعُونَ... أَقُولُ الْمُفْتَى بِهِ جَوَازُ الْأَخْذِ اسْتِحْسَانًا عَلَى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ لَا عَلَى الْقِرَاءَةِ الْمُجَرَّدَةِ كَمَا صَرَّحَ بِهِ فِي التتارخانية. [٣]

وكذا في البزازية على هامش الهندية:

واتخاذ الدعوة بقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم أو القراءة سورة الإنعام أو الإخلاص فالحاصل أن اتخاذ الطعام عند قراءة القرآن لأجل الأكل يكره. [٤]

وكذا في العالمكيرية:

وَلَا بَأْسَ بِاجْتِمَاعِهِمْ عَلَى قِرَاءَةِ الْإِخْلَاصِ جَهْرًا عِنْدَ خَتْمِ الْقُرْآنِ، وَلَوْ قَرَأَ وَاحِدٌ وَاسْتَمَعَ الْبَاقُونَ فَهُوَ

=====================

(١) ١٥٤، ط: ادارة الفاروق.

(٢) كتاب الإيمان والعقائد، فصل في السنة والبدعة، ١/ ٢٠٧، ط: يٰسين القرآن.

(٣) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب تحرير مهم في عدم جواز الاستجار على التلاوة والتهليل ونحوه مما لا ضرورة إليه، ٦/ ٥٦، ط: سعيد.

(٤) كتاب الصلوة، الخامس والعشرون في الجنائز، لوع آخر: ذهب إلى المصلى، ٤/ ٨١، ط: رشيدية.

أَوْلَى، كَذَا فِي الْقُنْيَةِ. وَيُسْتَحَبُّ لَهُ أَنْ يَجْمَعَ أَهْلَهُ وَوَلَدَهُ عِنْدَ الْخَتْمِ وَيَدْعُوَ لَهُمْ، كَذَا فِي الْيَنَابِيعِ. (۱)

وكذا في احسن الفتاوى: (۲)

وكذا في فتاوى محمودية: (۳)

وكذا في فتاوى حقانية: (٤)

وكذا في نجم الفتاوى: (٥)

قرآن خوانی پر مقرر کر کے پیسے لینے کا شرعی حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ قرآن خوانی پر جانا اور پیسہ لینا اور پیسے بھی خود مقرر کر کے لینا شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: اگر قرآن خوانی مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے کرائی جارہی ہے تو اس کا عوض لینا دینا دونوں حرام ہیں اس طرح مرحوم کو ثواب بھی نہیں ملے گا کیونکہ پڑھنے والی کی نیت میت کو ثواب پہنچانے کی نہیں تھی، اور اگر قرآن خوانی دنیاوی اغراض کے حصول کے لئے کرائی جارہی ہے مثلاً کاروبار میں برکت وغیرہ کے لئے تو پھر اس قسم کی قرآن خوانیوں میں اجرت لینے کی شرعاً گنجائش اور اجازت ہے۔
كذا في معارف السنن:

وأما أخذ الأجرة على ''ختم القرآن'' و''صحيح البخاري'' لأمر من أمور الدنيا فذلك جائز، وأما الأمر الآخرة من إيصال الثواب إلى الميت وغيره، فكلا، ثم كلا، وقد صرح به ابن عابدين في رد المحتار في الجزء الخامس في باب الإجارة الفاسدة وأبسط منه في رسالته ''شفاء العليل وبل الغليل في حكم الوصية بالختمات والتهاليل''، ثم إنه قال الشيخ ابن الهمام في ''الفتح (۱/ ۱۷۳)'' وفي ''فتاوى قاضي خان'': المؤذن إذا لم يكن عالما بأوقات الصلاة لا يستحق ثواب المؤذنين إلخ. قال: ففي أخذ الأجر أولى، وحكاه صاحب البحر ورده، وقال: وقد يمنع لما أنه في الأول للجهالة المقعة في الغرز لغيره بخلافه في الثاني. وتبعه صاحب ''النهر'' كما في ''رد المحتار''، ثم تبعه صاحب ''رد المحتار'' ومال ابن عابدين إلى عدم الثواب

---

(۱) كتاب الكراهية، الفصل الثاني في العمل، الباب الرابع في الصلاة والتسبيح، ٥/ ٣١٧، ط: رشيدية.

(۲) كتاب الإيمان والعقائد، باب رد البدعات، ۱/ ٣٦١، ٣٦٢، ط: سعيد.

(۳) باب البدعات والرسوم، ۳/ ۷۲، ۷۳، ط: ادارة الفاروق.

(٤) كتاب البدعات والرسوم، ۲/ ۷٥، ط: حقانية.

(٥) كتاب الإيمان والعقائد، فصل في السنة والبدعة، ۱/ ۲۲٥، ۲۲٦، ط: يٰسين القرآن.

إذا لم يكن محتسبا. أنظر ''رد المحتار'' (١/ ٣٦٤) من الأذان، والله أعلم. وأرى في هذا النقول من أركان المذاهب مقنع وكفاية، والله ولي التوفيق والهداية. [1]

وكذا في الشامية:

وَقَالَ الْعَيْنِيُّ فِي شَرْحِ الْهِدَايَةِ: وَيُمْنَعُ الْقَارِئُ لِلدُّنْيَا، وَالْآخِذُ وَالْمُعْطِي آثِمَانِ. فَالْحَاصِلُ أَنَّ مَا شَاعَ فِي زَمَانِنَا مِنْ قِرَاءَةِ الْأَجْزَاءِ بِالْأُجْرَةِ لَا يَجُوزُ؛ لِأَنَّ فِيهِ الْأَمْرَ بِالْقِرَاءَةِ وَإِعْطَاءَ الثَّوَابِ لِلْآمِرِ وَالْقِرَاءَةَ لِأَجْلِ الْمَالِ؛ فَإِذَا لَمْ يَكُنْ لِلْقَارِئِ ثَوَابٌ لِعَدَمِ النِّيَّةِ الصَّحِيحَةِ فَأَيْنَ يَصِلُ الثَّوَابُ إلَى الْمُسْتَأْجِرِ وَلَوْلَا الْأُجْرَةُ مَا قَرَأَ أَحَدٌ لِأَحَدٍ فِي هَذَا الزَّمَانِ بَلْ جَعَلُوا الْقُرْآنَ الْعَظِيمَ مَكْسَبًا وَوَسِيلَةً إلَى جَمْعِ الدُّنْيَا إنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إلَيْهِ رَاجِعُونَ اهـ.

وَقَدْ اغْتَرَّ بِمَا فِي الْجَوْهَرَةِ صَاحِبُ الْبَحْرِ فِي كِتَابِ الْوَقْفِ وَتَبِعَهُ الشَّارِحُ فِي كِتَابِ الْوَصَايَا حَيْثُ يُشْعِرُ كَلَامُهُمَا بِجَوَازِ الِاسْتِئْجَارِ عَلَى كُلِّ الطَّاعَاتِ وَمِنْهَا الْقِرَاءَةُ. وَقَدْ رَدَّهُ الشَّيْخُ خَيْرُ الدِّينِ الرَّمْلِيُّ فِي حَاشِيَةِ الْبَحْرِ فِي كِتَابِ الْوَقْفِ حَيْثُ قَالَ: أَقُولُ الْمُفْتَى بِهِ جَوَازُ الْأَخْذِ اسْتِحْسَانًا عَلَى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ لَا عَلَى الْقِرَاءَةِ الْمُجَرَّدَةِ كَمَا صَرَّحَ بِهِ فِي التتارخانية حَيْثُ قَالَ: لَا مَعْنَى لِهَذِهِ الْوَصِيَّةِ وَلِصِلَةِ الْقَارِئِ بِقِرَاءَتِهِ؛ لِأَنَّ هَذَا بِمَنْزِلَةِ الْأُجْرَةِ وَالْإِجَارَةُ فِي ذَلِكَ بَاطِلَةٌ وَهِيَ بِدْعَةٌ وَلَمْ يَفْعَلْهَا أَحَدٌ مِنْ الْخُلَفَاءِ، وَقَدْ ذَكَرْنَا مَسْأَلَةَ تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ عَلَى اسْتِحْسَانٍ اهـ يَعْنِي الضَّرُورَةَ وَلَا ضَرُورَةَ فِي الِاسْتِئْجَارِ عَلَى الْقِرَاءَةِ عَلَى الْقَبْرِ... وَفِي الزَّيْلَعِيِّ وَكَثِيرٍ مِنْ الْكُتُبِ: لَوْ لَمْ يُفْتَحْ لَهُمْ بَابُ التَّعْلِيمِ بِالْأَجْرِ لَذَهَبَ الْقُرْآنُ فَأَفْتَوْا بِجَوَازِهِ وَرَأَوْهُ حَسَنًا فَتَنَبَّهْ اهـ كَلَامُ الرَّمْلِيِّ... وَنَقَلَ الْعَلَّامَةُ الْخَلْوَتِيُّ فِي حَاشِيَةِ الْمُنْتَهَى الْحَنْبَلِيِّ عَنْ شَيْخِ الْإِسْلَامِ تَقِيِّ الدِّينِ مَا نَصُّهُ: وَلَا يَصِحُّ الِاسْتِئْجَارُ عَلَى الْقِرَاءَةِ وَإِهْدَائِهَا إلَى الْمَيِّتِ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يُنْقَلْ عَنْ أَحَدٍ مِنْ الْأَئِمَّةِ الْإِذْنُ فِي ذَلِكَ. وَقَدْ قَالَ الْعُلَمَاءُ: إنَّ الْقَارِئَ إذَا قَرَأَ لِأَجْلِ الْمَالِ فَلَا ثَوَابَ لَهُ فَأَيُّ شَيْءٍ يُهْدِيهِ إلَى الْمَيِّتِ، وَإِنَّمَا يَصِلُ إلَى الْمَيِّتِ الْعَمَلُ الصَّالِحُ، وَالِاسْتِئْجَارُ عَلَى مُجَرَّدِ التِّلَاوَةِ لَمْ يَقُلْ بِهِ أَحَدٌ مِنْ الْأَئِمَّةِ، وَإِنَّمَا تَنَازَعُوا فِي الِاسْتِئْجَارِ عَلَى التَّعْلِيمِ اهـ بِحُرُوفِهِ، وَمِمَّنْ صَرَّحَ بِذَلِكَ أَيْضًا الْإِمَامُ الْبِرْكَوِيُّ قَدَّسَ سِرَّهُ فِي آخِرِ الطَّرِيقَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ فَقَالَ: الْفَصْلُ الثَّالِثُ فِي أُمُورٍ مُبْتَدَعَةٍ بَاطِلَةٍ أَكَبَّ النَّاسُ عَلَيْهَا عَلَى ظَنِّ أَنَّهَا قُرَبٌ مَقْصُودَةٌ إلَى أَنْ قَالَ: وَمِنْهَا الْوَصِيَّةُ مِنْ الْمَيِّتِ بِاتِّخَاذِ الطَّعَامِ وَالضِّيَافَةِ يَوْمَ مَوْتِهِ أَوْ بَعْدَهُ وَبِإِعْطَاءِ دَرَاهِمَ لِمَنْ يَتْلُو الْقُرْآنَ لِرُوحِهِ أَوْ يُسَبِّحُ أَوْ يُهَلِّلُ لَهُ وَكُلُّهَا بِدَعٌ مُنْكَرَاتٌ بَاطِلَةٌ، وَالْمَأْخُوذُ مِنْهَا حَرَامٌ لِلْآخِذِ، وَهُوَ عَاصٍ بِالتِّلَاوَةِ وَالذِّكْرِ لِأَجْلِ الدُّنْيَا اهـ مُلَخَّصًا. وَذَكَرَ أَنَّ لَهُ فِيهَا أَرْبَعَ رَسَائِلَ... وَمَا

---

[1] أبواب الصلاة، باب ما يقول إذا أذن المؤذن من الدعاء، ٢/ ٢٤٥، ط: مجلس الدعوة والتحقيق.

استدَلَّ بِهِ بَعْضُ الْمُحَشِّينَ عَلَى الْجَوَازِ بِحَدِيثِ الْبُخَارِيِّ فِي اللَّدِيغِ فَهُوَ خَطَأٌ؛ لِأَنَّ الْمُتَقَدِّمِينَ الْمَانِعِينَ الِاسْتِئْجَارَ مُطْلَقًا جَوَّزُوا الرُّقْيَةَ بِالْأُجْرَةِ وَلَوْ بِالْقُرْآنِ كَمَا ذَكَرَهُ الطَّحَاوِيُّ؛ لِأَنَّهَا لَيْسَتْ عِبَادَةً مَحْضَةً بَلْ مِنْ التَّدَاوِي. (۱)

وكذا في البزازية على هامش الهندية:

واتخاذ الدعوة بقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم أو القراءة سورة الإنعام أو الإخلاص فالحاصل أن اتخاذ الطعام عند قراءة القرآن لأجل الأكل يكره. (۲)

بچے کے ختم قرآن کے موقع پر دعوت کرنا اور مٹھائی تقسیم کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ بچہ جب قرآن کریم حفظ کرلے تو حفظ قرآن کے وقت دعوت کر مٹھائی تقسیم کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ اس کا قرون اولی سے ثبوت ملتا ہے یا نہیں؟

جواب: بچوں کے قرآن کریم ختم ہونے پر ضروری سمجھے بغیر دعوت کرنا اور مٹھائی تقسیم کرنا صحیح ہے۔

كما في الهندية:

وَلَا بَأْسَ بِاجْتِمَاعِهِمْ عَلَى قِرَاءَةِ الْإِخْلَاصِ جَهْرًا عِنْدَ خَتْمِ الْقُرْآنِ، وَلَوْ قَرَأَ وَاحِدٌ وَاسْتَمَعَ الْبَاقُونَ فَهُوَ أَوْلَى، كَذَا فِي الْقُنْيَةِ. وَيُسْتَحَبُّ لَهُ أَنْ يَجْمَعَ أَهْلَهُ وَوَلَدَهُ عِنْدَ الْخَتْمِ وَيَدْعُوَ لَهُمْ، كَذَا فِي الْيَنَابِيعِ. (۳)

وكذا أيضا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار:

وَأَنْوَاعُ الْوَلَائِمِ أَحَدَ عَشَرَ نَظَمَهَا بَعْضُهُمْ فِي قَوْلِهِ:

إِنَّ الْوَلَائِمَ عَشَرَةٌ مَعَ وَاحِدٍ *** مَنْ عَدَّهَا قَدْ عَزَّ فِي أَقْرَانِهِ

فَالْخُرْسُ عِنْدَ نِفَاسِهَا وَعَقِيقَةٌ *** لِلطِّفْلِ وَالْإِعْذَارُ عِنْدَ خِتَانِهِ

وَلِحِفْظِ قُرْآنٍ وَآدَابٍ لَقَدْ *** قَالُوا الْحُذَّاقُ لِحِذْقِهِ وَبَيَانِهِ إلخ (٤)

وكذا في شعب الإيمان:

عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنه قال: تعلم عمر بن الخطاب رضي الله عنه البقرة في اثنتي عشرة

---

(۱) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحريم مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة، ٦/ ٥٦- ٥٧، ط: سعيد.

(۲) كتاب الصلوة، الخامس والعشرون في الجنائز، نوع آخر: ذهب إلى المصلى، ٤/ ٨١، ط: رشيدية.

(۳) كتاب الكراهية، الفصل الثاني في العمل بخبر الواحد... الباب الرابع في الصلاة... عند قراءة القرآن، ٥/٣١٧، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الإجارة، ٤/ ١٠، ط: رشيدية.

سنة، فلما ختمها نحر جزورًا. [١]

وكذا في تفسير القرطبي: [٢]

ایصال ثواب کی نیت سے قبر کے پاس تلاوت کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ مردے کو ایصال ثواب پہنچانے کے لئے قبر کے پاس قرآن شریف پڑھنا کیسا ہے جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ایصال ثواب کے لئے قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرنا شرعا درست ہے۔

كذا في صحيح البخاري:

أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تُوُفِّيَتْ أُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا، أَيَنْفَعُهَا شَيْءٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ» ، قَالَ: فَإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّ حَائِطِيَ المِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا. [٣]

وكذا في البحر الرائق:

وَالْأَصْلُ فِيهِ أَنَّ الْإِنْسَانَ لَهُ أَنْ يَجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهِ لِغَيْرِهِ صَلَاةً أَوْ صَوْمًا أَوْ صَدَقَةً أَوْ قِرَاءَةَ قُرْآنٍ أَوْ ذِكْرًا أَوْ طَوَافًا أَوْ حَجًّا أَوْ عُمْرَةً أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ عِنْدَ أَصْحَابِنَا لِلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ. [٤]

وكذا في التاتارخانية:

ذكر صدر الإسلام والإمام الكشاني في جميعها: إنه من صلى أو صام أو تصدق فجعل ثواب صلاته أو صومه أو صدقته لغيره، جاز عند أهل السنة والجماعة. [٥]

وكذا في الهندية:

قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ عِنْدَ الْقُبُورِ عِنْدَ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى لَا تُكْرَهُ وَمَشَايِخُنَا رَحِمَهُمْ اللَّهُ تَعَالَى أَخَذُوا بِقَوْلِهِ. [٦]

---

[١] تعظيم القرآن، فصل في تعلم القرآن، ٣/ ٣٤٥، ط: مكتبة الرشد.

[٢] خطبة الكتاب، باب كيفية التعلم والفقه لكتاب الله... إلخ، ١/ ٤٠، ط: دار الكتب المصرية.

[٣] كتاب الوصايا، باب إذا قال: أرضي وبستاني صدقة لله عن أمي فهو جائز، ١/ ٣٨٦، ط: قديمي.

[٤] كتاب الحج، باب الحج عن الغير، ٣/ ١٠٥، ط: رشيدية.

[٥] كتاب الحج، الفصل الخامس عشر في الرجل يحج عن الغير، ٢/ ٤٠٧، ط: قديمي.

[٦] كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ١/ ١٦٦، ط: رشيدية.

وكذا في الرد المختار:

إنَّ الْقُرْآنَ بِالْأُجْرَةِ لَا يَسْتَحِقُّ الثَّوَابَ لَا لِلْمَيِّتِ وَلَا لِلْقَارِئِ... وَيُمْنَعُ الْقَارِئُ لِلدُّنْيَا، وَالْآخِذُ وَالْمُعْطِي آثِمَانِ. فَالْحَاصِلُ أَنَّ مَا شَاعَ فِي زَمَانِنَا مِنْ قِرَاءَةِ الْأَجْزَاءِ بِالْأُجْرَةِ لَا يَجُوزُ؛ لِأَنَّ فِيهِ الْأَمْرَ بِالْقِرَاءَةِ وَإِعْطَاءَ الثَّوَابِ لِلْآمِرِ وَالْقِرَاءَةَ لِأَجْلِ الْمَالِ؛ فَإِذَا لَمْ يَكُنْ لِلْقَارِئِ ثَوَابٌ لِعَدَمِ النِّيَّةِ الصَّحِيحَةِ فَأَيْنَ يَصِلُ الثَّوَابُ إِلَى الْمُسْتَأْجِرِ وَلَوْلَا الْأُجْرَةُ مَا قَرَأَ أَحَدٌ لِأَحَدٍ فِي هَذَا الزَّمَانِ بَلْ جَعَلُوا الْقُرْآنَ الْعَظِيمَ مَكْسَبًا وَوَسِيلَةً إِلَى جَمْعِ الدُّنْيَا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. وَقَدْ اغْتَرَّ بِمَا فِي الْجَوْهَرَةِ... حَيْثُ يُشْعِرُ كَلَامُهَا بِجَوَازِ الِاسْتِئْجَارِ عَلَى كُلِّ الطَّاعَاتِ وَمِنْهَا ... وَقَدْ رَدَّهُ الشَّيْخُ خَيْرُ الدِّينِ الرَّمْلِيُّ فِي حَاشِيَةِ الْبَحْرِ فِي كِتَابِ الْوَقْفِ حَيْثُ قَالَ: أَقُولُ الْمُفْتَى بِهِ جَوَازُ الْأَخْذِ اسْتِحْسَانًا عَلَى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ لَا عَلَى الْقِرَاءَةِ الْمُجَرَّدَةِ كَمَا صَرَّحَ بِهِ فِي التتارخانية... يَعْنِي الضَّرُورَةَ وَلَا ضَرُورَةَ فِي الِاسْتِئْجَارِ عَلَى الْقِرَاءَةِ عَلَى الْقَبْرِ. (١)

وكذا في صحيح مسلم مع شرحه للنووي:

عن عائشة، أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلم يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيعِ، فَيَقُولُ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَأَتَاكُمْ مَا تُوعَدُونَ غَدًا، مؤجلون، وَإِنَّا، إِنْ شَاءَ اللهُ، بِكُمْ لَاحِقُونَ، اللهُمَّ، اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ... وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ إلخ...

وفي هذا الْحَدِيثِ دَلِيلٌ لِاسْتِحْبَابِ زِيَارَةِ الْقُبُورِ وَالسَّلَامِ عَلَى أَهْلِهَا وَالدُّعَاءِ لَهُمْ وَالتَّرَحُّمِ عَلَيْهِمْ. (٢)

وكذا في فتاوى محمودية: (٣)

سال نو کی خوشی میں مٹھائیاں تقسیم کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ بعض لوگ شمسی مہینے کے سال نو کی خوشی میں مٹھائیاں وغیرہ تقسیم کرتے ہیں کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کو بڑے اہتمام کے ساتھ کرتے ہیں. براہ کرم شریعت مطہرہ کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔

---

(١) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة إلخ، ٦/٥٦، ط: سعيد.

(٢) كتاب الجنائز، فصل في الذهاب إلى زيارة القبور، ١/ ٣١٣، ط: قديمي.

(٣) فصل في التلاوة عند القبر، ٩/ ٢٦٠، ط: ادارة الفاروق.

جواب: سال نو کی خوشی میں مٹھائیاں وغیرہ تقسیم کرنا یا اس کا اہتمام کرنا درست نہیں کیونکہ یہ فضول خرچی ہے۔

كما في القرآن الكريم:

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا. (الإسراء: ٢٧)

وكذا في صحيح البخاري:

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى الله ثلاثة ملحد في الحرم ومبتغ فِي الْإِسْلَام سنة الْجَاهِلِيَّة ومطلب دم امرىء بِغَيْر حق ليهريق دَمه. [١]

وكذا في صحيح مسلم:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: إنَّ اللهَ تعالى يَرْضَى لَكُمْ ثلاثًا، ويكره لهم ثلاث... قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وإِضَاعَةَ الْمَالِ. [٢]

تعزیت کے لئے شامیانے لگانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب کسی شخص کا انتقال ہوتا ہے تو اس کے عزیز و اقارب گھر کے باہر شامیانے لگا کر چارپائیاں بچھا دیتے ہیں اور لوگ میت کے اہل خانہ کے پاس تعزیت کے لئے آتے ہیں تو پوچھنا یہ ہے کہ تعزیت کے مذکورہ طریقے کا شرعا کیا حکم ہے؟

جواب: مذکورہ مسئلے میں درست طریقہ تو یہ ہے کہ گھر میں تعزیت کی جائے، البتہ اگر گھر میں بیٹھنے کی جگہ نہ ہو اور باہر دھوپ ہو جس سے بچاؤ کے لئے اس طرح شامیانے لگائے جائیں کہ کسی کو تکلیف نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ آج کل چونکہ یہ ایک رسم بن چکی ہے، گھر میں بیٹھنے کی جگہ ہو تب بھی شامیانے لگائے جاتے ہیں اس لئے بقدر امکان اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

كما في الشامية:

لَا بَأْسَ بِهِ لِأَهْلِ الْمَيِّتِ فِي الْبَيْتِ أَوْ الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ يَأْتُونَهُمْ وَيُعَزُّونَهُمْ (إلى أن) وَيُكْرَهُ الْجُلُوسُ عَلَى بَابِ الدَّارِ لِلتَّعْزِيَةِ لِأَنَّهُ عَمَلُ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ وَقَدْ نُهِيَ عَنْهُ، وَمَا يُصْنَعُ فِي بِلَادِ الْعَجَمِ مِنْ فَرْشِ الْبُسُطِ وَالْقِيَامِ عَلَى قَوَارِعِ الطَّرِيقِ مِنْ أَقْبَحِ الْقَبَائِحِ. [٣]

---

[١] كتاب الأقضية، باب من طلب دم امرئ بغير حق، ٢/ ١٠١٦، ط: قديمي.

[٢] كتاب الديات، باب النهي عن كثرة المسائل من غير حاجة، ٢/ ٧٥، ط: قديمي.

[٣] باب صلاة الجنائز، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت، ٢/ ٢٤١، ط: سعيد.

وفي الهندية:

وَلَا بَأْسَ لِأَهْلِ الْمُصِيبَةِ أَنْ يَجْلِسُوا فِي الْبَيْتِ أَوْ فِي مَسْجِدٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَالنَّاسُ يَأْتُونَهُمْ وَيُعَزُّونَهُمْ وَيُكْرَهُ الْجُلُوسُ عَلَى بَابِ الدَّارِ وَمَا يُصْنَعُ فِي بِلَادِ الْعَجَمِ مِنْ فَرْشِ الْبُسُطِ وَالْقِيَامِ عَلَى قَوَارِعِ الطُّرُقِ مِنْ أَقْبَحِ الْقَبَائِحِ، كَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ. (۱)

ایصال ثواب کے لئے شادی بیاہ جیسی دعوت کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارے ہاں جب کوئی میت ہو جاتی ہے تو اس کے ورثاء ایصال ثواب کے لئے ایک بڑی دعوت کرتے ہیں جس میں تمام اہل محلہ، رشتہ دار حاضر ہوتے ہیں، چاہے غریب ہوں یا مالدار سب شریک ہوتے ہیں، کیا اس طرح کی دعوت کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے حسب استطاعت فقراء ومساکین پر صدقہ وخیرات کرنا چاہئے، تاہم سوال میں مذکورہ طریقہ جس میں لوگ کھانے پینے کے لئے باقاعدہ اہتمام کے ساتھ شادی بیاہ کی دعوتوں کی طرح جمع ہوتے ہیں انتہائی قبیح عمل ہے، اس کو ترک کرنا ضروری ہے۔

کما في المرقاة:

عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ طَعَامِ الْمُتَبَارِيَيْنِ أَنْ يُؤْكَلَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ... وَإِنَّمَا كُرِهَ ذَلِكَ لِمَا فِيهِ مِنَ الْمُبَاهَاةِ وَالرِّيَاءِ، وَقَدْ دُعِيَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ فَلَمْ يُجِبْ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ السَّلَفَ كَانُوا يُدْعَوْنَ فَيُجِيبُونَ قَالَ: كَانَ ذَلِكَ مِنْهُمْ لِلْمُوَافَاةِ وَالْمُوَاسَاةِ، وَهَذَا مِنْكُمْ لِلْمُكَافَأَةِ وَالْمُبَاهَاةِ. (۲)

وكذا في الشامي:

وَيُكْرَهُ اتِّخَاذُ الضِّيَافَةِ مِنْ الطَّعَامِ مِنْ أَهْلِ الْمَيِّتِ لِأَنَّهُ شُرِعَ فِي السُّرُورِ لَا فِي الشُّرُورِ، وَهِيَ بِدْعَةٌ مُسْتَقْبَحَةٌ: وَرَوَى الْإِمَامُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَهْ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الِاجْتِمَاعَ إلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصُنْعَهُمْ الطَّعَامَ مِنْ النِّيَاحَةِ... وَهَذِهِ الْأَفْعَالُ كُلُّهَا لِلسُّمْعَةِ وَالرِّيَاءِ فَيُحْتَرَزُ عَنْهَا لِأَنَّهُمْ لَا يُرِيدُونَ بِهَا وَجْهَ اللهِ تَعَالَى. (۳)

==================

(۱) الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في القبر والدفن..... ۱/ ۱٦۷، ط: رشيدية.

(۲) باب الوليمة، الفصل الثاني، ٦/ ۲٥٦، ط: امدادية.

(۳) باب صلاة الجنائز، مطلب في كراهية الضيافة، ۲/ ۲٤۰، ط: سعيد.

كذا في البزازية:

وَيُكْرَهُ اتِّخَاذُ الضِّيَافَةِ ثلاثة أيام وأكلها لأنها مشروعة للسرور.[١]

قرآن خوانی کی برکات حاصل ہونے کا مطلب

سوال: جس جگہ قرآن خوانی کی جاتی ہے اس جگہ برکت ہوتی ہے یا پورے گھر میں ہوتی ہے، اور یہ برکت کتنے دن تک رہتی ہے، یعنی اس دن کے لئے یا مہینے کے لئے یا سال کے لئے؟

جواب: واضح رہے کہ جب تلاوت قرآن کی جاتی ہے تو چونکہ اس وقت برکات کا نزول ہوتا ہے، اور ایمان بخش ماحول ہوتا ہے، اور بعید نہیں کہ اس برکت کے نتیجے میں اس جگہ کے افراد اچھے دیندار بن جائیں، لیکن ان برکات کا فائدہ اور ظہور ان کے حق میں ہوتا ہے جو خود بھی قرآن کریم اور اس کی برکات سے فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہوں، البتہ یہ کہنا غلط ہے کہ قرآن کریم پڑھنے کی برکت کسی خاص وقت تک رہتی ہے، یا کسی خاص عدد کے مہینے تک رہتی ہے، یا سال تک رہتی ہے، شرعاً یہ بات تو ثابت ہے کہ برکت ہوتی ہے لیکن وقت اور مہینے یا سال کی تحدید کہیں بھی ثابت نہیں، لہٰذا اس حد بندی کے بغیر مطلقاً حصول برکت کا عقیدہ رکھنا چاہئے۔

كما قال الله تعالى:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ. [الأنفال: ٢]

وكذا في روح المعاني:

وَإِذا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آياتُهُ أي القرآن كما روي عن ابن عباس زادَتْهُمْ إِيماناً أي تصديقا كما هو المتبادر فإن تظاهر الأدلة وتعاضد الحجج مما لا ريب في كونه موجبا لذلك.[٢]

وكذا في تفسير الكبير:

وَقَوْلُهُ: وَإِذا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آياتُهُ زادَتْهُمْ إِيماناً مَعْنَاهُ: أَنَّهُمْ كُلَّمَا سَمِعُوا آيَةً جَدِيدَةً أَتَوْا بِإِقْرَارٍ جَدِيد فَكَانَ ذَلِكَ زِيَادَةً فِي الْإِيمَانِ وَالتَّصْدِيقِ، وَفِي الْآيَةِ وَجْهٌ ثَالِثٌ: وَهُوَ أن كما قُدْرَةِ اللَّه وَحِكْمَتِهِ، إِنَّمَا تُعْرَفُ بِوَاسِطَةِ آثَارِ حِكْمَةِ اللَّهِ فِي مَخْلُوقَاتِهِ، وَهَذَا بَحْرٌ لَا سَاحِلَ لَهُ.[٣]

---

[١] كتاب الصلاة، الخامس والعشرون في الجنائز، ١/ ٧١، ط: قديمي.

[٢] ٩/ ٢١٨، الأنفال:٢، ط: دار إحياء التراث العربي.

[٣] ١٥/ ٤٥١، الأنفال:٢، ط: علوم إسلامية.

وكذا في مرقاة المفاتيح:

وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأُتْرُجَّةِ رِيحُهَا طِيبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ.

وقال علي بن سلطان محمد القاري: أَيْ عَلَى مَا يَنْبَغِي وَعَبَّرَ بِالْمُضَارِعِ لِإِفَادَةِ تَكْرِيرِهِ لَهَا وَمُدَاوَمَتِهِ عَلَيْهَا حَتَّى صَارَتْ دَأْبَهُ وَعَادَتَهُ كَفُلَانٍ يَقْرِي الضَّيْفَ وَيَحْمِي الْحَرِيمَ وَيُعْطِي الْيَتِيمَ... (رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ) قَالَ ابْنُ الْمَلَكِ: يُفِيدُ طِيبَ النَّكْهَةِ وَدِبَاغَ الْمَعِدَةِ وَقُوَّةَ الْهَضْمِ، وَمَنَافِعُهَا كَثِيرَةٌ مَكْتُوبَةٌ فِي كُتُبِ الطِّبِّ، فَكَذَلِكَ الْمُؤْمِنُ الْقَارِئُ طَيِّبُ الطَّعْمِ لِثُبُوتِ الْإِيمَانِ فِي قَلْبِهِ. (۱)

نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

سوال: علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت ہے یا نہیں؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا ثابت ہے۔

كذا في المعجم الكبير:

حدثنا محمد بن أبي يحيى الأسلمي قال: رأيت عبد الله بن زبير، ورأى رجلا رافعا يديه يدعو قبل أن يفرغ من صلاته فلما فرغ منها قال له: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن يرفع يديه حتى يفرغ من صلاته. (۲)

وكذا في معارف السنن:

ومنها ما أخرجه ابن أبي شيبة في مصنفه من حديث الأسود العامري عن أبيه قال وصليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الفجر فلما سلم انخرف ورفع يديه ودعا، والأسود هذا ابن عبد الله بن حاجب بن عامر، من رجال أبي داود ذكره ابن حبان في الثقات، وقال الذهبي: محله الصدق كما في التهذيب. (۳)

وكذا في الشامية:

لِلْإِمَامِ أَبِي الْقَاسِمِ السَّمَرْقَنْدِيِّ أَنَّ مِنْ آدَابِ الدُّعَاءِ أَنْ يَدْعُوَ مُسْتَقْبِلًا وَيَرْفَعَ يَدَيْهِ بِحَيْثُ يُرَى بَيَاضُ إِبِطَيْهِ. (۴)

==========

(۱) كتاب فضائل القرآن، الفصل الأول، ۴/ ۳۳۷، ط: امدادية.

(۲) أحاديث عبد الله بن الزبير بن العوام، ۴/ ۲۶۶، رقم الحديث: ۱۴۹۷، ط:

(۳) كتاب الصلاة، باب ما يقول إذا سلّم، ۳/ ۱۲۳، ط: سعيد.

(۴) كتاب الصلاة، باب آداب الصلاة، ۱/ ۵۰۷، ط: سعيد.

وكذا في الهندية:

وَالْأَفْضَلُ فِي الدُّعَاءِ أَنْ يَبْسُطَ كَفَّيْهِ وَيَكُونَ بَيْنَهُمَا فُرْجَةٌ، وَإِنْ قَلَّتْ، وَلَا يَضَعُ إِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى... فَأَشَارَ بِالْمُسَبِّحَةِ قَامَ مَقَامَ بَسْطِ كَفَّيْهِ، وَالْمُسْتَحَبُّ أَنْ يَرْفَعَ يَدَيْهِ عِنْدَ الدُّعَاءِ بِحِذَاءِ صَدْرِهِ. (١)

وكذا في نور الإيضاح:

ويستحب للإمام بعد سلامه أن يتحول إلى يساره لتطوع بعد الفرض وأن يستقبل بعده... ثم يدعون لأنفسهم وللمسلمين رافعي أيديهم ثم يمسحون بها وجوههم في آخره. (٢)

وكذا في كفاية المفتي: (٣)

ماہ صفر کے آخری بدھ کو کھانا پکانا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ ماہ صفر کے آخری بدھ کو بہترین کھانا پکانا چاہئے کیونکہ اس بدھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض سے شفاء ہوئی تھی۔

جواب: سوال میں لوگوں کا ذکر کردہ عقیدہ غلط ہے اس لئے اس نیت سے کھانا وغیرہ پکانا شرعاً بے اصل بات ہے نیز اس قسم کی باتوں کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے والوں کو اپنی آخرت کی فکر کرنی چاہئے۔

كما في صحيح البخاري:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ. (٤)

وفيه أيضا:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الحَكَمِ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، أَخْبَرَنَا أَبُو حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لاَ عَدْوَى وَلاَ طِيَرَةَ، وَلاَ هَامَةَ وَلاَ صَفَرَ. (٥)

وكذا في صحيح مسلم:

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ،

---

(١) كتاب الكراهية، الباب الرابع في الصلاة والتسبيح... ٥/ ٣١٨، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص٨٠، ط: كتب خانه محمودية.

(٣) كتاب الصلاة، باب الیمن، ٣/ ٣٤٦، ط: دار الاشاعت.

(٤) كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، ١/ ٣٧١، ط: قديمي.

(٥) كتاب المرضى، باب لا هامة، ٢/٨٥٦، ط: قديمي.

وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. (۱)

مرغی کا اذان دینا نحوست کی علامت نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض جگہ لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ جو مرغی اذان دینے لگتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ نحوست کی علامت ہے اور کہتے ہیں کہ ایسی مرغی کا گوشت اور انڈے نہیں کھانے چاہئے، لوگوں کی یہ باتیں کہاں تک صحیح ہیں؟

جواب: مرغی کا اذان دینا نحوست کی علامت نہیں ہے، ایسی مرغی کو پالنا اس کا انڈا استعمال کرنا اور اس کا گوشت کھانا سب کچھ درست اور جائز ہے۔

كذا في صحيح البخاري:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قال النبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا طِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ، قَال: وَمَا الْفَأْلُ يا رسول الله؟ قَالَ: الْكَلِمَةُ الصَّالِحَة يسْمعهَا أحدكُم. (۲)

وكذا في مرقاة المفاتيح:

وَقَالَ شَارِحٌ: لَا يَجُوزُ الْعَمَلُ بِالطِّيَرَةِ وَهِيَ التَّفَاؤُلُ بِالطَّيْرِ وَالتَّشَاؤُمُ بِهَا، قَالُوا يَجْعَلُونَ الْعِبْرَةَ فِي ذَلِكَ تَارَةً بِالْأَسْمَاءِ، وَتَارَةً بِالْأَصْوَاتِ، وَتَارَةً بِالسُّفُوحِ وَالْبُرُوحِ، وَكَانُوا يُهَيِّجُونَهَا مِنْ أَمَاكِنِهَا لِذَلِكَ. (۳)

وكذا في فتاوى محمودية: (٤)

کوے کی آواز سے فال لینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کوے کی آواز سے فال لینا درست ہے یا نہیں؟

جواب: کوے کی آواز سے فال لینا جائز نہیں، شرعاً اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

كذا في البخاري:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لاَ عَدْوَى وَلاَ طِيَرَةَ، وَالشُّؤْمُ فِي ثَلاَثٍ: فِي الْمَرْأَةِ، وَالدَّارِ، وَالدَّابَّةِ. (٥)

==================

(۱) كتاب الجمعة، فصل في خطبة الجمعة، ۲/ ۲۸٤- ۲۸٥، ط: قديمي.

(۲) كتاب الطب، باب الفأل، ۲/ ۸٥٦، ط: قديمي.

(۳) كتاب الطب والرقى، باب الفال والطيرة، ۹/ ۲، ط: امدادية.

(٤) كتاب الحظر والإباحة، ۱۸/ ۲۳٦، ط: ادارة الفاروق.

(٥) كتاب الطب، باب الطيرة، ۲/ ۸٥٦، ط: قديمي.

وكذا في مسلم:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ.(۱)

وكذا في أبي داود:

عن قَطَنِ بْنُ قَبِيصَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْعِيَافَةُ، وَالطِّيَرَةُ، وَالطَّرْقُ مِنَ الْجِبْتِ. الطَّرْقُ: الزَّجْرُ، وَالْعِيَافَةُ: الْخَطُّ.(۲)

کن مواقع میں کھڑے ہو کر پانی پینا مستحب ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ پانی پینا کھڑے ہو کر کن مواقع میں مستحب ہے، کیا ہر حال میں بیٹھ کر پینا ضروری ہے؟

جواب: دو موقعوں پر کھڑے ہو کر پانی پینے کو فقہائے کرام نے مستحب قرار دیا ہے: (۱) زمزم کے پانی کو۔ (۲) وضو سے بچے ہوئے پانی کو۔ اس کے علاوہ تمام موقعوں پر پانی بیٹھ کر پینا مستحب ہے، بلاضرورت کھڑے ہو کر پانی پینا خلاف سنت ہے اور مکروہ ہے۔

کما في الدر المختار:

(وَأَنْ يَشْرَبَ بَعْدَهُ مِنْ فَضْلِ وُضُوئِهِ) كَمَاءِ زَمْزَمَ (مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قَائِمًا) أَوْ قَاعِدًا، وَفِيمَا عَدَاهُمَا يُكْرَهُ قَائِمًا تَنْزِيهًا. وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ: كُنَّا نَأْكُلُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَمْشِي وَنَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ وَرُخِّصَ لِلْمُسَافِرِ شُرْبُهُ مَاشِيًا.(۳)

وفي الشامية مع التقريرات الرافعي:

وَاعْلَمْ أَنَّهُ وَرَدَ فِي الصَّحِيحَيْنِ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَشْرَبَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَائِمًا، فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِئْ. وَفِيهِمَا: أَنَّهُ شَرِبَ مِنْ زَمْزَمَ قَائِمًا. وَرَوَى الْبُخَارِيُّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ بَعْدَمَا تَوَضَّأَ قَامَ فَشَرِبَ فَضْلَ وَضُوئِهِ وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُونَ الشُّرْبَ قَائِمًا، وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ. وَأَخْرَجَ ابْنُ مَاجَهْ وَالتِّرْمِذِيُّ عَنْ كَبْشَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا قِرْبَةٌ مُعَلَّقَةٌ فَشَرِبَ مِنْهَا وَهُوَ قَائِمٌ فَقَطَعَتْ فَمَ الْقِرْبَةِ تَبْتَغِي بَرَكَةَ مَوْضِعِ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ... فَلِذَا اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي الْجَمْعِ؛ فَقِيلَ: إِنَّ النَّهْيَ نَاسِخٌ لِلْفِعْلِ، وَقِيلَ: بِالْعَكْسِ، وَقِيلَ: إِنَّ النَّهْيَ لِلتَّنْزِيهِ وَالْفِعْلُ لِبَيَانِ الْجَوَازِ.

==================

(۱) كتاب الطب، باب لا عدوى ولا طيرة، ۲/ ۲۳۰، ط: قديمي.

(۲) باب في النجوم، ۲/ ۱۸۹، ط: حقانية.

(۳) كتاب الطهارة، مطلب في مباحث الشرب قائما، ۱/ ۱۲۹- ۱۳۰، ط: سعيد.

قال الرافعي: قوله (فلذا اختلف العلماء في الجمع) الأحسن في الجمع بموافقة منصوص المذهب أن يقال إن حديث (لا يشربن) إلخ عام خص منه الشرب قائما من ماء زمزم وفضل وضوئه، وخص أيضا حال الضرورة على ما هو مأخوذ من حديث كبشة، فيبقى فيما عدا ذلك عاما، والقصد بذكر الشارح حديث ابن عمر رضي الله عنهما ببيان أن الكراهية تنزيهية لوجود الصارف عن التحريمية، لا بيان حكم الأكل. (۱)

خطبہ کے دوران ہاتھ میں عصا لینا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جمعہ وعیدین کے خطبوں کے لئے ہاتھ میں جو عصا لیا جاتا ہے اس کی کیا حیثیت ہے فرض ہے یا سنت یا مستحب؟

جواب: خطبہ جمعہ وعیدین میں عصا ہاتھ میں لینا سنت عمل ہے، فرض اور واجب نہیں ہے۔

كذا في سنن أبي داود:

شِهَابُ بْنُ خِرَاشٍ، حَدَّثَنِي شُعَيْبُ بْنُ رُزَيْقٍ الطَّائِفِيُّ، قَالَ: جَلَسْتُ إِلَى رَجُلٍ لَهُ صُحْبَةٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُقَالُ لَهُ: الْحَكَمُ بْنُ حَزْنٍ الْكُلَفِيُّ، فَأَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا، قَالَ: وَفَدْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابِعَ سَبْعَةٍ - أَوْ تَاسِعَ تِسْعَةٍ - فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، زُرْنَاكَ فَادْعُ اللَّهَ لَنَا بِخَيْرٍ، فَأَمَرَ بِنَا، أَوْ أَمَرَ لَنَا بِشَيْءٍ مِنَ التَّمْرِ، وَالشَّأْنُ إِذْ ذَاكَ دُونٌ، فَأَقَمْنَا بِهَا أَيَّامًا شَهِدْنَا فِيهَا الْجُمُعَةَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى عَصًا، أَوْ قَوْسٍ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، كَلِمَاتٍ خَفِيفَاتٍ طَيِّبَاتٍ مُبَارَكَاتٍ إلى آخر الحديث. (۲)

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار:

وَيُكْرَهُ أَنْ يَتَّكِئَ عَلَى قَوْسٍ أَوْ عَصًا. قال الشامي: مُتَوَكِّئًا عَلَى عَصًا أَوْ قَوْسٍ إلخ. وَنَقَلَ الْقُهُسْتَانِيُّ عَنْ الْمُحِيطِ أَنَّ أَخْذَ الْعَصَا سُنَّةٌ كَالْقِيَامِ. (۳)

وكذا في نور الإيضاح:

وسنن الخطبة ثمانية عشر شيئا: الطهارة وستر العورة..... ثم قيامه والسيف بيساره متكئا عليه في كل بلدة فتحت عنوة وبدونه في بلدة فتحت صلحا. (٤)

وكذا في مراقي الفلاح: (٥)

==================

(۱) كتاب الطهارة، مطلب في مباحث الشرب قائما، ۱/ ۱۲۹، ط: سعيد.

(۲) كتاب الصلوة، باب الرجل يخطب على قوس، ۱/ ۱٦٤، ط: رحمانية.

(۳) كتاب الصلوة، مطلب في حكم المرقي بين يدي الخطيب، ۲/ ۱٦۳، ط: سعيد.

(٤) كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص۱۲۰، ط: رحمانية.

(٥) كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص٥١٥، ط: قديمي.

كتاب العلم

دینی علم حاصل کرنا اور علم حاصل کرنے کی فضیلت

سوال: حضرات مفتیان کرام سے گذارش ہے کہ مندرجہ ذیل مسئلہ میں بندے کی رہنمائی فرمائیں:

ایک نوجوان نے میٹرک کرنے کے بعد مدرسہ میں داخلہ لیا، اور دنیاوی تعلیم کے دوران قرآن مجید اس نے حفظ کر لیا تھا، میٹرک کے بعد اس نے اپنا رخ دینی تعلیم کی طرف کر دیا، اور اس کا تعلق ایک غریب گھرانہ سے ہے، اور یہ کام اس نے اپنے والدین کی اجازت سے کیا۔

بعض لوگ اس کے بارے میں یہ سوچ رکھتے ہیں کہ تم نے اچھا نہیں کیا، کوئی کام کاج کرتے اور اپنے گھر والوں کا ہاتھ بٹاتے، آپ کے ماں باپ خوشی کی زندگی گذارتے، جبکہ گھر کا گذارا والد صاحب کی کمائی سے چل رہا ہے۔

عرض یہ ہے کہ کیا اس نوجوان نے جو قدم اٹھایا ہے درست ہے یا نہیں، اگر درست ہے تو وہ لوگ جو اس کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ تم نے اچھا نہیں کیا، ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں جب وہ نوجوان والدین کی رضامندی اور جازت سے دینی تعلیم حاصل کر رہا ہے، اور گھر والوں کا گزر بسر بھی چل رہا ہے، تو اس میں مضائقہ ہی کیا ہے۔

اور جو لوگ اس نوجوان کو بُرا سمجھتے ہیں ان کو اپنی سوچ درست رکھنی چاہئے کہ اصل تعلیم تو دین کی تعلیم ہے، یہ سیکھ کر اللہ تعالی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقوں پر چلنا آسان ہو جاتا ہے، اور نوجوان کا پڑھنا اور اس پر عمل کرنا والدین کے لئے صدقہ جاریہ ہے، اور آخرت میں نجات کا ذریعہ اور درجات کی بلندی کا سبب ہے، اور دین کی برکت سے دنیاوی پریشانیاں بھی دور ہو جائیں گی۔

كما في سنن ابن ماجه:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ عِلْمًا علمه ونشره وَولدا صَالحا تَركه ومصحفا وَرَّثَهُ أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ أَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيلِ بَنَاهُ أَوْ نَهْرًا أَجْرَاهُ أَوْ صَدَقَةً أخرجهَا من مَاله فِي صِحَّته وحياته يلْحقهُ من بعد مَوته.[١]

وكذا في الدر مع الرد:

وَفِي الْخُلَاصَةِ: الْمُخْتَارُ أَنَّ الْكَسُوبَ يُدْخِلُ أَبَوَيْهِ فِي نَفَقَتِهِ.

==================

[١] المقدمة، باب ثواب معلم الناس الخير، ص٢٢، ط: قديمي.

(قَوْلُهُ وَفِي الْخُلَاصَةِ إلَخْ) هَذَا مَحْمُولٌ عَلَى مَا إذَا كَانَ الْأَبُ زَمِنًا لَا قُدْرَةَ لَهُ عَلَى الْكَسْبِ. (۱)

علم فقہ کو کھیتی کے ساتھ تشبیہ دینا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ علم فقہ کو کھیتی وغیرہ کے ساتھ تشبیہ دینادرست ہے یانہیں؟

جواب: علم فقہ کو کھیتی کے ساتھ عظمت شان کے طور پر تشبیہ دینادرست ہے۔

کما في مقدمة الشامي:

وَقَدْ قَالُوا: الْفِقْهُ زَرَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَسَقَاهُ عَلْقَمَةُ، وَحَصَدَهُ إبْرَاهِيمُ النَّخَعِيّ، وَدَاسَهُ حَمَّادٌ وَطَحَنَهُ أَبُو حَنِيفَةَ، وَعَجَنَهُ أَبُو يُوسُفَ وَخَبَزَهُ مُحَمَّدٌ، فَسَائِرُ النَّاسِ يَأْكُلُونَ مِنْ خُبْزِهِ..... أَيْ خُبْزِ مُحَمَّدٍ الَّذِي خَبَزَهُ مِنْ عَجِينِ أَبِي يُوسُفَ مِنْ طَحِينِ أَبِي حَنِيفَةَ..... سَمِعْت الشَّافِعِيَّ يَقُولُ: النَّاسُ عِيَالٌ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ فِي الْفِقْهِ. كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ مِمَّنْ وُفِّقَ لَهُ الْفِقْهُ.

وَقَدْ نَظَمَ بَعْضُهُمْ فَقَالَ:

الْفِقْهُ زَرْعُ ابْنِ مَسْعُودٍ وَعَلْقَمَةُ *** حَصَادُهُ ثُمَّ إبْرَاهِيمُ دَوَّاسُ

نُعْمَانُ طَاحِنُهُ يَعْقُوبُ عَاجِنُهُ *** مُحَمَّدٌ خَابِزٌ وَالْآكِلُ النَّاسُ (۲)

غیر مستند عالم کا مسائل بیان کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگرایک شخص عالم نہ ہولیکن لوگوں کو مسائل بتائے اور بعض دفعہ یہ بھی کہے کہ حدیث شریف میں اس طرح ہے جس طرح میں نے بیان کیا، تواب پوچھنایہ ہے کہ ایسے شخص کے لئے مسائل کابتاناشرعاجائز ہے یانہیں؟

جواب: جو شخص مستند عالم نہ ہو، اس کے لئے اپنے مطالعہ کی بنیاد پر لوگوں کو زبانی مسائل بتاناشرعاجائز نہیں۔ اسی طرح اپنی بات کو ثابت کرنے کے لئے یہ کہناکہ حدیث شریف میں اسی طرح ہے، یہ بھی خطرناک بات ہے، کیونکہ اگرواقعتاًوہ بات حدیث مبارکہ میں نہ ہوتو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی نسبت ہوگی، جوگناہ کبیرہ ہےاوراس پر سخت وعید ہے۔ البتہ اگر مستند علماء سے پوچھ پوچھ کربیان کرے تواس کی گنجائش ہے۔

==================

(۱) كتاب الطلاق، باب النفقة، ۳/ ٦٢٢، ط: سعيد.

(۲) مقدمة الشامي: ۲۸- ۲۹- ۳۰، ۳۱، مطلب: يجوز تقليد المفضول مع وجود الأفضل، ط: قديمي.

كما في صحيح البخاري:

من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار. [1]

وكذا في صحيح مسلم:

وَعَن سَمُرَة بن جُنْدُب وَالْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيثٍ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ، فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ». [2]

وكذا في مسند الإمام أحمد:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عن رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أنه قال: مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، وَمَنْ أَفْتَى بِفُتْيَا بِغَيْرِ عِلْمٍ، كَانَ إِثْمُ ذَلِكَ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ. [3]

وكذا في شرح عقود رسم المفتي:

قال الشامي: وقد رأيت في فتاوى العلامة ابن حجر: سئل في شخص يقرأ ويطالع في الكتب الفقهية بنفسه ولم يكن له شيخ، ويفتي ويعتمد على مطالعته في الكتب، فهل يجوز له ذلك أم لا... فأجاب بقوله: لا يجوز له الإفتاء بوجه من الوجوه، لأنه عامي جاهل، لا يدري ما يقول، بل الذي يأخذ العلم عن المشائخ المعتبرين، لا يجوز له أن يفتي من كتاب ولا من كتابين، بل قال النووي رحمه الله: ولا من عشرة، فإن العشرة والعشرين قد يعتمدون كلهم على مقالة ضعيفة في المذهب، فلا يجوز تقليدهم فيها. [4]

وكذا في فتاوى محمودية: [5]

لڑکیوں کا اسکول میں پڑھانا کیسا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی اسکول میں پڑھاتی ہے باوجودیکہ اس کے گھر میں بھائی اور والد صاحب موجود ہیں اور وہ حضرات بھی کماتے ہیں، تو آیا اس مندرجہ بالا صورت میں اس لڑکی کا اسکول میں پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر اس کا پڑھانا جائز نہ ہو تو مدرسہ کے اندر معلمات جو تدریس کرتی ہیں ان کا حکم کیا ہے؟

---

(1) كتاب العلم، باب إثم من كذب على النبي صلى الله عليه وسلم، ١/ ٢١، ط: قديمي.

(2) باب وجوب الرواية عن الثقات وترك الكذابين والتحذير من الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم، ١/٦، ط: قديمي.

(3) مسند المكثرين من الصحابة، مسند أبي هريرة، ١٤/ ٣٨٤، رقم الحديث: ٨٧٧٦، ط: مؤسسة الرسالة.

(4) مطلب لا يجوز الإفتاء لمن طالع الكتب بنفسه، ص٦١- ٦٢، ط: سعيد.

(5) كتاب العلم، ٣/ ٣٥٨- ٣٥٩- ٣٦٠، ط: ادارة الفاروق.

جواب: عورت کے لئے اصل حکم تو یہ ہے کہ وہ گھر میں باپردہ رہے، البتہ بوقتِ ضرورت شرعی حدود کی رعایت رکھتے ہوئے باہر نکلنے کی بھی شرعاً گنجائش ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر کسی حکم شرعی کی مخالفت لازم نہ آتی ہو تو لڑکی مدرسے میں یا اسکول میں پڑھانے کے لئے باہر جا سکتی ہے، البتہ مدرسہ یا اسکول میں پڑھاتے ہوئے بے پردگی یا کسی اور غیر شرعی کام میں پڑنے کا اندیشہ ہو تو پھر ایسی صورت میں اس لڑکی کے لئے باہر نکلنا شرعاً حرام ہوگا۔ اسکولوں میں چونکہ تمام تر انتظامات کے باوجود عام طور پر خلاف شرع امور کا ارتکاب ہونا بعید نہیں ہوتا اس لئے بہت زیادہ مجبوری نہ ہو تو اسکولوں میں جاکر تعلیم دینے سے اجتناب ہی بہتر ہے۔

قال الله تبارك وتعالى:

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الأُولَى. (١)

وكذا في أحكام القرآن:

قوله: ''وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ'' وَفِيهِ الدَّلَالَةُ عَلَى أَنَّ النِّسَاءَ مأمورات بلزوم الْبُيُوتِ مَنْهِيَّاتٌ عَنْ الْخُرُوجِ. (٢)

وكذا في روح المعاني:

''وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ''... والمراد على جميع القراءات أمرهن رضي الله تعالى عنهن بملازمة البيوت وهو أمر مطلوب من سائر النساء. (٣)

وكذا في جامع الترمذي:

وَعَن ابنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُما عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ». (٤)

وكذا في صحيح مسلم:

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ وَتُدْبِرُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ. (٥)

==================

(١) الأحزاب: ٣٣.

(٢) ٣/ ٥٢٩، الأحزاب:٣٣، ط: قديمي.

(٣) ٢٢/ ٢٥٥، الأحزاب:٣٣، ط: دار إحياء التراث.

(٤) أبواب الرضاع والطلاق، باب ما جاء في كراهية الدخول على المغيبات، باب، ١/ ٢٢٢، ط: سعيد.

(٥) كتاب النكاح، باب ندب من رأى امرأة فوقعت في نفسه إلى أن يأتي امرأته أو جاريته فيواقعها، ١/ ٤٤٩، رقم الحديث: ١٤٠٣، ط: قديمي.

وفي مرقاة المفاتيح:

شَبَّهَهَا بِالشَّيْطَانِ فِي صِفَةِ الْوَسْوَسَةِ وَالْإِضْلَالِ فَإِنَّ رُؤْيَتَهَا مِنْ جَمِيعِ الْجِهَاتِ دَاعِيَةٌ لِلْفَسَادِ. (١)

وفي الدر المختار:

وَلَهَا السَّفَرُ وَالْخُرُوجُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا لِلْحَاجَةِ. (٢)

وفي تقريرات الرافعي:

(قول الشارح للحاجة) ولغيرها لا تخرج ولو خالية عن الأزواج الامر بالقرار في البيوت. (٣)

وفي حاشية الطحطاوي:

قال في البحر فإذا أرادت أن تخرج إلى مجلس العلم بغير رضا الزوج ليس لها ذلك فإذا وقعت لها نازلة أن سأل الزوج من العالم وأخبرها بذلك لا يسعها الخروج وإن امتنع من السؤال يسعها الخروج من غير رضا الزوج وإن امتنع لها نازلة. (٤)

غیر مسلم کو قرآن کی تعلیم دینا اور ان سے دنیاوی علم حاصل کرنے کا حکم

مسئلہ نمبر (١): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے میں کہ آیا کوئی عالم یا قاری کسی آغاخانی، رافضی شیعہ یا کسی بد عقیدہ کو قرآن مجید کی تعلیم دے سکتا ہے جبکہ وہ بد عقیدہ شخص ایک عام فرد ہے کوئی عالم نہیں ہے اور اس کی نیت بھی نہیں معلوم کہ وہ قرآن پاک کی تعلیم کیوں حاصل کرنا چاہتا ہے؟ برائے مہربانی اس مسئلے کی وضاحت فرمائیں۔

مسئلہ نمبر (٢): کیا کوئی مسلمان بچہ یا آدمی کسی بھی رافضی شیعہ یا آغاخانی یا کسی بد عقیدہ شخص سے اسکول کے نصاب کی درسی کتابوں کی تعلیم حاصل کرسکتا ہے یا نہیں؟ برائے کرم وضاحت فرمائیں۔

جواب (١): غیر مسلم کو قرآن کریم کی تعلیم دینا تو جائز ہے البتہ اس دوران اس بات کا اہتمام لازم ہے کہ اس کو قرآن کریم کی حرمت اور عظمت شان کا احساس دلایا جائے اور اس کا پورا پورا احترام کرنے کا پابند بنایا جائے کیونکہ غیر مسلم ہونے کی وجہ سے بے احتیاطی اور بے ادبی کا امکان ہے۔

====================

(١) كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة، ٦/ ١٩٧، ط: امدادية.

(٢) كتاب النكاح، باب المهر، ٣/ ١٤٥، ط: سعيد.

(٣) كتاب النكاح، باب المهر، ٣/ ١٩٩، ط: سعيد.

(٤) كتاب النكاح، باب النفقة، ٢/ ٣٦٨، ط: رشيدية.

(۴): کوئی مسلمان بچہ یا آدمی کسی بھی آغاخانی، شیعہ بدعقیدہ شخص سے اسکول کے نصاب کی درسی کتابوں کی تعلیم حاصل کر سکتا ہے لیکن اس میں یہ خیال رکھا جائے کہ وہ اسلامی عقیدے کے خلاف یا اپنے مذہب کی تبلیغ تو نہیں کر رہا اس صورت میں اس سے احتراز لازم ہے، عام مشاہدہ یہ ہے کہ ایسے لوگ اپنی تدریس کے دوران طلبہ کے ذہن میں اسلامی تعلیمات کے خلاف بیج بونے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں اس لئے حتی الامکان ان سے تعلیم حاصل کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

قال الله تعالى: لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ. (۱)

وكذا في تكلمة فتح الملهم بشرح صحيح مسلم:

وقال الإمام محمد رحمه الله في السير الكبير: وَإِذَا قَالَ الْحَرْبِيُّ أَوْ الذِّمِّيُّ لِلْمُسْلِمِ: عَلِّمْنِي الْقُرْآنَ فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يُعَلِّمَهُ وَيُفَقِّهَهُ فِي الدِّينِ لَعَلَّ اللهَ يُقَلِّبُ قَلْبَهُ. وقال السرخسي في شرحه: أَلَا تَرَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ... والحاصل مما سبق أن وقوع المصحف بأيدي الكفار إنما يمنع منه إذا خيف منهم إهانته، أما إذا لم يكن مثل هذا الخوف فلا بأس بذلك لا سيما لتعليم القرآن وتبليغه. (۲)

كذا في الدر المختار:

وَيُمْنَعُ النَّصْرَانِيُّ مِنْ مَسِّهِ، وَجَوَّزَهُ مُحَمَّدٌ إِذَا اغْتَسَلَ وَلَا بَأْسَ بِتَعْلِيمِهِ الْقُرْآنَ وَالْفِقْهَ عَسَى أَن يَهْتَدِي. (۳)

وكذا في الحلبي الكبيري:

ولا بأس بتعليم الكافر القرآن أو الفقه رجاء أن يهتدي ولكن لا يمس المصحف ما لم يغتسل. (٤)

وكذا في فتاوى قاضيخان:

كافر من أهل الذمة أو من أهل الحرب طالب من مسلم أن يعلم القرآن والفقه قالوا: لا بأس بأن يعلم القرآن والفقه في الدين لأنه عسى أن يهتدي إلى الإسلام فيسلم إلا أن الكافر لا يمس المصحف. (٥)

وكذلك في سيرة النبي بحوالة مسند أحمد بن حنبل (۱/ ۲٤۷) وطبقات ابن سعد (ص١٤): (٦)

==================

(۱) الواقعة: ۷۹.

(۲) باب النهي أن سافر بالمصحف إلى أرض الكفار...، ۳/ ۲۱۸، ط: دار القلم.

(۳) كتاب الطهارة، أركان الوضوء أربعة، قبيل باب المياه، ۱/۱۷۷، ط: سعيد.

(٤) فصل في بيان أحكام زلة القارئ، تتمات فيما يكره من القرآن في الصلاة وما لا يكره في القرآن خارج الصلاة، ط: نعمانية.

(٥) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في التسبيح والتسليم والصلاة... إلخ، ٤/ ۳۷۹، ط: اشرفيه.

(٦) غزوة بدر، ۱/ ۱۹٦، ط: دار الإشاعت.

خواب کی بنیاد پر قبر کھودنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کوئی شخص کسی کو خواب میں دیکھے اور وہ کہے کہ مجھے کیوں دفنایا گیا میں تو زندہ ہوں تو صرف خواب دیکھنے کی وجہ سے قبر کھود کر دیکھنا کیسا ہے؟

جواب: محض خواب کی بناء پر قبر کو کھودنا جائز نہیں کیونکہ خواب شرعاً حجت نہیں ہے۔

كذا في روح المعاني:

إن الله سبحانه يخلق في قلب النائم اعتقادات كما يخلقها في قلب اليقظان وهو سبحانه يخلق ما يشاء لا يمنعه نوم ولا يقظة، وقد جعل سبحانه تلك الاعتقادات علما على أمور أخر يخلقها في ثاني الحال، ثم إن ما يكون علما على ما يسر يخلقه بغير حضرة الشيطان. وما يكون علما على ما يضر يخلقه بحضرته.[1]

وكذا في صحيح البخاري:

أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ الأَنْصَارِيَّ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفُرْسَانِهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «الرُّؤْيَا مِنَ اللَّهِ، وَالحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ.[2]

وكذا في الهندية:

وَلَوْ وُضِعَ الْمَيِّتُ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ أَوْ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ أَوْ جُعِلَ رَأْسُهُ مَوْضِعَ رِجْلَيْهِ وَأُهِيلَ عَلَيْهِ التُّرَابُ لَمْ يُنْبَشْ.[3]

وكذا في الشامية:

لَوْ دُفِنَ مُسْتَدْبِرًا لَهَا وَأَهَالُوا التُّرَابَ لَا يُنْبَشُ لِأَنَّ التَّوَجُّهَ إلَى الْقِبْلَةِ سُنَّةٌ وَالنَّبْشَ حَرَامٌ.[4]

غیر مسلم کو نیک اعمال کا ثواب بخشنا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ غیر مسلم کو قرآن پاک کا ثواب یا دیگر نیک اعمال کا ثواب بخشنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: غیر مسلم کو ایصال ثواب کرنا جائز نہیں۔

==================

[1] ۱۲/ ۵۱٤، يوسف:٥، ط: دار إحياء التراث العربي.

[2] كتاب التعبير، باب الحلم من الشيطان، ۲/ ۱۰۳۷، ط: قديمي.

[3] كتاب الصلوة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز... الفصل السادس في القبر والدفن... ۱/ ۱٦۷، ط: رشيدية.

[4] كتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب في دفن الميت، ۲/ ۲۳٦، ط: سعيد.

كما في القرآن المجيد:

اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ. (١)

وفيه أيضا:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ. (٢)

وكذا في صحيح البخاري:

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيْ عَمِّ، قُلْ: لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ، فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: يَا أَبَا طَالِبٍ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ، مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ» ، فَنَزَلَتْ: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى. (٣)

وكذا في الدر المختار:

والحق حرمة الدعاء بالمغفرة للكافر. (٤)

غیر مسلم کو قرآن مجید وغیرہ کا ثواب بخشنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ غیر مسلم کو قرآن مجید وغیرہ کا ثواب بخشنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: غیر مسلم کو قرآن مجید وغیرہ کا ثواب بخشنا درست نہیں ہے کیونکہ ایصال ثواب کی افادیت صرف کلمہ گو مؤمنین کے لئے ہے غیر مسلموں کے لئے نہیں۔

كما في القرآن المجيد:

اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ. (٥)

---

(١) التوبة: ٨٠.

(٢) التوبة: ١١٣.

(٣) كتاب التفسير، براءة، باب ما كان للنبي والذين آمنوا... إلخ، ٢/ ٦٧٥، ط: قديمي.

(٤) كتاب الصلوة، باب صفة الصلاة، أداب الصلاة، مطلب في الدعاء المحرم، ١/ ٥٢٣، ط: سعيد.

(٥) التوبة: ٨٠.

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى.[1]

وكذا في صحيح البخاري:

عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ أَبَا طَالِبٍ لَمَّا حَضَرَتْهُ الوَفَاةُ، دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ، فَقَالَ: «أَيْ عَمِّ، قُلْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ» فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: يَا أَبَا طَالِبٍ، تَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ المُطَّلِبِ، فَلَمْ يَزَالاَ يُكَلِّمَانِهِ، حَتَّى قَالَ آخِرَ شَيْءٍ كَلَّمَهُمْ بِهِ: عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ المُطَّلِبِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ، مَا لَمْ أُنْهَ عَنْهُ» فَنَزَلَتْ: {مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ.[2]

وكذا في الدر المختار:

والحق حرمة الدعاء بالمغفرة للكافر.[3]

اہل سنت والجماعت کا مطلب اور مصداق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس بارے میں کہ لفظ اہل سنت والجماعت کا کیا مطلب ہے؟ نیز اس کا مصداق کون لوگ ہیں؟

جواب: اہل سنت والجماعت میں تین لفظ ہیں، ایک لفظ اہل ہے، جس کے معنی اشخاص، افراد اور گروہ کے ہیں، اور دوسرا لفظ سنت ہے جس کے معنی طریقہ کے ہیں، اور تیسرا لفظ جماعت ہے جس سے جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہے، پس اہل سنت والجماعت اس گروہ کا نام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت (طریقہ) پر اور جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقہ پر ہو، جیسا کہ قرآن میں اللہ رب العزت فرماتا ہے:

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ.

اس آیت کی تشریح میں حضرات مفسرین فرماتے ہیں کہ "يَوْمَ تبيضُّ وُجُوْهٌ" سے مراد اہل سنت والجماعت ہے اور "وَتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ" سے اہل بدعت مراد ہے، جیسا کہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے "يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ" یعنی قیامت کے دن اہل سنت والجماعت کے چہرے روشن چمکدار اور اہل بدعت اور باطل فرقوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

---

[1] التوبة: ۱۱۳

[2] كتاب التفسير، ۲/ ٦۷۵، ط: قديمي.

[3] كتاب الصلاة، باب آداب الصلوة، ۱/ ۵۲۲، ۵۲۳، ط: سعيد.

اور اسی طرح ابو عبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی (متوفی ۶۷۱ھ) فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اہل سنت کے چہرے روشن اور اہل بدعت کے چہرے سیاہ ہوں گے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی کے اس قول میں ''يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ'' یعنی جس دن اہل سنت کے چہرے روشن اور اہل بدعت کے چہرے کالے ہوں گے۔

اور اسی طرح علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۲۵ھ) فرماتے ہیں: سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ اہل سنت کے چہرے روشن اور اہل بدعت کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ جیسا کہ جامع الترمذی میں ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ میری امت پر ٹھیک اسی طرح ایک ایسا زمانہ آئے گا جس طرح کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا، اور دونوں میں دو جوتوں کے درمیان مماثلت کی طرح مماثلت ہوگی، یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے اپنی ماں کے ساتھ علانیہ بدفعلی کی ہوگی تو میری امت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے جو ایسا ہی کریں گے، اور بنی اسرائیل بہتر (۷۲) فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے، میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، اور وہ تمام فرقے دوزخی ہوں گے، ان میں سے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! جنتی فرقہ کون سا ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس پر میں اور میرے صحابہ ہوں۔

اس حدیث کی تشریح میں ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں کہ اس سے وہ ہدایت یافتہ لوگ مراد ہیں جو میری سنت کو اور میرے بعد خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑنے والے ہیں، اس میں کوئی شک اور شبہ نہیں ہے کہ یقیناً یہی لوگ اہل سنت والجماعت ہیں۔

اس حدیث کی تشریح میں عبد الرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۳ھ) فرماتے ہیں کہ تہترواں فرقہ اہل سنت والجماعت کا ہے اور یہی فرقہ ناجیہ ہے۔

اس حدیث کی تشریح میں علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ "ما أنا عليه وأصحابي" کا مصداق اہل سنت والجماعت ہے

اس حدیث کی تشریح میں علامہ عبید اللہ رحمانی مبارک پوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۴ھ) فرماتے ہیں کہ جماعت سواد اعظم اور "ما أنا عليه وأصحابي" کی مراد ایک ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جماعت سواد اعظم اور "ما أنا عليه وأصحابي" اہل سنت والجماعت ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۱ھ) "غنية" میں فرماتے ہیں کہ فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت ہی ہے۔

شیخ الاسلام ابوطاہر احمد بن محمد بن احمد السلفی الاصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۶ھ) نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے، وہ لوگ جن کے چہرے سیاہ ہوں گے وہ اہل بدعت اور خواہش پرست ہیں، اور وہ لوگ جن کے چہرے روشن چمکدار ہوں گے وہ اہل سنت والجماعت ہیں۔

امام ابو محمد احمد الغزالی (متوفی ۵۰۵ھ) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نقل کیا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نجات پانے والی ایک جماعت ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون سی جماعت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل سنت والجماعت، کہا گیا اہل سنت والجماعت کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ ہیں جو میرے اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقے پر ہوں۔

عبدالرحمٰن بن احمد بن عبدالغفار ابوالفضل عضدالدین الایجی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۶ھ) فرماتے ہیں: فرقہ ناجیہ وہ جماعت ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقے پر ہو۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں اہل سنت کا لفظ نص کو متضمن ہے اور جماعت کا لفظ اجماع کو شامل ہے، لہٰذا اہل سنت والجماعت وہ لوگ ہیں جو نص اور اجماع کے متبع ہوں۔

محمد بن عبدالکریم شہرستانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۸ھ) فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشن گوئی فرمائی تھی کہ عنقریب میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی، ان میں سے ایک فرقہ ناجیہ ہے اور باقی ہلاک ہونے والے ہیں، کہا گیا ناجیہ کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اس طریقے پر ہوں جس پر آج میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔

ابو بکر محمد بن حسن بن عبداللہ آجری بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۰ھ) فرماتے ہیں: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس قول "يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ" کے بارے میں منقول ہے، وہ لوگ جن کے چہرے روشن ہوں گے وہ اہل سنت والجماعت ہیں، اور وہ لوگ جن کے چہرے سیاہ ہوں گے بس وہ اہل بدعت اور اہل خواہشات ہیں۔

ابو قاسم ہبۃ اللہ بن الحسن بن منصور الطبری البزازی اللالکائی رحمہ اللہ (متوفی ۴۱۸ھ) فرماتے ہیں: وہ لوگ جن کے چہرے روشن ہوں گے وہ لوگ اہل سنت والجماعت اور علم والے ہیں اور وہ لوگ جن کے چہرے سیاہ ہوں گے وہ اہل بدعت اور گمراہ ہیں۔

كما في تفسير ابن كثير:

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ''يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ'' يَعْنِي: يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ''حِينَ تَبْيَضُّ وُجُوهُ'' أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، ''وَتَسْوَدُّ وُجُوهُ'' أَهْلِ الْبِدْعَة وَالْفُرْقَةِ.[1]

[1] آل عمران: ١٠٦، ٢/ ٩٢، ط: دار طيبة.

وكذا في تفسير القرطبي:

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنه: تَبْيَضُّ وُجُوهُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَتَسْوَدُّ وُجُوهُ أَهْلِ الْبِدْعَةِ. عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ. قَالَ: (يَعْنِي تَبْيَضُّ وُجُوهُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَتَسْوَدُّ وُجُوهُ أَهْلِ الْبِدْعَةِ. (١)

وكذا في تفسير المظهري:

سعيد بن جبير عن ابن عباس انه قرا هذه الاية قال تبيض وجوه اهل السنة وتسود وجوه اهل البدعة. (٢)

وكذا في جامع الترمذي:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بني إسرائيل حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ، وَإِنَّ بني إسرائيل تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً»، قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي. (٣)

وكذا في تحفة الأحوذي:

الثالثة والسبعون هم أهل السنة والجماعة وهي الفرقة الناجية. (٤)

وكذا في مرقاة المفاتيح:

الْمُرَادُ هُمُ الْمُهْتَدُونَ الْمُتَمَسِّكُونَ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ مِنْ بَعْدِي، فَلَا شَكَّ وَلَا رَيْبَ أَنَّهُمْ هُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ. (٥)

وكذا في العرف الشذي على هامش الترمذي:

قوله: ما أنا عليه وأصحابي إلخ، مصداقه أهل السنة والجماعة. (٦)

==================

(١) آل عمران: ١٠٦، ٤/ ١٦٧، ط: دار إحياء التراث العربي.

(٢) آل عمران: ١٠٦، ١ - ٢/ ١١٦، ط: رشيدية.

(٣) أبواب الإيمان، باب افتراق هذه الأمة، ٢/ ٩٢، ٩٣، ط: قديمي.

(٤) أبواب الإيمان، باب ما جاء في افتراق هذه الأمة، ٧/ ٤٣٤، ط: قديمي.

(٥) كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني، ١/ ٢٤٨، ط: امداديه.

(٦) أبواب الإيمان، باب افتراق هذه الأمة، ٢/ ٩٢، ط: قديمي.

وكذا في مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح:

ما أنا عليه وأصحابي، فالمراد بالجماعة والسواد الأعظم وما أنا عليه وأصحابي شيء واحد، ولا شك أنهم أهل السنة والجماعة. قال الشيخ الجيلاني في الغنية: وأما الفرقة الناجية فهي أهل السنة والجماعة. [1]

وكذا في الطيوريات:

عن ابن عباس رضي الله عنه يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فأما الذين اسودت وجوههم فأهل البدع والأهواء، وأما الذين ابيضت وجوههم فأهل السنة والجماعة. [2]

وكذا في إحياء علوم الدين:

فإنه عليه السلام لما قال الناجي منها واحدة قالوا يا رسول الله ومن هم قال أهل السنة والجماعة فقيل ومن أهل السنة والجماعة قال ما أنا عليه وأصحابي. [3]

وكذا في المواقف:

وأما الفرقة الناجية المستثناة الذين قال فيهم هم الذين على ما أنا عليه وأصحابي، فهم الأشاعرة والسلف من المحدثين وأهل السنة والجماعة مذهبهم خال عن البدع هؤلاء. [4]

وكذا في منهاج السنة النبوية:

فإن أهل السنة تتضمن النص والجماعة تتضمن الإجماع فأهل السنة والجماعة هم المتبعون للنص والإجماع. [5]

وكذا في الملل والنحل:

وأخبر النبي عليه السلام: ستفترق أمتي على ثلاث وسبعين فرقة، الناجية منها واحدة، والباقون هلكى. قيل: ومن الناجية؟ قال: أهل السنة والجماعة. قيل: وما السنة والجماعة؟ قال: ما أنا عليه اليوم وأصحابي. [6]

وكذا في الشريعة للآجري:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ

---

[1] كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني، ١/ ٢٧٥، ط: إدارة البحوث العلمية.

[2] باب الجزء الثاني، ١/ ١٨٠، ط: أضواء السلف.

[3] باب بيان القدر المحمود من العلوم الحمودة، ٣/ ٢٣٠، ط: دار المعرفة.

[4] ٢/ ٥٧، ط: دار الجيل لبنان بيروت.

[5] ٣/ ٢٧٢، ط: مكتبة الرياض.

[6] ١/ ١١، ط: مؤسسة الحلبي.

وُجُوهُهُمْ فَأَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، وَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ فَأَهْلُ الْبِدَعِ وَالْأَهْوَاءِ. (۱)

وكذا في شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة:

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَأَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَأُولُو الْعِلْمِ، وَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ فَأَهْلُ الْبِدَعِ وَالضَّلَالَةِ. (۲)

وكذا في كشف الغمة في معرفة الأئمة:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا ومن مات على حب آل محمد مات على السنة والجماعة. (۳)

زندیق اور مرتد کی تعریف، دونوں میں فرق اور حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زندیق اور مرتد کسے کہتے ہیں؟اور دونوں کے درمیان فرق کیا ہے؟اور ان کاشرعی حکم کیا ہے؟تفصیلا تحریر فرمائیں۔

جواب: جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کااقرار اور اسلامی شعائر کااظہار کرنے کے باوجود ایسے افعال کو اسلام ظاہر کرکے کرتا ہو جن کے بارے میں علماء کرام نے کفر کا قول کہاہے،اور اسلامی لبادے میں کفر کو ترویج دیتاہو،اسے زندیق کہتے ہیں۔

جو شخص مذہب اسلام کو چھوڑ کر کسی دوسرے مذہب کواپنالے اسے مرتد کہتے ہیں۔

زندیق اور مرتد کے درمیان فرق یہ ہے کہ مرتد واضح طور پر اسلام کے علاوہ دوسرے مذہب کواختیار کرلیتاہے،اور زندیق اسلام کے دعوی کے باوجود ضروریات دین کاانکار یااس کی غلط تاویل کرتاہے۔

زندیق اور مرتد دونوں واجب القتل ہیں، لیکن فرق یہ ہے کہ مرتد کو تین دن تک مہلت دی جائے گی، اگر توبہ کرکے واپس مذہب اسلام کو قبول کرلے تو ٹھیک ہے، ورنہ قتل کردیاجائے گا،اور زندیق کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر قید میں آنے سے پہلے توبہ کرلی تو ٹھیک ہے،ورنہ قید میں آنے کے بعد اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

كما في القرآن الكريم:

مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ. (٤)

وكذا في سنن الترمذي:

عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّ عَلِيًّا حَرَّقَ قَوْمًا ارْتَدُّوا عَنِ الإِسْلَامِ، فَبَلَغَ ذَلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: لَوْ كُنْتُ أَنَا لَقَتَلْتُهُمْ

---

(۱) باب عقوبة الإمام والأمير لأهل الهواء، ٥/ ٢٥٦٢، ط: دار الوطن رياض.

(۲) ١/ ٧٩، ط: دار طيبة السعودية.

(۳) ١/ ٢١٣، ط: مركز الطباعة والنشر للمجمع العالمي لأهل البيت.

(٤) النساء: ٤٦.

بِقَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ. وَلَمْ أَكُنْ لِأُحَرِّقَهُمْ لِقَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللّٰهِ، فَبَلَغَ ذَلِكَ عَلِيًّا، فَقَالَ: صَدَقَ ابْنُ عَبَّاسٍ. هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. (١)

وكذا في موطأ الإمام مالك:

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلى الله عَلَيه وَسَلم، قَالَ: مَنْ غَيَّرَ دِينَهُ فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ. قَالَ مَالِكٌ: وَمَعْنَى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا نُرَى، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ مَنْ غَيَّرَ دِينَهُ فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ أَنَّهُ مِنْ قَوْلِهِمْ خَرَجَ مِنَ الإِسْلاَمِ إِلَى غَيْرِهِ، مِثْلُ الزَّنَادِقَةِ وَأَشْبَاهِهِمْ، فَإِنَّ أُولَئِكَ إِذَا ظُهِرَ عَلَيْهِمْ قُتِلُوا، وَلا يُسْتَتَابُون، لأَنَّهُ لاَ تُعْرَفُ تَوْبَتُهُمْ، وَأَنَّهُمْ كَانُوا يُسِرُّونَ الْكُفْرَ، وَيُعْلِنُونَ الإِسْلاَمَ، فَلاَ أَرَى أَنْ يُسْتَتَابَ هَؤُلاَءِ، وَلاَ يُقْبَلُ مِنْهُمْ، وَمَنْ خَرَجَ مِنَ الإِسْلاَمِ إِلَى غَيْرِهِ، وَأَظْهَرَ ذَلِكَ، فأنَّهُ ذلك يستتاب، فإن تاب وإلا قتل، وذلك لو أن قوما كانوا على ذلك، رأيت أن يدعوا إلى الإسلام ويستتابوا، فإن تابوا قبل ذلك منهم، وإن لم يتوبوا قتلوا. وَلَمْ يَعْنِ بِذَلِكَ فِيمَا نُرَى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ مَنْ يَخْرُجُ مِنَ الْيَهُودِيَّةِ إِلَى النَّصْرَانِيَّةِ. وَلاَ مِنَ النَّصْرَانِيَّةِ إِلَى الْيَهُودِيَّةِ. وَلاَ مَنْ يُغَيِّرُ دِينَهُ مِنْ أَهْلِ الأَدْيَانِ كُلِّهَا إِلاَّ الإِسْلاَمَ. فَمَنْ خَرَجَ مِنَ الإِسْلاَمِ إِلَى غَيْرِهِ، وَأَظْهَرَ ذلِكَ، فَذلِكَ الَّذِي عُنِيَ بِهِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ. (٢)

وكذا في رد المحتار:

(تحت قَوْلُهُ: وَكَذَا الْكَافِرُ بِسَبَبِ الزندقة)

الزِّنْدِيقُ فِي لِسَانِ الْعَرَبِ يُطْلَقُ عَلَى مَنْ يَنْفِي الْبَارِيَ تَعَالَى، وَعَلَى مَنْ يُثْبِتُ الشَّرِيكَ، وَعَلَى مَنْ يُنْكِرُ حِكْمَتَهُ. وَالْفَرْقُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمُرْتَدِّ الْعُمُومُ الْوَجْهِيُّ لِأَنَّهُ قَدْ لَا يَكُونُ مُرْتَدًّا، كَمَا لَوْ كَانَ زِنْدِيقًا أَصْلِيًّا غَيْرَ مُنْتَقِلٍ عَنْ دِينِ الْإِسْلَامِ، وَالْمُرْتَدُّ قَدْ لَا يَكُونُ زِنْدِيقًا كَمَا لَوْ تَنَصَّرَ أَوْ تَهَوَّدَ، وَقَدْ يَكُونُ مُسْلِمًا فَيَتَزَنْدَقُ. وَأَمَّا فِي اصْطِلَاحِ الشَّرْعِ، فَالْفَرْقُ أَظْهَرُ لِاعْتِبَارِهِمْ فِيهِ إبْطَانَ الْكُفْرِ وَالِاعْتِرَافَ بِنُبُوَّةِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَا فِي شَرْحِ الْمَقَاصِدِ... ثم بين حكم الزنديق... وَالثَّانِي يُقْتَلُ إنْ لَمْ يُسْلِمْ لِأَنَّهُ مُرْتَدٌّ. (٣)

وكذا في الخانية:

وإذا ارتد يعرض عليه الإسلام في الحال، فإن أسلم وإلا قتل، إلا أن يطلب التأجيل فيوجل ثلاثة أيام

---

(١) أبواب الحدود، باب ما جاء في المرتد، ١/ ٢٧٠، ط: سعيد.

(٢) كتاب الأقضية، باب القضاء فيمن ارتد عن الإسلام، ص٦٤٠، ط: قديمي.

(٣) كتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب في الفرق بين الزنديق والمنافق والدهري والملحد، ٤/ ٢٤١، ط: سعيد.

لينظر في أمره ولا يؤجل أكثر من ذلك، ويعرض عليه الإسلام كل يوم من أيام التأجيل، فإن أسلم يسقط عنه القتل، وإن أبى أن يسلم يقتل. (۱)

وكذا في البحر الرائق:

(تحت قَوْلُهُ بِعَرْضِ الْإِسْلَامِ عَلَى الْمُرْتَدِّ)

أَيْ يَعْرِضُهُ الْإِمَامُ وَالْقَاضِي وَهُوَ مَرْوِيٌّ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِأَنَّ رَجَاءَ الْعَوْدِ إلَى الْإِسْلَامِ ثَابِتٌ لِاحْتِمَالِ أَنَّ الرِّدَّةَ كَانَتْ بِاعْتِرَاضِ شُبْهَةٍ لَمْ يُبَيِّنْ صِفَتَهُ وَظَاهِرُ الْمَذْهَبِ اسْتِحْبَابُهُ فَقَطْ وَلَا يَجِبُ لِأَنَّ الدَّعْوَةَ قَدْ بَلَغَتْهُ وَعَرْضُ الْإِسْلَامِ هُوَ الدَّعْوَةُ إلَيْهِ وَدَعْوَةُ مَنْ بَلَغَتْهُ الدَّعْوَى غَيْرُ وَاجِبَةٍ وَلَمْ يَذْكُرْ تَكْرَارَ الْعَرْضِ عَلَيْهِ وَفِي الْخَانِيَّةِ يُعْرَضُ عَلَيْهِ الْإِسْلَامُ فِي كُلِّ يَوْمٍ مِنْ أَيَّامِ التَّأْجِيلِ... فَإِنْ كَانَ لَهُ شُبْهَةٌ أَبْدَاهَا كُشِفَتْ عَنْهُ لِأَنَّهُ عَسَاهُ اعْتَرَضَتْ لَهُ شُبْهَةٌ فَتُزَاحُ عَنْهُ (قَوْلُهُ وَيُحْبَسُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ أَسْلَمَ وَإِلَّا قُتِلَ) لِأَنَّهَا مُدَّةٌ ضُرِبَتْ لِإِبْدَاءِ الْأَعْذَارِ وَهُوَ مَرْوِيٌّ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَطْلَقَهُ فَأَفَادَ أَنَّهُ يُمْهَلُ وَإِنْ لَمْ يَطْلُبْهُ... الثالثة: لا تقبل توبة الزنديق في ظاهر المذهب وهو من لا يتدين بدين. (۲)

وكذا في الفتاوى الهندية:

الْمُرْتَدُّ عُرْفًا هُوَ الرَّاجِعُ عَنْ دِينِ الْإِسْلَامِ... إذَا ارْتَدَّ الْمُسْلِمُ عَنْ الْإِسْلَامِ وَالْعِيَاذُ بِاَللَّهِ عُرِضَ عَلَيْهِ الْإِسْلَامُ، فَإِنْ كَانَتْ لَهُ شُبْهَةٌ أَبْدَاهَا كُشِفَتْ إلَّا أَنَّ الْعَرْضَ عَلَى مَا قَالُوا غَيْرُ وَاجِبٍ بَلْ مُسْتَحَبٌّ كَذَا فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ وَيُحْبَسُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ أَسْلَمَ وَإِلَّا قُتِلَ هَذَا إذَا اُسْتُمْهِلَ، فَأَمَّا إذَا لَمْ يُسْتَمْهَلْ قُتِلَ مِنْ سَاعَتِهِ. (۳)

وكذا في إكفار الملحدين:

وإن كان مع اعترافه بنبوة النبي صلى الله عليه وسلم وإظهاره شعائر الإسلام يبطن عقائد هي كفر بالاتفاق، خص باسم الزنديق... وفي المسند عن ابن عمر رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: سيكون في هذه الأمة مسخ، ألا وذلك في المكذبين بالقدر والزنديقية. قال في "الخصائص" سنده صحيح. (٤)

---

(۱) كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ٤/ ٤٧١، ط: حافظ كتب خانه.

(۲) كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ٥/ ٢١٠ تا ٢١٢، ط: رشيدية.

(۳) كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ٢/ ٢٥٣، ط: رشيدية.

(٤) تفسير الزندقة والإلحاد والباطنية... إلخ، ١/ ١٣- ١٤، ط: المجلس العلمي.

ڈاڑھی کے ثبوت، حکم اور اس کی مقدار پر ایک مفصل فتوی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ان مسائل کے بارے میں:

(۱) ڈاڑھی کا ثبوت قرآن وسنت اور اجماع کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

(۲) ڈاڑھی کی شرعی حیثیت کیا ہے واجب ہے یا سنت؟ اور ڈاڑھی منڈانا اور کترانا جائز ہے یا مکروہ یا حرام؟

(۳) شریعت کے اندر ڈاڑھی کی کوئی مقدار متعین ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کتنی مقدار تک رکھنا ضروری ہے؟

(۴) ڈاڑھی منڈانے اور کترانے والے کی اذان واقامت اور امامت کا شرعی حکم کیا ہے؟ تفصیل کے ساتھ وضاحت فرمائیں۔

جواب (۱): ڈاڑھی رکھنا تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی متفقہ سنت ہے اور شعار اسلام میں سے ہے، قرآن کریم کی بہت سی آیات اس پر اشارۃً دلالت کرتی ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی رکھنے کی بہت تاکید فرمائی ہے۔

كما في تفسير روح المعاني:

وَإِذِ ابْتَلَى إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ. (البقرة: ١٢٤) واختلف فيها. فقال طاوس عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما: إنها العشرة التي من الفطرة، المضمضة والاستنشاق وقص الشارب وإعفاء اللحية... إلخ.[١]

كما في القرآن الكريم:

وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ. (النساء: ١١٩)

وفيه أيضا:

قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي. (طه: ٩٤)

وكذا في صحيح مسلم:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ.[٢]

وفيه أيضا:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ: «أَمَرَ بِإِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ، وَإِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ.[٣]

==================

[١] البقرة: ١٢٤، ١/٣٧٢، ط: دار الكتب العلمية.

[٢] كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، ١/ ١٢٩، ط: قديمي.

[٣] كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، ١/ ١٢٩، ط: قديمي.

ج(۲) تمام فقہائے امت اس بات پر متفق ہیں کہ ایک مٹھی کے برابر داڑھی کا رکھنا واجب ہے اور اس کا منڈوانا یا کترواناحرام اور گناہ کبیرہ ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی رکھنے کا حکم فرمایا ہے، اور حکم نبوی کی تعمیل ہر مسلمان پر واجب ہے اور اس کی مخالفت حرام ہے۔

داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کا حکم امر کے صیغوں کے ساتھ دیا گیا ہے "وفّروا، اعفوا، أرخوا" وغیرہ، اور امر کا صیغہ وجوب کے لئے آتا ہے اس لئے داڑھی کا رکھنا واجب ہے۔

کما في صحیح مسلم:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جُزُّوا الشَّوَارِبَ، وَأَرْخُوا اللِّحَى خَالِفُوا الْمَجُوسَ. (۱)

وکذا في صحیح البخاري:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انْهَكُوا الشَّوَارِبَ، وَأَعْفُوا اللِّحَى. (۲)

وکذا في صحیح مسلم:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ أَحْفُوا الشَّوَارِبَ، وَأَوْفُوا اللِّحَى. (۳)

وکذا في سنن النسائي:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَحْفُوا الشَّوَارِبَ، وَأَعْفُوا اللِّحَى. (٤)

ج(۳) واضح رہے کہ جہاں تک داڑھی کی مقدار کا تعلق ہے تو تمام فقہائے کرام اور ائمہ اربعہ اس بات پر متفق ہیں کہ ایک مٹھی رکھنا واجب ہے، کترواکر یا منڈواکر ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے، کیونکہ "وفروا، أعفوا" وغیرہ الفاظ احادیث کے راوی حضرت ابن

---

(۱) کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، ۱/ ۱۲۹، ط: قديمي.

(۲) کتاب اللباس، باب إعفاء اللحى عفوا كثر أو كثرت أمواهم، ۲/ ۵۸۷، ط: قديمي.

(۳) کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، ۱/ ۱۲۹، ط: قديمي.

(٤) کتاب الطهارة، باب إحفاء الشارب وإعفاء اللحى، ۱/ ۷، ط: قديمي.

عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم ہیں، ان کا عمل بھی ایک مٹھی رکھنے کا ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جو اتباع سنت کا حد درجہ اہتمام کرنے والے تھے ان کا عمل اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف کبھی نہیں ہو سکتا۔

كما في الدر المختار:

تَطْوِيلَ اللِّحْيَةِ إِذَا كَانَتْ بِقَدْرِ الْمَسْنُونِ وَهُوَ الْقَبْضَةُ وَصَرَّحَ فِي النِّهَايَةِ بِوُجُوبِ قَطْعِ مَا زَادَ عَلَى الْقَبْضَةِ بِالضَّمِّ، وَمُقْتَضَاهُ الْإِثْمُ بِتَرْكِهِ. (١)

وفيه أيضا:

وَأَمَّا الْأَخْذُ مِنْهَا وَهِيَ دُونَ ذَلِكَ كَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ، وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ يُبِحْهُ أَحَدٌ، وَأَخْذُ كُلِّهَا فِعْلُ يَهُودِ الْهِنْدِ وَمَجُوسِ الْأَعَاجِمِ. (٢)

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: وَصَرَّحَ فِي النِّهَايَةِ إِلَخْ) حَيْثُ قَالَ وَمَا وَرَاءَ ذَلِكَ يَجِبُ قَطْعُهُ هَكَذَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُ مِنْ اللِّحْيَةِ مِنْ طُولِهَا وَعَرْضِهَا، أَوْرَدَهُ أَبُو عِيسَى يَعْنِي التِّرْمِذِيَّ فِي جَامِعِهِ. (٣)

وفيه أيضا:

وَقَالَ وَمَا زَادَ يُقَصُّ وَفِي شَرْحِ الشَّيْخِ إِسْمَاعِيلَ لَا بَأْسَ بِأَنْ يَقْبِضَ عَلَى لِحْيَتِهِ، فَإِذَا زَادَ عَلَى قَبْضَتِهِ شَيْءٌ جَزَّهُ كَمَا فِي الْمُنْيَةِ... وَفِي الْمُجْتَبَى وَالْيَنَابِيعِ وَغَيْرِهِمَا لَا بَأْسَ بِأَخْذِ أَطْرَافِ اللِّحْيَةِ إِذَا طَالَتْ. (٤)

وفيه أيضا:

(قَوْلُهُ: وَأَمَّا الْأَخْذُ مِنْهَا إِلَخْ) بِهَذَا وَفَّقَ فِي الْفَتْحِ بَيْنَ مَا مَرَّ وَبَيْنَ مَا فِي الصَّحِيحَيْنِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللِّحْيَةَ، قَالَ: لِأَنَّهُ صَحَّ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَاوِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُ الْفَاضِلَ عَنْ الْقَبْضَةِ. (٥)

=================

(١) كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ٢/ ٣١٧، ط: سعيد.

(٢) كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ٢/ ٣١٨، ط: سعيد.

(٣) كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في الفرق بين قصد الجمال وقصد الزينة، ٢/٤١٧ - ٤١٨، ط: سعيد.

(٤) كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في الفرق بين قصد الجمال وقصد الزينة، ٢/٤١٨، ط: سعيد.

(٥) كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في الأخذ من اللحية، ٢/٤١٨، ط: سعيد.

وکذا في الفتاوی الهندية:

وَلَا بَأْسَ إِذَا طَالَتْ لِحْيَتُهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ أَطْرَافِهَا وَلَا بَأْسَ أَنْ يَقْبِضَ عَلَى لِحْيَتِهِ فَإِنْ زَادَ عَلَى قَبْضَتِهِ مِنْهَا شَيْءٌ جَزَّهُ وَإِنْ كَانَ مَا زَادَ طَوِيلَةً تَرَكَهُ كَذَا فِي الْمُلْتَقَطِ. وَالْقَصُّ سُنَّةٌ فِيهَا وَهُوَ أَنْ يَقْبِضَ الرَّجُلُ لِحْيَتَهُ فَإِنْ زَادَ مِنْهَا عَلَى قَبْضَتِهِ قَطَعَهُ كَذَا ذَكَرَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي كِتَابِ الْآثَارِ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ وَبِهِ نَأْخُذُ كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ. (١)

وکذا في البحر الرائق:

وَلَا يُفْعَلُ لِتَطْوِيلِ اللِّحْيَةِ إِذَا كَانَتْ بِقَدْرِ الْمَسْنُونِ، وَهُوَ الْقُبْضَةُ كَذَا فِي الْهِدَايَةِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقْبِضُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَيَقْطَعُ مَا زَادَ عَلَى الْكَفِّ. (٢)

وکذا في فتح القدير:

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي كِتَابِ الْآثَارِ: أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَقْبِضُ عَلَى لِحْيَتِهِ ثُمَّ يَقُصُّ مَا تَحْتَ الْقُبْضَةِ... عَنْ الْحَسَنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ سَالِمٍ الْمُقَنَّعِ قَالَ: رَأَيْت ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقْبِضُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَيَقْطَعُ مَا زَادَ عَلَى الْكَفِّ. (٣)

وفيه أيضا:

وَذَكَرَهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيقًا فَقَالَ: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا حَجَّ أَوْ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهُ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَيْضًا أَسْنَدَهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْهُ... عَنْ أَبِي زُرْعَةَ قَالَ كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقْبِضُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَيَأْخُذُ مَا فَضَلَ عَنْ الْقُبْضَةِ. (٤)

وکذا في الهداية:

ولا يفعل لتطويل اللحية إذا كانت بقدر المسنون وهو القبضة. وفي حواشيه: إذا كانت بقدر المسنون

---

(١) كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان والخصاء... إلخ، ٥/ ٤٣٨، ط: قديمي.

(٢) كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ٢/ ٤٩٠، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ٢/ ٣٥٢، ط: دار الكتب العلمية.

(٤) كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ٢/ ٣٥٢، ط: دار الكتب العلمية.

وهو القبضة فيه أثران: أحدهما عن ابن عمر رضي الله عنهما والآخر عن أبي هرير رضي الله عنه ... إلخ. (۱)

ج(۴) واضح رہے کہ امامت کا منصب بہت عظیم ہے، امام متبع سنت اور شریعت کا پابند ہونا چاہئے، اور شریعت کے اندر مردوں کے لئے ڈاڑھی رکھنا واجب ہے، اور اس کا منڈوانا اور کتروانا فسق کا باعث ہے، اور فاسق آدمی کی اذان واقامت اور امامت مکروہ تحریمی ہے۔

كما في تنوير الأبصار مع الدر المختار:

(وَيُكْرَهُ أَذَانُ جُنُبٍ وَإِقَامَتُهُ وَإِقَامَةُ مُحْدِثٍ لَا أَذَانُهُ) عَلَى الْمَذْهَبِ (وَ) أَذَانُ (امْرَأَةٍ) وَخُنْثَى (وَفَاسِقٍ) وَلَوْ عَالِمًا، لَكِنَّهُ أَوْلَى بِإِمَامَةٍ وَأَذَانٍ مِنْ جَاهِلٍ تَقِيٍّ. (۲)

وكذا في رد المحتار:

(قوله: ويكره ... فاسق) وَأَمَّا الْفَاسِقُ فَقَدْ عَلَّلُوا كَرَاهَةَ تَقْدِيمِهِ بِأَنَّهُ لَا يُهْتَمُّ لِأَمْرِ دِينِهِ، وَبِأَنَّ فِي تَقْدِيمِهِ لِلْإِمَامَةِ تَعْظِيمَهُ، وَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِمْ إهَانَتُهُ شَرْعًا، وَلَا يَخْفَى أَنَّهُ إذَا كَانَ أَعْلَمَ مِنْ غَيْرِهِ لَا تَزُولُ الْعِلَّةُ، فَإِنَّهُ لَا يُؤْمَنُ أَنْ يُصَلِّيَ بِهِمْ بِغَيْرِ طَهَارَةٍ فَهُوَ كَالْمُبْتَدِعِ تُكْرَهُ إمَامَتُهُ بِكُلِّ حَالٍ، بَلْ مَشَى فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ عَلَى أَنَّ كَرَاهَةَ تَقْدِيمِهِ كَرَاهَةُ تَحْرِيمٍ لِمَا ذَكَرْنَا قَالَ: وَلِذَا لَمْ تَجُزْ الصَّلَاةُ خَلْفَهُ أَصْلًا. (۳)

وكذا في البحر الرائق:

وَفِي الْفَتَاوَى لَوْ صَلَّى خَلْفَ فَاسِقٍ أَوْ مُبْتَدِعٍ يَنَالُ فَضْلَ الْجَمَاعَةِ لَكِنْ لَا يَنَالُ كَمَا يَنَالُ خَلْفَ تَقِيٍّ وَرِعٍ... أَخْرَجَ الْحَاكِمُ فِي مُسْتَدْرَكِهِ مَرْفُوعًا إنْ سَرَّكُمْ أَنْ يَقْبَلَ اللَّهُ صَلَاتَكُمْ فَلْيَؤُمَّكُمْ خِيَارُكُمْ فَإِنَّهُمْ وَفْدُكُمْ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ... فَقَالَ فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ وَعَلَى هَذَا فَيُكْرَهُ الِاقْتِدَاءُ بِهِ فِي الْجُمُعَةِ إذَا تَعَدَّدَتْ إقَامَتُهَا فِي الْمِصْرِ عَلَى قَوْلِ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْمُفْتَى بِهِ؛ لِأَنَّهُ بِسَبِيلٍ مِنْ التَّحَوُّلِ حِينَئِذٍ. (٤)

وكذا في منحة الخالق على البحر الرائق:

قال الرملي: ذكر الحلبي في شرح منية المصلي أن كراهة تقديم الفاسق والمبتدع كراهة التحريم. (٥)

===================

(۱) كتاب الصوم، باب ما يوجب القضاء والكفارة، ۲/ ۱۱۸، ط: المكتبة البشرى.

(۲) كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ۳۹۲، ط: سعيد.

(۳) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة، ۱/ ٥٦٠، ط: سعيد.

(٤) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ٦١٠، ط: رشيدية.

(٥) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ٦١١، ط: رشيدية.

باب الأدعية

دعا کی ابتداء حمد وثناء سے کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ فرض نماز کے بعد الحمد للہ رب العالمین سے دعاء شروع کرنا کیسا ہے؟ بعض لوگ اس کو بدعت کہتے ہیں؟

جواب: دعاء سے پہلے اللہ تعالی کی حمد وثناء آداب دعا میں سے ہے، الحمد للہ اس کا اعلی مصداق ہے، جس کی تعلیم اللہ تعالی نے سورہ فاتحہ میں دی ہے، اس کو بدعت کہنا کم علمی ہے۔

كذا في أحكام القرآن للجصاص:

قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَقِرَاءَةُ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ مَعَ مَا ذَكَرْنَا مِنْ حُكْمِهَا تَقْتَضِي أَمْرَ اللَّهِ تَعَالَى إيَّانَا بِفِعْلِ الْحَمْدِ وَتَعْلِيمٌ لَنَا كَيْفَ نَحْمَدُهُ وَكَيْفَ الثَّنَاءُ عَلَيْهِ وَكَيْفَ الدُّعَاء لَهُ وَدَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ تَقْدِيمَ الْحَمْدِ وَالثَّنَاءِ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى عَلَى الدُّعَاءِ أَوْلَى وَأَحْرَى بِالْإِجَابَةِ لِأَنَّ السُّورَةَ مُفْتَتَحَةٌ بِذِكْرِ الْحَمْدِ ثُمَّ بِالثَّنَاءِ عَلَى اللَّهِ وَهُوَ قَوْلُهُ [الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ] إلى [مالِكِ يَوْمِ الدِّينِ]. (۱)

وكذا في جامع الترمذي:

عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى فَقَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عَجِلْتَ أَيُّهَا الْمُصَلِّي، إِذَا صَلَّيْتَ فَقَعَدْتَ فَاحْمَدِ اللَّهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، وَصَلِّ عَلَيَّ ثُمَّ ادْعُهُ» . قَالَ: ثُمَّ صَلَّى رَجُلٌ آخَرُ بَعْدَ ذَلِكَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّهَا الْمُصَلِّي ادْعُ تُجَبْ. (۲)

بیت الخلاء میں ادعیہ پڑھنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص بیت الخلاء میں وضو کر رہا ہو تو اس کے لئے تسمیہ اور دوسری دعائیں پڑھنا کیسا ہے؟ کیونکہ آج کل اٹیچ بیت الخلاء میں کہ جن میں ایک جانب قضائے حاجت کی جگہ ہوتی ہے اور دوسری جانب متصل ہی غسل کی جگہ بنی ہوتی ہے اگر بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا اندر جاکر غسل کی جگہ میں پڑھی جائے تو یہ درست ہوگا یا نہیں؟

==================

(۱) فصل قراءة فاتحة الكتاب في الصلاة، ۱/ ۳۲، ط: قديمي.

(۲) أبواب الدعوات، باب بلا ترجمة، ۲/ ۱۸۵، ط: سعيد.

جواب: غسل خانہ اور بیت الخلاء میں وضوء کرتے وقت مسنون دعاؤں کا زبان سے پڑھنا درست نہیں، اٹیچ بیت الخلاء اور غسل خانے کا یہی حکم ہے، اس لئے مذکورہ صورت میں دل میں ان دعاؤں کو پڑھا جائے۔

كما في رد المحتار:

عِبَارَةُ الْغَزْنَوِيَّةِ وَلَا يَتَكَلَّمْ فِيهِ أَيْ: فِي الْخَلَاءِ. وَفِي الضِّيَاءِ عَنْ بُسْتَانِ أَبِي اللَّيْثِ: يُكْرَهُ الْكَلَامُ فِي الْخَلَاءِ. وَظَاهِرُهُ أَنَّهُ لَا يَخْتَصُّ بِحَالِ قَضَاءِ الْحَاجَةِ... وَلَا يَتَنَحْنَحُ أَيْ: إِلَّا بِعُذْرٍ، كَمَا إِذَا خَافَ دُخُولَ أَحَدٍ عَلَيْهِ... وَلَوْ تَوَضَّأَ فِي الْخَلَاءِ لِعُذْرٍ هَلْ يَأْتِي بِالْبَسْمَلَةِ وَنَحْوِهَا مِنْ أَدْعِيَتِهِ مُرَاعَاةً لِسُنَّةِ الْوُضُوءِ أَوْ يَتْرُكُهَا مُرَاعَاةً لِلْمَحَلِّ؟ وَالَّذِي يَظْهَرُ الثَّانِي لِتَصْرِيحِهِمْ بِتَقْدِيمِ النَّهْيِ عَلَى الْأَمْرِ تَأَمَّلْ. (١)

وكذا في الهندية:

وَلَا يَتَكَلَّمُ وَلَا يَذْكُرُ اللَّهَ تَعَالَى وَلَا يُشَمِّتُ عَاطِسًا وَلَا يَرُدُّ السَّلَامَ وَلَا يُجِيبُ الْمُؤَذِّنَ. (٢)

وكذا في فتاوى عثماني: (٣)

برہنہ انسان کا اپنے آپ کو جنات کی شرارت سے بچانے کی دعا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ انسان جس وقت برہنہ ہوتا ہے کوئی ایسی دعا ہے کہ جس کے پڑھنے سے انسان کو جنات نہ دیکھ سکیں، بعض بزرگوں سے سنا ہے کہ جو مندرجہ ذیل دعا پڑھے گا تو شیطان اور جنات برہنہ حالت میں اس کو نہیں دیکھ سکیں گے، اور اس پر قابو بھی نہیں پا سکیں گے اور وہ دعا یہ ہے "بسم الله الذي لا إله إلا هو" کیا یہ دعا مستند ہے؟

جواب: سوال میں ذکر کردہ دعا مستند ہے، "عمل الیوم واللیلۃ" میں ابن السنی رحمہ اللہ نے اس کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی مرفوع سند سے نقل کیا ہے، البتہ جامع الترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے صرف "بسم اللہ" کے الفاظ منقول ہیں۔

كذا في جامع الترمذي:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَتْرُ مَا بَيْنَ أَعْيُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِي آدَمَ: إِذَا دَخَلَ أَحَدُهُمُ الْخَلَاءَ، أَنْ يَقُولَ: بِسْمِ اللَّهِ. (٤)

---

(١) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٣٤٤، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة، الفصل الثالث في الاستنجاء، ١/ ٥٦، ط: قديمي.

(٣) كتاب الطهارة، فصل في الوضوء، ١/ ٣١٣، ط: معارف القرآن.

(٤) باب ما ذكر التسمية في دخول الخلاء، ١/ ٢٤٨، ط: رحمانية.

وكذا في عمل اليوم والليلة:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سِتْرٌ بَيْنَ أَعْيُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِي آدَمَ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَطْرَحَ ثِيَابَهُ: بِسْمِ اللهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ. (۱)

قضائے حاجت کے دوران چھینک آئے تو الحمد للہ کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ انسان کو جب چھینک آتی ہے تو الحمد للہ سے جواب دیتے ہیں، لہٰذا اگر قضاء حاجت کے دوران اگر چھینک آئے تو کیا اس طرح جواب دے سکتے ہیں یا نہیں کیا کرنا چاہئے؟

جواب: اگر قضائے حاجت کے دوران چھینک آئے تو صرف دل میں الحمد للہ کہہ دے، زبان سے کچھ نہ کہے۔

وكذا في الهندية:

فإن عطس بحمد الله بقلبه ولا يحرك لسانه إلخ. (۲)

وكذا أيضا في الفقه الإسلامي:

وإذا عطس حمد الله بقلبه ويقول بعد الاستنجاء عقب الخروج من الخلاء: اللّٰهم طهر قلبي من النفاق. (۳)

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار:

وفي محل نجاسة فيسمى بقلبه... فلو نسي فيهما سمى بقلبه ولا يتحرك لسانه تعظما لاسم الله تعالى. (٤)

تسبیحات کو انگلیوں پر شمار کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ فرض نماز کے بعد عموماً لوگ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے ذریعے سے تسبیح پڑھتے ہوئے شمار کرتے ہیں جبکہ بعض حضرات صرف دائیں ہاتھ سے شمار کرتے ہیں، اب سوال یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے تسبیح کرنا چاہئے یا صرف دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے شمار کرنا بہتر ہے؟

جواب: تسبیح پڑھتے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں پر شمار کر سکتے ہیں البتہ دائیں ہاتھ کی انگلیوں پر شمار کرنا بہتر ہے کیونکہ ابو داود شریف کی ایک روایت میں راوی نے دائیں ہاتھ کی صراحت کی ہے۔

==================

(۱) باب ما يقول إذا خلع ثوبا لغسل أو نوم، ص۲٤۰، رقم الحديث: ۲۷۳، ط: مؤسسة علوم القرآن، بيروت.

(۲) كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة، الفصل الثالث في الاستنجاء، ۱/ ٥۰، ط: رشيدية.

(۳) الباب الأول الطهارات، المبحث الثالث، الفصل الثالث الاستنجاء، خامسا آداب قضاء الحاجة، ۱/ ۳٥۸، ط: نشر احسان.

(٤) كتاب الطهارة، مطلب: سائر بمعنى باقي لا بمعنى جميع، ۱/ ۱۰۹، ط: سعيد.

كذا في سنن أبي داود:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُ التَّسْبِيحَ» ، قَالَ ابْنُ قُدَامَةَ: بِيَمِينِهِ. (١)

وكذا في مرقاة المفاتيح:

وصح أنه صلى الله عليه وسلم كان يعقد التسبيح بيمينه. (٢)

وكذا في حاشية الطحطاوي على المراقي:

وصح أنه صلى الله عليه وسلم كان يعقد التسبيح بيمينه، وورد أنه قال: وأعقدوه بالأنامل؛ فإنهن مسئولات مستنطقات. (٣)

تسبیح کے دانوں پر ذکر کرنے کو بدعت کہنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تسبیح پر ذکر کرنا بدعت ہے اس لئے کہ اس میں ریاکاری ہے لہٰذا اس حوالے سے شرعی حکم کی وضاحت کردیجئے۔

جواب: احادیث اور روایات سے تسبیح کے دانوں کے ذریعے ذکر کرنا ثابت ہے، لہٰذا اس کو بدعت کہنا درست نہیں۔

كذا في سنن أبي داود:

عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهَا، أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوًى أَوْ حَصًى تُسَبِّحُ بِهِ، فَقَالَ: «أُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هَذَا أَوْ أَفْضَلُ إلى آخره. (٤)

وفيه أيضا:

حَدَّثَنِي شَيْخٌ مِنْ طُفَاوَةَ قَالَ: تَثَوَّيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ بِالْمَدِينَةِ فَلَمْ أَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ تَشْمِيرًا، وَلَا أَقْوَمَ عَلَى ضَيْفٍ مِنْهُ، فَبَيْنَمَا أَنَا عِنْدَهُ يَوْمًا، وَهُوَ عَلَى سَرِيرٍ لَهُ، وَمَعَهُ كِيسٌ فِيهِ حَصًى أَوْ نَوًى، وَأَسْفَلَ مِنْهُ جَارِيَةٌ لَهُ سَوْدَاءُ وَهُوَ يُسَبِّحُ بِهَا، حَتَّى إِذَا أَنْفَدَ مَا فِي الْكِيسِ أَلْقَاهُ إِلَيْهَا إلخ. (٥)

==================

(١) كتاب الصلاة، باب التسبيح بالحصى، ١/٢١٧، ط: حقانية.

(٢) كتاب الصلاة، باب الذكر بعد الصلاة، الفصل الأول، ٢/ ٣٦٣، ط: امدادية.

(٣) كتاب الصلاة، فصل في صفة الأذكار، ١/ ٣١٦، ط: دار الكتب العلمية.

(٤) كتاب الصلوة، باب التسبيح بالحصى، ١/ ٢١٧، ط: حقانية.

(٥) كتاب النكاح، باب ما يكره من ذكر الرجل ما يكون من أصابته... ١/ ٣٠٢، ط: حقانية.

وكذا في بذل المجهود:

تحت قوله وبين يديها نوى أو حصى تسبح المرأة به... أي بما ذكر وهذا أصل صحيح لتجويز السبحة بتقديره صلى الله عليه وسلم فإنه في معناها إذ لا فرق بين المنظومة والمنثورة فيما يعد به ولا يعتد بقول من عدها بدعة وقد قال المشائخ إنها سوط الشيطان وروي أنه روي مع الجنيد سبحة في يده حال انتهائه فقال وصلنا به إلى الله كيف نتركه. (١)

وكذا في بذل المجهود:

وروي نحو ذلك عن الحسن البصري... قد رأيت الحسن البصري وفي يده سبحة، فقلت: يا أستاذ مع عظم شأنك وحسن عبادتك وأنت إلى الآن مع السبحة؟ فقال: هذا شيء قد استعملناه في البرايات ما كنا نتركه في النهايات... قال أبو العباس تبين منه أن السبحة كانت موجودة متخذة في عهد الصحابة رضوان الله تعالى أجمعين لأن بداية الحسن من غير. (٢)

وكذا في الشامية:

ولا بأس باتخاذ السبحة... ودليل الجواز ما رواه أبو داود والترمذي والنسائي وابن حبان... وَإِنَّمَا أَرْشَدَهَا إِلَى مَا هُوَ أَيْسَرُ وَأَفْضَلُ وَلَوْ كَانَ مَكْرُوهًا لَبَيَّنَ لَهَا ذَلِكَ. (٣)

وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار:

ولا بأس باتخاذ السبحة لأنه عليه السلام دخل على امرأة وبين يديها حصى تسبح... ولو كان مكروها لبين لها ذلك. (٤)

وكذا في شرح الطيبي: (٥)

وكذا في التعليق الصبيح على مشكوة المصابيح: (٦)

---

(١) كتاب الصلاة، تفريع أبواب الوتر، باب التسبيح بالحصى، ٢/ ٣٥٥، ط: معهد الخليل الإسلامي.

(٢) تفريع أبواب الوتر، باب التسبيح بالحصى، ٢/ ٣٥٥، ط: معهد الخليل.

(٣) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب الكلام على اتخاذ السبحة، ١/ ٦٥٠، ط: سعيد.

(٤) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، ١/ ٢٧٤، ط: رشيدية.

(٥) كتاب الدعوات، باب التسبيح والتحميد، الفصل الثاني، ٥/ ٨٩، ط: دار الكتب العلمية.

(٦) كتاب أسماء الله تعالى، باب ثواب التسبيح والتحميد والتهليل، الفصل الثاني، ٣/ ١١٠، ط: رشيدية.

اجتماعی طور پر ذکر کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض حضرات رمضان شریف میں نماز تراویح اور وتر کے بعد مسجد میں دستر خوان بچھا لیتے ہیں اور اس کے اوپر کھجور کی گٹھلیاں اور تسبیح کے دانے ڈال کر اس پر کلمہ طیبہ اور استغفار اور درود براہیمی کا اجتماعی طور پر سرّاً ورد کرتے ہیں تو اس کی شرعی حقیقت کیا ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر مذکورہ فعل کو لازمی اور ضروری یا سنت نہ سمجھا جائے اور شرکت نہ کرنے والے پر بھی لعن طعن نہ کیا جائے تو یہ درست ہے۔

كذا في تكملة فتح الملهم:

وفي رواية أبي صالح للبخاري: ''هم الجلساء لا يشقى جليسهم'' ودلّ حديث على جواز الذكر الجماعي بشرط أن لا تدخله القيود المبتدعة، وبشرط أن يكون خالياً من الرياء والسمعة والمنكرات الأخرى كحضور النساء مع الرجال. (۱)

وكذا في الهندية:

قَاضٍ عِنْدَهُ جَمْعٌ عَظِيمٌ يَرْفَعُونَ أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ جُمْلَةً لَا بَأْسَ بِهِ، وَالْإِخْفَاءُ أَفْضَلُ، وَلَوْ اجْتَمَعُوا فِي ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى وَالتَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ يُخْفُونَ، وَالْإِخْفَاءُ أَفْضَلُ. (۲)

دوران تلاوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آنے پر درود پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام کہ اگر تلاوت کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک آجائے تو کیا اس وقت درود پڑھنا ضروری ہے؟ ازراہ کرم بہتر رہنمائی فرمائیں۔

جواب: قرآن مجید کی تلاوت کے دوران اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آجائے تو بہتر یہ ہے کہ تلاوت کو جاری رکھا جائے اور تلاوت سے فارغ ہونے کے بعد درود پڑھا جائے تاہم اگر دوران تلاوت درود پڑھ لیا تب بھی جائز ہے۔

كما في الهندية:

وَلَوْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَمَرَّ عَلَى اسْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ فَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ عَلَى تَأْلِيفِهِ وَنَظْمِهِ أَفْضَلُ مِنْ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ، فَإِنْ فَرَغَ فَفَعَلَ فَهُوَ أَفْضَلُ، وَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ. (۳)

---

(۱) كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل مجالس الذكر، ۵/ ۲۸۰، ط: دار القلم.

(۲) كتاب الكراهية، الباب الرابع في الصلاة والتسبيح وقراءة القرآن، ۵/ ۳۱۵، ط: رشيدية.

(۳) كتاب الكراهية، الفصل الثاني في العمل، الباب الرابع في الصلوة، ۵/ ۳۱۶، ط: رشيدية.

وكذا في الخانية:

رجل يقرأ القرآن فسمع النبي صلى الله عليه وسلم ذكر الناطفي رحمه الله أنه لا يجب عليه الصلاة والتسليم لأن قراءة القرآن على النظم والتأليف أفضل من الصلوات عليه فإذا فرغ من القراءة أن صلى على النبي صلى الله عليه وسلم كان حسنا وإن لم يصل فلا شيء عليه. (۱)

وكذا في الشامية:

وَلَوْ سَمِعَ اسْمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْرَأُ لَا يَجِبُ أَنْ يُصَلِّيَ، وَإِنْ فَعَلَ ذَلِكَ بَعْدَ فَرَاغِهِ مِنْ الْقُرْآنِ فَهُوَ حَسَنٌ... فَإِنْ فَرَغَ فَفَعَلَ فَهُوَ أَفْضَلُ وَإِلَّا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ كَذَا فِي الْمُلْتَقَطِ. (۲)

حالت حیض میں تلاوت قرآن اور عملیات سے متعلق وظائف پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں کہ حالت حیض میں اور بے وضوء ہونے کی حالت میں اور اسی طرح چلتے پھرتے تلاوت اور اذکار اور دعائیں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

اور عملیات سیکھنے سے متعلق وظیفے کہ جن میں فاتحہ، آیت الکرسی، آیت کریمہ، آیت "ربي إني لما أنزلت إلي من خير فقير" اسماء حسنیٰ اور معوذتین اور منزل والی کتاب کہ جس میں قرآنی آیات بھی ہوتی ہیں ان سب کا پڑھنا حالت حیض یا بے وضو ہونے کی حالت میں جائز ہے یا نہیں؟

جواب: حالت حیض میں قرآن کریم کی تلاوت کرنا جائز نہیں ہے، باقی مسنون دعائیں اور اذکار پڑھنا بلا کراہت جائز ہے، نیز بے وضوء ہونے کی حالت میں قرآن کریم کو چھوئے بغیر تلاوت کرنا اور مسنون دعائیں اور اذکار پڑھنا جائز ہے، چلتے پھرتے پڑھنے کا بھی یہی حکم ہے۔

عملیات سیکھنے سے متعلق جو وظیفے سوال میں مذکور ہیں ان کو حالت حیض میں پڑھنے کی گنجائش ہے، اور بے وضو ہونے کی حالت میں پڑھنا جائز ہے، البتہ منزل نہ پڑھنی چاہئے کیونکہ اس میں جو آیات لکھی ہوتی ہیں ان میں سے اگرچہ کچھ آیات میں دعا کا مضمون ہے لیکن سب میں دعا کا مضمون نہیں ہے اس لئے زبان سے منزل پڑھنے سے بہر حال اجتناب کرنا لازم ہے، البتہ زبان سے تلفظ کئے بغیر دل ہی دل میں پڑھ سکتے ہیں۔

==================

(۱) كتاب الحظر والإباحة، فصل في التسبيح والتسليم والصلاة، ٤/ ٣٧٧، ط: اشرفية.

(۲) كتاب الصلاة، آداب الصلاة، ١/ ٥١٩، ط: سعيد.

كذا في جامع الترمذي:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقْرَأِ الحَائِضُ، وَلَا الجُنُبُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ. [1]

وكذا في سنن أبي داود:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ.

قال في حاشيته: قوله يذكر الله إلخ، المقصود أنه صلى الله عليه وسلم يذكر الله متطهرا أو محدثا وجنبا وقائما وقاعدا ومضطجعا وماشيا وهذا جائز بإجماع المسلمين. [2]

وكذا في الدر مع رد المحتار:

وَلَا بَأْسَ لِحَائِضٍ وَجُنُبٍ بِقِرَاءَةِ أَدْعِيَةٍ وَمَسِّهَا وَحَمْلِهَا وَذِكْرِ اللهِ تَعَالَى، وَتَسْبِيحٍ... فَلَوْ قَرَأَتْ الْفَاتِحَةَ عَلَى وَجْهِ الدُّعَاءِ أَوْ شَيْئًا مِنْ الْآيَاتِ الَّتِي فِيهَا مَعْنَى الدُّعَاءِ وَلَمْ تُرِدْ الْقِرَاءَةَ لَا بَأْسَ بِهِ كَمَا قَدَّمْنَاهُ عَنْ الْعُيُونِ لِأَبِي اللَّيْثِ وَأَنَّ مَفْهُومَهُ أَنَّ مَا لَيْسَ فِيهِ مَعْنَى الدُّعَاءِ كَسُورَةِ أَبِي لَهَبٍ لَا يُؤَثِّرُ فِيهِ قَصْدُ غَيْرِ الْقُرْآنِيَّةِ. [3]

وكذا في البحر الرائق:

وَلَوْ أَنَّهُ قَرَأَ الْفَاتِحَةَ عَلَى سَبِيلِ الدُّعَاءِ أَوْ شَيْئًا مِنْ الْآيَاتِ الَّتِي فِيهَا مَعْنَى الدُّعَاءِ وَلَمْ يُرِدْ بِهِ الْقِرَاءَةَ فَلَا بَأْسَ بِهِ. [4]

وكذا في البناية: [5]

ومثله في الهندية: [6]

وكذا في فتاوى محمودية: [7]

وكذا في احسن الفتاوى: [8]

---

[1] أبواب الطهارة، باب ما جاء في الجنب والحائض أنهما لا يقرآن القرآن، ١/ ٣٤، ط: سعيد.

[2] أبواب الطهارة، باب في الرجل يذكر الله تعالى على غير طهر، ١/٤، ط: حقانية.

[3] كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب: لو أفتى مفت بشيء... ١/ ٢٩٣، ط: سعيد.

[4] كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٣٤٦، ط: رشيدية.

[5] كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٥٤٠، ط: حقانية.

[6] كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٤٣، ط: قديمي.

[7] كتاب الطهارة، باب الحيض، ٥/ ٢١٠، ط: ادارة الفاروق.

[8] كتاب الطهارة، باب الحيض، الفصل الرابع في الحيض، ٢/ ٦٨، ٧١، ط: سعيد.

دعا کے بعد سینے پر پھونک مارنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ دعا کے بعد سینے پر پھونک مارنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: دعا کے بعد سینے پر پھونک مارنا جائز ہے اور یہ فعل حصول برکت کے لئے کیا جاتا ہے، مگر اسے ضروری نہ سمجھا جائے۔

كذا في البخاري:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ نَفَثَ فِي يَدَيْهِ، وَقَرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ، وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ. (١)

وكذا في ابن ماجه:

عَنْ عَائِشَةَ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ نَفَثَ فِي يَدَيْهِ، وَقَرَأَ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ. (٢)

وكذا في المصنف لابن أبي شيبة:

عَنْ عَائِشَةَ: «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ نَفَثَ فِي يَدَيْهِ، وَقَرَأَ فِيهِمَا بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ. (٣)

وفي فتاوى رشيدية: (٤)

بیت الخلا میں ذکر کرنے کا حکم نیز عملیات سے متعلق وظائف پڑھنا

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بندہ اگر عامل بننے کے لئے ذکر کرے تو اس پر کیا اس کو ثواب ملے گا یا نہیں؟

(۲) بیت الخلا میں ذکر کرنا چاہے زبان سے ہو یا دل سے جائز ہے یا نہیں؟ برائے کرم ان مسائل کے جوابات قرآن وسنت کی روشنی میں بیان فرمائیں۔

جواب: عملیات سے متعلقہ اذکار کرنے والے شخص کی نیت اگر اللہ کی رضا کی ہو تو ثواب ملے گا اور اگر صرف عملیات ہی مقصود ہوں تو پھر ثواب نہیں ملے گا۔

بیت الخلا میں زبان سے ذکر کرنا جائز نہیں ہے، دل ہی دل میں کرنے کی گنجائش ہے۔

==================

(١) كتاب الدعوات، باب التعوذ والقراءة، ٢/ ٩٣٥، ط: قديمي.

(٢) أبواب الدعاء، باب ما يدعو به إذا أوى إلى فراشه، ص٢٧٦، ط: قديمي.

(٣) كتاب الدعاء، ١٥/ ١٥٩، ط: إدارة القرآن.

(٤) كتاب الذكر والدعاء، ص٢٨٧، ط: اشاعت اکیڈمی.

وكذا في البخاري:

سمعت رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول: إنما الأعمال بالنيات وإنما لامرئ ما نوى. (۱)

وكذا في عمدة القاري:

النِّيَّة أبلغ من الْعَمَل... فَإِذا نوى حَسَنَة فَإِنَّهُ يجزى عَلَيْهَا وَلَو عمل حَسَنَة بِغَيْر نِيَّة لم يجز بهَا. (۲)

وكذا في المرقاة:

أَنَّ قَوْلَهُ: إِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوَى دَلَّ عَلَى أَنَّ الْأَعْمَالَ تُحْسَبُ بِحَسَبِ النِّيَّةِ إِنْ كَانَتْ خَالِصَةً لِلَّهِ فَهِيَ لَهُ تَعَالَى، وَإِنْ كَانَتْ لِلدُّنْيَا فَهِيَ لَهَا، وَإِنْ كَانَتْ لِنَظَرِ الْخَلْقِ فَهِيَ لِذَلِكَ. (۳)

وكذا في شرح المجلة لخالد الأتاسي:

''الأمور بمقاصدها'' أي أن الحكم الذي يترتب على فعل المكلف ينظر فيه إلى مقصده فلي حسبه يترتب الحكم... ثوابا وعدمه عقابا وعدمه. (٤)

وكذا في سنن أبي داود:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ.

فاسق شخص کے لئے رحمۃ اللہ علیہ کہنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا کسی فاسق شخص کے لئے رحمۃ اللہ علیہ یا نور اللہ مرقدہ کے الفاظ استعمال کر سکتے ہیں؟

جواب: فاسق بھی قابل رحم ہے اس لئے فاسق کے واسطے "رحمۃ اللہ علیہ" یا "نور اللہ مرقدہ" دعا کے الفاظ استعمال کئے جاسکتے ہیں۔

كذا في أبي داود:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْجِهَادُ وَاجِبٌ عَلَيْكُمْ مَعَ كُلِّ أَمِيرٍ، بَرًّا كَانَ أَوْ فَاجِرًا، وَالصَّلَاةُ وَاجِبَةٌ عَلَيْكُمْ خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ أَوْ فَاجِرًا، وَإِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ، وَالصَّلَاةُ وَاجِبَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ أَوْ فَاجِرًا، وَإِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ. (۵)

==================

(۱) باب كيف كان بدء الوحي: ۱/ ۲، ط: قديمي.

(۲) كتاب بدء الوحي: ۱/ ۷۱، ط: رشيدية.

(۳) كتاب الإيمان، باب وبيّن: إنما لامرئ ما نوى، ۱/ ٤٤، ط: امدادية.

(٤) المادة: ۲، ۱/ ۱۳، ط: رشيدية.

(۵) كتاب الجهاد، باب في الغزو مع أئمة الجور، ۱/ ۳٦٦، ط: رحمانية.

وکذا في الهندية:

وَيُصَلَّى عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ مَاتَ بَعْدَ الْوِلَادَةِ صَغِيرًا كَانَ أَوْ كَبِيرًا ذَكَرًا كَانَ أَوْ أُنْثَى حُرًّا كَانَ أَوْ عَبْدًا إِلَّا الْبُغَاةَ وَقُطَّاعَ الطَّرِيقِ وَمَنْ بِمِثْلِ حَالِهِمْ. (۱)

وکذا في البدائع:

فَكُلُّ مُسْلِمٍ مَاتَ بَعْدَ الْوِلَادَةِ يُصَلَّى عَلَيْهِ صَغِيرًا كَانَ، أَوْ كَبِيرًا، ذَكَرًا كَانَ، أَوْ أُنْثَى، حُرًّا كَانَ، أَوْ عَبْدًا إِلَّا الْبُغَاةَ وَقُطَّاعَ الطَّرِيقِ. (۲)

تلاوت قرآن پاک افضل ہے یا درود شریف پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ قرآن کریم کی تلاوت کرنا افضل ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنا افضل ہے؟

جواب: اوقات مکروہہ یعنی جن اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے ان اوقات میں تلاوت قرآن کریم کے علاوہ دوسری تسبیحات واذکار اور درود شریف پڑھنا افضل ہے، اس کے علاوہ دیگر اوقات میں تلاوت قرآن پاک کرنا افضل ہے۔

کما في الهندية:

وَسُئِلَ الْبَقَّالِيُّ عَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ أَهِيَ أَفْضَلُ أَمِ الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَمَّا عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَفِي الْأَوْقَاتِ الَّتِي نُهِيَ عَنِ الصَّلَاةِ فِيهَا فَالصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَالدُّعَاءُ وَالتَّسْبِيحُ أَوْلَى مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ، وَكَانَ السَّلَفُ يُسَبِّحُونَ فِي هَذِهِ الْأَوْقَاتِ، وَلَا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ. (۳)

وکذا في الحلبي الكبيري: (٤)

وکذا في فتاوى اللكنوي:

القرآن أفضل الأذكار لأنه كلام الله تعالى كما في الحصن الحصين لكن في الأوقات فهي عن الصلاة فيها كما بعد صلاة الصبح إلى طلوع الشمس فالتسبيح والدعاء والصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم وعلى آله وسلم فيها أفضل من قراءة القرآن. (٥)

===================

(۱) كتاب الصلاة، باب في الجنائز، ۱/ ۱۷۹، ط: قديمي.

(۲) كتاب الصلاة، بيان من يصلى عليه، ۲/ ٤٧، ط: رشيدية.

(۳) كتاب الكراهية، باب الصلاة والتسبيح وقراءة القرآن، ٥/ ٣١٦، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الصلاة، ٤٣٨، ط: نعمانية.

(٥) كتاب الصلاة، ما يتعلق بقراءة القرآن وسجدة التلاوة، ٤٣٨، ٤٣٩، ط: رشيدية.

فصل فیما یتعلق بالتعویذات

تعویذات پر اجرت لینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص ہے وہ تعویذات لکھ کر اس پر پیسے لیتا ہے تو اس شخص کو تعویذ کے عوض پیسے دینا اور اس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟ شریعت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

جواب: تعویذ اگر خلافِ شرع نہ ہو اور دنیاوی مقاصد کے لئے ہو تو اس کی حیثیت عبادت کی نہیں بلکہ تدبیر اور علاج کی ہے لہٰذا اس پر اجرت لینا اور دینا جائز ہے۔

كما في صحيح البخاري:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَوْا عَلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ العَرَبِ فَلَمْ يَقْرُوهُمْ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ، إِذْ لُدِغَ سَيِّدُ أُولَئِكَ، فَقَالُوا: هَلْ مَعَكُمْ مِنْ دَوَاءٍ أَوْ رَاقٍ؟ فَقَالُوا: إِنَّكُمْ لَمْ تَقْرُونَا، وَلاَ نَفْعَلُ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلًا، فَجَعَلُوا لَهُمْ قَطِيعًا مِنَ الشَّاءِ، فَجَعَلَ يَقْرَأُ بِأُمِّ القُرْآنِ، وَيَجْمَعُ بُزَاقَهُ وَيَتْفِلُ، فَبَرَأَ فَأَتَوْا بِالشَّاءِ، فَقَالُوا: لاَ نَأْخُذُهُ حَتَّى نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلُوهُ فَضَحِكَ وَقَالَ: «وَمَا أَدْرَاكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ، خُذُوهَا وَاضْرِبُوا لِي بِسَهْمٍ.[1]

وكذا في رد المحتار:

وَلَا بَأْسَ بِالْمُعَاذَاتِ إذَا كُتِبَ فِيهَا الْقُرْآنُ، أَوْ أَسْمَاءُ اللَّهِ تَعَالَى.[2]

وفيه أيضا:

اُخْتُلِفَ فِي الِاسْتِشْفَاءِ بِالْقُرْآنِ بِأَنْ يُقْرَأَ عَلَى الْمَرِيضِ أَوْ الْمَلْدُوغِ الْفَاتِحَةُ، أَوْ يُكْتَبَ فِي وَرَقٍ وَيُعَلَّقَ عَلَيْهِ أَوْ فِي طَسْتٍ وَيُغَسَّلَ وَيُسْقَى... وَعَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُعَوِّذُ نَفْسَهُ قَالَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: وَعَلَى الْجَوَازِ عَمَلُ النَّاسِ الْيَوْمَ، وَبِهِ وَرَدَتْ الْآثَارُ.[3]

---

[1] كتاب الطب، باب الرقى الفاتحة الكتاب ويذكر عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم: ٢/ ٨٥٤، ط: قديمي.

[2] كتاب الحظر والإباحة، باب اللبس، ٦/ ٣٦٣، ط: سعيد.

[3] كتاب الحظر والإباحة، باب اللبس، ٦/ ٣٦٤، ط: سعيد.

وكذا في فتاوی عثماني: (۱)

وكذا في "آپ کے مسائل اور ان کا حل": (۲)

دم اور تعویذ پر اجرت لینا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ دم کرنے اور تعویذ لکھ کر دینے پر اجرت لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: دم کرنا اور جائز طریقے پر تعویذ لکھ کر دینا چونکہ علاج میں داخل ہے، لہٰذا ان پر اجرت لینا شرعاً جائز ہے۔

كذا في صحيح البخاري:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا فِي سَفَرٍ ... فَقَالُوا لَهُمْ: هَلْ فِيكُمْ رَاقٍ؟ فَإِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ لَدِيغٌ أَوْ مُصَابٌ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: نَعَمْ، فَأَتَاهُ فَرَقَاهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، فَبَرَأَ الرَّجُلُ، فَأُعْطِيَ قَطِيعًا مِنْ غَنَمٍ، فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَهَا، وَقَالَ: حَتَّى أَذْكُرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ... قَالَ: «خُذُوا مِنْهُمْ، وَاضْرِبُوا لِي بِسَهْمٍ مَعَكُمْ.

وكذا في شرح النووي:

قال النووي: هذا تصريح بجواز أخذ الأجرة على الرقية بالفاتحة والذكر وأنها حلل لا كراهية فيها. (۳)

وكذا في تكملة فتح الملهم:

والثالث: أن الرقية ليست بقربة محضة فجاز أخذ الأجرة عليها. (٤)

وكذا في إعلاء السنن:

عن ابن عباس أن نفرا من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم.... فقال: هل فيكم من راق؟... فقالوا: يا رسول الله! أخذ على كتاب الله أجرا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن أحق ما أخذتم أجرا عليه كتاب الله، رواه البخاري. (٥)

==================

(۱) كتاب الذكر والدعاء والتعويذات، ۱/ ۲۷۷، ط: معارف القرآن.

(۲) تعویذ، گنڈے اور جادو، ۲/ ۳۹۹، ط: لدھیانوی.

(۳) كتاب السلام، باب جواز أخذ الأجرة على الرقية، ۲/ ۲۲٤، ط: قديمي.

(٤) كتاب السلام، باب جواز أخذ الأجرة على الرقية، ٤/ ۱۹٥، ط: دار القلم.

(٥) كتاب الإجارة، باب جواز أخذ الأجرة على الرقية، ۱٦/ ۱۷۸، ط: إدارة القرآن.

وكذا في العرف الشذي:

وتجوز الأجرة على التعويذ كما صرح به الشيخ في عمدة القاري. [١]

وفي شفاء العليل وبل الغليل في حكم الوصية الختمات والتهاليل... أجرة على الرقية المقصود له التداوي دون الثواب لقول بجواز ذلك إلخ. [٢]

وكذا في الشامية:

جَوَّزُوا الرُّقْيَةَ بِالْأُجْرَةِ وَلَوْ بِالْقُرْآنِ كَمَا ذَكَرَهُ الطَّحَاوِيُّ؛ لِأَنَّهَا لَيْسَتْ عِبَادَةً مَحْضَةً بَلْ مِنْ التَّدَاوِي. [٣]

وكذا في قاموس الفقه: [٤]

روحانی طریقہ سے علاج کرنے کا شرعی حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ روحانی طریقہ سے علاج کروانا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: واضح رہے کہ جہاں مادی اسباب کے ذریعے علاج ومعالجہ ممکن ہے وہیں روحانی طریقے سے بھی تمام بیماریوں کا علاج ممکن ہے، اللہ رب العزت موثر حقیقی ہیں، جس طرح وہ ادویات میں تاثیر پیدا کرنے پر قادر ہے اسی طرح ذکر واذکار اور وظائف میں بھی تاثیر پیدا کرنے پر قادر ہے، اور یہ بات مشاہدہ سے ثابت ہے کہ روحانی طریقے سے اللہ رب العزت نے ایسے بیماروں کو شفایاب کیا ہے جو ادویات سے ممکن نہ ہو سکا۔

كما في القرآن الكريم:

وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ. [٥]

وكذا في أبي داود:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَهْطًا، مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلَقُوا فِي سَفْرَةٍ سَافَرُوهَا فَنَزَلُوا بِحَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ شَيْءٌ يَنْفَعُ صَاحِبَنَا، فَقَالَ رَجُلٌ

---

(١) أبواب الطب، باب جواز أخذ الأجرة على التعويذ، ٢/ ٢٦، ط: سعيد.

(٢) رسائل ابن عابدين: ١/ ١٨١، ط: قديمي.

(٣) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب تحرير مهم في عدم جواز الاستنجاء، ٦/ ٥٧، ط: سعيد.

(٤) اجارہ، تعویذ پر اجرت، ۱/ ۵۰۰، ط: زمزم پبلشرز.

(٥) الشعراء: ٨٠.

مِنَ الْقَوْمِ: نَعَمْ وَاللهِ إِنِّي لَأَرْقِي وَلَكِنِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَأَبَيْتُمْ أَنْ تُضَيِّفُونَا، مَا أَنَا بِرَاقٍ حَتَّى تَجْعَلُوا لِي جُعْلًا، فَجَعَلُوا لَهُ قَطِيعًا مِنَ الشَّاءِ، فَأَتَاهُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ أُمَّ الْكِتَابِ وَيَتْفُلُ حَتَّى بَرَأَ كَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ إلخ. (۱)

وكذا في مرقاة المفاتيح:

وَأَمَّا مَا كَانَ مِنَ الْآيَاتِ الْقُرْآنِيَّةِ، وَالْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ الرَّبَّانِيَّةِ، وَالدَّعَوَاتِ الْمَأْثُورَةِ النَّبَوِيَّةِ، فَلَا بَأْسَ، بَلْ يُسْتَحَبُّ سَوَاءٌ كَانَ تَعْوِيذًا أَوْ رُقْيَةً أَوْ نَشْرَةً. (۲)

نظر بد سے حفاظت کے لئے چہرے پر سیاہ داغ لگانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل نظر بد سے حفاظت کے لئے بچوں کے چہرہ پر سرمہ وغیرہ سے سیاہ داغ لگایا جاتا ہے، کیا شرعا ایسا کرنا درست ہے؟

جواب: واضح رہے کہ نظر کا لگ جانا حق اور ثابت ہے، احادیث مبارکہ میں اس کے حق ہونے کا ذکر موجود ہے، اس سے حفاظت کے لئے جو علاج تجربہ سے ثابت ہو اس کو اختیار کرنا درست ہے، جبکہ اس میں کسی ناجائز کام کا ارتکاب نہ ہوتا ہو اور غیر مسلموں کا طریقہ اور شعار بھی نہ ہو۔ لہٰذا نظر بد سے بچنے کے لئے سیاہ داغ لگانے کا علاج اگر تجربہ وغیرہ سے مفید ثابت ہو تو اس کو اختیار کرنا درست ہے۔

كما في سنن أبي داود:

عن همام بن منبه قال هذا ما حدثنا أبو هريرة رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال العين حق. (۳)

وفيه أيضا:

وعن ابن عمر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم، رواه أحمد وأبو داود. (٤)

==================

(۱) كتاب البيوع، باب في كسب الأطباء، ۲/۱۲۹، ط: حقانية.

(۲) كتاب الطب والرقى، الفصل الثاني، ۸/ ۳٦۰، ۳٦۱، ط: امدادية.

(۳) كتاب الطب، باب ما جاء في العين، ۲/ ۱۸٥، ط: رحمانية.

(٤) كتاب اللباس، الفصل الثاني، ۲/ ۳۷٥، ط: قديمي.

وکذا في الشامية:

ولا بأس بكي الصبيان لداء. [۱]

وكذا في الهندية: [۲]

عملیات کے ذریعے کمائے ہوئے پیسوں کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عملیات کے ذریعے کمائے ہوئے پیسے کا کیا حکم ہے؟

جواب: واضح رہے کہ اگر عملیات جائز طریقے پر ہوں، قرآن وسنت کے منافی نہ ہوں تو ان کے ذریعے کمائے ہوئے پیسے حلال ہیں، تاہم اس کو مستقل پیشہ بنانا مناسب نہیں ہے، اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

کما في صحيح البخاري:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: انْطَلَقَ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفْرَةٍ سَافَرُوهَا، حَتَّى نَزَلُوا عَلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ العَرَبِ، فَاسْتَضَافُوهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمْ، فَلُدِغَ سَيِّدُ ذَلِكَ الحَيِّ، فَسَعَوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لاَ يَنْفَعُهُ شَيْءٌ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَوْ أَتَيْتُمْ هَؤُلاَءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ نَزَلُوا، لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ، فَأَتَوْهُمْ، فَقَالُوا: يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ، وَسَعَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لاَ يَنْفَعُهُ، فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: نَعَمْ، وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرْقِي، وَلَكِنْ وَاللَّهِ لَقَدِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُونَا، فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلًا، فَصَالَحُوهُمْ عَلَى قَطِيعٍ مِنَ الغَنَمِ، فَانْطَلَقَ يَتْفِلُ عَلَيْهِ، وَيَقْرَأُ: الحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ العَالَمِينَ فَكَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ، فَانْطَلَقَ يَمْشِي وَمَا بِهِ قَلَبَةٌ، قَالَ: فَأَوْفَوْهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِي صَالَحُوهُمْ عَلَيْهِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اقْسِمُوا، فَقَالَ الَّذِي رَقَى: لاَ تَفْعَلُوا حَتَّى نَأْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَذْكُرَ لَهُ الَّذِي كَانَ، فَنَنْظُرَ مَا يَأْمُرُنَا، فَقَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَهُ، فَقَالَ: «وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ» ، ثُمَّ قَالَ: «قَدْ أَصَبْتُمْ، اقْسِمُوا، وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ سَهْمًا فضحك النبي صلى الله عليه وسلم. [۳]

وكذا في صحيح مسلم: [٤]

وكذا في عمدة القاري شرح صحيح البخاري:

أَن الرّقية لَيست بقربة مَحْضَة، فَجَاز أَخذ الْأُجْرَة عَلَيْهَا. وَقَالَ الْقُرْطُبِيّ: وَلَا نسلم أَن جَوَاز أَخذ الأجر

==================

[۱] كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره، فصل في البيع، ٦/ ٣٨٨، ط: سعيد.

[۲] كتاب الكراهية، الباب الثامن عشر في التداوي إلخ، ٥/ ٣٥٦، ط: رشيدية.

[۳] كتاب الإجارة، باب ما يعطى في الرقية على أحياء العرب بفاتحة الكتاب، ١/ ٣٠٤، ط: قديمي.

[٤] كتاب السلام، باب جواز أخذ الأجرة على الرقية بالقرآن والأذكار، ٢/ ٢٢٤، ط: قديمي.

فِي الرقي يدل على جَوَاز التَّعْلِيم بالْأَجْرِ. (۱)

وکذا في فتح الباري:

وَخَالَفَ الْحَنَفِيَّةُ فَمَنَعُوهُ فِي التَّعْلِيمِ وَأَجَازُوهُ فِي الرُّقَى كَالدَّوَاءِ. (۲)

وکذا في شرح إمام النووي على هامش مسلم:

هَذَا تَصْرِيحٌ بِجَوَازِ أَخْذِ الْأُجْرَةِ عَلَى الرقية بالفاتحة والذكر وأنها حلال لاكراهة فِيهَا وَكَذَا الْأُجْرَةُ عَلَى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ وَهَذَا مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَمَالِكٍ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَأَبِي ثَوْرٍ وَآخَرِينَ مِنَ السَّلَفِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ وَمَنَعَهَا أَبُو حَنِيفَةَ فِي تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ وَأَجَازَهَا فِي الرُّقْيَةِ. (۳)

وكذا في تكملة فتح الملهم:

إن الرقية ليست بقربة محضة، فجاز أخذ الأجرة عليها، وقال القرطبي: ولا نسلم أن جواز أخذ الأجر في الرقى يدل على جواز التعليم بالأجر. (٤)

وكذا في بذل المجهود:

أن يجوز الأجرة على الرقى والطب كما قال الشافعي ومالك وأبو حنيفة وأحمد. (٥)

وکذا في رد المحتار:

جَوَّزُوا الرُّقْيَةَ بِالْأُجْرَةِ وَلَوْ بِالْقُرْآنِ كَمَا ذَكَرَهُ الطَّحَاوِيُّ؛ لِأَنَّهَا لَيْسَتْ عِبَادَةً مَحْضَةً بَلْ مِنْ التَّدَاوِي. (٦)

وكذا في الهندية:

استأجره ليكتب له تعويذ السحر يصح. (٧)

==================

(١) كتاب الإجارة، باب ما يعطى في الرقية على أحياء العرب بفاتحة الكتاب، ١٢/ ١٣٧، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الإجارة، باب ما يعطى في الرقية على أحياء العرب بفاتحة الكتاب، ٤/ ٥٧١، ط: قديمي.

(٣) كتاب السلام، باب جواز أخذ الأجرة على الرقية بالقرآن والأذكار، ٢/ ٢٢٤، ط: قديمي.

(٤) كتاب السلام، باب جواز أخذ الأجرة على الرقية بالقرآن والأذكار، ٤/ ١٩٥، ط: دار القلم.

(٥) كتاب الطب، باب كيف الرقى، ٥/ ١١، ط: معهد الخليل الإسلامي.

(٦) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب تحريم مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة والتهليل ونحوه مما لا ضرورة إليه ٦/ ٥٧، ط: سعيد.

(٧) الباب الخامس عشر في بيان ما يجوز من الإجارة وما لا يجوز وهو يشتمل على أربعة فصول، الفصل الرابع في فساد الإجارة إذا كان المستأجر مشغولا بغيره، ٤/ ٤٥٠، ط: رشيدية.

كتاب الطهارة

باب الاستنجاء

ہوا خارج ہونے کی صورت میں استنجاء کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی سے ہوا خارج ہو جائے کیا اس شخص کے لئے استنجاء کرنا مسنون ہے یا نہیں؟

جواب: ہوا خارج ہونے کی وجہ سے استنجاء کرنا مسنون نہیں بلکہ فقہاء نے اس کو بدعت کہا ہے۔

كذا في رد المحتار:

(قَوْلُهُ: فَلَا يُسَنُّ مِنْ رِيحٍ) لِأَنَّ عَيْنَهَا طَاهِرَةٌ، وَإِنَّمَا نَقَضَتْ لِانْبِعَاثِهَا عَنْ مَوْضِعِ النَّجَاسَةِ اهـ ح؛ وَلِأَنَّ بِخُرُوجِ الرِّيحِ لَا يَكُونُ عَلَى السَّبِيلِ شَيْءٌ فَلَا يُسَنُّ مِنْهُ بَلْ هُوَ بِدْعَةٌ كَمَا فِي الْمُجْتَبَى. [1]

وكذا في البحر الرائق:

وَقَدْ عُلِمَ مِنْ تَعْرِيفِهِ أَنَّ الِاسْتِنْجَاءَ لَا يُسَنُّ إلَّا مِنْ حَدَثٍ خَارِجٍ مِنْ أَحَدِ السَّبِيلَيْنِ غَيْرِ الرِّيحِ؛ لِأَنَّ بِخُرُوجِ الرِّيحِ لَا يَكُونُ عَلَى السَّبِيلِ شَيْءٌ فَلَا يُسَنُّ مِنْهُ بَلْ هُوَ بِدْعَةٌ كَمَا فِي الْمُجْتَبَى. [2]

وكذا في الفتاوى الهندية:

الِاسْتِنْجَاءُ عَلَى خَمْسَةِ أَوْجُهٍ... وَالْخَامِسُ بِدْعَةٌ وَهُوَ الِاسْتِنْجَاءُ مِنْ الرِّيحِ. كَذَا فِي الِاخْتِيَارِ شَرْحِ الْمُخْتَارِ. [3]

وكذا في بدائع الصنائع:

(وَأَمَّا) بَيَانُ مَا يُسْتَنْجَى مِنْهُ فَالِاسْتِنْجَاءُ مَسْنُونٌ مِنْ كُلِّ نَجَسٍ يَخْرُجُ مِنْ السَّبِيلَيْنِ لَهُ عَيْنٌ مَرْئِيَّةٌ كَالْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَالْمَنِيِّ وَالْوَدْيِ وَالْمَذْيِ وَالدَّمِ... وَلَا اسْتِنْجَاءَ فِي الرِّيحِ؛ لِأَنَّهَا لَيْسَتْ بِعَيْنٍ مَرْئِيَّةٍ. [4]

==================

[1] كتاب الطهارة، فصل الاستنجاء، ١/ ٣٣٥، ط: سعيد.

[2] كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٤١٦، ط: رشيدية.

[3] كتاب الطهارة، الفصل الثالث في الاستنجاء، ١/ ٥٠، ط: رشيدية.

[4] كتاب الطهارة، ما يكره به الاستنجاء، ١/ ١٠٤، ط: رشيدية.

استنجاء کرنے میں اگر ستر کھلنے کا خطرہ ہو تو وضو پر اکتفاء کرنا جائز ہے یا نہیں

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ڈھیلہ استعمال کرنے کے بعد جب پانی سے استنجاء کے لئے باپردہ جگہ نہ ہو تو کیا ایسی جگہ پر بیٹھ کر استنجاء کرنا جائز ہے جہاں ستر کھلنے کا خدشہ ہو؟

جواب: اگر ڈھیلے کے استعمال کے بعد پانی سے استنجاء کرنے میں ستر کے کھلنے اور بے پردگی کا خطرہ ہو تو وضو پر اکتفاء کرنا جائز ہے اس میں کوحرج کی بات نہیں ہے۔

كما في الشامية:

بِلَا كَشْفِ عَوْرَةٍ) عِنْدَ أَحَدٍ، أَمَّا مَعَهُ فَيَتْرُكُهُ كَمَا مَرَّ؛ فَلَوْ كَشَفَ لَهُ صَارَ فَاسِقًا. قال ابن عابدين رحمه الله: (قَوْلُهُ: فَلَوْ كَشَفَ لَهُ إلَخْ) أَيْ: لِلِاسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ قَالَ نُوحٌ أَفَنْدِي: لِأَنَّ كَشْفَ الْعَوْرَةِ حَرَامٌ وَمُرْتَكِبُ الْحَرَامِ فَاسِقٌ، سَوَاءٌ تَجَاوَزَ النَّجَسُ الْمَخْرَجَ أَوْ لَا، وَسَوَاءٌ كَانَ الْمُجَاوِزُ أَكْثَرَ مِنْ الدِّرْهَمِ أَوْ أَقَلَّ. (۱)

وكذا في الهندية:

وَالِاسْتِنْجَاءُ بِالْمَاءِ أَفْضَلُ إنْ أَمْكَنَهُ ذَلِكَ مِنْ غَيْرِ كَشْفِ الْعَوْرَةِ وَإِنْ احْتَاجَ إلَى كَشْفِ الْعَوْرَةِ يَسْتَنْجِي بِالْحَجَرِ وَلَا يَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ. (۲)

وكذا في خلاصة الفتاوى: (۳)

وكذا في فتاوى حقانية: (٤)

استنجاء کے لئے پانی اور پتھر دونوں کا استعمال کرنا افضل ہے

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ پیشاب سے پاکی کے لئے ڈھیلے کا استعمال کرنا درست ہے یا پانی؟ از روئے شریعت اس کا حکم تحریر فرمائیں۔

جواب: استنجاء کے لئے پانی اور ڈھیلہ دونوں کا استعمال کرنا افضل ہے، اور اگر ان دونوں میں سے کسی ایک کو استعمال کیا جائے تو بھی جائز ہے۔

---

(۱) كتاب الطهارة، فصل في الاستنجاء، ۱/ ۳۳۸، ط: سعيد.

(۲) كتاب الطهارة، الفصل الثالث في الاستنجاء، ۱/ ٤٨، ط: رشيدية.

(۳) كتاب الطهارات، الفصل الثالث في نواقض الوضوء، الاستنجاء، ۱/ ۲۵، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، باب الاستنجاء، ۲/ ۵۸۹، ط: دار العلوم حقانية.

کما في رد المحتار:

ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّ الجَمْعَ بَيْنَ المَاءِ وَالحَجَرِ أَفضَلُ، وَيَلِيهِ فِي الفَضْلِ الاِقْتِصَارُ عَلَى المَاءِ. (۱)

وكذا في البحر الرائق:

وَإِذَا جَمَعَ بَيْنَهُمَا كَانَ أَفْضَلَ مِنْ الْكُلِّ، وَقِيلَ الجَمْعُ سُنَّةٌ فِي زَمَانِنَا وَقِيلَ سُنَّةٌ عَلَى الْإِطْلَاقِ. (۲)

وكذا في بدائع الصنائع:

وَمِنْهَا: الِاسْتِنْجَاءُ بِالْمَاءِ لِمَا رُوِيَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ الصَّحَابَةِ مِنْهُمْ عَلِيٌّ وَمُعَاوِيَةُ وَابْنُ عُمَرَ وَحُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَسْتَنْجُوْنَ بِالْمَاءِ بَعْدَ الِاسْتِنْجَاءِ بِالْأَحْجَارِ، حَتَّى قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَعَلْنَاهُ فَوَجَدْنَاهُ دَوَاءً، وَطَهُورًا. (۳)

عورتوں کا استنجاء کے لئے ڈھیلے کا استعمال کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مردوں کے لئے تو پیشاب و پاخانہ کے بعد ڈھیلے استعمال کرنا مستحب ہے، تو کیا عورتوں کے لئے بھی پیشاب و پاخانہ کے بعد ڈھیلے استعمال کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ ان کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: پیشاب و پاخانہ کے بعد جس طرح مردوں کے لئے ڈھیلے استعمال کرنا مستحب ہے، اسی طرح عورتوں کے لئے بھی ڈھیلے استعمال کرنا مستحب ہے، اس کے بعد پانی سے مزید پاکی حاصل کرنا زیادہ بہتر ہے، اور مردوں کے لئے استبراء (یعنی قطرات کے نکلنے سے مکمل اطمینان حاصل کرنا) ضروری ہے، عورتوں کے لئے ضروری نہیں۔

کما في الهندية:

وَالْمَرْأَةُ تَفْعَلُ فِي جَمِيعِ الْأَوْقَاتِ مِثْلَ مَا يَفْعَلُ الرَّجُلُ فِي الشِّتَاءِ... وَالِاسْتِنْجَاءُ بِالْمَاءِ أَفْضَلُ إنْ أَمْكَنَهُ ذَلِكَ مِنْ غَيْرِ كَشْفِ الْعَوْرَةِ وَإِنْ احْتَاجَ إلَى كَشْفِ الْعَوْرَةِ يَسْتَنْجِي بِالْحَجَرِ وَلَا يَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ. كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ وَالْأَفْضَلُ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَهُمَا. كَذَا فِي التَّبْيِينِ قِيلَ هُوَ سُنَّةٌ فِي زَمَانِنَا وَقِيلَ عَلَى الْإِطْلَاقِ وَهُوَ الصَّحِيحُ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى. كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ. (٤)

==================

(۱) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، فصل: في الاستنجاء، مطلب: إذا دخل المستنجي في ماء قليل، ۱/ ۳۳۸، ط: سعيد.

(۲) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ۱/ ٤۱۹، ط: رشيدية.

(۳) كتاب الطهارة، باب سنن الوضوء، ۱/ ۱۰۹، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها وفيه ثلاثة فصول، الفصل الثالث في الاستنجاء، ۱/ ٤۸، ط: رشيدية.

وكذا في الشامية:

قُلْت: بَلْ صَرَّحَ فِي الْغَزْنَوِيَّةِ بِأَنَّهَا تَفعَلُ كَمَا يَفْعَلُ الرَّجُلُ إلَّا فِي الِاسْتِبْرَاءِ فَإِنَّهَا لَا اسْتِبْرَاءَ عَلَيْهَا، بَلْ كَمَا فَرَغَتْ مِنْ الْبَوْلِ وَالْغَائِطِ تَصْبِرُ سَاعَةً لَطِيفَةً ثُمَّ تَمْسَحُ قُبُلَهَا وَدُبُرَهَا بِالْأَحْجَارِ ثُمَّ تَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ اهـ. (۱)

اینٹ کے ٹکرے سے استنجاء کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص ایسی جگہ پر ہے کہ وہاں پانی میسر نہیں ہے کہ جس سے استنجاء کرے اور وہاں اس کو صرف اینٹ کا ٹکڑا ملتا ہے تو کیا اس اینٹ کے ٹکڑے سے استنجاء کرنا جائز ہے اور اسی طرح استنجاء کے بعد ہاتھ کو اگر ناپاکی لگ جائے تو اس کو کس طرح پاک کرے گا؟

جواب: واضح رہے کہ استنجاء کرنا سنت عمل ہے اس لئے اس کا خوب اہتمام کرنا چاہئے، استنجاء پانی، ڈھیلے کے ساتھ کرنا چاہئے، گوبر، ہڈی، لید، کنکریٹ اور اینٹ وغیرہ سے استنجاء کرنا مکروہ ہے، لیکن اگر کسی نے ان اشیاء میں سے کسی کے ساتھ استنجاء کر لیا تو پاکی حاصل ہو جائے گی۔

صورت مسئولہ میں جب کوئی اور چیز میسر نہیں ہے تو اینٹ کے ٹکڑے سے استنجاء کر سکتا ہے۔ ہاتھ میں ناپاکی لگ جانے کی صورت میں ہاتھ کو پانی کے ساتھ دھونا ضروری ہے، محض رگڑنے سے ہاتھ پاک نہیں ہوگا۔

كما في تنوير الأبصار مع الدر المختار:

وَكُرِهَ) تَحْرِيمًا بِعَظْمٍ وَطَعَامٍ وَرَوْثٍ وَآجُرٍّ وَخَزَفٍ وَزُجَاجٍ وَكَخِرْقَةِ دِيبَاجٍ وَيَمِينٍ وَفَحْمٍ وَعَلَفِ حَيَوَانٍ فَلَوْ فَعَلَ أَجْزَأَهُ. (۲)

وكذا في الهندية:

وَيُكْرَهُ الِاسْتِنْجَاءُ بِالْآجُرِّ وَالْفَحْمِ وَشَيْءٍ لَهُ قِيمَةٌ كَخِرْقَةِ الدِّيبَاجِ. كَذَا فِي الزَّاهِدِيِّ. (۳)

وكذا في رد المحتار:

(قوله: وَيَطْهُرُ خُفٌّ وَنَحْوُهُ) احْتِرَازٌ عَنْ الثَّوْبِ وَالْبَدَنِ، فَلَا يَطْهُرَانِ بِالدَّلْكِ إلَّا فِي الْمَنِيِّ. (٤)

---

(۱) كتاب الطهارة، فصل الاستنجاء، مطلب: إذا دخل المستنجي في ماء قليل، ١/ ٣٣٧، ط: سعيد.

(۲) كتاب الطهارة، باب الاستنجاء، فصل الاستنجاء، مطلب: إذا دخل المستنجي في ماء قليل، ط: سعيد.

(۳) كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها وفيه ثلاثة فصول، الفصل الثالث في الاستنجاء، ١/ ٥٠، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٣٠٩، ط: سعيد.

کاغذ یا ٹیشو پیپر سے استنجاء کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قابل احترام چیز جیسے کاغذ و ٹیشو پیپر سے استنجاء کرنا کیسا ہے جبکہ عام طور پر لوگ ٹیشو پیپر سے استنجاء کرتے ہیں؟

جواب: قابل احترام چیز جیسے کاغذ وغیرہ سے استنجا کرنا صحیح نہیں ہے البتہ ٹیشو پیپر سے استنجا کرنا جائز ہے، کیونکہ ٹیشو پیپر کو نظافت یا طہارت حاصل کرنے کے لئے بنایا گیا ہے، اس کو لکھنے پڑھنے کے لئے نہیں بنایا گیا ہے۔

كما في الشامية:

وَكَذَا وَرَقُ الْكِتَابَةِ لِصِقَالَتِهِ وَتَقَوُّمِهِ، وَلَهُ احْتِرَامٌ أَيْضًا لِكَوْنِهِ آلَةً لِكِتَابَةِ الْعِلْمِ، وَلِذَا عَلَّلَهُ فِي التَّتَارْخَانِيَّة بِأَنَّ تَعْظِيمَهُ مِنْ أَدَبِ الدِّينِ... وَمُفَادُهُ الْحُرْمَةُ بِالْمَكْتُوبِ مُطْلَقًا، وَإِذَا كَانَتْ الْعِلَّةُ فِي الْأَبْيَضِ كَوْنُهُ آلَةً لِلْكِتَابَةِ كَمَا ذَكَرْنَاهُ يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدَمُ الْكَرَاهَةِ فِيمَا لَا يَصْلُحُ لَهَا إذَا كَانَ قَالِعًا لِلنَّجَاسَةِ غَيْرَ مُتَقَوِّمٍ كَمَا قَدَّمْنَاهُ مِنْ جَوَازِهِ بِالْخِرَقِ الْبَوَالِي، وَهَلْ إذَا كَانَ مُتَقَوِّمًا ثُمَّ قَطَعَ مِنْهُ قِطْعَةً لَا قِيمَةَ لَهَا بَعْدَ الْقَطْعِ يُكْرَهُ الِاسْتِنْجَاءُ بِهَا أَمْ لَا؟ الظَّاهِرُ الثَّانِي. [۱]

وكذا في الهندية:

ولا يستنجى بكاغذ وإن كانت بيضاء كذا في المضمرات. [۲]

بیت الخلاء میں مکھیوں کا جسم پر بیٹھنا اور پاکی ناپاکی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض علاقوں کے بیت الخلاء میں مکھیاں بہت زیادہ ہوتی ہیں جب کوئی شخص قضائے حاجت کے لئے جاتا ہے تو ان مکھیوں سے بچنا ممکن نہیں ہوتا تو وہ کپڑے پر یا جسم کے خالی حصے پر بیٹھ جاتی ہیں تو اس سے کپڑے یا جسم ناپاک ہوں گے یا نہیں؟

جواب: مکھیوں کے بیٹھنے سے جسم اور کپڑے ناپاک نہیں ہوتے، محض شک کی بنیاد پر ان کو ناپاک نہیں کہا جائے گا۔

كما في فتاوى قاضي خان:

ذُباب المستراح إذا جلس على ثوب لا تفسده إلا أن يغلب ويكثر ويجوز الصلاة... إلخ. [۳]

---

[۱] كتاب الطهارة، باب الاستنجاء، فصل الاستنجاء، مطلب: إذا دخل المستنجي في ماء قليل، ۱/ ۳٤۰، ط: سعيد.

[۲] كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها وفيه ثلاثة فصول، الفصل الثالث في الاستنجاء، ۱/ ۵۰، ط: رشيدية.

[۳] كتاب الطهارة، فصل في النجاسة، ۱/ ۱۵، ط: اشرفيه.

وكذا في الهندية:

ذُباب المستراح إذا جلس على ثوب لا يفسده إلا أن يغلب ويكثر. (١)

وكذا في تبيين الحقائق:

كالذباب يقع على النجس ثم على الثياب، وكذا موضع الاستنجاء وهو المخرج خارج عنها لإجماع السلف ولنا أن القليل مَعفوّ إجماعا، فقدرناه بالدرهم، لأن محل الاستنجاء مقدر به. (٢)

وكذا في كتاب الفتاوى: (٣)

وكذا في نجم الفتاوى: (٤)

وكذا في العالمگيرية:

وَيَجُوزُ لِلرَّجُلِ أَنْ يَتَوَضَّأَ مِنْ الْحَوْضِ الَّذِي يَخَافُ أَنْ يَكُونَ فِيهِ قَذَرٌ وَلَا يَتَيَقَّنُ بِهِ وَلَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يَسْأَلَ عَنْهُ، وَلَا يَدَعُ التَّوَضُّؤَ مِنْهُ حَتَّى يَتَيَقَّنَ أَنَّ فِيهِ قَذَرًا لِلْأَثَرِ. (٥)

وكذا في التاتارخانية:

من شك في إنائه أو ثوبه أو بدنه أصابته نجاسة أم لا فهو طاهر ما لم يستيقن. (٦)

وكذا في شرح المجلة:

الْيَقِينُ لَا يَزُولُ بِالشَّكِّ... يعني أن الأمر المتيقن ثبوته لا يرتفع إلا بدليل قاطع ولا يحكم بزواله بمجرد الشك كذلك المتيقن عدم ثبوته لا يحكم بثبوته بمجرد الشك؛ لأن الشك أضعف من اليقين فلا يعارضه ثبوتا وعدما، نعم اليقين قد يزول بيقين مثله. (٧)

====================

(١) كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الثاني في الأعيان النجسة، ١/ ٤٧، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٢٠٠، ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، ٢/ ٨٣، ط: زمزم.

(٤) كتاب الطهارة، فصل في النجاسات وأحكام التطهير، ٢/ ١٢٤، ط: ياسين القرآن.

(٥) كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه وفيه فصلان كالفصل الثاني، ١/ ٢٥، ط: رشيدية.

(٦) كتاب الطهارة، الفصل الثاني في بيان ما يوجب الوضوء، ١/ ١١٥، ط: قديمي.

(٧) المادة: ٤، ١/ ١٨، ط: رشيدية.

استنجاء میں صرف ڈھیلے یا صرف پانی پر اکتفا کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی شخص نے ڈھیلے سے استنجا کیا، پانی سے استنجا نہیں کیا تو کیا وضو کرنے کے بعد نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: استنجا میں ڈھیلے اور پانی دونوں کو جمع کرنا افضل ہے، تاہم اگر صرف ڈھیلے کا استعمال کیا جائے تو یہ بھی جائز ہے اس کے بعد وضو کرکے نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

كما في الشامية:

ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّ الْجَمْعَ بَيْنَ الْمَاءِ وَالْحَجَرِ أَفْضَلُ، وَيَلِيهِ فِي الْفَضْلِ الِاقْتِصَارُ عَلَى الْمَاءِ، وَيَلِيهِ الِاقْتِصَارُ عَلَى الْحَجَرِ وَتَحْصُلُ السُّنَّةُ بِالْكُلِّ وَإِنْ تَفَاوَتَ الْفَضْلُ كَمَا أَفَادَهُ فِي الْإِمْدَادِ وَغَيْرِهِ. (۱)

وكذا في الهندية:

ثُمَّ الِاسْتِنْجَاءُ بِالْأَحْجَارِ إِنَّمَا يَجُوزُ إِذَا اقْتَصَرَتْ النَّجَاسَةُ عَلَى مَوْضِعِ الْحَدَثِ فَأَمَّا إِذَا تَعَدَّتْ مَوْضِعَهَا بِأَنْ جَاوَزَتْ الشَّرَجَ أَجْمَعُوا عَلَى أَنَّ مَا جَاوَزَ مَوْضِعَ الشَّرَجِ مِنْ النَّجَاسَةِ إِذَا كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ يُفْتَرَضُ غَسْلُهَا بِالْمَاءِ وَلَا يَكْفِيهَا الْإِزَالَةُ بِالْأَحْجَارِ وَكَذَلِكَ إِذَا أَصَابَ طَرَفَ الْإِحْلِيلِ مِنْ الْبَوْلِ أَكْثَرُ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ يَجِبُ غَسْلُهُ وَإِنْ كَانَ مَا جَاوَزَ مَوْضِعَ الشَّرَجِ أَقَلَّ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ أَوْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ إلَّا أَنَّهُ إذَا ضُمَّ إِلَيْهِ مَوْضِعُ الشَّرَجِ كَانَ أَكْثَرَ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ فَأَزَالَهَا بِالْحَجَرِ وَلَمْ يَغْسِلْهَا بِالْمَاءِ يَجُوزُ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى وَلَا يُكْرَهُ. كَذَا فِي الذَّخِيرَةِ. (۲)

وكذا في فتح القدير:

وَيَجُوزُ فِيهِ الْحَجَرُ وَمَا قَامَ مَقَامَهُ يَمْسَحُهُ حَتَّى يُنَقِّيَهُ) لِأَنَّ الْمَقْصُودَ هُوَ الْإِنْقَاءُ فَيُعْتَبَرُ مَا هُوَ الْمَقْصُودُ... سُنَنه مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ، إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْغَائِطِ فَلَا يَسْتَقْبِلْ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا بِغَائِطٍ وَلَا بَوْلٍ، وَيَسْتَنْجِي بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ، وَنَهَى عَنْ الرَّوْثِ وَالرِّمَّةِ، وَأَنْ يَسْتَنْجِيَ الرَّجُلُ بِيَمِينِهِ» وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُد وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ. (۳)

---

(۱) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، فصل الاستنجاء، مطلب: إذا دخل المستنجي في ماء قليل، ۱/ ۳۳۸، ط: سعيد.

(۲) كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها وفيه ثلاثة فصول، الفصل الثالث في الاستنجاء، ۱/ ۴۸، ط: رشيدية.

(۳) كتاب الطهارات، باب الأنجاس وتطهيرها، فصل الاستنجاء، ۱/ ۲۱۳، ط: دار الكتب العلمية.

وكذا في فتاوى حقانية: [1]

(۱) دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے کا حکم
(۲) استنجا کرنے پر قدرت نہ رکھنے والے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام درج ذیل مسئلوں کے بارے میں:

(۱) اگر ایک آدمی کا بایاں ہاتھ شل ہو جائے تو کیا وہ دائیں ہاتھ سے استنجا کر سکتا ہے؟

(۲) اور اگر آدمی بالکل معذور ہو جائے اور اولاد، بھائی اور بیوی وغیرہ میں سے کوئی نہ ہو تو کیا اس کے لئے جائز ہے کہ وہ کوئی نوکر رکھ لے اور اس سے استنجا کا کام بھی لے؟

جواب: (۱) واضح رہے کہ دائیں ہاتھ کی شرافت کی وجہ سے اسے استنجا جیسے امور میں استعمال کرنا مکروہ ہے، البتہ مجبوری کی حالت میں دائیں ہاتھ سے بھی استنجا کر سکتے ہیں۔

(۲) اگر کوئی شخص کسی بیماری کی وجہ سے خود استنجا کرنے پر بالکل ہی قادر نہیں ہے تو اس کے لئے اپنی بیوی کے علاوہ کسی اور سے استنجا کرانا درست نہیں، ایسی صورت میں اس کے لئے استنجا معاف ہے، اگر ممکن ہو تو کسی اور مؤثر تدبیر کو اختیار کر سکتا ہے تو اسے اختیار کرے۔

كما في الشامية:

(قوله: كمريض)... الرَّجُلُ الْمَرِيضُ إذَا لَمْ تَكُنْ لَهُ امْرَأَةٌ وَلَا أَمَةٌ وَلَهُ ابْنٌ أَوْ أَخٌ وَهُوَ لَا يَقْدِرُ عَلَى الْوُضُوءِ قَالَ يُوَضِّئُهُ ابْنُهُ أَوْ أَخُوهُ غَيْرَ الِاسْتِنْجَاءِ؛ فَإِنَّهُ لَا يَمَسُّ فَرْجَهُ وَيَسْقُطُ عَنْهُ وَالْمَرْأَةُ الْمَرِيضَةُ إذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا زَوْجٌ وَهِيَ لَا تَقْدِرُ عَلَى الْوُضُوءِ وَلَهَا بِنْتٌ أَوْ أُخْتٌ تُوَضِّئُهَا وَيَسْقُطُ عَنْهَا الِاسْتِنْجَاءُ. اهـ. وَلَا يَخْفَى أَنَّ هَذَا التَّفْصِيلَ يَجْرِي فِيمَنْ شُلَّتْ يَدَاهُ؛ لِأَنَّهُ فِي حُكْمِ الْمَرِيضِ. [2]

وكذا في الهندية:

لَوْ شُلَّتْ يَدُهُ الْيُسْرَى وَلَا يَقْدِرُ أَنْ يَسْتَنْجِيَ بِهَا إنْ لَمْ يَجِدْ مَنْ يَصُبُّ الْمَاءَ لَا يَسْتَنْجِي وَإِنْ قَدَرَ عَلَى الْمَاءِ الْجَارِي يَسْتَنْجِي بِيَمِينِهِ. كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ. الرَّجُلُ الْمَرِيضُ إذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ امْرَأَةٌ وَلَا أَمَةٌ وَلَهُ ابْنٌ أَوْ أَخٌ وَهُوَ لَا

[1] كتاب الطهارة، باب الاستنجاء، ۲/ ۵۹٦، ط: دار العلوم حقانية.

[2] كتاب الطهارة، باب الأنجاس، فصل الاستنجاء، مطلب: إذا دخل المستنجي في ماء قليل، ۱/ ۳٤۱، ط: سعيد.

يَقْدِرُ عَلَى الْوُضُوءِ فَإِنَّهُ يُوَضِّئُهُ ابْنُهُ أَوْ أَخُوهُ غَيْرَ الِاسْتِنْجَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَمَسُّ فَرْجَهُ وَسَقَطَ عَنْهُ الِاسْتِنْجَاءُ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ. [1]

وفيه أيضا:

وَإِذَا كَانَ بِالْيُسْرَى عُذْرٌ يَمْنَعُ الِاسْتِنْجَاءَ بِهَا جَازَ أَنْ يَسْتَنْجِيَ بِيَمِينِهِ مِنْ غَيْرِ كَرَاهَةٍ. كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ. [2]

وكذا في فتاوى حقانية: [3]

قضائے حاجت کے بعد اچھی طرح استنجا کرنا چاہئے

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ موجودہ دور میں بکثرت بیت الخلاء موجود ہیں، ان میں قضائے حاجت کے بعد عام طور پر لوگ اچھی طرح استنجا کئے بغیر ہی پانی وغیرہ استعمال کرکے باہر آجاتے ہیں جس کی وجہ سے قطرات کے نکلنے کا امکان رہتا ہے ان کی نماز وغیرہ کا کیا حکم ہوگا؟ مزید یہ کہ اس طرح کے بیت الخلاء میں قطروں کو یقینی طور پر ختم کرنے کا کیا طریقہ ہو سکتا ہے؟

جواب: قضائے حاجت کے بعد استنجا کرنے سے پہلے قطرات بند ہونے کا مکمل اطمینان کرلینا چاہئے اور اس کے لئے کھانسنا یا ایک دو قدم چلنا وغیرہ مختلف طریقے اختیار کئے جاسکتے ہیں، قطرے آتے رہنے کے باوجود اُٹھ کر وضو کیا اور اس حالت میں نماز پڑھی تو نماز نہیں ہوگی، اس لئے خوب اطمینان سے پاکی حاصل کرنے کے بعد وضو کرنا چاہئے۔

كما في الدر المختار مع رد المحتار:

فروع يَجِبُ الِاسْتِبْرَاءُ بِمَشْيٍ أَوْ تَنَحْنُحٍ أَوْ نَوْمٍ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ، وَيَخْتَلِفُ بِطِبَاعِ النَّاسِ... (قَوْلُهُ: يَجِبُ الِاسْتِبْرَاءُ إلَخْ) هُوَ طَلَبُ الْبَرَاءَةِ مِنْ الْخَارِجِ بِشَيْءٍ مِمَّا ذَكَرَهُ الشَّارِحُ حَتَّى يَسْتَيْقِنَ بِزَوَالِ الْأَثَرِ. وَأَمَّا الِاسْتِنْقَاءُ هُوَ طَلَبُ النَّقَاوَةِ: وَهُوَ أَنْ يُدَلِّكَ الْمَقْعَدَةَ بِالْأَحْجَارِ أَوْ بِالْأَصَابِعِ حَالَةَ الِاسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ. وَأَمَّا الِاسْتِنْجَاءُ: فَهُوَ اسْتِعْمَالُ الْأَحْجَارِ أَوْ الْمَاءِ، هَذَا هُوَ الْأَصَحُّ فِي تَفْسِيرِ هَذِهِ الثَّلَاثَةِ كَمَا فِي الْغَزْنَوِيَّةِ. وَفِيهَا أَنَّ الْمَرْأَةَ كَالرَّجُلِ إلَّا فِي الِاسْتِبْرَاءِ فَإِنَّهُ لَا اسْتِبْرَاءَ عَلَيْهَا، بَلْ كَمَا فَرَغَتْ تَصْبِرُ سَاعَةً لَطِيفَةً ثُمَّ تَسْتَنْجِي، وَمِثْلُهُ فِي الْإِمْدَادِ. وَعَبَّرَ بِالْوُجُوبِ تَبَعًا لِلدُّرَرِ وَغَيْرِهَا، وَبَعْضُهُمْ عَبَّرَ بِأَنَّهُ فَرْضٌ وَبَعْضُهُمْ بِلَفْظِ يَنْبَغِي وَعَلَيْهِ فَهُوَ مَنْدُوبٌ كَمَا صَرَّحَ بِهِ بَعْضُ الشَّافِعِيَّةِ، وَمَحَلُّهُ إذَا أَمِنَ خُرُوجَ شَيْءٍ بَعْدَهُ فَيُنْدَبُ ذَلِكَ مُبَالَغَةً فِي الِاسْتِبْرَاءِ أَوْ الْمُرَادُ الِاسْتِبْرَاءُ

---

[1] كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها وفيه ثلاثة فصول، الفصل الثالث، ١/ ٤٩- ٥٠، ط: رشيدية.

[2] كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها وفيه ثلاثة فصول، الفصل الثالث، ١/ ٥٠، ط: رشيدية.

[3] كتاب الطهارة، باب الاستنجاء، ١/ ٥٩٢، ط: دار العلوم حقانية.

بِخُصُوصِ هَذِهِ الْأَشْيَاءِ مِنْ نَحْوِ الْمَشْيِ وَالتَّنَحْنُحِ، أَمَّا نَفْسُ الِاسْتِبْرَاءِ حَتَّى يَطْمَئِنَّ قَلْبُهُ بِزَوَالِ الرَّشْحِ فَهُوَ فَرْضٌ وَهُوَ الْمُرَادُ بِالْوُجُوبِ، وَلِذَا قَالَ الشُّرُنْبُلَالِيُّ: يَلْزَمُ الرَّجُلَ الِاسْتِبْرَاءُ حَتَّى يَزُولَ أَثَرُ الْبَوْلِ وَيَطْمَئِنَّ قَلْبُهُ. وَقَالَ: عَبَّرْت بِاللُّزُومِ لِكَوْنِهِ أَقْوَى مِنْ الْوَاجِبِ؛ لِأَنَّ هَذَا يُفَوِّتُ الْجَوَازَ لِفَوْتِهِ فَلَا يَصِحُّ لَهُ الشُّرُوعُ فِي الْوُضُوءِ حَتَّى يَطْمَئِنَّ بِزَوَالِ الرَّشْحِ. اهـ. (قَوْلُهُ: أَوْ تَنَحْنُحٍ) لِأَنَّ الْعُرُوقَ مُمْتَدَّةٌ مِنْ الْحَلْقِ إلَى الذَّكَرِ وَبِالتَّنَحْنُحِ تَتَحَرَّكُ وَتَقْذِفُ مَا فِي مَجْرَى الْبَوْلِ. (١)

وكذا في نور الإيضاح:

يلزم الرجل الاستبراء حتى يزول أثر البول ويطمئن قلبه على حسب عادته إما بالمشي أو التنحنح أو الاضطجاع أو غيره. ولا يجوز له الشروع في الوضوء حتى يطمئن بزوال رشح البول. (٢)

وكذا في العالمكيرية:

والاستبراء واجب حتى يستقر قلبه على انقطاع العود، كذا في الظهيرية، قال بعضهم: يستنجي بعد ما يخطو خطوات، وقال بعضهم: يركض برجله على الأرض ويتنحنح ويلف رجله اليمنى على اليسرى وينزل من الصعود إلى الهبوط والصحيح أن طباع الناس مختلفة فمتى وقع في قلبه أنه تم استفراغ ما في السبيل يستنجي، هكذا في شرح منية المصلي لابن أمير الحاج والمضمرات. (٣)

خروج ریح کے بعد استنجا کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ریح نکلنے کی صورت میں صرف وضو لازم ہے یا استنجا بھی ضروری ہے؟ اور اس کو ضروری سمجھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: خروج ریح کی صورت میں استنجا کرنا ضروری نہیں، صرف وضو کرنا کافی ہے۔ خروج ریح کی وجہ سے استنجا کرنے کو بدعت قرار دیا گیا ہے۔

کما في الهندية:

(الْفَصْلُ الْخَامِسِ فِي نَوَاقِضِ الْوُضُوءِ) مِنْهَا مَا يَخْرُجُ مِنْ السَّبِيلَيْنِ مِنْ الْبَوْلِ وَالْغَائِطِ وَالرِّيحِ الْخَارِجَةِ مِنْ الدُّبُرِ

---

(١) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، فصل الاستنجاء، مطلب في الفرق بين الاستبراء والاستنقاء والاستنجاء، ١/ ٣٤٤-٣٤٥، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، فصل في الاستنجاء، ص٢٧، ط: قديمي.

(٣) كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها وفيه فصول، الفصل الثالث في الاستنجاء، ١/ ٤٩، ط: رشيدية.

وَالْوَدْيِ وَالْمَذْيِ وَالْمَنِيِّ وَالدُّودَةِ وَالْحَصَاةِ، الْغَائِطُ يُوجِبُ الْوُضُوءَ قَلَّ أَوْ كَثُرَ وَكَذَلِكَ الْبَوْلُ وَالرِّيحُ الْخَارِجَةُ مِنْ الدُّبُرِ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ. (۱)

وفيه أيضا:

وَالْخَامِسُ بِدْعَةٌ وَهُوَ الِاسْتِنْجَاءُ مِنْ الرِّيحِ. كَذَا فِي الِاخْتِيَارِ شَرْحِ الْمُخْتَارِ. (۲)

وكذا في تنوير الأبصار مع الدر المختار:

(وَ) خُرُوجُ غَيْرِ نَجَسٍ مِثْلِ (رِيحٍ أَوْ دُودَةٍ أَوْ حَصَاةٍ مِنْ دُبُرٍ لَا) خُرُوجُ ذَلِكَ مِنْ جُرْحٍ. (۳)

وكذا في الشامية:

وَالْخَامِسُ بِدْعَةٌ وَهُوَ الِاسْتِنْجَاءُ مِنْ الرِّيحِ. (٤)

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

وليس على من نام أو خرجت منه ريح استنجاء باتفاق العلماء، لقوله صلّى الله عليه وسلم: من استنجى من ريح فليس منا. (٥)

صرف پانی سے استنجا کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے پیشاب کیا اور پیشاب کرنے کے بعد ابتداءً پانی سے استنجا کیا اور مٹی کا ڈھیلا یا پتھر استعمال نہیں کیا تو آیا شرعا ایسا کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: استنجا میں ڈھیلے اور پانی کو جمع کرنا افضل ہے، تاہم اگر کسی نے صرف پانی پر اکتفا کیا تو یہ بھی جائز ہے۔

کما في الشامية:

ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّ الْجَمْعَ بَيْنَ الْمَاءِ وَالْحَجَرِ أَفْضَلُ، وَيَلِيهِ فِي الْفَضْلِ الِاقْتِصَارُ عَلَى الْمَاءِ، وَيَلِيهِ الِاقْتِصَارُ عَلَى الْحَجَرِ وَتَحْصُلُ السُّنَّةُ بِالْكُلِّ وَإِنْ تَفَاوَتَ الْفَضْلُ كَمَا أَفَادَهُ فِي الْإِمْدَادِ وَغَيْرِهِ. (٦)

==================

(۱) كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء وفيه خمسة فصول، الفصل الخامس في نواقض الوضوء، ۱/ ۹، ط: رشيدية.

(۲) كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها وفيه ثلاثة فصول، الفصل الثالث في الاستنجاء، ۱/ ۵۰، ط: رشيدية.

(۳) كتاب الطهارة، مطلب نواقض الوضوء، ۱/ ۱۳۵- ۱۳٦، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، فصل الاستنجاء، ۱/ ۳۳٦، ط: سعيد.

(٥) الباب الأول: الطهارات، الفصل الثالث: الاستنجاء، ۱/ ۳٤٦، ط: نشر احسان.

(٦) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، فصل الاستنجاء، مطلب: إذا دخل المستنجي في ماء قليل، ۱/ ۳۳۸، ط: سعيد.

وکذا في البحر الرائق:

وَغَسْلُهُ بِالْمَاءِ أَحَبُّ) أَيْ غَسْلُ الْمَحَلِّ بِالْمَاءِ أَفْضَلُ؛ لِأَنَّهُ قَالِعٌ لِلنَّجَاسَةِ وَالْحَجَرُ مُخَفِّفٌ لَهَا فَكَانَ الْمَاءُ أَوْلَى كَذَا ذَكَرَهُ الشَّارِحُ الزَّيْلَعِيُّ وَهُوَ ظَاهِرٌ فِي أَنَّ الْمَحَلَّ لَمْ يَطْهُرْ بِالْحَجَرِ. [۱]

وکذا في الهندية:

وَالِاسْتِنْجَاءُ بِالْمَاءِ أَفْضَلُ إنْ أَمْكَنَهُ ذَلِكَ مِنْ غَيْرِ كَشْفِ الْعَوْرَةِ وَإِنْ احْتَاجَ إلَى كَشْفِ الْعَوْرَةِ... وَالْأَفْضَلُ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَهُمَا. كَذَا فِي التَّبْيِينِ. [۲]

وكذا في فتاوى حقانية: [۳]

وكذا في فتاوى عثماني: [٤]

استنجا خشک کرنے کے لئے چلنے پھرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ پیشاب سے فارغ ہونے کے بعد کھڑے ہو کر یا چلتے پھرتے ڈھیلے یا ٹیشو پیپرز سے استنجا سکھانا جائز ہے یا ناجائز؟ بعض حضرات اس طرح استنجا سکھانے سے منع کرتے ہیں ان کا منع کرنا کیسا ہے؟ اور اس حالت میں کلام کرنا، سلام کرنا، سلام کا جواب دینا یا اذان کا جواب دینا وغیرہ جائز ہے یا خاموشی ضروری ہے؟

جواب: پیشاب کے قطرات کو خشک کرنے کے لئے فقہائے کرام نے مختلف طریقے بیان فرمائے ہیں جن میں سے ایک طریقہ چلنا پھرنا بھی ہے، ان طریقوں پر نکیر کرنا درست نہیں ہے۔ استنجاء خشک کرتے وقت سلام کرنے یا سلام اور اذان دونوں کے جواب دینے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

کما قال اللہ تعالی في القرآن الحکیم:

فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ. (التوبة: ۱۰۸)

وکذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: يَجِبُ الِاسْتِبْرَاءُ إلَخْ) هُوَ طَلَبُ الْبَرَاءَةِ مِنْ الْخَارِجِ بِشَيْءٍ مِمَّا ذَكَرَهُ الشَّارِحُ حَتَّى يَسْتَيْقِنَ بِزَوَالِ الْأَثَرِ... وَمَحَلُّهُ إذَا أَمِنَ خُرُوجَ شَيْءٍ بَعْدَهُ فَيُنْدَبُ ذَلِكَ مُبَالَغَةً فِي الِاسْتِبْرَاءِ أَوْ الْمُرَادُ الِاسْتِبْرَاءُ بِخُصُوصِ هَذِهِ الْأَشْيَاءِ مِنْ نَحْوِ

---

[۱] كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ۱/ ٤۱۸، ط: رشيدية.

[۲] كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها وفيه ثلاثة فصول، الفصل الثالث في الاستنجاء، ۱/ ٤۸، ط: رشيدية.

[۳] كتاب الطهارة، باب الاستنجاء، ۲/ ۵۹٦، ط: دار العلوم حقانية.

[٤] كتاب الطهارة، فصل في الاستنجاء، ۱/۳۳۵، ط: معارف القرآن.

الْمَشْيِ وَالتَّنَحْنُحِ، أَمَّا نَفْسُ الِاسْتِبْرَاءِ حَتَّى يَطْمَئِنَّ قَلْبُهُ بِزَوَالِ الرَّشْحِ فَهُوَ فَرْضٌ وَهُوَ الْمُرَادُ بِالْوُجُوبِ. (١)

وكذا في الهندية:

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: يَرْكُضُ بِرِجْلِهِ عَلَى الْأَرْضِ وَيَتَنَحْنَحُ وَيَلُفُّ رِجْلَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى وَيَنْزِلُ مِنَ الصُّعُودِ إِلَى الْهُبُوطِ وَالصَّحِيحُ أَنَّ طِبَاعَ النَّاسِ مُخْتَلِفَةٌ فَمَتَى وَقَعَ فِي قَلْبِهِ أَنَّهُ تَمَّ اسْتِفْرَاغُ مَا فِي السَّبِيلِ يَسْتَنْجِي. هَكَذَا فِي شَرْحِ مُنْيَةِ الْمُصَلِّي لِابْنِ أَمِيرِ الْحَاجِّ وَالْمُضْمَرَاتِ. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

وَالِاسْتِبْرَاءُ وَاجِبٌ وَلَوْ عَرَضَ لَهُ الشَّيْطَانُ كَثِيرًا لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ بَلْ يَنْضَحُ فَرْجَهُ بِمَاءٍ أَوْ سَرَاوِيلَهُ حَتَّى إِذَا شَكَّ حَمَلَ الْبَلَلَ عَلَى ذَلِكَ النَّضْحِ مَا لَمْ يَتَيَقَّنْ خِلَافَهُ. (٣)

وكذا في نور الإيضاح:

يلزم الرجل الاستبراء حتى يزول أثر البول ويطمئن قلبه على حسب عادته إما بالمشي أو التنحنح أو الاضطجاع أو غيره. ولا يجوز له الشروع في الوضوء حتى يطمئن بزوال رشح البول. (٤)

وكذا في الشامية:

رد السلام واجب إلا على *** من في الصلاة أو بأكل شغلا
أو شرب أو قرأة أو أدعية *** أو ذكر أو في خطبة أو تلبية
أو في قضاء حاجة الإنسان *** أو في إقامة أو الأذان(٥)

وكذا في الجوهرة النيرة:

فَإِنْ كَشَفَ قَبْلَ التَّسْمِيَةِ سَمَّى بِقَلْبِهِ وَلَا يُحَرِّكُ بِهَا لِسَانَهُ؛ لِأَنَّ ذِكْرَ اللَّهِ حَالَ الِانْكِشَافِ غَيْرُ مُسْتَحَبٍّ تَعْظِيمًا لِاسْمِ اللَّهِ تَعَالَى. (٦)

==================

(١) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، فصل الاستنجاء، مطلب: في الفرق بين الاستبراء والاستنقاء والاستنجاء، ١/ ٣٤٤، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة إلخ، الفصل الثالث في الاستنجاء، ١/ ٤٩، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٤١٧، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، فصل في الاستنجاء، ص٢٧، ط: قديمي.

(٥) كتاب الطهارة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب: المواضع التي لا يجب فيها رد السلام، ١/ ٦١٨، ط: سعيد.

(٦) كتاب الطهارة، سنن الطهارة، ١/ ٧، ط: قديمي.

باب في الوضوء

ہاتھ کٹے ہوئے شخص کے وضو کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں اگر کسی شخص کے ہاتھ کٹے ہوئے ہوں وہ نماز کے لئے وضو کیسے کرے؟

جواب: جس شخص کے ہاتھ کٹے ہوئے ہوں وہ کسی کی مدد سے اپنے اعضاء وضو پر پانی بہالے، اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو تیمم کرے، اگر ہاتھ پر زخم ہو یا بازو پورے کٹے ہوئے ہوں اور چہرے پر کسی طرح بھی پانی بہانے کی قدرت نہ ہو تو چہرے کو زمین یا دیوار وغیرہ سے تیمم کی نیت سے مل لے اگر چہرے پر زخم وغیرہ کی وجہ سے اس پر بھی قادر نہ ہو تو بدون طہارت کے نماز پڑھتا رہے۔

كذا الدر المختار مع رد المحتار:

(مَقْطُوعُ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ إِذَا كَانَ بِوَجْهِهِ جِرَاحَةٌ يُصَلِّي بِغَيْرِ طَهَارَةٍ) وَلَا يَتَيَمَّمُ (وَلَا يُعِيدُ عَلَى الْأَصَحِّ)... (مَقْطُوعُ الْيَدَيْنِ) أَيْ مِنْ فَوْقِ الْمِرْفَقَيْنِ وَالْكَعْبَيْنِ وَإِلَّا مَسَحَ مَحَلَّ الْقَطْعِ كَمَا تَقَدَّمَ... (قوله: وبِوَجْهِهِ جِرَاحَةٌ) وَإِلَّا مَسَحَهُ عَلَى التُّرَابِ إِنْ لَمْ يُمْكِنْهُ غَسْلُهُ.[1]

وكذا في الهندية:

إن مقطوع اليدين والرجلين إذا كان بوجهه جراحة يصلي بغير طهارة ولا تيمم ولا يعيد وهذا هو الأصح كذا في الظهيرية.[2]

وكذا في البحر الرائق:

إن مقطوع اليدين والرجلين إذا كان بوجهه جراحة يصلي بغير طهارة ولا تيمم ولا يعيد وهذا هو الأصح كذا في الظهيرية.[3]

ناخن میں میل کچیل وغیرہ جم جائے تو وضوء اور غسل کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام بابت اس مسئلے کے بارے میں کہ ناخن میں میل کچیل جمع ہو جائے یا کام کرنے کی وجہ سے ناخن

---

[1] كتاب الطهارة، مطلب في فاقد الطهورين، ۱/ ۲۵۳، ط: سعيد.

[2] كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثالث في المتفرقات، ۱/ ۵۳۱، ط: رشيدية.

[3] كتاب الطهارة، باب التيمم، ۱/ ۲۴۶، ط: رشيدية.

میں مٹی یا کوئی اور چیز جم جاتی ہے، تو کیا اس صورت میں غسل اور وضوء ہو جاتا ہے کہ نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ ہر وہ چیز جو پانی کو جلد تک پہنچنے سے روکے وضو اور غسل واجب میں اسے ہٹانا ضروری ہے، لہٰذا مذکورہ اشیاء اگر پانی کے جلد تک پہنچنے سے مانع ہوں تو ان چیزوں کو ہٹائے بغیر وضو اور غسل واجب درست نہیں ہوگا۔

کما في الهندية:

وَفِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ سُئِلَ أَبُو الْقَاسِمِ عَنْ وَافِرِ الظُّفُرِ الَّذِي يَبْقَى فِي أَظْفَارِهِ الدَّرَنُ أَوْ الَّذِي يَعْمَلُ عَمَلَ الطِّينِ أَوْ الْمَرْأَةِ الَّتِي صَبَغَتْ أُصْبُعَهَا بِالْحِنَّاءِ، أَوْ الصَّرَّامِ، أَوْ الصَّبَّاغِ قَالَ كُلُّ ذَلِكَ سَوَاءٌ يُجْزِيهِمْ وُضُوءُهُمْ.[۱]

وأيضا فيه:

إنْ بَقِيَ مِنْ مَوْضِعِ الْوُضُوءِ قَدْرُ رَأْسِ إبْرَةٍ أَوْ لَزِقَ بِأَصْلِ ظُفْرِهِ طِينٌ يَابِسٌ أَوْ رَطْبٌ لَمْ يَجُزْ.[۲]

وكذا في الدر المختار:

وَلَا يَمْنَعُ مَا عَلَى ظُفْرِ صَبَّاغٍ وَلَا طَعَامٌ بَيْنَ أَسْنَانِهِ أَوْ فِي سِنِّهِ الْمُجَوَّفِ بِهِ يُفْتَى. وَقِيلَ إنْ صُلْبًا مَنَعَ، وَهُوَ الْأَصَحُّ. وفي رد المحتار: أَيْ إنْ كَانَ مَمْضُوغًا مَضْغًا مُتَأَكِّدًا، بِحَيْثُ تَدَاخَلَتْ أَجْزَاؤُهُ وَصَارَ لَهُ لُزُوجَةٌ وَعِلَاكَةٌ كَالْعَجِينِ شَرْحُ الْمُنْيَةِ. (قَوْلُهُ: وَهُوَ الْأَصَحُّ) صَرَّحَ بِهِ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ وَقَالَ لِامْتِنَاعِ نُفُوذِ الْمَاءِ مَعَ عَدَمِ الضَّرُورَةِ وَالْحَرَجِ.[۳]

سر پر بال نہ ہونے کی صورت میں چہرے کی حد

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ وضوء میں چہرہ دھونے کی مقدار سر کے بالوں سے لے کر تھوڑی کے نیچے تک ہے، اور ایک کان سے دوسرے کان تک، بعض لوگوں کے سر کے بال آدھے نہیں ہوتے اور بعض بالکل گنجے ہوتے ہیں تو ان کے لئے کیا حکم ہے؟ اور کہاں سے کہاں تک دھونا ضروری ہے؟

جواب: چہرے کی حد پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک ہے، اگر کسی شخص کے آدھے سر تک بال نہ ہوں تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ جہاں سے عام طور پر سر کے بال اُگتے ہیں وہاں سے ٹھوڑی کے نیچے تک چہرے کی حد ہے۔ لہٰذا ایسے لوگ دوسروں کی طرح پیشانی کے آخری حصے تک دھوئیں گے۔

====================

[۱] كتاب الطهارة، فرائض الوضوء، ۱/ ٤، ط: رشيدية.

[۲] كتاب الطهارة، فرائض الوضوء، ۱/ ٤، ط: رشيدية.

[۳] كتاب الطهارة، مطلب في في أبحاث الغسل، ۱/ ۱٥٤، ط: سعيد.

كما في الدر المختار:

(مِنْ مَبْدَإِ سَطْحِ جَبْهَتِهِ) أَيْ الْمُتَوَضِّئِ بِقَرِينَةِ الْمَقَامِ (إِلَى أَسْفَلِ ذَقَنِهِ) أَيْ مَنْبَتِ أَسْنَانِهِ السُّفْلَى (طُولًا) كَانَ عَلَيْهِ شَعْرٌ أَوْ لَا، عَدَلَ عَنْ قَوْلِهِمْ مِنْ قُصَاصِ شَعْرِهِ الْجَارِي عَلَى الْغَالِبِ إِلَى الْمُطَّرِدِ لِيَعُمَّ الْأَغَمَّ وَالْأَصْلَعَ وَالْأَنْزَعَ (وَمَا بَيْنَ شَحْمَتَيْ الْأُذُنَيْنِ عَرْضًا). (۱)

وكذا في بدائع الصنائع:

وَلَمْ يَذْكُرْ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ حَدَّ الْوَجْهِ، وَذَكَرَ فِي غَيْرِ رِوَايَةِ الْأُصُولِ أَنَّهُ مِنْ قِصَاصِ الشَّعْرِ إِلَى أَسْفَلِ الذَّقَنِ، وَإِلَى شَحْمَتَيْ الْأُذُنَيْنِ، وَهَذَا تَحْدِيدٌ صَحِيحٌ؛ لِأَنَّهُ تَحْدِيدُ الشَّيْءِ بِمَا يُنْبِئُ عَنْهُ اللَّفْظُ لُغَةً؛ لِأَنَّ الْوَجْهَ اسْمٌ لِمَا يُوَاجِهُ الْإِنْسَانَ، أَوْ مَا يُوَاجَهُ إِلَيْهِ فِي الْعَادَةِ، وَالْمُوَاجَهَةُ تَقَعُ بِهَذَا الْمَحْدُودِ، فَوَجَبَ غَسْلُهُ قَبْلَ نَبَاتِ الشَّعْرِ، فَإِذَا نَبَتَ الشَّعْرُ يَسْقُطُ غَسْلُ مَا تَحْتَهُ عِنْدَ عَامَّةِ الْعُلَمَاءِ. (۲)

وكذا في الهندية:

فِي الْمُغْنِي الْوَجْهُ مِنْ مَنَابِتِ شَعْرِ الرَّأْسِ إِلَى مَا انْحَدَرَ مِنْ اللَّحْيَيْنِ وَالذَّقَنِ إِلَى أُصُولِ الْأُذُنَيْنِ. كَذَا فِي الْعَيْنِيِّ شَرْحِ الْهِدَايَةِ. إِنْ زَالَ شَعْرُ مُقَدَّمِ الرَّأْسِ بِالصَّلَعِ الْأَصَحُّ أَنَّهُ لَا يَجِبُ إِيصَالُ الْمَاءِ إِلَيْهِ. كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ وَهُوَ الصَّحِيحُ هَكَذَا فِي الزَّاهِدِيِّ. وَالْأَقْرَعُ الَّذِي يَنْزِلُ شَعْرُهُ إِلَى الْوَجْهِ يَجِبُ عَلَيْهِ غَسْلُ الشَّعْرِ الَّذِي يَنْزِلُ عَنْ الْحَدِّ الْغَالِبِ. كَذَا فِي الْعَيْنِيِّ شَرْحِ الْهِدَايَةِ. (۳)

جڑ سے اکھڑے ہوئے ناخن کی جگہ پانی پہنچانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی شخص کا ناخن جڑ سے اکھڑ جائے تو اس ناخن والی جگہ پر پانی کا پہنچانا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں وضو اور غسل کرتے وقت مذکورہ ناخن والی جگہ پر پانی پہنچانا شرعاً ضروری ہے۔

كما في البحر الرائق:

وَلَوْ لُصِقَ بِأَصْلِ ظُفْرِهِ طِينٌ يَابِسٌ وَبَقِيَ قَدْرُ رَأْسِ إِبْرَةٍ مِنْ مَوْضِعِ الْغَسْلِ لَمْ يَجُزْ. (٤)

==================

(۱) كتاب الطهارة، أركان الوضوء، ۱/ ۹٦، ط: سعيد.

(۲) كتاب الطهارة، أركان الوضوء، ۱/ ٦٦، ط: رشيدية.

(۳) كتاب الطهارة، الفصل الأول في فرائض الوضوء، ۱/ ٤، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، ۱/ ۲۹، ط: رشيدية.

وكذا في الهندية:

فِي فَتَاوَى مَا وَرَاءَ النَّهْرِ إنْ بَقِيَ مِنْ مَوْضِعِ الْوُضُوءِ قَدْرُ رَأْسِ إبْرَةٍ أَوْ لَزِقَ بِأَصْلِ ظُفْرِهِ طِينٌ يَابِسٌ أَوْ رَطْبٌ لَمْ يَجُزْ... وَمَا تَحْتَ الْأَظَافِيرِ مِنْ أَعْضَاءِ الْوُضُوءِ حَتَّى لَوْ كَانَ فِيهِ عَجِينٌ يَجِبُ إيصَالُ الْمَاءِ إلَى مَا تَحْتَهُ. كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ وَأَكْثَرِ الْمُعْتَبَرَاتِ.(١)

وكذا في الفتاوی التاتارخانية:

وهل يجب إيصال الماء إلى ما تحت الأظافير؟ قال الفقيه أبو بكر: يجب إيصال الماء إلى ما تحته حتى أن الخباز إذا توضأ وفي أظفاره عجين او الطيان إذا توضأ وفي أظفاره طين، يجب إيصال الماء إلى ما تحته.(٢)

دورانِ وضو مسح بھول جائے تو وضو کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ دوران وضواگر سر کا مسح کرنا بھول جائے توبعد میں یاد آنے پر دوبارہ وضو کرے گایاصرف مسح کرے گا؟

جواب: دوران وضو سر کا مسح بھول جانے کی صورت میں بعد میں یاد آنے پر صرف مسح کر لینا کافی ہے، پورا وضو لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

كذا في مصنف ابن أبي شيبة:

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: «إِذَا نَسِيَ أَنْ يَمْسَحَ رَأْسَهُ وَفِي لِحْيَتِهِ بَلَلٌ فَذَكَرَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ، فَإِنْ كَانَ فِي لِحْيَتِهِ بَلَلٌ فَلْيَمْسَحْ رَأْسَهُ.(٣)

وكذا في إعلاء السنن:

أنه صلى الله عليه وسلم نسي مسح رأسه ثم تذكر فمسحها ولم يعد غسل رجليه.(٤)

وكذا في خلاصة الفتاوى:

ولو توضأ ونسي مسح خفيه ثم خاض الماء فأصاب ظاهر خفيه وباطنهما يجزيه من المسح ولو مشى في

(١) كتاب الطهارة، الباب الأول، الفصل الأول في فرائض الوضوء، ١/ ٤، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، الوضوء، ١/ ٩٠، ط: إدارة القرآن والعلوم الإسلامية.

(٣) كتاب الطهارة، إذا نسي أن يمسح برأسه إلخ، ١/ ٣٠٨، ط: إدارة القرآن والعلوم.

(٤) كتاب الطهارة، باب عدم وجوب الترتيب في الوضوء، ١/ ١١٣، ط: إدارة القرآن والعلوم الإسلامية.

الحشيش فابتل ظاهر الخف بالماء أو بالمطر يجوز. [١]

وكذا في جواهر الإكليل:

ومن ترك فرضا من وضوئه أو غسله غير النية أو لمعة يقينا أو ظنا أو شكا وكان غير مستنكح، وصلى بوضوئه أو غسله الناقص فرضا ثم تذكره (أتى به) أي الفرض المتروك فورا وجوبا بنية تكميل وضوئه أو غسله. [٢]

وكذا في مجمع الأنهر:

ولما روي أنه عليه الصلاة والسلام: نسي مسح رأسه فتذكره بعد فراغه فمسحه ببلل كفه. [٣]

وكذا في التاتارخانية:

وإذا نسي المتوضئ مسح الرأس فأصابه ماء المطر مقدار ثلاث أصابع فمسحه بيده أو لم يمسحه أجزأه عن مسح الرأس. [٤]

میک اپ پر وضو کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت نے اگر میک اپ کر لیا تو وضو کرتے ہوئے میک اپ کو بالکل اتارنا ضروری ہے یا صرف پانی بہا دینا کافی ہے؟

جواب: مذکورہ بالا صورت میں اگر میک اپ کی لیپ جلد تک پانی کے پہنچنے میں رکاوٹ ہے یعنی واٹر پروف میک اپ ہے تو اس کو اتارنا ضروری ہے ورنہ نہیں۔

کما في الدر المختار:

وَلَا يَمْنَعُ مَا عَلَى ظُفُرِ صَبَّاغٍ وَلَا طَعَامٌ بَيْنَ أَسْنَانِهِ أَوْ فِي سِنِّهِ الْمُجَوَّفِ بِهِ يُفْتَى. وَقِيلَ إنْ صُلْبًا مَنَعَ، وَهُوَ الْأَصَحُّ. [٥]

====================

[١] كتاب الطهارة، مسائل مسح الخفين، ١/ ٢٨، ط: رشيدية.

[٢] جواهر الإكليل: ١/ ١٦، دار المعرفة بيروت بحوالة فتاوى محمودية: ٥/ ٤٤، ط: ادارة الفاروق.

[٣] كتاب الطهارة، ١/ ٢٨، ط: الحبيبية.

[٤] كتاب الطهارة، الوضوء، ١/ ٩٢، ط: إدارة القرآن والعلوم.

[٥] كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل، ١/ ١٥٤، ط: سعيد.

کذا في الشامية:

قوله: وهو الأصح، صرح به في شرح المنية وقال لامتناع نفوذ الماء مع عدم الضرورة والحرج.[١]

کذا في الهندية:

وَالْخِضَابُ إِذَا تَجَسَّدَ وَيَبِسَ يَمْنَعُ تَمَامَ الْوُضُوءِ وَالْغُسْلِ. كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ نَاقِلًا عَنْ الْوَجِيزِ.[٢]

وكذا في الخانية على هامش الهندية:

ولو كان على يديه خبز ممضوغ قد جف ويبس واغتسل لا يخرج عن الجنابة حتى يدلك ذلك الموضع ويجري الماء تحته لأنه لا حرج فيه.[٣]

وكذا في التتارخانية:

ولو كان جلد سمك أو خبز ممضوغ قد جف فتوضأ ولم يصل الماء إلى ما تحته لم يجز لأن التحرز عنه ممكن.[٤]

وكذا في خير الفتاوى:[٥]

جسم پر تیل لگا ہوا ہو تو وضو اور غسل کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جسم میں تیل وغیرہ لگا یا جائے تو طہارت کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: تیل چونکہ جسم تک پانی پہنچنے میں مانع نہیں ہے اس لئے اگر اعضاء پر تیل لگا ہو تب بھی وضو اور غسل درست ہوگا۔

کما في الدر المختار:

وَيَجِبُ أَيْ يُفْرَضُ غَسْلُ كُلِّ مَا يُمْكِنُ مِنْ الْبَدَنِ بِلَا حَرَجٍ مَرَّةً كَأُذُنٍ... وَلَا يَمْنَعُ الطَّهَارَةَ وَنِيمٌ أَيْ خُرْءُ ذُبَابٍ وَبُرْغُوثٍ لَمْ يَصِلْ الْمَاءُ تَحْتَهُ وَحِنَّاءٌ وَلَوْ جُرْمُهُ بِهِ يُفْتَى وَدَرَنٌ وَوَسَخٌ، عَطْفُ تَفْسِيرٍ، وَكَذَا دُهْنٌ وَدُسُومَةٌ وَتُرَابٌ وَطِينٌ وَلَوْ فِي ظُفُرٍ مُطْلَقًا أَيْ قَرَوِيًّا أَوْ مَدَنِيًّا فِي الْأَصَحِّ بِخِلَافِ نَحْوِ عَجِينٍ. وَلَا يَمْنَعُ مَا عَلَى ظُفُرِ

---

[١] كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل، ١/ ١٥٤، ط: سعيد.

[٢] كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، ١/ ٤، ط: رشيدية.

[٣] كتاب الطهارة، باب الوضوء والغسل، ١/ ٣٤، ط: رشيدية.

[٤] كتاب الطهارة، الوضوء، ١/ ٩٦، ط: إدارة القرآن.

[٥] كتاب الطهارة، ما يتعلق بالوضوء والغسل، ١/ ٤٨، ط: امداديه.

صَبَّاغٍ وَلَا طَعَامٌ بَيْنَ أَسْنَانِهِ أَوْ فِي سِنِّهِ الْمُجَوَّفِ بِهِ يُفْتَى. وَقِيلَ إِنْ صُلْبًا مَنَعَ، وَهُوَ الْأَصَحُّ. (۱)

وكذا في الفتاوى الهندية:

وَفِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ سُئِلَ أَبُو الْقَاسِمِ عَنْ وَافِرِ الظُّفُرِ الَّذِي يَبْقَى فِي أَظْفَارِهِ الدَّرَنُ أَوْ الَّذِي يَعْمَلُ عَمَلَ الطِّينِ أَوْ الْمَرْأَةِ الَّتِي صَبَغَتْ أُصْبُعَهَا بِالْحِنَّاءِ، أَوْ الصَّرَّامِ، أَوْ الصَّبَّاغِ قَالَ كُلُّ ذَلِكَ سَوَاءٌ يُجْزِيهِمْ وُضُوءُهُمْ إِذْ لَا يُسْتَطَاعُ الِامْتِنَاعُ عَنْهُ إِلَّا بِحَرَجٍ وَالْفَتْوَى عَلَى الْجَوَازِ مِنْ غَيْرِ فَصْلٍ بَيْنَ الْمَدَنِيِّ وَالْقَرَوِيِّ. (۲)

وضو کرتے وقت مصنوعی دانت نکالنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں کہ علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی شخص نے مصنوعی دانت لگائے ہوئے ہوں تو کیا وضو کرتے وقت ان دانتوں کو نکالنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: مذکورہ شخص کے لئے وضو کرتے وقت مصنوعی دانتوں کو نکالنا شرعاً ضروری نہیں ہے، ان کے ساتھ بھی وضو درست ہو جاتا ہے، کیونکہ وضو میں کلی کرنا سنت ہے، فرض نہیں، تاہم اگر نکالنے میں آسانی ہو تو نکالنا بہتر ہے۔

کما في الهندية:

الْفَصْلُ الثَّانِي فِي سُنَنِ الْوُضُوءِ... وَمِنْهَا الْمَضْمَضَةُ وَالِاسْتِنْشَاقُ، وَالسُّنَّةُ أَنْ يَتَمَضْمَضَ ثَلَاثًا أَوَّلًا ثُمَّ يَسْتَنْشِقَ ثَلَاثًا. (۳)

وكذا في البدائع:

وَلَنَاأَنَّ الْوَاجِبَ فِي بَابِ الْوُضُوءِ غَسْلُ الْأَعْضَاءِ الثَّلَاثَةِ، وَمَسْحُ الرَّأْسِ، وَدَاخِلُ الْأَنْفِ، وَالْفَمِ لَيْسَ مِنْ جُمْلَتِهَا. (٤)

وكذا في البحر الرائق:

غَسَلَ يَدَيْهِ إِلَى رُسْغَيْهِ ابْتِدَاء كَالتَّسْمِيَةِ والسواك وغسل فمه وأنفه. (٥)

---

(۱) كتاب الطهارة، مطلب: في أبحاث الغسل، ۱/ ۱۵۲، ۱۵٤، ط: سعيد.

(۲) كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الأول في فرائض الوضوء، ۱/ ٤، ط: رشيدية.

(۳) كتاب الطهارة، الفصل الثاني في سنن الوضوء، ۱/ ٦، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، سنن الوضوء، ۱/ ۱۱۰، ط: رشيدية.

(٥) كتاب الطهارة، ۱/ ۹۳، ط: رشيدية.

رنگ ساز کے لئے وضو اور غسل کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں رنگ سازی کا کام کرتا ہوں، بعض اوقات میرے جسم پر رنگ لگ جاتا ہے، جب نماز کا وقت ہو جاتا ہے تو میں وضو اور غسل کرتا ہوں اور نہایت اچھے طریقے سے صفائی کے باوجود بھی وضو اور غسل کے دوران جسم پر رنگ کے دھبے رہ جاتے ہیں، تو کیا اس صورت میں وضو اور غسل ہو جائے گا یا نہیں؟ اور اس مسئلہ میں ابتلاء عام ہے، تحقیق فرما کر وضاحت فرمائیں۔

جواب: صورت مذکورہ میں اگر رنگ ایسا ہو جو پانی کے جسم تک پہنچنے میں رکاوٹ نہ بنتا ہو ایسا رنگ جسم کے کسی بھی حصے میں لگا ہوا ہو تو وضو اور غسل درست ہو جائے گا، اور اگر رنگ ایسا ہے کہ اعضاء وضوء یا جسم پر اس کی تہہ جم جاتی ہے اور اس کی وجہ سے پانی جلد تک نہیں پہنچ پاتا تو ایسی صورت میں وضو اور غسل کے صحیح ہونے کے لئے اس رنگ کا جسم سے صاف کرنا ہر حال میں ضروری ہے، اور اگر خوب اچھی طرح صفائی کے باوجود بھی جسم پر رنگ کی تہہ برقرار ہو اور اس کو دور کرنا انتہائی مشقت اور تکلیف سے خالی نہ ہو تو پھر ایسی صورت میں اس رنگ کے ہوتے ہوئے بھی وضو اور غسل درست ہو جائے گا۔

كما في الهندية:

وَفِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ سُئِلَ أَبُو الْقَاسِمِ عَنْ وَافِرِ الظُّفُرِ الَّذِي يَبْقَى فِي أَظْفَارِهِ الدَّرَنُ أَوْ الَّذِي يَعْمَلُ عَمَلَ الطِّينِ أَوْ الْمَرْأَةِ الَّتِي صَبَغَتْ أُصْبُعَهَا بِالْحِنَّاءِ، أَوْ الصَّرَّامِ، أَوْ الصَّبَّاغِ قَالَ كُلُّ ذَلِكَ سَوَاءٌ يُجْزِيهِمْ وُضُوءُهُمْ إذْ لَا يُسْتَطَاعُ الِامْتِنَاعُ عَنْهُ إلَّا بِحَرَجٍ وَالْفَتْوَى عَلَى الْجَوَازِ. (۱)

وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر:

ولا يمنع ما على ظفر صباغ للضرورة قال في المضمرات وعليه الفتوى. (۲)

وكذا في الدر المختار:

وَلَا يَمْنَعُ الطَّهَارَةَ وَنِيمٌ أَيْ خُرْءُ ذُبَابٍ وَبُرْغُوثٍ لَمْ يَصِلْ الْمَاءُ تَحْتَهُ، وَحِنَّاءٌ وَلَوْ جُرْمُهُ، بِهِ يُفْتَى. وَدَرَنٌ وَوَسَخٌ... وَكَذَا دُهْنٌ وَدُسُومَةٌ وَتُرَابٌ وَطِينٌ وَلَوْ فِي ظُفْرٍ مُطْلَقًا... وَلَا يَمْنَعُ مَا عَلَى ظُفْرِ صَبَّاغٍ... به يفتى. (۳)

---

(۱) كتاب الطهارة، الفصل الأول في فرائض الوضوء، ۱/ ٤، ط: رشيدية.

(۲) كتاب الطهارة، ۱/ ۸۸، ط: رشيدية.

(۳) كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل، ۱/ ۱٥٤، ط: سعيد.

غسلِ جنابت سے پہلے وضو کرنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا جنابت کے غسل میں وضو کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: غسل سے پہلے وضو کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ سنت ہے البتہ غسل جنابت سے پہلے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا ضروری ہے ورنہ غسل کی فرضیت ادا نہیں ہوگی۔

كذا في جامع الترمذي:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَغْتَسِلَ مِنَ الجَنَابَةِ: بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهُمَا الإِنَاءَ، ثُمَّ يغسل فَرْجَهُ، وَيَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يُشَرِّبُ شَعْرَهُ المَاءَ، ثُمَّ يَحْثِي عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ.[1]

وكذا في الصحيح للبخاري:

عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صلّى الله عليه وسلم أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الجَنَابَةِ، بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي المَاءِ، فَيُخَلِّلُ بِهَا أُصُولَ الشَّعرِ، ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ غُرَفٍ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ يُفِيضُ المَاءَ عَلَى جِلْدِهِ كُلِّهِ، رواه البخاري.[2]

وكذا في البحر الرائق:

وَاتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى عَدَمِ وُجُوبِ الْوُضُوءِ فِي الْغُسْلِ إلَّا دَاوُد الظَّاهِرِيَّ فَقَالَ بِالْوُجُوبِ فِي غُسْلِ الْجَنَابَةِ، وَإِذَا تَوَضَّأَ أَوَّلًا لَا يَأْتِي بِهِ ثَانِيًا بَعْدَ الْغُسْلِ فَقَدْ اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّهُ لَا يُسْتَحَبُّ وُضُوءَانِ.[3]

وكذا في الهندية:

وَهِيَ أَنْ يَغْسِلَ يَدَيْهِ إلَى الرُّسْغِ ثَلَاثًا ثُمَّ فَرْجَهُ وَيُزِيلَ النَّجَاسَةَ إنْ كَانَتْ عَلَى بَدَنِهِ ثُمَّ يَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ إلَّا رِجْلَيْهِ هَكَذَا فِي الْمُلْتَقَطِ. وَتَقْدِيمُ غَسْلِ الْفَرْجِ فِي الْغُسْلِ سُنَّةٌ سَوَاءٌ كَانَ فِيهِ نَجَاسَةٌ أَمْ لَا كَتَقْدِيمِ الْوُضُوءِ عَلَى غَسْلِ بَاقِي الْبَدَنِ سَوَاءٌ كَانَ هُنَاكَ حَدَثٌ أَوْ لَا. كَذَا فِي الشُّمُنِّيِّ.[4]

====================

[1] أبواب الطهارة، باب ما جاء أن الغسل من الجنابة، ١/ ٢٩، ط: سعيد.

[2] كتاب الغسل، باب الوضوء قبل الغسل، ١/ ٩٣، ط: قديمي.

[3] كتاب الطهارة، الفصل في سنن الغسل، ١/ ٩٤، ط: رشيدية.

[4] كتاب الطهارة، الفصل في سنن الغسل، ١/ ١٤، ط: رشيدية.

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: وَسُنَنُهُ) أَفَادَ أَنَّهُ لَا وَاجِبَ لَهُ ط. وَأَمَّا الْمَضْمَضَةُ وَالِاسْتِنْشَاقُ فَهُمَا بِمَعْنَى الْفَرْضِ؛ لِأَنَّهُ يَفُوتُ الْجَوَازُ بِفَوْتِهِمَا، فَالْمُرَادُ بِالْوَاجِبِ أَدْنَى نَوْعَيْهِ كَمَا قَدَّمْنَاهُ فِي الْوُضُوءِ. (قَوْلُهُ: كَسُنَنِ الْوُضُوءِ) أَيْ مِنْ الْبُدَاءَةِ بِالنِّيَّةِ وَالتَّسْمِيَةِ وَالسِّوَاكِ وَالتَّخْلِيلِ وَالدَّلْكِ وَالْوَلَاءِ إلَخْ وَأُخِذَ ذَلِكَ فِي الْبَحْرِ مِنْ قَوْلِهِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ إلخ. (١)

وضو میں ناخن کے نیچے پانی پہنچانا

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ناخن اگر بڑے ہو جائیں تو وضو میں خشک رہنے کا اندیشہ ہوتا ہے، تو ناخن کے نیچے پانی پہنچانا لازم ہے یا نہیں ؟ اگر لازم ہے تو کس حد تک لازم ہے ؟ اس لئے کہ بعض دفعہ آدمی ایسی حالت میں ہوتا ہے کہ وہ ناخن نہیں کاٹ سکتا۔

جواب: واضح رہے کہ اگر ناخن بڑھ بھی جائیں تو ان کے اندر کا میل چونکہ عام طور پر پانی کے پہنچنے سے مانع نہیں ہوتا، اس لئے اس کے ساتھ وضو اور غسل درست ہے، البتہ اگر ناخن زیادہ لمبے ہوں اور ان میں جمی ہوئی میل کی وجہ سے پانی نیچے تک نہ پہنچتا ہو تو پھر وضو درست نہیں ہوگا، پانی نیچے تک پہنچانا بہر حال ضروری ہے، بڑے بڑے ناخن رکھنا شرعاً خلاف سنت ہے، اور ہفتہ میں ایک بار ناخن کاٹنا مستحب ہے۔

كما في صحيح مسلم:

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ وَقَصُّ الْأَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ إلخ. (٢)

وكذا في فتاوى الهندية:

ذَكَرَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ الزَّاهِدُ أَبُو نَصْرٍ الصَّفَّارُ فِي شَرْحِهِ أَنَّ الظُّفُرَ إذَا كَانَ طَوِيلًا بِحَيْثُ يَسْتُرُ رَأْسَ الْأُنْمُلَةِ يَجِبُ إيصَالُ الْمَاءِ إلَى مَا تَحْتَهُ وَإِنْ كَانَ قَصِيرًا لَا يَجِبُ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ... وَلَوْ طَالَتْ أَظْفَارُهُ حَتَّى خَرَجَتْ عَنْ رُءُوسِ الْأَصَابِعِ وَجَبَ غَسْلُهَا قَوْلًا وَاحِدًا. كَذَا فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ.

وَفِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ سُئِلَ أَبُو الْقَاسِمِ عَنْ وَافِرِ الظُّفُرِ الَّذِي يَبْقَى فِي أَظْفَارِهِ الدَّرَنُ أَوْ الَّذِي يَعْمَلُ عَمَلَ الطِّينِ أَوْ الْمَرْأَةِ الَّتِي صَبَغَتْ أُصْبُعَهَا بِالْحِنَّاءِ، أَوْ الصَّرَّامِ، أَوْ الصَّبَّاغِ قَالَ كُلُّ ذَلِكَ سَوَاءٌ يُجْزِيهِمْ وُضُوءُهُمْ إذْ لَا

---

(١) كتاب الطهارة، مطلب: سنن الغسل، ١/ ٣١٩، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، ط: قديمي.

يُسْتَطَاعُ الِامْتِنَاعُ عَنْهُ إِلَّا بِحَرَجٍ وَالْفَتْوَى عَلَى الْجَوَازِ. (۱)

وکذا فی فتح القدیر:

وَفِي الْجَامِعِ الْأَصْغَرِ: إِنْ كَانَ وَافِرَ الْأَظْفَارِ وَفِيهَا دَرَنٌ أَوْ طِينٌ أَوْ عَجِينٌ أَوْ الْمَرْأَةُ تَضَعُ الْحِنَّاءَ جَازَ فِي الْقَرَوِيِّ وَالْمَدَنِيِّ. قَالَ الدَّبُوسِيُّ: هَذَا صَحِيحٌ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى. وَقَالَ الْإِسْكَافُ: يَجِبُ إِيصَالُ الْمَاءِ إِلَى مَا تَحْتَهُ إِلَّا الدَّرَنَ لِتَوَلُّدِهِ مِنْهُ. وَقَالَ الصَّفَّارُ فِيهِ: يَجِبُ الْإِيصَالُ إِلَى مَا تَحْتَهُ إِنْ طَالَ الظُّفْرُ، وَهَذَا حَسَنٌ؛ لِأَنَّ الْغُسْلَ وَإِنْ كَانَ مَقْصُورًا عَلَى الظَّوَاهِرِ لَكِنْ إِذَا طَالَ الظُّفْرُ يَصِيرُ بِمَنْزِلَةِ عَرُوضِ الْحَائِلِ كَقَطْرَةِ شَمْعَةٍ وَنَحْوِهِ؛ لِأَنَّهُ عَارِضٌ. وَفِي النَّوَازِلِ: يَجِبُ فِي الْمِصْرِيِّ لَا الْقَرَوِيِّ؛ لِأَنَّ دُسُومَةَ أَظْفَارِ الْمِصْرِيِّ مَانِعَةٌ وُصُولَ الْمَاءِ بِخِلَافِ الْقَرَوِيِّ، وَلَوْ لَزِقَ بِأَصْلِ ظُفْرِهِ طِينٌ يَابِسٌ وَنَحْوُهُ أَوْ بَقِيَ قَدْرُ رَأْسِ الْإِبْرَةِ مِنْ مَوْضِعِ الْغَسْلِ لَمْ يَجُزْ. (۲)

وکذا فی خلاصة الفتاوی:

وما تحت الأظافير الوضوء من أعضاء حتى لو كان فيه عجين يجب إيصال الماء إلى ما تحته وفي الوسخ لا وكذا الطين القروي ولمصري سواء ولو كان الظفر طويل بحيث يستر رأس الأنملة يجب إيصال الماء إلى ما تحته وإن كان قصيرا لا يجب. (۳)

وکذا فی رد المحتار:

وَلَوْ فِي أَظْفَارِهِ طِينٌ أَوْ عَجِينٌ فَالْفَتْوَى عَلَى أَنَّهُ مُغْتَفَرٌ قَرَوِيًّا كَانَ أَوْ مَدَنِيًّا. اهـ. نَعَمْ ذَكَرَ الْخِلَافَ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ فِي الْعَجِينِ وَاسْتَظْهَرَ الْمَنْعَ؛ لِأَنَّ فِيهِ لُزُوجَةً وَصَلَابَةً تَمْنَعُ نُفُوذَ الْمَاءِ. (٤)

وکذا فی الهندیة:

الْأَفْضَلُ أَنْ يُقَلِّمَ أَظْفَارَهُ وَيُحْفِيَ شَارِبَهُ وَيَحْلِقَ عَانَتَهُ وَيُنَظِّفَ بَدَنَهُ بِالِاغْتِسَالِ فِي كُلِّ أُسْبُوعٍ مَرَّةً فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَفِي كُلِّ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا وَلَا يُعْذَرُ فِي تَرْكِهِ وَرَاءَ الْأَرْبَعِينَ فَالْأُسْبُوعُ هُوَ الْأَفْضَلُ وَالْخَمْسَةَ عَشَرَ الْأَوْسَطُ وَالْأَرْبَعُونَ الْأَبْعَدُ وَلَا عُذْرَ فِيمَا وَرَاءَ الْأَرْبَعِينَ وَيَسْتَحِقُّ الْوَعِيدَ كَذَا فِي الْقُنْيَةِ. (٥)

==================

(۱) کتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء وفيه خمسة فصول، ۱/ ٦، ط: قديمي.

(۲) کتاب الطهارة، ۱/ ۱۲، ط: دار الكتب العلمية.

(۳) کتاب الطهارة، الفصل الثالث في نواقض الوضوء، جنس آخر، ۱/ ۲۲، ط: رشيدية.

(٤) کتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل، ۱/ ۱٥٤، ط: سعيد.

(٥) کتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان والخصاء...، ٥/ ٤۳۷، ط: قديمي.

جسم پر میل جمی ہونے کی صورت میں وضو کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کپڑوں اور جسم کی میل پاک ہے یا ناپاک؟ نیز بعض دفعہ یہ میل اس حد تک ہوتی ہے جو وضو کے پانی کو جسم تک پہنچنے سے مانع ہوتی ہے تو آیا وضو ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب: جسم اور کپڑوں کی میل پاک ہے، اور یہ عموماً وضو میں پانی کے جسم تک پہنچنے سے مانع نہیں ہوتی، اگر کسی کے جسم پر میل اتنی زیادہ مقدار میں ہو کہ اس کی تہہ جم کر پانی کو جلد تک پہنچنے سے مانع ہو تو پھر اس کا ہٹانا اور جلد تک پانی پہنچانا ضروری ہے۔

کما في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَلَا يَمْنَعُ) الطَّهَارَةَ (وَنِيمٌ) أَيْ خُرْءُ ذُبَابٍ وَبُرْغُوثٍ لَمْ يَصِلْ الْمَاءُ تَحْتَهُ (وَحِنَّاءٌ) وَلَوْ جُرْمُهُ بِهِ يُفْتَى (وَدَرَنٌ وَوَسَخٌ) عَطْفُ تَفْسِيرٍ وَكَذَا دُهْنٌ وَدُسُومَةٌ (وَتُرَابٌ) وَطِينٌ وَلَوْ (فِي ظُفْرٍ مُطْلَقًا) أَيْ قَرَوِيًّا أَوْ مَدَنِيًّا فِي الْأَصَحِّ بِخِلَافِ نَحْوِ عَجِينٍ... (قَوْلُهُ: فِي الْأَصَحِّ) مُقَابَلَةُ قَوْلِ بَعْضِهِمْ يَجُوزُ لِلْقَرَوِيِّ؛ لِأَنَّ دَرَنَهُ مِنْ التُّرَابِ وَالطِّينِ فَيَنْفُذُهُ الْمَاءُ لَا لِلْمَدَنِيِّ؛ لِأَنَّهُ مِنْ الْوَدَكِ شَرْحُ الْمُنْيَةِ. (۱)

وکذا في الهندية:

وَالْوَسَخُ وَالدَّرَنُ لَا يَمْنَعُ وَالْقَرَوِيُّ وَالْمَدَنِيُّ سَوَاءٌ وَالتُّرَابُ وَالطِّينُ فِي الظُّفْرِ لَا يَمْنَعُ وَالصَّرَّامُ وَالصَّبَّاغُ مَا فِي ظُفْرِهِمَا يَمْنَعُ تَمَامَ الِاغْتِسَالِ. (۲)

وکذا في البحر الرائق:

وَكَذَا جِلْدُ السَّمَكِ وَالْوَسَخُ وَالدَّرَنُ لَا يَمْنَعُ وَالتُّرَابُ وَالطِّينُ فِي الظُّفْرِ لَا يَمْنَعُ؛ لِأَنَّ الْمَاءَ يَنْفُذُ فِيهِ. (۳)

دورانِ وضو دعائیں پڑھنا کیسا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ دورانِ وضو اعضاء دھوتے ہوئے دعا پڑھنا کیسا ہے شریعت سے ثابت ہے یا نہیں؟

جواب: کتب فقہ میں وضو کرتے وقت کی مختلف دعائیں مذکور ہیں لیکن صحیح حدیث سے ایک ہی دعا ثابت ہے "اللّٰهم اغفر لي ذنبي ووسع لي في داري وبارك لي في رزقي" اس دعا کے علاوہ باقی جتنی دعائیں ہیں وہ احادیث سے تو ثابت نہیں ہیں لیکن

==================

(۱) كتاب الطهارة، مطب في أبحاث الغسل، ۱/ ۱٥٤، ط: سعيد.

(۲) كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الأول، ۱/۱۳، ط: رشيدية.

(۳) كتاب الطهارة، ۱/ ۸۸، ط: رشيدية.

اسلافِ امت سے ثابت ہیں۔

كذا في سنن النسائي الكبرى:

قال أبو موسى: أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وتوضأ فسمعته يدعو يقول: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي، وَوَسِّعْ لِي فِي دَارِي، وَبَارِكْ لِي فِيمَا رِزْقِي، قال فقلت يا نبي الله لقد سمعتك تدعو بكذا وكذا قال وهل تركن من شيء. (١)

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: وَالدُّعَاءُ بِالْوَارِدِ) فَيَقُولُ بَعْدَ التَّسْمِيَةِ عِنْدَ الْمَضْمَضَةِ: اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِك وَشُكْرِك وَحُسْنِ عِبَادَتِك... وَثَمَّ رِوَايَاتٌ أُخَرُ ذَكَرَهَا فِي الْحِلْيَةِ وَغَيْرِهَا وَسَيَأْتِي أَنَّهُ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ غَسْلِ كُلِّ عُضْوٍ، فَصَارَ مَجْمُوعُ مَا يَذْكُرُ عِنْدَ كُلِّ عُضْوٍ التَّسْمِيَةُ وَالشَّهَادَةُ وَالدُّعَاءُ وَالصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكِنْ قَالَ صَاحِبُ الْهِدَايَةِ فِي مُخْتَارَاتِ النَّوَازِلِ: وَيُسَمِّي عِنْدَ غَسْلِ كُلِّ عُضْوٍ أَوْ يَدْعُو بِالدُّعَاءِ الْمَأْثُورِ فِيهِ أَوْ يَذْكُرُ كَلِمَةَ الشَّهَادَةِ أَوْ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى فِي الْجَمِيعِ بِأَوْ، وَلَكِنْ رَأَيْت فِي الْحِلْيَةِ عَنْ الْمُخْتَارَاتِ وَيَدْعُو بِالْوَاوِ وَبِأَوْ فِي الْبَوَاقِي... قَالَ مُحَقِّقُ الشَّافِعِيَّةِ الرَّمْلِيُّ: فَيُعْمَلُ بِهِ فِي فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ وَإِنْ أَنْكَرَهُ النَّوَوِيُّ... (فَائِدَةٌ) شَرْطُ الْعَمَلِ بِالْحَدِيثِ الضَّعِيفِ عَدَمُ شِدَّةِ ضَعْفِهِ، وَأَنْ يَدْخُلَ تَحْتَ أَصْلٍ عَامٍّ، وَأَنْ لَا يُعْتَقَدَ سُنِّيَّةُ ذَلِكَ الْحَدِيثِ. (٢)

وكذا في الهندية:

وَتَسْمِيَةِ اللَّهِ تَعَالَى عِنْدَ غَسْلِ كُلِّ عُضْوٍ وَلْيَقُلْ عِنْدَ الْمَضْمَضَةِ: اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِك وَشُكْرِك وَحُسْنِ عِبَادَتِك، وَعِنْدَ الِاسْتِنْشَاقِ: اللَّهُمَّ أَرِحْنِي رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَا تُرِحْنِي رَائِحَةَ النَّارِ، وَعِنْدَ غَسْلِ الْوَجْهِ: اللَّهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِي يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ وَعِنْدَ غَسْلِ يَدِهِ الْيُمْنَى اللَّهُمَّ أَعْطِنِي كِتَابِي بِيَمِينِي وَحَاسِبْنِي حِسَابًا يَسِيرًا... وَعِنْدَ غَسْلِ الْيُسْرَى: اللَّهُمَّ لَا تُعْطِنِي كِتَابِي بِشِمَالِي وَلَا مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي، وَعِنْدَ مَسْحِ رَأْسِهِ: اللَّهُمَّ أَظِلَّنِي تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِك يَوْمَ لَا ظِلَّ إلَّا ظِلُّ عَرْشِك، وَعِنْدَ مَسْحِ أُذُنَيْهِ: اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنْ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ، وَعِنْدَ مَسْحِ عُنُقِهِ: اللَّهُمَّ أَعْتِقْ رَقَبَتِي مِنْ النَّارِ، وَعِنْدَ غَسْلِ رِجْلِهِ الْيُمْنَى: اللَّهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِي عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزِلُّ الْأَقْدَامُ، وَعِنْدَ غَسْلِ رِجْلِهِ الْيُسْرَى: اللَّهُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِي

---

(١) كتاب الأذان، باب الصلاة بين الأذان والإقامة ما يقول إذا توضا، ٦/ ٢٤، ط: شعيب الأرنؤوط.

(٢) كتاب الطهارة، مطلب في مباحث الاستعانة في الوضوء، ١/ ١٢٨، ط: سعيد.

مَغْفُورًا وَسَعْيِي مَشْكُورًا وَتِجَارَتِي لَنْ تَبُورَ وَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ غَسْلِ كُلِّ عُضْوٍ وَلَا يُنْقِصُ مَاءَ وُضُوئِهِ عَنْ مُدٍّ. (١)

وكذا في المنار المنيف في الصحيح والضعيف:

أحاديث الذكر على أعضاء الوضوء كلها باطل ليس فيها شيئ يصح. (٢)

جس دانت کی بھرائی کی گئی ہو وضو اور غسل میں اس کا حکم

سوال: اگر کسی شخص نے دانتوں میں خالی ہونے کی وجہ سے فیلنگ کروائی ہو اور وضو اور غسل میں کلی کرتے وقت تو اس دانت میں پانی نہ پہنچے تو اس کا وضو اور غسل ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب: مذکورہ صورت میں وضو اور غسل دونوں درست ہو جائیں گے، دانتوں کی فیلنگ (بھرائی) کرانے سے طہارت حاصل کرنے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

کما في الشامية:

أَقُولُ: فِيهِ أَنَّ الْغُسْلَ فِي الِاصْطِلَاحِ غَسْلُ الْبَدَنِ، وَاسْمُ الْبَدَنِ يَقَعُ عَلَى الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ إلَّا مَا يَتَعَذَّرُ إيصَالُ الْمَاءِ إلَيْهِ أَوْ يَتَعَسَّرُ كَمَا فِي الْبَحْرِ. (٣)

وكذا في العالمگيرية:

وَلَوْ كَانَ سِنُّهُ مُجَوَّفًا فَبَقِيَ فِيهِ أَوْ بَيْنَ أَسْنَانِهِ طَعَامٌ أَوْ دَرَنٌ رَطْبٌ فِي أَنْفِهِ ثُمَّ غَسَلَهُ عَلَى الْأَصَحِّ. كَذَا فِي الزَّاهِدِيِّ. (٤)

وكذا في مجمع الأنهر:

الْغُسْلُ بِضَمِّ الْعَيْنِ اسْمٌ مِنْ الِاغْتِسَالِ، وَهُوَ تَمَامُ غَسْلِ الْجَسَدِ... وَرُكْنُهُ إسَالَةُ الْمَاءِ عَلَى جَمِيعِ مَا يُمْكِنُ إسَالَتُهُ عَلَيْهِ مِنْ غَيْرِ حَرَجٍ مَرَّةً وَاحِدَةً حَتَّى لَوْ بَقِيَتْ لُمْعَةٌ لَمْ يُصِبْهَا الْمَاءُ لَمْ يَتِمَّ الْغُسْلُ فَمَا فِي غُسْلِهِ حَرَجٌ كَدَاخِلِ الْعَيْنِ يَسْقُطُ. (٥)

---

(١) كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الثالث في المستحبات، ١/ ٩، ط: رشيدية.

(٢) ص١١٥، ط: نشر القرآن والحديث.

(٣) كتاب الطهارة، مطلب أبحاث الغسل، ١/ ١٥١، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الأول، ١/ ١٣، ط: رشيدية.

(٥) كتاب الطهارة، ١/ ٣٥، ط: الحبيبية.

ناخن پالش اور لبوں پر سرخی لگی ہو تو اس کا وضو اور غسل میں کیا حکم ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر ہاتھوں پر ناخن پالش اور لبوں پر سرخی لگی ہوئی ہو تو وضو اور غسل ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب: اگر ناخن پالش یا ہونٹوں پر لگی ہوئی سرخی ایسی ہے کہ اس کے لگانے سے تہہ جمتی ہو اور جسم پر پانی پہنچنے سے مانع ہو تو پھر ان کے ساتھ وضو اور غسل درست نہیں ہوگا، وضو اور غسل کے درست ہونے کے لئے ان کو ہٹانا ضروری ہے۔

كما في رد المحتار:

(قَوْلُهُ: وَكَذَا دُهْنٌ) أَيْ كَزَيْتٍ وَشَيْرَجٍ، بِخِلَافِ نَحْوِ شَحْمٍ وَسَمْنٍ جَامِدٍ. (قَوْلُهُ: وَدُسُومَةٌ) هِيَ أَثَرُ الدُّهْنِ. قَالَ فِي الشُّرُنْبُلَالِيَّةِ قَالَ الْمَقْدِسِيّ: وَفِي الْفَتَاوَى دَهَنَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَأَمَرَّ الْمَاءَ عَلَى رِجْلَيْهِ وَلَمْ يَقْبَلْ الْمَاءَ لِلدُّسُومَةِ جَازَ لِوُجُودِ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ. [۱]

وأيضا فيه:

وَلَا يَمْنَعُ مَا عَلَى ظُفْرِ صَبَّاغٍ وَلَا طَعَامٌ بَيْنَ أَسْنَانِهِ أَوْ فِي سِنِّهِ الْمُجَوَّفِ بِهِ يُفْتَى. وَقِيلَ إنْ صُلْبًا مَنَعَ، وَهُوَ الْأَصَحُّ. [۲]

وأيضا فيه:

(قَوْلُهُ: بِهِ يُفْتَى) صَرَّحَ بِهِ فِي الْخُلَاصَةِ وَقَالَ: لِأَنَّ الْمَاءَ شَيْءٌ لَطِيفٌ يَصِلُ تَحْتَهُ غَالِبًا اهـ وَيَرِدُ عَلَيْهِ مَا قَدَّمْنَاهُ آنِفًا وَمُفَادُهُ عَدَمُ الْجَوَازِ إذَا عُلِمَ أَنَّهُ لَمْ يَصِلْ الْمَاءُ تَحْتَهُ، قَالَ فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ أَثْبَتُ... (قَوْلُهُ: إنْ صُلْبًا) بِضَمِّ الصَّادِ الْمُهْمَلَةِ وَسُكُونِ اللَّامِ وَهُوَ الشَّدِيدُ حِلْيَةٌ: أَيْ إنْ كَانَ مَمْضُوغًا مَضْغًا مُتَأَكِّدًا، بِحَيْثُ تَدَاخَلَتْ أَجْزَاؤُهُ وَصَارَ لَهُ لُزُوجَةٌ وَعِلَاكَةٌ كَالْعَجِينِ شَرْحُ الْمُنْيَةِ... (قَوْلُهُ: وَهُوَ الْأَصَحُّ) صَرَّحَ بِهِ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ وَقَالَ لِامْتِنَاعِ نُفُوذِ الْمَاءِ مَعَ عَدَمِ الضَّرُورَةِ وَالْحَرَجِ. [۳]

وكذا في البحر الرائق:

وَإِذَا كَانَ فِي أَظْفَارِهِ دَرَنٌ أَوْ طِينٌ أَوْ عَجِينٌ أَوْ الْمَرْأَةُ تَضَعُ الْحِنَّاءَ جَازَ فِي الْقَرَوِيِّ وَالْمَدَنِيِّ، وَهُوَ صَحِيحٌ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى، وَلَوْ لَصِقَ بِأَصْلِ ظُفْرِهِ طِينٌ يَابِسٌ وَبَقِيَ قَدْرُ رَأْسِ إبْرَةٍ مِنْ مَوْضِعِ الْغَسْلِ لَمْ يَجُزْ. [٤]

---

[۱] كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل، ۱/ ۱٥٤، ط: سعيد.

[۲] كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل، ۱/ ۱٥٤، ط: سعيد.

[۳] كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل، ۱/ ۱٥٤، ط: سعيد.

[٤] كتاب الطهارة، ۱/ ۲۹، ط: رشيدية.

فِي الْأَوْسَطِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَوَضَّأَ بَعْدَ الْغُسْلِ فَلَيْسَ مِنَّا. (۱)

ایک عضو خشک ہونے کے بعد دوسرا عضو دھونے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے وضو کرنا شروع کیا پھر جب ایک ہاتھ دھو یا دوسرا ہاتھ دھونے لگا تو پانی ختم ہو گیا پھر بعد میں پانی آگیا، اور وہ ہاتھ جو دھولیا تھا وہ خشک ہو گیا، اب از سر نو دھویا جائے گا یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں اس شخص کے لئے از سر نو وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے، صرف بقیہ اعضاء کو دھونے سے وضو درست ہو جائے گا۔

کما في الدر المختار:

وَالوِلَاءُ بِكَسْرِ الْوَاوِ: غَسْلُ الْمُتَأَخِّرِ أَوْ مَسْحِهِ قَبْلَ جَفَافِ الْأَوَّلِ بِلَا عُذْرٍ حَتَّى لَوْ فَنِيَ مَاؤُهُ فَمَضَى لِطَلَبِهِ لَا بَأْسَ بِهِ. (۲)

وكذا في البحر الرائق:

وَالْوِلَاءُ بِكَسْرِ الْوَاوِ، وَهُوَ التَّتَابُعُ فِي الْأَفْعَالِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَتَخَلَّلَهَا جَفَافُ عُضْوٍ مَعَ اعْتِدَالِ الْهَوَاءِ كَذَا فِي تَقْرِيرِ الْأَكْمَلِ وَغَيْرِهِ وَفِي السِّرَاجِ مَعَ اعْتِدَالِ الْهَوَاءِ وَالْبَدَنِ بِغَيْرِ عُذْرٍ، وَأَمَّا إِذَا كَانَ لِعُذْرٍ بِأَنْ فَرَغَ مَاءُ الْوُضُوءِ أَوْ انْقَلَبَ الْإِنَاءُ فَذَهَبَ لِطَلَبِ الْمَاءِ وَمَا أَشْبَهَهُ فَلَا بَأْسَ بِالتَّفْرِيقِ عَلَى الصَّحِيحِ. (۳)

وضو میں اعضاء کو بھول کر یا قصداً تین مرتبہ سے زائد دھونا

سوال: اگر کوئی شخص وضو کرتے وقت بعض اعضاء کو بھول کر یا عمداً تین مرتبہ سے زیادہ دھوئے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: بھول کر ایسا کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے، البتہ عمداً ایسا کرنے کی صورت میں کچھ تفصیل ہے، اگر اعضاء وضو تین سے زائد مرتبہ اس اعتقاد سے دھو رہا ہے کہ یہ ثواب یا سنت ہے، تب تو مکروہ تحریمی ہے، اور اگر یہ اعتقاد نہیں تو لایعنی ہونے کی وجہ سے مکروہ تنزیہی ہے، اور اگر ازالہ شک یا اطمینانِ قلب کی خاطر ایسا کیا تو کوئی حرج نہیں، البتہ مسجد و مدرسہ کے وقف کے پانی سے تین مرتبہ سے زیادہ دھونا بلاوجہ درست نہیں، کیونکہ یہ مالِ وقف کے ضائع ہونے کی وجہ سے حرام اور ناجائز ہے، جس سے بچنا شرعاً ضروری ہے۔

---

(۱) كتاب الطهارة، مطلب سنن الغسل، ۱/ ۱۵۸، ط: سعيد.

(۲) كتاب الطهارة، مطلب في تصريف قولهم معزيا، ۱/ ۱۲۲، ط: سعيد.

(۳) كتاب الطهارة، ۱/ ۵۵، ط: رشيدية.

كذا في الدر المختار:

(وَالْإِسْرَافُ) وَمِنْهُ الزِّيَادَةُ عَلَى الثَّلَاثِ (فِيهِ) تَحْرِيمًا وَلَوْ بِمَاءِ النَّهْرِ، وَالْمَمْلُوكِ لَهُ. أَمَّا الْمَوْقُوفُ عَلَى مَنْ يَتَطَهَّرُ بِهِ، وَمِنْهُ مَاءُ الْمَدَارِسِ، فحرام.[١]

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: وَالْإِسْرَافُ) أَيْ بِأَنْ يَسْتَعْمِلَ مِنْهُ فَوْقَ الْحَاجَةِ الشَّرْعِيَّةِ، لِمَا أَخْرَجَ ابْنُ مَاجَهْ وَغَيْرُهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِسَعْدٍ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ: مَا هَذَا السَّرَفُ؟ فَقَالَ: أَفِي الْوُضُوءِ إسْرَافٌ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، وَإِنْ كُنْت عَلَى نَهْرٍ جَارٍ» حِلْيَةٌ (قَوْلُهُ: وَمِنْهُ) أَيْ مِنْ الْإِسْرَافِ الزِّيَادَةُ عَلَى الثَّلَاثِ أَيْ فِي الْغَسَلَاتِ مَعَ اعْتِقَادِ أَنَّ ذَلِكَ هُوَ السُّنَّةُ لِمَا قَدَّمْنَاهُ مِنْ أَنَّ الصَّحِيحَ أَنَّ النَّهْيَ مَحْمُولٌ عَلَى ذَلِكَ، فَإِذَا لَمْ يَعْتَقِدْ ذَلِكَ وَقَصَدَ الطُّمَأْنِينَةَ عِنْدَ الشَّكِّ، أَوْ قَصَدَ الْوُضُوءَ عَلَى الْوُضُوءِ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنْهُ فَلَا كَرَاهَةَ كَمَا مَرَّ تَقْرِيرُهُ.[٢]

وكذا في الهندية:

وَلَوْ زَادَ عَلَى الثَّلَاثِ لِطُمَأْنِينَةِ الْقَلْبِ عِنْدَ الشَّكِّ أَوْ بِنِيَّةِ وُضُوءٍ آخَرَ فَلَا بَأْسَ بِهِ هَكَذَا فِي النِّهَايَةِ وَالسِّرَاجِ الْوَهَّاجِ.[٣]

وكذا في التاتارخانية:

من توضأ وزاد على الثلاث هل يكره أم لا؟ كان الفقيه أبو بكر الإسكاف يقول: يكره، وكان الفقيه أبو بكر الأعمش يقول: لا يكره إلا أن يرى السنة في الزيادة، وبعض مشائخنا قالوا: إن كان من نيته الزيادة يكره، وإن كان من نيته تجديد الوضوء لا يكره بل يستحب له ذلك، وذكر الناطفي أن الوضوء مرة واحد فرض، ومرتين فضيلة، وثلاثا في المغسولات سنة، وأربعا بدعة.[٤]

وضو میں گردن کے مسح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ وضو میں گردن کے مسح کے ساتھ گلے کا مسح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ شریعت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

---

[١] كتاب الطهارة، مطلب في الإسراف في الوضوء، ١/ ١٣٢، ط: سعيد.

[٢] كتاب الطهارة، مطلب في الإسراف في الوضوء، ١/ ١٣٢، ط: سعيد.

[٣] كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، ١/ ٩، ط: قديمي.

[٤] كتاب الطهارة، نوع منه في بيان سنن الوضوء وآدابه، ١/ ٨٠، ط: قديمي.

جواب: وضو میں گردن کا مسح کرنا مستحب ہے، گلے کا مسح ثابت نہیں اس لئے گلے کا مسح کرنا بدعت ہے۔
كذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ: وَمَسَحَ رَقَبَتَهُ) يَعْنِي بِظَهْرِ الْيَدَيْنِ لِعَدَمِ اسْتِعْمَالِ بِلَّتِهِمَا، وَقَدْ اُخْتُلِفَ فِيهِ فَقِيلَ بِدْعَةٌ وَقِيلَ سُنَّةٌ، وَهُوَ قَوْلُ الْفَقِيهِ أَبِي جَعْفَرٍ وَبِهِ أَخَذَ كَثِيرٌ مِنْ الْعُلَمَاءِ كَذَا فِي شَرْحِ مِسْكِينٍ، وَفِي الْخُلَاصَةِ الصَّحِيحُ أَنَّهُ أَدَبٌ، وَهُوَ بِمَعْنَى الْمُسْتَحَبِّ كَمَا قَدَّمْنَاهُ، وَأَمَّا مَسْحُ الْحُلْقُومِ فَبِدْعَةٌ. (١)

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَمَسْحُ الرَّقَبَةِ) بِظَهْرِ يَدَيْهِ (لَا الْحُلْقُومِ) لِأَنَّهُ بِدْعَةٌ... (قَوْلُهُ: وَمَسْحُ الرَّقَبَةِ) هُوَ الصَّحِيحُ، وَقِيلَ: إنَّهُ سُنَّةٌ كَمَا فِي الْبَحْرِ وَغَيْرِهِ (قَوْلُهُ: بِظَهْرِ يَدَيْهِ) أَيْ لِعَدَمِ اسْتِعْمَالِ بِلَّتِهِمَا بَحْرٌ، فَقَوْلُ الْمُنْيَةِ: بِمَاءٍ جَدِيدٍ لَا حَاجَةَ إلَيْهِ كَمَا فِي شَرْحِهَا الْكَبِيرِ، وَعَبَّرَ فِي الْمُنْيَةِ بِظَهْرِ الْأَصَابِعِ وَلَعَلَّهُ الْمُرَادُ هُنَا (قَوْلُهُ: لِأَنَّهُ بِدْعَةٌ) إذْ لَمْ يَرِدْ فِي السُّنَّةِ. (٢)

عرق لگے ہوئے اعضاء پر وضو کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورتیں جو عرق وغیرہ لگاتی ہیں اس پر وضو جائز ہوگا یا نہیں؟
جواب: اگر عرق کی تہہ جمتی ہو اور اس کی وجہ سے پانی جسم تک نہ پہنچے تو ایسا عرق لگانے سے وضو نہیں ہوگا اور اگر تہہ نہ جمتی ہو تو پھر وضو درست ہے۔
كما في التنوير مع الدر المختار:

وَيَجِبُ غَسْلُ كُلِّ مَا يُمْكِنُ مِنْ الْبَدَنِ بلا حرج مَرَّةً كأذن... وَلَا يَمْنَعُ الطَّهَارَةَ وَنِيمٌ أَيْ خُرْءُ ذُبَابٍ وَبُرْغُوثٍ وَحِنَّاءٌ وَلَوْ جُرْمَهُ بِهِ يُفْتَى وَدَرَنٌ وَوَسَخٌ... وَلَا يَمْنَعُ مَا عَلَى ظُفْرِ صَبَّاغٍ وَلَا طَعَامٌ بَيْنَ أَسْنَانِهِ أَوْ فِي سِنِّهِ الْمُجَوَّفِ بِهِ يُفْتَى. وَقِيلَ إنْ صُلْبًا مَنَعَ، وَهُوَ الْأَصَحُّ. (٣)

وكذا في العالمگيرية:

وَالْعَجِينُ فِي الظُّفْرِ يَمْنَعُ تَمَامَ الِاغْتِسَالِ وَالْوَسَخُ وَالدَّرَنُ لَا يَمْنَعُ وَالْقَرَوِيُّ وَالْمَدَنِيُّ سَوَاءٌ وَالتُّرَابُ وَالطِّينُ فِي الظُّفْرِ لَا يَمْنَعُ وَالصَّرَّامُ وَالصَّبَّاغُ مَا فِي ظُفْرِهِمَا يَمْنَعُ تَمَامَ الِاغْتِسَالِ. (٤)

==================

(١) كتاب الطهارة، ١/ ٥٦، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، مطلب: لا فرق بين المندوب والمستحب والفضل والتطوع، ١/ ١٢٤، ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل، ج١ ص١٥٢- ١٥٤، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، ج١ ص١٣، ط: رشيدية.

وکذا في فتاوی محمودية: (١)

ناخن پر آٹا لگا ہو تو وضو کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ اگر ناخن پر آٹا جم گیا ہو تو کیا اس کے ہوتے ہوئے وضو ہو جائے گا؟

جواب: واضح رہے کہ وہ چیزیں جو بلا تکلف ہٹ سکتی ہوں ان کو ہٹا کر وضو کرنا ضروری ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں آٹا چونکہ بلا تکلف ناخن سے ہٹایا جا سکتا ہے، اس لئے اس کو ہٹائے بغیر وضو کرنا درست نہیں ہوگا۔

کذا في الدر المختار:

وَيَجِبُ غَسْلُ كُلِّ مَا يُمْكِنُ مِنْ الْبَدَنِ بلا حرج مَرَّةً كأذن. (٢)

وفيه أيضا:

وَلَا يَمْنَعُ الطَّهَارَةَ وَنِيمٌ أَيْ خُرْءُ ذُبَابٍ وَبُرْغُوثٍ وَحِنَّاءٌ وَلَوْ جُرْمَهُ... وطين ولو في ظفر مطلقا أو قرويا أو مدنيا في الأصح بخلاف نحو عجين. (٣)

وكذا في الفتاوى العالمگيرية:

وَالْعَجِينُ فِي الظُّفْرِ يَمْنَعُ تَمَامَ الِاغْتِسَالِ. (٤)

وكذا في الفتاوى التاتارخانية:

والمرأة إذا عجنت وبقي العجين في ظفرها فاغتسلت من الجنابة لم يجز. (٥)

وكذا في البحر الرائق:

الأصح أنه يجزيه والدرن اليابس في الأنف كالخبز الممضوغ والعجين يمنع تمام الاغتسال. (٦)

ناخن پالش پر وضو کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ناخن پالش کے ہوتے ہوئے وضو ہوتا ہے؟

(١) كتاب الطهارة، باب الغسل، ٥/ ٨٠، ط: إدارة الفاروق.

(٢) كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل، ١/ ١٥٢، ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل، ١/ ١٥٤، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، ١/ ١٣، ط: رشيدية.

(٥) كتاب الطهارة، الفصل الثالث في الغسل، نوع آخر في بيان فرائضه، ١/ ١١٥، إدارة القرآن.

(٦) كتاب الطهارة، فرض الغسل، ١/ ٨٨، ط: رشيدية.

جواب: اگر ناخنوں پر ناخن پالش لگی ہوئی ہو یا ان اعضاء پر جن کا دھونا وضو میں فرض ہے کوئی ایسی چیز لگی ہوئی ہو جس کی وجہ سے جلد تک پانی نہیں پہنچ سکتا تو ان چیزوں کو ہٹا کر جلد تک پانی پہنچانا ضروری ہے اس کے بغیر وضو نہیں ہوگا اور غسل واجب بھی ادا نہیں ہوگا۔

كما في الشامية:

وَلَا يَمْنَعُ الطَّهَارَةَ وَنِيمٌ أَيْ خُرْءُ ذُبَابٍ وَبُرْغُوثٍ لم يصل الماء تحته وَحِنَّاءٌ وَلَوْ جُرْمَهُ... وطين ولو في ظفر مطلقا أو قرويا أو مدنيا في الأصح بخلاف نحو عجين.. (قَوْلُهُ: لَمْ يَصِلْ الْمَاءُ تَحْتَهُ) لِأَنَّ الِاحْتِرَازَ عَنْهُ غَيْرُ مُمْكِنٍ حِلْيَةٌ. (قَوْلُهُ: بِهِ يُفْتَى) صَرَّحَ بِهِ فِي الْمُنْيَةِ عَنْ الذَّخِيرَةِ فِي مَسْأَلَةِ الْحِنَّاءِ... وَالظَّاهِرُ أَنَّ هَذِهِ الْأَشْيَاءَ تَمْنَعُ الْإِسَالَةَ فَالْأَظْهَرُ التَّعْلِيلُ بِالضَّرُورَةِ. (١)

وكذا في حاشية الطحطاوي:

(قوله: لم يصل الماء تحته) وذلك لعدم إمكان الاحتراز عنه (قوله: ولو جرمه) أي الحناء لكن لا بد أن يصل الماء تحته وأما إذا لم يصل لا تصح الطهارة وكذا قال في البحر. (٢)

وكذا في البناية:

وفي مبسوط أبي بكر قال الإسكاف: يجب إيصال الماء إلى ما تحت العجين والطين في الأظفار دون الدرن لتولده منه، وقال الصفار: يجب إيصال الماء إلى ما تحته إن طال الظفر، وإلا فلا... وفي النوازل: يجب في حق المصري لا القروي؛ لأن في أظفار المصري دسومة تمنع إيصال الماء إلى ما تحته، وفي أظفار القروي طين لا تمنع ولو كان جلد سمك أو خبز فمضوغ جاف يمنع وصول الماء لم يجزه. (٣)

وكذا في الهندية:

وَالدَّرَنُ الْيَابِسُ فِي الْأَنْفِ يَمْنَعُ تَمَامَ الْغُسْلِ. كَذَا فِي الزَّاهِدِيِّ. وَالْعَجِينُ فِي الظُّفْرِ يَمْنَعُ تَمَامَ الِاغْتِسَالِ وَالْوَسَخُ وَالدَّرَنُ لَا يَمْنَعُ وَالْقَرَوِيُّ وَالْمَدَنِيُّ سَوَاءٌ وَالتُّرَابُ وَالطِّينُ فِي الظُّفْرِ لَا يَمْنَعُ وَالصَّرَّامُ وَالصَّبَّاغُ مَا فِي ظُفْرِهِمَا يَمْنَعُ تَمَامَ الِاغْتِسَالِ. (٤)

==================

(١) كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل، ١/ ٥٤، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارات، ١/ ٨٨، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارات، ١/ ٦٦، ط: حقانية.

(٤) كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الأول، ١/ ١٦، ط: قديمي.

اعضائے وضو پر ایلفی چپک جائے تو وضو کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم کمپنی میں کام کرتے ہیں، کمپنی میں ایلفی کا کام کرنا پڑتا ہے، بسا اوقات ایلفی بدن کے کسی وضو کے اعضاء پر لگ جاتی ہے جو بڑی مشکل سے اترتی ہے، جب ایلفی لگی ہو اس صورت میں وضو ہوگا یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں حتی الامکان ایلفی سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے، اگر بدن کے اعضاء پر ایلفی لگ جائے تو اس کو زائل کرکے وضو کیا جائے، اگر ایلفی کو ہٹانے کے لئے کوئی ایسی تدبیر ممکن نہ ہو جس سے اس وقت ایلفی زائل ہوسکے تو ایسی صورت میں وضو اور غسل کے درست ہونے کی گنجائش ہے۔

كما في الدر المختار مع رد المحتار:

وَلَا يَمْنَعُ الطَّهَارَةَ وَنِيمٌ أَيْ خُرْءُ ذُبَابٍ وَبُرْغُوثٍ لَمْ يَصِلْ الْمَاءُ تَحْتَهُ وَحِنَّاءٌ وَلَوْ جُرْمُهُ بِهِ يُفْتَى وَدَرَنٌ وَوَسَخٌ... قوله: (به يفتى) صَرَّحَ بِهِ فِي الْمُنْيَةِ عَنْ الذَّخِيرَةِ فِي مَسْأَلَةِ الْحِنَّاءِ وَالطِّينِ وَالدَّرَنِ مُعَلِّلًا بِالضَّرُورَةِ. قَالَ فِي شَرْحِهَا وَلِأَنَّ الْمَاءَ يَنْفُذُهُ لِتَخَلُّلِهِ وَعَدَمِ لُزُوجَتِهِ وَصَلَابَتِهِ، وَالْمُعْتَبَرُ فِي جَمِيعِ ذَلِكَ نُفُوذُ الْمَاءِ وَوُصُولُهُ إلَى الْبَدَنِ اهـ لَكِنْ يَرُدُّ عَلَيْهِ أَنَّ الْوَاجِبَ الْغُسْلُ وَهُوَ إسَالَةُ الْمَاءِ مَعَ التَّقَاطُرِ كَمَا مَرَّ فِي أَرْكَانِ الْوُضُوءِ. وَالظَّاهِرُ أَنَّ هَذِهِ الْأَشْيَاءَ تَمْنَعُ الْإِسَالَةَ فَالْأَظْهَرُ التَّعْلِيلُ بِالضَّرُورَةِ. [1]

وكذا في البحر الرائق:

وَالدَّرَنُ الْيَابِسُ فِي الْأَنْفِ كَالْخُبْزِ الْمَمْضُوغِ وَالْعَجِينِ يَمْنَعُ تَمَامَ الِاغْتِسَالِ، وَكَذَا جِلْدُ السَّمَكِ وَالْوَسَخُ وَالدَّرَنُ لَا يَمْنَعُ وَالتُّرَابُ وَالطِّينُ فِي الظُّفُرِ لَا يَمْنَعُ؛ لِأَنَّ الْمَاءَ يَنْفُذُ فِيهِ وَمَا عَلَى ظُفُرِ الصَّبَّاغِ يَمْنَعُ وَقِيلَ لَا يَمْنَعُ لِلضَّرُورَةِ قَالَ فِي الْمُضْمَرَاتِ: وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى. [2]

وكذا في الهندية:

وَفِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ سُئِلَ أَبُو الْقَاسِمِ عَنْ وَافِرِ الظُّفُرِ الَّذِي يَبْقَى فِي أَظْفَارِهِ الدَّرَنُ أَوْ الَّذِي يَعْمَلُ عَمَلَ الطِّينِ أَوْ الْمَرْأَةِ الَّتِي صَبَغَتْ أُصْبُعَهَا بِالْحِنَّاءِ، أَوْ الصَّرَّامِ، أَوْ الصَّبَّاغِ قَالَ كُلُّ ذَلِكَ سَوَاءٌ يُجْزِيهِمْ وُضُوءُهُمْ إذْ لَا يُسْتَطَاعُ الِامْتِنَاعُ عَنْهُ إلَّا بِحَرَجٍ وَالْفَتْوَى عَلَى الْجَوَازِ مِنْ غَيْرِ فَصْلٍ بَيْنَ الْمَدَنِيِّ وَالْقَرَوِيِّ. كَذَا فِي الذَّخِيرَةِ. [3]

---

[1] كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل، ۱/ ۱۵٤،ط: سعيد.

[2] كتاب الطهارة، ۱/ ۸۸، ط: رشيدية.

[3] كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الأول في فرائض الوضوء، ۱/ ٦، ط: قديمی.

وكذا في امداد الأحكام: (١)

وكذا في نجم الفتاوى: (٢)

مصنوعی دانت والے کے وضو اور غسل کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے میں اگر کسی شخص نے مصنوعی دانت لگوائے ہوں تو کیا وضو اور غسل کرتے وقت ان کو اتارنا ضروری ہے؟

جواب: اگر کسی نے مصنوعی دانت لگوائے ہوں اور وضو یا غسل کے وقت ان کو آسانی سے نہ نکالا جاسکتا ہو یا نکالنے میں تکلیف ہوتی ہو یا نکالنے کی وجہ سے وہ ڈھیلے ہو جاتے ہوں تو پھر نکالنا ضروری نہیں، بغیر نکالے بھی وضو اور غسل ہو جائے گا۔

كذا في رد المحتار:

وَوَجْهُ السُّقُوطِ أَنَّ عِلَّةَ عَدَمِ وُجُوبِ غُسْلِهَا الْحَرَجُ: أَيْ أَنَّ الْأَصْلَ وُجُوبُ الْغُسْلِ إلَّا أَنَّهُ سَقَطَ لِلْحَرَجِ. (٣)

وكذا في الفتاوى العالمگيرية:

وَلَوْ كَانَ سِنُّهُ مُجَوَّفًا فَبَقِيَ فِيهِ أَوْ بَيْنَ أَسْنَانِهِ طَعَامٌ أَوْ دَرَنٌ رَطْبٌ فِي أَنْفِهِ ثُمَّ غَسَلَهُ عَلَى الْأَصَحِّ. كَذَا فِي الزَّاهِدِيِّ وَالِاحْتِيَاطُ أَنْ يُخْرِجَ الطَّعَامَ عَنْ تَجْوِيفِهِ وَيُجْرِيَ الْمَاءَ عَلَيْهِ. (٤)

وكذا في الدر المختار:

وَلَا يَمْنَعُ مَا عَلَى ظُفْرِ صَبَّاغٍ وَلَا طَعَامٌ بَيْنَ أَسْنَانِهِ أَوْ فِي سِنِّهِ الْمُجَوَّفِ بِهِ يُفْتَى. وَقِيلَ إنْ صُلْبًا مَنَعَ، وَهُوَ الْأَصَحُّ. (٥)

وكذا في الفتاوى التاتارخانية:

وإذا اغتسل من الجنابة ويبقى بين أسنانه طعام فلم يصل الماء تحته جاز... الصرام والصباغ ما في ظفرهما يمنع تمام الغسل، وقيل في كل ذلك يجزيهم للحرج والضرورة. (٦)

(١) كتاب الطهارة، فصل في فرائض الوضوء، ١/ ٣٤٥، ط: دار العلوم.

(٢) كتاب الطهارة، فصل في الوضوء، ٢/ ٥٥، ط: ياسين القرآن.

(٣) كتاب الطهارة، مطلب أبحاث الغسل، ١/ ١٥٣، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الأول في فرائضه، ١/ ١٦، ط: قديمي.

(٥) كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل، ١/ ١٥٤، ط: سعيد.

(٦) كتاب الطهارة، الفصل الثالث في الغسل، نوع آخر في بيان فرائضه، ١/ ١١٥، ط: قديمي.

وضو کے بعد کون سی دعا پڑھنی چاہیے

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ وضو کے بعد کون سی دعا پڑھنی چاہیے؟ بعض حضرات آسمان کی طرف نظر کرتے ہوئے شہادت کی انگلی بھی اٹھاتے ہیں، بعض حضرات ویسے کھڑے ہو کر پڑھتے ہیں، براہ کرام درست طریقے کی وضاحت فرما کر مشکور و ممنون فرمائیں۔

جواب: وضو کے بعد مندرجہ ذیل دعا پڑھنی چاہیے:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ، وَاجْعَلْنِي مِنَ المُتَطَهِّرِينَ.

وضو کے بعد مذکورہ دعا کو پڑھتے وقت شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھا سکتے ہیں اور صرف نظر بھی اٹھا سکتے ہیں اور بغیر شہادت کی انگلی اٹھائے بیت اللہ کی طرف چہرہ کر کے دعا پڑھنا بھی درست ہے، البتہ مذکورہ طریقوں کو لازمی سمجھ کر نہ کیا جائے کیونکہ یہ تمام طریقے استحباب کا درجہ رکھتے ہیں۔

كذا في الترمذي:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ، وَاجْعَلْنِي مِنَ المُتَطَهِّرِينَ، فُتِحَتْ لَهُ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابِ الجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ. (١)

وكذا في صحيح مسلم: (٢)

وكذا في المشكاة: (٣)

وكذا في مرقاة المفاتيح: (٤)

وكذا في معارف السنن: (٥)

---

(١) أبواب الطهارة، باب ما يقال بعد الوضوء، ١/ ١٨، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء، ١/ ١٢٢، ط: قديمي.

(٣) كتاب الطهارة، الفصل الأول، ١/ ٣٩، ط: دار الحديث.

(٤) كتاب الطهارة، الفصل الأول، ١/ ٣٢٧، ط: امداديه.

(٥) كتاب الطهارة، باب ما يقال بعد الوضوء، ١/ ٢٦٥- ٢٦٦، ط: جامعة العلوم الإسلامية.

وكذا في الشامية:

(وأن يقول بعده) أي الوضوء، (اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ. قال ابن عابدين تحت قوله: وأن يقول بعده... ناظرا إلى السماء. (١)

وكذا في البدائع:

فصل: وأما آداب الوضوء... وَمِنْهَا: أَنْ يَدْعُوَ عِنْدَ كُلِّ فِعْلٍ مِنْ أَفْعَالِ الْوُضُوءِ بِالدَّعَوَاتِ الْمَأْثُورَةِ الْمَعْرُوفَةِ، وَأَنْ يَشْرَبَ فَضْلَ وُضُوئِهِ قَائِمًا، إذَا لَمْ يَكُنْ صَائِمًا، ثُمَّ يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ، وَيَقُولَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ. (٢)

وكذا في فتاوى تاتارخانية: (٣)

وكذا في البحر: (٤)

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته: (٥)

وكذا في فتاوى رحيمية: (٦)

وكذا في احسن الفتاوى: (٧)

وكذا في نجم الفتاوى: (٨)

وضو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر کرنا چاہئے

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ وضو کھڑے ہو کر کرنا چاہئے یا بیٹھ کر؟

جواب: وضو کے آداب میں سے یہ بات ہے کہ کسی اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کیا جائے تاکہ استعمال شدہ پانی کی چھینٹوں سے بچا جاسکے۔

==================

(١) كتاب الطهارة، مطلب مباحث الاستعانة في الوضوء بالغير، ١/ ١٢٨، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، فصل آداب الوضوء، ١/ ١١٧، ١١٨، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، فصل آداب الوضوء، ١/ ٨٣، ط: قديمي.

(٤) كتاب الطهارة، مستحبات الوضوء، ١/ ٥٧، ط: رشيدية.

(٥) المطلب الخامس، آداب الوضوء أو فضائله، ١/ ٤٠٨، ط: بيروت.

(٦) كتاب الطهارة، باب الوضوء، ٤/ ٢١.

(٧) كتاب الطهارة، باب الوضوء، ٢/ ١٦، ط: سعيد.

(٨) كتاب الطهارة، فصل في الوضوء، ٢/ ٨٨، ط: ياسين القرآن.

كما في تنوير الأبصار مع الدر:

(ومن آدابه)... (والجلوس في مكان مرتفع) تحرزاً عن الماء المستعمل، وحفظ ثيابه تقاطر الماء وهو أشمل. [۱]

وكذا في حلبي الكبير:

ومن الآداب (أن يجلس المتوضىء مستقبل القبلة عند غسل سائر الأعضاء)... ومن الآداب (أن يكون جلوسه على مكان مرتفع. [۲]

وكذا في مجمع الأنهر:

ومن آدابه... والجلوس في مكان مرتفع احترازاً عن الماء المستعمل، كذا في التبيين. [۳]

وكذا في الهندية:

ومن الأدب... والجلوس في مكان مرتفع كذا في التبيين. [٤]

وكذا في البحر الرائق: [٥]

وضو میں ایڑی خشک رہ جائے تو وضو کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص نے نماز کے لئے وضو کیا، وضو سے فارغ ہونے کے بعد اپنے اعضاء وضو میں سے ایڑیوں کو خشک پایا، کیا وہ آدمی دوبارہ وضو کا اعادہ کرلے یا صرف ایڑیوں کا دھولینا کافی ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں صرف خشک ایڑیوں کو دھولینا کافی ہے، مکمل وضو کا اعادہ کرنا ضروری نہیں ہے۔

كما في المبسوط للسرخسي:

قلت فإن نسي مسح الرأس في الوضوء فصلى؟ قال عليه أن يمسح برأسه ويعيد الصلاة. [٦]

وكذا في الهندية:

وَلَوْ بَقِيَتْ عَلَى الْعُضْوِ لُمْعَةٌ لَمْ يُصِبْهَا الْمَاءُ فَصَرَفَ الْبَلَلَ الَّذِي عَلَى ذَلِكَ الْعُضْوِ إلَى اللُّمْعَةِ جَازَ. [٧]

====================

[١] كتاب الطهارة، مطلب في مباحث الاستعانة في الوضوء بالغير، ١/ ١٢٤، ط: سعيد.

[٢] باب في آداب الوضوء، ١/ ٢٨، ط: نعمانية.

[٣] كتاب الطهارة، ١/ ٣٠، ط: حبيبيه.

[٤] كتاب الطهارة، الفصل الثالث في المستحبات، ١/ ٩، ط: رشيدية.

[٥] كتاب الطهارة، ١/ ٥٧، ط: رشيدية.

[٦] كتاب الطهارة، ١/ ٦٠، ط: رشيدية.

[٧] كتاب الطهارة، الفصل الأول في الوضوء وفيه خمسة فصول، ١/ ٥، ط: رشيدية.

وكذا في خلاصة الفتاوى:

وَأثره لو بَقِيَ عَلَى الْعُضْوِ لُمْعَةٌ لَمْ يُصِبْهَا الْمَاءُ فَصَرَفَ الْبَلَّةَ الَّذِي عَلَى ذَلِكَ الْعُضْوِ إِلَى اللُّمْعَةِ جَازَ. [1]

سرخی پاؤڈر وغیرہ پر وضو کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر خاتون سرخی، پاؤڈر اور کریم لگائے تو کیا اس کے ہوتے ہوئے غسل اور وضو ہو جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: مروجہ کریم وغیرہ تیل کی مانند ہے، اور پاؤڈر گرد وغبار کی طرح ہے، جس کی وجہ سے اعضاء پر تہہ نہیں بنتی ہے، اس لئے ان کے ہوتے ہوئے بھی وضو درست ہے، البتہ ہونٹ پر جو سرخی لگائی جاتی ہے اگر اس کی تہہ نہیں جمتی تب تو اس کا حکم کریم وغیرہ کی طرح ہے، اگر اس کی ایسی تہہ جمتی ہے جو پانی کے پہنچنے سے مانع ہو تو پھر اسے دور کئے بغیر وضو اور غسل درست نہیں ہے۔

كذا في الهندية:

وَعَنْ خَلَفِ بْنِ أَيُّوبَ أَنَّهُ قَالَ يَنْبَغِي لِلْمُتَوَضِّئِ فِي الشِّتَاءِ أَنْ يَبُلَّ أَعْضَاءَهُ بِالْمَاءِ شِبْهَ الدُّهْنِ ثُمَّ يُسِيلَ الْمَاءَ عَلَيْهَا؛ لِأَنَّ الْمَاءَ يَتَجَافَى عَنْ الْأَعْضَاءِ فِي الشِّتَاءِ. كَذَا فِي الْبَدَائِعِ. [2]

وكذا في بدائع الصنائع:

وعن خلف بن أيوب أنه قال: ينبغي للمتوضئ في الشتاء أن يبل أعضاءه (بالماء) شبه الدهن ثم يسيل الماء عليها لأنه الماء يتجافى عن الأعضاء في الشتاء. [3]

وكذا في البحر الرائق:

وعن خلف بن أيوب أنه قال: ينبغي للمتوضئ في الشتاء أن يبل أعضاءه (بالماء) شبه الدهن ثم يسيل الماء عليها لأنه الماء يتجافى عن الأعضاء في الشتاء، كذا في البدائع. [4]

اعضائے وضو کو تین سے زائد مرتبہ دھونے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اعضاء وضو کو تین مرتبہ دھونا تو سنت ہے لیکن تین مرتبہ سے زیادہ دھونا کیسا ہے؟

---

[1] كتاب الطهارة، الفصل الأول، وما يتصل بهذا الماء المستعمل، ١/ ٧، ط: رشيدية.

[2] كتاب الطهارة، باب الوضوء، الفصل الثالث في المستحبات، ١/ ١١، ط: قديمي.

[3] كتاب الطهارة، تفسير الوضوء، ١/ ٦٦، ط: رشيدية.

[4] كتاب الطهارة، أركان الطهارة، ١/ ٢٦، ط: رشيدية.

جواب: اعضائے وضو کو سنت سمجھ کر تین مرتبہ سے زائد دھونا مکروہ تحریمی ہے، اگرچہ نہر جاری کا پانی کیوں نہ ہو، نیز تین بار سے زیادہ دھونا اسراف میں بھی داخل ہے، اور اگر ازالہ شک کی خاطر تین بار سے زیادہ دھویا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

كذا في الدر المختار مع رد المحتار:

وَالْإِسْرَافُ وَمِنْهُ الزِّيَادَةُ عَلَى الثَّلَاثِ فِيهِ تَحْرِيمًا وَلَوْ بِمَاءِ النَّهْرِ، وَالْمَمْلُوكِ لَهُ. أَمَّا الْمَوْقُوفُ عَلَى مَنْ يَتَطَهَّرُ بِهِ، وَمِنْهُ مَاءُ الْمَدَارِسِ، فحرام... (قَوْلُهُ: وَالْإِسْرَافُ) أَيْ بِأَنْ يَسْتَعْمِلَ مِنْهُ فَوْقَ الْحَاجَةِ الشَّرْعِيَّةِ، لِمَا أَخْرَجَ ابْنُ مَاجَهْ وَغَيْرُهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِسَعْدٍ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ: مَا هَذَا السَّرَفُ؟ فَقَالَ: أَفِي الْوُضُوءِ إسْرَافٌ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، وَإِنْ كُنْت عَلَى نَهْرٍ جَارٍ» حِلْيَةٌ (قَوْلُهُ: وَمِنْهُ) أَيْ مِنْ الْإِسْرَافِ الزِّيَادَةُ عَلَى الثَّلَاثِ أَيْ فِي الْغَسَلَاتِ مَعَ اعْتِقَادِ أَنَّ ذَلِكَ هُوَ السُّنَّةُ لِمَا قَدَّمْنَاهُ مِنْ أَنَّ الصَّحِيحَ أَنَّ النَّهْيَ مَحْمُولٌ عَلَى ذَلِكَ، فَإِذَا لَمْ يَعْتَقِدْ ذَلِكَ وَقَصَدَ الطُّمَأْنِينَةَ عِنْدَ الشَّكِّ، أَوْ قَصَدَ الْوُضُوءَ عَلَى الْوُضُوءِ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنْهُ فَلَا كَرَاهَةَ كَمَا مَرَّ تَقْرِيرُهُ (قَوْلُهُ: فِيهِ) أَيْ فِي الْمَاءِ (قَوْلُهُ: تَحْرِيمًا إلَخْ) نُقِلَ ذَلِكَ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ بَعْضِ الْمُتَأَخِّرِينَ مِنْ الشَّافِعِيَّةِ وَتَبِعَهُ عَلَيْهِ فِي الْبَحْرِ وَغَيْرِهِ. [1]

وكذا في الهندية:

ولو زاد على الثلاث لطمأنينة القلب عند الشك أو بنية وضوء آخر فلا بأس به هكذا في النهاية والسراج الوهاج. [2]

ہاتھوں پر کیمیکل کی تہہ جم جانے سے وضو اور نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم لوگ فیکٹری میں کیمیکل کا کام کرتے ہیں، کام کے دوران مختلف قسم کے کیمیکل ہاتھوں میں اور جسم کے دوسرے حصوں میں لگ جاتے ہیں، کیا ان کے ساتھ نماز پڑھنا درست ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر وہ کیمیکل ایسے ہوں کہ ان کی تہہ نہ جمتی ہو تو اُسے اتارے بغیر بھی نماز درست ہوگی، اور اگر تہہ جمتی ہو تو اسے اتارنا ضروری ہے، کیونکہ تہہ جمنے کی وجہ سے وہ پانی کے جسم تک پہنچنے سے مانع ہوگا، جس کی وجہ سے وضو درست نہیں ہوگا اور وضو درست نہ ہونے سے نماز بھی درست نہیں ہوگی۔

==================

[1] كتاب الطهارة، مطلب في الإسراف في الوضوء، ۱/ ۱۳۲، ط: سعيد.

[2] كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، ۱/ ۹، ط: قديمي.

کما في التنویر مع الدر:

وَلَا يَمْنَعُ مَا عَلَى ظُفُرِ صَبَّاغٍ وَلَا طَعَامٌ بَيْنَ أَسْنَانِهِ أَوْ فِي سِنِّهِ الْمُجَوَّفِ بِهِ يُفْتَى. وَقِيلَ إِنْ صُلْبًا مَنَعَ، وَهُوَ الْأَصَحُّ... صَرَّحَ بِهِ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ وَقَالَ لِامْتِنَاعِ نُفُوذِ الْمَاءِ مَعَ عَدَمِ الضَّرُورَةِ وَالْحَرَجِ. (۱)

وکذا في الهندية:

وما تحت الأظافير من أعضاء الوضوء حتى لوكان فيه عجين يجب إيصال الماء إلى ما تحته كذا في الخلاصة وأكثر المعتبرات. (۲)

وکذا في التاتارخانية:

وهل يجب إيصال الماء إلى ما تحت الأظافير، قال الفقيه أبو بكر يجب إيصال الماء إلى ما تحته حتى أن الخباز إذا توضأ وفي أظفاره عجين أو الطيان إذا توضأ وفي أظفاره طين يجب إيصال الماء إلى ما تحته. (۳)

وضو میں کوئی چیز واجب نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ وضو میں واجبات ہیں یا نہیں؟ شریعت کی روشنی میں جواب دے کر ثواب دارین حاصل کریں۔

جواب: وضو میں فقہاء کرام نے واجبات بیان نہیں کئے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وضو میں واجبات نہیں ہیں۔

کما في الدر المختار:

(وسننه) أفاد أنه لا واجب للوضوء ولا للغسل وإلا لقدمه. (٤)

وکذا في البحر الرائق:

وَذَكَرَ فِي النِّهَايَةِ أَنَّهُ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الْفَرْضُ فِي مِقْدَارِ الْمَسْحِ بِمَعْنَى الْوَاجِبِ لِالْتِقَائِهِمَا فِي مَعْنَى اللُّزُومِ وَتُعُقِّبَ بِأَنَّهُ مُخَالِفٌ لِمَا اتَّفَقَ عَلَيْهِ الْأَصْحَابُ إِذْ لَا وَاجِبَ فِي الْوُضُوءِ. (٥)

وکذا في اللباب:

وتعقيبه الفرض بالسنن يفيد أنه لا واجب للوضوء وإلا لقدمه. (٦)

---

(۱) كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل، ۱/ ١٥٤، ١٥٥، سعيد. مأخذه احسن الفتاوی: ۲/ ۱۲، ط: سعيد.

(۲) كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، ۱/ ٤، ط: رشيدية.

(۳) كتاب الطهارة، الفصل الأول في الوضوء، ۱/ ٦٧، ط: قديمي.

(٤) كتاب الطهارة، سنن الوضوء، ۱/ ۱۰۳، ط: سعيد.

(٥) كتاب الطهارة، ۱/ ۲٥، ط: رشيدية.

(٦) كتاب الطهارات، ۱/ ۸، ط: المكتبة العلمية.

غسل کرنے سے وضو ہو جائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے جمعہ کے دن غسل کیا اور کپڑے پہن کر مسجد میں آیا تو کیا یہ شخص نماز جمعہ کے لئے وضو کرے یا وہی غسل کافی ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں بہتر یہ ہے کہ غسل کرنے سے پہلے وضو کیا جائے اور اگر غسل کرنے سے پہلے وضو نہیں کیا گیا تو غسل میں خود بخود وضو ہو جائے گا، اس لئے نماز کے لئے دوبارہ وضو کرنا ضروری نہیں۔

كما في جامع الترمذي:

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الغُسْلِ... قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالتَّابِعِينَ أَنْ لَا يَتَوَضَّأَ بَعْدَ الغُسْلِ. (١)

وكذا في الدر المختار:

لَوْ تَوَضَّأَ أَوَّلًا لَا يَأْتِي بِهِ ثَانِيًا؛ لِأَنَّهُ لَا يُسْتَحَبُّ وُضُوءَانِ لِلْغُسْلِ اتِّفَاقًا، أَمَّا لَوْ تَوَضَّأَ بَعْدَ الْغُسْلِ وَاخْتَلَفَ الْمَجْلِسُ عَلَى مَذْهَبِنَا أَوْ فُصِلَ بَيْنَهُمَا بِصَلَاةٍ كَقَوْلِ الشَّافِعِيَّةِ فَيُسْتَحَبُّ. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

وَاتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى عَدَمِ وُجُوبِ الْوُضُوءِ فِي الْغُسْلِ إلَّا دَاوُد الظَّاهِرِيَّ فَقَالَ بِالْوُجُوبِ فِي غُسْلِ الْجَنَابَةِ، وَإِذَا تَوَضَّأَ أَوَّلًا لَا يَأْتِي بِهِ ثَانِيًا بَعْدَ الْغُسْلِ فَقَدْ اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّهُ لَا يُسْتَحَبُّ وُضُوءَانِ ذَكَرَهُ النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ يَعْنِي لَا يُسْتَحَبُّ وُضُوءَانِ لِلْغُسْلِ أَمَّا إذَا تَوَضَّأَ بَعْدَ الْغُسْلِ وَاخْتَلَفَ الْمَجْلِسُ عَلَى مَذْهَبِنَا أَوْ فَصَلَ بَيْنَهُمَا بِصَلَاةٍ كَمَا هُوَ مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ فَيُسْتَحَبُّ. (٣)

وكذا في التاتارخانية:

وتقديم الوضوء على الاغتسال في الجنابة سنة وليس بفرض عند علمائنا رحمهم الله حتى أنه لو لم يتوضأ وأفاض الماء على رأسه وسائر جسده ثلاثا أجزأ إذا كان قد تمضمض واستنشق. (٤)

==================

(١) أبواب الطهارة، باب الوضوء بعد الغسل، ١/ ٣٠، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، مطلب: سنن الغسل، ١/ ١٥٨، ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، ١/ ٩٤، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، في بيان فرائضه وسننه، ١/ ١١٤، ط: قديمي.

زخم سے مسلسل خون نکلنے کی صورت میں وضو کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری ٹانگ پر ایک زخم ہے جس کی وجہ سے اکثر خون رستا رہتا ہے اور بسا اوقات نماز کے دوران بھی خون نکل آتا ہے، تو کیا مجھے ہر بار خون نکلنے کی صورت میں وضو کرنا ہوگا یا وضو کے بعد خون نکلنے کے باوجود میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر وہ زخم ایسا ہے جس کو پانی لگنا نقصان دہ نہیں اور اس زخم سے ہر وقت خون بہتا ہے، اور اتنے وقت کے لئے بھی نہیں رکتا کہ آپ وضو کر کے نماز پڑھ سکیں، تو ایسی صورت میں آپ کے لئے ہر نماز کے پورے وقت میں ایک دفعہ وضو کر لینا کافی ہے۔ اور اگر زخم سے خون کبھی کبھار ہی نکلتا ہے تو پھر جس وقت خون نکلے گا اس وقت دوبارہ وضو کر لیں ورنہ پہلا وضو ہی برقرار رہے گا۔

كذا في الفتاوى الهندية:

الْمُسْتَحَاضَةُ وَمَنْ بِهِ سَلَسُ الْبَوْلِ أَوْ اسْتِطْلَاقِ الْبَطْنِ أَوْ انْفِلَاتِ الرِّيحِ أَوْ رُعَافٍ دَائِمٌ أَوْ جُرْحٍ لَا يُرْقَأُ يَتَوَضَّئُونَ لِوَقْتِ كُلِّ صَلَاةٍ وَيُصَلُّونَ بِذَلِكَ الْوُضُوءِ فِي الْوَقْتِ مَا شَاءُوا مِنْ الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ. (۱)

وفيه أيضا:

شَرْطُ ثُبُوتِ الْعُذْرِ ابْتِدَاءً أَنْ يَسْتَوْعِبَ اسْتِمْرَارُهُ وَقْتَ الصَّلَاةِ كَامِلًا وَهُوَ الْأَظْهَرُ كَالِانْقِطَاعِ لَا يَثْبُتُ مَا لَمْ يَسْتَوْعِبْ الْوَقْتَ كُلَّهُ. (۲)

سیاہ خضاب لگانے سے وضو، غسل اور نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا سیاہ خضاب لگانے سے وضو، غسل اور نماز ہو گی یا نہیں؟

جواب: ہر وہ خضاب جس کے لگانے سے سر اور داڑھی کے بالوں یا ان کی جڑوں تک پانی نہ پہنچتا ہو تو اس کے لگانے سے وضو، غسل اور نماز نہیں ہو گی اگر سیاہ خضاب ایسا ہو کہ جس کی وجہ سے پانی بالوں یا ان کی جڑوں تک پہنچتا ہو تو وضو، غسل اور نماز تو ہو جائے گی لیکن اس کے استعمال کرنے پر احادیث میں ممانعت آئی ہے۔

---

(۱) كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس والاستحاضة، ۱/ ۴۱، ط: رشيدية.

(۲) كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس والاستحاضة، ۱/ ۴۰، ط: رشيدية.

كذا في مسلم:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: أُتِيَ بِأَبِي قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: غَيِّرُوا هَذَا بِشَيْءٍ، وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ. (١)

وكذا في الشامية:

(اخْتَضَبَ لِأَجْلِ التَّزَيُّنِ لِلنِّسَاءِ وَالْجَوَارِي جَازَ) فِي الْأَصَحِّ وَيُكْرَهُ بِالسَّوَادِ وَقِيلَ لَا وَمَرَّ فِي الْحَظْرِ. (٢)

وكذا في الهندية:

وَالْخِضَابُ إِذَا تَجَسَّدَ وَيَبِسَ يَمْنَعُ تَمَامَ الْوُضُوءِ وَالْغُسْلِ. كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ نَاقِلًا عَنْ الْوَجِيزِ. (٣)

و فيه أيضا:

اتَّفَقَ الْمَشَايِخُ رَحِمَهُمْ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّ الْخِضَابَ فِي حَقِّ الرِّجَالِ بِالْحُمْرَةِ سُنَّةٌ وَأَنَّهُ مِنْ سِيمَاءِ الْمُسْلِمِينَ وَعَلَامَاتِهِمْ وَأَمَّا الْخِضَابُ بِالسَّوَادِ فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ مِنْ الْغُزَاةِ لِيَكُونَ أَهْيَبَ فِي عَيْنِ الْعَدُوِّ فَهُوَ مَحْمُودٌ مِنْهُ، اتَّفَقَ عَلَيْهِ الْمَشَايِخُ رَحِمَهُمْ اللَّهُ تَعَالَى وَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ لِيُزَيِّنَ نَفْسَهُ لِلنِّسَاءِ وَلِيُحَبِّبَ نَفْسَهُ إلَيْهِنَّ فَذَلِكَ مَكْرُوهٌ وَعَلَيْهِ عَامَّةُ الْمَشَايِخِ. (٤)

وضواور غسل میں مصنوعی پاؤں کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی کا پاؤں ٹخنے سے کٹاہوا ہواور اس کی جگہ مصنوعی پاؤں لگوایا ہو توکیا وضواور غسل میں اس کا دھونا ضروری ہے؟

جواب: وضواور غسل میں مصنوعی پاؤں کا دھونا ضروری نہیں، البتہ غسل میں مصنوعی پاؤں کو نکال کر پورے بدن پر پانی پہنچانا ضروری ہے اگر نکالنے میں تکلیف نہ ہو۔

كذا في الهندية:

وَالصَّرَّامُ وَالصَّبَّاغُ مَا فِي ظُفْرِهِمَا يَمْنَعُ تَمَامَ الِاغْتِسَالِ وَقِيلَ كُلُّ ذَلِكَ يُجْزِيهِمْ لِلْحَرَجِ وَالضَّرُورَةِ، وَمَوَاضِعُ الضَّرُورَةِ مُسْتَثْنَاةٌ عَنْ قَوَاعِدِ الشَّرْعِ. كَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ... وَجَبَ تَحْرِيكُ الْقُرْطِ وَالْخَاتَمِ الضَّيِّقَيْنِ وَلَوْ لَمْ يَكُنْ

---

(١) كتاب اللباس، باب استحباب خضاب، ٢/ ١٩٩، ط: قديمي.

(٢) كتاب الخنثى، مسائل شتى، ٦/ ٧٥٦ ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الأول في الوضوء، ١/ ٤، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الكراهية، الباب العشرون في الزينة واتخاذ الخادم للخدمة، ٥/ ٣٥٩، ط: رشيدية.

قُرْطٌ فَدَخَلَ الْمَاءُ الثَّقْبَ عِنْدَ مُرُورِهِ أَجْزَأَهُ وَإِلَّا أَدْخَلَهُ وَلَا يَتَكَلَّفُ فِي إِدْخَالِ شَيْءٍ سِوَى الْمَاءِ مِنْ خَشَبٍ وَنَحْوِهِ. كَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ. (۱)

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار:

لَا) يَجِبُ (غَسْلُ مَا فِيهِ حَرَجٌ كَعَيْنٍ) وَإِنْ اكْتَحَلَ بِكُحْلٍ نَجِسٍ (وَثُقْبٍ انْضَمَّ وَ) لَا (دَاخِلَ قُلْفَةٍ) يُنْدَبُ هُوَ الْأَصَحُّ قَالَهُ الْكَمَالُ، وَعَلَّلَهُ بِالْحَرَجِ فَسَقَطَ الْإِشْكَالُ... (قَوْلُهُ: وَثَقْبِ انْضَمَّ) قَالَ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ: وَإِنْ انْضَمَّ الثُّقْبُ بَعْدَ نَزْعِ الْقُرْطِ وَصَارَ بِحَالٍ إنْ مَرَّ عَلَيْهِ الْمَاءُ يَدْخُلُهُ وَإِنْ غَفَلَ لَا فَلَا بُدَّ مِنْ إمْرَارِهِ وَلَا يَتَكَلَّفُ لِغَيْرِ الْإِمْرَارِ مِنْ إدْخَالِ عُودٍ وَنَحْوِهِ فَإِنَّ الْحَرَجَ مَدْفُوعٌ. (۲)

وكذا في البحر:

إِلَّا أَنَّ مَا يَتَعَذَّرُ إِيصَالُ الْمَاءِ إِلَيْهِ خَارِجٌ عَنْ قَضِيَّةِ النَّصِّ، وَكَذَا مَا يَتَعَسَّرُ؛ لِأَنَّ الْمُتَعَسِّرَ مَنْفِيٌّ كَالْمُتَعَذِّرِ كَدَاخِلِ الْعَيْنَيْنِ، فَإِنَّ فِي غَسْلِهِمَا مِنْ الْحَرَجِ مَا لَا يَخْفَى. (۳)

وكذا في نجم الفتاوى: (٤)

آب زمزم سے وضواور غسل کرنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آب زمزم سے وضواور غسل کرنا جائز ہے یانہیں؟

جواب: آب زمزم ایک متبرک پانی ہے اس کاادب واحترام کرنا چاہئے، اس لئے اگر کوئی دوسرا پانی موجود ہو تو بے وضو شخص کا اس سے وضو کرنا یا اسے غسل جنابت میں استعمال کرنا مناسب نہیں ہے، البتہ اگر باوضوآدمی اس سے تبرک کے طور پر وضو کرے یا پاک بدن والا شخص اس سے غسل کرے تو بلا کراہت جائز ہے۔ آب زمزم کو استنجاء کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں۔

كذا في الشامي:

(قوله: يُكْرَهُ الِاسْتِنْجَاءُ بِمَاءِ زَمْزَمَ لَا الِاغْتِسَالُ) وَكَذَا إزَالَةُ النَّجَاسَةِ الْحَقِيقِيَّةِ مِنْ ثَوْبِهِ أَوْ بَدَنِهِ، حَتَّى ذَكَرَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ تَحْرِيمَ ذَلِكَ. (۵)

==================

(۱) كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الأول في فرائضه، ۱/ ۱۳- ۱٤، ط: رشيدية.

(۲) كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل، ۱/ ۱۵۲- ۱۵۳، ط: سعيد.

(۳) كتاب الطهارة، ۱/ ۸۷، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، فصل في الوضوء، ۲/ ٦٠، ط: ياسين القرآن.

(۵) كتاب الحج، باب الهدى، مطلب في كراهية الاستنجاء بماء زمزم، ۲/ ٦۲۵، ط: سعيد.

وكذا في الهندية:

رَجُلٌ فِي الْبَادِيَةِ مَعَهُ مَاءُ زَمْزَمَ فِي الْقُمْقُمَةِ وَقَدْ رَصَّصَ رَأْسَهَا لَا يَجُوزُ التَّيَمُّمُ. (١)

وكذا في الخلاصة:

رَجُلٌ فِي الْبَادِيَةِ مَعَهُ مَاءُ زَمْزَمَ فِي الْقُمْقُمَةِ وَقَدْ رَصَّصَ رَأْسَهَا لَا يَجُوزُ التَّيَمُّمُ. (٢)

وكذا في كبيري غنية المستملي في شرح منية المصلي:

جل معه زمزم في قمقمة والحال أنه قد رصص رأس الإناء وهم يحمله للعطية... لا يجوز له التيمم عندنا. (٣)

وكذا في الطحطاوي حاشية مراقي الفلاح:

يجوز الاغتسال والتوضؤ بماء زمزم إن كان على طهارة للتبرك فلا ينبغي أن يغتسل به جنب ولا محدث ولا في مكان نجس ولا يستنجي به ولا يزال به نجاسة حقيقة وعن بعض العلماء تحريم ذلك، وقيل: إن بعض الناس استنجى به فحصل له باسور. (٤)

جس نے بدن پر نام وغیرہ گُدوایا ہو تو اس شخص کے وضو اور غسل کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے اپنے بازو پر نام گدوایا (لکھوایا) ہے، کیا اس شخص کا وضو، غسل اور نماز وغیرہ ہوگی یا نہیں کیونکہ حدیث مبارکہ میں ایسے شخص پر ممانعت آئی ہے؟

جواب: بدن پر نام وغیرہ گدوانا اگرچہ سخت ترین گناہ ہے مگر ایسے شخص کا وضو، غسل اور نماز درست ہوگی۔

كذا في صحيح البخاري:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَعَنَ النبي صلى الله عليه وسلم الوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ. (٥)

وكذا في صحيح مسلم:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَعَنَ الوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ،

---

(١) كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثالث في المتفرقات، ١/ ٣١، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارات، الماء الموضوع في الفلوات في الجب وغيره، ١/ ٣٣، ط: رشيدية.

(٣) فصل في التيمم، ص٦١، ط: نعمانيه.

(٤) كتاب الطهارة، ١/ ٢٢، ط: دار الكتب العلمية.

(٥) كتاب اللباس، باب الموصولة، ٢/ ٨٧٩، ط: قديمي.

وَالوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ. (١)

وكذا في تكملة فتح الملهم:

فَإِذَا جَمَدَ الدَّمُ وَالْتَأَمَ الْجُرْحُ بَقِيَ مَحَلُّهُ أَخْضَرَ، فَإِذَا غُسِلَ طَهُرَ؛ لِأَنَّهُ أَثَرٌ يَشُقُّ زَوَالُهُ؛ لِأَنَّهُ لَا يَزُولُ إِلَّا بِسَلْخِ الْجِلْدِ أَوْ جَرْحِهِ، فَإِذَا كَانَ لَا يُكَلَّفُ بِإِزَالَةِ الْأَثَرِ الَّذِي يَزُولُ بِمَاءٍ حَارٍّ أَوْ صَابُونٍ فَعَدَمُ التَّكْلِيفِ هُنَا أَوْلَى، فَإِنْ أُدْعِيَ أَنَّ بَقَاءَ اللَّوْنِ دَلِيلٌ عَلَى بَقَاءِ الْعَيْنِ رُدَّ بِأَنَّ الصَّبْغَ وَالاخْتِضَابَ كَذَلِكَ فَيَلْزَمُ عَدَمُ طَهَارَتِهِ، وَلَمَّا جُرِحَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُحُدٍ جَاءَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَأَحْرَقَتْ حَصِيرًا وَكَمَدَتْ بِهِ حَتَّى الْتَصَقَ بِالْجُرْحِ فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ. (٢)

وكذا في الشامية:

وَالْفَرْقُ بَيْنَ الْوَشْمَةِ وَبَيْنَ السِّنِّ... بِأَنَّ الْوَشْمَةَ امْتَزَجَتْ بِاللَّحْمِ وَالْتَأَمَتْ مَعَهُ بِخِلَافِ الصَّبْغِ نَقُولُ: إِنَّ مَا تَدَاخَلَ فِي اللَّحْمِ لَا يُؤْمَرُ بِغَسْلِهِ كَمَا لَوْ تَشَرَّبَتْ النَّجَاسَةُ فِي يَدِهِ مَثَلًا، وَمَا عَلَى سَطْحِ الْجِلْدِ مِثْلُ الْحِنَّاءِ وَالصَّبْغِ، وَقَدْ صَرَّحُوا بِأَنَّهُ لَوْ اكْتَحَلَ بِكُحْلٍ نَجِسٍ لَا يَجِبُ غَسْلُهُ، وَلَمَّا جُرِحَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُحُدٍ جَاءَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَأَحْرَقَتْ حَصِيرًا وَكَمَدَتْ بِهِ حَتَّى الْتَصَقَ بِالْجُرْحِ فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ. (٣)

داڑھ بھروانے کی صورت میں وضو اور غسل کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے چاندی سے داڑھ بھرائی کروائی ہو تو اس کا وضو اور غسل ہو جاتا ہے جبکہ پانی اندر تک نہیں جاتا؟

جواب: مذکورہ صورت میں وضو اور غسل دونوں درست ہو جائیں گے۔

كذا في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَلَا يَمْنَعُ) الطَّهَارَةَ (وَنِيمٌ) أَيْ خُرْءُ ذُبَابٍ وَبُرْغُوثٍ لَمْ يَصِلْ الْمَاءُ تَحْتَهُ (وَحِنَّاءٌ) وَلَوْ جُرْمُهُ بِهِ يُفْتَى...
(قوله: به يفتى) صَرَّحَ بِهِ فِي الْمُنْيَةِ عَنْ الذَّخِيرَةِ فِي مَسْأَلَةِ الْحِنَّاءِ وَالطِّينِ وَالدَّرَنِ مُعَلِّلًا بِالضَّرُورَةِ. (٤)

=================

(١) كتاب اللباس، باب تحريم فعل الواصلة، ٢/ ٢٠٤، ط: قديمي.

(٢) كتاب اللباس، باب تحريم فعل الواصلة، ٤/ ١١٥، ط: دار القلم.

(٣) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في حكم الوشم، ١/ ٣٣٠، ط: سعيد.

(٤) مطلب في أبحاث الغسل، ١/ ١٥٤، ط: سعيد.

وکذا في الهندية:

وَالْعَجِينُ فِي الظُّفْرِ يَمْنَعُ تَمَامَ الاِغْتِسَالِ وَالْوَسَخُ وَالدَّرَنُ لَا يَمْنَعُ وَالْقَرَوِيُّ وَالْمَدَنِيُّ سَوَاءٌ وَالتُّرَابُ وَالطِّينُ فِي الظُّفْرِ لَا يَمْنَعُ وَالصَّرَّامُ وَالصَّبَّاغُ مَا فِي ظُفْرِهِمَا يَمْنَعُ تَمَامَ الاِغْتِسَالِ وَقِيلَ كُلُّ ذَلِكَ يُجْزِيهِمْ لِلْحَرَجِ وَالضَّرُورَةِ، وَمَوَاضِعُ الضَّرُورَةِ مُسْتَثْنَاةٌ عَنْ قَوَاعِدِ الشَّرْعِ. (١)

وکذا في التاتارخانية:

الصرام والصباغ ما في ظفرهما يمنع تمام الغسل، وقيل في كل ذلك يجزيهم للحرج والضرورة. (٢)

وکذا في البحر:

وَمَا عَلَى ظُفْرِ الصَّبَّاغِ يَمْنَعُ وَقِيلَ لَا يَمْنَعُ لِلضَّرُورَةِ قَالَ فِي الْمُضْمَرَاتِ: وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى. (٣)

وكذا في حاشية الطحطاوي: (٤)

وكذا في مجمع الأنهر: (٥)

وكذا في المنية: (٦)

وضواور غسل میں پانی کی مقدار

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ وضواور غسل کے لئے کتنا پانی استعمال کرنا چاہیے؟

جواب: وضواور غسل کے لئے اسراف کئے بغیر جتنے پانی کی ضرورت ہو استعمال کرنا جائز ہے اس میں تحدید نہیں کیونکہ اصل مقصد یہ ہے کہ وضواور غسل مکمل طور پر کئے جائیں اس میں کوئی کمی نہ رہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وضواور غسل کے لئے مدّ اور صاع کی مقدار جو منقول ہے وہ فقہائے کرام کی تصریح کے مطابق کم سے کم مقدار ہے۔

مدّ اور صاع کی مقدار آج کل کے حساب سے اگر تفصیلاً دیکھنی ہو تو "اوزان شرعیہ" ص ٦١، ٦٢ کا مطالعہ کریں۔

کما في الدر المختار مع رد المحتار:

ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى كُلِّ بَدَنِهِ ثَلَاثًا مُسْتَوْعِبًا مِنْ الْمَاءِ الْمَعْهُودِ فِي الشَّرْعِ لِلْوُضُوءِ وَالْغُسْلِ وَهُوَ ثَمَانِيَةُ أَرْطَالٍ،

---

(١) كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، ١/ ١٣، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، الفصل الثالث في الغسل، نوع آخر في بيان فرائضه وسننه، ١/ ١١٥، ط: قديمي.

(٣) كتاب الطهارة، ١/ ٨٨، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، ١/ ٨٨، ط: رشيدية.

(٥) كتاب الطهارة، ١/ ٣٦، ط: رشيدية.

(٦) باب فرائض الغسل، ١/ ٤٣، ط: نعمانية.

وَقِيلَ: الْمَقْصُودُ عَدَمُ الإِسْرَافِ... الأَصْوَبُ حَذْفُ قِيلَ لِمَا فِي الْحِلْيَةِ أَنَّهُ نَقَلَ غَيْرُ وَاحِدٍ إِجْمَاعَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى أَنَّ مَا يُجْزِئُ فِي الْوُضُوءِ وَالْغُسْلِ غَيْرُ مُقَدَّرٍ بِمِقْدَارٍ. وَمَا فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ مِنْ أَنَّ أَدْنَى مَا يَكْفِي الْغُسْلَ صَاعٌ، وَفِي الْوُضُوءِ مُدٌّ لِلْحَدِيثِ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ. ''كَانَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ، وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ إِلَى خَمْسَةِ أَمْدَادٍ'' لَيْسَ بِتَقْدِيرٍ لَازِمٍ، بَلْ هُوَ بَيَانُ أَدْنَى الْقَدْرِ الْمَسْنُونِ.[1]

وكذا في الهندية:

ذُكِرَ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَأَدْنَى مَا يَكْفِي مِنَ الْمَاءِ لِلاغْتِسَالِ صَاعٌ لِلتَّوَضُّؤِ بِمُدٍّ. قَالَ بَعْضُ مَشَايِخِنَا رَحِمَهُمُ اللهُ: كَفَاهُ صَاعٌ إِذَا تَرَكَ الْوُضُوءَ، وَأَمَّا إِذَا جَمَعَ بَيْنَ الْوُضُوءِ وَالْغُسْلِ فَإِنَّهُ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ مِنْ غَيْرِ الصَّاعِ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ وَقَالَ عَامَّةُ مَشَايِخِنَا رَحِمَهُمُ اللهُ: الصَّاعُ كَافٍ لِلْغُسْلِ وَالْوُضُوءِ جَمِيعًا وَهُوَ الأَصَحُّ قَالَ مَشَايِخُنَا: هَذَا بَيَانُ مِقْدَارِ أَدْنَى الْكِفَايَةِ وَلَيْسَ بِتَقْدِيرٍ لَازِمٍ بَلْ إِنْ كَفَاهُ أَقَلُّ مِنْ ذَلِكَ نَقَصَ مِنْهُ وَإِنْ لَمْ يَكْفِهِ زَادَ عَلَيْهِ بِقَدْرِ مَا لَا إِسْرَافَ وَلَا تَقْتِيرَ. كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ. وَكَذَلِكَ لَوْ تَوَضَّأَ بِدُونِ الْمُدِّ وَأَسْبَغَ وُضُوءَهُ جَازَ هَكَذَا فِي شَرْحِ الطَّحَاوِيِّ.[2]

دھوپ کے ذریعے سے گرم کئے ہوئے پانی سے وضو کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر پانی سورج کی گرمائش سے گرم کیا جائے تو اس سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جس پانی کو دھوپ کے ذریعہ سے گرم کیا جائے اس سے وضو کرنا جائز ہے البتہ مکروہ تنزیہی ہے۔

كما في رد المحتار:

أَنَّ مِنْهَا أَنْ لَا يَكُونَ بِمَاءٍ مُشَمَّسٍ. وَبِهِ صَرَّحَ فِي الْحِلْيَةِ مُسْتَدِلًّا بِمَا صَحَّ عَنْ عُمَرَ مِنَ النَّهْيِ عَنْهُ؛ وَلِذَا صَرَّحَ فِي الْفَتْحِ بِكَرَاهَتِهِ، وَمِثْلُهُ فِي الْبَحْرِ وَقَالَ فِي مِعْرَاجِ الدِّرَايَةِ وَفِي الْقُنْيَةِ: وَتُكْرَهُ الطَّهَارَةُ بِالْمُشَمَّسِ. لِقَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا حِينَ سَخَّنَتْ الْمَاءَ بِالشَّمْسِ: لَا تَفْعَلِي يَا حُمَيْرَاءُ، فَإِنَّهُ يُورِثُ الْبَرَصَ، وَعَنْ عُمَرَ مِثْلُهُ.[3]

---

[1] كتاب الطهارة، مطلب في تحرير الصاع والمد والرطل، ١/ ١٥٨-١٥٩، ط: سعيد.

[2] كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث في المعاني الموجبة للغسل، ١/ ١٦، ط: رشيدية.

[3] كتاب الطهارة، باب المياه، ١/ ١٨٠، ط: سعيد.

وإذا مات لا وبال عليه، وعلى قياس قول أبي يوسف يصلي هكذا تشبيها بالصلاة وإن كان في طين ولا يقدر على الوضوء والتيمم يصلي بالإيماء ويعيد إذا قدر. (۱)

وكذا في بدائع الصنائع:

وَأَمَّا) الْمَحْبُوسُ فِي مَكَانٍ نَجِسٍ لَا يَجِدُ مَاءً وَلَا تُرَابًا نَظِيفًا فَإِنَّهُ لَا يُصَلِّي عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ: يُصَلِّي بِالْإِيمَاءِ ثُمَّ يُعِيدُ إذَا خَرَجَ، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَقَوْلُ مُحَمَّدٍ مُضْطَرِبٌ. (۲)

بیسن کے سامنے کھڑے ہو کر وضو کرنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل منہ ہاتھ دھونے کے لئے بیسن بنائے گئے ہیں جن میں کھڑے ہو کر منہ ہاتھ دھویا جاتا ہے کیا ان میں وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بیسن کے سامنے کھڑے ہو کر وضو کرنا جائز ہے البتہ وضو کے آداب میں سے ہے کہ بیٹھ کر وضو کیا جائے۔

كما في الحلبي الكبيري:

ومن الآداب أن يجلس المتوضئ مستقبل القبلة عند غسل سائر الأعضاء. ومن الآداب أن يكون جلوسه على مكان مرتفع. (۳)

وكذا في الدر المختار:

وَالْجُلُوسُ فِي مَكَانٍ مُرْتَفِعٍ تَحَرُّزًا عَنْ الْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ. وَعِبَارَةُ الْكَمَالِ: وَحِفْظُ ثِيَابِهِ مِنْ التَّقَاطُرِ، وَهِيَ أَشْمَلُ. (٤)

وكذا في مراقي الفلاح:

فآداب الوضوء الجلوس في مكان مرتفع تحرزا عن الغسالة واستقبال القبلة. (٥)

وكذا في فتاوى حقانية: (٦)

وضو سے فارغ ہونے پر انگلی سے اشارہ کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اکثر حضرات جب وضو سے فارغ ہو جاتے ہیں تو اپنی شہادت کی

---

(۱) كتاب الطهارة، الفصل الخامس في التيمم، نوع آخر من هذا الفصل في المتفرقات، ۱/ ۱۹۸، ط: قديمي.
(۲) كتاب الطهارة، فصل في التيمم، حكم المحبوس في المصر في المقان طاهر، ۱/ ۱۷۵، ط: رشيدية.
(۳) باب في آداب الوضوء، ص۲۸، ط: نعمانيه.
(٤) كتاب الطهارة، آداب الوضوء، ۱/ ۱۲۷، ط: سعيد.
(٥) كتاب الطهارة، باب في الوضوء، فصل من آداب الوضوء، ۱/ ۳٤، ط: المكتبة العصرية.
(٦) كتاب الطهارة، باب الوضوء، ۲/ ۵۰۸، ط: حقانية.

انگلی کو آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں پھر دعا کرتے ہیں، کیا اس انگلی کا آسمان کی طرف اٹھانا اس کا شریعت میں کوئی ثبوت ہے یا نہیں؟

جواب: وضو سے فارغ ہونے پر انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کرنے کو بعض فقہاء کرام نے ذکر کیا ہے مگر اِسے ضروری نہ سمجھا جائے۔

کما في صحیح مسلم:

مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ - أَوْ فَيُسْبِغُ - الْوَضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ. (١)

وكذا في الطحطاوي على مراقي الفلاح:

ذكر الغزنوي أنه يشير بسبابته حين النظر إلى السماء. (٢)

وكذا في الشامية:

وَزَادَ فِي الْمُنْيَةِ: وَأَنْ يَقُولَ بَعْدَ فَرَاغِهِ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ نَاظِرًا إِلَى السَّمَاءِ. (٣)

وكذا في بدائع الصنائع:

وَمِنْهَا: أَنْ يَدْعُوَ عِنْدَ كُلِّ فِعْلٍ مِنْ أَفْعَالِ الْوُضُوءِ بِالدَّعَوَاتِ الْمَأْثُورَةِ الْمَعْرُوفَةِ، وَأَنْ يَشْرَبَ فَضْلَ وُضُوئِهِ قَائِمًا، إِذَا لَمْ يَكُنْ صَائِمًا، ثُمَّ يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ، وَيَقُولَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ. (٤)

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

والإتيان بالشهادتين بعده، وأن يشرب من فضل الوضوء قائماً... عقب فراغه من الوضوء بعد رفع بصره إلى السماء وكذا يدعو به بعد الغسل. (٥)

وكذا في نجم الفتاوى: (٦)

وكذا في فتاوى رحيميه: (٧)

=====================

(١) كتاب الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء، ١/ ١٢٢، ط: قديمي.

(٢) كتاب الطهارة، فصل من آداب الوضوء أربعة عشر شيئا، ١/ ٧٧، ط: دار الكتب العلمية.

(٣) كتاب الطهارة، مطلب في بيان ارتقاء الحديث الضعيف... إلخ، ١/ ١٢٨، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، فصل آداب الوضوء، ١/ ١١٧- ١١٨، ط: رشيدية.

(٥) القسم الأول العبادات، الفصل الرابع الوضوء وما يتبعه، المطلب الخامس آداب الوضوء وفضائله، ١/ ٤١٠- ٤١٤، ط: نشر احسان.

(٦) كتاب الطهارة، فصل في المسائل الجديدة والمتفرقة المتعلقة بالطهارة، ٢/ ٢٠٣، ط: ياسين القرآن.

(٧) كتاب الطهارات، باب الوضوء، ٤/ ١٢، ط: دار الاشاعت.

فصل في السواك

ٹوتھ پیسٹ. برش وغیرہ کے استعمال کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ٹوتھ پیسٹ. برش وغیرہ مسواک کے قائم مقام ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور اس پر فضائل کی احادیث منطبق کرنا کیسا ہے؟ مدلل جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

جواب: واضح رہے کہ مسواک کا استعمال دو وجہوں سے سنت ہے، ایک تو خود مسواک کا استعمال کرنا دوسرا منہ کو صاف کرنا، ٹوتھ پیسٹ. برش کے استعمال سے منہ کی صفائی کی سنت تو ادا ہو جائے گی لیکن خود مسواک استعمال کرنے کی سنت پر عمل نہیں ہوگا اور نہ ہی مسواک استعمال کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دانتوں پر زردی دیکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دانتوں کی صفائی کا حکم دیا اور اس پر تنبیہ فرمائی۔

ایک حدیث شریف میں مسواک کو "مطهرة للفم" منہ کی صفائی فرمایا گیا ہے۔ اور بعض احادیث میں مسواک کی عدم موجودگی میں انگلی کے ذریعے صفائی کو مسواک کے قائم مقام قرار دیا ہے۔

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ مسواک کی ایک سنت منہ کی صفائی وستھرائی ہے، اس لئے ٹوتھ پیسٹ وغیرہ سے صفائی کی سنت تو ادا ہو جائے گی، البتہ آلہ سواک استعمال کرنے کا ثواب نہیں ملے گا اس لئے مسواک موجود ہو تو اسی کو استعمال کرے تاکہ دونوں سنتوں پر عمل ہو جائے۔

چونکہ مسواک کے فضائل سے متعلق جو احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں وہ خود مسواک کے استعمال پر ہیں اس لئے فضائل کی احادیث کو ٹوتھ پیسٹ وغیرہ پر چسپاں کرنا درست نہیں ہے۔

كما في مسند الإمام الأعظم:

أبو حنيفة عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ الرَّدَّادِ، عَنْ تَمَّامٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «مَا لِي أَرَاكُمْ قُلْحًا؟ اسْتَاكُوا، فَلَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ» ، وَفِي رِوَايَةٍ: «مَالِي أَرَاكُمْ تَدْخُلُونَ عَلَيَّ قُلْحًا؟ اسْتَاكُوا، فَلَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يَسْتَاكُوا عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، أَوْ عِنْدَ كُلِّ وُضُوءٍ. (١)

وكذا في سنن النسائي:

عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ. (٢)

(١) كتاب الطهارة، ص٣٣، ط: قديمي.

(٢) كتاب الطهارة: باب الترغيب في السواك، ١/٥، ط: قديمي.

وكذا في إعلاء السنن:

ثم اعلم أن الأصابع تقوم مقام السواك عند فقدانه ففي التلخيص الحبير (۲۵/ ۱) حديث يجري من السواك الأصابع رواه ابن عدي والدار قطني والبيهقي من حديث عبد الله بن المثنى عن النظر بن أنس رضي الله عنه أي مرفوعا وفي إسناده نظر وقال الضياء المقدسي لا أرى بسنده بأسا ... إلى أن قال صاحب التلخيص وأصح من ذلك ما رواه أحمد في مسنده من حديث علي بن أبي طالب أنه دعا بكونه من ماء فغسل وجهه وكفيه ثلاثا وتمضمض، فأدخل بعض أصابعه في فيه، الحديث. وفي آخره: هذا وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم... عن كثير بن عبد الله بن عمرو بن عوف المزني عن أبيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الأصابع تجري مجرى السواك إذا لم يكن سواك، رواه الطبراني في الأوسط، وفي الهداية: وعنده فقده يعالج بالإصبع لأنه عليه السلام فعل كذلك.[۱]

وكذا في ''جدید فقہی مسائل'':[۲]

نماز کی بناء کے لئے وضو کرتے وقت مسواک کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک آدمی جماعت کی نماز میں شریک ہوا اور دورانِ نماز اس کا وضوء ٹوٹ گیا، اب جب وہ دوبارہ وضوء کے لئے آئے گا تو وضو کے ساتھ مسواک کرے گا یا پہلے وضو والا مسواک کفایت کر جائے گا، جبکہ اس نے نماز کی بناء بھی کرنی ہے؟

جواب: جو شخص جماعت کے ساتھ نماز میں شریک ہو، دورانِ نماز اس کا وضو ٹوٹ جائے تو بناء کے لئے بھی وضو کرے گا، اس میں مسواک کرنا بھی شامل ہے، چونکہ مسواک کرنا ہر وضو کے لئے مستقلاً سنت ہے پہلے وضو والی مسواک کافی نہیں ہوگی۔

كما في إعلاء السنن:

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم بالسواك مع كل وضوء، أخرجه مالك وأحمد والنسائي... وأما ما أخرجه الجماعة عن أبي هريرة مرفوعا: لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم بالسواك عند كل صلاة، اه كما في نيل الأوطار.[۳]

---

[۱] كتاب الطهارات، باب سنية السواك، ۱/ ۷۳، ط: ادارة القرآن والعلوم الإسلامية.

[۲] عبادات، ۱/ ۶۵، ط: زمزم.

[۳] كتاب الطهارة، أبواب الوضوء، باب سنية السواك، ۱/ ۷۱، ط: إدارة القرآن.

وكذا في الهندية:

وَإِذَا تَوَضَّأَ يَتَوَضَّأُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَيَسْتَوْعِبُ رَأْسَهُ بِالْمَسْحِ وَيَتَمَضْمَضُ وَيَسْتَنْشِقُ وَيَأْتِي بِسَائِرِ السُّنَنِ وَهُوَ الْأَصَحُّ. كَذَا فِي التَّبْيِينِ. (١)

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

وإذا تعمد الحدث بطلت الصلاة بالإجماع، إلا في آخر الصلاة فلا تبطل عند الحنفية، وإن سبقه الحدث بطلت صلاته حالاً عند الشافعية والحنابلة، لقوله صلّى الله عليه وسلم: إذا فسا أحدكم في الصلاة، فلينصرف وليتوضأ وليعد صلاته. وقال الحنفية: لا تبطل في الحال وإنما تبطل بمكثه قدر أداء ركن بعد سبق الحدث مستيقظاً بلا عذر. فإن وجد عذر كرعاف مثلاً بنى على صلاته إن شاء (أي أكملها من بعد وقت العذر) بعد استكمال الطهارة، وإن شاء استأنف الصلاة، أي ابتدأها من جديد. (٢)

وفيه أيضا:

وحكمه عند الفقهاء: أنه سنة عند الحنفية لكل وضوء عند المضمضة، ومن فضائل الوضوء قبل المضمضة عند المالكية، لقوله صلّى الله عليه وسلم: «لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم بالسواك عند كل وضوء» (٣ إلاأنه إذا نسيه عند المضمضة في الوضوء فيندب للصلاة. (٣)

انگلیوں کو مسواک کی جگہ استعمال کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی شخص کے پاس مسواک نہ ہو یا مسواک ہو لیکن اس کے استعمال سے تکلیف ہوتی ہو تو انگلی مسواک کے قائم مقام ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر مسواک موجود نہ ہو یا اس کے استعمال سے تکلیف ہوتی ہو تو انگلی مسواک کے قائم مقام بن سکتی ہے۔

كما في رد المحتار:

(قَوْلُهُ: أَوْ الْأُصْبُعُ) قَالَ فِي الْحِلْيَةِ: ثُمَّ بِأَيِّ أُصْبُعٍ اسْتَاكَ لَا بَأْسَ بِهِ. وَالْأَفْضَلُ أَنْ يَسْتَاكَ بِالسَّبَابَتَيْنِ، يَبْدَأُ بِالسَّبَابَةِ الْيُسْرَى ثُمَّ بِالْيُمْنَى، وَإِنْ شَاءَ اسْتَاكَ بِإِبْهَامِهِ الْيُمْنَى وَالسَّبَّابَةِ الْيُمْنَى، يَبْدَأُ بِالْإِبْهَامِ مِنْ الْجَانِبِ الْأَيْمَنِ

(١) كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، ١/ ٩٤، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الصلاة، الشرط الثاني الطهارة عن الحدثين، ١/ ٧٢٩، ط: نشر إحسان.

(٣) الطهارات، المبحث الثاني السواك، ١/ ٤٥٥، ط: نشر إحسان.

فَوْقَ وَتَحْتَ، ثُمَّ السَّبَّابَةُ مِنْ الْأَيْسَرِ كَذَلِكَ.[۱]

وکذا في البحر الرائق:

وَتَقُومُ الْأُصْبُعُ أَوْ الْخِرْقَةُ الْخَشِنَةُ مَقَامَهُ عِنْدَ فَقْدِهِ أَوْ عَدَمِ أَسْنَانِهِ فِي تَحْصِيلِ الثَّوَابِ لَا عِنْدَ وُجُودِهِ وَالْأَفْضَلُ أَنْ يَبْدَأَ بِالسَّبَّابَةِ الْيُسْرَى ثُمَّ بِالْيُمْنَى.[۲]

عورتوں کا مسواک کی جگہ دنداسہ استعمال کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا مسواک کرنا عورتوں کے لئے بھی اسی طرح سنت ہے جیسے مردوں کے لئے سنت ہے؟ اگر عورتیں مسواک کی جگہ دنداسہ استعمال کریں تو ان کو مسواک کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

جواب: مسواک عورتوں کے لئے بھی سنت ہے، لیکن اگر ان کے مسوڑھے مسواک کے متحمل نہ ہوں تو ان کے لئے دنداسہ کا استعمال بھی مسواک کے قائم مقام ہے جبکہ مسواک کی نیت سے استعمال کریں، تاہم اس صورت میں مسنون مسواک کا ثواب نہیں ملے گا۔

کما في الشامية:

وَعِنْدَ فَقْدِهِ أَوْ فَقْدِ أَسْنَانِهِ تَقُومُ الْخِرْقَةُ الْخَشِنَةُ أَوْ الْأُصْبُعُ مَقَامَهُ، كَمَا يَقُومُ الْعِلْكُ مَقَامَهُ لِلْمَرْأَةِ مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَيْهِ. (قَوْلُهُ: كَمَا يَقُومُ الْعِلْكُ مَقَامَهُ) أَيْ فِي الثَّوَابِ إذَا وُجِدَتْ النِّيَّةُ، وَذَلِكَ أَنَّ الْمُوَاظَبَةَ عَلَيْهِ تُضْعِفُ أَسْنَانَهَا فَيُسْتَحَبُّ لَهَا فعله.[۳]

وکذا في تبيين الحقائق:

(والسواك) أي استعماله وذكره في كتاب الاستحسان من المحيط أن العلك للمرأة يقوم مقام السواك لأنها تخاف من السواك سقوط سنها لأن سنها أضعف من الرجل وهو مما ينقي لأسنان.[٤]

وکذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

وأدلة ذلك: ما روى الجماعة إلا البخاري والترمذي عن عائشة: كان النبي صلّى الله عليه وسلم إذا دخل بيته بدأ بالسواك. وروى ابن ماجه عن أبي أمامة: إني لأستاك، حتى لقد خشيت أن أُحفي مقادم فمي.[٥]

---

[۱] كتاب الطهارة، مطلب في منافع السواك، ١/ ١١٥، ط: سعيد.

[۲] كتاب الطهارة، سنن الوضوء، ١/ ٤٣، ط: رشيدية.

[۳] كتاب الطهارة، مطلب في منافع السواك، ١/ ١١٥، ط: سعيد.

[٤] كتاب الطهارة، ١/ ٣٥، ط: سعيد.

[٥] الباب الأول، الطهارات، المبحث الثاني السواك، ١/ ٤٥٦، ط: نشر احسان.

وكذا في امداد الفتاوى: [۱]

وكذا في فتاوى محمودية: [۲]

آپ کے مسائل اور ان کا حل: [۳]

کیا ٹوتھ برش سے مسواک کی سنت ادا ہو جائے گی؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ٹوتھ برش سے مسواک کی سنت ادا ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ مسواک میں دو چیزیں ہیں، ایک نظافت اور دوسرا مسنون مسواک کا استعمال، ٹوتھ برش سے نظافت تو حاصل ہو جائے گی لیکن مسنون مسواک کی سنت ادا نہ ہو گی جو کہ پیلو، نیم اور زیتون سے حاصل ہوتی ہے۔

كما في سنن النسائي:

قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ. [٤]

وكذا في الهندية:

(وَمِنْهَا السِّوَاكُ) وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ السِّوَاكُ مِنْ أَشْجَارٍ مُرَّةٍ؛ لِأَنَّهُ يُطَيِّبُ نَكْهَةَ الْفَمِ وَيَشُدُّ الْأَسْنَانَ وَيُقَوِّي الْمِعِدَةَ وَلْيَكُنْ رَطْبًا فِي غِلَظِ الْخِنْصَرِ وَطُولِ الشِّبْرِ وَلَا يَقُومُ الْأُصْبُعُ مَقَامَ الْخَشَبَةِ فَإِنْ لَمْ تُوجَدْ الْخَشَبَةُ فَحِينَئِذٍ يَقُومُ الْأُصْبُعُ مِنْ يَمِينِهِ مَقَامَ الْخَشَبَةِ. [٥]

وكذا في الحلبي الكبيري:

وذكر في مبسوط شيخ الإسلام ومن السنة: حالة المضمضة أن يستاك انتهى. وهذا إن كان له سواك وإلا أي وإن لم يكن له سواك فبالإصبع أي يعالج بالإصبع قال في المحيط قال على التشويص بالمسبحة والإبهام سواك وروى البيهقي وغيره من حديث أنس يرفعه يجزئ من السواك الأصابع وتكلم فيه. وعن عائشة رضي الله عنها قلت يا رسول الله الرجل يذهب فوه ويستاك، قال: نعم، قلت: كيف يصنع؟ قال: يدخل إصبعه في فيه. [٦]

---

[۱] كتاب الطهارة، فصل في الوضوء ونواقضه، ١/ ٦٣، ط: دار العلوم.

[۲] كتاب الطهارة، باب الوضوء، الفصل الثاني في سنن الوضوء، ٥/ ٤٩، ط: إدارة الفاروق.

[۳] وضو کے مسائل، ۳/ ۷٦، ط: لدھیانوی۔

[٤] كتاب الطهارة، باب الترغيب في السواك، ١/ ٥، ط: قديمي.

[٥] كتاب الطهارة، باب الوضوء، الفصل الثاني في سنن الوضوء، ١/ ٧، ط: رشيدية.

[٦] باب في آداب الوضوء، في بيان فضيلة المسواك، ١/ ٢٩، ط: نعمانية.

وکذا في الهداية:

والسواك لأنه عليه الصلاة والسلام كان يواظب عليه وعند فقده يعالج بالأصبع، لأنه عليه الصلاة والسلام فعل كذلك. (۱)

درس ترمذی: (۲)

وکذا في احسن الفتاوی: (۳)

وکذا في نجم الفتاوی: (٤)

وضو سے قبل اور بعد مسواک کرنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ وضو کے بعد مسواک کرنا جائز ہے یا نہیں جبکہ بعض حضرات سے سنا ہے کہ وضو کے بعد یا عام حالات میں مسواک کرنا حرام اور ناجائز ہے؟

جواب: وضو کے بعد مسواک کرنے کو حرام اور ناجائز کہنا درست نہیں، احناف کے نزدیک وضو سے پہلے مسواک کرنا سنت ہے اور اگر خون نکلنے کا اندیشہ نہ ہو تو نماز کے لئے کھڑے ہونے سے پہلے مسواک کرنا مستحب ہے، مسواک کرنا صرف وضو اور نماز کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ عام حالات میں بھی مسواک کرنا مستحب ہے۔

کما في الدر المختار:

وَالسِّوَاكُ) سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ كَمَا فِي الْجَوهرة عِنْدَ الْمَضْمَضَةِ، وَقِيلَ: قَبْلَهَا، وَهُوَ لِلْوُضُوءِ عِنْدَنَا إلَّا إذَا نَسِيَهُ فَيُنْدَبُ لِلصَّلَاةِ كَمَا يُنْدَبُ لِاصْفِرَارِ سِنٍّ وَتَغَيُّرِ رَائِحَةٍ وَقِرَاءَةِ قُرْآنٍ. (٥)

وکذا في الجوهرة النيرة:

(وقوله: والسواك هو سنة مؤكدة)... ثُمَّ السِّوَاكُ عِنْدَنَا مِنْ سُنَنِ الْوُضُوءِ وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ مِنْ سُنَنِ الصَّلَاةِ وَفَائِدَتُهُ إذَا تَوَضَّأَ لِلظُّهْرِ بِسِوَاكٍ وَبَقِيَ عَلَى وُضُوئِهِ إلَى الْعَصْرِ أَوْ الْمَغْرِبِ كَانَ السِّوَاكُ الْأَوَّلُ سُنَّةً لِلْكُلِّ

(۱) كتاب الطهارات، ١/ ١٩-٢٠، ط: رحمانية.

(۲) أبواب الطهارة، باب ما جاء في السواك، ١/ ٢٣٦، ط: دار العلوم.

(۳) كتاب الطهارة، باب الوضوء، ٤/ ١٧، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، فصل في الوضوء، ط: ٢/ ٣٨، ياسين القرآن.

(٥) كتاب الطهارة، مطلب في دلالة المفهوم، ١/ ١١٣، ط: سعيد.

عِنْدَنَا وَعِنْدَهُ يُسَنُّ أَنْ يَسْتَاكَ لِكُلِّ صَلَاةٍ، وَأَمَّا إِذَا نَسِيَ السِّوَاكَ لِلظُّهْرِ ثُمَّ ذَكَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَإِنَّهُ يُسْتَحَبُّ لَهُ أَنْ يَسْتَاكَ حَتَّى يُدْرِكَ فَضِيلَتَهُ وَتَكُونَ صَلَاتُهُ بِسِوَاكٍ إِجْمَاعًا. [1]

وکذا في الحلبي الكبيري:

ما ورد في الحديث أنه عليه السلام قال: السواك مطهرة للفم مرضاة للرب رواه ابن خزيمة في صحيحه ومنها ما روي في بعض الأحاديث أنه مطردة للشيطان مفرحة للملائكة ويكفر الخطيئة ويزيد في الحسنات ومنها أنه يذهب البخر والبلغم ويشد الأسنان ويقوي المعدة ويطيب نكهة الفم ويجلو البصر، قال الشيخ كمال الدين: ويستحب في خمسة مواضع: اصفرار السن وتغيير الرائحة والقيام من النوم والقيام إلى الصلاة وعند الوضوء. [2]

وکذا في رد المحتار:

قَالَ فِي إِمْدَادِ الْفَتَّاحِ: وَلَيْسَ السِّوَاكُ مِنْ خَصَائِصِ الْوُضُوءِ، فَإِنَّهُ يُسْتَحَبُّ فِي حَالَاتٍ مِنْهَا: تَغَيُّرُ الْفَمِ، وَالْقِيَامُ مِنَ النَّوْمِ وَإِلَى الصَّلَاةِ، وَدُخُولُ الْبَيْتِ، وَالِاجْتِمَاعُ بِالنَّاسِ، وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ؛ لِقَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ: إِنَّ السِّوَاكَ مِنْ سُنَنِ الدِّينِ فَتَسْتَوِي فِيهِ الْأَحْوَالُ كُلُّهَا. اهـ. وَفِي الْقُهُسْتَانِيِّ: وَلَا يَخْتَصُّ بِالْوُضُوءِ كَمَا قِيلَ، بَلْ سُنَّةٌ عَلَى حِدَةٍ عَلَى مَا فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ. وَفِي حَاشِيَةِ الْهِدَايَةِ أَنَّهُ مُسْتَحَبٌّ فِي جَمِيعِ الْأَوْقَاتِ، وَيُؤَكَّدُ اسْتِحْبَابُهُ عِنْدَ قَصْدِ التَّوَضُّؤِ فَيُسَنُّ أَوْ يُسْتَحَبُّ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ اهـ وَمِمَّنْ صَرَّحَ بِاسْتِحْبَابِهِ عِنْدَ الصَّلَاةِ أَيْضًا الْحَلَبِيُّ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ الصَّغِيرِ، وَفِي هَدِيَّةِ ابْنِ الْعِمَادِ أَيْضًا، وَفِي التَّاتَارْخَانِيَّة عَنْ التَّتِمَّةِ: وَيُسْتَحَبُّ السِّوَاكُ عِنْدَنَا عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَوُضُوءٍ وَكُلِّ مَا يُغَيِّرُ الْفَمَ وَعِنْدَ الْيَقَظَةِ. فَاغْتَنِمْ هَذَا التَّحْرِيرَ الْفَرِيدَ. [3]

وکذا في البحر الرائق:

لَيْسَ هُوَ مِنْ خَصَائِصِ الْوُضُوءِ بَلْ يُسْتَحَبُّ فِي مَوَاضِعَ: لِاصْفِرَارِ السِّنِّ وَتَغَيُّرِ الرَّائِحَةِ وَالْقِيَامِ مِنَ النَّوْمِ وَالْقِيَامِ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَوَّلِ مَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ وَعِنْدَ اجْتِمَاعِ النَّاسِ وَعِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ. [4]

---

[1] كتاب الطهارة، السواك، ۱/ ۷، ط: قديمي.

[2] الشرط الأول الطهارة من الحدث، باب في آداب الوضوء في بيان فضيلة السواك، ص۲۹، ط: نعمانية.

[3] كتاب الطهارة، مطلب في دلالة المفهوم، ۱/ ۱۱٤، ط: سعيد.

[4] كتاب الطهارة، سنن الوضوء، ۱/ ٤۲، ط: رشيدية.

باب في المسح على الخفين والجوربين وغيرها

موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء شرع عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ موزوں پر مسح صرف سیدھے ہاتھ سے کیا جائے یا دونوں ہاتھوں سے؟ صحیح طریقہ کیا ہے؟

جواب: مسح کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی انگلیاں دائیں پاؤں کے موزے کے سرے پر اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں پاؤں کے موزے کے سرے پر رکھی جائیں اور ٹخنوں سے اوپر تک ان کو اس طرح کھینچا جائے کہ انگلیاں کھلی رہیں۔

كذا في رد المحتار:

وَكَيْفِيَّتُهُ كَمَا ذَكَرَهُ قَاضِي خَانْ فِي شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِيرِ أَنْ يَضَعَ أَصَابعَ يَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى مُقَدَّمِ خُفِّهِ الْأَيْمَنِ وَأَصَابعَ يَدِهِ الْيُسْرَى عَلَى مُقَدَّمِ خُفِّهِ الْأَيْسَرِ مِنْ قِبَلِ الْأَصَابعِ، فَإِذَا تَمَكَّنَتْ الْأَصَابعُ يَمُدُّهَا حَتَّى يَنْتَهِيَ إلَى أَصْلِ السَّاقِ فَوْقَ الْكَعْبَيْنِ؛ لِأَنَّ الْكَعْبَيْنِ يَلْحَقُهُمَا فَرْضُ الْغُسْلِ وَيَلْحَقُهُمَا سُنَّةُ الْمَسْحِ، وَإِنْ وَضَعَ الْكَفَّيْنِ مَعَ الْأَصَابعِ كَانَ أَحْسَنَ هَكَذَا رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدٍ. (١)

وكذا في الهندية:

وَكَيْفِيَّةُ الْمَسْحِ أَنْ يَضَعَ أَصَابعَ يَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى مُقْدِمِ خُفِّهِ الْأَيْمَنِ وَيَضَعَ أَصَابعَ يَدِهِ الْيُسْرَى عَلَى مُقْدِمِ خُفِّهِ الْأَيْسَرِ وَيَمُدَّهُمَا إلَى السَّاقِ فَوْقَ الْكَعْبَيْنِ وَيُفَرِّجَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ. هَكَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ. (٢)

وكذا في فتح القدير:

صُورَتُهُ أَنْ يَضَعَ أَصَابعَ الْيُمْنَى عَلَى مُقَدَّمِ خُفِّهِ الْأَيْمَنِ وَأَصَابعَ الْيُسْرَى عَلَى مُقَدَّمِ الْأَيْسَرِ وَيَمُدُّهُمَا إلَى السَّاقِ فَوْقَ الْكَعْبَيْنِ وَيُفْرِجُ أَصَابِعَهُ، هَذَا هُوَ الْوَجْهُ الْمَسْنُونُ. (٣)

موٹی جرابوں پر مسح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ پہاڑی علاقوں میں مخصوص قسم کی جرابیں پائی جاتی ہیں جن کو بہت موٹے دھاگے سے بنایا جاتا ہے، ان میں کسی جگہ چمڑا لگا ہوا بھی نہیں ہوتا وہ خود بخود پنڈلی پر قائم بھی نہیں ہوتیں ہیں بلکہ کسی چیز سے

---

(١) كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، مطلب: اعراب قولهم إلا أن يقال، ١/ ١٦٧، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الأول في الأمور...، ١/ ٣٣، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارات، باب المسح على الخفين، ١/ ١٥٠، ط: دار الكتب العلمية.

باندھاجاتاہے،ایسی جرابوں پر مسح کرنا کیساہے؟اگر مسح کیاجائے اور پانی کی تری نیچے پاؤں تک نہ پہنچتی ہو تو پھر مسح کا کیا حکم ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں مذکورہ موزوں پر مسح جائز نہیں ہے۔

كما في الدر المختار:

(الثَّخِينَيْنِ) بِحَيْثُ يَمْشِي فَرْسَخًا وَيَثْبُتُ عَلَى السَّاقِ وَلَا يُرَى مَا تَحْتَهُ وَلَا يَشِفُّ إِلَّا أَنْ يَنْفُذَ إِلَى الْخُفِّ قَدْرُ الْغَرَضِ. (١)

وكذا في بدائع الصنائع:

وَأَمَّا الْمَسْحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ، فَإِنْ كَانَا مُجَلَّدَيْنِ، أَوْ مُنَعَّلَيْنِ، يُجْزِيهِ بِلَا خِلَافٍ عِنْدَ أَصْحَابِنَا وَإِنْ لَمْ يَكُونَا مُجَلَّدَيْنِ، وَلَا مُنَعَّلَيْنِ، فَإِنْ كَانَا رَقِيقَيْنِ يَشِفَّانِ الْمَاءَ، لَا يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَيْهِمَا بِالْإِجْمَاعِ، وَإِنْ كَانَا ثَخِينَيْنِ لَا يَجُوزُ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَعِنْدَ أَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ يَجُوزُ. وَرُوِيَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ رَجَعَ إِلَى قَوْلِهِمَا فِي آخِرِ عُمُرِهِ، وَذَلِكَ أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى جَوْرَبَيْهِ فِي مَرَضِهِ، ثُمَّ قَالَ لِعُوَّادِهِ: فَعَلْتُ مَا كُنْت أَمْنَعُ النَّاسَ عَنْهُ، فَاسْتَدَلُّوا بِهِ عَلَى رُجُوعِهِ. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ: وَالْجَوْرَبُ الْمُجَلَّدُ وَالْمُنَعَّلُ وَالثَّخِينُ) أَيْ يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَى الْجَوْرَبِ إِذَا كَانَ مُجَلَّدًا أَوْ مُنَعَّلًا أَوْ ثَخِينًا. (٣)

مروجہ جرابوں پر مسح کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ نائیلون کی مروجہ جرابوں پر مسح کو جائز کہتے ہیں، ان جرابوں پر مسح کا کیا حکم ہے؟

جواب: قرآن شریف میں وضو کے اندر پاؤں دھونے کا حکم آیا ہے، موزوں پر مسح کا جواز احادیث مشہورہ متعددہ کی بناء پر ہے، ہمارے زمانے کی مروجہ جرابیں نہ موزے ہیں اور نہ موزوں کے حکم میں، ہیں، اس لئے ان پر مسح کرنا جائز نہیں، بعض لوگ جو اس طرح کے موزوں پر مسح کے قائل ہیں ان کا قول جمہور فقہاء کے خلاف ہے، اس لئے اس کا اعتبار نہیں۔

(١) كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٢٦٩، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، باب المسح على الجورب، ١/ ٨٣، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ١/ ٣١٧، ط: رشيدية.

كما في البحر:

لا يجوز المسح على الجورب الرقيق من غزل أو شعر بلا خلاف. [١]

وكذا في البدائع:

وَأَمَّا الْمَسْحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ، فَإِنْ كَانَا مُجَلَّدَيْنِ، أَوْ مُنَعَّلَيْنِ، يُجْزِيهِ بِلَا خِلَافٍ عِنْدَ أَصْحَابِنَا وَإِنْ لَمْ يَكُونَا مُجَلَّدَيْنِ، وَلَا مُنَعَّلَيْنِ، فَإِنْ كَانَا رَقِيقَيْنِ يَشِفَّانِ الْمَاءَ، لَا يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَيْهِمَا بِالْإِجْمَاعِ. [٢]

وكذا في الفقه الحنفي:

فالجوارب الرقيقة لا يصح المسح عليها؛ لأن الجورب في عرف السلف ما كان متخذا للدف وتسخين الرجلين وهو الثخين المتخذ من الصوف. [٣]

وكذا في فتاوى عثماني: [٤]

موزوں پر مسح کرنے کا حکم

موزوں پر مسح کرنا شرعاً کیسا ہے؟ اور اس کے منکر کا کیا حکم ہے؟

جواب: موزوں پر مسح کا جواز احادیث مشہورہ سے ثابت ہے، اور اس کا منکر گمراہ اور اہل سنت والجماعت سے خارج ہے۔

كما في صحيح البخاري:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ «النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ. [٥]

وكذا في البدائع:

وَلَنَا مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: يَمْسَحُ الْمُقِيمُ عَلَى الْخُفَّيْنِ يَوْمًا وَلَيْلَةً، وَالْمُسَافِرُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهَا، وَهَذَا حَدِيثٌ مَشْهُورٌ رَوَاهُ جَمَاعَةٌ مِنْ الصَّحَابَةِ مِثْلِ عُمَرَ، وَعَلِيٍّ... وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ... وَكَذَا الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعُوا عَلَى جَوَازِ الْمَسْحِ قَوْلًا، وَفِعْلًا. [٦]

---

[١] كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ١/ ٣١٨، ط: رشيدية.

[٢] كتاب الطهارة، باب المسح على الجوربين، ١/ ٨٣، ط: رشيدية.

[٣] كتاب الطهارة، باب المسح على الجوربين، ١/ ٩٧، ط: وحيدي.

[٤] كتاب الطهارة، فصل في المسح على الخفين، ١/ ٣٣٧، ط: معارف القرآن.

[٥] كتاب الوضوء، باب المسح على الخفين، ١/ ٣٣، ط: قديمي.

[٦] كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ١/ ٧٦، ط: رشيدية.

وكذا في البحر الرائق:

وَقَدْ جَاءَتْ السُّنَّةُ بِجَوَازِهِ قَوْلًا وَفِعْلًا حَتَّى قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ مَا قُلْت بِالْمَسْحِ حَتَّى جَاءَنِي فِيهِ مِثْلُ ضَوْءِ النَّهَارِ وَعَنْهُ أَخَافُ الْكُفْرَ عَلَى مَنْ لَمْ يَرَ الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ؛ لِأَنَّ الْآثَارَ الَّتِي جَاءَتْ فِيهِ فِي حَيِّزِ التَّوَاتُرِ... وَقَالَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ الدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ مُنْكِرَ الْمَسْحِ ضَالٌّ مُبْتَدِعٌ مَا رُوِيَ أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ سُئِلَ عَنْ مَذْهَبِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فَقَالَ هُوَ أَنْ تُفَضِّلَ الشَّيْخَيْنِ وَتُحِبَّ الْخَتَنَيْنِ وَتَرَى الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ. (١)

وكذا في مجمع الأنهر:

وَالْأَخْبَارُ فِي جَوَازِ الْمَسْحِ كَثِيرَةٌ... قَالَ الْكَرْخِيُّ مَنْ أَنْكَرَ الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ يُخْشَى عَلَيْهِ الْكُفْرُ. (٢)

پلاستر پر مسح کا حکم

اگر کسی کا ہاتھ یا پاؤں ٹوٹ گیا ہو اور اس پر پلاستر چڑھا ہوا ہو تو اس پر مسح کرنا ضروری ہے یا اس کو دھونا ضروری ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں پلاستر کے اوپر سے ہاتھ گیلا کر کے مسح کر لینا کافی ہے۔

كذا في حاشية الشلبي على تبيين الحقائق:

يجوز المسح على الجبائر إذا كان يضره المسح على الجراحة وإذا كان لا يضره المسح على الجراحة لا يجوز المسح على الجبائر. (٣)

وكذا في البحر الرائق:

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا خِلَافَ فِي أَنَّهُ إذَا كَانَ الْمَسْحُ عَلَى الْجَبِيرَةِ يَضُرُّهُ أَنَّهُ يَسْقُطُ عَنْهُ الْمَسْحُ؛ لِأَنَّ الْغَسْلَ يَسْقُطُ بِالْعُذْرِ فَالْمَسْحُ أَوْلَى، وَإِنَّمَا الْخِلَافُ فِيمَا إذَا كَانَ لَا يَضُرُّهُ فَفِي الْمُحِيطِ وَلَوْ تَرَكَ الْمَسْحَ عَلَى الْجَبَائِرِ وَالْمَسْحُ يَضُرُّهُ جَازَ. (٤)

وكذا في بدائع الصنائع:

لِأَنَّ الْحَاجَةَ تَدْعُو إلَى الْمَسْحِ عَلَى الْجَبَائِرِ؛ لِأَنَّ فِي نَزْعِهَا حَرَجًا وَضَرَرًا وَأَمَّا) شَرَائِطُ جَوَازِهِ فَهُوَ أَنْ يَكُونَ

(١) كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ١/ ٢٨٨، ط: رشيدية.
(٢) كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ١/ ٦٨، ط: حبيبية.
(٣) كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ١/ ١٥٣، ط: سعيد.
(٤) كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ١/ ٣٢١، ط: رشيدية.

الْغَسْلُ مِمَّا يَضُرُّ بِالْعُضْوِ الْمُنْكَسِرِ وَالْجُرْحِ وَالْقَرْحِ، أَوْ لَا يَضُرُّهُ الْغَسْلُ لَكِنَّهُ يُخَافُ الضَّرَرَ مِنْ جِهَةٍ أُخْرَى بِنَزْعِ الْجَبَائِرِ فَإِنْ كَانَ لَا يَضُرُّهُ، وَلَا يُخَافُ لَا يَجُوزُ، وَلَا يَسْقُطُ الْغَسْلُ؛ لِأَنَّ الْمَسْحَ لِمَكَانِ الْعُذْرِ ولا عذر. (۱)

وکذا في فتح القدير:

ثُمَّ الْمَسْحُ عَلَيْهَا إِنَّمَا يَجُوزُ إِذَا لَمْ يَضُرَّهُ الْغَسْلُ أَوْ الْمَسْحُ عَلَى نَفْسِ الْقُرْحَةِ وَالْجِرَاحَةِ حَتَّى لَوْ لَمْ يَضُرَّهُ بِالْمَاءِ الْحَارِّ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ وَجَبَ اسْتِعْمَالُهُ. (۲)

ٹوپی یا عمامہ پر مسح کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی آدمی سر پر مسح کرنے کے بجائے ٹوپی یا عمامہ پر اور عورت اپنے دوپٹے پر مسح کرے تو کیا حکم ہے؟

جواب: سر پر مسح کرنے کے بجائے ٹوپی، عمامہ اور دوپٹے کے اوپر مسح کرنے سے مسح درست نہیں ہوتا اس لئے مرد کو چاہئے کہ ٹوپی اور عمامہ وغیرہ کو اتار کر جبکہ عورت دوپٹہ ہٹا کر سر کا مسح کرے۔

کما في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ: لَا عَلَى عِمَامَةٍ وَقَلَنْسُوَةٍ وَبُرْقُعٍ وَقُفَّازَيْنِ) أي لا يجوز المسح على هذه الأشياء العمامة والقلنسوة. (۳)

وکذا في الهداية:

(وَلَا يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَى الْعِمَامَةِ وَالْقَلَنْسُوَةِ وَالْبُرْقُعِ وَالْقُفَّازَيْنِ) لِأَنَّهُ لَا حَرَجَ فِي نَزْعِ هَذِهِ الْأَشْيَاءِ وَالرُّخْصَةُ لَدَفْعِ الْحَرَجِ. (٤)

وکذا في بدائع الصنائع:

وَلَا يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَى الْعِمَامَةِ، وَالْقَلَنْسُوَةِ، لِأَنَّهُمَا يَمْنَعَانِ إصَابَةَ الْمَاءِ الشَّعْرَ، وَلَا يَجُوزُ مَسْحُ الْمَرْأَةِ عَلَى خِمَارِهَا، لِمَا رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَدْخَلَتْ يَدَهَا تَحْتَ الْخِمَارِ، وَمَسَحَتْ بِرَأْسِهَا وَقَالَتْ: بِهَذَا أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إلَّا إذَا كَانَ الْخِمَارُ رَقِيقًا يُنْفِذُ الْمَاءَ إلَى شَعْرِهَا، فَيَجُوزُ لِوُجُودِ الْإِصَابَةِ. وَلَوْ أَصَابَ رَأْسَهُ الْمَطَرُ مِقْدَارَ الْمَفْرُوضِ أَجْزَأَهُ مَسَحَهُ بِيَدِهِ أَوْ لَمْ يَمْسَحْهُ؛ لِأَنَّ الْفِعْلَ لَيْسَ بِمَقْصُودٍ فِي الْمَسْحِ،

---

(۱) كتاب الطهارة، باب المسح على الجبائر، ۱/ ۹۰، ط: رشيدية.

(۲) كتاب الطهارات، باب مسح على الخفين، ۱/ ۱٦۱، ط: دار الكتب العلمية.

(۳) كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ۱/ ۳۱۹، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ۱/ ٦۰، ط: رحمانية.

وَإِنَّمَا الْمَقْصُودُ هُوَ وُصُولُ الْمَاءِ إِلَى ظَاهِرِ الشَّعْرِ، وَقَدْ وُجِدَ. (۱)

وکذا في مجمع الأنهر:

(لَا) يَجُوزُ الْمَسْحُ (عَلَى عِمَامَةٍ... وَقَلَنْسُوَةٍ... وَبُرْقُعٍ وَقُفَّازَيْنِ)... وَإِنَّمَا لَمْ يَجُزْ عَلَيْهَا؛ لِأَنَّ الْمَسْحَ لِدَفْعِ الْحَرَجِ وَلَا حَرَجَ فِي نَزْعِهَا لَكِنْ لَوْ مَسَحَتْ عَلَى خِمَارِهَا وَنَفَذَتْ الْبِلَّةُ إِلَى رَأْسِهَا حَتَّى ابْتَلَّ قَدْرُ الرُّبُعِ جَازَ. (۲)

باریک جرابوں پر مسح کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ موجودہ دور میں باریک جرابیں جو بازار میں عام مل جاتی ہیں، ان پر مسح کا کیا حکم ہے جائز ہے یا ناجائز؟ نیز یہ کہ شرعاً کس قسم کی جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے، اور کن پر نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ جن چمڑے کے موزوں پر مسح کیا جاتا ہے، ان پر مسح کرنے کی کچھ شرائط ہیں، وہ موزے اتنے موٹے ہوں کہ اگر ان پر پانی گرے تو پانی ان میں سرایت نہ کرے، اور ان کو پہن کر جوتوں کے بغیر پیدل ایک دو میل چلا جاسکے، بغیر کسی چیز کے سہارے وہ پنڈلی پر ٹھہر سکیں، اور پاؤں کو چھپانے والے ہوں، یہ شرائط جن موزوں میں پائی جائیں ان پر مسح کرنا درست ہے، چونکہ مذکورہ بالا باریک جرابوں میں یہ شرائط نہیں پائی جاتیں، اس لئے ان باریک جرابوں پر مسح کرنا درست نہیں، بلکہ وضو کرتے ہوئے پاؤں کو دھونا لازم ہے۔

کما في البحر الرائق:

ثُمَّ الْخُفُّ الَّذِي يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَيْهِ مَا يَكُونُ صَالِحًا لِقَطْعِ الْمَسَافَةِ وَالْمَشْيِ الْمُتَتَابِعِ عَادَةً وَيَسْتُرُ الْكَعْبَيْنِ وَمَا تَحْتَهُمَا وَمَا لَيْسَ كَذَلِكَ لَا يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَيْهِ. (۳)

وکذا في الهندية:

(مِنْهَا) أَنْ يَكُونَ الْخُفُّ مِمَّا يُمْكِنُ قَطْعُ السَّفَرِ بِهِ وَتَتَابُعُ الْمَشْيِ عَلَيْهِ وَيَسْتُرُ الْكَعْبَيْنِ. (٤)

وکذا في الدر المختار:

بِحَيْثُ يَمْشِي فَرْسَخًا وَيَثْبُتُ عَلَى السَّاقِ وَلَا يُرَى مَا تَحْتَهُ وَلَا يَشِفُّ إِلَّا أَنْ يَنْفُذَ إِلَى الْخُفِّ قَدْرُ الْغَرَضِ. (٥)

====================

(۱) كتاب الطهارة، باب المسح على العمامة والقلنسوة، ۱/ ۷۱، ط: رشيدية.

(۲) كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ۱/ ۷٥، ط: حبيبية.

(۳) كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ۱/ ۳۱۳، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الأول في الأمور التي إلخ، ۱/ ۳۲، ط: رشيدية.

(٥) كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، مطلب: اعراب قولهم إلا أن يقال، ۱/ ۲٦۹، ط: سعيد.

وكذا في التاتارخانية:

الخف الذي يجوز المسح عليه ما يمكن قطع السفر به وتتابع المشي عليه ويستر الكعبين وما تحتهما. (١)

وكذا في فتح القدير:

(قَوْلُهُ وَلَهُ أَنَّهُ لَيْسَ فِي مَعْنَى الْخُفِّ) لَا شَكَّ أَنَّ الْمَسْحَ عَلَى الْخُفِّ عَلَى خِلَافِ الْقِيَاسِ فَلَا يَصْلُحُ إلْحَاقُ غَيْرِهِ بِهِ إلَّا إذَا كَانَ بِطَرِيقِ الدَّلَالَةِ وَهُوَ أَنْ يَكُونَ فِي مَعْنَاهُ، وَمَعْنَاهُ السَّاتِرُ لِمَحِلِّ الْفَرْضِ الَّذِي هُوَ بِصَدَدِ مُتَابَعَةِ الْمَشْيِ فِيهِ فِي السَّفَرِ وَغَيْرِهِ. (٢)

وكذا في بدائع الصنائع:

وَإِنْ لَمْ يَكُونَا مُجَلَّدَيْنِ، وَلَا مُنَعَّلَيْنِ، فَإِنْ كَانَا رَقِيقَيْنِ يَشِفَّانِ الْمَاءَ، لَا يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَيْهِمَا بِالْإِجْمَاعِ. (٣)

وفيه أيضا:

فَكُلُّ مَا كَانَ فِي مَعْنَى الْخُفِّ فِي إدْمَانِ الْمَشْيِ عَلَيْهِ، وَإِمْكَانِ قَطْعِ السَّفَرِ بِهِ، يَلْحَقُ بِهِ، وَمَا لَا، فَلَا وَمَعْلُومٌ أَنَّ غَيْرَ الْمُجَلَّدِ، وَالْمُنَعَّلِ، مِنْ الْجَوَارِبِ لَا يُشَارِكُ الْخُفَّ فِي هَذَا الْمَعْنَى، فَتَعَذَّرَ الْإِلْحَاقُ، عَلَى أَنَّ شَرْعَ الْمَسْحِ إنْ ثَبَتَ لِلتَّرْفِيهِ، لَكِنَّ الْحَاجَةَ إلَى التَّرْفِيهِ، فِيمَا يَغْلِبُ لُبْسُهُ، وَلُبْسُ الْجَوَارِبِ مِمَّا لَا يَغْلِبُ، فَلَا حَاجَةَ فِيهَا إلَى التَّرْفِيهِ، فَبَقِيَ أَصْلُ الْوَاجِبِ بِالْكِتَابِ، وَهُوَ غَسْلُ الرِّجْلَيْنِ. (٤)

وكذا في التاتارخانية:

أما المسح على الجوارب فلا يخلو إما أن يكون الجورب رقيقا غير منعل وفي هذا الوجه لا يجوز المسح بلا خلاف. (٥)

====================

(١) كتاب الطهارة، الفصل السادس في المسح على الخفين، نوع آخر في بيان ما يجوز عليه المسح من الخفاف إلخ، ٢٠١/١، ط: قديمي.

(٢) كتاب الطهارات، باب المسح على الخفين، ١/ ١٥٨، ط: دار الكتب العلمية.

(٣) كتاب الطهارة، باب المسح على الجوارب، ١/ ٨٣، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، باب المسح على الجوارب، ١/ ٨٤، ط: رشيدية.

(٥) كتاب الطهارة، الفصل السادس في المسح على الخفين، نوع آخر في بيان ما يجوز عليه المسح من الخفاف إلخ، ٢٠٢/١، ط: قديمي.

پنڈلی کے اوپر سے پھٹے ہوئے موزے پر مسح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ موزہ اگر پنڈلی کے اوپر سے جو کہ ٹخنوں سے اوپر کا حصہ ہے پھٹا ہوا ہو تو ایسے موزوں پر مسح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مذکورہ موزہ پر مسح کرنا جائز ہے۔

كما في البحر الرائق:

وَالْخَرْقُ أَعْلَى الْكَعْبِ لَا يَمْنَعُ؛ لِأَنَّهُ لَا عِبْرَةَ بِلُبْسِهِ وَالْخَرْقُ فِي الْكَعْبِ وَمَا تَحْتَهُ هُوَ الْمُعْتَبَرُ فِي الْمَنْعِ. (١)

وكذا في الشامية:

فَالْخَرْقُ فَوْقَهُ لَا يَمْنَعُ؛ لِأَنَّ الزَّائِدَ عَلَى الْكَعْبِ لَا عِبْرَةَ بِهِ. (٢)

وكذا في تبيين الحقائق:

والخرق فوق الكعب لا يمنع لأنه لا عبرة بلبسه والخرق في الكعب وما تحته هو المعتبر في المنع. (٣)

وكذا في الجوهرة النيرة: (٤)

وكذا في قاضي خان: (٥)

مسائل رفعت قاسمی: (٦)

مسح علی الخفین کے منکر کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو شخص مسح علی الخفین کا منکر ہو تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: مسح علی الخفین کا منکر مبتدع ہے اور اہل سنت والجماعت سے خارج ہے۔

كما في الشامية:

وَالْحَقُّ الِاتِّفَاقُ عَلَى عَدَمِ الْإِكْفَارِ بِإِنْكَارِ الْمَشْهُورِ لِآحَادِيَّةِ أَصْلِهِ، فَلَمْ يَكُنْ تَكْذِيبًا لَهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

---

(١) كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ١/ ٣٠٦، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ١/ ٢٧٣، ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ١/ ١٤٦، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ١/ ٣٢، ط: قديمي.

(٥) كتاب الطهارة، فصل في المسح على الخفين، ١/ ٢٤، ط: اشرفيه.

(٦) مسائل خفین، موزہ کی پھٹن کی مقدار، ١/ ٤٣، ط: سید احمد شہید۔

بَلْ ضَلَالَةً لِتَخْطِئَةِ الْمُجْتَهِدِينَ. (١)

وکذا في البدائع:

فَكَانَ الْجُحُودُ رَدًّا عَلَى كِبَارِ الصَّحَابَةِ، وَنِسْبَةَ إِيَّاهُمْ إِلَى الْخَطَأِ، فَكَانَ بِدْعَةً. (٢)

وکذا في التاتارخانية:

وقال الكرخي رحمه الله: من أنكر المسح على الخفين يخشى عليه الكفر، قال أبو يوسف رحمه الله: من أنكر المسح على الخفين يكفر وفي الكافي: من لم يره يدع. (٣)

وکذا في البحر الرائق:

قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى: مَا قُلْت بِالْمَسْحِ حَتَّى جَاءَنِي فِيهِ مِثْلُ ضَوْءِ النَّهَارِ. وعنه: أَخَافُ الْكُفْرَ عَلَى مَنْ لَمْ يَرَ الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ؛ لِأَنَّ الْآثَارَ الَّتِي وَرَدَتْ فِيهِ فِي حَيِّزِ التَّوَاتُرِ. (٤)

وکذا في الفقه الحنفي:

إن من لم يره كان مبتدعا لكن من رآه ثابتا ثم لم يمسح أخذا بالعزيمة كان مأجورا. (٥)

پٹی پر مسح کے بعد پٹی گر گئی

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی شخص کے بازو پر زخم ہو اور اس پر پٹی لگی ہو، وضو کے دوران پٹی پر مسح کے بعد اگر پٹی تبدیل کردی اور پٹی بدلی تو آیا یہ شخص دوبارہ مسح کرے گا یا نہیں؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں زخم کے ٹھیک ہوئے بغیر پٹی کے گرنے سے اس پر کیا ہوا مسح باطل نہیں ہوگا، لہٰذا دوبارہ مسح کرنے کی ضرورت نہیں۔

کما في الفقه الإسلامي وأدلته:

وإن سقطعت عن غير برء لم يبطل المسح؛ لأن العذر قائم والمسح عليها كالغسل. (٦)

==================

(١) كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ١/ ٤٩٤، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ١/ ٧٧، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ١/ ٢٦٢، ط: ادارة القرآن علوم اسلاميه.

(٤) كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ١/ ٢٨٨، ط: رشيدية.

(٥) كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ١/ ٩٤، ط: وحيدي.

(٦) كتاب الطهارة، باب نواقض المسح على الجبير، ١/ ٥٠٩، ط: نشر احسان.

وكذا في التنوير مع الدر المختار:

والمسح يبطله سقوطها عن برء وإلا لا. [۱]

وكذا في البحر الرائق:

(وَإِنْ سَقَطَتْ عَنْ بُرْءٍ بَطَلَ، وَإِلَّا لَا) أَيْ إنْ سَقَطَتْ الْجَبِيرَةُ عَنْ بُرْءٍ بَطَلَ الْمَسْحُ لِزَوَالِ الْعُذْرِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ السُّقُوطُ عَنْ بُرْءٍ لَا يَبْطُلُ الْمَسْحُ لِقِيَامِ الْعُذْرِ الْمُبِيحِ لِلْمَسْحِ. [۲]

وكذا في تبيين الحقائق:

قَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ: (وَإِلَّا لَا) أَيْ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ السُّقُوطُ عَنْ بُرْءٍ لَا يَبْطُلُ الْمَسْحُ لِقِيَامِ الْعُذْرِ الْمُبِيحِ لِلْمَسْحِ. [۳]

وكذا في احسن الفتاوى: [٤]

عورتوں کے لئے موزوں پر مسح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقے میں بہت سردی ہے مرد حضرات موزے پہنتے ہیں اور اس پر مسح کرتے ہیں کیا عورتیں بھی موزوں پر مسح کر سکتی ہیں؟

جواب: عورتیں بھی مردوں کی طرح موزوں پر مسح کر سکتی ہیں جبکہ موزوں پر مسح کی تمام شرطیں پائی جاتی ہوں۔

كما في التنوير وشرحه:

والرجل والمرأة والمحدث والجنب في المسح عليها وعلى توابعها سواء اتفاقا. [٥]

وكذا في الهندية:

المرأة في المسح على الخفين بمنزلة الرجل لاستوائهما في المعنى المجوز للمسح. [٦]

وكذا في خير الفتاوى: [۷]

===================

[۱] كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ۱/ ۲۸۱، ط: سعيد.

[۲] كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ۱/ ۳۲۷، ط: رشيدية.

[۳] كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ۱/ ۱٥٦، ط: سعيد.

[٤] كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين والجبيرة، ۲/ ٦۳، ط: سعيد.

[٥] كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ۱/ ۲۸۱، ط: سعيد.

[٦] كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الثاني في نواقض المسح، ۱/ ۳٦، ط: رشيدية.

[۷] كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين والجوربين والجبائر، ۲/ ۱۳۲، ط: امداديه.

فصل في نواقض الوضوء

شرمگاہ میں انگلی داخل کرنے سے وضو اور غسل کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض عورتیں کثرت شہوت کی وجہ سے انگلی اپنی شرمگاہ میں داخل کر دیتی ہیں، آیا اس صورت میں اگر وہ باوضو ہے تو وضو ٹوٹے گا یا نہیں، اور غسل کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں اس عورت کا وضو ٹوٹ جائے گا اور اس پر غسل بھی واجب ہو جائے گا۔

کما في المرقاة:

وحاصل ما يوجب الجنابة خروج المني عن الإيلاج في الآدمي الحي لا الميت والبهيمة ما لم ينزل... واعلم أن مطلق الإيلاج في الآدمي يتناول إيلاج الذكر في القبل والدبر وإيلاج الإصبع.[١]

وكذا في الشامية:

قَالَ فِي التَّجْنِيسِ: رَجُلٌ أَدْخَلَ إصْبَعَهُ فِي دُبُرِهِ وَهُوَ صَائِمٌ اُخْتُلِفَ فِي وُجُوبِ الْغُسْلِ وَالْقَضَاءِ. وَالْمُخْتَارُ أَنَّهُ لَا يَجِبُ الْغُسْلُ وَلَا الْقَضَاءُ... وَقَيَّدَ بِالدُّبُرِ؛ لِأَنَّ الْمُخْتَارَ وُجُوبُ الْغُسْلِ فِي الْقُبُلِ إذَا قَصَدَتْ الِاسْتِمْتَاعَ؛ لِأَنَّ الشَّهْوَةَ فِيهِنَّ غَالِبَةٌ فَيُقَامُ السَّبَبُ مَقَامَ الْمُسَبَّبِ دُونَ الدُّبُرِ لِعَدَمِهَا نُوحٌ أَفَنْدِي.[٢]

وكذا في شرح البحر الرائق:

وَفِي فَتْحِ الْقَدِيرِ أَنَّ فِي إدْخَالِ الْإِصْبَعِ الدُّبُرَ خِلَافًا إلَخْ) ذَكَرَ الْعَلَّامَةُ الْحَلَبِيُّ هُنَا تَفْصِيلًا فَقَالَ وَالْأَوْلَى أَنْ يَجِبَ فِي الْقُبُلِ إذَا قَصَدَ الِاسْتِمْتَاعَ لِغَلَبَةِ الشَّهْوَةِ؛ لِأَنَّ الشَّهْوَةَ فِيهِنَّ غَالِبَةٌ فَيُقَامُ السَّبَبُ مَقَامَ الْمُسَبَّبِ وَهُوَ الْإِنْزَالُ دُونَ الدُّبُرِ لِعَدَمِهَا وَعَلَى هَذَا ذَكَرُ غَيْرِ الْآدَمِيِّ وَذَكَرُ الْمَيِّتِ وَمَا يُصْنَعُ مِنْ خَشَبٍ أَوْ غَيْرِهِ.[٣]

وكذا في فتاوى رحيمية:[٤]

کون سی نیند ناقض وضو ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کون سی نیند ناقض وضو ہے اور کون سی نہیں؟

===================

[١] كتاب الطهارة، فصل في الغسل، ١/ ٦٥، ط: امداديه.

[٢] كتاب الطهارة، مطلب في تحرير الصاع واليد والرطل، ١/ ١٦٦، ط: سعيد.

[٣] كتاب الطهارة، ١/ ١١١، ط: رشيدية.

[٤] كتاب الطهارة، باب الوضوء، ٤/ ٢٨، ط: دار الإشاعت.

جواب: ہر وہ نیند جو جسم کے جوڑوں کے ڈھیلا ہونے کا سبب بنے، اور جس میں اعضاء پر کنٹرول ختم ہو جائے، وہ نیند ناقض وضو ہے، البتہ بغیر سہارے کے بیٹھے ہوئے یا قیام ورکوع میں یا سجدہ کی حالت میں سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

کما في سنن الترمذي:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ وَهُوَ سَاجِدٌ، حَتَّى غَطَّ أَوْ نَفَخَ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّكَ قَدْ نِمْتَ، قَالَ: إِنَّ الْوُضُوءَ لَا يَجِبُ إِلَّا عَلَى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا، فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ. (۱)

وكذا في الخانية:

وحقيقة المعنى في ذلك أن المعتبر استرخاء المفاصل فإذا لم يسقط على وجهه ولم يقرب إلى السقوط حتى انتبه فقد انعدم الاسترخاء. (۲)

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَ) يَنْقُضُهُ حُكْمًا (نَوْمٌ يُزِيلُ مُسْكَتَهُ) أَيْ قُوَّتَهُ الْمَاسِكَةَ بِحَيْثُ تَزُولُ مَقْعَدَتُهُ مِنْ الْأَرْضِ، وَهُوَ النَّوْمُ عَلَى أَحَدِ جَنْبَيْهِ أَوْ وِرْكَيْهِ أَوْ قَفَاهُ أَوْ وَجْهِهِ... قَالَ فِي شَرْحِ الْوَهْبَانِيَّةِ: ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ أَنَّ النَّوْمَ فِي الصَّلَاةِ قَائِمًا أَوْ قَاعِدًا أَوْ سَاجِدًا لَا يَكُونُ حَدَثًا سَوَاءٌ غَلَبَهُ النَّوْمُ أَوْ تَعَمَّدَهُ. (۳)

وكذا في الهداية:

وَالنَّوْمُ مُضْطَجِعًا أَوْ مُتَّكِئًا أَوْ مُسْتَنِدًا إِلَى شَيْءٍ لَوْ أُزِيلَ لَسَقَطَ؛ لِأَنَّ الِاضْطِجَاعَ سَبَبٌ لِاسْتِرْخَاءِ الْمَفَاصِلِ فَلَا يَعْرَى عَنْ خُرُوجِ شَيْءٍ عَادَةً، وَالثَّابِتُ عَادَةً كَالْمُتَيَقَّنِ بِهِ. (٤)

وكذا في البدائع:

وَمِنْهَا النَّوْمُ مُضْطَجِعًا فِي الصَّلَاةِ أَوْ فِي غَيْرِهَا بِلَا خِلَافٍ بَيْنَ الْفُقَهَاءِ... وَالدَّلِيلُ عَلَيْهِ مَا رُوِيَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ فِي صَلَاتِهِ حَتَّى غَطَّ، وَنَفَخَ، ثُمَّ قَالَ: لَا وُضُوءَ عَلَى مَنْ

(۱) أبواب الطهارة، باب الوضوء من النوم، ۱/ ۲٤، ط: سعيد.

(۲) كتاب الطهارة، فصل في النوم، ۱/ ۲۱، ط: اشرفية.

(۳) كتاب الطهارة، مطلب في نواقض الوضوء، ۱/ ۱٤۱، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارات، فصل في نواقض الوضوء، ۱/ ۲٦، ط: رحمانية.

نَامَ قَائِمًا، أَوْ قَاعِدًا، أَوْ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا إِنَّمَا الْوُضُوءُ عَلَى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا فَإِنَّهُ إِذَا نَامَ مُضْطَجِعًا اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ» نَصَّ عَلَى الْحُكْمِ، وَعَلَّلَ بِاسْتِرْخَاءِ الْمَفَاصِلِ، وَكَذَا النَّوْمُ مُتَوَرِّكًا بِأَنْ نَامَ عَلَى أَحَدِ وِرْكَيْهِ؛ لِأَنَّ مَقْعَدَهُ يَكُونُ مُتَجَافِيًا عَنْ الْأَرْضِ فَكَانَ فِي مَعْنَى النَّوْمِ مُضْطَجِعًا فِي كَوْنِهِ سَبَبًا لِوُجُودِ الْحَدَثِ بِوَاسِطَةِ اسْتِرْخَاءِ الْمَفَاصِلِ، وَزَوَالُ مَسْكَةِ الْيَقَظَةِ. (١)

وكذا في فتح القدير: (٢)

وكذا في البحر: (٣)

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته: (٤)

شراب پینے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ شراب پینے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب: شراب نجس العین ہے، اس کا پینا حرام ہے لیکن شراب پینے سے اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹتا جب تک نشہ نہ پیدا ہو، البتہ منہ ناپاک ہو جاتا ہے۔

كذا في القرآن الكريم:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ. (٥)

وكذا في صحيح مسلم:

عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَجُلًا قَدِمَ مِنْ جَيْشَانَ، وَجَيْشَانُ مِنَ الْيَمَنِ، فَسَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَرَابٍ يَشْرَبُونَهُ بِأَرْضِهِمْ مِنَ الذُّرَةِ، يُقَالُ لَهُ: الْمِزْرُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوَ مُسْكِرٌ هُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، إِنَّ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَهْدًا لِمَنْ يَشْرَبُ الْمُسْكِرَ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: عَرَقُ أَهْلِ النَّارِ أَوْ عُصَارَةُ أَهْلِ النَّارِ. (٦)

(١) كتاب الطهارة، الفصل في نواقض الوضوء، ١/ ١٣٣-١٣٤، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، ١/ ٤٩، ط: العلمية.

(٣) كتاب الطهارة، فصل في نواقض الوضوء، ١/ ٧٢- ٧٣، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، المطلب السادس في نواقض الوضوء، ١/ ٤٢٤-٤٢٥، ط: نشر احسان.

(٥) المائدة: ٩٠.

(٦) كتاب الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر وأن كل خمر حرام، ٢/ ١٦٧، ط: قديمي.

وكذا في الشامية:

(وينقضه إغماء) وَسُكْرٌ هُوَ حَالَةٌ تَعْرِضُ لِلْإِنْسَانِ مِنْ امْتِلَاءِ دِمَاغِهِ مِنْ الْأَبْخِرَةِ الْمُتَصَاعِدَةِ مِنْ الْخَمْرِ وَنَحْوِهِ، فَيَتَعَطَّلُ مَعَهُ الْعَقْلُ الْمُمَيِّزُ بَيْنَ الْأُمُورِ الْحَسَنَةِ وَالْقَبِيحَةِ. (١)

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

غيبة العقل أو زواله بالمخدرات أو المسكرات، أو بالإغماء أو الجنون. (٢)

انجکشن کے ذریعے خون نکالنے سے وضو کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ انجکشن کے ذریعے سے خون نکالنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: انجکشن کے ذریعے سے خون نکلوانے کی صورت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

كما في الدر المختار:

ثُمَّ الْمُرَادُ بِالْخُرُوجِ مِنْ السَّبِيلَيْنِ مُجَرَّدُ الظُّهُورِ وَفِي غَيْرِهِمَا عَيْنُ السَّيَلَانِ وَلَوْ بِالْقُوَّةِ، لِمَا قَالُوا: لَوْ مَسَحَ الدَّمَ كُلَّمَا خَرَجَ وَلَوْ تَرَكَهُ لَسَالَ نَقَضَ وَإِلَّا لَا. (٣)

وكذا في الكبيري:

إذا فصد وخرج منه دم كثير ولم يتلطخ رائس الجرح فإنه ينقض. (٤)

وكذا في قاضي خان:

والقراد إذا كان صغيرا فمر بمنزلة البعوض والذباب لا ينقض الوضوء وإن كان كبيرا يخرج منها دم سائل فهو بمنزلة العلقة. (٥)

وكذا في الشامية:

فَالْأَحْسَنُ مَا فِي النَّهْرِ عَنْ بَعْضِ الْمُتَأَخِّرِينَ مِنْ أَنَّ الْمُرَادَ السَّيَلَانُ وَلَوْ بِالْقُوَّةِ: أَيْ فَإِنَّ دَمَ الْفَصْدِ وَنَحْوَهُ سَائِلٌ إلَى مَا يَلْحَقُهُ حُكْمُ التَّطْهِيرِ حُكْمًا، تَأَمَّلْ. (٦)

(١) كتاب الطهارة، باب نواقض الوضوء، ١/ ١٤٣- ١٤٤، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، المطلب السابع، ١/ ٤٢٤، ط: احسان طهران ايران.

(٣) كتاب الطهارة، مطلب: نواقض الوضوء، ١/ ١٣٥، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، فصل في نواقض الوضوء، ١/ ١١٥، ط: نعمانية.

(٥) كتاب الطهارة، فصل فيما ينقض الوضوء، ١/ ١٩، ط: اشرفية.

(٦) كتاب الطهارة، مطلب في نواقض الوضوء، ١/ ١٣٤، ط: سعيد.

وكذا في الهندية:

الْقُرَادُ إِذَا مَصَّ عُضْوَ إِنْسَانٍ فَامْتَلَأَ دَمًا إِنْ كَانَ صَغِيرًا لَا يَنْقُضُ وُضُوءَهُ كَمَا لَوْ مَصَّتْ الذُّبَابُ أَوْ الْبَعُوضُ وَإِنْ كَانَ كَبِيرًا يَنْقُضُ وَكَذَا الْعَلَقَةُ إِذَا مَصَّتْ عُضْوَ إِنْسَانٍ حَتَّى امْتَلَأَتْ مِنْ دَمِهِ انْتَقَضَ وُضُوءُهُ. (۱)

وكذا في فتاوی محمودية: (۲)

وكذا في فتاوی رحيمية: (۳)

وكذا في نجم الفتاوی: (٤)

عورت کے پستان سے دودھ کا نکلنا ناقض وضو نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین علماء شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک باوضو عورت اگر اپنے بچے کو دودھ پلائے تو اس کا وضو ٹوٹے گا یا نہیں؟

جواب: بچے کو دودھ پلانے سے عورت کا وضو نہیں ٹوٹتا۔

كما في البدائع:

قَالَ أَصْحَابُنَا الثَّلَاثَةُ: هُوَ خُرُوجُ النَّجَسِ مِنْ الْآدَمِيِّ الْحَيِّ، سَوَاءٌ كَانَ مِنْ السَّبِيلَيْنِ الدُّبُرِ وَالذَّكَرِ أَوْ فَرْجِ الْمَرْأَةِ، أَوْ مِنْ غَيْرِ السَّبِيلَيْنِ الْجُرْحِ، وَالْقُرْحِ، وَالْأَنْفِ مِنْ الدَّمِ، وَالْقَيْحِ، وَالرُّعَافِ، وَالْقَيْءِ. (٥)

وكذا في الشامية:

كَمَا لَا يَنْقُضُ لَوْ خَرَجَ مِنْ أُذُنِهِ وَنَحْوِهَا كَعَيْنِهِ وَثَدْيِهِ قَيْحٌ وَنَحْوُهُ كَصَدِيدٍ وَمَاءِ سُرَّةٍ وَعَيْنٍ لَا بِوَجَعٍ وَإِنْ خَرَجَ بِهِ أَيْ بِوَجَعٍ نَقَضَ؛ لِأَنَّهُ دَلِيلُ الْجُرْحِ. (٦)

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته: (٧)

===================

(۱) كتاب الطهارة، باب الوضوء، ۱/ ۱۳، ط: رشيدية.

(۲) كتاب الطهارة، باب الوضوء، ٥/ ۷۰، ط: إدارة الفاروق.

(۳) كتاب الطهارة، باب الوضوء، ٤/ ۲۳، ط: دار الاشاعت.

(٤) كتاب الطهارة، فصل في الوضوء، ۲/ ٦۹، ط: ياسين القرآن.

(٥) كتاب الطهارة، فصل في نواقض الوضوء، ۱/ ۱۱۸، ط: رشيدية.

(٦) كتاب الطهارة، مطلب في ندب مراعاة الخلاف إذا لم يرتكب مكروه مذهبه، ۱/ ۱٤۷، ط: سعيد.

(۷) كتاب الطهارة، المطلب السابع: نواقض الوضوء، ۱/ ٤۳۷، ط: نشر احسان.

وكذا في البحر: [١]

وكذا في البناية: [٢]

وكذا في فتاوى دار العلوم ديوبند: [٣]

آپ کے مسائل اور ان کا حل: [٤]

ڈکار آنے سے وضو نہیں ٹوٹتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ڈکار آنے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب: ڈکار آنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

كما في الهندية:

ومن به جائفة فخرج منها ريح لا تنقض الوضوء كالجشاء المتن. [٥]

وكذا في الهداية:

وَالدَّابَّةُ تَخْرُجُ مِنْ الدُّبُرِ نَاقِضَةٌ، فَإِنْ خَرَجَتْ مِنْ رَأْسِ الْجُرْحِ أَوْ سَقَطَ اللَّحْمُ لَا تَنْقُضُ، وَالْمُرَادُ بِالدَّابَّةِ الدُّودَةُ وَهَذَا لِأَنَّ النَّجَسَ مَا عَلَيْهَا وَذَلِكَ قَلِيلٌ وَهُوَ حَدَثٌ فِي السَّبِيلَيْنِ دُونَ غَيْرِهِمَا، فَأَشْبَهَ الْجُشَاءَ وَالْفُسَاءَ. [٦]

وكذا في فتح القدير:

وَالدَّابَّةُ تَخْرُجُ مِنْ الدُّبُرِ نَاقِضَةٌ، فَإِنْ خَرَجَتْ مِنْ رَأْسِ الْجُرْحِ أَوْ سَقَطَ اللَّحْمُ لَا تَنْقُضُ، وَالْمُرَادُ بِالدَّابَّةِ الدُّودَةُ وَهَذَا لِأَنَّ النَّجَسَ مَا عَلَيْهَا وَذَلِكَ قَلِيلٌ وَهُوَ حَدَثٌ فِي السَّبِيلَيْنِ دُونَ غَيْرِهِمَا، فَأَشْبَهَ الْجُشَاءَ وَالْفُسَاءَ. [٧]

وكذا في البناية:

وَالدَّابَّةُ تَخْرُجُ مِنْ الدُّبُرِ نَاقِضٌ، فَإِنْ خَرَجَتْ مِنْ رَأْسِ الْجُرْحِ أَوْ سَقَطَ اللَّحْمُ منه لَا تَنْقُضُ، وَالْمُرَادُ بِالدَّابَّةِ

====================

[١] كتاب الطهارة، ١/ ٦٦، ط: رشيدية.

[٢] كتاب الطهارات، ١/ ١٦٨، ط: حقانية.

[٣] كتاب الطهارة، ٢/ ١٨١، ط: دار الاشاعت.

[٤] باب: جن چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا، ٢/ ٥٩، لدھیانوی.

[٥] كتاب الطهارة، الفصل الخامس في نواقض الوضوء، ١/ ١٢، ط: قديمي.

[٦] في نواقض الوضوء، ١/ ٢٨، ٢٩، ط: رحمانية.

[٧] كتاب الطهارات، فصل في نواقض الوضوء، ١/ ٥٣، ٥٤، ط: دار الكتب العلمية.

الدُّودَةُ وَهَذَا لِأَنَّ النَّجَسَ مَا عَلَيْهَا وَذَلِكَ قَلِيلٌ وَهُوَ حَدَثٌ فِي السَّبِيلَيْنِ دُونَ غَيْرِهِمَا، فَأَشْبَهَ الْجُشَاءَ وَالْفُسَاءَ. (١)

قے سے وضو کے ٹوٹ جانے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قے کرنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: قے سے وضوٹوٹنے یانہ ٹوٹنے کے بارے میں قدرے تفصیل ہے، اگر قے ہو جائے اور اس میں کھانا، پینا اور جمے ہوئے خون کے ٹکڑے منہ سے باہر آئیں اور قے منہ بھر کر آئی ہو تو اس سے وضوٹوٹ جائے گا، خواہ وہ خون تھوڑا ہو یا زیادہ، اور اگر قے محض بلغم کی ہو تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا خواہ وہ بلغم منہ بھر کر یا اس سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو، اور اگر تھوڑی تھوڑی کر کے کئی مرتبہ قے ہوئی، لیکن سب ملا کر اتنی قے نہیں ہے کہ اگر سب ایک ہی دفعہ آتی تو منہ بھر کر آتی تو پھر دیکھا جائے گا کہ ساری قے کا سبب ایک تھا یا نہیں، اگر متلی سب کی ایک ہی تھی تو اس وقفے وقفے سے آنے والی قے سے وضوٹوٹ جائے گا اور اگر سبب ایک نہیں تھا اور وقفے وقفے سے قے ہوتی رہی جو منہ بھر کہ نہیں تھی تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا ایک ہی متلی برابر نہیں رہی بلکہ پہلی مرتبہ کی متلی جاتی رہی اور طبیعت بحال ہو گئی اور پھر دوبارہ متلی شروع ہوئی اور تھوڑی سی قے آگئی، اسی طرح تیسری اور چوتھی مرتبہ ہوا، اس طرح کی قے سے وضو نہیں ٹوٹتا، خواہ اس کی مجموعی مقدار منہ بھر کر ہی کیوں نہ ہو۔

كما في قاضي خان:

ولو قاء ملأ الفم طعاما أو ماء نقض الوضوء وإن لم يملأ لا ينقض واختلفوا في ملأ الفم، قال بعضهم: لا يمكن إمساكه إلا بكلفة ومشقة يكون ملأ الفم، وقال بعضهم: ما لا يمكن الكلام معه يكون ملأ الفم، وإن قاء مرتين أو مرارا بحيث لو جمع ذلك يكون ملأ الفم إن كان قبل سكون الغثيان يجمع إلخ. (٢)

وكذا في تنوير الأبصار مع الدر:

(وَ) يَنْقُضُهُ (قَيْءٌ مَلَأَ فَاهُ) بِأَنْ يُضْبَطَ بِتَكَلُّفٍ (مِنْ مِرَّةٍ)... (أَوْ عَلَقٍ) أَيْ سَوْدَاءَ؛ وَأَمَّا الْعَلَقُ النَّازِلُ مِنَ الرَّأْسِ فَغَيْرُ نَاقِضٍ (أَوْ طَعَامٌ أَوْ مَاءٌ) إذَا وَصَلَ إلَى مَعِدَتِهِ وَإِنْ لَمْ يَسْتَقِرَّ، وَهُوَ نَجَسٌ مُغَلَّظٌ. (٣)

وكذا في الفتاوى الهندية: (٤)

==================

(١) في نواقض الوضوء، ١/ ٢٠٤ تا ٢٠٦، ط: حقانية.

(٢) كتاب الطهارة، فصل فيما ينقض الوضوء، ١/ ١٨، ط: حافظ.

(٣) كتاب الطهارة، نواقض الوضوء، ١/ ١٣٧، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، الفصل الخامس في نواقض الوضوء، ١/ ١١، ط: رشيدية.

وکذا في الهداية: (۱)

وکذا في فتاوی دار العلوم زکریا: (۲)

دانوں سے پانی کا نکلنا ناقض وضو ہے یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کے جسم پر دانے ہیں اور بسا اوقات جب وہ ان دانوں کو کھجلی کرتا ہے تو ان دانوں سے پانی بہتا ہے تو کیا ان دانوں سے پانی کا نکلنا ناقض وضو ہے یا نہیں؟ اور نیز جس کپڑے پر یہ پانی لگ جائے تو وہ کپڑا پاک شمار کیا جائے گا یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر وہ پانی اپنی جگہ سے بہہ جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا اور دوبارہ وضو کرنا پڑے گا، اور جس کپڑے پر یہ پانی لگ جائے وہ بھی نجس ہو جائے گا اور ایک درہم سے زیادہ کپڑے پر لگ جانے کی صورت میں اس کپڑے میں نماز پڑھنا درست نہیں ہوگی۔

کما في رد المحتار:

بِخِلَافِ نَحْوِ الدَّمِ وَالْقَيْحِ. وَلِذَا أَطْلَقُوا فِي الْخَارِجِ مِنْ غَيْرِ السَّبِيلَيْنِ كَالدَّمِ وَالْقَيْحِ وَالصَّدِيدِ أَنَّهُ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ وَلَمْ يَشْتَرِطُوا سِوَى التَّجَاوُزِ إلَى مَوْضِعٍ يَلْحَقُهُ حُكْمُ التَّطْهِيرِ. (۳)

وکذا في البدائع:

فَأَمَّا حُكْمُ غَيْرِ السَّبِيلَيْنِ مِنْ الْجُرْحِ، وَالْقُرْحِ فَإِنْ سَالَ الدَّمُ وَالْقَيْحُ وَالصَّدِيدُ عَنْ رَأْسِ الْجُرْحِ، وَالْقُرْحِ يُنْتَقَضُ الْوُضُوءُ عِنْدَنَا لِوُجُودِ الْحَدَثِ، وَهُوَ خُرُوجُ النَّجِسِ، وَهُوَ انْتِقَالُ النَّجَسِ مِنْ الْبَاطِنِ إلَى الظَّاهِرِ. (٤)

وکذا في تبيين الحقائق:

وَأَمَّا غَيْرُهُمَا أَيْ غَيْرُ السَّبِيلَيْنِ إذَا خَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ وَوَصَلَ إلَى مَوْضِعٍ يَجِبُ تَطْهِيرُهُ فِي الْجَنَابَةِ وَنَحْوِهِ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ. (٥)

---

(۱) كتاب الطهارة، فصل في نواقض الوضوء، ۱/ ۲٤، ط: رحمانية.

(۲) كتاب الطهارة، نواقض وضو وغسل کا بیان، ۱/ ٦٨٠، ط: زمزم.

(۳) كتاب الطهارة، مطلب في الذباب مراعاة الخلاف إذا لم يرتكب مكروه مذهبه، ۱/ ١٤٨، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، نواقض الوضوء، ۱/ ۱۲۲، ط: رشيدية.

(٥) كتاب الطهارة، ۱/ ٤٧، ط: سعيد.

وكذا في الهندية:

كُلُّ مَا يَخْرُجُ مِنْ بَدَنِ الْإِنْسَانِ مِمَّا يُوجِبُ خُرُوجُهُ الْوُضُوءَ أَوْ الْغُسْلَ فَهُوَ مُغَلَّظٌ... فَإِذَا أَصَابَ الثَّوْبَ أَكْثَرُ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ يَمْنَعُ جَوَازَ الصَّلَاةِ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ. (١)

وكذا في تبيين الحقائق:

لَوْ عَلِمَ قَلِيلَ النَّجَاسَةِ عَلَيْهِ فِي الصَّلَاةِ يَرْفُضُهَا مَا لَمْ يَخَفْ فَوَاتَ الْوَقْتِ أَوْ الْجَمَاعَةِ... أَمَّا إذَا كَانَ الثَّوْبُ ذَا طَاقَيْنِ كَانَ مُتَعَدِّدًا فَتَعَدَّدَتْ النَّجَاسَةُ... وَلَوْ أَصَابَ الثَّوْبَ أَقَلُّ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ وَنَفَذَتْ إلَى الْجَانِبِ الْآخَرِ حَيْثُ لَوْ ضُمَّ أَحَدُ الْجَانِبَيْنِ إلَى الْآخَرِ يَكُونُ أَكْثَرَ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ هَلْ يَمْنَعُ جَوَازَ الصَّلَاةِ؟ يُنْظَرُ إنْ كَانَ الثَّوْبُ ذَا طَاقَيْنِ مَنَعَ أَوْ ذَا طَاقٍ وَاحِدٍ لَا يَمْنَعُ جَوَازَ الصَّلَاةِ... وَعَنْ هَذَا فُرِّعَ الْمَنْعُ. (٢)

وكذا فتاوى محموديه: (٣)

زخم سے پانی نکل کر بہہ جانے سے وضوٹوٹ جاتا ہے

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زخم ایسی جگہ پر ہے کہ اٹھنے اور بیٹھنے کے وقت وہ دب جاتا ہے اس کی وجہ سے رطوبت نکلتی ہے اور بہہ جاتی ہے وہ ناقض وضو ہے یا نہیں؟ قصداد بانے یا بلاقصدد بانے میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگرزخم کے دبنے یادبانے سے پیپ یاپانی نکل کر بہہ جائے تواس سے وضوٹوٹ جائے گاخواہ قصداہو یابغیرقصد کے ہو۔

كما في الدر مع رد المحتار:

(وَيَنْقُضُهُ خُرُوجُ) كل خارج نَجَسٍ (مِنْهُ)... (إلَى مَا يُطَهَّرُ) ثُمَّ الْمُرَادُ بِالْخُرُوجِ مِنْ السَّبِيلَيْنِ مُجَرَّدُ الظُّهُورِ وَفِي غَيْرِهِمَا عَيْنُ السَّيَلَانِ وَلَوْ بِالْقُوَّةِ، لِمَا قَالُوا: لَوْ مَسَحَ الدَّمَ كُلَّمَا خَرَجَ وَلَوْ تَرَكَهُ لَسَالَ نَقَضَ وَإِلَّا لَا... (قوله: عَيْنُ السَّيَلَانِ) اُخْتُلِفَ فِي تَفْسِيرِهِ؛ فَفِي الْمُحِيطِ عَنْ أَبِي يُوسُفَ أَنْ يَعْلُوَ وَيَنْحَدِرَ. وَعَنْ مُحَمَّدٍ إذَا انْتَفَخَ عَلَى رَأْسِ الْجُرْحِ وَصَارَ أَكْثَرَ مِنْ رَأْسِهِ نَقَضَ. وَالصَّحِيحُ لَا يَنْقُضُ. اه. قَالَ فِي الْفَتْحِ بَعْدَ نَقْلِهِ ذَلِكَ، وَفِي الدِّرَايَةِ جَعَلَ قَوْلَ مُحَمَّدٍ أَصَحَّ وَمُخْتَارُ السَّرَخْسِيِّ الْأَوَّلُ وَهُوَ الْأَوْلَى اه. أَقُولُ: وَكَذَا صَحَّحَهُ قَاضِي خَانْ وَغَيْرُهُ. (٤)

(١) كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، ١/ ٤٦، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٢٠٠، ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، الفصل الخامس في نواقض الوضوء، ٥/ ٦١- ٦٢، ط: إدارة الفاروق.

(٤) كتاب الصلاة، مطلب: في نواقض الوضوء، ١٠/ ١٣٤- ١٣٥، ط: سعيد.

وكذا في البحر الرائق:

فَأُجِيبَ بِأَنَّ النَّقْضَ بِالْخُرُوجِ وَحَقِيقَتُهُ مِنْ الْبَاطِنِ إِلَى الظَّاهِرِ وَذَلِكَ بِالظُّهُورِ فِي السَّبِيلَيْنِ يَتَحَقَّقُ وَفِي غَيْرِهِمَا بِالسَّيَلَانِ إِلَى مَوْضِعٍ يَلْحَقُهُ التَّطْهِيرُ؛ لِأَنَّ بِزَوَالِ الْقِشْرَةِ تَظْهَرُ النَّجَاسَةُ فِي مَحَلِّهَا، فَتَكُونُ بَادِيَةً لَا خَارِجَةً. (۱)

وكذا في تبيين الحقائق:

(وَيَنْقُضُهُ خُرُوجُ نَجِسٍ مِنْهُ) أَيْ وَيَنْقُضُ الْوُضُوءَ خُرُوجُ نَجِسٍ فَدَخَلَ تَحْتَ هَذِهِ الْكَلِمَةِ جَمِيعُ النَّوَاقِضِ الْحَقِيقِيَّةِ، وَإِنْ كَانَ طَاهِرًا فِي نَفْسِهِ... (۲)

ٹیک لگا کر سونے سے وضو ٹوٹ جائے گا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بیان میں کہ میں دیوار کے ساتھ صبح کی نماز کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا کہ آنکھ لگ گئی تقریباً پندرہ منٹ سویا جب اٹھا تو اقامت ہورہی تھی جلدی اٹھا اور نماز میں شامل ہو گیا، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ میری نماز ہو گئی یا نہیں؟ نیز کون سی نیند ناقض وضو ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

جواب: واضح رہے کہ اگر نیند کی ایسی کیفیت ہو جس میں انسان کے اعضاء اور جوڑ مکمل ڈھیلے پڑ جائیں مثلاً لیٹ کر سو جائے یا کسی سہارے پر ٹیک لگا کر اس طرح سویا جائے کہ سہارا ہٹانے کی صورت میں سونے والا گر جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

صورت مسئولہ میں دیوار کا سہارا لے کر سونے سے آپ کا وضو ٹوٹ گیا ہے، اس لئے آپ پر اس نماز کا اعادہ لازم ہے۔

كما في سنن الترمذي:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ وَهُوَ سَاجِدٌ، حَتَّى غَطَّ أَوْ نَفَخَ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّكَ قَدْ نِمْتَ، قَالَ: إِنَّ الْوُضُوءَ لَا يَجِبُ إِلَّا عَلَى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا، فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ. (۳)

وكذا في بدائع الصنائع:

وَمِنْهَا النَّوْمُ مُضْطَجِعًا فِي الصَّلَاةِ وَفِي غَيْرِهَا بِلَا خِلَافٍ بَيْنَ الْفُقَهَاءِ..... وَالدَّلِيلُ عَلَيْهِ مَا رُوِيَ عَنْ

---

(۱) كتاب الطهارة، باب نواقض الوضوء، ۱/ ۱٦٦، ط: رشيدية.

(۲) كتاب الطهارة، باب نواقض الوضوء، ۱/ ٤٥، ط: سعيد.

(۳) أبواب الطهارة، باب الوضوء من النوم، ۱/ ۲٤، ط: قديمي.

ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ فِي صَلَاتِهِ حَتَّى غَطَّ، وَنَفَخَ، ثُمَّ قَالَ: لَا وُضُوءَ عَلَى مَنْ نَامَ قَائِمًا، أَوْ قَاعِدًا، أَوْ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا إِنَّمَا الْوُضُوءُ عَلَى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا فَإِنَّهُ إِذَا نَامَ مُضْطَجِعًا اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ، نَصَّ عَلَى الْحُكْمِ، وَعَلَّلَ بِاسْتِرْخَاءِ الْمَفَاصِلِ، وَكَذَا النَّوْمُ مُتَوَرِّكًا بِأَنْ نَامَ عَلَى أَحَدِ وِرْكَيْهِ؛ لِأَنَّ مَقْعَدَهُ يَكُونُ مُتَجَافِيًا عَنْ الْأَرْضِ فَكَانَ فِي مَعْنَى النَّوْمِ مُضْطَجِعًا فِي كَوْنِهِ سَبَبًا لِوُجُودِ الْحَدَثِ بِوَاسِطَةِ اسْتِرْخَاءِ الْمَفَاصِلِ، وَزَوَالُ مَسْكَةُ الْيَقَظَةِ.[1]

وكذا في الخانية:

وحقيقة المعنى في ذلك أن المعتبر استرخاء المفاصل فإذا لم يسقط على وجهه ولم يقرب إلى السقوط حتى استه فقد انعدم الاسترخاء.[2]

وكذا في الهندية:

وَمِنْهَا النَّوْمُ مُضْطَجِعًا فِي الصَّلَاةِ وَفِي غَيْرِهَا بِلَا خِلَافٍ بَيْنَ الْفُقَهَاءِ وَكَذَا النَّوْمُ مُتَوَرِّكًا بِأَنْ نَامَ عَلَى أَحَدِ وِرْكَيْهِ وَكَذَا النَّوْمُ مُسْتَلْقِيًا عَلَى قَفَاهُ... وَلَوْ نَامَ مُسْتَنِدًا إلَى مَا لَوْ أُزِيلَ عَنْهُ لَسَقَطَ إنْ كَانَتْ مَقْعَدَتُهُ زَائِلَةً عَنْ الْأَرْضِ نَقَضَ بِالْإِجْمَاعِ.[3]

وكذا في الدر المختار:

(وَ) يَنْقُضُهُ حُكْمًا (نَوْمٌ يُزِيلُ مُسْكَتَهُ) أَيْ قُوَّتَهُ الْمَاسِكَةَ بِحَيْثُ تَزُولُ مَقْعَدَتُهُ مِنْ الْأَرْضِ، وَهُوَ النَّوْمُ عَلَى أَحَدِ جَنْبَيْهِ أَوْ وِرْكَيْهِ أَوْ قَفَاهُ أَوْ وَجْهِهِ. وفي رد المحتار: (قَوْلُهُ: لَوْ أُزِيلَ لَسَقَطَ) أَيْ لَوْ أُزِيلَ ذَلِكَ الشَّيْءُ لَسَقَطَ النَّائِمُ فَالْجُمْلَةُ الشَّرْطِيَّةُ صِفَةٌ لِشَيْءٍ.[4]

وكذا في فتح القدير: (۱/ ۴۹)

وكذا في البحر الرائق:[5]

===================

[1] كتـ ب الطهارة، نواقض الوضوء، النوم مضطجعا، ۱/ ۱۳۳، ط: رشيدية.

[2] كتاب الطهارة، فصل في النوم، ۱/ ۲۱، ط: اشرفية.

[3] كتاب الطهارة، الفصل الخامس في نواقض الوضوء، ۱/ ۱۲، ط: رشيدية.

[4] كتاب الطهارة، مطلب نواقض الوضوء، ۱/ ۱۴۱، ط: سعيد.

[5] ۱/ ۷۲، ط: رشيدية.

بلغم کے ساتھ جما ہوا خون آئے تو وضو کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی شخص نے وضو کیا اور ظہر کی سنتیں بھی پڑھ لیں، اس کے بعد بلغم کے ساتھ جما ہوا خون آیا، کیا اس صورت میں اس کا وضو برقرار رہے گا یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ اگر جما ہوا خون سر سے آیا تو اس سے وضو نہیں ٹوٹا اور اگر معدے کی طرف سے آیا اور منہ بھر کے تھا تو اس صورت میں اس شخص کا وضو ٹوٹ گیا ہے نماز کے لئے از سر نو وضو کرنا ضروری ہے۔

كما في الشامية:

وَالْحَاصِلُ أَنَّهُ إِمَّا أَنْ يَكُونَ مِنْ الرَّأْسِ أَوْ مِنْ الْجَوْفِ، عَلَقًا أَوْ سَائِلًا، فَالنَّازِلُ مِنْ الرَّأْسِ إنْ عَلَقًا لَمْ يَنْقُضْ اتِّفَاقًا، وَإِنْ سَائِلًا نَقَضَ اتِّفَاقًا. وَالصَّاعِدُ مِنْ الْجَوْفِ إنْ عَلَقًا فَلَا اتِّفَاقًا مَا لَمْ يَمْلَأْ الْفَمَ، وَإِنْ سَائِلًا فَعِنْدَهُ يَنْقُضُ مُطْلَقًا. وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ لَا مَا لَمْ يَمْلَأْ الْفَمَ كَذَا فِي الْمُنْيَةِ وَشَرْحِهَا والتاتارخانية. (۱)

وكذا في فتح القدير:

(قوله: ولو قاء دما وهو علق) أي غليظ منجمد، ذكر شمس الأئمة السرخسي في الجامع الصغير فأما إذا كان الدم منجمدا كالعلق لم ينقض الوضوء حتى يملأ الفم. (۲)

وكذا في الهندية:

وَإِنْ قَاءَ دَمًا إنْ كَانَ سَائِلًا نَزَلَ مِنْ الرَّأْسِ يَنْقُضُ اتِّفَاقًا وَإِنْ كَانَ عَلَقًا لَا يَنْقُضُ اتِّفَاقًا وَإِنْ صَعِدَ مِنْ الْجَوْفِ إنْ كَانَ عَلَقًا لَا يَنْقُضُ اتِّفَاقًا إلَّا أَنْ يَمْلَأَ الْفَمَ. (۳)

ناک سے خون نکلنے سے وضو کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض دفعہ ناک سے جما ہوا خون نکل آتا ہے تو اس سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں وضو ٹوٹ جائے گا۔

كما في البحر الرائق:

وَأَمَّا الْخَارِجُ مِنْ غَيْرِ السَّبِيلَيْنِ، فَنَاقِضٌ بِشَرْطِ أَنْ يَصِلَ إلَى مَوْضِعٍ يَلْحَقُهُ حُكْمُ التَّطْهِيرِ كَذَا قَالُوا وَمُرَادُهُمْ

(۱) كتاب الطهارة، باب نواقض الوضوء، ۱/ ۱۳۷، سعيد.

(۲) كتاب الطهارة، فصل في نواقض الوضوء، ۱/ ٤٨، ط: دار الكتب العلمية.

(۳) كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس في نواقض الوضوء، ۱/ ۱۱، ط: رشيدية.

أَنْ يَتَجَاوَزَ إِلَى مَوْضِعٍ تَجِبُ طَهَارَتُهُ أَوْ تُنْدَبُ مِنْ بَدَنٍ وَثَوْبٍ وَمَكَانٍ. [١]

وفيه أيضا:

لَا يُنْتَقَضُ الدَّمُ الْخَارِجُ مِنَ الْفَمِ الْمَغْلُوبُ بِالْبُصَاقِ؛ لِأَنَّ الْحُكْمَ لِلْغَالِبِ فَصَارَ كَأَنَّهُ كُلَّهُ بُزَاقٌ قُيِّدَ بِغَلَبَةِ الْبُزَاقِ؛ لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ مَغْلُوبًا وَالدَّمُ غَالِبٌ نَقَضَ؛ لِأَنَّهُ سَالَ بِقُوَّةِ نَفْسِهِ، وَإِنْ اسْتَوَيَا نَقَضَ أَيْضًا لِاحْتِمَالِ سَيَلَانِهِ بِنَفْسِهِ أَوْ أَسَالَهُ غَيْرُهُ فَوُجِدَ الْحَدَثُ مِنْ وَجْهٍ فَرَجَّحْنَا جَانِبَ الْوُجُودِ احْتِيَاطًا. [٢]

وكذا في بدائع الصنائع:

قَالَ أَصْحَابُنَا الثَّلَاثَةُ: هُوَ خُرُوجُ النَّجَسِ مِنَ الْآدَمِيِّ الْحَيِّ، سَوَاءٌ كَانَ مِنَ السَّبِيلَيْنِ الدُّبُرِ وَالذَّكَرِ أَوْ فَرْجِ الْمَرْأَةِ، أَوْ مِنْ غَيْرِ السَّبِيلَيْنِ الْجُرْحِ، وَالْقُرْحِ، وَالْأَنْفِ مِنَ الدَّمِ، وَالْقَيْحِ، وَالرُّعَافِ. [٣]

وفيه أيضا:

فَأَمَّا حُكْمُ غَيْرِ السَّبِيلَيْنِ مِنَ الْجُرْحِ، وَالْقُرْحِ فَإِنْ سَالَ الدَّمُ وَالْقَيْحُ وَالصَّدِيدُ عَنْ رَأْسِ الْجُرْحِ، وَالْقُرْحِ يُنْتَقَضُ الْوُضُوءُ عِنْدَنَا لِوُجُودِ الْحَدَثِ، وَهُوَ خُرُوجُ النَّجَسِ، وَهُوَ انْتِقَالُ النَّجَسِ مِنَ الْبَاطِنِ إِلَى الظَّاهِرِ. [٤]

وكذا في الهندية:

(وَمِنْهَا) مَا يَخْرُجُ مِنْ غَيْرِ السَّبِيلَيْنِ وَيَسِيلُ إِلَى مَا يَظْهَرُ مِنْ الدَّمِ وَالْقَيْحِ وَالصَّدِيدِ... وَلَوْ نَزَلَ الدَّمُ مِنَ الرَّأْسِ إِلَى مَوْضِعٍ يَلْحَقُهُ حُكْمُ التَّطْهِيرِ مِنَ الْأَنْفِ وَالْأُذُنَيْنِ نَقَضَ الْوُضُوءَ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ... وَإِنْ خَرَجَ مِنْ نَفْسِ الْفَمِ تُعْتَبَرُ الْغَلَبَةُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الرِّيقِ فَإِنْ تَسَاوَيَا انْتَقَضَ الْوُضُوءُ. [٥]

وكذا في كفاية المفتي: [٦]

وضو کے دوران منہ سے خون نکلے تو ناقض وضو ہونے کی مقدار

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ وضو کے دوران منہ سے خون نکل جائے اور کافی دیر تک وہ خون بند

==================

[١] كتاب الطهارة، ١/ ٦٢، ط: رشيدية.

[٢] كتاب الطهارة، ١/ ٦٩، ط: رشيدية.

[٣] كتاب الطهارة، نواقض الوضوء، ١/ ١١٨، ط: رشيدية.

[٤] كتاب الطهارة، نواقض الوضوء، ١/ ١٢٢، ط: رشيدية.

[٥] كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس في نواقض الوضوء، ١/ ١٠، ط: رشيدية.

[٦] كتاب الطهارة، باب الوضوء، الفصل الثالث، ٣/ ٣٥٤، ط: إدارة الفاروق.

نہ ہوتا ہو جس کی وجہ سے جماعت بھی رہ جاتی ہے۔ اور بعض دفعہ ہلکا سا خون آتا ہے اور جلدی بند ہو جاتا ہے تو طلب امر بات یہ ہے کہ منہ سے نکلنے والے خون کی مقدار کیا ہے کہ جس کی وجہ سے وضو ٹوٹتا ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر مذکورہ شخص کے منہ سے نکلنے والا خون تھوک پر غالب یا برابر ہو جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔

كما في الهندية:

وَإِنْ خَرَجَ مِنْ نَفْسِ الْفَمِ تُعْتَبَرُ الْغَلَبَةُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الرِّيقِ فَإِنْ تَسَاوَيَا انْتَقَضَ الْوُضُوءُ وَيُعْتَبَرُ ذَلِكَ مِنْ حَيْثُ اللَّوْنِ فَإِنْ كَانَ أَحْمَرَ انْتَقَضَ وَإِنْ كَانَ أَصْفَرَ لَا يَنْتَقِضُ كَذَا فِي التَّبْيِينِ. (۱)

وكذا في التنوير وشرحه:

وَيَنْقُضُهُ دَمٌ مَائِعٌ مِنْ جَوْفٍ أَوْ فَمٍ غَلَبَ عَلَى بُزَاقٍ حُكْمًا لِلْغَالِبِ أَوْ سَاوَاهُ احْتِيَاطًا لَا يَنْقُضُهُ الْمَغْلُوبُ بِالْبُزَاقِ. (۲)

وكذا في بدائع الصنائع:

وَلَوْ بَزَقَ فَخَرَجَ مَعَهُ الدَّمُ إِنْ كَانَتْ الْغَلَبَةُ لِلْبُزَاقِ لَا يَكُونُ حَدَثًا، لِأَنَّهُ مَا خَرَجَ بِقُوَّةِ نَفْسِهِ. وَإِنْ كَانَتْ الْغَلَبَةُ لِلدَّمِ يَكُونُ حَدَثًا، لِأَنَّ الْغَالِبَ إِذَا كَانَ هُوَ الْبُزَاقُ لَمْ يَكُنْ خَارِجًا بِقُوَّةِ نَفْسِهِ فَلَمْ يَكُنْ سَائِلًا، وَإِنْ كَانَ الْغَالِبُ هُوَ الدَّمُ كَانَ خُرُوجُهُ بِقُوَّةِ نَفْسِهِ فَكَانَ سَائِلًا، وَإِنْ كَانَا سَوَاءً فَالْقِيَاسُ أَنْ لَا يَكُونُ حَدَثًا. (۳)

خوراک کی نالی ڈالنے سے وضو ٹوٹنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی شخص کو ایسی بیماری لاحق ہو گئی جس کی وجہ سے اس کے جسم میں منہ یا ناک کے ذریعے پائپ ڈال کر دوائی پہنچائی جاتی ہے، اس سے وضو ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ جسم سے کسی نجس چیز کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، خواہ سبیلین سے ہو یا غیر سبیلین سے، اور اگر غیر سبیلین سے جسم میں کوئی چیز داخل ہو جائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔

صورت مسئولہ میں ناک یا منہ کے راستے سے پائپ ڈال کر دوائی جسم کے اندر پہنچانے سے وضو نہیں ٹوٹے گا، البتہ پائپ

(۱) كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس في نواقض الوضوء، ۱/ ۱۱، ط: رشيدية.

(۲) كتاب الطهارة، أركان الوضوء أربعة، ۱/ ۱۳۸، ط: سعيد.

(۳) كتاب الطهارة، باب نواقض الوضوء، ۱/ ۱۲٤، ط: رشيدية.

نکالتے وقت اگر اس کے ساتھ خون یا کوئی ایسی چیز لگی ہو جس کا معدے سے آنا یقینی ہو تو اس نجس چیز کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

كما في تنوير الأبصار مع شرحه:

(وَيَنْقُضُهُ خُرُوجُ) كُلِّ خَارِجٍ (نَجَسٍ) بِالْفَتْحِ وَيُكْسَرُ (مِنْهُ) أَيْ مِنَ الْمُتَوَضِّئِ الْحَيِّ مُعْتَادًا أَوْ لَا، مِنَ السَّبِيلَيْنِ أَوْ لَا. (۱)

وكذا في الهندية:

مِنْهَا مَا يَخْرُجُ مِنَ السَّبِيلَيْنِ مِنَ الْبَوْلِ وَالْغَائِطِ وَالرِّيحِ الْخَارِجَةِ مِنَ الدُّبُرِ وَالْوَدْيِ وَالْمَذْيِ وَالْمَنِيِّ وَالدُّودَةِ وَالْحَصَاةِ. (۲)

وكذا في الشامية:

والحاصل أن الصوم يبطل بالدخول والوضوء بالخروج. (۳)

وكذا في البدائع:

فَيُنْظَرُ إِنْ كَانَ صَافِيًا غَيْرَ مَخْلُوطٍ بِشَيْءٍ مِنَ الطَّعَامِ، وَغَيْرِهِ تَبَيَّنَ أَنَّهُ لَمْ يَصْعَدْ مِنَ الْمِعْدَةِ، فَلَا يَكُونُ نَجِسًا، فَلَا يَكُونُ حَدَثًا، وَإِنْ كَانَ مَخْلُوطًا بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ تَبَيَّنَ أَنَّهُ صَعِدَ مِنْهَا فَكَانَ نَجِسًا فَيَكُونُ حَدَثًا، وَهَذَا هُوَ الْأَصَحُّ. (٤)

وضو کو توڑنے والی قے کی مقدار

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر منہ بھر کر قے آجائے تو وضو ٹوٹ جائے گا یا نہیں، منہ میں قے بھر کے آنے کی مقدار کتنی ہے؟

جواب: اگر قے منہ بھر کر ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا، اگر منہ بھر کر نہ ہو تو اس صورت میں وضو نہیں ٹوٹے گا، منہ بھر کر قے کی مقدار یہ ہے کہ منہ میں روک کر رکھنا مشکل ہو۔

كما في تنوير الأبصار مع الدر المختار:

(وَ)يَنْقُضُهُ (قَيْءٌ مَلَأَ فَاهُ) بِأَنْ يُضْبَطَ بِتَكَلُّفٍ (مِنْ مِرَّةٍ) بِالْكَسْرِ، أَيْ صَفْرَاءَ (أَوْ عَلَقٍ) أَيْ سَوْدَاءَ؛ وَأَمَّا

(۱) كتاب الطهارة، مطلب: في نواقض الوضوء، ۱/ ۱۳٤، ط: سعيد.

(۲) كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس في نواقض الوضوء، ۱/ ۹، ط: رشيدية.

(۳) كتاب الطهارة، مطلب في ندب مراعاة الخلاف... إلخ، ۱/ ۱٤۹، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، نواقض الوضوء، ۱/ ۱۲٦، ط: رشيدية.

الْعَلَقُ النَّازِلُ مِنْ الرَّأْسِ فَغَيْرُ نَاقِضٍ (أَوْ طَعَامٌ أَوْ مَاءٌ) إذَا وَصَلَ إلَى مَعِدَتِهِ وَإِنْ لَمْ يَسْتَقِرَّ، وَهُوَ نَجَسٌ مُغَلَّظٌ. (۱)

وكذا في الهندية:

(وَمِنْهَا الْقَيْءُ) لَوْ قَلَسَ مِلْءَ فِيهِ مُرَّةً أَوْ طَعَامًا أَوْ مَاءً نَقَضَ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ وَالْحَدُّ الصَّحِيحُ فِي مِلْءِ الْفَمِ أَنْ لَا يُمْكِنَهُ إمْسَاكُهُ إلَّا بِكُلْفَةٍ وَمَشَقَّةٍ. كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ. (۲)

وكذا في بدائع الصنائع:

خُرُوجُ الْقَيْءِ مِلْءَ الْفَمِ أَنَّهُ يَكُونُ حَدَثًا، وَإِنْ كَانَ أَقَلَّ مِنْ مِلْءِ الْفَمِ لَا يَكُونُ حَدَثًا. (۳)

وكذا في قاضي خان:

ولو قاء ملأ الفم طعاما أو ماء نقض الوضوء وإن لم يملأ لا ينقض واختلفوا في ملأ الفم قال بعضهم لا يمكن إمساكه إلا بكلفة ومشقة يكون ملأ الفم... إن كان قبل سكون الغثيان يجمع وإن قاء دما نقض الوضوء وإن لم يملأ الفم في قول أبي حنيفة وأبي يوسف. (٤)

کیا شراب پینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک شخص کا وضو ہے، وضو کی حالت میں اس نے شراب پی لی تو کیا شراب پینے سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا؟

جواب: مذکورہ صورت میں اگر شراب کی وجہ سے نشہ آجائے تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔

كما في رد المحتار:

(قَوْلُهُ: وَسُكْرٌ) هُوَ حَالَةٌ تَعْرِضُ لِلْإِنْسَانِ مِنْ امْتِلَاءِ دِمَاغِهِ مِنْ الْأَبْخِرَةِ الْمُتَصَاعِدَةِ مِنْ الْخَمْرِ وَنَحْوِهِ، فَيَتَعَطَّلُ مَعَهُ الْعَقْلُ الْمُمَيِّزُ بَيْنَ الْأُمُورِ الْحَسَنَةِ وَالْقَبِيحَةِ. (٥)

وكذا في الهندية:

(وَمِنْهَا الْإِغْمَاءُ وَالْجُنُونُ وَالْغَشْيُ وَالسُّكْرُ) الْإِغْمَاءُ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ قَلِيلُهُ وَكَثِيرُهُ وَكَذَا الْجُنُونُ وَالْغَشْيُ

---

(۱) كتاب الطهارة، باب نواقض الوضوء، ۱/ ۱۳۷، ط: سعيد.

(۲) كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس في نواقض الوضوء، ۱/ ۱۱، ط: رشيدية.

(۳) كتاب الطهارة، باب نواقض الوضوء، ۱/ ۱۲۲، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، باب الوضوء والغسل، فصل: فيما ينقض الوضوء، ۱/ ۱۸، ط: اشرفيه.

(٥) كتاب الطهارة، مطلب: نوم الأنبياء غير ناقض، ۱/ ۱٤٤، ط: سعيد.

وَحد السُّكْر فِي هَذَا الْبَابِ أَنْ لَا يَعْرِفَ الرَّجُلَ مِنَ الْمَرْأَةِ. (۱)

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ: وَإِغْمَاءٌ وَجُنُونٌ)... (قَوْلُهُ: وَسُكْرٌ) أَيْ وَيَنْقُضُهُ سُكْرٌ وَهُوَ سُرُورٌ يَغْلِبُ عَلَى الْعَقْلِ بِمُبَاشَرَةِ بَعْضِ الْأَسْبَابِ الْمُوجِبَةِ لَهُ فَيَمْتَنِعُ الْإِنْسَانُ عَنْ الْعَمَلِ بِمُوجِبِ عَقْلِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُزِيلَهُ... فَإِذَا شَرِبَ الْخَمْرَ خَلَصَ أَثَرُهَا إلَى الصَّدْرِ فَحَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ نُورِ الْعَقْلِ فَيَبْقَى الصَّدْرُ مُظْلِمًا فَلَمْ يَنْتَفِعْ الْقَلْبُ بِنُورِ الْعَقْلِ فَسُمِّيَ ذَلِكَ سُكْرًا. (۲)

قطرات سے بچنے کے لئے عضو میں ٹیشو پیپر داخل کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص ایسا ہے کہ اس کو پیشاب کے بعد ایک یا دو قطرے پیشاب کے آتے ہیں اب یہ شخص اپنے عضو مخصوص کے سوراخ کے اندر ٹیشو پیپر رکھتا ہے، تو ذکر کے اندر ہی اگر پیشاب کا قطرہ اس ٹیشو پیپر سے لگ جائے تو وضو ٹوٹے گا یا نہیں؟

جواب: جب تک ٹیشو پیپر کا ظاہر حصہ تر نہ ہوگا وضو نہیں ٹوٹے گا، جب ظاہری حصہ تر ہو گیا یا ٹیشو پیپر کو نکالا جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا بشر طیکہ وہ تر ہوا گر تر نہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

کما في الدر المختار مع رد المحتار:

(لَوْ حَشَا إحْلِيلَهُ بِقُطْنَةٍ وَابْتَلَّ الطَّرَفُ الظَّاهِرُ)... (وَإِنْ ابْتَلَّ) الطَّرَفُ (الدَّاخِلُ لَا) يَنْقُضُ... (قَوْلُهُ: لَا يَنْقُضُ) لِعَدَمِ الْخُرُوجِ (قَوْلُهُ: وَلَوْ سَقَطَتْ إلَخْ) أَيْ لَوْ خَرَجَتْ الْقُطْنَةُ مِنْ الْإِحْلِيلِ رَطْبَةً انْتَقَضَ لِخُرُوجِ النَّجَاسَةِ وَإِنْ قَلَّتْ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ رَطْبَةً أَيْ لَيْسَ بِهَا أَثَرٌ لِلنَّجَاسَةِ أَصْلًا فَلَا نَقْضَ. (۳)

عورت کے آگے کے مقام سے ہوا خارج ہونے پر وضو کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت نماز پڑھ رہی تھی کہ اس کے آگے کے راستے سے ہوا خارج ہو گئی تو کیا اس کا وضو ٹوٹ گیا یا نہیں؟

جواب: عورت کے فرج سے جو ہوا خارج ہو وہ ناقض وضو نہیں البتہ اگر عورت مفضاۃ ہو (جس کے دونوں راستے ملے ہوئے ہوں) تو اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ وضو کر کے نماز پڑھے۔

---

(۱) كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس في نواقض الوضوء، ۱/ ۱۲، ط: رشيدية.

(۲) كتاب الطهارة، ۱/ ۷٦- ۷۷، ط: رشيدية.

(۳) كتاب الطهارة، مطلب في ندب مراعاة الخلاف إذا لم يرتكب مكروه مذهبه، ۱/ ۱٤۸- ۱٤۹، ط: سعيد.

كما في الهندية:

وَالرِّيحُ الْخَارِجَةُ مِنْ الذَّكَرِ وَفَرْجِ الْمَرْأَةِ لَا تَنْقُضُ الْوُضُوءَ عَلَى الصَّحِيحِ إلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَرْأَةُ مُفْضَاةً فَإِنَّهُ يُسْتَحَبُّ لَهَا الْوُضُوءُ. (۱)

وكذا في الجوهرة النيرة:

الريح الخارجة من الذكر وفرج المرأة فإنها لا تنقض على الصحيح إلا أن تكون المرأة مفضاة وهي التي صار مسلك بولها وغائطها واحدا فيخرج منها ريح منتنة فإنه يستحب لها الوضوء ولا يجب إلخ. (۲)

ریح والے شخص کے وضو کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جس شخص کے پیٹ میں ہر وقت ریح رہتی ہےاور وضو کرتے ہی ریح خارج ہو جاتی ہےاور کبھی نماز میں ریح سے پیٹ بھر جاتا ہے مجبوراً ریح نکلنے کی نوبت آتی ہے، اب شریعت میں اس بارے میں کیا حکم ہے؟ آیا یہ شخص بار بار وضو کرے یا نہیں؟

جواب: جس شخص کو کوئی بھی ایسا عذر لاحق ہو جس کی وجہ سے اس کا وضو اتنی دیر تک برقرار نہ رہتا ہو جس میں وہ وقتی نماز باوضو رہ کر ادا کر سکے، شرعاً ایسا شخص معذور کہلائے گا اور معذور کا حکم یہ ہے کہ وہ ہر فرض نماز کے لئے نیا وضو کرےاور جب تک نماز کا وقت باقی ہے، اس وضو سے وہ فرائض اور نوافل پڑھ سکتا ہےاور جیسے ہی نماز کا وقت ختم ہو گا اس کا وضو بھی ختم ہو جائے گا، واضح رہے کہ اگر اس دوران کسی اور وجہ سے وضو ٹوٹ گیا تو نیا وضو کرنا ضروری ہو گا۔

كما في الدر المختار:

وَصَاحِبُ عُذْرٍ مَنْ بِهِ سَلَسُ بَوْلٍ لَا يُمْكِنُهُ إمْسَاكُهُ أَوْ اسْتِطْلَاقُ بَطْنٍ أَوْ انْفِلَاتُ رِيحٍ أَوْ اسْتِحَاضَةٌ أَوْ بِعَيْنِهِ رَمَدٌ أَوْ عَمَشٌ أَوْ غَرَبٌ، وَكَذَا كُلُّ مَا يَخْرُجُ بِوَجَعٍ وَلَوْ مِنْ أُذُنٍ وَثَدْيٍ وَسُرَّةٍ إنْ اسْتَوْعَبَ عُذْرُهُ تَمَامَ وَقْتِ صَلَاةٍ مَفْرُوضَةٍ بِأَنْ لَا يَجِدَ فِي جَمِيعِ وَقْتِهَا زَمَنًا يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي فِيهِ خَالِيًا عَنْ الْحَدَثِ وَلَوْ حُكْمًا؛ لِأَنَّ الِانْقِطَاعَ الْيَسِيرَ مُلْحَقٌ بِالْعَدَمِ وَهَذَا شَرْطُ الْعُذْرِ فِي حَقِّ الِابْتِدَاءِ، وَفِي حَقِّ الْبَقَاءِ كَفَى وُجُودُهُ فِي جُزْءٍ مِنْ الْوَقْتِ وَلَوْ مَرَّةً وَفِي حَقِّ الزَّوَالِ يُشْتَرَطُ لِمُتِيعَابُ الِانْقِطَاعِ تَمَامَ الْوَقْتِ حَقِيقَةً؛ لِأَنَّهُ الِانْقِطَاعُ الْكَامِلُ.

==================

(۱) كتاب الطهارة، باب الوضوء، ۱/ ۱۲، ط: قديمي.

(۲) كتاب الطهارة، سنن الطهارة، ۱/ ۹، ط: قديمي.

وَحُكْمُهُ الْوُضُوءُ لَا غَسْلُ ثَوْبِهِ وَنَحْوِهِ لِكُلِّ فَرْضٍ، اللَّامُ لِلْوَقْتِ كَمَا فِي (لِدُلُوكِ الشَّمْسِ) ثُمَّ يُصَلِّي بِهِ فِيهِ فَرْضًا وَنَفْلًا، فَدَخَلَ الْوَاجِبُ بِالْأَوْلَى، فَإِذَا خَرَجَ الْوَقْتُ بَطَلَ.[۱]

وكذا في البحر الرائق:

وَتَتَوَضَّأُ الْمُسْتَحَاضَةُ وَمَنْ بِهِ سَلَسُ بَوْلٍ أَوْ اسْتِطْلَاقُ بَطْنٍ أَوْ انْفِلَاتُ رِيحٍ أَوْ رُعَافٌ دَائِمٌ أَوْ جُرْحٌ لَا يَرْقَأُ لِوَقْتِ كُلِّ فَرْضٍ.[۲]

وكذا في فتاوى مفتي محمود:[۳]

ناخن کاٹنے سے وضو کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی کے ناخن بڑے ہو جائیں اور اس کو وضو کی حالت میں کاٹے تو اس سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب: ناخن کاٹنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

کما في فتاوى قاضي خان:

وكذا لو حلق الحاجب أو الشارب أو مسح رأسه ثم حلق أو قلم أظافيره لا يلزمه الإعادة.[٤]

وكذا في الهندية:

وَإِنْ أَمَرَّ الْمَاءَ عَلَى شَعْرِ الذَّقَنِ ثُمَّ حَلَقَهُ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ غَسْلُ الذَّقَنِ وَكَذَا لَوْ حَلَقَ الْحَاجِبَ وَالشَّارِبَ أَوْ مَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ حَلَقَ أَوْ قَلَّمَ أَظَافِيرَهُ لَا تَلْزَمُهُ الْإِعَادَةُ.[٥]

وكذا في الشامية:

وَلَا يُعَادُ الْوُضُوءُ بَلْ وَلَا بَلُّ الْمَحَلِّ بِحَلْقِ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ كَمَا لَا يُعَادُ الْغَسْلُ لِلْمَحَلِّ وَلَا الْوُضُوءُ بِحَلْقِ شَارِبِهِ وَحَاجِبِهِ وَقَلْمِ ظُفْرِهِ.[٦]

==================

[۱] كتاب الطهارات، باب الحيض، ۱/ ۳۷۳، ط: رشيدية.

[۲] كتاب الطهارة، باب الحيض، ۱/ ۳۰۵- ۳۰٦، ط: سعيد.

[۳] كتاب الطهارة، معذور کی طہارت کے احکام، ۱/ ۳۳٦، ط: جمعیت۔

[٤] كتاب الطهارة، باب الوضوء والغسل، ۱/ ۱۷، ط: اشرفيه.

[٥] كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الأول في فرائض الوضوء، ۱/ ٤، ط: رشيدية.

[٦] كتاب الطهارة، أركان الوضوء، ۱/ ۱۰۱، ط: سعيد.

نزلہ زکام والے پانی سے وضوٹوٹنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نزلہ، زکام کی صورت میں جو پانی نکلتا ہے کیا اس سے وضوٹوٹ جاتا ہے؟ نیز وہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟

جواب: نزلہ اور زکام کی وجہ سے جو پانی ناک سے بہتا ہے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا، نیز وہ پانی نجس اور ناپاک نہیں ہے کیونکہ یہ کسی زخم سے خارج نہیں ہوتا، نہ کسی زخم پر سے گزر کر آتا ہے۔

كما في النتف في الفتاوى:

مَا يخرج من الانسان، فَأَما الانسان فان مَا يخرج مِنْهُ على ثَلَاثَة اقسام: قسم مِنْهُ طَاهِر وبخروجه لَا ينْتَقض الْوضُوء وان اصاب شَيْئا لَا يُنجسهُ وَهُوَ عشرَة اشياء وسخ الاذان ودموع الْعين والمخاط والبزاق والبلغم وَاللَّبن والعرق ووسخ جَمِيع الْبدن، والرمص. (۱)

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار:

(قَوْلُهُ: وَكَذَا كُلُّ مَا يَخْرُجُ بِوَجَعٍ إلَخْ) ظَاهِرُهُ يَعُمُّ الْأَنْفَ إذَا زُكِمَ ط، لَكِنْ صَرَّحُوا بِأَنَّ مَاءَ فَمِ النَّائِمِ طَاهِرٌ وَلَوْ مُنْتِنًا فَتَأَمَّلْ.... كُلُّ مَا يَخْرُجُ بِعِلَّةٍ فَالْوَجَعُ غَيْرُ قَيْدٍ... إلخ. (۲)

وكذا في التحرير المختار:

قوله: لكن صرحوا بأن فم النائم... إلخ أي فمقتضى ما صرحوا به أن لا يكون الزكام ناقضا بالأولى لانبعاثه من الرأس الذي ليس محل النجاسة وانبعاث الأول من الجوف الذي هو محلها لكن يفرق بينهما بأن الزكام خارج بعلة بخلاف ماء فم النائم ولو منتنا. (۳)

وكذا في امداد الاحكام:

لم يأمره النبي صلى الله عليه وسلم بالاحتراز عما يخرج من أنفه... ولم يرد في نص ما أنه أمره بالاجتناب عن ماء زكامه فالظاهر ظاهر وليس بنجس ولا ناقض... ولا يخفى كثرة العطاس في الزكام فلو كان ناقضا ونجسا لم يكن محبوبا مطلقا بل ذكر له الشارع حدا معلوما وإذ ليس فالقول بنجاسة ماء الزكام وبكونه ناقضا

(۱) كتاب الطهارة، باب ما يخرج من الإنسان، ۱/ ۳۵، ط: دار الفرقان.

(۲) كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب: في أحكام المعذور، ۱/ ۳۰۵، ط: سعيد.

(۳) كتاب الطهارة، باب الحيض، ۱/ ۳۹، ط: سعيد.

للوضوء خلاف النصوص. (١)

گرمی دانے سے پانی نکلے تو وضو کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ گرمی دانوں سے جو پانی نکلتا ہے وہ ناقض وضو ہے یا نہیں؟

جواب: گرمی دانوں سے معمولی مقدار میں پانی نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا البتہ جب پانی نکل کر بہہ جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

كما في الهندية:

وَإِنْ قُشِرَتْ نُقْطَةٌ وَسَالَ مِنْهَا مَاءٌ أَوْ صَدِيدٌ أَوْ غَيْرُهُ إِنْ سَالَ عَنْ رَأْسِ الْجُرْحِ نَقَضَ وَإِنْ لَمْ يَسِلْ لَا يَنْقُضُ. (٢)

وكذا في التنوير مع الدر المختار:

(وَيَنْقُضُهُ) خُرُوجُ مِنْهُ كُلِّ خَارِجٍ (نَجِسٍ) بِالْفَتْحِ وَيُكْسَرُ (مِنْهُ) أَيْ مِنْ الْمُتَوَضِّئِ الْحَيِّ مُعْتَادًا أَوْ لَا، مِنْ السَّبِيلَيْنِ أَوْ لَا (إلَى مَا يُطَهَّرُ) بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُولِ: أَيْ يَلْحَقُهُ حُكْمُ التَّطْهِيرِ. ثُمَّ الْمُرَادُ بِالْخُرُوجِ مِنْ السَّبِيلَيْنِ مُجَرَّدُ الظُّهُورِ وَفِي غَيْرِهِمَا عَيْنُ السَّيَلَانِ وَلَوْ بِالْقُوَّةِ، لِمَا قَالُوا. (٣)

وكذا في تبيين الحقائق:

وَأَمَّا غَيْرُهُمَا أَيْ غَيْرُ السَّبِيلَيْنِ إذَا خَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ وَوَصَلَ إلَى مَوْضِعٍ يَجِبُ تَطْهِيرُهُ فِي الْجَنَابَةِ وَنَحْوِهِ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ. (٤)

وكذا في البحر الرائق:

وَأَمَّا الْخَارِجُ مِنْ غَيْرِ السَّبِيلَيْنِ، فَنَاقِضٌ بِشَرْطِ أَنْ يَصِلَ إلَى مَوْضِعٍ يَلْحَقُهُ حُكْمُ التَّطْهِيرِ. (٥)

ران سے خون اور پیپ نکلنے پر وضو کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی ہے جس کی ران میں سوراخ ہے اور اس سے کبھی کبھی

---

(١) كتاب الطهارة، فصل في نواقض الوضوء، ١/ ٣٥٦، ط: دار العلوم.

(٢) كتاب الطهارة، باب الوضوء، الفصل الخامس في نواقض الوضوء، ١/ ١١، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، مطلب: نواقض الوضوء، ١/ ١٣٤- ١٣٥، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، ١/ ٤٧، ط: سعيد.

(٥) كتاب الطهارة، ١/ ٦٢، ط: رشيدية.

خون اور پیپ بھی نکلتی ہے تو کیا اس سے وضوٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ کسی نے کہا ہے کہ وضو نہیں ٹوٹتا۔

جواب: مذکورہ صورت میں وضوٹوٹ جاتا ہے اور کسی کا یہ کہنا کہ اس صورت میں وضو نہیں ٹوٹتا غلط ہے۔

کما في التنوير مع الدر المختار:

(وَيَنْقُضُهُ) خُرُوجُ مِنْهُ كُلِّ خَارِجٍ (نَجِسٍ)... مِنْ السَّبِيلَيْنِ أَوْ لَا (إلَى مَا يُطَهَّرُ) بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُولِ: أَيْ يَلْحَقُهُ حُكْمُ التَّطْهِيرِ. ثُمَّ الْمُرَادُ بِالْخُرُوجِ مِنْ السَّبِيلَيْنِ مُجَرَّدُ الظُّهُورِ وَفِي غَيْرِهِمَا عَيْنُ السَّيَلَانِ وَلَوْ بِالْقُوَّةِ. (۱)

وكذا في بدائع الصنائع:

فَأَمَّا حُكْمُ غَيْرِ السَّبِيلَيْنِ مِنْ الْجُرْحِ، وَالْقُرْحِ فَإِنْ سَالَ الدَّمُ وَالْقَيْحُ وَالصَّدِيدُ عَنْ رَأْسِ الْجُرْحِ، وَالْقُرْحِ يُنْتَقَضُ الْوُضُوءُ عِنْدَنَا لِوُجُودِ الْحَدَثِ، وَهُوَ خُرُوجُ النَّجَسِ، وَهُوَ انْتِقَالُ النَّجَسِ مِنْ الْبَاطِنِ إلَى الظَّاهِرِ. (۲)

وكذا في الفقه الإسلامي:

الخارج من غير السبيلين كالدم والقيح والصديد ناقض بشرط سيلانه عند الحنفية إلى موضع يلحقه حكم التطهير وهو ظاهر الجسد. (۳)

وكذا في الهندية:

(وَمِنْهَا) مَا يَخْرُجُ مِنْ غَيْرِ السَّبِيلَيْنِ وَيَسِيلُ إلَى مَا يَظْهَرُ مِنْ الدَّمِ وَالْقَيْحِ وَالصَّدِيدِ وَالْمَاءِ لِعِلَّةٍ وَحَدُّ السَّيَلَانِ أَنْ يَعْلُوَ فَيَنْحَدِرَ عَنْ رَأْسِ الْجُرْحِ. كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ. (٤)

وكذا في فتح القدير:

(الْمَعَانِي النَّاقِضَةُ كُلُّ مَا يَخْرُجُ مِنْ السَّبِيلَيْنِ) لِقَوْلِهِ تَعَالَى: أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ. وَقِيلَ لِرَسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا الْحَدَثُ؟ قَالَ: مَا يَخْرُجُ مِنْ السَّبِيلَيْنِ. وَكَلِمَةُ مَا عَامَّةٌ فَتَتَنَاوَلُ الْمُعْتَادَ وَغَيْرَهُ وَالدَّمُ وَالْقَيْحُ إذَا خَرَجَا مِنْ الْبَدَنِ فَتَجَاوَزَا إلَى مَوْضِعٍ يَلْحَقُهُ حُكْمُ التَّطْهِيرِ، وَالْقَيْءُ مِلْأَ الْفَمِ. (٥)

(۱) كتاب الطهارة، مطلب: نواقض الوضوء، ۱/ ۱۳٤- ۱۳٥، ط: سعيد.

(۲) كتاب الطهارة، باب نواقض الوضوء، ۱/ ۱۲۲، ط: رشيدية.

(۳) الباب الأول الطهارات، الفصل الرابع، المطلب السابع في نواقض الوضوء، ۱/ ٤۲۱، ط: نشر احسان.

(٤) كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس في نواقض الوضوء، ۱/ ۱۰، ط: رشيدية.

(٥) كتاب الطهارات، فصل في نواقض الوضوء، ۱/ ۳۸- ۳۹، ط: دار الكتب العلمية.

ستر کھلنے سے وضوٹوٹنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ ستر کھلنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے برائے مہربانی اس سلسلہ میں حکم شرعی کیاہے؟

جواب: ستر کھلنے سے وضونہیں ٹوٹتا۔

کما في الشامية:

(وَيَنْقُضُهُ) خُرُوجُ مِنهُ كُلِّ خَارِجٍ (نَجَسٍ).... (مِنْهُ) أَيْ مِنْ الْمُتَوَضِّئِ الْحَيِّ مُعْتَادًا أَوْ لَا، مِنْ السَّبِيلَيْنِ أَوْ لَا. (١)

وكذا في البدائع:

قَالَ أَصْحَابُنَا الثَّلَاثَةُ: هُوَ خُرُوجُ النَّجَسِ مِنْ الْآدَمِيِّ الْحَيِّ، سَوَاءٌ كَانَ مِنْ السَّبِيلَيْنِ... أَوْ مِنْ غَيْرِ السَّبِيلَيْنِ. (٢)

وكذا في فتح القدير:

(كُلُّ مَا يَخْرُجُ) قِيلَ يَعْنِي خُرُوجَ مَا يَخْرُجُ لِيَصِحَّ الْإِخْبَارُ عَنْ الْمَعَانِي، لَكِنَّ الظَّاهِرَ أَنَّ النَّاقِضَ هُوَ النَّجَسُ الْخَارِجُ لَا خُرُوجُه الْمُخْرَجِ لِلنَّجَسِ عَنْ كَوْنِهِ مُؤَثِّرًا لِلنَّقْضِ، مَعَ أَنَّ الضِّدَّ هُوَ الْمُؤَثِّرُ فِي رَفْعِ ضِدِّهِ. (٣)

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

ينقض الوضوء اثنا عشر شيئاً: ما خرج من السبيلين إلا ريح القبل في الأصح، وولادة من غيررؤية دم، ونجاسة سائلة من غير السبيلين كدم وقيح وقيء طعام أو ماء أو عَلَق (دم متجمد من المعدة) ، أو مِرَّة (صفراء) إذا ملأ الفم: وهو مالا ينطبق عليه الفم إلا بتكلف على الأصح، ويجمع متفرق القيء إذا اتحد سببه، وينقضه دم غلب على البزاق أو ساواه، ونوم مضطجعاً، أو متكئاً أو مستنداً إلى شيء لوأزيل لسقط (أي نوم لم تتمكن فيه المقعدة من الأرض)، وارتفاع مقعدة نائم على الأرض قبل انتباهه، وإن لم يسقط على الأرض، وإغماء، وجنون، وسكر، وقهقهة بالغ يقظان في صلاة ذات ركوع وسجود، ولو تعمد الخروج بها من الصلاة،

====================

(١) كتاب الطهارة، مطلب: نواقض الوضوء، ١/ ١٣٤، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، فصل: وأما بيان ما ينقض الوضوء، ١/ ١١٨، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارات، فصل: في نواقض الوضوء، ١/ ٣٨، ط: دار الكتب العلمية.

ومس فرج بذكر منتصب بلا حائل. [1]

وكذا في تبيين الحقائق: [2]

وكذا في البحر: [3]

وكذا في النتف في الفتاوى: [4]

وكذا في فتاوى دار العلوم ديوبند: [5]

کان کی میل صاف کرنے سے وضو کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کان کی میل صاف کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: کان کی میل صاف کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

كما في التنوير مع الدر المختار:

(وَيَنْقُضُهُ) خُرُوجُ مِنْهُ كُلِّ خَارِجٍ (نَجَسٍ)... (مِنْهُ) أَيْ مِنَ الْمُتَوَضِّئِ الْحَيِّ مُعْتَادًا أَوْ لَا، مِنَ السَّبِيلَيْنِ أَوْ لَا. [6]

وكذا في النتف في الفتاوى:

فَأَما الانسان فان مَا يخرج مِنْهُ على ثَلَاثَة اقسام، قسم مِنْهُ طَاهِر وبخروجه لَا ينْتَقض الْوضُوء وان اصاب شَيْئا لَا يُنجسهُ وَهُوَ عشرَة اشياء، (١) وسخ الاذان (٢) ودموع الْعين (٣) والمخاط (٤) والبزاق (٥) والبلغم (٦) وَاللَّبن (٧) والعرق (٨) ووسخ جَمِيع الْبدن (٩) والرمص (١٠) واللعاب. [7]

وكذا في البدائع:

قَالَ أَصْحَابُنَا الثَّلَاثَةُ: هُوَ خُرُوجُ النَّجَسِ مِنْ الْآدَمِيِّ الْحَيِّ، سَوَاءٌ كَانَ مِنْ السَّبِيلَيْنِ... أَوْ مِنْ غَيْرِ السَّبِيلَيْنِ. [8]

---

[1] الباب الأول الطهارات، الفصل الرابع، المطلب السابع نواقض الوضوء، ١/ ٤٣٧ - ٤٣٨، ط: احسان.

[2] كتاب الطهارة، ١/ ٤٥، ط: سعيد.

[3] كتاب الطهارة، ١/ ٥٨، ط: رشيدية.

[4] كتاب الطهارة، باب نقض الوضوء، ١/ ٢٦، ط: مؤسسة الرسالة.

[5] كتاب الطهارة، فصل رابع، نواقض وضو، ۱/ ۱۱۲، ط: دار الاشاعت.

[6] كتاب الطهارة، مطلب: نواقض الوضوء، ١/ ١٣٤، ط: سعيد.

[7] كتاب الطهارة، ما يخرج من الإنسان، ١/ ٣٥، ط: مؤسسة الرسالة.

[8] كتاب الطهارات، فصل: وأما بيان ما ينقض الوضوء، ١/ ١١٨، ط: رشيدية.

وكذا في فتح القدير:

(كُلُّ مَا يَخْرُجُ) قِيلَ يَعْنِي خُرُوجَ مَا يَخْرُجُ لِيَصِحَّ الْإِخْبَارُ عَنْ الْمَعَانِي، لَكِنَّ الظَّاهِرَ أَنَّ النَّاقِضَ هُوَ النَّجَسُ الْخَارِجُ لَا خُرُوجُ الْمُخْرَجِ لِلنَّجَسِ عَنْ كَوْنِهِ مُؤَثِّرًا لِلنَّقْضِ. (۱)

وكذا في تبيين الحقائق: (۲)

وكذا في البحر: (۳)

کشف عورت سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کشف عورت سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: بلاضرورت کشف عورت حرام ہے تاہم اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

كما في الحلبي الكبيري:

ومن الآداب أن يستر عورته حين فرغ، أي من الاستنجاء والتجفيف؛ لأن الكشف كالضرورة... لقوله صلى الله عليه وسلم: الله تعالى أحق أن يستحيى منه. (٤)

وكذا في الفتاوى التاتارخانية:

ومن الآداب أن لا يترك وعورته مكشوفة يعني بعد الاستنجاء. (٥)

وكذا في الدر المختار:

(وَلَا يُعَادُ الْوُضُوءُ) بَلْ وَلَا بَلُّ الْمَحَلِّ (بِحَلْقِ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ كَمَا لَا يُعَادُ) الْغَسْلُ لِلْمَحَلِّ وَلَا الْوُضُوءُ (بِحَلْقِ شَارِبِهِ وَحَاجِبِهِ وَقَلْمِ ظُفْرِهِ). (٦)

وكذا في فتاوى حقانية: (٧)

---

(۱) كتاب الطهارة، فصل في نواقض الوضوء إلخ، ۱/ ۳۸، ط: دار الكتب العلمية.

(۲) كتاب الطهارة، ۱/ ٤٥، ط: سعيد.

(۳) كتاب الطهارة، ۱/ ٥٨، ط: رشيدية.

(٤) باب في آداب الوضوء، ص۲۷، ط: نعمانية.

(٥) كتاب الطهارة، الفصل الأول في الوضوء، بيان سنن الوضوء وآدابه، ط: إدارة القرآن.

(٦) كتاب الطهارة، ۱/ ۱۰۱، ط: سعيد.

(٧) كتاب الطهارة، باب الوضوء، ۱/ ٥١٥، ط: حقانية.

کیاآنکھوں سے نکلنے والا پانی ناقضِ وضو ہے؟

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام ومشائخ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی شخص کی آنکھوں سے اگر پانی بہتا ہو تو کیا یہ ناقضِ وضو ہے؟

جواب: آنکھوں سے بہنے والا پانی اگر درد اور تکلیف کے بغیر نکلے جیسے تیز روشنی یا دھوپ کی وجہ سے یا پیاس وغیرہ کے اثر سے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا، البتہ اگر آنکھ میں زخم ہو یا آنکھ دکھ رہی ہو تو اس وقت چکنا پانی یا پیپ نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

كما في التنوير مع الدر المختار:

(كَمَا) لَا يَنْقُضُ (لَوْ خَرَجَ مِنْ أُذُنِهِ) وَنَحْوِهَا كَعَيْنِهِ وَثَدْيِهِ (قَيْحٌ) وَنَحْوُهُ كَصَدِيدٍ وَمَاءِ سُرَّةٍ وَعَيْنٍ (لَا بِوَجَعٍ) وَإِنْ خَرَجَ (بِهِ) أَيْ بِوَجَعٍ (نَقَضَ) لِأَنَّهُ دَلِيلُ الْجُرْحِ، فَدَمْعُ مَنْ بِعَيْنِهِ رَمَدٌ أَوْ عَمَشٌ نَاقِضٌ. (١)

وكذا في الفتاوى الهندية:

لَا يُنْقَضُ وُضُوءُهُ فِي جِنْسِ هَذِهِ الْمَسَائِلِ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ. الدَّمُ وَالْقَيْحُ وَالصَّدِيدُ وَمَاءُ الْجُرْحِ وَالنَّفْطَةِ وَالسُّرَّةِ وَالثَّدْيِ وَالْعَيْنِ وَالْأُذُنِ لِعِلَّةٍ سَوَاءٌ، عَلَى الْأَصَحِّ كَذَا فِي الزَّاهِدِيِّ... وَالْغَرْبُ فِي الْعَيْنِ بِمَنْزِلَةِ الْجُرْحِ فِيمَا يَسِيلُ مِنْهُ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ. كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ. (٢)

اگر پیشاب غیر محل سے خارج ہو تو وضو کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقے میں ایک آدمی ہے جس کی ران میں سوراخ ہے، اور اس سے بھی کبھی کبھی پیشاب نکلتا ہے، تو مفتی صاحب کیا اس سوراخ سے پیشاب نکلنے کی وجہ سے وضو ٹوٹے گا یا نہیں؟ اس کو کسی نے بتایا ہے کہ اس سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے تو کیا یہ کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں ران میں سوارخ ہے اگر اس سوراخ سے پیشاب نکلے تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا، یہ کہنا کہ اس سوراخ سے پیشاب نکلنے کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹے گا، یہ بات درست نہیں۔

كما في القرآن المجيد:

أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ. (المائدة: ٦)

==================

(١) كتاب الطهارة، مطلب في ندب مراعاة الخلاف إذا لم يرتكب مكروه مذهبه، ١/ ١٤٧، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس في نواقض الوضوء، ١/ ١٠-١١، ١/ ١١، ط: رشيدية.

وكذا في القدوري:

وَالْمَعَانِي النَّاقِضَةُ لِلْوُضُوءِ كُلُّ مَا خَرَجَ مِنْ السَّبِيلَيْنِ وَالدَّمُ وَالْقَيْحُ إذَا خَرَجَ مِنْ الْبَدَنِ فَتَجَاوَزَ إلَى مَوْضِعٍ يَلْحَقُهُ حُكْمُ التَّطْهِيرِ. (١)

وكذا في نور الإيضاح:

ينقض الوضوء اثنا عشرة شيئا: ما خرج من السبيلين إلا ريح القبل في الأصح. ونجاسة سائلة من غيرهما: كدم وقيح. (٢)

وكذا في مجمع الأنهر:

وخروج نجس... من البدن إن سال بنفسه... إلى ما يلحقه حكم التطهير. (٣)

وكذا في بدائع الصنائع:

فَأَمَّا حُكْمُ غَيْرِ السَّبِيلَيْنِ مِنْ الْجُرْحِ، وَالْقَرْحِ فَإِنْ سَالَ الدَّمُ وَالْقَيْحُ وَالصَّدِيدُ عَنْ رَأْسِ الْجُرْحِ، وَالْقَرْحِ يُنْتَقَضُ الْوُضُوءُ عِنْدَنَا لِوُجُودِ الْحَدَثِ، وَهُوَ خُرُوجُ النَّجَسِ، وَهُوَ انْتِقَالُ النَّجَسِ مِنْ الْبَاطِنِ إلَى الظَّاهِرِ. (٤)

وكذا في المحيط البرهاني:

وإذا تبين الخنثى أنه رجل أو امرأة، فالفرج الآخر منه بمنزلة الجرح لا ينقض الوضوء ما يخرج منه ما لم يسل... وإذا كان بذكر الرجل جرح له رأسان أحدهما يخرج منه ما يسيل في مجرى البول، والآخر يخرج منه ما لا يسيل في مجرى البول، فالأول: إذا ظهر على رأس الإحليل ينقض الوضوء، وإن لم يسل بمنزلة البول؛ لأنه سال عن موضعه إلى مكان له حكم الظاهر، ولا كذلك الثاني. (٥)

وكذا في تبيين الحقائق:

وَالْخُنْثَى إذَا تَبَيَّنَ أَنَّهُ رَجُلٌ أَوْ امْرَأَةٌ فَالْفَرْجُ الْآخَرُ مِنْهُ بِمَنْزِلَةِ الْقُرْحَةِ فَلَا يَنْقُضُ الْخَارِجُ مِنْهُ الْوُضُوءَ مَا لَمْ يَسِلْ، وَأَكْثَرُهُمْ عَلَى إيجَابِ الْوُضُوءِ عَلَيْهِ. (٦)

==================

(١) كتاب الطهارة، فصل في نواقض الوضوء، ص٤، ط: حقانية.

(٢) كتاب الطهارة، فصل ينقض الوضوء، ص٣٥، ط: رحمانية.

(٣) كتاب الطهارة، ١/ ٥١٣، ط: الحبيبية.

(٤) كتاب الطهارة، باب نواقض الوضوء، ١/ ١٢٢، ط: رشيدية.

(٥) كتاب الطهارة، الفصل الثاني في بيان ما يوجب الوضوء وما لا يوجب، ١/ ٣٩، ط: دار إحياء التراث العربي.

(٦) كتاب الطهارة، نواقض الوضوء، ١/ ٤٧، ط: سعيد.

وکذا في فتح القدير:

وَإِنْ كَانَ بِذَكَرِهِ بَط: أَيْ شَقٌّ لَهُ رَأْسَانِ أَحَدُهُمَا يَخْرُجُ مِنْهُ مَاءٌ يَسِيلُ فِي مَجْرَى الذَّكَرِ وَالْآخَرُ فِي غَيْرِهِ، فَفِي الْأَوَّلِ يَنْقُضُ بِالظُّهُورِ وَفِي الثَّانِي بِالسَّيَلَانِ... وَإِذَا تَبَيَّنَ الْخُنْثَى أَنَّهُ امْرَأَةٌ فَذَكَرُهُ كَالْجُرْحِ أَوْ رَجُلٌ فَفَرْجُهُ كَالْجُرْحِ وَيَنْتَقِضُ فِي الْآخَرِ بِالظُّهُورِ. [۱]

وکذا في الكبيري:

أما النجس الخارج من غير السبيلين فيوجب انتقاص الطهارة أيضا عندنا. [۲]

وکذا في البحر الرائق:

وَأَمَّا الْخَارِجُ مِنْ غَيْرِ السَّبِيلَيْنِ، فَنَاقِضٌ بِشَرْطِ أَنْ يَصِلَ إِلَى مَوْضِعٍ يَلْحَقُهُ حُكْمُ التَّطْهِيرِ كَذَا قَالُوا وَمُرَادُهُمْ أَنْ يَتَجَاوَزَ إِلَى مَوْضِعٍ تَجِبُ طَهَارَتُهُ أَوْ تُنْدَبُ مِنْ بَدَنٍ وَثَوْبٍ وَمَكَانٍ. [۳]

وکذا في النهر الفائق:

الْخُنثَى الْمُشكل إذا اتضح كان الفرج الآخر بمنزلة القرحة لا ينتقض الخارج منه ما لم يسل. [٤]

وکذا في مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح:

ينقض الوضوء نجاسة سائلة من غيرهماأي السبيلين لقوله عليه الصلاة والسلام: الوضوء من كل دم سائل. [٥]

وکذا في مجمع الأنهر:

وَقَالُوا: كُلُّ مَا يَخْرُجُ مِنْ بَدَنِ الْإِنْسَانِ مُوجِبًا لِلتَّطْهِيرِ فَنَجَاسَةٌ غَلِيظَةٌ كَالْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَالدَّمِ وَالصَّدِيدِ وَالْقَيْءِ، وَلَا خِلَافَ فِيهِ. [٦]

وکذا في الخانية:

وفي الفتاوى إذا تبين الخنثى أنه رجل فالفرج الآخر منه بمنزلة الجرح... لا ينتقض الوضوء ما لم يخرج منه وما لم يسل. [٧]

===================

[۱] كتاب الطهارة، فصل في نواقض الوضوء، ۱/ ٤٠، ط: دار الكتب العلمية.

[۲] كتاب الطهارة، فصل في نواقض الوضوء، ص۱۱۱، ط: نعمانية.

[۳] كتاب الطهارة، ۱/ ٦٢، ط: رشيدية.

[٤] كتاب الطهارة، فصل في نواقض الوضوء، ۱/ ٥۱، ط: نعمانية.

[٥] كتاب الطهارة، باب نواقض الوضوء، ۱/ ٤٥، ط: دار الكتب العلمية.

[٦] كتاب الطهارة ۱/ ۳۲، ط: الحبيبية.

[٧] كتاب الطهارة، فصل فيما ينقض الوضوء، ص/ ۱۸، ط: اشرفيه.

و فيه أيضا:

ولو كان لذكر الرجل جرح له رأسان أحدهما يخرج منه ما يسيل في مجرى البول والثاني يخرج منه ما لا يسيل في مجرى البول فالأول بمنزلة الاحليل إذا ظهر البول على رأسه ينقض الوضوء وإن لم يسل ولا يتوضأ في الثاني ما لم يسل. [١]

وكذا في كتاب التجنيس والمزيد:

والفقه في جميع هذه المسائل لما عرف من الفرق بين السبيلين وغيرهما في غير السبيلين لا بد من السيلان لأن تحت كل قشرة نجاسة. [٢]

وكذا قال في التاتارخانية: [٣]

وكذا في البزازية: [٤]

وكذا في الهندية: [٥]

وكذا في الطحطاوي على الدر: [٦]

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَيَنْقُضُهُ) خُرُوجُ (مِنْهُ) كُلِّ خَارِجٍ نَجَسٍ... مِنْ السَّبِيلَيْنِ أَوْ لَا إلَى... مَا يَلْحَقُهُ حُكْمُ التَّطْهِيرِ ثُمَّ الْمُرَادُ بِالْخُرُوجِ مِنْ السَّبِيلَيْنِ مُجَرَّدُ الظُّهُورِ وَفِي غَيْرِهِمَا عَيْنُ السَّيَلَانِ وَلَوْ بِالْقُوَّةِ... مَنْ لِذَكَرِهِ رَأْسَانِ فَالَّذِي لَا يَخْرُجُ مِنْهُ الْبَوْلُ الْمُعْتَادُ بِمَنْزِلَةِ الْجُرْحِ... لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ مَا لَمْ يَسِلْ. [٧]

وكذا في الفقه الإسلامي:

الخارج من غير السبيلين كالدم والقيح والصديد ناقض بشرط سيلانه عند الحنفية إلى موضع يلحقه حكم التطهير وهو ظاهر الجسد. [٨]

====================

[١] كتاب الطهارة، فصل فيما ينقض الوضوء، ض/ ١٨، ط: اشرفيه.

[٢] كتاب الطهارة١، / ١٤١، ١٤٢.

[٣] كتاب الطهارة، الوضوء، ١/ ١٢٣، ط: إدارة القرآن.

[٤] كتاب الطهارة، الثالث في الوضوء والحدث، ١/ ١٣- ١٤، ط: قديمي.

[٥] كتاب الطهارة، الفصل الخامس في نواقض الوضوء، ١/ ١٠، ط: رشيدية.

[٦] كتاب الطهارة، ١/ ٨٦، ط: رشيدية.

[٧] كتاب الطهارة، مطلب: نواقض الوضوء- وفي مطلب: في ندب مراعاة الخلاف إذا لم يرتكب، ١/ ١٣٥- ١٥٠، ط: سعيد.

[٨] كتاب الطهارات، الفصل الرابع، المطلب السابع- نواقض الوضوء، ١/ ٤٢١، ط: نشر احسان.

باب الغسل

غسل جنابت میں ہر بال کے نیچے پانی پہنچانے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ غسل جنابت میں ہر بال کے نیچے پانی پہنچانا چاہئے یا نہیں؟

جواب: غسل جنابت کرتے وقت تمام بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچانا شرعاً ضروری ہے کیونکہ بال کے برابر کوئی جگہ بھی خشک رہ گئی تو اس صورت میں غسل درست نہیں ہوگا۔

کما قال الله تعالى:

وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا. (١)

وكذا في سنن أبي داود:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن تحت كل شعرة جنابة، فاغسلوا الشعر وأنقوا البشر. (٢)

وكذا في بدائع الصنائع:

لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ أَلَا فَبُلُّوا الشَّعْرَ، وَأَنْقُوا الْبَشَرَةَ. (٣)

وكذا في البحر الرائق:

وَأَمَّا رُكْنُهُ فَهُوَ إِسَالَةُ الْمَاءِ عَلَى جَمِيعِ مَا يُمْكِنُ إِسَالَتُهُ عَلَيْهِ مِنْ الْبَدَنِ مِنْ غَيْرِ حَرَجٍ مَرَّةً وَاحِدَةً حَتَّى لَوْ بَقِيَتْ لُمْعَةٌ لَمْ يُصِبْهَا الْمَاءُ لَمْ يَجُزْ الْغُسْلُ، وَإِنْ كَانَتْ يَسِيرَةً. (٤)

بستر پر منی کا دھبہ نظر آنے کی صورت میں میاں بیوی کے لئے غسل کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین متین وشرع ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ بستر پر منی کا دھبہ وغیرہ نظر آئے لیکن مرد اور عورت دونوں احتلام کے منکر ہوں تو غسل کس پر لازم ہے؟

==================

(١) المائدة: ٦.

(٢) كتاب الطهارة، باب في الغسل من الجنابة، ١/ ٣٧، ط: حقانية.

(٣) كتاب الصلاة، فصل وأما شرائط الأركان فجملة الكلام في الشرائط أنها نوعان، ١/ ٣٠٢، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، تحت قوله: وفرض غسل فمه وأنفه وبدنه، ١/ ٨٦، ط: رشيدية.

جواب: اگر منی کا دھبہ سفید اور خوب گاڑھا ہو تو مرد کی منی اور اگر زرد رنگ کی پتلی ہو تو عورت کی تصور کی جائے گی، اور اگر مذکورہ علامات میں سے کسی پہلو کو متعین کرنا ممکن نہ ہو تو احتیاطاً دونوں پر غسل واجب ہوگا۔

كما في الشامية:

(قَوْلُهُ: وَلَوْ وُجِدَ إلَخْ) حَاصِلُهُ أَنَّهُ لَوْ وَجَدَ الزَّوْجَانِ فِي فِرَاشِهِمَا مَنِيًّا وَلَمْ يَتَذَكَّرَا احْتِلَامًا، فَقِيلَ إنْ كَانَ أَبْيَضَ غَلِيظًا فَمَنِيُّ الرَّجُلِ، وَإِنْ كَانَ أَصْفَرَ رَقِيقًا فَمَنِيُّ الْمَرْأَةِ. وَقَالَ فِي الظَّهِيرِيَّةِ بَعْدَ حِكَايَتِهِ لِهَذَا الْقَوْلِ: وَالْأَصَحُّ أَنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِمَا احْتِيَاطًا. [1]

وكذا في الهندية:

إذَا وُجِدَ فِي الْفِرَاشِ مَنِيٌّ وَيَقُولُ الزَّوْجُ: مِنْ الْمَرْأَةِ، وَتَقُولُ الْمَرْأَةُ: مِنْ الزَّوْجِ الْأَصَحُّ أَنَّهُ يَجِبُ الْغُسْلُ عَلَيْهِمَا احْتِيَاطًا. كَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ. [2]

وكذا في فتح القدير:

وَلَوْ وَجَدَ الزَّوْجَانِ بَيْنَهُمَا مَاءً دُونَ تَذَكُّرٍ وَلَا مُمَيِّزٌ بِأَنْ لَمْ يَظْهَرْ غِلَظُهُ وَرِقَّتُهُ وَلَا بَيَاضُهُ وَصُفْرَتُهُ يَجِبُ عَلَيْهِمَا الْغُسْلُ، صَحَّحَهُ فِي الظَّهِيرِيَّةِ وَلَمْ يَذْكُرُوا الْقَيْدَ فَقَالُوا يَجِبُ عَلَيْهِمَا. وَقِيلَ إذَا كَانَ غَلِيظًا أَبْيَض فَعَلَيْهِ، أَوْ رَقِيقًا أَصْفَرَ فَعَلَيْه فَيُفِيدُونَهُ بِصُورَةِ نَقْلِ الْخِلَافِ. وَالَّذِي يَظْهَرُ تَقْيِيدُ الْوُجُوبِ عَلَيْهِمَا بِمَا ذَكَرْنَا فَلَا خِلَافَ إذًا. [3]

وكذا في البحر الرائق:

وَلَوْ وَجَدَ الزَّوْجَانِ بَيْنَهُمَا مَاءً دُونَ تَذَكُّرٍ وَلَا مُمَيِّزَ بِأَنْ لَمْ يَظْهَرْ غِلَظُهُ وَرِقَّتُهُ وَلَا بَيَاضُهُ وَصُفْرَتُهُ يَجِبُ عَلَيْهِمَا الْغُسْلُ صَحَّحَهُ فِي الظَّهِيرِيَّةِ وَلَمْ يَذْكُرُوا الْقَيْدَ فَقَالُوا يَجِبُ عَلَيْهِمَا وَقِيلَ إذَا كَانَ غَلِيظًا أَبْيَض فَعَلَيْهِ أَوْ رَقِيقًا أَصْفَرَ فَعَلَيْهَا فَيُقَيِّدُونَهُ بِصُورَةِ نَقْلِ الْخِلَافِ، وَالَّذِي يُظْهِرُ تَقْيِيدَ الْوُجُوبِ عَلَيْهِمَا بِمَا ذَكَرْنَا فَلَا خِلَافَ إذَنْ كَذَا فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ. [4]

====================

[1] كتاب الطهارة، مطلب في تحرير الصاع والمد والرطل، ١/ ١٦٤، ط: سعيد.

[2] كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل (وفيه ثلاثة فصول) الفصل الثالث في المعاني الموجبة للغسل وهي ثلاثة، ١٥/١، ط: رشيدية.

[3] كتاب الطهارة، فصل في الغسل، ١/ ٦٧، ط: دار الكتب العلمية.

[4] كتاب الطهارة، ١/ ١٠٥، ط: رشيدية.

ایک رات میں متعدد بار جماع کرنے سے ایک دفعہ غسل کافی ہے

سوال: بندہ کو ایک مسئلہ در پیش ہے کہ ایک آدمی نے رات میں اپنی بیوی کے ساتھ تین چار مرتبہ جماع کیا ان سب کے لئے ایک مرتبہ غسل کرنا کافی ہوگا یا ہر ایک جماع کے بعد غسل کرنا ضروری ہے۔

جواب: بہتر تو یہ ہے کہ ہر جماع کے بعد غسل کیا جائے اور اگر چند مرتبہ جماع کے بعد ایک ہی غسل پر اکتفاء کرے تب بھی درست ہے۔

كما في صحيح مسلم:

عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ. (١)

وكذا في تنوير الأبصار مع الدر المختار:

وَلَا مُعَاوَدَةَ أَهْلِهِ قَبْلَ اغْتِسَالِهِ إِلَّا إِذَا احْتَلَمَ لَمْ يَأْتِ أَهْلَهُ. قَالَ الْحَلَبِيُّ: ظَاهِرُ الْأَحَادِيثِ إِنَّمَا يُفِيدُ النَّدْبَ لَا نَفْيَ الْجَوَازِ الْمُفَادِ مِنْ كَلَامِهِ. (٢)

وكذا في الهندية:

وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ. وَلَا بَأْسَ لِلْجُنُبِ أَنْ يَنَامَ وَيُعَاوِدَ أَهْلَهُ قَبْلَ أَنْ يَتَوَضَّأَ وَإِنْ تَوَضَّأَ فَحَسَنٌ. (٣)

جنبی کے لئے غسل کرتے وقت ناک میں پانی ڈالنے کی حد

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ واجب غسل کرتے وقت ناک میں کس طرح پانی ڈالا جائے گا، آیا کھینچ کر اوپر تک پہنچانا ضروری ہے، جبکہ کھینچتے وقت دماغ تک پانی پہنچنے کی صورت میں تکلیف اٹھانا لازم آتا ہے، یا انگلی کے ذریعے ناک کے بانسے تک پانی پہنچانا کافی ہے؟

جواب: غسل کرتے وقت ناک کی نرم ہڈی یعنی بانسے تک پانی پہنچانا ضروری ہے، زیادہ اوپر تک کھینچنا ضروری نہیں ہے۔

====================

(١) كتاب الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء وغسل الفرج إذا أراد أن يأكل أو يشرب أو ينام أو يجامع، ١/ ١٤٤، ط: قديمي.

(٢) كتاب الطهارة، مطلب: يطلق الدعاء على ما يشمل الثناء، ١/ ١٦٥- ١٧٦، ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث في المعاني الموجبة للغسل وهي ثلاثة، ١/ ١٦، ط: رشيدية.

كذا في الدر المختار:

قال الحصكفي: وَفَرْضُ الْغُسْلِ غَسْلُ كُلِّ فَمِهِ وَيَكْفِي الشُّرْبُ عَبًّا؛ لِأَنَّ الْمَجَّ لَيْسَ بِشَرْطٍ فِي الْأَصَحِّ وَأَنْفِهِ حَتَّى مَا تَحْتَ الدَّرَنِ. (١)

وكذا في مجمع الأنهر:

وَالأَنْف حَتَّى مَا تَحْتَ الدَّرَنِ. (٢)

وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر:

قوله: حتى ما تحت الدرن، قال في البحر: والدرن اليابس في الأنف كالخبز الممضوغ والعجين يمنع تمام الغسل. (٣)

وكذا في فتاوى حقانية: (٤)

اگر کوئی غسل میں کلی کرنا بھول گیا ہو تو یاد آنے پر کیا کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی غسل میں کلی کرنا بھول گیا اور بعد میں یاد آگیا تو کیا یہ شخص دوبارہ غسل کرے گا یا صرف کلی کرے گا؟

جواب: جس وقت بھی یاد آجائے اس وقت کلی کرلے، دوبارہ غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔

كما في الحلبي الكبيري:

ولو تركها أي ترك المضمضة والاستنشاق أو لمعة من أي موضع كان من البدن ناسيا فصلى ثم ذكر ذلك يتمضمض أو يستنشق أو يغسل اللمعة ويعيد ما صلى. (٥)

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَفَرْضُ الْغُسْلِ)... (غَسْلُ) كُلِّ (فَمِهِ) وَيَكْفِي الشُّرْبُ عَبًّا... (قَوْلُهُ: وَيَكْفِي الشُّرْبُ عَبًّا) أَيْ لَا مَصًّا

===================

(١) كتاب الطهارة، مطلب: في أبحاث الغسل، ١/ ١٥١ _ ١٥٢، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، ١/ ٣٦، ط: الحبيبية.

(٣) كتاب الطهارة، ١/ ٨٧، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، باب الغسل، ٢/ ٥٢١، ط: حقانية.

(٥) كتاب الطهارة، باب فرائض الغسل، ص٤٤، ط: نعمانية.

فَتْحٌ وَهُوَ بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ، وَالْمُرَادُ بِهِ هُنَا الشُّرْبُ بِجَمِيعِ الْفَمِ، وَهَذَا هُوَ الْمُرَادُ بِمَا فِي الْخُلَاصَةِ، إِنْ شَرِبَ عَلَى غَيْرِ وَجْهِ السُّنَّةِ يَخْرُجُ عَنْ الْجَنَابَةِ وَإِلَّا فَلَا، وَبِمَا قِيلَ إِنْ كَانَ جَاهِلًا جَازَ وَإِنْ كَانَ عَالِمًا فَلَا: أَيْ لِأَنَّ الْجَاهِلَ يَعُبُّ وَالْعَالِمُ يَشْرَبُ مَصًّا كَمَا هُوَ السُّنَّةُ. (۱)

وكذا في الهندية:

الْجُنُبُ إِذَا شَرِبَ الْمَاءَ وَلَمْ يَمُجَّهُ لَمْ يَضُرَّهُ وَيُجْزِيهِ عَنْ الْمَضْمَضَةِ إِذَا أَصَابَ جَمِيعَ فَمِهِ. (۲)

وكذا في خير الفتاوى: (۳)

غسل جنابت میں آنکھوں کے اندرونی حصہ میں پانی پہنچانے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ غسل جنابت کرتے وقت آنکھوں کے اندرونی حصہ میں یعنی آنکھیں کھول کر پانی کا پہنچانا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: غسل جنابت کرتے وقت آنکھوں کے اندرونی حصے میں پانی پہنچانا ضروری نہیں ہے۔

كما في الدر المختار:

لَا يَجِبُ غَسْلُ مَا فِيهِ حَرَجٌ كَعَيْنٍ وَإِنْ اكْتَحَلَ بِكُحْلٍ نَجِسٍ. (٤)

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: كَعَيْنٍ) لِأَنَّ فِي غَسْلِهَا مِنْ الْحَرَجِ مَا لَا يَخْفَى؛ لِأَنَّهَا شَحْمٌ لَا تَقْبَلُ الْمَاءَ، وَقَدْ كُفَّ بَصَرُ مَنْ تَكَلَّفَ لَهُ مِنْ الصَّحَابَةِ. (٥)

وكذا في الهندية:

ولا يجب إِيصَالُ الْمَاءِ إلَى دَاخِلِ الْعَيْنَيْنِ، كَذَا فِي مُحِيطِ السرخسي. (٦)

==================

(۱) كتاب الطهارة، مطلب: في أبحاث الغسل، ۱/ ۱۵۱، ط: سعيد.

(۲) كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الأول في فرائضه، ۱/ ۱۳، ط: رشيدية.

(۳) كتاب الطهارة، باب الغسل، ۲/ ۸۰، ط: امدادية.

(٤) كتاب الطهارة، مطلب: في أبحاث الغسل، ۱/ ۱۵۲، ط: سعيد.

(٥) كتاب الطهارة، مطلب: في أبحاث الغسل، ۱/ ۱۵۲، ط: سعيد.

(٦) كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، ۱/ ۱۳، ط: رشيدية.

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

ولا يجب غسل ما فيه حرج كداخل عين وداخل قُلْفة، والأصح أنه يندب عند الحنفية. (١)

وكذا في فتاوى محمودية:(٢)

نفاس نہ آئے تو غسل کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی عورت کو بچے کی ولادت کے بعد نفاس کا خون نہ آئے تو کیا ایسی صورت میں اس عورت پر غسل واجب ہے یا نہیں؟

جواب: اگر عورت کو بچہ جننے کے بعد نفاس کا خون نہ آئے تب بھی راجح قول کے مطابق اس عورت پر غسل واجب ہے۔

كما في الهندية:

الْمَرْأَةُ إذَا وَلَدَتْ وَلَمْ تَرَ الدَّمَ هَلْ يَجِبُ عَلَيْهَا الْغُسْلُ وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ يَجِبُ. كَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ. (٣)

وكذا في تبيين الحقائق:

وَلَوْ وَلَدَتْ وَلَمْ تُر دما يَجِبُ عَلَيْهَا الْغُسْلُ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَزُفَرَ وَهُوَ اخْتِيَارُ أَبِي عَلِيٍّ الدَّقَّاقِ؛ لِأَنَّ نَفْسَ خُرُوجِ النَّفْسِ نِفَاسٌ عَلَى مَا تَقَدَّمَ. (٤)

وكذا في الدر المختار:

(وَالنِّفَاسُ) لُغَةً: وِلَادَةُ الْمَرْأَةِ. وَشَرْعًا (دَمٌ) فَلَوْ لَمْ تَرَهُ هَلْ تَكُونُ نُفَسَاءَ؟ الْمُعْتَمَدُ نَعَمْ. (٥)

وكذا في الدر المنتقى:

ولو لم تر دما فالصحيح لزوم الغسل. (٦)

وكذا في فتاوى محمودية: (٧)

---

(١) أبواب الطهارة، المطلب الثالث فرائض الغسل، ١/ ٥٢٣، ط: نشر احسان.

(٢) كتاب الطهارة، الفصل الثالث في آداب الغسل، ٥/ ٩٤، ط: إدارة الفاروق.

(٣) كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث في المعاني الموجبة للغسل، ١/ ١٨، ط: قديمي.

(٤) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ١٨٨، ط: سعيد.

(٥) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٢٩٩، ط: سعيد.

(٦) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٨٢، ط: الحبيبية.

(٧) كتاب الطهارة، باب الحيض والنفاس، ٥/ ٢١٠، ط: إدارة الفاروق.

جنبی شخص کے غسل کا طریقہ

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص حالتِ جنابت میں ہو اور اس کے ہاتھ پر کوئی ظاہری نجاست لگی ہوئی نہ ہو اور یہ شخص پانی کے برتن میں ہاتھ ڈال دیتا ہے تو کیا اس سے پانی نجس ہوگا؟ اور اگر غسل کے دوران چھینٹیں ٹب وغیرہ میں گر جائیں تو اس پانی کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: اگر جنبی کے ہاتھ پر کوئی ظاہری نجاست لگی ہوئی نہ ہو اور وہ پانی کے برتن میں ہاتھ ڈال دے تو اس سے پانی ناپاک نہیں ہوگا مگر بہتر یہ ہے کہ پہلے دونوں ہاتھوں کو دھو لیا جائے پھر ہاتھ کے ذریعے برتن سے پانی نکالے اور غسل کے دوران ٹب وغیرہ میں معمولی مقدار کی چھینٹیں گر جائیں تو پانی نجس نہیں ہوگا۔

كما في الدر المختار مع رد المحتار:

ثُمَّ إنْ لَمْ يُمْكِنْ رَفْعُ الْإِنَاءِ أَدْخَلَ أَصَابِعَ يُسْرَاهُ مَضْمُومَةً وَصَبَّ عَلَيْهَا الْيُمْنَى لِأَجْلِ التَّيَامُنِ... وَفِي الْبَحْرِ قَالُوا: يُكْرَهُ إدْخَالُ الْيَدِ فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ الْغَسْلِ لِلْحَدِيثِ، وَهِيَ كَرَاهَةُ تَنْزِيهٍ؛ لِأَنَّ النَّهْيَ فِيهِ مَصْرُوفٌ عَنْ التَّحْرِيمِ بِقَوْلِهِ: «فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ» فَالنَّهْيُ مَحْمُولٌ عَلَى الْإِنَاءِ الصَّغِيرِ أَوْ الْكَبِيرِ إذَا كَانَ مَعَهُ إنَاءٌ صَغِيرٌ، فَلَا يُدْخِلُ الْيَدَ أَصْلًا، وَفِي الْكَبِيرِ عَلَى إدْخَالِ الْكَفِّ، كَذَا فِي الْمُسْتَصْفَى وَغَيْرِهِ. [١]

وكذا في الجوهرة النيرة:

وَإِن تَقَاطَرَ الْمَاءُ فِي وَقْتِ الْغَسْلِ فِي الْإِنَاءِ إنْ كَانَ قَلِيلًا لَا يُفْسِدُ الْمَاءَ، وَإِنْ كَانَ كَثِيرًا أَفْسَدَهُ، وَحَدُّ الْقَلِيلِ مَا لَا يَنْفَرِجُ مَاءُ الْإِنَاءِ عِنْدَ وُقُوعِهِ وَلَا يَسْتَبِينُ وَعَنْ مُحَمَّدٍ إنْ كَانَ مِثْلَ رُءُوسِ الْإِبَرِ فَهُوَ قَلِيلٌ وَإِلَّا فَهُوَ كَثِيرٌ. [٢]

وكذا في البحر الرائق:

الْمَنْقُولُ فِي الْخَانِيَّةِ: أَنَّ الْمُحْدِثَ أَوْ الْجُنُبَ إذَا أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ لِلِاغْتِرَافِ، وَلَيْسَ عَلَيْهَا نَجَاسَةٌ، لَا يَفْسُدُ الْمَاءُ. [٣]

وكذا في الهندية: [٤]

---

[١] كتاب الطهارة، أركان الوضوء، مطلب في دلالة المفهوم، ١/ ١١١، ١١٢، ط: سعيد.

[٢] كتاب الطهارة، ١/ ١٣، ط: قديمي.

[٣] كتاب الطهارة، ١/ ٣٨، ط: رشيدية.

[٤] كتاب الطهارة، الباب الأول في فرائض الوضوء، الفصل الثاني في سنن الوضوء، ١/ ٨، ط: قديمي.

غسل کا مسنون طریقہ

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ غسل کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب: غسل کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے ہاتھ کو دھوئے اور استنجاء کرے پھر اگر جسم پر نجاست لگی ہوئی ہو تو اسے زائل کرے پھر نماز کے وضو کی طرح وضو کرے مگر پاؤں کو نہ دھوئے اگر غسل کی جگہ پانی جمع ہوتا ہو، اور اگر پانی جمع نہ ہوتا ہو تو پاؤں بھی دھولے، پھر تین مرتبہ سر اور پورے جسم پر پانی بہائے۔

کما في الجوهرة:

وَسُنَّةُ الْغُسْلِ أَنْ يَبْدَأَ الْمُغْتَسِلُ فَيَغْسِلَ يَدَيْهِ وَفَرْجَهُ وَيُزِيلُ نَجَاسَةً إنْ كَانَتْ عَلَى بَدَنِهِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ إلَّا رِجْلَيْهِ ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى رَأْسِهِ وَسَائِرِ جَسَدِهِ ثَلَاثًا. (١)

وكذا في الهندية:

فِي سُنَنِ الْغُسْلِ: وَهِيَ أَنْ يَغْسِلَ يَدَيْهِ إلَى الرُّسْغِ ثَلَاثًا ثُمَّ فَرْجَهُ وَيُزِيلَ النَّجَاسَةَ إنْ كَانَتْ عَلَى بَدَنِهِ ثُمَّ يَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ إلَّا رِجْلَيْهِ هَكَذَا فِي الْمُلْتَقَطِ. وَتَقْدِيمُ غَسْلِ الْفَرْجِ فِي الْغُسْلِ سُنَّةٌ سَوَاءٌ كَانَ فِيهِ نَجَاسَةٌ أَمْ لَا كَتَقْدِيمِ الْوُضُوءِ عَلَى غَسْلِ بَاقِي الْبَدَنِ سَوَاءٌ كَانَ هُنَاكَ حَدَثٌ أَوْ لَا. كَذَا فِي الشُّمُنِّيِّ. (٢)

صرف منی کے نکلنے کا احساس ہو تو غسل کا شرعی حکم

سوال: محترم مفتیان کرام ایک مسئلہ درپیش ہے جو درج ذیل ہے:

کوئی شخص نیند کی حالت میں وہ کسی عورت کے ساتھ ہمبستری کرے یا اپنے ہاتھ کے ذریعے سے اپنے آپ کو فارغ کرے اور اس وقت اس کو لذت محسوس ہوئی، وہ یہ گمان کرتا ہے کہ منی خارج ہو گئی، مگر جب بعد میں اپنی شلوار کو دیکھتا ہے تو کچھ معلوم نہیں ہوتا، آیا اس پر غسل واجب ہے یا نہیں؟ اور یہ مسئلہ آپریشن کے بعد کا ہے، آپریشن سے پہلے وہ درست تھا۔

جواب: صورت مذکورہ میں اگر واقعتاً منی خارج نہیں ہوتی، نہ اس وقت اور نہ بعد میں تو اس شخص پر غسل واجب نہیں ہوگا۔

كما في الهندية:

إذَا احْتَلَمَ الرَّجُلُ وَانْفَصَلَ الْمَنِيُّ مِنْ مَوْضِعِهِ إلَّا أَنَّهُ لَمْ يَظْهَرْ عَلَى رَأْسِ الْإِحْلِيلِ لَا يَلْزَمُهُ الْغُسْلُ. كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ. (٣)

==================

(١) كتاب الطهارة، ١/ ١٢، ط: قديمي.

(٢) كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثاني في سنن الغسل، ١/ ١٦، ط: قديمي.

(٣) كتاب الطهارة، الفصل الثاني في المعاني الموجبة للغسل، ١/ ١٧، ط: قديمي.

وكذا في فتاوى قاضي خان:

إذا احتلم الرجل وانفصل المني من موضعه إلا أنه لم يظهر على رأس الإحليل لا يلزمه الغسل لأن الجنابة تتعلق بخروج المني وهو الانتقال من موضع إلى موضع يلحقه حكم التطهير. (۱)

وكذا في فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى الهندية:

إذا استيقظ الرجل من منامه وهو يتيقن بالاحتلام ولم ير شيئا ولا يتذكر الإنزال لا غسل عليه، وإن انتبه ورأى على فراشه أو فخذه نبيا كان عليه الغسل تذكر الاحتلام أو لم يتذكر. (۲)

جنبی کے لئے تاخیر غسل کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی آدمی کو احتلام ہو جائے تو آیا غسل سے پہلے بلا کسی ضرورت کے زمین پر چلنا یا بلا کسی ضرورت کے تاخیر کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: اگر کسی شخص کو ایسے وقت میں احتلام ہو جائے کہ نماز کا وقت نہ ہو تو اس شخص کے لئے بلا کسی عذر کے نماز کے وقت تک غسل میں تاخیر کرنے اور زمین پر چلنے کی گنجائش ہے، البتہ اتنی تاخیر کرنا کہ نماز کا آخری وقت آجائے اور وہ اسی حالت میں رہے باعث گناہ ہے۔

کما في الهندية:

الْجُنُبُ إِذَا أَخَّرَ الِاغْتِسَالَ إِلَى وَقْتِ الصَّلَاةِ لَا يَأْثَمُ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ.

قَدْ نَقَلَ الشَّيْخُ سِرَاجُ الدِّينِ الْهِنْدِيُّ الْإِجْمَاعَ عَلَى أَنَّهُ لَا يَجِبُ الْوُضُوءُ عَلَى الْمُحْدِثِ وَالْغُسْلُ عَلَى الْجُنُبِ وَالْحَائِضِ وَالنُّفَسَاءِ قَبْلَ وُجُوبِ الصَّلَاةِ أَوْ إرَادَةِ مَا لَا يَحِلُّ إلَّا بِهِ. كَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ. (۳)

وكذا في المحيط البرهاني:

إن النجب إذا أخر الاغتسال إلى وقت الصلاة لا يأثم دل أن المقصورة من الطهارة الصلاة، ومن لا يتمكن من الصلاة، فكان لها أن لا تغتسل. (٤)

====================

(۱) كتاب الطهارة، فصل فيما يوجب الغسل، ۱/ ۲۲، ط: اشرفيه.

(۲) كتاب الطهارة، فصل فيما يوجب الغسل، ۱/ ٤٤، ط: رشيدية.

(۳) كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث في المعاني الموجبة للغسل، ۱/ ۱٦، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، الفصل الثالث في تعليم الاغتسال، ۱/ ۸۷، ط: دار الكتب العلمية.

غسل جنابت سے پہلے پانی پی لیا اور غسل میں کلی نہیں کی تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جنبی آدمی غسل سے پہلے پانی پی لیتا ہے اور پھر بعد میں غسل کرتے ہوئے کلی نہیں کرتا تو کیا اس کا غسل ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر اس آدمی نے منہ بھر کر پانی پیا ہے تو اس کا غسل مکمل ہو گیا، البتہ جنبی آدمی کا غسل سے پہلے کلی کئے بغیر پانی پینا مکروہ تنزیہی ہے۔

كما في الشامية:

(قوله: وَيَكْفِي الشُّرْبُ عَبًّا) أَيْ لَا مَصًّا فَتْحٌ وَهُوَ بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ، وَالْمُرَادُ بِهِ هُنَا الشُّرْبُ بِجَمِيعِ الْفَمِ، وَهَذَا هُوَ الْمُرَادُ بِمَا فِي الْخُلَاصَةِ، إنْ شَرِبَ عَلَى غَيْرِ وَجْهِ السُّنَّةِ يَخْرُجُ عَنْ الْجَنَابَةِ وَإِلَّا فَلَا، وَبِمَا قِيلَ إنْ كَانَ جَاهِلًا جَازَ وَإِنْ كَانَ عَالِمًا فَلَا: أَيْ لِأَنَّ الْجَاهِلَ يَعُبُّ وَالْعَالِمُ يَشْرَبُ مَصًّا كَمَا هُوَ السُّنَّةُ. (قَوْلُهُ: لِأَنَّ الْمَجَّ) أَيْ طَرْحَ الْمَاءِ مِنْ الْفَمِ لَيْسَ بِشَرْطٍ لِلْمَضْمَضَةِ، خِلَافًا لِمَا ذَكَرَهُ فِي الْخُلَاصَةِ، نَعَمْ هُوَ الْأَحْوَطُ مِنْ حَيْثُ الْخُرُوجُ عَنْ الْخِلَافِ، وَبَلْعُهُ إيَّاهُ مَكْرُوهٌ كَمَا فِي الْحِلْيَةِ. (١)

وكذا في فتح القدير:

قوله: (الْمَضْمَضَةُ) ولو شربَ الماءَ عبًّا أجزأ عنها لا مصًّا. (٢)

وكذا في رد المحتار:

(قوله: بعد غسل يد وفم) أَمَّا قَبْلَهُ فَلَا يَنْبَغِي؛ لِأَنَّهُ يَصِيرُ شَارِبًا لِلْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ وَهُوَ مَكْرُوهٌ تَنْزِيهًا وَيَدُهُ لَا تَخْلُو عن النَّجَاسَةِ فَيَنْبَغِي غَسْلُهَا ثُمَّ يَأْكُلُ، بَدَائِعُ. (٣)

غسل واجب میں مینڈھیاں کھولنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ علماء سے سنا ہے کہ عورت کا سر کے اوپر جوڑا بنانا جائز ہے تو اگر کسی عورت نے ایسا کر لیا اور اس پر غسل واجب ہو گیا تو آیا اس پر یہ جوڑا کھولنا لازم ہے یا نہیں؟

جواب: مذکورہ صورت میں اگر بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچتا ہو تو پھر غسل واجب میں جوڑا کھولنے کی ضرورت نہیں اور اگر یہ

---

(١) كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل، ١/ ١٥١- ١٥٢، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، فصل في الغسل، ١/ ٦٠، ط: دار الكتب العلمية.

(٣) كتاب الطهارة، مطلب: يطلق الدعاء على ما يشمل الثناء، ١/ ١٧٥، ط: سعيد.

جوڑا پانی کے جڑوں تک پہنچنے سے مانع ہو تو پھر اسے کھولنا شرعاً ضروری ہے۔

کما في الهندية:

وَلَيْسَ عَلَى الْمَرْأَةِ أَنْ تَنْقُضَ ضَفَائِرَهَا فِي الْغُسْلِ إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ أُصُولَ الشَّعْرِ وَلَيْسَ عَلَيْهَا بَلُّ ذَوَائِبِهَا هُوَ الصَّحِيحُ. كَذَا فِي الْهِدَايَةِ... وَلَوْ أَلْزَقَتْ الْمَرْأَةُ رَأْسَهَا بِطِيبٍ بِحَيْثُ لَا يَصِلُ الْمَاءُ إِلَى أُصُولِ الشَّعْرِ وَجَبَ عَلَيْهَا إِزَالَتُهُ لِيَصِلَ الْمَاءُ إِلَى أُصُولِهِ كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ. (١)

وكذا في جامع الترمذي:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي، أَفَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الجَنَابَةِ؟ قَالَ: لَا إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِي عَلَى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ مِنْ مَاءٍ، ثُمَّ تُفِيضِي عَلَى سَائِرِ جَسَدِكِ المَاءَ، فَتَطْهُرِينَ، أَوْ قَالَ: فَإِذَا أَنْتِ قَدْ تَطَهَّرْتِ. (٢)

وكذا في الشامية:

وَإِنَّمَا شُرِطَ تَبْلِيغُ الْمَاءِ أُصُولَ الشَّعْرِ لِحَدِيثِ حُذَيْفَةَ فَإِنَّهُ كَانَ يَجْلِسُ إِلَى جَنْبِ امْرَأَتِهِ إِذَا اغْتَسَلَتْ فَيَقُولُ يَا هَذِهِ أَبْلَغِي الْمَاءَ أُصُولَ شَعْرِك وَشُؤُونَ رَأْسِك، وَهِيَ مَجْمَعُ عِظَامِ الرَّأْسِ. (٣)

وكذا في فتح القدير:

(وَلَيْسَ عَلَى الْمَرْأَةِ) ههنا أمران، أن نفض الضفائر وبلها، أما نفضها فليس بواجب إذا بلغ الماء الشعر بالاتفاق لأنه عليه الصلاة والسلام قال لأم سلمة حين قالت: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي، أَفَأَنْقُضُها إذا اغتسلت؟ فقال لها: إِنَّمَا يَكْفِيكِ إذا بلغ الماء أصول شعرك. (٤)

عورت کے لئے غسل کرتے وقت بال دھونے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ غسل واجب کے وقت اگر عورت کے بال کھلے ہوئے ہوں تو ان کو دھونے کا کیا حکم ہے؟ اور اگر مینڈھیاں ہوں تو ان کے دھونے کا کیا حکم ہے؟

---

(١) كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث في المعاني الموجبة للغسل، ١/ ١٦، ط: قديمي.

(٢) أبواب الطهارة، باب هل تنقض المرأة شعرها عن الغسل، ، ١/ ٢٩ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل، ١/ ٣١٥، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارات، فصل في الغسل، ١/ ٦٣، ط: دار الكتب العلمية.

جواب: غسل واجب کے وقت اگر عورت کے بال کھلے ہوئے ہوں تو تمام بالوں کا دھونا ضروری ہے، اور اگر کھلے ہوئے نہ ہوں بلکہ مینڈھیاں بنی ہوئی ہوں تو ایسی صورت میں غسل کرتے ہوئے بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا کافی ہے، بالوں کو کھولنے کی ضرورت نہیں ہے۔

كما في صحيح مسلم:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي فَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ؟ قَالَ: لَا، إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِي عَلَى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ ثُمَّ تُفِيضِينَ عَلَيْكِ الْمَاءَ فَتَطْهُرِينَ. [1]

وكذا في جامع الترمذي:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي فَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ؟ قَالَ: لَا، إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِي عَلَى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ من ماء ثُمَّ تُفِيضِينَ على سائر جسدك الماء فَتَطْهُرِينَ. [2]

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ: وَلَا تُنْقَضُ ضَفِيرَةٌ إِنْ بُلَّ أَصْلُهَا) أَيْ وَلَا يَجِبُ عَلَى الْمَرْأَةِ أَنْ تَنْقُضَ ضَفِيرَتَهَا إِنْ بَلَّتْ فِي الِاغْتِسَالِ أَصْلَ شَعْرِهَا. [3]

وكذا في تنوير الأبصار مع الدر المختار:

(وَكَفَى، بَلْ أَصْلُ ضَفِيرَتِهَا) أَيْ شَعْرُ الْمَرْأَةِ الْمَضْفُورِ لِلْحَرَجِ، أَمَّا الْمَنْقُوضُ فَيُفْرَضُ غَسْلُ كُلِّهِ اتِّفَاقًا وَلَوْ لَمْ يَبْتَلَّ أَصْلُهَا يَجِبُ نَقْضُهَا مُطْلَقًا هُوَ الصَّحِيحُ. [4]

وكذا في الهندية:

وَلَيْسَ عَلَى الْمَرْأَةِ أَنْ تَنْقُضَ ضَفَائِرَهَا فِي الْغُسْلِ إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ أُصُولَ الشَّعْرِ وَلَيْسَ عَلَيْهَا بَلُّ ذَوَائِبِهَا هُوَ الصَّحِيحُ. كَذَا فِي الْهِدَايَةِ. وَلَوْ كَانَ شَعْرُ الْمَرْأَةِ مَنْقُوضًا يَجِبُ إِيصَالُ الْمَاءِ إِلَى أَثْنَائِهِ وَيَجِبُ عَلَى الرَّجُلِ إِيصَالُ الْمَاءِ إِلَى أَثْنَاءِ اللِّحْيَةِ كَمَا يَجِبُ إِلَى أُصُولِهَا وَإِلَى أَثْنَاءِ شَعْرِهِ وَإِنْ كَانَ ضَفِيرًا. كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ. [5]

===================

[1] كتاب الحيض، باب حكم ضفائر المغتسلة، ١/ ٤٩، ط: قديمي.

[2] أبواب الطهارة، باب هل تنقض المرأة شعرها عند الغسل، ١/ ٢٩، ط: سعيد.

[3] كتاب الطهارة، ١/ ٩٧، ط: رشيدية.

[4] كتاب الطهارة، مطلب: في أبحاث الغسل، ، ١/ ١٥٣ط: سعيد.

[5] كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الأول في فرائضه، ١/ ١٣، ط: رشيدية.

وكذا في فتح القدير:

(وَلَيْسَ عَلَى المَرْأَةِ أَنْ تَنْقُضَ ضَفَائِرَهَا فِي الْغُسْلِ إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ أُصُولَ الشَّعْرِ) لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لِأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَمَا يَكْفِيكِ إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ أُصُولَ شَعْرِكِ» وَلَيْسَ عَلَيْهَا بَلُّ ذَوَائِبِهَا هُوَ الصَّحِيحُ، بِخِلَافِ اللِّحْيَةِ لِأَنَّهُ لَا حَرَجَ فِي إِيصَالِ الْمَاءِ إِلَى أَثْنَائِهَا. (١)

ناخن میں میل جمع ہونا مانع غسل نہیں

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ناخن اتنے بڑھ جائیں کہ اُن میں میل جمع ہو گیا ہو تو ایسی صورت میں وضواور غسل مکمل ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب: اگر ناخن کے اندر میل جمع ہو جائے تو وہ چونکہ عام طور پر وضواور غسل کے لئے مانع نہیں ہوتی، اس لئے اس میل کے ہوتے ہوئے انگلی کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے تو وضواور غسل مکمل ہو جائے گا، البتہ ناخن کو اس قدر بڑھانا شرعاً درست نہیں ہے۔

کما في تنوير الأبصار مع الدر المختار:

(وَلَا يَمْنَعُ) الطَّهَارَةَ (وَنِيمٌ) أَيْ خُرْءُ ذُبَابٍ وَبُرْغُوثٍ لَمْ يَصِلْ الْمَاءُ تَحْتَهُ (وَحِنَّاءٌ) وَلَوْ جُرْمَهُ بِهِ يُفْتَى (وَدَرَنٌ وَوَسَخٌ) عَطْفُ تَفْسِيرٍ وَكَذَا دُهْنٌ وَدُسُومَةٌ (وَتُرَابٌ) وَطِينٌ وَلَوْ (فِي ظُفْرٍ مُطْلَقًا) أَيْ قَرَوِيًّا أَوْ مَدَنِيًّا فِي الْأَصَحِّ بِخِلَافِ نَحْوِ عَجِينٍ. (٢)

وكذا في خلاصة الفتاوى:

وما تحت الأظافير من أعضاء الوضوء حتى لو كان فيه عجين يجب إيصال الماء إلى ما تحته وفي الوسخ لا وكذا الطين القروي والمصري سواء ولو كان الظفر طويلا بحيث يستر رأس الأنملة يجب إيصال الماء إلى ما تحته وإن كان قصيرا لا يجب ثم يمسح. (٣)

وكذا في الهندية:

وَالْعَجِينُ فِي الظُّفْرِ يَمْنَعُ تَمَامَ الِاغْتِسَالِ وَالْوَسَخُ وَالدَّرَنُ لَا يَمْنَعُ وَالْقَرَوِيُّ وَالْمَدَنِيُّ سَوَاءٌ وَالتُّرَابُ وَالطِّينُ فِي الظُّفْرِ لَا يَمْنَعُ. (٤)

---

(١) كتاب الطهارة، فصل في الغسل، ١/ ٦٣، ط: دار الكتب العلمية.

(٢) كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل، ١/ ١٥٤، ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، الفصل الثالث في نواقض الوضوء، ١/ ٢٢، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الأول، ١/ ١٣، ط: رشيدية.

وكذا في البحر الرائق:

وَإِذَا كَانَ فِي أَظْفَارِهِ دَرَنٌ أَوْ طِينٌ أَوْ عَجِينٌ أَوْ الْمَرْأَةُ تَضَعُ الْحِنَّاءَ جَازَ فِي الْقَرَوِيِّ وَالْمَدَنِيِّ، وَهُوَ صَحِيحٌ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى، وَلَوْ لُصِقَ بِأَصْلِ ظُفُرِهِ طِينٌ يَابِسٌ وَبَقِيَ قَدْرُ رَأْسِ إِبْرَةٍ مِنْ مَوْضِعِ الْغَسْلِ لَمْ يَجُزْ.(١)

وكذا في التاتارخانية:

والمرأة إذا عجنت وبقي العجين في ظفرها فاغتسلت من الجنابة لم يجز، ولو بقي الدرن جازت، يستوي فيه القروي والمدني عند عامة المشائخ وهو الصحيح، وقد مرت هذه المسألة في الوضوء أيضا الظهيرية، الصرام والصباغ ما في ظفرهما يمنع تمام الغسل، وقيل في كل ذلك: يجزيهم للحرج والضرورة، وفي الذخير: وكذا المرأة التي صبغت إصبعها بالحناء يجوز وضوؤها.(٢)

غسل جنابت اور وضو میں مصنوعی دانتوں کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر دانت گر جائیں اور اس کی جگہ اسٹیل کے تین دانت لگائے جائیں تو اس آدمی کا غسل جنابت اور وضو درست ہوگا یا نہیں؟

جواب: مصنوعی دانت دو طرح کے ہوتے ہیں، ایک وہ جو مستقل طور پر لگائے جاتے ہیں جن کو آسانی کے ساتھ نہیں نکالا جاسکتا اور دوسرے وہ ہیں جن کو آسانی سے نکالا جاسکتا ہے، پہلی صورت میں یہ مصنوعی دانت اصل دانت کا درجہ رکھتے ہیں، اس لئے ان کا حکم اصل دانتوں ہی کا ہوگا، وضو میں ان دانتوں تک پانی پہنچانا مسنون ہوگا، اور فرض غسل میں فرض ہوگا، ہر بار وضو کے وقت دانت نکالنے اور جڑ تک پانی پہنچانے کی ضرورت نہیں ہے تاہم وہ دانت جو مستقل نہ لگائے گئے ہوں ان کو وضو اور غسل جنابت میں نکال کر جڑوں تک پانی پہنچانا ضروری ہے۔

کما في الهندية:

وَلَوْ كَانَ سِنُّهُ مُجَوَّفًا فَبَقِيَ نِيهِ أَوْ بَيْنَ أَسْنَانِهِ طَعَامٌ أَوْ دَرَنٌ رَطْبٌ فِي أَنْفِهِ ثُمَّ غَسَلَهُ عَلَى الْأَصَحِّ. كَذَا فِي الزَّاهِدِيِّ وَالِاحْتِيَاطُ أَنْ يُخْرِجَ الطَّعَامَ عَنْ تَجْوِيفِهِ وَيُجْرِيَ الْمَاءَ عَلَيْهِ هَكَذَا فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ.(٣)

وكذا في رد المحتار:

(قَوْلُهُ: بِخِلَافِ نَحْوِ عَجِينٍ) أَيْ كَعِلْكٍ وَشَمْعٍ وَقِشْرِ سَمَكٍ وَخُبْزٍ مَمْضُوغٍ مُتَلَبِّدٍ جَوْهَرَةٌ، لَكِنْ فِي النَّهْرِ:

==================

(١) كتاب الطهارة، ١/ ٢٩، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، الفصل الثالث في الغسل، نوع آخر في بيان فرائضه وسننه، ١/ ١٥٢، ط: إدارة القرآن.

(٣) كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، ١/ ١٣، ط: رشيدية.

وَلَوْ فِي أَظْفَارِهِ طِينٌ أَوْ عَجِينٌ فَالْفَتْوَى عَلَى أَنَّهُ مُغْتَفَرٌ قَرَوِيًّا كَانَ أَوْ مَدَنِيًّا. اهـ. نَعَمْ ذَكَرَ الْخِلَافَ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ فِي الْعَجِينِ وَاسْتَظْهَرَ الْمَنْعَ؛ لِأَنَّ فِيهِ لُزُوجَةً وَصَلَابَةً تَمْنَعُ نُفُوذَ الْمَاءِ. (١)

وكذا في البحر الرائق:

وَلَوْ كَانَ سِنُّهُ مُجَوَّفًا أَوْ بَيْنَ أَسْنَانِهِ طَعَامٌ أَوْ دَرَنٌ رَطْبٌ يُجْزِيهِ؛ لِأَنَّ الْمَاءَ لَطِيفٌ يَصِلُ إِلَى كُلِّ مَوْضِعٍ غَالِبًا كَذَا فِي التَّجْنِيسِ ثُمَّ قَالَ ذَكَرَ الصَّدْرُ الشَّهِيدُ حُسَامُ الدِّينِ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ إِذَا كَانَ فِي أَسْنَانِهِ كَوَّاتٌ يَبْقَى فِيهَا الطَّعَامُ لَا يُجْزِيهِ مَا لَمْ يُخْرِجْهُ وَيُجْرِي الْمَاءُ عَلَيْهَا. (٢)

دفق کے بغیر منی نکلنے سے غسل کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ خواب میں احتلام ہوتے ہوئے آنکھ کھل جائے اور منی بغیر دفق کے نکلے تو اس صورت میں غسل فرض ہوگا یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں غسل واجب ہوگا کیونکہ منی کے نکلتے وقت شہوت کا ہونا اور کودنا شرط نہیں ہے۔

كما في الهندية:

مِنْهَا الْجَنَابَةُ وَهِيَ تَثْبُتُ بِسَبَبَيْنِ أَحَدُهُمَا خُرُوجُ الْمَنِيِّ عَلَى وَجْهِ الدَّفْقِ وَالشَّهْوَةِ مِنْ غَيْرِ إِيلَاجٍ بِاللَّمْسِ أَوْ النَّظَرِ أَوْ الِاحْتِلَامِ أَوْ الِاسْتِمْنَاءِ. كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ مِنْ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ فِي النَّوْمِ وَالْيَقَظَةِ. كَذَا فِي الْهِدَايَةِ وَتُعْتَبَرُ الشَّهْوَةُ عِنْدَ انْفِصَالِهِ عَنْ مَكَانِهِ لَا عِنْدَ خُرُوجِهِ مِنْ رَأْسِ الْإِحْلِيلِ. (٣)

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: وَلَمْ يَذْكُرْ الدَّفْقَ) إِشَارَةٌ إِلَى الِاعْتِرَاضِ عَلَى الْكَنْزِ حَيْثُ ذَكَرَهُ، فَإِنَّهُ فِي الْبَحْرِ زَيَّفَ كَلَامَهُ وَجَعَلَهُ مُتَنَاقِضًا، وَقَدْ أَجَبْنَا عَنْهُ فِيمَا عَلَّقْنَاهُ عَلَى الْبَحْرِ. وَلَا يَخْفَى أَنَّ الْمُتَبَادَرَ مِنْ الدَّفْقِ هُوَ سُرْعَةُ الصَّبِّ مِنْ رَأْسِ الذَّكَرِ لَا مِنْ مَقَرِّهِ. وَأَمَّا مَا أَجَابَ بِهِ فِي النَّهْرِ عَنْ الْكَنْزِ مِنْ أَنَّهُ يَصِحُّ كَوْنُهُ دَافِقًا مِنْ مَقَرِّهِ بِنَاءً عَلَى قَوْلِ ابْنِ عَطِيَّةَ إِنَّ الْمَاءَ يَكُونُ دَافِقًا أَيْ حَقِيقَةً لَا مَجَازًا؛ لِأَنَّ بَعْضَهُ يَدْفُقُ بَعْضًا، فَقَدْ قَالَ صَاحِبُ النَّهْرِ نَفْسُهُ: إِنِّي لَمْ أَرَ مَنْ عَرَّجَ عَلَيْهِ فَافْهَمْ. (قَوْلُهُ: غَيْرُ ظَاهِرٍ) أَيْ لِاتِّسَاعِ مَحَلِّهِ. (٤)

---

(١) كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل، ١/ ١٥٤، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، باب فرض الغسل، ١/ ٨٨، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث في المعاني الموجبة للغسل، ١/ ١٤، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، مطلب في سنن الغسل، ١/ ١٦٠، ط: سعيد.

وكذا في البحر الرائق:

عِنْدَنَا يُشْتَرَطُ فِي وُجُوبِ الْغُسْلِ بِالْإِنْزَالِ أَنْ يَكُونَ انْفِصَالُ الْمَنِيِّ عَنْ شَهْوَةٍ، وَهُوَ مَا ذَكَرَهُ بِقَوْلِهِ عِنْدَ مَنِيٍّ ذِي دَفْقٍ وَشَهْوَةٍ يُقَالُ دَفَقَ الْمَاءَ دَفْقًا صَبَّهُ صَبًّا فِيهِ دَفْعٌ وَشِدَّةٌ كَذَا فِي الْمُغْرِبِ وَفِي ضِيَاءِ الْحُلُوم دَفَقَ الْمَاءَ دَفْقًا صَبَّهُ، وَدَفَقَ الْمَاءُ دُفُوقًا يَتَعَدَّى، وَلَا يَتَعَدَّى وَعَبَّرَ عَنْهُ فِي الْهِدَايَةِ بِقَوْلِهِ إنْزَالُ الْمَنِيِّ عَلَى وَجْهِ الدَّفْقِ وَالشَّهْوَةِ وَالْأَوْلَى أَنْ يُقَالَ نُزُولُ الْمَنِيِّ دُونَ الْإِنْزَالِ؛ لِأَنَّهُ يَلْزَمُ مِنْ النُّزُولِ الْإِنْزَالُ دُونَ الْعَكْسِ، فَإِنَّ مَنْ احْتَلَمَ أَوْ وَجَدَ عَلَى فَخِذِهِ يَجِبُ عَلَيْهِ الْغُسْلُ بِلَا قَصْدِ الْإِنْزَالِ ذَكَرَهُ الْهِنْدِيُّ فَعَلَى هَذَا التَّقْدِيرِ يَكُونُ ذِكْرُ الدَّفْقِ اشْتِرَاطًا لِلْخُرُوجِ مِنْ رَأْسِ الذَّكَرِ، فَإِنَّهُ يُقَالُ دَفَقَ الْمَاءُ دُفُوقًا بِمَعْنَى خَرَجَ مِنْ مَحَلِّهِ بِخِلَافِ دَفَقَ دَفْقًا، فَإِنَّهُ بِمَعْنَى صَبَّهُ صَبًّا لَكِنَّ هَذَا إنَّمَا يَسْتَقِيمُ عَلَى قَوْلِ أَبِي يُوسُفَ أَمَّا عِنْدَهُمَا لَا يَسْتَقِيمُ؛ لِأَنَّهُمَا لَمْ يَجْعَلَا الدَّفْقَ شَرْطًا بَلْ تَكْفِي الشَّهْوَةُ حَتَّى قَالَا بِوُجُوبِهِ إذَا زَايَلَ الْمَنِيُّ مِنْ مَكَانِهِ بِشَهْوَةٍ، وَإِنْ خَرَجَ بِلَا دَفْقٍ كَذَا فِي النِّهَايَةِ وَمِعْرَاجِ الدِّرَايَةِ وَغَيْرِهِمَا وَأَجَابَ عَنْهُ فِي الْعِنَايَةِ وَغَايَةِ الْبَيَانِ بِأَنَّهُ لَا حَصْرَ فِي كَلَامِهِ فَلِكَيْ يَسْتَقِيم غَايَتُهُ يَلْزَمُ تَرْكُ بَعْضِ مُوجِبَاتِهِ عِنْدَهُمَا فِي مَوْضِعِ بَيَانِهَا اهـ. وَلَا يَخْفَى مَا فِيهِ إلخ.[1]

پانی موجود ہونے کے باوجود غسل جنابت نہ کرنے والے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کو احتلام ہوا اور اس کے پاس پانی بھی موجود ہے، اس نے کپڑے کی جگہ دھولی اور غسل نہیں کیا، اس کا کیا حکم ہے؟ اور اگر پانی اتنا ہو کہ جس سے صرف کپڑا دھل سکے اور غسل کے لئے کافی نہ ہو تو اس کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر اس شخص نے پانی کے استعمال پر قدرت ہونے اور پانی موجود ہوتے ہوئے غسل نہ کیا ہو تو یہ شخص نہایت گناہگار ہوگا، ایسی حالت میں بلا غسل وہ نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اور اگر واقعی پانی اتنا نہ ہو جس سے کپڑا دھو کر غسل کر سکے تو وہ شخص کپڑا دھوئے گا اور پانی تلاش کرے گا، اب اگر اسے یقین ہو جائے کہ ایک میل کی مسافت تک پانی نہیں مل سکتا تو پھر یہ شخص تیمم کر کے نماز ادا کر سکتا ہے۔

كما في سنن أبي داود:

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسلم: لَا تدخل الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جنب.[2]

==================

[1] كتاب الطهارة، باب فرض الغسل، ١/ ١٠٠، ١٠١، ط: رشيدية.

[2] كتاب الطهارة، باب في الجنب يؤخر الغسل، ١/ ٣٤، ط: حقانية.

وكذا في المرقاة:

وَلَا جُنُبٌ: أَيِ الَّذِي اعْتَادَ تَرْكَ الْغُسْلِ تَهَاوُنًا حَتَّى يَمُرَّ عَلَيْهِ وَقْتُ صَلَاةٍ، فَإِنَّهُ مُسْتَخِفٌّ بِالشَّرْعِ. (١)

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار:

(مَنْ عَجَزَ عَنْ اسْتِعْمَالِ الْمَاءِ) الْمُطْلَقِ الْكَافِي لِطَهَارَتِهِ لِصَلَاةٍ تَفُوتُ إِلَى خَلَفٍ (لِبُعْدِهِ) وَلَوْ مُقِيمًا فِي الْمِصْرِ (مِيلًا)... (قوله: الكافي لطهارته)... فلو وجد ماءً يكفي لإزالة الحدث أو غسل النجاسة المانعة غسلها وتيمم عند عامة العلماء. (٢)

غسل کرتے ہوئے کلی کرنا بھول گیا بعد میں پانی پی لیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی غسل جنابت کرتے ہوئے کلی کرنا بھول گیا بعد میں جبکہ اعضاء غسل خشک ہو چکے تھے کہ اس نے پانی پی لیا تو آیا اس صورت میں غسل ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب: مذکورہ صورت میں اگر اس شخص نے منہ بھر کر پانی پی لیا تو یہ کلی کے قائم مقام ہو جائے گا اور اس کا غسل مکمل ہو جائے گا دوبارہ غسل کرنا ضروری نہیں۔

كما في الشامية:

(وَيَكْفِي الشُّرْبُ عَبًّا) أَيْ لَا مَصًّا فَتْحٌ وَهُوَ بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ، وَالْمُرَادُ بِهِ هُنَا الشُّرْبُ بِجَمِيعِ الْفَمِ، وَهَذَا هُوَ الْمُرَادُ بِمَا فِي الْخُلَاصَةِ، إِنْ شَرِبَ عَلَى غَيْرِ وَجْهِ السُّنَّةِ يَخْرُجُ عَنْ الْجَنَابَةِ وَإِلَّا فَلَا. (٣)

وكذا في مجمع الأنهر:

وفرض الغسل أي مفروضه غسل كل الفم، وينوب عنه الشرب عبا لا مصا، ولو في أسنانه كوات بقي الطعام فيها هل على وجه السنة لا يخرج عن الجنابة وإن شرب لا على وجه السنة يخرج. (٤)

وكذا في خلاصة الفتاوى:

رجل اغتسل ونسي المضمضة ولكن شرب الماء، إن شرب على وجه السنة لا يخرج عن الجنابة وإن

(١) كتاب الطهارة، باب مخالطة الجنب، ٢/ ٤٧، ط: امدادية.

(٢) كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٢٣٢، ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل، ١/ ١٥١، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، ١/ ٣٥- ٣٦، ط: الحبيبية.

شرب على غير وجه السنة يخرج.[١]

وكذا في الهندية:

الجنب إذا شرب الماء ولم يمجه لم يضره ويجزيه عن المضمضة إذا أصاب جميع فمه.[٢]

وفي الفتاوى التاتارخانية:

رجل اغتسل من الجنابة ولم يتمضمض إلا أنه شرب الماء هل يقوم شرب الماء مقام المضمضة، كان الفقيه أحمد بن إبراهيم رحمه الله يقول: نعم هكذا جواب أبي بكر محمد بن الفضل روى الحاكم الشهيد في المنتقى عن محمد: والذي روى عنه جنب شرب الماء؟ قال: إن كان الشرب يأتي على جميع فمه يجزيه عن المضمضة، وإن كان مص الماء مصا فلم يأت جميع فمه لم يجز عن المضمضة.[٣]

نابالغہ لڑکی کا جماع کے بعد غسل کئے بغیر نماز پڑھنا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگرایک نابالغہ لڑکی سے جماع کیاگیا، اور پھر غسل کئے بغیر وضو کرکے نماز پڑھ لی، تواب طلب امر یہ ہے کہ آیااس لڑکی پر غسل واجب ہے یانہیں، اور جو نمازیں بغیر غسل کے پڑھی ہیں اس کاکیاحکم ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں اس نابالغہ پر غسل واجب نہیں، البتہ عادت ڈالنے کے لئے اسے غسل کا کہاجائے اور بغیر غسل کے نماز وغیرہ سے روکاجائے، البتہ جو نمازیں بغیر غسل کے پڑھی ہیں ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

كما في الهندية:

غُلَامٌ ابْنُ عَشْرِ سِنِينَ جَامَعَ امْرَأَةً بَالِغَةً فَعَلَيْهَا الْغُسْلُ وَلَا غُسْلَ عَلَى الْغُلَامِ إلَّا أَنَّهُ يُؤْمَرُ بالغسل تخلقا واعتيادا كما يؤمر بالصلاة تخلقا واعتيادا، ولو كان الرجل بالغا والمرأة صغيرة يجامع مثلها فعلى الرجل الغسل ولا غسل عليها.[٤]

وكذا في التاتارخانية:

غُلَامٌ ابْنُ عَشْرِ سِنِينَ جَامَعَ امْرَأَةً بَالِغَةً فَعَلَيْهَا الْغُسْلُ لوجود السبب في حقها وَلَا غُسْلَ عَلَى الْغُلَامِ لعدم توجه الخطاب، إلَّا أَنَّهُ يُؤْمَرُ بِالْغُسْلِ تَخَلُّقًا وَاعْتِيَادًا كَمَا يُؤْمَرُ بِالصَّلَاةِ، وَلَوْ كَانَ الرَّجُلُ بَالِغًا وَالْمَرْأَةُ صَغِيرَةً

[١] كتاب الطهارة، الفصل الثاني في الغسل، ١/ ١٤، ط: رشيدية.

[٢] كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، ١/ ٣١، ط: رشيدية.

[٣] كتاب الطهارة، الفصل الثالث في الغسل، ١/ ١٥١، ط: إدارة القرآن.

[٤] كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، ١/ ١٥، ط: رشيدية.

تُجَامَعُ مِثْلُهَا. وفي الذخيرة: والمرأة مراهقة فَعَلَى الرَّجُلِ الْغُسْلُ وَلَا غُسْلَ عَلَيْهَا. (١)

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار:

وَلَوْ أَحَدُهُمَا مُكَلَّفًا فَعَلَيْهِ فَقَطْ دُونَ الْمُرَاهِقِ، لَكِنْ يُمْنَعُ مِنَ الصَّلَاةِ حَتَّى يَغْتَسِلَ، وَيُؤْمَرُ بِهِ ابْنُ عَشْرٍ تَأْدِيبًا. وفي الشامية: (قَوْلُهُ: وَلَوْ أَحَدُهُمَا إلَخْ) لَكِنْ لَوْ كَانَتْ هِيَ الْمُكَلَّفَةَ فَلَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ الصَّبِيُّ مِمَّنْ يَشْتَهِي وَإِلَّا فَلَا يَجِبُ عَلَيْهَا أَيْضًا كَمَا يَأْتِي فِي الشَّرْحِ. (قَوْلُهُ: تَأْدِيبًا) فِي الْخَانِيَّةِ وَغَيْرِهَا يُؤْمَرُ بِهِ اعْتِيَادًا وَتَخَلُّقًا كَمَا يُؤْمَرُ بِالصَّلَاةِ وَالطَّهَارَةِ. (٢)

وكذا في فتاوى دار العلوم ديوبند: (٣)

صرف عضو کے دخول سے غسل کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنی بیوی کے ساتھ ہمبستری کی اور صرف حشفہ داخل کیا، اور دونوں کو انزال نہیں ہوا تو کیا دونوں میاں بیوی پر غسل واجب ہوگا؟

جواب: صورت مسئولہ میں انزال ہو یا نہ ہو بہر صورت دونوں پر غسل واجب ہوگا۔

كما في صحيح مسلم:

عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: اخْتَلَفَ فِي ذَلِكَ رَهْطٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، وَالْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّونَ: لَا يَجِبُ الْغُسْلُ إِلَّا مِنَ الدَّفْقِ أَوْ مِنَ الْمَاءِ. وَقَالَ الْمُهَاجِرُونَ: بَلْ إِذَا خَالَطَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ، قَالَ: قَالَ أَبُو مُوسَى: فَأَنَا أَشْفِيكُمْ مِنْ ذَلِكَ فَقُمْتُ فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَأُذِنَ لِي، فَقُلْتُ لَهَا: يَا أُمَّاهْ - أَوْ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ - إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكِ عَنْ شَيْءٍ وَإِنِّي أَسْتَحْيِيكِ، فَقَالَتْ: لَا تَسْتَحْيِي أَنْ تَسْأَلَنِي عَمَّا كُنْتَ سَائِلًا عَنْهُ أُمَّكَ الَّتِي وَلَدَتْكَ، فَإِنَّمَا أَنَا أُمُّكَ، قُلْتُ: فَمَا يُوجِبُ الْغُسْلَ؟ قَالَتْ عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطْتَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ وَمَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ. (٤)

وكذا في الهندية:

الْإِيلَاجُ فِي أَحَدِ السَّبِيلَيْنِ إذَا تَوَارَتْ الْحَشَفَةُ يُوجِبُ الْغُسْلَ عَلَى الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُولِ بِهِ أَنْزَلَ أَوْ لَمْ يُنْزِلْ وَهَذَا

---

(١) كتاب الطهارة، نوع آخر في بيان أسباب الغسل، ١/ ١١٦، ط: قديمي.

(٢) كتاب الطهارة، مطلب في تحرير الصاع والمد والرطل، ١/ ١٦٢، ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، فصل في نواقض الوضوء، ١/ ١٨٠، ط: دار الاشاعت.

(٤) كتاب الغسل، باب بيان أن الجماع كان في أول الإسلام لا يوجب الغسل لأن يترل اسمه وبيان الخ، ١/ ١٥٦، ط: قديمي.

هُوَ الْمَذْهَبُ لِعُلَمَائِنَا. كَذَا فِي الْمُحِيطِ وَهُوَ الصَّحِيحُ. كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ. (١)

وكذا في بدائع الصنائع:

بِالْتِقَاءِ الْخِتَانَيْنِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْمُهَاجِرُونَ يُوجِبُونَ الْغُسْلَ، وَالْأَنْصَارُ لَا، بَعَثُوا أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقَالَتْ سَمِعْت رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ، وَغَابَتْ الْحَشَفَةُ وَجَبَ الْغُسْلُ أَنْزَلَ، أَوْ لَمْ يُنْزِلْ، فَعَلْت أَنَا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاغْتَسَلْنَا. (٢)

وكذا في فتاوى قاضي خان:

إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ وَغَابَت الْحَشَفَةُ يجب الْغُسْلُ. وعن أبي يوسف إِذَا تَوَارَتْ الْحَشَفَةُ في قبل أو دبر من الآدمي يجب الغسل على الفاعل والمفعول به وهو الصحيح، فإن الإيلاج في الدبر يوجب الغسل على الفاعل والمفعول به وإن لم يوجد فيه التقاء الختانين. (٣)

وكذا في فتح القدير:

وَالْتِقَاءُ الْخِتَانَيْنِ مِنْ غَيْرِ إِنْزَالٍ؛ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: إذا التقى الْخِتَانَانِ وَتَوَارَتْ الْحَشَفَةُ وَجَبَ الْغُسْلُ، أَنْزَلَ أَوْ لَمْ يُنْزِلْ. (٤)

بچے کی پیدائش کے بعد عورت پر غسل واجب ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی عورت کا بچہ پیدا ہو جائے اور بچے کی پیدائش کے بعد خون نہیں آیا تو کیا ایسی صورت میں اس عورت پر غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

جواب: اگر کسی عورت کو بچہ جننے کے بعد خون نہ آئے تو صحیح قول کے مطابق اس عورت پر بھی غسل واجب ہے۔

كما في الهندية:

الْمَرْأَةُ إِذَا وَلَدَتْ وَلَمْ تَرَ الدَّمَ هَلْ يَجِبُ عَلَيْهَا الْغُسْلُ وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ يَجِبُ. كَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ. (٥)

====================

(١) كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث في المعاني الموجبة للغسل، ١/ ١٥، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، أحكام الغسل، ١/ ١٤٧، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، فعل في ما يوجب الغسل، ١/ ٢١، ط: اشرفية.

(٤) كتاب الطهارة، فصل في الغسل، ١/ ٦٦، ط: دار الكتب العلمية.

(٥) كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث في المعاني الموجبة للغسل، ١/ ١٦، ط: رشيدية.

وكذا في تبيين الحقائق:

وَلَوْ وَلَدَتْ وَلَمْ تَرَ دَمًا يَجِبُ عَلَيْهَا الْغُسْلُ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَزُفَرَ وَهُوَ اخْتِيَارُ أَبِي عَلِيٍّ الدَّقَّاقِ؛ لِأَنَّ نَفْسَ خُرُوجِ النَّفْسِ نِفَاسٌ عَلَى مَا تَقَدَّمَ. (١)

وكذا في الدر المختار:

(وَالنِّفَاسُ) لُغَةً: وِلَادَةُ الْمَرْأَةِ. وَشَرْعًا (دَمٌ) فَلَوْ لَمْ تَرَهُ هَلْ تَكُونُ نُفَسَاءَ؟ الْمُعْتَمَدُ نَعَمْ. (٢)

وكذا في ملتقى الأبحر:

فَلَوْ وَلَدَتْ وَلَمْ تَرَ دَمًا لَا تَكُونُ نُفَسَاءَ لَكِنْ يَجِبُ عَلَيْهَا الْغُسْلُ عِنْدَ الْإِمَامِ. (٣)

غسل کب واجب ہوتا ہے اور غسل کے دوران یا بعد میں سورتیں یا دعا پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ غسل کتنی صورتوں میں واجب ہوتا ہے؟ نیز بعض لوگ جب نہاتے ہیں تو اس وقت کلمہ یا سورہ اخلاص وغیرہ پڑھتے ہیں کیا یہ درست ہے؟ بعض لوگ غسل کے دوران اور بعض لوگ غسل کے بعد پڑھتے ہیں، بعض لوگ دعا پڑھنے کو مستحب سمجھتے ہیں۔

جواب(۱): واضح رہے کہ غسل چار صورتوں میں واجب ہوتا ہے۔ (۱) بیداری میں یا نیند میں منی کا شہوت کے ساتھ نکلنا۔ (۲) حشفہ (ذکر کے اوپری حصہ) کا سبیلین میں داخل کرنا (۳) حیض سے پاک ہو جانے کے بعد (۴) نفاس کا خون بند ہونے کے بعد۔

(۲) غسل کے دوران کسی سورت یا دعا کا پڑھنا مستقلا ثابت نہیں ہے، تاہم علمائے کرام نے غسل کے بعد ان دعاؤں کو پڑھنا مستحب کہا ہے جو وضو کے بعد پڑھنا مستحب ہیں۔

كما في الهندية:

أَحَدُهُمَا خُرُوجُ الْمَنِيِّ عَلَى وَجْهِ الدَّفْقِ وَالشَّهْوَةِ مِنْ غَيْرِ إِيلَاجٍ بِاللَّمْسِ أَوْ النَّظَرِ أَوْ الِاحْتِلَامِ أَوْ الِاسْتِمْنَاءِ. كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ... السَّبَبُ الثَّانِي الْإِيلَاجُ) الْإِيلَاجُ فِي أَحَدِ السَّبِيلَيْنِ إذَا تَوَارَتْ الْحَشَفَةُ يُوجِبُ الْغُسْلَ عَلَى الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُولِ بِهِ أَنْزَلَ أَوْ لَمْ يُنْزِلْ وَهَذَا هُوَ الْمَذْهَبُ لِعُلَمَائِنَا... وَمِنْهَا الْحَيْضُ وَالنِّفَاسُ. (٤)

=====================

(١) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ١٨٨، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب في حكم وطئ المستحاضة ومن بذكره نجاسة، ١/ ٢٩٩، ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٨١، ط: الحبيبية.

(٤) كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث في المعاني الموجبة للغسل، ١/ ١٤- ١٥، ط: رشيدية.

وكذا في البحر:

وَفَرْضٌ عِنْدَ مَنِيٍّ ذِي دَفْقٍ وَشَهْوَةٍ عِنْدَ انْفِصَالِهِ وَتَوَارِي حَشَفَةٍ فِي قُبُلٍ أَوْ دُبُرٍ عَلَيْهِمَا وَحَيْضٌ وَنِفَاسٌ لَا مَذْيٍ وَوَدْيٍ وَاحْتِلَامٍ بِلَا بَلَلٍ. أَيْ وَفَرْضُ الْغُسْلِ... وَالتَّعْبِيرُ بِغَيْبُوبَةِ الْحَشَفَةِ أَوْلَى مِنَ التَّعْبِيرِ بِالْتِقَاءِ الْخِتَانَيْنِ لِتَنَاوُلِهِ الْإِيلَاجَ فِي الدُّبُرِ... (قَوْلُهُ: وَحَيْضٌ وَنِفَاسٌ) أَيْ وَفُرِضَ الْغُسْلُ عِنْدَ حَيْضٍ وَنِفَاسٍ.[1]

وفي البدائع:

وأما الغسل المفروض فثلاثة: الغسل من الجنابة والحيض والنفاس.[2]

وكذا في الدر المختار:

وَفُرِضَ الْغُسْلُ عِنْدَ خُرُوجِ مَنِيٍّ مِنَ الْعُضْوِ وَإِلَّا فَلَا يُفْرَضُ اتِّفَاقًا؛ لِأَنَّهُ فِي حُكْمِ الْبَاطِنِ... بِشَهْوَةٍ أَيْ لَذَّةٍ وَلَوْ حُكْمًا... وَعِنْدَ إِيلَاجِ حَشَفَةٍ... وَعِنْدَ انْقِطَاعِ حَيْضٍ وَنِفَاسٍ... أَيْ يَجِبُ عِنْدَهُ لَا بِهِ.[3]

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:[4]

وكذا في فتح القدير:[5]

وكذا في الدر مع الرد:

وَسُنَنُهُ كَسُنَنِ الْوُضُوءِ سِوَى التَّرْتِيبِ. وَآدَابُهُ كَآدَابِهِ سِوَى اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ؛ لِأَنَّهُ يَكُونُ غَالِبًا مَعَ كَشْفِ عَوْرَةٍ... (قَوْلُهُ: وَآدَابُهُ كَآدَابِهِ) نَصَّ عَلَيْهِ فِي الْبَدَائِعِ: قَالَ الشُّرُنْبُلَالِيُّ: وَيُسْتَحَبُّ أَنْ لَا يَتَكَلَّمَ بِكَلَامٍ مُطْلَقًا، أَمَّا كَلَامُ النَّاسِ فَلِكَرَاهَتِهِ حَالَ الْكَشْفِ، وَأَمَّا الدُّعَاءُ فَلِأَنَّهُ فِي مَصَبِّ الْمُسْتَعْمَلِ وَمَحَلِّ الْأَقْذَارِ وَالْأَوْحَالِ.[6]

وكذا في شرح النووي:

ففيه أنه يستحب للمتوضئ أن يقول عقب وضوئه: أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد

===================

[1] كتاب الطهارة، ١/ ٩٣- ١١٢، ط: رشيدية.

[2] كتاب الطهارة، صفة الغسل، ١/ ١٤٥، ط: رشيدية.

[3] كتاب الطهارة، مطلب: في تحرير الصاع والمد والرّطل، ١/ ١٥٩- ١٦٠، ط: سعيد.

[4] الباب الأول الطهارات، الفصل الخامس الغسل، المطلب الثاني موجبات الغسل، ١/ ٥١٥، ط: نشر احسان.

[5] كتاب الطهارة، فصل في الغسل، ١/ ٦٤، ط: دار الكتب العلمية.

[6] كتاب الطهارة، مطلب: سنن الغسل، ١/ ١٧، ط: سعيد.

أن محمدا عبده ورسوله... قال أصحابنا: ويستحب هذه الأذكار للمغتسل أيضا.[١]

وكذا في الهندية:[٢]

دانت میں بھرائی کروائی ہو تو غسل کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی کا دانت کھو کھلا ہو گیا ہو پھر اس کو مسالہ سے بھر دے تو کیا غسل جنابت میں اسی دانت کے نیچے پانی پہنچانا واجب ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں غسل جنابت کرتے وقت اس دانت کے نیچے پانی پہنچانا ضروری اور لازم نہیں کیونکہ طہارت کے معاملے میں یہ دانت بھی عام دانت کے حکم میں ہے۔

كما في التنوير مع الدر المختار:

(وَلَا يَمْنَعُ) الطَّهَارَةَ (وَنِيمٌ) أَيْ خُرْءُ ذُبَابٍ وَبُرْغُوثٍ لَمْ يَصِلْ الْمَاءُ تَحْتَهُ (وَحِنَّاءٌ) وَلَوْ جُرْمَهُ بِهِ يُفْتَى.[٣]

وفيه أيضا:

(وَيَجِبُ) أَيْ يُفْرَضُ (غَسْلُ) كُلِّ مَا يُمْكِنُ مِنْ الْبَدَنِ بِلَا حَرَجٍ مَرَّةً كَأُذُنٍ وَ (سُرَّةٍ وَشَارِبٍ وَحَاجِبٍ وَ) أَثْنَاءِ (لِحْيَةٍ).[٤]

وكذا في الهندية:

فِي مَجْمُوعِ النَّوَازِلِ إذَا كَانَ بِرِجْلِهِ شِقَاقٌ فَجَعَلَ فِيهِ الشَّحْمَ وَغَسَلَ الرِّجْلَيْنِ وَلَمْ يَصِلْ الْمَاءُ إلَى مَا تَحْتَهُ يُنْظَرُ إنْ كَانَ يَضُرُّهُ إيصَالُ الْمَاءِ إلَى مَا تَحْتَهُ يَجُوزُ وَإِنْ كَانَ لَا يَضُرُّهُ لَا يَجُوزُ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ فَإِنْ خَرَزَهُ جَازَ بِكُلِّ حَالٍ. كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ. وَذَكَرَ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ الْحَلْوَانِيُّ إذَا كَانَ فِي أَعْضَائِهِ شِقَاقٌ وَقَدْ عَجَزَ عَنْ غَسْلِهِ سَقَطَ عَنْهُ فَرْضُ الْغُسْلِ وَيَلْزَمُ إمْرَارُ الْمَاءِ عَلَيْهِ فَإِنْ عَجَزَ مِنْ إمْرَارِ الْمَاءِ يَكْفِيهِ الْمَسْحُ.[٥]

---

[١] كتاب الطهارة، باب آخر في صفة الوضوء، ١/ ١٢٣، ط: قديمي.

[٢] كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث في المعاني الموجبة، ١/ ١٤، ط: رشيدية.

[٣] كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل، ١/ ١٥٤، ط: سعيد.

[٤] كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل، ١/ ١٥٢، ط: سعيد.

[٥] كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، ١/ ٥، ط: رشيدية.

وكذا في الكبيري:

(وَإِنْ كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا) فإنه أمر بتطهير جميع البدن إلا أن ما تعذر إيصال الماء إليه حقيقة أو حكما للحرج خارج بخلاف الوضوء. (١)

وكذا في التاتارخانية:

وإذا اغتسل من الجنابة بقي بين أسنانه طعام فلم يصل الماء تحته جاز؛ لأن ما بين الأسنان رطب فلا يمنع الماء إلى ما تحته وفي المضمرات وبه يفتى. (٢)

غسل کے بعد منی کے نکلنے سے دوبارہ غسل واجب ہوگا یا نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے غسل جنابت کیا اور غسل کے بعد منی کے قطرے خارج ہوگئے تو کیا دوبارہ غسل کرنا واجب ہے یا پہلا غسل ہی کافی ہوگا؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر زیادہ چلنے سونے یا پیشاب کے بعد غسل کیا ہو اور پھر منی کے قطرات نکلے ہوں تو اس سے دوبارہ غسل واجب نہ ہوگا اور اگر زیادہ چلنے، سونے یا پیشاب کرنے سے پہلے غسل کیا ہو اور پھر منی کے قطرات نکل جائیں تو دوبارہ غسل واجب ہوگا۔

كما في الشامية:

وَكَذَا لَوْ خَرَجَ مِنْهُ بَقِيَّةُ الْمَنِيِّ بَعْدَ الْغُسْلِ قَبْلَ النَّوْمِ أَوْ الْبَوْلِ أَوْ الْمَشْيِ الْكَثِيرِ نَهْرٌ أَيْ لَا بَعْدَهُ؛ لِأَنَّ النَّوْمَ وَالْبَوْلَ وَالْمَشْيَ يَقْطَعُ مَادَّةَ الزَّائِلِ عَنْ مَكَانِهِ بِشَهْوَةٍ فَيَكُونُ الثَّانِي زَائِلًا عَنْ مَكَانِهِ بِلَا شَهْوَةٍ فَلَا يَجِبُ الْغُسْلُ اتِّفَاقًا. (٣)

وكذا في الهندية:

لَوْ اغْتَسَلَ مِنْ الْجَنَابَةِ قَبْلَ أَنْ يَبُولَ أَوْ يَنَامَ وَصَلَّى ثُمَّ خَرَجَ بَقِيَّةُ الْمَنِيِّ فَعَلَيْهِ أَنْ يَغْتَسِلَ عِنْدَهُمَا خِلَافًا لِأَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَلَكِنْ لَا يُعِيدُ تِلْكَ الصَّلَاةَ فِي قَوْلِهِمْ جَمِيعًا. كَذَا فِي الذَّخِيرَةِ وَلَوْ خَرَجَ بَعْدَ مَا بَالَ أَوْ نَامَ أَوْ مَشَى لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْغُسْلُ اتِّفَاقًا. (٤)

==================

(١) باب وأما فرائض الغسل، ص٤١، ط: نعمانية.

(٢) كتاب الطهارة، الفصل الثالث في الغسل، نوع آخر في بيان فرائضه وسننه، ١/ ١٥٢، ط: ادارة القرآن.

(٣) كتاب الطهارة، مطلب: في تحرير الصاع والمد والرطل، ١/ ١٦٠، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث في المعاني الموجبة، ١/ ١٤، ط: رشيدية.

وكذا في تبيين الحقائق:

إِذَا أَمْنَى وَاغْتَسَلَ مِنْ سَاعَتِهِ وَصَلَّى أَوْ لَمْ يُصَلِّ ثُمَّ خَرَجَ مِنْهُ بَقِيَّةُ الْمَنِيِّ يَجِبُ عَلَيْهِ الْغُسْلُ ثَانِيًا عِنْدَهُمَا وَعِنْدَهُ لَا يَجِبُ، وَلَا يُعِيدُ الصَّلَاةَ بِالْإِجْمَاعِ لِأَنَّهُ اغْتَسَلَ لِلْأَوَّلِ فَلَا يَجِبُ لِلثَّانِي حَتَّى يَخْرُجَ فَإِذَا خَرَجَ وَجَبَ وَقْتَ الْخُرُوجِ ابْتِدَاءً، وَلَوْ خَرَجَ بَعْدَمَا بَالَ أَوْ نَامَ أَوْ مَشَى لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْغُسْلُ اتِّفَاقًا؛ لِأَنَّ ذَلِكَ يَقْطَعُ مَادَّةَ الْمَنِيِّ الزَّائِلِ عَنْ مَكَانِهِ بِشَهْوَةٍ فَيَكُونُ الثَّانِي زَائِلًا عَنْ مَكَانِهِ بِغَيْرِ شَهْوَةٍ. (١)

وكذا في فتاوى حقانية: (٢)

بالغ پر صحبت کرنے سے غسل واجب ہے

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میاں بیوی میں سے میاں بالغ اور بیوی نابالغہ ہے، صحبت ہوئی تو مرد کو انزال ہوا اور عورت کو انزال نہیں ہوا، اب غسل دونوں پر فرض ہے یا صرف مرد پر؟

جواب: صورت مسئولہ میں صرف شوہر پر غسل فرض ہوگا، بیوی پر نہیں ہوگا، البتہ بیوی کے لئے غسل کرنا مستحب ہے۔

كما في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَعِنْدَ) (إِيلَاجِ حَشَفَةِ آدَمِيٍّ)... (فِي أَحَدِ سَبِيلَيْ آدَمِيٍّ) حَيٍّ (يُجَامَعُ مِثْلُهُ)... (عَلَيْهِمَا) أَيْ: الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُولِ (لَوْ) كَانَ (مُكَلَّفَيْنِ) وَلَوْ أَحَدُهُمَا مُكَلَّفًا فَعَلَيْهِ فَقَطْ دُونَ الْمُرَاهِقِ، لَكِنْ يُمْنَعُ مِنَ الصَّلَاةِ حَتَّى يَغْتَسِلَ، وَيُؤْمَرُ بِهِ ابْنُ عَشْرٍ تَأْدِيبًا. وَفِي "الْقُنْيَةِ": قَالَ مُحَمَّدٌ: وَطِئَ صَبِيَّةً يُجَامَعُ مِثْلُهَا يُسْتَحَبُّ لَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ كَأَنَّهُ لَمْ يَرَ جَبْرَهَا وَتَأْدِيبَهَا عَلَى ذَلِكَ. (٣)

وكذا في الهندية:

وَلَوْ كَانَ الرَّجُلُ بَالِغًا وَالْمَرْأَةُ صَغِيرَةً يُجَامَعُ مِثْلُهَا فَعَلَى الرَّجُلِ الْغُسْلُ وَلَا غُسْلَ عَلَيْهَا. (٤)

وكذا في التاتارخانية

وَلَوْ كَانَ الرَّجُلُ بَالِغًا وَالْمَرْأَةُ صَغِيرَةً تُجَامَعُ مِثْلُهَا. وفي "الذخيرة": والمرأة مراهقة فَعَلَى الرَّجُلِ الْغُسْلُ وَلَا غُسْلَ عَلَيْهَا. (٥)

====================

(١) كتاب الطهارة، موجبات الغسل، ١/ ٦٦، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، باب الغسل، ٢/ ٥٣٤- ٥٣٥، ط: حقانية.

(٣) كتاب الطهارة، مطلب: سنن الغسل، ١/٣٢٨- ٣٣٠، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، باب الغسل، الفصل الثالث في المعاني الموجبة للغسل وهي ثلاثة، ١/ ١٨، ط: قديمي.

(٥) كتاب الطهارة، نوع آخر في بيان أسباب الغسل، ١/ ١١٦، ط: قديمي.

غسل کے بعد منی نکلنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی شخص نے نماز پڑھنے کے بعد کپڑوں پر منی کے قطرے دیکھے، اور وہ نماز کے بعد سویا نہیں تھا، تو کیا اس شخص پر یہ نماز دوبارہ پڑھنی لازم ہوگی یا نہیں؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں اس شخص پر غسل کرکے اس نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم ہوگا۔

كما في الأشباه والنظائر:

الأصل إضافة الحادث إلى أقرب أوقاته منها ما قدمناه فيما لو رأى في ثوبه نجاسة وقد صلى فيه ولا يدري متى أصابته يعيدها من آخر حدث أحدثه.[1]

وكذا في الدر المختار:

وجد في ثوبه منيا أو بولا أو دما أعاد من آخر احتلام وبول ورعاف.[2]

وكذا في البحر الرائق:

ذكر ابن رستم في نوادره عن أبي حنيفة: من وجد في ثوبه منيا أعاد من آخر ما احتلم.[3]

وكذا في امداد الفتاوی:[4]

تنہائی میں بھی لنگی وغیرہ باندھ کر غسل کرنا افضل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے غسل فرماتے تھے آیا برہنہ ہو کر غسل فرماتے تھے یا لنگی وغیرہ باندھ کر غسل فرماتے تھے؟

جواب: واضح رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صراحتاً لنگی باندھ کر یا بغیر لنگی کے غسل کرنے کا کوئی ثبوت نہیں مل سکا، تاہم مجموعہ احادیث کو دیکھتے ہوئے لنگی وغیرہ باندھ کر غسل کرنا راجح معلوم ہوتا ہے، اسی بنیاد پر محدثین وفقہاء نے لنگی وغیرہ باندھ کر غسل کرنے کو افضل واحوط قرار دیا ہے اور یہی حیاء کا تقاضا ہے۔ البتہ اگر بے پردگی کا اندیشہ نہ ہو تو بغیر لنگی وغیرہ کے برہنہ ہو کر غسل کرنا بھی جائز ہے۔

====================

[1] الفن الأول القواعد الكلية، قاعدة: الأصل إضافة الحادث إلى أقرب أوقاته، ص٦٧، ط: قديمي.

[2] كتاب الطهارة، فصل في البئر، ١/ ٢١٩-٢٢٠، ط: سعيد.

[3] كتاب الطهارة، ١/ ٢٢٠، ط: رشيدية.

[4] كتاب الطهارة، فصل في الغسل، ١/ ٧٧، ط: دار العلوم.

كما في صحيح البخاري:

أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ، تَقُولُ: ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ فَقَالَ: مَنْ هَذِهِ؟ فَقُلْتُ: أَنَا أُمُّ هَانِئٍ. (۱)

وفيه أيضا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: سَتَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَغْتَسِلُ مِنَ الجَنَابَةِ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ صَبَّ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ، فَغَسَلَ فَرْجَهُ وَمَا أَصَابَهُ، ثُمَّ مَسَحَ بِيَدِهِ عَلَى الحَائِطِ أَوِ الأَرْضِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلاَةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى جَسَدِهِ المَاءَ، ثُمَّ تَنَحَّى، فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ. (۲)

وفيه أيضا:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنْ قَدَحٍ يُقَالُ لَهُ: الفَرَقُ. (۳)

وفيه أيضا:

وقال بهز عن أبيه عن جده عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللَّهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَى مِنْهُ مِنَ النَّاسِ. (٤)

وكذا في شمائل الترمذي:

قالت عائشة: ما نظرت إلى فرج رسول الله صلى الله عليه وسلم أو قالت: ما رأيت فرج رسول الله صلى الله عليه وسلم قطّ. (٥)

وكذا في مشكاة المصابيح:

وَعَن يعلى: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ الله وَأَثْنى عَلَيْهِ ثم قَالَ: إِن الله حييّ ستير يحب الْحيَاء والستر فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَفِي رِوَايَتِهِ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ سِتِّيرٌ فَإِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَغْتَسِلَ فَلْيَتَوَارَ بِشَيْءٍ. (٦)

==================

(۱) كتاب الغسل، باب التستر في الغسل عند الناس، ۱/ ٤۲، ط: قديمي.

(۲) كتاب الغسل، باب التستر في الغسل عند الناس، ۱/ ٤۲، ط: قديمي.

(۳) كتاب الغسل، باب غسل الرجل مع امرأته، ۱/ ۳۹، ط: قديمي.

(٤) كتاب الغسل، باب من اغتسل عريانا وحده في الخلوة ومن تستر والتستر أفضل، ۱/ ٤۲، ط: قديمي.

(٥) باب ما جاء في حياء رسول الله صلى الله عليه وسلم، ص٢٤، ط: قديمي.

(٦) كتاب الطهارة، باب الغسل، ۱/ ٤۹، ط: دار الحديث.

وکذا فی مرقاۃ المفاتیح:

(بِشَيْءٍ) مِنَ الثَّوْبِ أَوِ الْجِدَارِ أَوِ الْحَجَرِ أَوِ الشَّجَرِ. قَالَ ابْنُ حَجَرٍ: وَحَاصِلُ حُكْمِ مَنِ اغْتَسَلَ عَارِيًا أَنَّهُ إِنْ كَانَ بِمَحَلٍّ خَالٍ لَا يَرَاهُ أَحَدٌ مِمَّنْ يَحْرُمُ عَلَيْهِ نَظَرُ عَوْرَتِهِ حَلَّ لَهُ ذَلِكَ، لَكِنَّ الْأَفْضَلَ التَّسَتُّرُ حَيَاءً مِنَ اللَّهِ تَعَالَى، وَإِنْ كَانَ بِحَيْثُ يَرَاهُ أَحَدٌ يَحْرُمُ عَلَيْهِ نَظَرُ عَوْرَتِهِ، وَجَبَ عَلَيْهِ التَّسَتُّرُ مِنْهُ إِجْمَاعًا. (۱)

وکذا فی فتح الباری:

قَوْلُهُ: (بَابُ مَنِ اغْتَسَلَ عُرْيَانًا وَحْدَهُ فِي خَلْوَةٍ) أَيْ مِنَ النَّاسِ وَهُوَ تَأْكِيدٌ لِقَوْلِهِ: (وَحْدَهُ) وَدَلَّ قَوْلُهُ: (أَفْضَلُ) عَلَى الْجَوَازِ وَعَلَيْهِ أَكثر الْعلمَاء... وَقَالَ بن أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِي مِنْهَا وَمَا نَذَرُ؟ قَالَ: احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحَدُنَا إِذَا كَانَ خَالِيًا؟ قَالَ: اللَّهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَى مِنْهُ مِنَ النَّاسِ. (۲)

وکذا فی عمدۃ القاری:

(بابُ مَنِ اغْتَسَلَ عُرْيَاناً وَحْدَهُ فِي الخَلْوَةِ وَمَنْ تَسَتَّرَ فالتَّسَتُّرُ أَفْضَلُ)... إلاَّ أَن التستر أفضل، وَهَذَا اللَّفْظ دلّ على الجَوَاز... وَلَا خلاف إن التستر أفضل كما قاله وبجواز الغسل عريانا في الخلوة قال مالك والشافعي وجمهور العلماء... وروى ابْن وهب عَن ابْن مهْدي عَن خَالِد بن حميد عَن بعض أهل الشَّام، أَن ابْن عَبَّاس لم يكن يغْتَسل فِي بَحر وَلَا نهر إلاَّ وَعَلَيهِ إِزَار، وَإِذا سُئِلَ عَن ذَلِك قَالَ: إِن لَهُ عَامِرًا. وَرُوِيَ عَن مَكْحُول عَن عَطِيَّة مَرْفُوعا: من اغْتسل بلَيْل فِي فضاء فليحاذر على عَوْرَته، وَمن لم يفعل ذَلِك وأصابه لَم فَلَا يَلُومن إلاَّ نَفسه. (۳)

وکذا فی الدر المختار مع رد المحتار:

(وَسُنَنُهُ) كَسُنَنِ الْوُضُوءِ سِوَى التَّرْتِيبِ. وَآدَابُهُ كَآدَابِهِ سِوَى اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ؛ لِأَنَّهُ يَكُونُ غَالِبًا مَعَ كَشْفِ عَوْرَةٍ. (قَوْلُهُ: وَآدَابُهُ كَآدَابِهِ) نَصَّ عَلَيْهِ فِي الْبَدَائِعِ: قَالَ الشُّرُنْبُلَالِيُّ: وَيُسْتَحَبُّ أَنْ لَا يَتَكَلَّمَ بِكَلَامٍ مُطْلَقًا، أَمَّا كَلَامُ النَّاسِ فَلِكَرَاهَتِهِ حَالَ الْكَشْفِ.... وَالظَّاهِرُ مِنْ حَالِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَنَّهُ لَا يَغْتَسِلُ بِلَا سَاتِرٍ.

(۱) کتاب الطهارة، باب الغسل، الفصل الثاني، ۲/ ۳۹، ط: امدادية.

(۲) کتاب الغسل، باب من اغتسل عريانا إلخ، ۱/ ۵۰۸، ط: قديمي.

(۳) کتاب الغسل، باب من اغتسل عريانا إلخ، ۳/ ۳۳۸، ط: رشيدية.

(قَوْلُهُ: مَعَ كَشْفِ عَوْرَةٍ) فَلَوْ كَانَ مُتَّزِرًا فَلَا بَأْسَ بِهِ. (١)

وكذا في تقريرات الرافعي:

(قوله: والظاهر من حاله عليه الصلاةُ والسلام أنه يغتسل بلا ساتر) قال السندي في البخاري من حديث أم هانئ: أنه صلى الله عليه وسلم قال لها في حال اغتساله: مرحبا بأم هانئ يوم فتح مكة، وكان كاشفا لعورته بدليل أنها وجدت فاطمة تستره فتنبّه اهـ لكن قد يقال: إن ستر فاطمة رضي الله عنها له لا يدل على أنه كان كاشفا لعورته بل لاحتمال أن تنكشف عورته في حال الغسل الذي هو محل توهّمه فستراه مكشوفا. (٢)

جنبی کا ماء جاری سے غسل کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک جنبی آدمی جاری پانی میں نہائے تو غسل ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب: جنبی آدمی اگر جاری پانی میں اتنی دیر تک رہے جس سے پانی اس کے پورے بدن تک پہنچ جائے اور وہ منہ اور ناک میں بھی پانی ڈال دے تو اس کا غسل ہو جائے گا ورنہ نہیں۔

كما في الدر المختار مع رد المحتار:

وَقَالُوا: لَوْ مَكَثَ فِي مَاءٍ جَارٍ أَوْ حَوْضٍ كَبِيرٍ أَوْ مَطَرٍ قَدْرَ الْوُضُوءِ وَالْغُسْلِ فَقَدْ أَكْمَلَ السُّنَّةَ... (قَوْلُهُ: أَوْ حَوْضٍ كَبِيرٍ أَوْ مَطَرٍ)... إنَّ ظَاهِرَ التَّقْيِيدِ بِالْجَارِي أَنَّ الرَّاكِدَ وَلَوْ كَثِيرًا لَيْسَ كَذَلِكَ بِاعْتِبَارِ أَنَّ جَرَيَانَ الْمَاءِ عَلَى بَدَنِهِ قَائِمٌ مَقَامَ التَّثْلِيثِ فِي الصَّبِّ وَلَا كَذَلِكَ الرَّاكِدُ... وَالظَّاهِرُ أَنَّ الِانْتِقَالَ غَيْرُ قَيْدٍ بَلْ التَّحَرُّكُ كَافٍ وَلَا يُقَالُ إنَّ الْحَوْضَ الْكَبِيرَ فِي حُكْمِ الْجَارِي. (٣)

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

قال الحنفية: ولو انغمس في الماء الجاري أو ما في حكمه ومكث، فقد أكمل السنة. (٤)

وكذا في مجمع الأنهر:

وَرُكْنُهُ إسَالَةُ الْمَاءِ عَلَى جَمِيعِ مَا يُمْكِنُ إسَالَتُهُ عَلَيْهِ مِنْ غَيْرِ حَرَجٍ مَرَّةً وَاحِدَةً حَتَّى لَوْ بَقِيَتْ لُمْعَةٌ لَمْ يُصِبْهَا الْمَاءُ لَمْ يَتِمَّ الْغُسْلُ. (٥)

==================

(١) كتاب الطهارة، مطلب: سنن الغسل، ١/ ١٥٦، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، ١/ ٢١، ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، مطلب: سنن الغسل، ١/ ١٥٦، ط: سعيد.

(٤) الباب الأول الطهارات، الفصل الخامس الغسل، المطلب الرابع سنن الغسل، ١/ ٥٣١، ط: نشر احسان.

(٥) كتاب الطهارة، ١/ ٣٥، ط: الحبيبية.

وكذا في فتح القدير:

وفرض الغسل: المضمضة والاستنشاق وغسل سائر البدن. (١)

آپ کے مسائل اور ان کا حل: (٢)

غسل جنابت کے بعد نکلنے والے مواد کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ غسل جنابت کے بعد جو مادہ منویہ مرد یا عورت کے مخصوص جگہ سے خارج ہو تو آیا اس سے غسل پر کچھ اثر پڑتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر انزال کے بعد اور غسل سے پہلے زیادہ چلنا، سونا یا پیشاب کرنا پایا گیا ہو اور پھر غسل کے بعد مادہ خارج ہو تو ایسی صورت میں دوبارہ غسل کرنا ضروری نہیں ہے، پہلا غسل ہی کافی ہے اور اگر زیادہ چلنے، سونے یا پیشاپ کرنے سے پہلے غسل کرلیا ہو تو ایسی صورت میں پہلا غسل کافی نہ ہوگا دوبارہ غسل کرنا ضروری ہوگا۔

كما في الشامية:

لَوْ خَرَجَ مِنْهُ بَقِيَّةُ الْمَنِيِّ بَعْدَ الْغُسْلِ قَبْلَ النَّوْمِ أَوْ الْبَوْلِ أَوْ الْمَشْيِ الْكَثِيرِ (نَهْرٌ): أَيْ لَا بَعْدَهُ؛ لِأَنَّ النَّوْمَ وَالْبَوْلَ وَالْمَشْيَ يَقْطَعُ مَادَّةَ الزَّائِلِ عَنْ مَكَانِهِ بِشَهْوَةٍ فَيَكُونُ الثَّانِي زَائِلًا عَنْ مَكَانِهِ بِلَا شَهْوَةٍ فَلَا يَجِبُ الْغُسْلُ اتِّفَاقًا زَيْلَعِيٌّ. (٣)

وكذا في الهندية:

لَوْ اغْتَسَلَ مِنْ الْجَنَابَةِ قَبْلَ أَنْ يَبُولَ أَوْ يَنَامَ وَصَلَّى ثُمَّ خَرَجَ بَقِيَّةُ الْمَنِيِّ فَعَلَيْهِ أَنْ يَغْتَسِلَ عِنْدَهُمَا خِلَافًا لِأَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَلَكِنْ لَا يُعِيدُ تِلْكَ الصَّلَاةَ فِي قَوْلِهِمْ جَمِيعًا. كَذَا فِي الذَّخِيرَةِ، وَلَوْ خَرَجَ بَعْدَ مَا بَالَ أَوْ نَامَ أَوْ مَشَى لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْغُسْلُ اتِّفَاقًا. (٤)

وكذا في التبيين:

وَلَوْ خَرَجَ بَعْدَمَا بَالَ أَوْ نَامَ أَوْ مَشَى لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْغُسْلُ اتِّفَاقًا. (٥)

---

(١) كتاب الطهارات، فصل في الغسل، ١/ ٦٠، ط: دار الكتب العلمية.

(٢) احکام غسل، ٢/ ٧٠، ط: لدھیانوی۔

(٣) كتاب الطهارة، مطلب: في تحرير الصاع والمد والرطل، ١/ ٣٢٧، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، باب الغسل، الفصل الثالث في معاني الموجبة للغسل، ١/ ١٧، ط: قديمي.

(٥) كتاب الطهارة، ١/ ٦٦، ط: سعيد.

فصل في أحكام الجنابة

جنابت کی حالت میں کھانا کھانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی شخص کو احتلام ہو جائے تو وہ شخص غسل کئے بغیر جنابت کی حالت میں کھانا کھا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: حالت جنابت میں کھانا پینا جائز ہے، البتہ اسے چاہئے کہ کھانے پینے کے وقت ہاتھوں کو دھولے اور کلی کرلے، بغیر کلی کے کھانا پینا مکروہ ہے۔

كذا في الدر المختار مع رد المحتار.

(لا) قِرَاءَة (قُنُوتٍ) وَلَا أَكْلُهُ وَشُرْبُهُ بَعْدَ غَسْلِ يَدٍ وَفَمٍ، وَلَا مُعَاوَدَةُ أَهْلِهِ قَبْلَ اغْتِسَالِهِ إلَّا إذَا احْتَلَمَ لَمْ يَأْتِ أَهْلَهُ... (قَوْلُهُ: بَعْدَ غَسْلِ يَدٍ وَفَمٍ) أَمَّا قَبْلَهُ فَلَا يَنْبَغِي؛ لِأَنَّهُ يَصِيرُ شَارِبًا لِلْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ وَهُوَ مَكْرُوهٌ تَنْزِيهًا وَيَدُهُ لَا تَخْلُو مِنْ النَّجَاسَةِ فَيَنْبَغِي غَسْلُهَا ثُمَّ يَأْكُلُ بَدَائِعُ وَفِي الْخِزَانَةِ وَإِنْ تَرَكَ لَا يَضُرُّهُ. وَفِي الْخَانِيَّةِ لَا بَأْسَ بِهِ. وَفِيهَا، وَاخْتُلِفَ فِي الْحَائِضِ، قِيلَ كَالْجُنُبِ، وَقِيلَ لَا يُسْتَحَبُّ لَهَا؛ لِأَنَّ الْغُسْلَ لَا يُزِيلُ نَجَاسَةَ الْحَيْضِ عَنْ الْفَمِ وَالْيَدِ، وَتَمَامُهُ فِي الْحِلْيَةِ. (١)

وكذا في الهندية:

وَإِنْ أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ فَيَنْبَغِي أَنْ يَتَمَضْمَضَ وَيَغْسِلَ يَدَيْهِ. كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

الجنب إذا أراد أن يأكل ويشرب فالمستحب له أن يغسل يديه وفاه وإن ترك لا بأس واختلفوا في الحائض قال بعضهم هي والجنب سواء، وقال بعضهم لا يستحب ههنا لأن بالغسل لا تزول نجاسة الحيض عن الفم واليد بخلاف الجنابة. (٣)

====================

(١) كتاب الطهارة، مطلب: في أبحاث الغسل، ١/ ١٧٥- ١٧٦، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث في المعاني الموجبة للغسل وهي ثلاثة، ١/ ١٦، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، فرائض الغسل، ١/ ٨٩، ط: رشيدية.

وکذا في كفاية المفتي: [١]

حالت جنابت میں بال اور ناخن کاٹنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حالت جنابت میں بال اور ناخن کاٹنا کیسا ہے؟

جواب: جنابت کی حالت میں بال اور ناخن کاٹنا مکروہ تنزیہی ہے۔

كذا في البخاري:

وَقَالَ عَطَاءٌ: يَحْتَجِمُ الجُنُبُ، وَيُقَلِّمُ أَظْفَارَهُ، وَيَحْلِقُ رَأْسَهُ، وَإِنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ. [٢]

وكذا في معارف السنن:

يجوز للجنب جميع المعاملات التي يفعلها الطاهر الغير الجنب ما عدا دخول المسجد والطواف وقراءة القرآن. [٣]

وكذا في الهندية:

قَطْعُ الظُّفْرِ بِالْأَسْنَانِ مَكْرُوهٌ يُورِثُ الْبَرَصَ. حَلْقُ الشَّعْرِ حَالَةَ الْجَنَابَةِ مَكْرُوهٌ وَكَذَا قَصُّ الْأَظَافِيرِ كَذَا فِي الْغَرَائِبِ. [٤]

وكذا في امداد الفتاوی: [٥]

وكذا في احسن الفتاوی: [٦]

وكذا في فتاوی حقانية: [٧]

---

(١) كتاب الطهارة، باب الغسل، الفصل الثالث فيما يتعلق بأحكام الجنابة، ٣/ ٣٦٤، ط: إدارة الفاروق.

(٢) كتاب الغسل، باب الجنب يخرج ويمشي، ١/ ٤٢، ط: قديمي.

(٣) كتاب الطهارة، باب ما جاء في مصافحة الجنب، ١/ ٤٦١، ط: جامعة العلوم الإسلامية بنوری ٹاؤن.

(٤) كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان... إلخ، ٥/ ٤٣٨، ط: قديمي.

(٥) كتاب الطهارة، فصل في الغسل، ١/ ٨٥، ط: مكتبة دار العلوم.

(٦) كتاب الطهارة، باب الغسل، ٢/ ٣٨، ط: سعيد.

(٧) كتاب الطهارة، باب الغسل، ٢/ ٥٢٥، ط: حقانية.

جنبی کا کمپیوٹر پر قرآن کی آیات ٹائپ کرنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ناپاکی کی حالت میں کمپیوٹر پر قرآن کی آیات ٹائپ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جنابت کی حالت میں قرآن مجید کی آیات کو لکھنا یا کمپیوٹر وغیرہ کے ذریعے ٹائپ کرنا درست نہیں اگرچہ ایک آیت سے کم ہو۔

كذا في الهندية:

وَالْجُنُبُ لَا يَكْتُبُ الْقُرْآنَ وَإِنْ كَانَتْ الصَّحِيفَةُ عَلَى الْأَرْضِ وَلَا يَضَعُ يَدَهُ عَلَيْهَا وَإِنْ كَانَ مَا دُونَ الْآيَةِ. (١)

وكذا في بدائع الصنائع:

وَقَالَ مُحَمَّدٌ أَحَبُّ إلَيَّ أَنْ لَا يَكْتُبَ، لِأَنَّ كِتَابَةَ الْحُرُوفِ تَجْرِي مَجْرَى الْقِرَاءَةِ. (٢)

وكذا في التاتارخانية:

ويكره له كتابة القرآن عند محمد رحمه الله وهو قول مجاهد والشعبي وابن المبارك وبقولهم أخذ الفقيه أبو الليث رحمهم الله، وكذلك الفقيه أبو جعفر رحمه الله،أفتى بقولهم. (٣)

وكذا في جدید فقہی مسائل: (٤)

وكذا في فتاوى حقانية: (٥)

حالت جنابت میں قرآنی آیت پر مشتمل تعویذ پہننے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جنابت کی حالت میں قرآنی آیت پر مشتمل تعویذ پہننا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جنابت کی حالت میں تعویذ پہننا جائز ہے جبکہ وہ تعویذ کسی چیز میں لپٹا ہوا ہو۔

(١) كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء... الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس، ١/ ٣٩، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، أحكام الجنب، ١/ ١٤٩، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، نوع آخر من هذا الفصل في المتفرقات، ١/ ١٢٣، ط: قديمي.

(٤) عبادات، ١/ ٧٠، ط: زمزم پبلشرز.

(٥) كتاب اطلهارة، باب الحيض، ٢/ ٥٦٦، ط: حقانية.

كذا في الشامية:

قَالَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: وَعَلَى الْجَوَازِ عَمَلُ النَّاسِ الْيَوْمَ، وَبِهِ وَرَدَتْ الْآثَارُ وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَشُدَّ الْجُنُبُ وَالْحَائِضُ التَّعَاوِيذَ عَلَى الْعَضُدِ إِذَا كَانَتْ مَلْفُوفَةً اهـ قَالَ ط: وَانْظُرْ هَلْ كِتَابَةُ الْقُرْآنِ فِي نَحْوِ التَّمَائِمِ حُرُوفًا مُقَطَّعَةً تَجُوزُ أَمْ لَا. (١)

وكذا في كبيري حلبي:

لا يكره إن جعل فصه إلى باطن الكف ولو كان ما فيه شيء من القرآن أو من أسمائه تعالى في جيبه لا بأس به وكذا لو كان ملفوفا في شيء والتحرز أولى. (٢)

وكذا في فتاوى محمودية: (٣)

وكذا في احكام الفتاوى: (٤)

حالت جنابت میں ہاتھ دھونے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص حالت جنابت میں ہو اور اس کے ہاتھ پر کوئی ظاہری نجاست نہ لگی ہوئی ہو اور یہ شخص پانی کے برتن میں ہاتھ ڈال دیتا ہو تو اس سے پانی نجس ہوگا یا نہیں اور اگر غسل کے دوران چھینٹیں ٹپ وغیرہ میں گرجائیں تو اس پانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ہاتھ پر کوئی ظاہری نجاست نہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ پہلے دونوں ہاتھوں کو دھولیا جائے پھر ہاتھ کے ذریعے برتن سے پانی نکالے لیکن ہاتھ دھوئے بغیر بھی پانی کے برتن میں ہاتھ ڈال لیا تو پانی نجس نہیں ہوگا اور غسل کے دوران معمولی مقدار کی چھینٹیں گر جانے سے پانی نجس نہیں ہوتا۔

كما في الدر المختار مع رد المحتار:

ثُمَّ إِنْ لَمْ يُمْكِنْ رَفْعُ الْإِنَاءِ أَدْخَلَ أَصَابِعَ يُسْرَاهُ مَضْمُومَةً وَصَبَّ عَلَيْهَا الْيُمْنَى لِأَجْلِ التَّيَامُنِ... وَفِي الْبَحْرِ

(١) كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ٦/ ٣٦٤، ط: سعيد.

(٢) باب فرائض الغسل، فروع في بعض مسائل الحائض والنفساء والجنب، ص٥٣، ط: نعمانيه.

(٣) كتاب العلم، باب ما يتعلق بالقرآن، ٣/ ٥٢٦، ط: فاروقية.

(٤) كتاب الذكر والدعاء والتعويزات، ١/ ٣١٩، ط: دار العلوم.

قَالُوا: يُكْرَهُ إِدْخَالُ الْيَدِ فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ الْغَسْلِ لِلْحَدِيثِ، وَهِيَ كَرَاهَةُ تَنْزِيهٍ؛ لِأَنَّ النَّهْيَ فِيهِ مَصْرُوفٌ عَنْ التَّحْرِيمِ بِقَوْلِهِ: «فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ» فَالنَّهْيُ مَحْمُولٌ عَلَى الْإِنَاءِ الصَّغِيرِ أَوْ الْكَبِيرِ إذَا كَانَ مَعَهُ إنَاءٌ صَغِيرٌ، فَلَا يُدْخِلُ الْيَدَ أَصْلًا، وَفِي الْكَبِيرِ عَلَى إدْخَالِ الْكَفِّ. (١)

وكذا في الجوهرة النيرة:

وَلَوْ تَقَاطَرَ الْمَاءُ فِي وَقْتِ الْغَسْلِ فِي الْإِنَاءِ إنْ كَانَ قَلِيلًا، لَا يُفْسِدُ الْمَاءَ، وَإِنْ كَانَ كَثِيرًا أَفْسَدَهُ، وَحَدُّ الْقَلِيلِ مَا لَا يَنْفَرِجُ مَاءُ الْإِنَاءِ عِنْدَ وُقُوعِهِ وَلَا يَسْتَبِينُ وَعَنْ مُحَمَّدٍ إنْ كَانَ مِثْلَ رُءُوسِ الْإِبَرِ فَهُوَ قَلِيلٌ وَإِلَّا فَهُوَ كثير. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

أَنَّ الْمَنْقُولَ فِي الْخَانِيَةِ أَنَّ الْمُحْدِثَ أَوْ الْجُنُبَ إذَا أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ لِلِاغْتِرَافِ، وَلَيْسَ عَلَيْهَا نَجَاسَةٌ لَا يَفْسُدُ الْمَاءُ. (٣)

حالت جنابت میں مسجد میں داخل ہونا

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حالت جنابت میں مسجد میں داخل ہونا کیسا ہے؟ نیز کیاآ قائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے حالت جنابت میں مسجد میں داخل ہونا جائز تھا، توکیا یہ آپ کی خصوصیت تھی یا پھر سب کے لئے برابر حکم ہے؟

جواب: حالت جنابت میں مسجد میں داخل ہونے کا جواز رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے، کسی اور کے لئے حالت جنابت میں مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں۔

كذا في صحيح البخاري:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْغِي إِلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ مُجَاوِرٌ فِي الْمَسْجِدِ،

---

(١) كتاب الطهارة، مطلب: في دلالة المفهوم، ١/ ١١١- ١١٢، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، ١/ ١٣، ط: قديمي.

(٣) كتاب الطهارة، ١/ ٣٨، ط: رشيدية.

فَأُرَجِّلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ. [١]

وكذا في سنن أبي داود:

قَالَ: حَدَّثَتْنِي جَسْرَةُ بِنْتُ دَجَاجَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقُولُ: جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُجُوهُ بُيُوتِ أَصْحَابِهِ شَارِعَةٌ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: وَجِّهُوا هَذِهِ الْبُيُوتَ عَنِ الْمَسْجِدِ. ثُمَّ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَصْنَعِ لِلْقَوْمُ شَيْئًا رَجَاءَ أَنْ تَنْزِلَ فِيهِمْ رُخْصَةٌ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ بَعْدُ فَقَالَ: وَجِّهُوا هَذِهِ الْبُيُوتَ عَنِ الْمَسْجِدِ، فَإِنِّي لَا أُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ. [٢]

وكذا في سنن الترمذي:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اعْتَكَفَ أَدْنَى إِلَيَّ رَأْسَهِ فَأُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ. [٣]

وكذا في مرقاة المفاتيح:

قال ابن الملك رحمه الله تعالى: أي أخرج رأسه من المسجد إلى حجرتي. [٤]

وكذا في البحر الرائق:

وَقَدْ عُلِمَ أَنَّ دُخُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ جُنُبًا وَمُكْثَهُ فِيهِ مِنْ خَوَاصِّهِ. [٥]

وكذا في الهداية:

ولا تدخل المسجد وكذا الجنب لقوله عليه الصلاة والسلام: فإني لا أحل المسجد لحائض ولا جنب. [٦]

---

[١] كتاب الصوم، باب الحائض ترجل المعتكف، ١/ ٢٧١، ط: قديمي.

[٢] كتاب الطهارة، باب في الجنب يدخل المسجد، ١/ ٤٢، ط: رحمانيه.

[٣] أبواب الصوم، باب المعتكف يخرج لحاجة أم لا، ١/ ١٦٥، ط: سعيد.

[٤] كتاب الصوم، باب الاعتكاف، الفصل الأول، ٤/ ٣٢٨، ط: امداديه.

[٥] كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٣٤١، ط: رشيدية.

[٦] كتاب الطهارة، باب الحيض والاستحاضة، ١/ ٦٢، ط: رحمانيه.

وكذا في الهندية:

وَمِنْهَا: أَنَّهُ يَحْرُمُ عَلَيْهِمَا وَعَلَى الْجُنُبِ الدُّخُولُ فِي الْمَسْجِدِ سَوَاءٌ كَانَ لِلْجُلُوسِ أَوْ لِلْعُبُورِ. هَكَذَا فِي مُنْيَةِ الْمُصَلِّي. [1]

وكذا في البحر الرائق:

قَوْلُهُ: (وَدُخُولُ مَسْجِدٍ) أَيْ يَمْنَعُ الْحَيْضَ دُخُولَ الْمَسْجِدِ وَكَذَا الْجَنابةُ. [2]

حالت جنابت میں قرآن پاک یا بیت اللہ کو دیکھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حالت جنابت میں قرآن کریم کو دیکھنا جائز ہے یا نہیں اور اسی طرح مقدس جگہ جیسے کہ بیت اللہ اور مساجد کو دیکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: حالت جنابت میں قرآن کریم کو دیکھنا جائز ہے، بیت اللہ اور دیگر مساجد کو دیکھنے کا بھی یہی حکم ہے۔

کما في التنویر وشرحه:

(وَلَا يُكْرَهُ النَّظَرُ إِلَيْهِ) أَيْ الْقُرْآنِ (لِجُنُبٍ وَحَائِضٍ وَنُفَسَاءَ)؛ لِأَنَّ الْجَنَابَةَ لَا تَحِلُّ الْعَيْنَ كَمَا لَا تُكْرَهُ (أَدْعِيَة). [3]

وكذا في التاتارخانية:

وفي السغناقي: النظر إلى المصحف لا يكره للجنب والحائض. [4]

وكذا في فتح القدير:

(ثُمَّ الْجَنَابَةُ حَلَّتْ الْيَدَ إلَخْ) يُفِيدُ جَوَازُ نَظَرِ الْجُنُبِ لِلْقُرْآنِ لِأَنَّهَا لَمْ تَحِلَّ الْعَيْنُ وَلِذَا لَا يَجِبُ غَسْلُهَا. [5]

وكذا في الهندية:

ولا يكره للجنب والحائض والنفساء النظر في المصحف هكذا في الجوهرة النيرة. [6]

====================

[1] كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة، الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس والاستحاضة، ١/ ٣٨، ط: رشيدية.

[2] كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٣٣٨، ط: رشيدية.

[3] كتاب الطهارة، مطلب يطلق الدعاء على ما يشغل الثناء، ١/ ١٧٤، ط: سعيد.

[4] كتاب الطهارة، الفصل التاسع في الحيض، نوع آخر في الأحكام التي تتعلق بالحيض، ١/ ٢٥٠، ط: قديمي.

[5] كتاب الطهارات، باب الحيض، ١/ ١٧٢، ط: دار الكتب العلمية.

[6] كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس والاستحاضة، ١/ ٣٩، ط: رشيدية.

باب في التيمم

سردی میں وقت تنگ ہونے کی وجہ سے تیمّم کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص جنابت کی حالت میں ہو، اور ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا مضر ہو، توکیااس کے لئے تیمّم کرکے نماز کی گنجائش ہے، جبکہ وقت اتنا نہ ہو کہ جس میں وہ پانی گرم کر سکے؟

جواب: مذکورہ صورت میں اگر غسل کرنے کی وجہ سے ہلاکت کا یا کسی عضو کے تلف ہونے کااندیشہ نہ ہو تو وہ شخص پانی گرم کرکے غسل کرلے، اگر نماز کاوقت باقی ہے تو نماز پڑھ لے، اور اگر وقت نکل جائے تو بعد میں قضاء کرے، لیکن بہتر طریقہ یہ ہے کہ اگر واقعی وقت بہت ہی کم ہو اور پانی گرم کرکے نہانے کی صورت میں وقت نکلنا یقینی ہو تو پھر فوراً پہلے تیمّم کرکے نماز پڑھ لے، پھر جب پانی گرم ہو جائے تو غسل کرکے دوبارہ اس نماز کی قضاء کرے، یہی احتیاط پر مبنی ہے۔

كذا في تنوير الأبصار مع شرحه:

(لَا) يَتَيَمَّمُ (لِفَوْتِ جُمُعَةٍ وَوَقْتٍ) وَلَوْ وِتْرًا لِفَوَاتِهَا إِلَى بَدَلٍ، وَقِيلَ يَتَيَمَّمُ لِفَوَاتِ الْوَقْتِ. قَالَ الْحَلَبِيُّ: فَالْأَحْوَطُ أَنْ يَتَيَمَّمَ وَيُصَلِّيَ ثُمَّ يُعِيدَهُ. [١]

وكذا في فتاوى العالمكيرية:

وَالْأَصْلُ أَنَّ كُلَّ مَوْضِعٍ يَفُوتُ فِيهِ الْأَدَاءُ لَا إِلَى خُلْفٍ فَإِنَّهُ يَجُوزُ لَهُ التَّيَمُّمُ وَمَا يَفُوتُ إِلَى خُلْفٍ لَا يَجُوزُ لَهُ التَّيَمُّمُ كَالْجُمُعَةِ. كَذَا فِي الْجَوْهَرَةِ النَّيِّرَةِ. [٢]

وكذا في حلبي الكبير:

(ولو خاف خروج الوقت) لو اشتغل بالوضوء (في سائر الصلوات) ما عدا صلوة الجنازة والعيد (لا يتيمم عندنا (بل يتوضأ ويقضي) الصلوة إن خرج الوقت. [٣]

وكذا في فتح القدير:

وَالْمُعْتَبَرُ الْمُسَافَةُ دُونَ خَوْفِ الْفَوْتِ التَّفْرِيطَ يَأْتِي مِنْ قِبَلِهِ. (وَالْمُعْتَبَرُ الْمُسَافَةُ دُونَ خَوْفِ الْفَوْتِ) ....

====================

[١] كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٢٤٦، ط: سعيد.

[٢] كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثالث في المتفرقات، ١/ ٣١، ط: رشيدية.

[٣] كتاب الطهارة، فصل في التيمم، ٧٢، ط: نعمانية.

وقلنا التفريط جاء من قبله بتأخير الصلوة فليس له أن يتيمم إذا كان الماء قريبا منه.[١]

وكذا في فتاوى محمودية:[٢]

وكذا في أحسن الفتاوى:[٣]

وكذا في فتاوى دار العلوم ديوبند.[٤]

پاک دیوار سے تیمّم کرنے کا حکم

سوال: اگر کسی پاک دیوار پر غبار وغیرہ لگا ہوا ہو تو اس سے تیمّم جائز ہے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ تیمّم ہر اس چیز سے جائز ہے جو زمین کی جنس میں سے ہو اور پاک ہو، اور زمین کی جنس میں وہ چیزیں داخل نہیں ہیں جو جلانے سے پگھلتی ہوں اور جل کر راکھ ہو جاتی ہوں، جیسے: سونا، چاندی، لوہا وغیرہ۔

ان تمام چیزوں سے تیمّم کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ زمین کی جنس میں شامل نہیں ہیں، البتہ اگر ان مذکورہ چیزوں پر غبار وغیرہ ہو تو اس غبار کی وجہ سے ان چیزوں سے تیمّم کرنا جائز ہو جائے گا۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں مٹی سے بنی ہوئی کچی دیوار یا ایسی پکی دیوار جس پر چونا وغیرہ لگا ہوا ہو ان دونوں قسم کی دیواروں سے تیمّم کرنا شرعاً درست اور صحیح ہے اگرچہ اس پر گرد اور غبار نہ لگا ہوا ہو، کیونکہ چونا اور مٹی کی دیوار زمین کی جنس میں شامل ہے۔

كذا في بدائع الصنائع:

ثُمَّ لَا بُدَّ مِنْ مَعْرِفَةِ جِنْسِ الْأَرْضِ، فَكُلُّ مَا يَحْتَرِقُ بِالنَّارِ فَيَصِيرُ رَمَادًا كَالْحَطَبِ وَالْحَشِيشِ وَنَحْوِهِمَا، أَوْ مَا يَنْطَبِعُ وَيَلِينُ كَالْحَدِيدِ وَالصُّفْرِ وَالنُّحَاسِ وَالزُّجَاجِ، وَعَيْنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَنَحْوِهَا فَلَيْسَ مِنْ جِنْسِ الْأَرْضِ، وَمَا كَانَ بِخِلَافِ ذَلِكَ فَهُوَ مِنْ جِنْسِهَا... وَإِذَا عُرِفَ هَذَا فَعَلَى قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ يَجُوزُ التَّيَمُّمُ بِالْجِصِّ وَالنُّورَةِ وَالزِّرْنِيخِ وَالطِّينِ الْأَحْمَرِ ... وَالْحَائِطِ الْمُطَيَّنِ وَالْمُجَصَّصِ إلخ.[٥]

---

[١] كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ١٢٦- ١٢٨، ط: دار الكتب العلمية بيروت.

[٢] كتاب الطهارة، باب التيمم، ٥/ ١٨٥، ط: ادارة الفاروق.

[٣] كتاب الطهارة، باب التيمم، ٢/ ٥٤- ٥٥، ط: سعيد.

[٤] الباب الرابع في التيمم، ١/ ١٨٨، ط: دار الاشاعت.

[٥] كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ١٨١، ١٨٢، ط: رشيدية.

وكذا في الدر المختار:

(بِمُطَهِّرٍ مِنْ جِنْسِ الْأَرْضِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ نَقْعٌ فَلَا يَجُوزُ بِمُنْطَبِعٍ وَمُتَرَمِّدٍ) بِالِاحْتِرَاقِ إِلَّا رَمَادَ الْحَجَرِ فَيَجُوزُ كَحَجَرٍ مَدْقُوقٍ أَوْ مَغْسُولٍ، وَحَائِطٍ مُطَيَّنٍ أَوْ مُجَصَّصٍ، وَأَوَانٍ مِنْ طِينٍ.(۱)

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ مِنْ جِنْسِ الْأَرْضِ) الْفَارِقُ بَيْنَ جِنْسِ الْأَرْضِ وَغَيْرِهِ أَنَّ كُلَّ مَا يَحْتَرِقُ بِالنَّارِ فَيَصِيرُ رَمَادًا كَالشَّجَرِ وَالْحَشِيشِ أَوْ يَنْطَبِعُ وَيَلِينُ كَالْحَدِيدِ وَالصُّفْرِ وَالذَّهَبِ وَالزُّجَاجِ وَنَحْوِهَا فَلَيْسَ مِنْ جِنْسِ الْأَرْضِ. ابْنُ كَمَالٍ عَنْ التُّحْفَةِ.(۲)

وكذا في أحسن الفتاوى:(۳)

وكذا في فتاوى محمودية:(٤)

حالتِ جنابت میں تیمّم کا حکم

سوال: اگر کوئی شخص قلّتِ ماء کی وجہ سے غسلِ جنابت سے عاجز ہو، اور اس قدر پانی موجود ہو کہ اس سے وضو کر سکے، تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں مذکورہ شخص غسلِ جنابت کے لئے تیمّم ہی کرے، البتہ اگر تیمّم کرنے کے بعد اس کو حدث لاحق ہو جائے تو ایسی صورت میں جو قلیل مقدار میں اس کے پاس پانی موجود ہے اس سے وضو کرنا لازم ہوگا۔

قال الله تعالیٰ:

﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا﴾ الآية (المائدة: ٦)

وكذا في فتح الباري:

ثنا عمران بن حصين الخزاعي، أن رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رأى رجلا معتزلا لم يصل في القوم،

==================

(۱) كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٢٣٩، ٢٤٠، ط: سعيد.

(۲) كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٢٣٩، ط: سعيد.

(۳) كتاب الطهارة، باب التيمم، ٢، ٥٧، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، باب التيمم، ٥/ ١٩١، ط: ادارة الفاروق.

فقال: يا فلان، ما منعك أن تصلي في القوم؟ قَالَ: أصابتني جنابة، ولا ماء. قَالَ: عليك بالصعيد؛ فإنه يكفيك. (١)

وكذا في الشامية:

إِذَا كَانَ لِلْجُنُبِ مَاءٌ يَكْفِي لِبَعْضِ أَعْضَائِهِ أَوْ لِلْوُضُوءِ تَيَمَّمَ وَلَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ صَرْفُهُ إِلَيْهِ، إِلَّا إِذَا تَيَمَّمَ لِلْجَنَابَةِ ثُمَّ أَحْدَثَ فَإِنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ لِأَنَّهُ قَدَرَ عَلَى مَاءٍ كَافٍ، وَلَا يَجِبُ عليه التيمم؛ لِأَنَّهُ بِالتَّيَمُّمِ خَرَجَ عَنْ الْجَنَابَةِ إِلَى أَنْ يَجِدَ مَاءً كَافِيًا لِلْغُسْلِ. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

(فُرُوعٌ) رَجُلٌ تَيَمَّمَ لِلْجَنَابَةِ وَصَلَّى ثُمَّ أَحْدَثَ وَمَعَهُ مِنْ الْمَاءِ قَدْرُ مَا يَتَوَضَّأُ بِهِ، فَإِنَّهُ يَتَوَضَّأُ بِهِ لِصَلَاةٍ أُخْرَى، فَإِنْ تَوَضَّأَ بِهِ وَلَبِسَ خُفَّيْهِ ثُمَّ مَرَّ بِالْمَاءِ وَلَمْ يَغْتَسِلْ حَتَّى صَارَ عَادِمًا الْمَاءَ ثُمَّ حَضَرَتْ الصَّلَاةُ وَمَعَهُ مِنْ الْمَاءِ قَدْرُ مَا يَتَوَضَّأُ بِهِ، فَإِنَّهُ يَتَيَمَّمُ وَلَا يَتَوَضَّأُ. (٣)

وكذا في البناية:

وفي أن المحدث والجنب إذا وجد بعض ما يكفيه من الماء لطهارته هل يجب عليه استعماله؟ فالأصح عند الشافعي وجوب استعماله بالتيمم بعده، وهو أقوي الروايتين عن أحمد وداود، وحكاه ابن الصباغ عن عطاء والحسن البصري، ومعمر بن راشد. وفي القول الآخر للشافعي: عدم وجوب الاستعمال وهو مذهبنا. (٤)

ایک تیمّم سے متعدد فرائض ونوافل پڑھنے کا حکم

سوال: کیا غسل جنابت کے لئے کئے گئے تیمّم کا ہر نماز کے لئے اعادہ کیا جائے گا؟

جواب: احناف رحمہم اللہ کے نزدیک غسل جنابت کے لئے جو تیمّم کیا گیا ہے اس سے متعدد نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں، ہر نماز کے لئے تیمّم کے اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں، ایک تیمّم سے متعدد نمازیں پڑھنے میں کوئی حرج کی بات نہیں، چنانچہ جب تک پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو اور وضو کو توڑنے والی کوئی چیز نہ پائی جائے اس وقت تک۔

---

(١) كتاب التيمم، باب (٩) ١/ ٦٠٢، ط: قديمي.

(٢) كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٢٣٢، ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٢٨٦، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٤٤٢١، ط: حقانية.

قال اللہ تعالی:

﴿فَلَمْ تَجِدُواْ مَآءً فَتَيَمَّمُواْ صَعِيدًا طَيِّبًا فَٱمْسَحُواْ بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُم مِّنْهُ مَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ وَلَٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُۥ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ.﴾ (المائدة:٦)

وکذا في سنن النسائي:

عن أبي ذر رضي الله عنه قال قال النبي صلى الله عليه وسلم الصعيد الطيب وضوء المسلم إن لم يجد الماء عشر سنين. [١]

وکذا في إعلاء السنن:

إن هذا الروايات بإطلاقها صريحة في أن التيمم طهور أي مطهر كالوضوء. [٢]

وکذا في بدائع الصنائع:

وَعَلَى هَذَا يُبْنَى أَيْضًا أَنَّهُ إذَا تَيَمَّمَ فِي الْوَقْتِ يَجُوزُ لَهُ أَنْ يُؤَدِّيَ مَا شَاءَ مِنْ الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ مَا لَمْ يَجِدْ الْمَاءَ أَوْ يُحْدِثْ عِنْدَنَا. [٣]

وکذا في مجمع الأنهر:

(وَيُصَلِّي) أَيْ الْمُتَيَمِّمُ (بِهِ) أَيْ بِالتَّيَمُّمِ الْوَاحِدِ (مَا شَاءَ مِنْ فَرْضٍ وَنَفْلٍ كَالْوُضُوءِ). [٤]

وکذا في التجريد:

أداء فرضين بتيمم واحد قال أصحابنا: يجوز أداء فرضين بتيمم واحد. [٥]

مٹی کے ڈھیلے پر ہاتھ مار کر تیمّم کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص تیمّم کرتے ہوئے ڈھیلے پر ہاتھ مارے اور مٹی کا اثر ہاتھ میں نہ پہنچے یعنی غبار ہاتھوں پر معلوم نہ ہوتا ہو تو اس طرح اگر تیمّم کیا جائے تو یہ تیمّم صحیح ہوگا یا نہیں؟

[١] کتاب الطهارة، باب الصلوات بتيمم واحد، ١/ ٦١، ط: قديمي.

[٢] کتاب الطهارة، باب كفاية تيمم واحد لفرائض متعددة وعدم نقضه بخروج الوقت، ١/٣٢٨، ط: إدارة القرآن والعلوم الإسلامية.

[٣] کتاب الطهارة، صفة التيمم، ١/ ١٨٥، ط: رشيدية.

[٤] کتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٦٣، ط: حبيبية.

[٥] کتاب الطهارة، أداء فرضين بتيمم واحد، ١/ ٢٢٥، ط: مكتبة محمودية.

جواب: اگر تیمم کرتے وقت مٹی کے ڈھیلے کا اثر ہاتھوں پر نہ آئے تب بھی تیمم درست ہو جائے گا۔

کذا في الهندية:

وَبِالْحَجَرِ عَلَيْهِ غُبَارٌ أَوْ لَمْ يَكُنْ بِأَنْ كَانَ مَغْسُولًا أَوْ أَمْلَسَ مَدْقُوقًا أَوْ غَيْرَ مَدْقُوقٍ كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ (١)

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار:

أَوْ نُفَسَاءَ بِمُطَهِّرٍ مِنْ جِنْسِ الْأَرْضِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ نَقْعٌ) أَيْ غُبَارٌ... (قَوْلُهُ بِمُطَهِّرٍ)... وَأَمَّا إذَا تَيَمَّمَ جَمَاعَةٌ مِنْ مَحَلٍّ وَاحِدٍ فَيَجُوزُ كَمَا سَيَأْتِي فِي الْفُرُوعِ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يَصِرْ مُسْتَعْمَلًا، إذْ التَّيَمُّمُ إنَّمَا يَتَأَدَّى بِمَا الْتَزَقَ بِيَدِهِ لَا بِمَا فَضَلَ كَالْمَاءِ الْفَاضِلِ فِي الْإِنَاءِ بَعْدَ وُضُوءِ الْأَوَّلِ، وَإِذَا كَانَ عَلَى حَجَرٍ أَمْلَسَ فَيَجُوزُ بِالْأَوْلَى نَهْرٌ (قَوْلُهُ مِنْ جِنْسِ الْأَرْضِ) الْفَارِقُ بَيْنَ جِنْسِ الْأَرْضِ وَغَيْرِهِ أَنَّ كُلَّ مَا يَحْتَرِقُ بِالنَّارِ فَيَصِيرُ رَمَادًا كَالشَّجَرِ وَالْحَشِيشِ أَوْ يَنْطَبِعُ وَيَلِينُ كَالْحَدِيدِ وَالصُّفْرِ وَالذَّهَبِ وَالزُّجَاجِ وَنَحْوِهَا فَلَيْسَ مِنْ جِنْسِ الْأَرْضِ ابْنُ كَمَالٍ عَنْ التُّحْفَةِ (قَوْلُهُ نَقْعٌ) بِفَتْحٍ فَسُكُونٌ كَمَا قَالَ تَعَالَى: فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا. (٢)

وكذا في حلبي كبيري:

(ثم عندهما) أي عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله: الشرط في صحة التيمم مجرد المس أي الوضع على الأرض أو على جنس الأرض، ولا يشترطان علوق شيء منها باليد. (٣)

پانی کے استعمال سے مرض بڑھ جانے کا خطرہ ہو تو تیمم کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کا اپنڈکس کا آپریشن ہوا ہے اور وہ شخص کافی تکلیف میں ہے اور آپریشن والے زخم پر پانی لگنے سے تکلیف اور زیادہ ہو جاتی ہے اور آپریشن کے خراب ہونے کا بھی اندیشہ ہے، اسی حالت میں اس مریض پر غسل جنابت فرض ہو جائے تو کیا یہ مریض جنابت سے پاکی حاصل کرنے کے لئے غسل کی جگہ تیمم کر سکتا ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر غسل کرنے سے مرض بڑھ جانے اور زخم کے خراب ہونے کا قوی اندیشہ ہو تو ایسے مریض کے لئے تیمم کرنا شرعاً جائز ہے۔

==================

(١) كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، ١/ ٢٧، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٢٣٨، ٢٣٩، ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، فصل في التيمم، ١/ ٦٧، ط: نعمانية.

كما في التاتارخانية:

ويجوز التيمم عن الجنابة والحيض والنفاس كما يجوز عن الحدث.[١]

وكذا في البدائع:

وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ. إِلَى قَوْلِهِ: فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا. أَبَاحَ التَّيَمُّمَ لِلْمَرِيضِ مُطْلَقًا مِنْ غَيْرِ فَصْلٍ بَيْنَ مَرَضٍ، وَمَرَضٍ... لِأَنَّ زِيَادَةَ الْمَرَضِ سَبَبُ الْمَوْتِ، وَخَوْفُ الْمَوْتِ مُبِيحٌ فَكَذَا خَوْفُ سَبَبِ الْمَوْتِ؛ لِأَنَّهُ خَوْفُ الْمَوْتِ بِوَاسِطَةٍ.[٢]

وكذا في الدر المختار:

مَنْ عَجَزَ عَنْ اسْتِعْمَالِ الْمَاءِ لِبُعْدِهِ أَوْ لِمَرَضٍ يَشْتَدُّ أَوْ يَمْتَدُّ بِغَلَبَةِ ظَنٍّ أَوْ برد يهلك الجنب أو يمرضه.

محض تیمّم کی نیت سے تیمّم کرکے قرآن چھونے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص محض تیمّم کی نیت سے تیمّم کرتا ہے اور کسی عبادت کی ادائیگی کی نیت نہیں کرتا، کیا یہ شخص اس تیمّم سے قرآن مجید چھو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: تیمّم کرتے وقت کسی عبادت مقصودہ کی ادائیگی کی نیت کرنا ضروری ہے، لہٰذا محض تیمّم کی نیت سے تیمّم کرنا لغو ہے، اس سے اصطلاحی تیمّم وجود میں نہیں آتا، جب تیمّم صحیح نہیں ہوا تو اس تیمّم سے قرآن مجید کو چھونا جائز نہیں۔

كذا في الشامية:

التَّيَمُّمَ لَهُ جِهَتَانِ: جِهَةُ صِحَّتِهِ فِي ذَاتِهِ، وَجِهَةُ صِحَّةِ الصَّلَاةِ بِهِ، فَالثَّانِيَةُ مُتَوَقِّفَةٌ عَلَى الْعَجْزِ عَنْ الْمَاءِ، وَعَلَى نِيَّةِ عِبَادَةٍ مَقْصُودَةٍ لَا تَصِحُّ بِدُونِ طَهَارَةٍ كَمَا سَيَأْتِي بَيَانُهُ. وَأَمَّا الْأُولَى فَتَحْصُلُ بِنِيَّةِ أَيِّ عِبَادَةٍ كَانَتْ، سَوَاءٌ كَانَتْ مَقْصُودَةً لَا تَصِحُّ إلَّا بِالطَّهَارَةِ كَالصَّلَاةِ وَكَالْقِرَاءَةِ لِلْجُنُبِ، أَوْ غَيْرَ مَقْصُودَةٍ كَذَلِكَ كَدُخُولِ الْمَسْجِدِ لِلْجُنُبِ، أَوْ تَحِلُّ بِدُونِهَا كَدُخُولِهِ لِلْمُحْدِثِ، أَوْ مَقْصُودَةً وَتَحِلُّ بِدُونِ طَهَارَةٍ كَالْقِرَاءَةِ لِلْمُحْدِثِ، فَالتَّيَمُّمُ فِي كُلِّ هَذِهِ الصُّوَرِ صَحِيحٌ فِي ذَاتِهِ كَمَا أَوْضَحَهُ.[٣]

==================

[١] كتاب الطهارة، نوع آخر في بيان ما يتيمم عنه، ١٨٧/١، ط: قديمي.

[٢] كتاب الطهارة، باب شرائط التيمم، ١٧١/١، ط: رشيدية.

[٣] كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٢٤٣، ط: سعيد.

وكذا في البحر الرائق:

أن نية التيمم لا تكفي لصحتهٖ على المذهب. (١)

وكذا في فتح القدير:

فَعَلِمْنَا أَنَّ نِيَّةَ نَفْسِ الْفِعْلِ لَيْسَتْ بِمُعْتَبَرَةٍ بَلْ أَنْ يَنْوِيَ بِهِ الْمَقْصُودَ مِنْ الطَّهَارَةِ. (٢)

تیمّم کن چیزوں سے جائز ہے؟

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ تیمّم کے لئے پاک مٹی کا ڈھیلا ضروری ہے یا پکی دیوار اور پتھر وغیرہ پر بھی تیمّم کر سکتے ہیں؟

جواب: واضح رہے کہ تیمّم کرنے کے لئے صرف مٹی کا پاک ڈھیلا ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ ہر اس چیز سے تیمّم کر سکتے ہیں جو زمین کی جنس سے ہو، اور جو چیزیں زمین کی جنس میں سے تو نہ ہوں لیکن ان پر گرد وغبار لگا ہوا ہو تو ان سے بھی تیمّم کرنا درست ہے لہٰذا پکی دیوار اور پتھر وغیرہ پر اگر گرد وغبار موجود نہ ہو تو تب بھی تیمّم کر سکتے ہیں۔

كما في فتاوى قاضي خان:

يجوز التيمم بكل ما كان من أجزاء الأرض كالتراب والرمل والجص والنورة والصخرة والسخة والزرنيخ والمرد اسنج والإثمد والكحل والطين الأحمر والحجر الذي عليه غبار أو لم يكن بأن كان مغسولا أو المس مدقوقا... أو عليه غبار جاز به التيمم وإلا فلا ولو تيمم بأرض قد رش عليه الماء وبقي فيها ندوة جاز ويجوز التيمم بالآجر والحصى والكيزان والجباب والحيطان من المدر. (٣)

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ: مِنْ جِنْسِ الْأَرْضِ) يَعْنِي يَتَيَمَّمُ بِمَا كَانَ مِنْ جِنْسِ الْأَرْضِ قَالَ الْمُصَنِّفُ فِي الْمُسْتَصْفَى: كُلُّ مَا يَحْتَرِقُ بِالنَّارِ فَيَصِيرُ رَمَادًا كَالشَّجَرِ أَوْ يَنْطَبِعُ وَيَلِينُ كَالْحَدِيدِ فَلَيْسَ مِنْ جِنْسِ الْأَرْضِ وَمَا عَدَا ذَلِكَ فَهُوَ مِنْ جِنْسِ الْأَرْضِ اهـ. فَلَا يَجُوزُ التَّيَمُّمُ بِالْأَشْجَارِ وَالزُّجَاجِ الْمُتَّخَذِ مِنْ الرَّمْلِ وَغَيْرِهِ وَالْمَاءُ الْمُتَجَمِّدُ وَالْمَعَادِنُ إلَّا أَنْ تَكُونَ فِي مَحَالِّهَا فَيَجُوزُ لِلتُّرَابِ الَّذِي عَلَيْهَا لَا بِهَا نَفْسِهَا وَاللُّؤْلُؤُ، وَإِنْ كَانَ مَسْحُوقًا؛ لِأَنَّهُ مُتَوَلِّدٌ مِنْ حَيَوَانٍ

(١) كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٢٦٤، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ١٣٤، ط: دار الكتب العلمية.

(٣) كتاب الطهارة، باب التيمم، فصل فيما يجوز به التيمم، ١/ ٣٠، ط: اشرفية.

فِي الْبَحْرِ وَالدَّقِيقُ وَالرَّمَادُ وَيَجُوزُ بِالْحَجَرِ وَالتُّرَابِ وَالرَّمْلِ وَالسَّبْخَةِ الْمُنْعَقِدَةِ مِنْ الْأَرْضِ دُونَ الْمَاءِ وَالْجِصِّ وَالنُّورَةِ وَالْكُحْلِ وَالزِّرْنِيخِ وَالْمَغْرَةِ وَالْكِبْرِيتِ وَالْفَيْرُوزَجِ وَالْعَقِيقِ وَالْبَلْخَشِ وَالزُّمُرُّدِ وَالزَّبَرْجَدِ. (١)

وكذا في الهندية:

الصَّعِيدُ الطَّيِّبُ: يَتَيَمَّمُ بِطَاهِرٍ مِنْ جِنْسِ الْأَرْضِ. كَذَا فِي التَّبْيِينِ كُلُّ مَا يَحْتَرِقُ فَيَصِيرُ رَمَادًا كَالْحَطَبِ وَالْحَشِيشِ وَنَحْوِهِمَا أَوْ مَا يَنْطَبِعُ وَيَلِينُ كَالْحَدِيدِ وَالصُّفْرِ وَالنُّحَاسِ وَالزُّجَاجِ وَعَيْنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَنَحْوِهَا فَلَيْسَ مِنْ جِنْسِ الْأَرْضِ وَمَا كَانَ بِخِلَافِ ذَلِكَ فَهُوَ مِنْ جِنْسِهَا. كَذَا فِي الْبَدَائِعِ. فَيَجُوزُ التَّيَمُّمُ بِالتُّرَابِ وَالرَّمْلِ وَالسَّبْخَةِ الْمُنْعَقِدَةِ مِنْ الْأَرْضِ دُونَ الْمَاءِ وَالْجِصِّ وَالنُّورَةِ وَالْكُحْلِ وَالزِّرْنِيخِ وَالْمَغْرَةُ وَالْكِبْرِيتُ وَالْفَيْرُوزَجُ وَالْعَقِيقُ وَالْبَلْخَشُ وَالزُّمُرُّدُ وَالزَّبَرْجَدُ. كَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ. (٢)

وكذا في فتاوى دار العلوم ديوبند: (٣)

معذور آدمی کے لئے غسل اور وضو کے بجائے تیمّم کرنے کا حکم

ایک آدمی کو غسل کی حاجت ہو گئی اور وہ پانی استعمال کرنے پر قادر نہیں تو غسل اور وضو کے لئے ایک ہی تیمّم کافی ہوگا یا دونوں کے لئے علیحدہ علیحدہ تیمّم کرے گا؟ اور ایک آدمی عذر کی وجہ سے غسل تو نہ کر سکتا ہو لیکن پانی سے وضو کر سکتا ہو تو ایسے آدمی کا غسل کی حاجت کی صورت میں غسل کے لئے تیمّم وضو کے لئے بھی کافی ہوگا یا غسل کے لئے تیمّم کرے اور پھر نماز کے لئے پانی سے وضو کرے؟

جواب: مذکورہ صورت میں غسل اور وضو کے لئے ایک ہی تیمّم کافی ہوگا، اور اگر غسل کی حاجت کی صورت میں کسی شرعی عذر کی وجہ سے غسل نہ کر سکتا ہو لیکن وضو کر سکتا ہو تو غسل کے لئے کیا ہوا تیمّم وضو کے لئے بھی کافی ہوگا، نماز کے لئے الگ سے وضو کرنے کی ضرورت نہیں، البتہ اگر غسل کے لئے کئے ہوئے تیمّم کے بعد حدث لاحق ہو جائے تو پھر صرف وضو کرے گا۔

كما في الشامية:

إِذَا كَانَ لِلْجُنُبِ مَاءٌ يَكْفِي لِبَعْضِ أَعْضَائِهِ أَوْ لِلْوُضُوءِ تَيَمَّمَ وَلَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ صَرْفُهُ إِلَيْهِ، إِلَّا إِذَا تَيَمَّمَ لِلْجَنَابَةِ ثُمَّ أَحْدَثَ فَإِنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ لِأَنَّهُ قَدَرَ عَلَى مَاءٍ كَافٍ، وَلَا يَجِبُ لِأَنَّهُ بِالتَّيَمُّمِ خَرَجَ عَنْ الْجَنَابَةِ إِلَى أَنْ يَجِدَ مَاءً كَافِيًا لِلْغُسْلِ. (٤)

==================

(١) كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٢٥٧، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول في أمور لا بد منها في التيمم، ١/ ٢٦، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، ١/ ١٨٩، ط: دار الاشاعت.

(٤) كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٢٣٢، ط: سعيد.

وكذا في الهندية:

لَوْ كَانَ مَعَ الْجُنُبِ مَا يَكْفِي لِلْوُضُوءِ يَتَيَمَّمُ وَلَا يَجِبُ التَّوَضُّؤُ بِهِ إِلَّا إِذَا كَانَ مَعَ الْجَنَابَةِ حَدَثٌ يُوجِبُ الْوُضُوءَ. (١)

وفيه أيضاً:

وَلَا يَجِبُ التَّمْيِيزُ بَيْنَ الْحَدَثِ وَالْجَنَابَةِ حَتَّى لَوْ تَيَمَّمَ الْجُنُبُ يُرِيدُ بِهِ الْوُضُوءَ جَازَ. كَذَا فِي التَّبْيِينِ. (٢)

وكذا في فتاوى محمودية: (٣)

پھوڑے پھنسی اور سخت خارش میں تیمّم کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی شخص کے جسم پر پھوڑے پھنسی ہو اور سخت خارش بھی ہو اور وضوء سے اس کا مرض بڑھتا ہو تو اس صورت میں یہ آدمی تیمّم کرکے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: کسی مسلمان ماہر اور دیندار ڈاکٹر سے معائنہ کرایا جائے اگر وہ کہے کہ واقعی وضوء سے مرض بڑھے گا تو ایسی صورت میں تیمّم کرکے نماز پڑھ سکتا ہے۔

كما في الدر المختار مع رد المحتار:

من عجز عن استعمال الماء... لبعده ميلا أو لمرض يشتد أو يمتد بغلبة ظن أو قول حاذق مسلم. وفي الشامي: أي إخبار طبيب حاذق مسلم غير ظاهر الفسق، وقيل: عدالته شرط. (٤)

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ: أَوْ لِمَرَضٍ) يَعْنِي يَجُوزُ التَّيَمُّمُ لِلْمَرَضِ وَأَطْلَقَهُ، وَهُوَ مُقَيَّدٌ بِمَا ذَكَرَهُ فِي الْكَافِي مِنْ قَوْلِهِ بِأَنْ يَخَافَ اشْتِدَادَ مَرَضِهِ لَوْ اسْتَعْمَلَ الْمَاءَ فَعَلِمَ أَنَّ الْيَسِيرَ مِنْهُ لَا يُبِيحُ التَّيَمُّمَ، وَهُوَ قَوْلُ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ إِلَّا مَا حَكَاهُ النَّوَوِيُّ عَنْ بَعْضِ الْمَالِكِيَّةِ، وَهُوَ مَرْدُودٌ بِأَنَّهُ رُخْصَةٌ أُبِيحَتْ لِلضَّرُورَةِ وَدَفْعِ الْحَرَجِ، وَهُوَ إِنَّمَا يَتَحَقَّقُ عِنْدَ خَوْفِ الِاشْتِدَادِ وَالِامْتِدَادِ وَلَا فَرْقَ عِنْدَنَا بَيْنَ أَنْ يَشْتَدَّ بِالتَّحَرُّكِ كَالْمَبْطُونِ أَوْ بِالِاسْتِعْمَالِ كَالْجُدَرِيِّ. (٥)

---

(١) كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثالث في المتفرقات، ١/ ٣٠، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول في أمور لا بد منها في التيمم، ١/ ٢٦، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، باب التيمم، ٥/ ١٨٠، إدارة الفاروق.

(٤) كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٢٣٢ - ٢٣٣، ط: سعيد.

(٥) كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٢٤٥، ط: رشيدية.

ٹرین میں پانی موجود نہ ہونے کی صورت میں تیمّم کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص ٹرین میں سفر کر رہا ہو اور ٹرین میں پانی موجود نہ ہو اور نماز کے وقت میں ٹرین کے رکنے کا امکان بھی نہ ہو تو یہ شخص تیمّم کرکے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اگر پڑھ سکتا ہے تو تیمّم کی کیا صورت ہوگی؟

جواب: مذکورہ صورت میں اگر ٹرین میں کسی سے اتنا پانی ملنے کی امید نہ ہو جس سے وضو ہوسکے اور ٹرین رکنے کا امکان بھی نہ ہو تو یہ شخص تیمّم کرکے نماز پڑھ سکتا ہے۔

اور تیمّم کی صورت یہ ہوگی کہ ٹرین میں موجود کسی بھی پاک چیز پر اگر غبار ہو تو اس سے تیمّم کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر ٹرین میں کسی بھی پاک چیز پر غبار نہ ہو تو پھر شیشے وغیرہ سے ہاتھ باہر کرکے ہوا میں تھوڑی دیر پکڑے رکھے، جب غبار ہاتھوں پر لگ جائے تو اس سے تیمّم کرلے۔

كما في الدر المختار مع رد المحتار:

(مَنْ عَجزَ... عَنْ اسْتِعْمَالِ الْمَاءِ) الْمُطْلَقِ الْكَافِي لِطَهَارَتِهِ لِصَلَاةٍ تَفُوتُ إلَى خَلَفٍ (لِبُعْدِهِ) وَلَوْ مُقِيمًا فِي الْمِصْرِ مِيلًا... إلخ. وفي الشامية: قَوْلُهُ تَفُوتُ إلَى خَلَفٍ) كَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فَإِنَّ خَلَفَهَا قَضَاؤُهَا، وَكَالْجُمُعَةِ فَإِنَّ خَلَفَهَا الظُّهْرُ، وَاحْتَرَزَ بِهِ عَمَّا لَا يَفُوتُ إلَى خَلَفٍ كَصَلَاةِ الْجِنَازَةِ وَالْعِيدِ وَالْكُسُوفِ وَالسُّنَنِ وَالرَّوَاتِبِ فَلَا يُشْتَرَطُ لَهَا الْعَجْزُ كَمَا سَيَأْتِي (قَوْلُهُ لِبُعْدِهِ) الضَّمِيرُ يَرْجِعُ إلَى مَنْ ط، وَقَيَّدَ بِالْعَبْدِ لِأَنَّهُ عِنْدَ عَدَمِهِ لَا يَتَيَمَّمُ وَإِنْ خَافَ خُرُوجَ الْوَقْتِ فِي صَلَاةٍ لَهَا خَلَفٌ خِلَافًا لِزُفَرَ، وَسَيَذْكُرُ الشَّارِحُ أَنَّ الْأَحْوَطَ أَنْ يَتَيَمَّمَ وَيُصَلِّيَ ثُمَّ يُعِيدَ. [1]

وكذا في رد المحتار:

قُلْت: وَهَذَا قَوْلٌ مُتَوَسِّطٌ بَيْنَ الْقَوْلَيْنِ، وَفِيهِ الْخُرُوجُ عَنْ الْعُهْدَةِ بِيَقِينٍ فَلِذَا أَقَرَّهُ الشَّارِحُ، ثُمَّ رَأَيْته مَنْقُولًا فِي التَّتَارْخَانِيَّة عَنْ أَبِي نَصْرِ بْنِ سَلَّامٍ وَهُوَ مِنْ كِبَارِ الْأَئِمَّةِ الْحَنَفِيَّةِ قَطْعًا، فَيَنْبَغِي الْعَمَلُ بِهِ احْتِيَاطًا وَلَا سِيَّمَا وَكَلَامُ ابْنِ الْهُمَامِ يَمِيلُ إلَى تَرْجِيحِ قَوْلِ زُفَرَ كَمَا عَلِمْته، بَلْ قَدْ عَلِمْت مِنْ كَلَامِ الْقُنْيَةِ أَنَّهُ رِوَايَةٌ عَنْ مَشَايِخِنَا الثَّلَاثَةِ، وَنَظِيرُ هَذَا مَسْأَلَةُ الضَّيْفِ الَّذِي خَافَ رِيبَةً فَإِنَّهُمْ قَالُوا يُصَلِّي ثُمَّ يُعِيدُ. [2]

---

[1] كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٢٣٢- ٢٣٣، ط: سعيد.

[2] كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٢٤٦، ط: سعيد.

وکذا في الهندية:

وَصُورَةُ التَّيَمُّمِ بِالْغُبَارِ أَنْ يَضْرِبَ بِيَدَيْهِ ثَوْبًا أَوْ لِبَدًا أَوْ وِسَادَةً أَوْ مَا أَشْبَهَهَا مِنَ الْأَعْيَانِ الطَّاهِرَةِ الَّتِي عَلَيْهَا إِغْبَارٌ فَإِذَا وَقَعَ الْغُبَارُ عَلَى يَدَيْهِ تَيَمَّمَ أَوْ يَنْفُضُ ثَوْبَهُ حَتَّى يَرْتَفِعَ غُبَارُهُ فَيَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الْغُبَارِ فِي الْهَوَاءِ فَإِذَا وَقَعَ الْغُبَارُ عَلَى يَدَيْهِ تَيَمَّمَ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ. وَلَوْ أَصَابَ الْغُبَارُ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ فَمَسَحَ بِهِ نَاوِيًا لِلتَّيَمُّمِ يَجُوزُ وَإِنْ لَمْ يَمْسَحْ لَا يَجُوزُ. (١)

چلتی ہوئی ٹرین سے چشمہ یا تالاب وغیرہ دکھائی دینے سے تیمّم نہیں ٹوٹتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص ریل میں سفر کر رہا ہو اور اس نے پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمّم کیا ہو، اس دوران چلتی ہوئی ریل سے چشمہ یا تالاب یا نہر وغیرہ نظر آئے تو اس سے تیمّم ٹوٹ جائے گا یا نہیں۔

جواب: صورت مسئولہ میں چلتی ہوئی ریل سے چشمہ یا تالاب وغیرہ کے صرف نظر آنے سے تیمّم نہیں ٹوٹے گا جب تک پانی کے استعمال پر قدرت حاصل نہ ہو۔

کما في الهندية:

وَإِنْ مَرَّ عَلَى الْمَاءِ وَهُوَ فِي مَوْضِعٍ لَا يَسْتَطِيعُ النُّزُولَ إِلَيْهِ لِخَوْفِ عَدُوٍّ أَوْ سَبُعٍ لَمْ يَنْتَقِضْ. هَكَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ. (٢)

وکذا في الدر المختار مع الرد:

مَنْ عَجَزَ عَنْ اسْتِعْمَالِ الْمَاءِ لِبُعْدِهِ مِيلًا أَوْ لِمَرَضٍ أَوْ بَرْدٍ أَوْ خَوْفِ عَدُوٍّ. وفي الشامية: قَوْلُهُ وَالْحَاصِلُ) أَرَادَ بِهِ التَّنْبِيهَ عَلَى أَنَّ ذَلِكَ قَاعِدَةٌ كُلِّيَّةٌ تُغْنِي عَنْ ذِكْرِ قُدْرَةِ الْمَاءِ الْكَافِي فَافْهَمْ (قَوْلُهُ وَمَا لَا يَمْنَعُ إلَخْ) وَذَلِكَ كَوُجُودِ الْمَاءِ عِنْدَ الْمَرِيضِ الْعَاجِزِ عَنْ اسْتِعْمَالِهِ. (٣)

وکذا في البحر الرائق:

قوله: (أو أبرد) أي إن خاف الجنب أو المحدث إن اغتسل أو توضأ أن يقتله البرد أو يمرضه تيمم، سواء كان خارج المصر أو فيه. (٤)

---

(١) كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول في أمور لا بد منها في التيمم، ١/ ٢٧، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثالث فيما ينقض التيمم، ١/ ٣٠، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٢٣٢- ٢٣٣- ٢٥٦، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٢٤٦، ط: رشيدية.

پانی کے دیکھنے کے بعد تیمّم کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک جماعت ایسی جگہ میں ہے جہاں پانی موجود نہیں ہے وہ تیمّم کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں کہ اتنے میں ایک شخص آیا جس کے پاس اتنا پانی ہے جس سے ایک ہی آدمی وضو کر سکتا ہے اور وہ جماعت والوں سے کہتا ہے آپ میں سے جو چاہے وضو کرے تو ان میں سے کس کا وضو ٹوٹا اور کس کا باقی رہا؟

جواب: مذکورہ صورت میں پوری جماعت کو عمومی اجازت دینے کی وجہ سے سب کا تیمّم باطل ہو جائے گا۔

كذا في الشامية:

قَوْلُهُ وَلَوْ إِبَاحَةً) مَفْعُولٌ مُطْلَقٌ: أَيْ وَلَوْ أَبَاحَهُ مَالِكُهُ لَهُ إِبَاحَةً كَانَ قَادِرًا أَوْ تَمْيِيزٌ أَوْ حَالٌ: أَيْ وَلَوْ وُجِدَتْ الْقُدْرَةُ مِنْ جِهَةِ الْإِبَاحَةِ أَوْ فِي حَالِ الْإِبَاحَةِ وَأَطْلَقَهُ فَشَمَلَ مَا لَوْ كَانُوا جَمَاعَةً وَالْمَاءُ الْمُبَاحُ يَكْفِي أَحَدَهُمْ فَقَطْ، فَيَنْتَقِضُ تَيَمُّمُ الْكُلِّ لِتَحَقُّقِ الْإِبَاحَةِ فِي حَقِّ كُلٍّ مِنْهُمْ. (١)

وكذا في خلاصة الفتاوى:

خمسة من المتيممين وجدوا من الماء المباح قدر ما يتوضأ به أحدهم، انتقض تيمم الكل، ولو جاء رجل بكوز ماء وقال: فليتوضأ به أيكم شاء، انتقض تيمم الكل، وإن كان الماء يكفي لأحدهم، ولو قال: هذا الماء لمن يريد منكم، فكذلك. (٢)

وكذا في الفتاوى الهندية:

مُتَيَمِّمُونَ قَالَ لَهُمْ رَجُلٌ: هَذَا الْمَاءُ يَتَوَضَّأُ بِهِ أَيُّكُمْ شَاءَ وَهُوَ يَكْفِي لِوَاحِدٍ بَطَلَ تَيَمُّمُهُمْ. (٣)

وكذا في الفتاوى التاتارخانية:

جماعة من المتيممين إذا رأوا ماء في صلاتهم قدر ما يكفي لأحدهم إن كان الماء مباحا فسدت صلاة الكل، وإن كان مملوكا لرجل فقال المالك: أبحت لكل واحد منكم، أو قال: من شاء منكم فليتوضأ، فسدت صلاتهم. (٤)

(١) كتاب الطهارة، باب التيمم، مطلب: فاقد الطهورين، ١/ ٢٥٥، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، الفصل الخامس في التيمم، ١/ ٣٧، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، الباب الرابع في في التيمم، الفصل الثاني فيما ينقض التيمم، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، الفصل الخامس في التيمم، نوع في بيان ما يبطل به التيمم وما لا يبطله، ١/ ١٩١، ط: قديمي.

وكذا في بدائع الصنائع:

لَوْ أَنَّ خَمْسَةً مِنَ الْمُتَيَمِّمِينَ... وَلَوْ كَانَ لِرَجُلٍ مَاءٌ فَقَالَ: أَبَحْتُ لَكُمْ هَذَا الْمَاءَ يَتَوَضَّأُ بِهِ أَيُّكُمْ شَاءَ، وَهُوَ قَدْرُ مَا يَكْفِي لِوُضُوءِ أَحَدِهِمْ انْتَقَضَ تَيَمُّمُهُمْ جَمِيعًا لِمَا قُلْنَا. (۱)

سخت سردی میں تیمّم کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی علاقے میں بہت سخت سردی ہو اور برف باری ہو تو وہاں کے لوگ تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اگر کسی جگہ سردی کی شدت کی وجہ سے وضو اور غسل کرنے کی صورت میں نقصان یا ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو اور پانی گرم کرنے کا انتظام بھی نہ ہو تو تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں۔

كما في بدائع الصنائع:

ولأبي حنيفة: مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ بَعَثَ سَرِيَّةً، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ ذَلِكَ فِي غَزْوَةِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَلَمَّا رَجَعُوا شَكَوْا مِنْهُ أَشْيَاءَ مِنْ جُمْلَتِهَا أَنَّهُمْ قَالُوا: صَلَّى بِنَا، وَهُوَ جُنُبٌ، فَذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَجْنَبْتُ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فَخِفْتُ عَلَى نَفْسِي الْهَلَاكَ لَوْ اغْتَسَلْتُ فَذَكَرْتُ مَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا، [النساء: ٢٩] فَتَيَمَّمْتُ، وَصَلَّيْتُ بِهِمْ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا تَرَوْنَ صَاحِبَكُمْ كَيْفَ نَظَرَ لِنَفْسِهِ وَلَكُمْ. (٢)

وفيه أيضا:

وَلَوْ أَجْنَبَ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ يَخَافُ عَلَى نَفْسِهِ الْهَلَاكَ لَوْ اغْتَسَلَ وَلَمْ يَقْدِرْ عَلَى تَسْخِينِ الْمَاءِ وَلَا عَلَى أُجْرَةِ الْحَمَّامِ فِي الْمِصْرِ أَجْزَأَهُ التَّيَمُّمُ. (٣)

وكذا في البحر الرائق:

قَالَ فِي شَرْحِ الطَّحَاوِيِّ لَا يَجُوزُ التَّيَمُّمُ فِي الْمِصْرِ إلَّا لِخَوْفِ فَوْتِ جِنَازَةٍ أَوْ صَلَاةِ عِيدٍ أَوْ لِلْجُنُبِ الْخَائِفِ مِنْ الْبَرْدِ. (٤)

==================

(١) كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ١٨٨- ١٨٩، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، شرائط التيمم، ١/ ١٧٢، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، شرائط التيمم، ١/ ١٧١، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٢٤٤، ط: رشيدية.

وكذا في تنوير الأبصار:

مَنْ عَجَزَ عَنْ اسْتِعْمَالِ الْمَاءِ لِبُعْدِهِ مِيلًا أَوْ لِمَرَضٍ أَوْ بَرْدٍ... [1]

ہاتھ پر زخم ہونے کی صورت میں تیمّم کرے یا وضو

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی شخص کے ہاتھ پر زخم لگ جائے تو کیا یہ شخص وضو کرے گا یا تیمّم؟ اگر تیمّم کرے گا تو صرف زخمی ہاتھ پر اور باقی اعضاء پر وضو کرے گا یا مکمل تیمّم ہی کرے گا؟

جواب: واضح رہے کہ تیمّم کرنا اس وقت جائز ہوتا ہے جب بیماری کی وجہ سے پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو یا پانی ایک میل دور ہو۔ صورت مسئولہ میں اگر یہ شخص خود دوسرے ہاتھ سے وضو کر سکتا ہو یا کوئی دوسرا شخص وضو کرانے والا موجود ہو تو پھر یہ شخص وضو ہی کرے گا البتہ زخمی ہاتھ پر مسح کر لے۔ اور اگر ایک ہاتھ سے وضو کرنے پر بھی قادر نہ ہو اور کوئی دوسرا شخص بھی وضو کرانے والا نہ ہو تو پھر تیمّم کرنا جائز ہے۔

كما في القرآن الحكيم:

وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا. (المائدة: ٦)

وفي الهندية:

وَالْأَصْلُ أَنَّهُ مَتَى أَمْكَنَهُ اسْتِعْمَالُ الْمَاءِ مِنْ غَيْرِ لُحُوقِ ضَرَرٍ فِي نَفْسِهِ أَوْ مَالِهِ وَجَبَ اسْتِعْمَالُهُ. [2]

وكذا في الشامية:

إنْ وَجَدَ خَادِمًا: أَيْ مَنْ تَلْزَمُهُ طَاعَتُهُ كَعَبْدِهِ وَوَلَدِهِ وَأَجِيرِهِ لَا يَتَيَمَّمُ اتِّفَاقًا، وَإِنْ وَجَدَ غَيْرَهُ مِمَّنْ لَوْ اسْتَعَانَ بِهِ أَعَانَهُ وَلَوْ زَوْجَتَهُ فَظَاهِرُ الْمَذْهَبِ أَنَّهُ لَا يَتَيَمَّمُ. [3]

وكذا في فتح القدير:

فَإِنْ وَجَدَ خَادِمًا لَهُ أَوْ مَا يَسْتَأْجِرُ بِهِ أَجِيرًا أَوْ عِنْدَهُ مَنْ لَوْ اسْتَعَانَ بِهِ أَعَانَهُ فَعَلَى ظَاهِرِ الْمَذْهَبِ لَا يَتَيَمَّمُ لِأَنَّهُ قَادِرٌ. [4]

==================

[1] كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٢٣٢- ٢٣٣، ط: سعيد.

[2] كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول في أمورٍ لا بد... إلخ، ١/ ٢٨، ط: رشيدية.

[3] كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٢٣٣، ط: سعيد.

[4] كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ١٢٧، ط: دار الكتب العلمية.

وكذا في البحر الرائق:

وَلَا يَقْدِرُ بِنَفْسِهِ اتِّفَاقًا، وَإِنْ وَجَدَ خَادِمًا كَعَبْدِهِ وَوَلَدِهِ وَأَجِيرِهِ لَا يُجْزِيهِ التَّيَمُّمُ اتِّفَاقًا كَمَا نَقَلَهُ فِي الْمُحِيطِ. (١)

تنگی وقت کی وجہ سے تیمّم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص پر غسل واجب ہوا، اور صبح کو ایسے وقت میں اس کی آنکھ کھلی کہ سورج نکلنے میں دس منٹ باقی ہیں اور قریب میں پانی موجود نہیں، تھوڑے سے فاصلہ پر پانی موجود ہے، اب اگر یہ شخص دور جا کر غسل کرے گا تو نماز قضا ہو جائے گی ایسی حالت میں غسل کے بجائے تیمّم کرکے نماز پڑھنی چاہئے یا غسل کرکے قضا نماز پڑھے؟

جواب: صورت مسئولہ میں ایسی حالت میں تیمّم کی اجازت نہیں، غسل کرکے نماز پڑھے، اگر وقت باقی نہ رہے تو قضا نماز پڑھے۔

كما في الهندية:

وَالْأَصْلُ أَنَّ كُلَّ مَوْضِعٍ يَفُوتُ فِيهِ الْأَدَاءُ لَا إِلَى خُلْفٍ فَإِنَّهُ يَجُوزُ لَهُ التَّيَمُّمُ وَمَا يَفُوتُ إِلَى خُلْفٍ لَا يَجُوزُ لَهُ التَّيَمُّمُ كَالْجُمُعَةِ. (٢)

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار:

(لَا) يَتَيَمَّمُ (لِفَوْتِ جُمُعَةٍ وَوَقْتٍ) وَلَوْ وِتْرًا لِفَوَاتِهَا إِلَى بَدَلٍ... (قَوْلُهُ: لِفَوَاتِهَا) أَيْ هَذِهِ الْمَذْكُورَاتِ إِلَى بَدَلٍ؛ فَبَدَلُ الْوَقْتِيَّاتِ وَالْوِتْرِ الْقَضَاءُ، وَبَدَلُ الْجُمُعَةِ الظُّهْرُ فَهُوَ بَدَلُهَا صُورَةً عِنْدَ الْفَوَاتِ وَإِنْ كَانَ فِي ظَاهِرِ الْمَذْهَبِ هُوَ الْأَصْلَ، وَالْجُمُعَةُ خَلَفٌ عَنْهُ خِلَافًا لِزُفَرَ كَمَا فِي الْبَحْرِ. (٣)

وكذا في حلبي كبيري:

ولو خاف خروج الوقت لو اشتغل بالوضوء في سائر الصلوات ما عدا صلاة الجنازة والعيد، لا يتيمم عندنا، بل يتوضأ ويقضي الصلاة وإن خرج الوقت. (٤)

وكذا في البحر الرائق: (٥)

---

(١) كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٢٤٥، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثالث في المتفرقات، ١/ ٣١، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٢٤٦، ط: سعيد.

(٤) فصل في التيمم، ص٧٢، ط: نعمانيه.

(٥) كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٢٤٤، ط: رشيدية.

وکذا في فتاوی محمودیه: [١]

قیدی کا بحالت مجبوری تیمّم کرکے نماز پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جیل میں قید ہے، وضو کے لئے پانی موجود نہیں، ہاتھ پاؤں بندے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے تیمّم بھی نہیں کرسکتا، ایسا مجبور شخص بوقت نماز کیا کرے گا؟

جواب: مذکورہ صورت میں اس قیدی کے لئے حکم یہ ہے کہ نمازوں کے وقت اپنی قدرت کے مطابق نمازی کی مشابہت اختیار کرکے رکوع وسجود کرلے بعد میں جب وضو یا تیمّم پر قدرت ہوجائے تو نماز لوٹادے۔

کما في التاتارخانية:

وإن کان في طين ولا يقدر على الوضوء والتيمم يصلي بالإيماء ويعيد إذا قدر. [٢]

وکذا في التنوير مع الدر المختار:

(وقال: يتشبه) بالمصلين وجوبا فيركع ويسجد ان وجد مكانا يابسا وإلا يؤمن قائما ثم يعيد كالصوم، (به يفتى وإليه صح رجوعه). [٣]

وکذا في البدائع:

وَأَمَّا) الْمَحْبُوسُ فِي مَكَان نَجِسٍ لَا يَجِدُ مَاءً وَلَا تُرَابًا نَظِيفًا... قَالَ أَبُو يُوسُفَ: يُصَلِّي بِالْإِيمَاءِ ثُمَّ يُعِيدُ إذَا خَرَجَ. [٤]

وکذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

المفتى به عندهم ما قاله الصاحبان: وهو أن فاقد الطهورين يتشبه بالمصلين وجوباً. [٥]

وکذا في البناية:

والمحبوس في السفر وإذا لم يجد ماء ولا ترابا نظيفا... يصلي بإيماء ويعيد. [٦]

---

[١] كتاب الطهارة، باب التيمم، ٥/ ١٨٤، ط: إدارة الفاروق.

[٢] كتاب الطهارة، الفصل الخامس في التيمم، نوع آخر من هذا الفصل في المتفرقات، ١/ ١٩٨، ط: قديمي.

[٣] كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٢٥٢، ط: سعيد.

[٤] كتاب الطهارة، حكم المحبوس في المصر في المكان طاهر، ١/ ١٧٥، ط: رشيدية.

[٥] الباب الأول الطهارات، الفصل السادس، التيمم، المطلب الثامن، حكم فاقد الطهورين، ١/ ٦٠٧، ط: نشر احسان طهران ایران.

[٦] كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٤١٣، ط: حقانية.

جنازہ فوت ہونے کا خطرہ ہو تو تیمّم کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر جنازہ فوت ہونے کا خطرہ ہو تو تیمّم جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ایسی حالت میں میت کے ولی کے لئے تیمّم کرنا جائز نہیں، کیونکہ ولی جنازے کی نماز کو وضو کرنے تک رکوا سکتا ہے، البتہ عام لوگوں کے لئے درست ہے جبکہ نماز جنازہ فوت ہونے کا خطرہ ہو۔

كما في الدر المختار مع رد المحتار:

وَجَازَ لِخَوْفِ فَوْتِ صَلَاةِ جِنَازَةٍ أَيْ كُلِّ تَكْبِيرَاتِهَا وَلَوْ جُنُبًا... أَوْ فَوْتِ عِيدٍ بِفَرَاغِ إِمَامٍ أَوْ زَوَالِ شَمْسٍ. (قَوْلُهُ: وَجَازَ لِخَوْفِ فَوْتِ صَلَاةِ جِنَازَةٍ) أَيْ وَلَوْ كَانَ الْمَاءُ قَرِيبًا... (قَوْلُهُ أَيْ كُلِّ تَكْبِيرَاتِهَا) فَإِنْ كَانَ يَرْجُو أَنْ يُدْرِكَ الْبَعْضَ لَا يَتَيَمَّمُ؛ لِأَنَّهُ يُمْكِنُهُ أَدَاءُ الْبَاقِي وَحْدَهُ بَحْرٌ عَنْ الْبَدَائِعِ وَالْقُنْيَةِ. (١)

وكذا في الهندية:

وَيَجُوزُ التَّيَمُّمُ إذَا حَضَرَتْهُ جِنَازَةٌ وَالْوَلِيُّ غَيْرُهُ فَخَافَ إنْ اشْتَغَلَ بِالطَّهَارَةِ أَنْ تَفُوتَهُ الصَّلَاةُ وَلَا يَجُوزُ لِلْوَلِيِّ وَهُوَ الصَّحِيحُ. هَكَذَا فِي الْهِدَايَةِ. (٢)

وكذا في الهداية: (٣)

وكذا في بدائع الصنائع:

وَلَنَا مَا رُوِيَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: إذَا فَجَأَتْكَ جِنَازَةٌ تَخْشَى فَوْتَهَا وَأَنْت عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ؛ فَتَيَمَّمْ لَهَا. (٤)

وكذا في مختصر القدوري: (٥)

وكذا في فتاوى حقانية: (٦)

---

(١) كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٢٤١- ٢٤٢، ط: سعيد.

(٢) الباب الرابع في التيمم، الفصل الثالث في المتفرقات، ١/ ٣١، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، باب التيمم، ١/ ٥٢، ط: رحمانيه.

(٤) كتاب الطهارة، وجود الماء يمنع جواز التطهير، ١/ ١٧٧، ط: رشيدية.

(٥) كتاب الطهارة، باب التيمم، ص٢٦، ط: قديمي.

(٦) كتاب الطهارة، باب التيمم، ٢/ ٥٥١، ط: حقانيه.

باب في الحيض والنفاس والاستحاضة

عورت کے لئے حالت حیض میں تسبیحات اور دعائیں پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حالت حیض میں عورت کے لئے تسبیحات اور دعاء قرآنی پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: حالت حیض میں عورت کے لئے تسبیحات یا دعائیں پڑھنا جائز ہے، اور افضل یہ ہے کہ وضو کرکے پڑھے۔

كما في التنوير وشرحه:

(وَلَا يُكْرَهُ النَّظَرُ إِلَيْهِ) أَيِ الْقُرْآنِ (لِجُنُبٍ وَحَائِضٍ وَنُفَسَاءَ)؛ لِأَنَّ الْجَنَابَةَ لَا تَحِلُّ الْعَيْنَ كَمَا لَا تُكْرَهُ (أَدْعِيَةٍ)، أَيْ تَحْرِيمًا، وَإِلَّا فَالْوُضُوءُ لِمُطْلَقِ الذِّكْرِ مَنْدُوبٌ، وَتَرْكُهُ خِلَافُ الْأَوْلَى، وَهُوَ مَرْجِعُ كَرَاهَةِ التَّنْزِيهِ. [١]

وكذا في الهندية:

وَلَا يُكْرَهُ قِرَاءَةُ الْقُنُوتِ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ. كَذَا فِي التَّبْيِينِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى. كَذَا فِي التَّجْنِيسِ وَالظَّهِيرِيَّةِ.

وَيَجُوزُ لِلْجُنُبِ وَالْحَائِضِ الدَّعَوَاتُ وَجَوَابُ الْأَذَانِ وَنَحْوُ ذَلِكَ فِي السِّرَاجِيَّةِ. [٢]

وكذا في الجوهرة النيرة:

ولا بأس للجنب والحائض والنفساء أن يسبحوا الله ويهللوه. [٣]

حیض سے پاک ہونے کے بعد جماع کے لئے غسل ضروری ہے یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت جب حیض سے پاک ہو جائے تو اس کے فوراً بعد مرد اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے یا عورت کے لئے پاک ہونے کے بعد غسل کرنا ضروری ہے پھر جماع کرے؟

جواب: صورت مسئولہ میں جب حیض کا خون دس دن سے کم میں بند ہو جائے تو فوراً جماع کرنا جائز نہیں جب تک وہ عورت غسل نہ کرلے یا اس پر ایک نماز کا وقت مکمل نہ گزر جائے۔ اور اگر حیض کا خون دس دن مکمل ہونے پر منقطع ہوا ہو تو غسل سے پہلے بھی وطی کر سکتا ہے لیکن مستحب یہ ہے کہ غسل کرنے کے بعد جماع کرے۔

---

[١] كتاب الطهارة، ١/ ١٧٤، ط: سعيد،

[٢] كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس والاستحاضة، ١/ ٣٨، ط: رشيدية.

[٣] كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٣٦، ط: قديمي.

كما في الهندية:

وَمِنْهَا وُجُوبُ الِاغْتِسَالِ عِنْدَ الِانْقِطَاعِ. هَكَذَا فِي الْكِفَايَةِ. إذَا مَضَى أَكْثَرُ مُدَّةِ الْحَيْضِ وَهُوَ الْعَشَرَةُ يَحِلُّ وَطْؤُهَا قَبْلَ الْغُسْلِ مُبْتَدَأَةً كَانَتْ أَوْ مُعْتَادَةً وَيُسْتَحَبُّ لَهُ أَنْ لَا يَطَأَهَا حَتَّى تَغْتَسِلَ. هَكَذَا فِي الْمُحِيطِ. وَإِذَا انْقَطَعَ دَمُ الْحَيْضِ لِأَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ أَيَّامٍ لَمْ يَجُزْ وَطْؤُهَا حَتَّى تَغْتَسِلَ أَوْ يَمْضِيَ عَلَيْهَا آخِرُ وَقْتِ الصَّلَاةِ الَّذِي يَسَعُ الِاغْتِسَالَ وَالتَّحْرِيمَةَ؛ لِأَنَّ الصَّلَاةَ إنَّمَا تَجِبُ عَلَيْهَا إذَا وَجَدَتْ مِنْ آخِرِ الْوَقْتِ هَذَا الْقَدْرَ. هَكَذَا فِي الزَّاهِدِيِّ. (١)

وكذا في الجوهرة:

وَإِذَا انْقَطَعَ دَمُ الْحَائِضِ لِأَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ أَيَّامٍ لَمْ يَجُزْ وَطْؤُهَا حَتَّى تَغْتَسِلَ أَوْ يَمْضِيَ عَلَيْهَا وَقْتُ صَلَاةٍ كَامِلَةٍ... وَإِنْ انْقَطَعَ دَمُهَا لِعَشَرَةِ أَيَّامٍ جَازَ وَطْؤُهَا قَبْلَ الْغُسْلِ؛ لِأَنَّهُ لَا مَزِيدَ لَهُ عَلَى الْعَشَرَةِ إلَّا أَنَّهُ لَا يُسْتَحَبُّ قَبْلَ الِاغْتِسَالِ لِلنَّهْيِ فِي قِرَاءَةِ التَّشْدِيدِ. (٢)

وكذا في مجمع الأنهر:

وإن انقطع الحيض لتمام الشعرة حل وطؤها قبل الغسل لأن الحيض لا يريد على العشرة فلا يحتمل عود الدم بعده لكن يستحب أن لا يطأها حتى تغتسل... وإن انقطع لأقل من عشرة أيام وفوق الثلاث وكان ذلك على تمام عادتها لا يحل وطؤها حتى تغتسل لأن الدم يسيل تارة وينقطع أخرى فلا بد من الاغتسال ليترجح جانب الانقطاع أو يمضي عليها أدنى وقت صلاة كاملة فحينئذ يحل وطؤها. (٣)

اگر حیض کا خون مسلسل نہ آئے تو کیا حکم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی کو پہلی دفعہ میں تین دن حیض آیا اور پھر بند ہو گیا، دو دن کے وقفے کے بعد پھر خون آیا اور دو گھنٹے کے بعد بند ہو گیا تو یہ دوسرے خون کا کیا حکم ہے اور پاکی کی صورت کیا ہے؟

جواب: واضح رہے کہ اکثر مدت حیض دس دن ہے اس لئے دس دن کے اندر جتنے دن بھی خون آئے خواہ مسلسل آئے یا وقفے وقفے سے تو تمام ایام حیض کے شمار ہوں گے۔

====================

(١) كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس والاستحاضة، ١/٣٩، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٣٧ - ٣٨، ط: قديمي.

(٣) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٨٠، ط: الحبيبة.

صورت مسئولہ میں جس لڑکی کو پہلی دفعہ تین دن خون آیا، اس کے بعد دو دن پاکی رہی اور پھر چھٹے دن دو گھنٹے کے لئے پھر خون آیا تو اس کی کل حیض کی مدت چھ دن شمار کی جائے گی۔

كما في الدر المختار:

وَأَقَلُّهُ ثَلَاثَةٌ بِلَيَالِيهَا الثَّلَاثِ، فَالْإِضَافَةُ لِبَيَانِ الْعَدَدِ الْمُقَدَّرِ بِالسَّاعَاتِ الْفَلَكِيَّةِ لَا لِلِاخْتِصَاصِ، فَلَا يَلْزَمُ كَوْنُهَا لَيَالِيَ تِلْكَ الْأَيَّامِ؛ وَكَذَا قَوْلُهُ: (وَأَكْثَرُهُ عَشَرَةٌ) بِعَشْرِ لَيَالٍ كَذَا رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيّ. (١)

وكذا في بدائع الصنائع:

مَا رَوَى أَبُو أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: أَقَلُّ مَا يَكُونُ الْحَيْضُ لِلْجَارِيَةِ الثَّيِّبِ، وَالْبِكْرِ جَمِيعًا ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَأَكْثَرُ مَا يَكُونُ مِنْ الْحَيْضِ عَشَرَةُ أَيَّامٍ، وَمَا زَادَ عَلَى الْعَشَرَةِ فَهُوَ اسْتِحَاضَةٌ. (٢)

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ وَلَوْ مُبْتَدَأَةً) أَيْ الَّتِي لَمْ يَسْبِقْ لَهَا حَيْضٌ فِي سِنِّ بُلُوغِهَا، وَأَقَلُّهُ فِي الْمُخْتَارِ تِسْعٌ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى: أَيْ فَإِنَّهَا تَتْرُكُ الصَّلَاةَ وَالصَّوْمَ عِنْدَ أَكْثَرِ مَشَايِخِ بُخَارَى. وَعَنْ أَبِي حَنِيفَةَ: لَا تَتْرُكُ حَتَّى يَسْتَمِرَّ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ. (٣)

وكذا في الهداية:

وإن ابتدأت مع البلوغ مستحاضة فحيضها عشرة أيام من كل شهر والباقي استحاضة. (٤)

نماز کے دوران حیض آجائے تو نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی عورت کو دوران نماز حیض آجائے تو اس نماز کا لوٹانا ضروری ہے یا نہیں، نفل اور فرض میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

جواب: اگر عورت کو فرض نماز کے دوران حیض آجائے تو اس کا اعادہ ضروری نہیں، اور اگر نفل نماز کے دوران حیض آیا تو ایام حیض ختم ہونے کے بعد اس نفل نماز کا اعادہ لازم ہے۔

==================

(١) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٢٨٤، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ١٥٤، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٢٨٤، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، باب الحيض والاستحاضة، ١/ ٦٥، ط: رحمانية.

كما في حاشية الطحطاوي على الدر:

قوله: (ولو شرعت تطوعا فيهما) أي الصلاة والصوم وحص التطوع؛ لأن الفرض لا يقضى وفرض الصوم يقضى (قوله: خلافا لما زعمه صدر الشهيد) من أنه يجب قضاء نفل الصلاة لا نفل الصوم. (١)

وكذا في الهندية:

لَوْ افْتَتَحَتْ الصَّلَاةَ فِي آخِرِ الْوَقْتِ ثُمَّ حَاضَتْ لَا يَلْزَمُهَا قَضَاءُ هَذِهِ الصَّلَاةِ بِخِلَافِ التَّطَوُّعِ. كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ. (٢)

وكذا في الدر المختار:

(ويمنع صلاة) مُطْلَقًا وَلَوْ سَجْدَةَ شُكْرٍ (وَصَوْمًا) وَجِمَاعًا (وَتَقْضِيهِ) لُزُومًا دُونَهَا لِلْحَرَجِ. وَلَوْ شَرَعَتْ تَطَوُّعًا فِيهِمَا فَحَاضَتْ قَضَتْهُمَا خِلَافًا لِمَا زَعَمَهُ صَدْرُ الشَّرِيعَةِ. (٣)

وكذا في الشامية:

وَلَوْ شَرَعَتْ تَطَوُّعًا فِيهِمَا... أَيْ فِي أَثْنَائِهِمَا (قَوْلُهُ قَضَتْهُمَا) لِلُزُومِهِمَا بِالشُّرُوعِ (قَوْلُهُ خِلَافًا لِمَا زَعَمَهُ صَدْرُ الشَّرِيعَةِ) أَيْ مِنْ أَنَّهُ يَجِبُ قَضَاءُ نَفْلِ الصَّلَاةِ لَا نَفْلَ الصَّوْمِ. (٤)

حیض کی حالت میں قرآن شریف اور دیگر دینی کتب کو پڑھنا

سوال: ایک لڑکی مدرسہ میں پڑھ رہی ہے تو ماہواری کے ایام میں اس کے لئے قرآن شریف پڑھنا جائز ہوگا یا نہیں؟ اسی طرح احادیث شریفہ اور باقی دینی کتابوں کو پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: حالت حیض میں قرآن شریف پڑھنا جائز نہیں ہے، البتہ وہ آیات جن میں دعا کا مفہوم ہے انہیں دعا کی نیت سے پڑھنے کی گنجائش ہے، قرآن کریم کے علاوہ دوسری دینی کتابوں کو حالت حیض میں پڑھنا جائز ہے، مگر جہاں قرآنی آیات درج ہوں اس جگہ پر ہاتھ نہ لگائے۔

---

(١) كتاب الطهارات، باب الحيض، ١/ ١٤٩، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس والاستحاضة، ١/ ٧٣٨، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٢٩٠- ٢٩١، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٢٩١، ط: سعيد.

كذا في الدر المختار مع الرد:

(وَقِرَاءَةُ قُرْآنٍ) بِقَصْدِهِ (وَمَسُّهُ) وَلَوْ مَكْتُوبًا بِالْفَارِسِيَّةِ فِي الْأَصَحِّ (وَإِلَّا بِغِلَافِهِ) الْمُنْفَصِلِ كَمَا مَرَّ (وَكَذَا) يُمْنَعُ (حَمْلُهُ) كَلَوْحٍ وَوَرَقٍ فِيهِ آيَةٌ. (وَلَا بَأْسَ) لِحَائِضٍ وَجُنُبٍ (بِقِرَاءَةِ أَدْعِيَةٍ وَمَسِّهَا وَحَمْلِهَا وَذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى، وَتَسْبِيحٍ... فَلَوْ قَرَأَتْ الْفَاتِحَةَ عَلَى وَجْهِ الدُّعَاءِ أَوْ شَيْئًا مِنْ الْآيَاتِ الَّتِي فِيهَا مَعْنَى الدُّعَاءِ وَلَمْ تُرِدْ الْقِرَاءَةَ لَا بَأْسَ بِهِ. [1]

وفي الهندية:

مِنها حُرْمَةُ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ لَا تَقْرَأُ الْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ وَالْجُنُبُ شَيْئًا مِنْ الْقُرْآنِ وَالْآيَةَ وَمَا دُونَهَا سَوَاءٌ فِي التَّحْرِيمِ عَلَى الْأَصَحِّ إلَّا أَنْ لَا يُقْصَدَ بِمَا دُونَ الْآيَةِ الْقِرَاءَةُ مِثْلُ أَنْ يَقُولَ الْحَمْدُ لِلَّهِ يُرِيدُ الشُّكْرَ أَوْ بِسْمِ اللَّهِ عِنْدَ الْأَكْلِ أَوْ غَيْرِهِ فَإِنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ. [2]

وفي خلاصة الفتاوى:

وحرمة قراءة القرآن إلا إذا كانت آية قصيرة يجري على اللسان عند الكلام كقوله تعالى: (ثُمَّ نَظَرَ ثُمَّ عَبَسَ) أو (لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ) وأما قراءة ما دون الآية كقوله: بسم الله والحمد لله إن كان قاصدا قراءة القرآن يكره وإن كان قاصدا شكرا لنعمة أو الثناء لا يكره. [3]

وفي حاشية الطحطاوي على الدر المختار: [4]

وفي الفتاوى التاتارخانية: [5]

حیض کی حالت میں بیوی سے جماع کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حیض کی حالت میں بیوی سے جماع کرنا کیسا ہے؟اور اگر کوئی جماع کرے تواس کے بارے میں کیا حکم ہے؟قرآن وحدیث سے جواب مرحمت فرمائیں۔

====================

[1] كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٢٩٣، ط: سعيد.

[2] كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس والاستحاضة، ١/ ٣٨، ط: رشيدية.

[3] كتاب الحيض، ١/ ٢٣٥، ط: رشيدية.

[4] كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ١٥٠، ط: رشيدية.

[5] كتاب الطهارة، الفصل التاسع في الحيض، نوع في الأحكام التي تتعلق بالحيض، ١/ ٣٤٣، ط: إدارة القرآن.

جواب: ایام حیض میں بیوی سے جماع کرنا شرعاً حرام اور گناہ کبیرہ ہے اس سے مکمل اجتناب کرنا چاہئے، اگر کسی نے غلطی سے جماع کرلیا تو وہ توبہ واستغفار کرے اور ساتھ صدقہ کرنا افضل ہے، اگر شروع حیض میں جماع کیا ہو تو ایک دینار صدقہ کرے گا جس کا وزن ۳۶ رتی سونے کے برابر ہے اور اگر آخر میں کیا ہو تو نصف دینار یعنی ۱۸ رتی سونا۔

كما في القرآن المجيد:

وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ. (البقرة: ٢٢٢)

وكذا في صحيح مسلم:

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ الْيَهُودَ كَانُوا إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ فِيهِمْ لَمْ يُؤَاكِلُوهَا، وَلَمْ يُجَامِعُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ فَسَأَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ، إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ» فَبَلَغَ ذَلِكَ الْيَهُودَ، فَقَالُوا: مَا يُرِيدُ هَذَا الرَّجُلُ أَنْ يَدَعَ مِنْ أَمْرِنَا شَيْئًا إِلَّا خَالَفَنَا فِيهِ، فَجَاءَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ، وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ فَقَالَا يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ الْيَهُودَ تَقُولُ: كَذَا وَكَذَا، فَلَا نُجَامِعُهُنَّ؟ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَيْهِمَا، فَخَرَجَا فَاسْتَقْبَلَهُمَا هَدِيَّةٌ مِنْ لَبَنٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَرْسَلَ فِي آثَارِهِمَا فَسَقَاهُمَا، فَعَرَفَا أَنْ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا. [١]

وكذا في الهندية:

وَلَهُ أَنْ يُقَبِّلَهَا وَيُضَاجِعَهَا وَيَسْتَمْتِعَ بِجَمِيعِ بَدَنِهَا مَا خَلَا مَا بَيْنَ السُّرَّةِ وَالرُّكْبَةِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ. هَكَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ. فَإِنْ جَامَعَهَا وَهُوَ عَالِمٌ بِالتَّحْرِيمِ فَلَيْسَ عَلَيْهِ إِلَّا التَّوْبَةُ وَالِاسْتِغْفَارُ. [٢]

وكذا في فتح القدير:

(وَلَا يَأْتِيهَا زَوْجُهَا) وَلَوْ أَتَاهَا مُسْتَحِلًّا كَفَرَ أَوْ عَالِمًا بِالْحُرْمَةِ أَتَى كَبِيرَةً وَوَجَبَتْ التَّوْبَةُ وَيَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ أَوْ بِنِصْفِهِ اسْتِحْبَابًا، وَقِيلَ بِدِينَارٍ إِنْ كَانَ أَوَّلَ الْحَيْضِ وَبِنِصْفِهِ إِنْ وَطِئَ فِي آخِرِهِ كَأَنَّ قَائِلَهُ رَأَى أَنَّهُ لَا مَعْنَى لِلتَّخْيِيرِ بَيْنَ الْقَلِيلِ وَالْكَثِيرِ فِي النَّوْعِ الْوَاحِدِ. [٣]

---

[١] كتاب الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها... إلخ، ١/ ١٤٣، ط: قديمي.

[٢] كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع في أحكام الحيض... إلخ، ١/ ٣٩، ط: رشيدية.

[٣] كتاب الطهارات، باب الحيض، ١/ ١٦٩، ط: دار الكتب العلمية.

وکذا في البحر الرائق:

وَوَطْؤُهَا فِي الْفَرْجِ عَالِمًا بِالْحُرْمَةِ عَامِدًا مُخْتَارًا كَبِيرَةٌ لَا جَاهِلًا وَلَا نَاسِيًا وَلَا مُكْرَهًا فَلَيْسَ عَلَيْهِ إلَّا التَّوْبَةُ وَالِاسْتِغْفَارُ وَهَلْ يَجِبُ التَّعْزِيرُ أَمْ لَا، وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِدِينَارٍ أَوْ نِصْفِهِ وَقِيلَ بِدِينَارٍ إنْ كَانَ أَوَّلَ الْحَيْضِ وَنِصْفِهِ أَنْ وَطِئَ فِي آخِرِهِ كَأَنَّ قَائِلَهُ رَأَى أَنْ لَا مَعْنَى لِلتَّخْيِيرِ بَيْنَ الْقَلِيلِ وَالْكَثِيرِ فِي النَّوْعِ الْوَاحِدِ. [۱]

نفاس کا خون عادت سے زیادہ آئے تو اس کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کے نفاس کی مدت پچیس دن تھی لیکن اس بار اس عورت کا بچہ پیدا ہونے کے بعد ستائیس دن خون آیا پھر رک گیا اور چھ دن بعد پھر خون آنا شروع ہوگیا، بند ہی نہیں ہوتا چالیس دن سے بھی بڑھ گیا تو یہ کون سا خون ہے اور پاکی کی کیا صورت ہے؟

جواب: بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت کو جو خون آتا ہے اس خون کی کم سے کم مدت کوئی نہیں ہے، اور زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہے، اور اس سے زیادہ جو خون آتا ہے وہ بیماری کی وجہ سے ہے نفاس نہیں کہلاتا۔

صورت مسئولہ میں اس عورت کی عادت پچیس دن ہے اس لئے پچیس دن تک نفاس شمار ہوگا اس کے بعد آنے والا خون بیماری کی وجہ سے سمجھا جائے گا، لہٰذا اپنی عادت کے دن پورے ہوتے ہی وہ عورت پاک سمجھی جائے گی۔

کما في بدائع الصنائع:

(وَأَمَّا) صَاحِبَةُ الْعَادَةِ فِي النِّفَاسِ إذَا رَأَتْ زِيَادَتَهَا عَلَى عَادَتِهَا فَإِنْ كَانَتْ عَادَتُهَا أَرْبَعِينَ فَالزِّيَادَةُ اسْتِحَاضَةٌ لِمَا مَرَّ، وَإِنْ كَانَتْ دُونَ الْأَرْبَعِينَ فَمَا زَادَ يَكُونُ نِفَاسًا إلَى الْأَرْبَعِينَ فَإِنْ زَادَ عَلَى الْأَرْبَعِينَ تُرَدُّ إلَى عَادَتِهَا فَتَكُونُ عَادَتُهَا نِفَاسًا، وَمَا زَادَ عَلَيْهَا يَكُونُ اسْتِحَاضَةً، ثُمَّ يَسْتَوِي الْجَوَابُ فِيمَا إذَا كَانَ خَتْمُ عَادَتِهَا بِالدَّمِ، أَوْ بِالطُّهْرِ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ. [۲]

وکذا في البحر الرائق:

(ولأحد لأقله) أي النفاس...قوله (وأكثره أربعون يوما والزائد استحاضة) [۳]

==================

[۱] كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٣٤٢، ط: رشيدية.

[۲] كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ١٦٠، ط: رشيدية.

[۳] كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٣٨٠، ط: رشيدية

وكذا في رد المحتار:

إذا كان عادتها في النفاس ثلاثين يوما فانقطع دمها على رأس عشرين يوما وطهرت عشرة أيام تمام عادتها فصلت وصامت ثم عاودها فاستمر بها حتى جاوز الأربعين ذكر أنها مستحاضة فيما زاد على الثلاثين. (١)

حائضہ کے ہاتھ کے پکے ہوئے کھانے کا حکم

سوال: حیض یا نفاس کی حالت میں عورت کا بنایا ہوا کھانا کیسا ہے؟ بعض لوگ اس کو نہیں کھاتے، شریعت مطہرہ میں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: حیض یا نفاس کی حالت میں عورت کا بنایا ہوا کھانا پاک ہے، اس کو کھانے میں کسی قسم کی کراہت نہیں ہے، اس کو برا سمجھنا غلط ہے اور یہودیوں کا طریقہ ہے۔

كما في الشامية:

وَلَا يُكْرَهُ طَبْخُهَا وَلَا اسْتِعْمَالُ مَا مَسَّتْهُ مِنْ عَجِينٍ أَوْ مَاءٍ أَوْ نَحْوِهِمَا إِلَّا إِذَا تَوَضَّأَتْ بِقَصْدِ الْقُرْبَةِ كَمَا هُوَ الْمُسْتَحَبُّ فَإِنَّهُ يَصِيرُ مُسْتَعْمَلًا. وَفِي الْوَلْوَالِجِيَّةِ: وَلَا يَنْبَغِي أَنْ يَعْزِلَ عَنْ فِرَاشِهَا؛ لِأَنَّ ذَلِكَ يُشْبِهُ فِعْلَ الْيَهُودِ. (٢)

وكذا في البحر:

وَلَا يُكْرَهُ طَبْخُهَا وَلَا اسْتِعْمَالُ مَا مَسَّتْهُ مِنْ عَجِينٍ أَوْ مَاءٍ أَوْ غَيْرِهِمَا إِلَّا إِذَا تَوَضَّأَتْ بِقَصْدِ الْقُرْبَةِ كَمَا هُوَ الْمُسْتَحَبُّ عَلَى مَا قَدَّمْنَاهُ فَإِنَّهُ يَصِيرُ مُسْتَعْمَلًا. (٣)

وكذا في البناية:

واليهود يبالغون في تجنب الحيض وهجرانهن في مدة الحيض... يعتزلون النساء بعد انقطاع الدم وارتفاعه سبعة أيام. (٤)

وكذا في فتاوى حقانية: (٥)

==================

(١) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٣٠٠، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب: لو أفتى مفت بشيئ من هذه الأقوال في موضع الضرورة، ١/ ٢٩٢، ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٣٤٥، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٥٣٦، ط: حقانية.

(٥) كتاب الطهارة، باب الحيض، ٢/ ٥٦٢، ط: دار العلوم حقانيه.

وکذا في خير الفتاوی: [۱]

آپ کے مسائل اوران کا حل: [۲]

حائضہ کا آیت الکرسی پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت گھبراتی ہے، اس کو کسی نے کہا کہ سونے سے پہلے آیت الکرسی پڑھا کریں، تو وہ پڑھتی ہے، اب مسئلہ یہ ہے کہ اس عورت کو حیض آیا ہے اب سوال یہ ہے کہ وہ عورت آیت الکرسی پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: عورت حالت حیض میں آیت الکرسی کو دعا کی نیت سے پڑھ سکتی ہے، تلاوت کی نیت سے نہیں۔

کما في المدر المختار مع رد المحتار:

(وَقِرَاءَةُ قُرْآنٍ) بِقَصْدِهِ (وَمَسُّهُ) وَلَوْ مَكْتُوبًا بِالْفَارِسِيَّةِ فِي الْأَصَحِّ (وَإِلَّا بِغِلَافِهِ) الْمُنْفَصِلِ كَمَا مَرَّ (وَكَذَا) يُمْنَعُ (حَمْلُهُ) كَلَوْحٍ وَوَرَقٍ فِيهِ آيَةٌ. (وَلَا بَأْسَ) لِحَائِضٍ وَجُنُبٍ (بِقِرَاءَةِ أَدْعِيَةٍ وَمَسِّهَا وَحَمْلِهَا وَذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى، وَتَسْبِيحٍ)... (قَوْلُهُ وَقِرَاءَةُ قُرْآنٍ بِقَصْدِهِ) فَلَوْ قَرَأَتْ الْفَاتِحَةَ عَلَى وَجْهِ الدُّعَاءِ أَوْ شَيْئًا مِنْ الْآيَاتِ الَّتِي فِيهَا مَعْنَى الدُّعَاءِ وَلَمْ تُرِدْ الْقِرَاءَةَ لَا بَأْسَ بِهِ. [۳]

وکذا في البدائع:

وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ: لَا بَأْسَ بِقِرَاءَةِ مَا دُونَ الْآيَةِ، وَالصَّحِيحُ قَوْلُ الْعَامَّةِ لِمَا رَوَيْنَا مِنْ الْحَدِيثَيْنِ مِنْ غَيْرِ فَصْلٍ بَيْنَ الْقَلِيلِ، وَالْكَثِيرِ، وَلِأَنَّ الْمَنْعَ مِنْ الْقِرَاءَةِ لِتَعْظِيمِ الْقُرْآنِ، وَمُحَافَظَةَ حُرْمَتِهِ، وَهَذَا لَا يُوجِبُ الْفَصْلَ بَيْنَ الْقَلِيلِ، وَالْكَثِيرِ فيلزم ذَلِكَ كُلُّهُ لَكِنْ إذَا قَصَدَ التِّلَاوَةَ. فَأَمَّا إذَا لَمْ يَقْصِدْ بِأَنْ قَالَ: بِاسْمِ اللَّهِ لِافْتِتَاحِ الْأَعْمَالِ تَبَرُّكًا، أَوْ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ لِلشُّكْرِ لَا بَأْسَ بِهِ لِأَنَّهُ مِنْ بَابِ ذِكْرِ اسْمِ اللَّهِ تَعَالَى، وَالْجُنُبُ غَيْرُ مَمْنُوعٍ عَنْ ذَلِكَ. [٤]

وکذا في البحر:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا لَمْ يُصِبْ أَحَدَكُمْ جَنَابَةٌ، فَإِنْ أَصَابَهُ فَلَا وَلَا حَرْفًا وَاحِدًا ثُمَّ قَالَ:

---

[۱] كتاب الطهارة، باب الحيض، ٢/ ١٤١، ط: امداديه.

[۲] كتاب الطهارة، باب الحيض، ٢/ ٨٣، لدهيانوي.

[۳] كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب: لو أفتى مفت بشيئ من هذه الأقوال في موضع الضرورة، ١/ ٢٩٣، ط: سعيد.

[٤] كتاب الطهارة، فصل: في تفسير الحيض والنفاس، ١/ ١٥٠، ط: رشيدية.

وَهُوَ الصَّحِيحُ عَنْ عَلِيٍّ وَهَذَا كُلُّهُ إِذَا قَرَأَ عَلَى قَصْدِ أَنَّهُ قُرْآنٌ، أَمَّا إِذَا قَرَأَهُ عَلَى قَصْدِ الثَّنَاءِ أَوْ افْتِتَاحِ أَمْرٍ لَا يُمْنَعُ فِي أَصَحِّ الرِّوَايَاتِ وَفِي التَّسْمِيَةِ اتِّفَاقٌ أَنَّهُ لَا يُمْنَعُ إِذَا كَانَ عَلَى قَصْدِ الثَّنَاءِ أَوْ افْتِتَاحِ أَمْرٍ كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ وَفِي الْعُيُونِ لِأَبِي اللَّيْثِ وَلَوْ أَنَّهُ قَرَأَ الْفَاتِحَةَ عَلَى سَبِيلِ الدُّعَاءِ أَوْ شَيْئًا مِنْ الْآيَاتِ الَّتِي فِيهَا مَعْنَى الدُّعَاءِ وَلَمْ يُرِدْ بِهِ الْقِرَاءَةَ فَلَا بَأْسَ بِهِ اهـ. وَاخْتَارَهُ الْحَلْوَانِيُّ وَذَكَرَ فِي غَايَةِ الْبَيَانِ أَنَّهُ الْمُخْتَارُ. (١)

وکذا في تبيين الحقائق:

يَمْنَعُ الْحَيْضُ قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ، وَكَذَا الْجَنَابَةُ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ «لَا تَقْرَأُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِنْ الْقُرْآنِ... هَذَا إِذَا قَرَأَهُ عَلَى قَصْدِ التِّلَاوَةِ، وَأَمَّا إِذَا قَرَأَهُ عَلَى قَصْدِ الذِّكْرِ وَالثَّنَاءِ نَحْوَ ''بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ'' أَوْ ''الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ'' أَوْ عَلَّمَ الْقُرْآنَ حَرْفًا حَرْفًا فَلَا بَأْسَ بِهِ بِالِاتِّفَاقِ لِأَجْلِ الْعُذْرِ. (٢)

وكذا في فتاوى التاتارخانية: (٣)

وكذا في احسن الفتاوى: (٤)

ایام حیض میں قرآن کس طرح یاد کرے

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ دوران حفظ ناپاکی کے ایام میں عورت قرآن کس طرح یاد کرے گی؟

جواب: ناپاکی کے ایام میں قرآن پاک یاد کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کپڑے وغیرہ سے قرآن شریف کھول کر بیٹھے اور قلم وغیرہ سے ورق پلٹائے اور قرآن میں دیکھ کر دل دل میں پڑھے، زبان نہ ہلائے نیز دوسروں کا سن کر بھی ذہن نشین کیا جاسکتا ہے اس لئے دوسری لڑکیوں سے سننے پر اکتفا کیا جائے۔

كما في تنوير الأبصار مع الدر المختار:

(وَلَا يُكْرَهُ النَّظَرُ إِلَيْهِ) أَيْ الْقُرْآنِ (لِجُنُبٍ وَحَائِضٍ وَنُفَسَاءَ) لِأَنَّ الْجَنَابَةَ لَا تَحِلُّ الْعَيْنَ. (٥)

(١) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٣٤٦، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ١٦٥، ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، الفصل التاسع، نوع آخر في الأحكام التي تتعلق بالحيض، ١/ ٢٥٠، ط: قديمي.

(٤) كتاب الطهارة، كتاب الحيض، ٢/ ٧١، ط: سعيد.

(٥) كتاب الطهارة، سنن الغسل، ١/ ١٧٤، ط: سعيد.

وكذا في الهندية:

وَلَا يُكْرَهُ لِلْجُنُبِ وَالْحَائِضِ وَالنُّفَسَاءِ النَّظَرُ فِي الْمُصْحَفِ. [١]

وكذا في التاتارخانية:

النظر إلى المصحف لا يكره للجنب والحائض: [٢]

وكذا في الجوهرة النيرة:

وَلَا يُكْرَهُ لِلْجُنُبِ وَالْحَائِضِ وَالنُّفَسَاءِ النَّظَرُ إِلَى الْمُصْحَفِ؛ لِأَنَّ الْجَنَابَةَ لَا تَحِلُّ الْعَيْنَ. [٣]

وكذا في فتاوى رحيمية: [٤]

حائضہ نماز کے وقت کیا کرے

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نفاس اور حیض والی عورت نماز کے وقت وضو کر کے قبلہ رو بیٹھ جائے پھر ذکر کرے کیا حائضہ کے لئے اس طرح کا معمول بنانا درست ہے؟

جواب: حیض ونفاس کے دنوں میں عورت کے لئے یہ بات درست ہے کہ نماز کے اوقات میں وضو کر کے جائے نماز پر بیٹھ کر تسبیح وغیرہ پڑھے اور اس کو معمول بنانا بھی درست ہے۔

كما في الفتاوى التاتارخانية:

وفي الولوالجية: ويستحب للمرأة الحائض إذا دخل عليها وقت الصلاة أن تتوضأ وتجلس عند مسجد بيتها، وفي السراجية: مقدار ما يمكن أداء الصلاة لو كانت طاهرة وتسبح وتهلل كيلا تزول عنها عادة العبادة. وفي فتاوى الحجة: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا استغفرت الحائض في وقت كل صلاة سبعين مرة كتب لها ألف ركعة وغفر لها سبعون ذنبا ورفع لها سبعون درجة وأعلى لها بكل حرف من استغفارها نور وكتب الله بكل عرق في جسدها حجة وعمرة. [٥]

---

[١] كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء، الفصل الرابع في أحكام الحيض... الأحكام التي يشترك فيها الحيض... إلخ، ١/ ٣٩، ط: رشيدية.

[٢] كتاب الطهارة، الفصل التاسع في الحيض، نوع آخر في الأحكام التي تتعلق بالحيض، ١/ ٢٥٠، ط: قديمي.

[٣] كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٣٧، ط: قديمي.

[٤] كتاب الطهارات، فصل ما يتعلق بالحيض والنفاس، ٤/ ٥٠، دار الاشاعت.

[٥] كتاب الطهارات، الفصل التاسع، نوع آخر في الأحكام التي تتعلق بالحيض، ١/ ٢٤٩، ط: قديمي.

وكذا في الشامية:

وَهَلْ يُكْرَهُ لَهَا قَضَاءُ الصَّلَاةِ؟ لَمْ أَرَهُ صَرِيحًا، وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ خِلَافَ الْأَوْلَى. قَالَ فِي النَّهْرِ: يَدُلُّ عَلَيْهِ قَوْلُهُمْ: لَوْ غَسَلَ رَأْسَهُ بَدَلَ الْمَسْحِ كُرِهَ. اهـ تَأَمَّلْ. وَهَلْ يُكْرَهُ لَهَا التَّشَبُّهُ بِالصَّوْمِ أَمْ لَا؟ مَالَ بَعْضُ الْمُحَقِّقِينَ إِلَى الْأَوَّلِ؛ لِأَنَّ الصَّوْمَ لَهَا حَرَامٌ فَالتَّشَبُّهُ بِهِ مِثْلُهُ. وَاعْتُرِضَ بِأَنَّهُ يُسْتَحَبُّ لَهَا الْوُضُوءُ وَالْقُعُودُ فِي مُصَلَّاهَا وَهُوَ تَشَبُّهٌ بِالصَّلَاةِ. اهـ تَأَمَّلْ. (١)

وكذا في البحر:

وَأَمَّا أَئِمَّتُنَا فَقَالُوا: إِنَّهُ يُسْتَحَبُّ لَهَا أَنْ تَتَوَضَّأَ لِوَقْتِ كُلِّ صَلَاةٍ وَتَقْعُدَ عَلَى مُصَلَّاهَا تُسَبِّحُ وَتُهَلِّلُ وَتُكَبِّرُ وَفِي رِوَايَةٍ يُكْتَبُ لَهَا ثَوَابُ أَحْسَنِ صَلَاةٍ كَانَتْ تُصَلِّي وَصَحَّحَ فِي الظَّهِيرِيَّةِ أَنَّهَا تَجْلِسُ مِقْدَارَ أَدَاءِ فَرْضِ الصَّلَاةِ كَيْ لَا تَنْسَى الْعَادَةَ. (٢)

وكذا في الهندية:

وَيُسْتَحَبُّ لِلْحَائِضِ إِذَا دَخَلَ وَقْتُ الصَّلَاةِ أَنْ تَتَوَضَّأَ وَتَجْلِسَ عِنْدَ مَسْجِدِ بَيْتِهَا تُسَبِّحُ وَتُهَلِّلُ قَدْرَ مَا يُمْكِنُهَا أَدَاءَ الصَّلَاةِ لَوْ كَانَتْ طَاهِرَةً. كَذَا فِي السِّرَاجِيَّةِ. (٣)

جس عورت کے ایام حیض خلط ملط ہو گئے اس کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کے ایام حیض دیگرایام سے خلط ہو گئے ہیں کبھی اس کو دو دن کبھی تین دن اور کبھی سات دن خون آتا ہے اور یہ مہینے میں کبھی دو مرتبہ اور تین مرتبہ اور کبھی مہینے کے بعد آتا ہے اور یہ ترتیب شادی سے پہلے صحیح تھی یعنی سات دن کی تھی، جبکہ شادی کے بعد یہ معاملہ شروع ہوا ہے اب پوچھنا یہ ہے کہ اس کے ایام حیض کون سے شمار ہوں گے اور کون سے دن استحاضہ والے شمار ہوں گے؟

جواب: صورت مسئولہ میں چونکہ اس عورت کے لئے ہر مہینے ماہواری کے سات دن ہی متعین ہیں اس لئے سات دن کے اندر اندر جو خون نظر آئے وہ حیض کا شمار ہوگا اس کے بعد اگر پندرہ دن کے وقفہ سے آئے تو دوسری ماہواری سمجھی جائے گی اور اگر پندرہ دن کے اندر خون آئے تو وہ استحاضہ کا ہوگا۔

(١) كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب: لو أفتى مفت بشيئ من هذه الأقوال... إلخ، ١/ ٢٩١، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٣٣٦، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء، الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس، ١/ ٣٨، ط: رشيدية.

كما في الهندية:

لَوْ رَأَتْ الدَّمَ بَعْدَ أَكْثَرِ الْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ فِي أَقَلِّ مُدَّةِ الطُّهْرِ فَمَا رَأَتْ بَعْدَ الْأَكْثَرِ إنْ كَانَتْ مُبْتَدَأَةً وَبَعْدَ الْعَادَةِ إنْ كَانَتْ مُعْتَادَةً اسْتِحَاضَةٌ وَكَذَا مَا نَقَصَ عَنْ أَقَلِّ الْحَيْضِ وَكَذَا مَا رَأَتْهُ الْكَبِيرَةُ جِدًّا وَالصَّغِيرَةُ جِدًّا.[1]

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار:

وَلِأَنَّ أَكْثَرَهُ أَرْبَعَةُ أَمْثَالِ أَكْثَرِ الْحَيْضِ. (وَالزَّائِدُ) عَلَى أَكْثَرِهِ (اسْتِحَاضَةٌ) لَوْ مُبْتَدَأَةً؛ أَمَّا الْمُعْتَادَةُ فَتُرَدُّ لِعَادَتِهَا وَكَذَا الْحَيْضُ، فَإِنْ انْقَطَعَ عَلَى أَكْثَرِهِمَا أَوْ قَبْلَهُ... (قَوْلُهُ لَوْ مُبْتَدَأَةً) يَعْنِي إنَّمَا يُعْتَبَرُ الزَّائِدُ عَلَى الْأَكْثَرِ اسْتِحَاضَةً فِي حَقِّ الْمُبْتَدَأَةِ الَّتِي لَمْ تَثْبُتْ لَهَا عَادَةٌ، أَمَّا الْمُعْتَادَةُ فَتُرَدُّ لِعَادَتِهَا أَيْ وَيَكُونُ مَا زَادَ عَنْ الْعَادَةِ اسْتِحَاضَةً، لَا مَا زَادَ عَلَى الْأَكْثَرِ فَقَطْ.[2]

وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر:

(قوله: وكذا الحيض) يعني إن زاد على عشرة في المبتدأة فالزائد استحاضة وترد المعتادة لعادتها.[3]

وكذا في بہشتی زیور:[4]

آپریشن کے ذریعے ولادت کے بعد نفاس کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل بسا اوقات بچے کی ولادت آپریشن کے ذریعے ہوتی ہے اس کے بعد جو خون آتا ہے اس کا کیا حکم ہے آیا وہ خون نفاس میں شامل ہے یا نہیں؟

جواب: مذکورہ صورت میں خون اگر رحم سے آئے تو نفاس شمار ہوگا اور اگر آپریشن کی جگہ سے آئے تو پھر نفاس نہیں ہوگا۔

كذا في تنوير الأبصار مع الدر المختار:

(وَالنِّفَاسُ) لُغَةً: وِلَادَةُ الْمَرْأَةِ، وَشَرْعًا: (دَمٌ) فَلَوْ لَمْ تَرَهُ هَلْ تَكُونُ نُفَسَاءَ؟ الْمُعْتَمَدُ نَعَمْ، (وَيَخْرُجُ) مِنْ رَحِمِهَا فَلَوْ وَلَدَتْهُ مِنْ سُرَّتِهَا إنْ سَالَ الدَّمُ مِنْ الرَّحِمِ فَنُفَسَاءُ وَإِلَّا فَذَاتُ جُرْحٍ وَإِنْ ثَبَتَ لَهُ أَحْكَامُ الْوَلَدِ (عَقِبَ وَلَدٍ) أَوْ أَكْثَرِهِ وَلَوْ مُتَقَطِّعًا عُضْوًا عُضْوًا لَا أَقَلِّهِ.[5]

---

[1] كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الثالث في الاستحاضة، ١/ ٣٧- ٣٨، ط: رشيدية.

[2] كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب: في حكم وطئ المستحاضة... إلخ، ١/ ٣٠٠، ط: سعيد.

[3] كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ١٥٣، ط: رشيدية.

[4] حیض اور استحاضہ کا بیان، ۲/ ۱۶۶، ط: دارالاشاعت۔

[5] كتاب الطهارة، باب الحيض والنفاس، ١/ ٢٩٩، ط: سعيد.

وكذا في الهندية:

وَلَوْ وَلَدَتْ مِنْ قِبَلِ سُرَّتِهَا بِأَنْ كَانَ بِبَطْنِهَا جُرْحٌ فَانْشَقَّتْ وَخَرَجَ الْوَلَدُ مِنْهَا تَكُونُ صَاحِبَةُ جُرْحٍ سَائِلٍ لَا نُفَسَاءَ. هَكَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ وَالتَّبْيِينِ إِلَّا إِذَا خَرَجَ مِنْ الْفَرْجِ دَمٌ عَقِيبَ خُرُوجِ الْوَلَدِ مِنْ السُّرَّةِ فَإِنَّهُ حِينَئِذٍ يَكُونُ نِفَاسًا. (١)

وكذا في التاتارخانية:

المرأة إذا خرج ولدها ميتا من قبل سرتها فإذ ظهر فرحة عند سرتها ثم انشقت سرتها وخرج منها ولد ميت إن سال الدم من قبل السرة لا تصير نفسا بل تكون مستحاضة وإن سال الدم من الأسفل صارت نفساء. (٢)

ایامِ حیض میں مختلف رنگ کے خون آنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایامِ حیض میں جو خون آتا ہے، تو کیا ہر قسم کا خون حیض میں شمار ہوگا یا خاص قسم کا خون حیض میں شمار ہوگا؟

جواب: ایامِ عادت میں خالص سفید رنگ کے علاوہ جس رنگ کا بھی خون آئے وہ حیض کا خون ہی شمار ہوگا۔

كذا في موطأ الإمام مالك:

مَالِكٌ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ عَنْ أُمِّهِ مَوْلَاةِ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ النِّسَاءُ يَبْعَثْنَ إِلَى عَائِشَةَ بِالدِّرَجَةِ فِيهَا الْكُرْسُفُ فِيهِ الصُّفْرَةُ مِنْ دَمِ الْحَيْضَةِ يَسْأَلْنَهَا عَنِ الصَّلَاةِ. فَتَقُولُ لَهُنَّ: لَا تَعْجَلْنَ حَتَّى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ، تُرِيدُ بِذَلِكَ الطُّهْرَ مِنَ الْحَيْضَةِ. (٣)

وكذا في الهندية:

وَمِنْهَا: أَنْ يَكُونَ عَلَى لَوْنٍ مِنْ الْأَلْوَانِ السِّتَّةِ: السَّوَادُ وَالْحُمْرَةُ وَالصُّفْرَةُ وَالْكُدْرَةُ وَالْخُضْرَةُ وَالتُّرْبِيَةُ هَكَذَا فِي النِّهَايَةِ... وَمِنْهَا: النِّصَابُ أَقَلُّ الْحَيْضِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَثَلَاثُ لَيَالٍ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ. هَكَذَا فِي التَّبْيِينِ وَأَكْثَرُهُ عَشَرَةُ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهَا. (٤)

---

(١) كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء... إلخ، الفصل الثاني في النفاس، ١/ ٣٧، ط: رشيديه.

(٢) كتاب الطهارة، باب النفاس، ١/ ٢٨٨، ط: قديمي.

(٣) كتاب الطهارة، باب طهر الحائض، ص٤٣، ط: قديمي.

(٤) كتاب الطهارة، باب الدماء المختصة بالنساء، الفصل الأول في الحيض، ١/ ٣٦، ط: رشيديه.

وكذا في الدر المختار:

قوله: (وَمَا تَرَاهُ مِنْ لَوْنٍ كَكُدْرَةٍ وَتَرْبِيَةٍ فِي مُدَّتِهِ الْمُعْتَادَةِ) اعْلَمْ أَنَّ أَلْوَانَ الدِّمَاءِ سِتَّةٌ: هَذَانِ وَالسَّوَادُ وَالْحُمْرَةُ وَالصُّفْرَةُ وَالْخُضْرَةُ. (۱)

استحاضہ میں حیض اور طہر کا شمار

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت استحاضہ کے مرض میں عرصہ دراز سے مبتلا ہے خون بہتا رہتا ہے، مہینے میں کبھی دو اور کبھی تین دن کا وقفہ ہوتا ہے، اور اپنی پرانی عادت بھی اس کو یاد نہیں، اب ایسی عورت مہینے کی کن تاریخوں کو طہر شمار کرے، اور کن تاریخوں کو حیض سمجھے، اور اسی طرح کن دنوں میں نماز، روزہ، تلاوت کی پابندی کرے اور کن دنوں میں نہ کرے؟

جواب: صورت مسئولہ میں ایسی عورت تحری کرے یعنی اگر اس کو اپنی عادت یاد نہیں اور رنگ سے بھی نہیں پہچانتی تو دل میں غور وفکر کرے اور خوب سوچے، پھر جن ایام کے متعلق اس کا دل گواہی دے کہ یہ حیض کے ایام ہیں، ان کو حیض کا زمانہ تصور کرکے ان میں نماز پڑھنے، روزہ رکھنے، تلاوت کرنے اور قرآن کو ہاتھ لگانے سے بچے، ان ایام کے علاوہ بقیہ ایام میں یہ سب کام کر سکتی ہے، البتہ ہر نماز کے وقت تازہ وضو کرے گی، اور اس وضو سے متعلقہ وقت کے اندر فرض، سنت، نفل نمازیں پڑھ سکتی ہے، تلاوت بھی کر سکتی ہے اور قرآن کو ہاتھ بھی لگا سکتی ہے، اور اگر غور وفکر کے بعد بھی کسی طرف اطمینان نہیں رہا تو پھر ہر نماز کے لئے غسل کرے گی اور احتیاطاً تلاوت وغیرہ سے پرہیز کرے گی۔

كما في الدر المختار:

وَمَنْ نَسِيَتْ عَادَتَهَا وَتُسَمَّى الْمُحَيَّرَةَ وَالْمُضَلَّةَ... وَحَاصِلُهُ أَنَّهَا تَتَحَرَّى، وَمَتَى تَرَدَّدَتْ بَيْنَ حَيْضٍ وَدُخُولٍ فِيهِ وَطُهْرٍ تَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، وَإِنْ بَيْنَهُمَا وَالدُّخُولِ فِيهِ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ. (۲)

وكذا في الهندية:

الْمُعْتَادَةُ إِذَا اسْتَمَرَّ دَمُهَا وَاشْتَبَهَ عَلَيْهَا كُلٌّ مِنْ عَدَدِ أَيَّامِ الْحَيْضِ وَالْمَكَانِ وَالدُّورِ تَتَحَرَّى وَمَضَتْ عَلَى مَا اسْتَقَرَّ رَأْيُهَا عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا رَأْيٌ لَا يُحْكَمُ بِشَيْءٍ مِنْ الْحَيْضِ وَالطُّهْرِ عَلَى التَّعْيِينِ بَلْ تَأْخُذُ بِالْأَحْوَطِ فَتَجْتَنِبُ أَبَدًا مَا تَجْتَنِبُهُ الْحَائِضُ وَتَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ. هَكَذَا فِي التَّبْيِينِ. (۳)

---

(۱) كتاب الطهارة، باب الحيض، ۱/ ۵۳۰، ط: رشيدية.

(۲) كتاب الطهارة، باب الحيض، ۱/ ۲۸٦- ۲۸۷، ط: سعيد.

(۳) كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء... إلخ، الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس، ۱/ ٤۰، ط: رشيدية.

اسقاط حمل کے بعد خون آنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی عورت نے تین ماہ بعد حمل ساقط کر دیا اور اس کے بعد پندرہ دن تک خون دیکھا تو آیا یہ خون استحاضہ کا ہوگا یا حیض یا نفاس کا؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر ساقط شدہ حمل کے بعض یا اکثر اعضاء بن چکے تھے تو پھر عورت نے جو پندرہ دن خون دیکھا اس کو نفاس شمار کیا جائے گا، اور اگر اعضاء نہیں بنے تھے تو پھر اس میں سے عادت کے بقدر حیض ہوگا باقی استحاضہ شمار کیا جائے گا۔

كما في بدائع الصنائع:

وَالسَّقْطُ إِذَا اسْتَبَانَ بَعْضُ خَلْقِهِ فَهُوَ مِثْلُ الْوَلَدِ التَّامِّ يَتَعَلَّقُ بِهِ أَحْكَامُ الْوِلَادَةِ مِنْ انْقِضَاءِ الْعِدَّةِ، وَصَيْرُورَةِ الْمَرْأَةِ نُفَسَاءَ لِحُصُولِ الْعِلْمِ بِكَوْنِهِ وَلَدًا مَخْلُوقًا عَنْ الذَّكَرِ، وَالْأُنْثَى بِخِلَافِ مَا إِذَا لَمْ يَكُنْ اسْتَبَانَ مِنْ خَلْقِهِ شَيْءٌ لِأَنَّا لَا نَدْرِي ذَاكَ هُوَ الْمَخْلُوقُ مِنْ مَائِهِمَا، أَوْ دَمٍ جَامِدٍ، أَوْ شَيْءٍ مِنْ الْأَخْلَاطِ الرَّدِيَّةِ اسْتَحَالَ إِلَى صُورَةِ لَحْمٍ، فَلَا يَتَعَلَّقُ بِهِ شَيْءٌ مِنْ أَحْكَامِ الْوِلَادَةِ. (١)

وكذا في الهندية:

لو خرج أكثر الولد تكون نفسا وإلا فلا وكذا لو تقطع فيها وخرج أكثره والسقط إن ظهر بعض خلقه من أصبع أو ظفر أو شعر ولد فتصر به نفساء هكذا في التبيين. (٢)

وكذا في التنوير مع الدر المختار:

(وَسِقْطٌ) مُثَلَّثُ السِّينِ: أَيْ مَسْقُوطٌ، ظَهَرَ بَعْضُ خَلْقِهِ كَيَدٍ أَوْ رِجْلٍ أَوْ أُصْبُعٍ أَوْ ظُفُرٍ أَوْ شَعْرٍ، وَلَا يَسْتَبِينُ خَلْقُهُ إِلَّا بَعْدَ مِائَةٍ وَعِشْرِينَ يَوْمًا وَلَدٌ حُكْمًا فَتَصِيرُ الْمَرْأَةُ بِهِ نُفَسَاءَ. (٣)

وكذا في فقه الحنفي وأدلته:

ولو سقطا استبان بعض خلقه فإن نزل مستقيما فالعبرة بصدره وإن نزل منكوسا برجليه فالعبرة بسرته فما بعده نفسا. (٤)

==================

(١) كتاب الطهارة، باب الاستحاضة وأحكامها، ١/ ١٦١، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصه بالنساء، الفصل الثاني في النفاس، ١/ ٣٧، ط: رشيديه.

(٣) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٣٠٢، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، باب المستحاضة، ١/ ١١٣، ط: وحيديه.

وكذا في البحر الرائق:

(وَالسِّقْطُ إنْ ظَهَرَ بَعْضُ خَلْقِهِ وَلَدًا) وَهُوَ الْوَلَدُ السَّاقِطُ قَبْلَ تَمَامِهِ وَهُوَ كَالسَّاقِطِ بَعْدَ تَمَامِهِ فِي الْأَحْكَامِ فَتَصِيرُ الْمَرْأَةُ بِهِ نُفَسَاءَ وَتَنْقَضِي بِهِ الْعِدَّةُ وَتَصِيرُ الْأَمَةُ بِهِ أُمَّ وَلَدٍ إذَا ادَّعَاهُ الْمَوْلَى وَيَحْنَثُ بِهِ لَوْ كَانَ عَلَّقَ يَمِينَهُ بِالْوِلَادَةِ وَلَا يَسْتَبِينُ خَلْقُهُ إلَّا فِي مِائَةٍ وَعِشْرِينَ يَوْمًا، كَذَا ذَكَرَهُ الشَّارِحُ الزَّيْلَعِيُّ فِي بَابِ ثُبُوتِ النَّسَبِ وَالْمُرَادُ نَفْخُ الرُّوحِ وَإِلَّا فَالْمُشَاهَدُ ظُهُورُ خِلْقَتِهِ قَبْلَهَا. (١)

وكذا في الدر المختار:

فَإِنْ لَمْ يَظْهَرْ لَهُ شَيْءٌ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ، وَالْمَرْئِيُّ حَيْضٌ إنْ دَامَ ثَلَاثًا وَتَقَدَّمَهُ طُهْرٌ تَامٌّ وَإِلَّا اسْتِحَاضَةٌ. (قَوْلُهُ: وَالْمَرْئِيُّ) أَيْ الدَّمُ الْمَرْئِيُّ مَعَ السِّقْطِ الَّذِي لَمْ يَظْهَرْ مِنْ خَلْقِهِ شَيْءٌ. (٢)

وكذا في فتاوى محمودية: (٣)

وكذا في امداد الفتاوی:

الجواب: في الدر المختار: وسقط طهر بعض خلقه كيد أو رجل أو أصبع أو ظفر أو شعر ولد حكما فتصير به نفساء إلى قوله: فإن لم يظهر له شيء فليس بشيء والمرئي حيض إن دام ثلاثا وتقدمه طهر تام وإلا استحاضة اهـ. في رد المحتار: قوله: وتقدمه، أي وجد قبله بعد حيضها السابق ليصير فاصلا بين الحيضتين إلخ. قوله: والاستحاضة، أي لم يدم ثلاثا وتقدمه طهر تام أو دام ولم يتقدمه طهر تامة أو لم يدم ثلاثا ولا تقدمه طهر تام. (٤)

نفاس کی تعریف اور حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نفاس کسے کہتے ہیں اور اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: نفاس اس خون کو کہا جاتا ہے جو عورت کو بچہ جننے کے بعد رحم سے آتا ہے، اس کی مدت زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہے کم از کم مدت کی کوئی حد نہیں ہے، شرعی حکم اس کا یہ ہے کہ اس دوران نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، قرآن مجید کی تلاوت کرنا،

(١) كتاب الطهارة، أحكام النفاس، ١/ ٣٧٩، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، باب الحيض والنفاس، ١/ ٢٧٩، ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، باب الحيض والنفاس، ٥/ ١٩٩، ط: جامعه فاروقيه كراچي.

(٤) كتاب الطهارة، باب الحيض والنفاس والاستحاضة، ١/ ١٠١، ط: دار العلوم.

قرآن مجید کو ہاتھ لگانا، بیت اللہ کا طواف کرنا اور ہمبستری کرنا ناجائز اور حرام ہے۔

کما في بدائع الصنائع:

وَأَمَّا النِّفَاسُ فَهُوَ فِي عُرْفِ الشَّرْعِ اسْمٌ لِلدَّمِ الْخَارِجِ مِنْ الرَّحِمِ عَقِيبَ الْوِلَادَةِ، وَسُمِّيَ نِفَاسًا إمَّا لِتَنَفُّسِ الرَّحِمِ بِالْوَلَدِ أَوْ بِخُرُوجِ النَّفْسِ، وَهُوَ الْوَلَدُ أَوْ الدَّمُ، وَالْكَلَامُ فِي لَوْنِهِ، وَخُرُوجِهِ كَالْكَلَامِ فِي دَمِ الْحَيْضِ وَقَدْ ذَكَرْنَاهُ. وَأَمَّا الْكَلَامُ فِي مِقْدَارِهِ فَأَقَلُّهُ غَيْرُ مُقَدَّرٍ بِلَا خِلَافٍ حَتَّى أَنَّهَا إذَا وَلَدَتْ، وَنَفِسَتْ وَقْتَ صَلَاةٍ لَا تَجِبُ عَلَيْهَا تِلْكَ الصَّلَاةُ، لِأَنَّ النِّفَاسَ دَمُ الرَّحِمِ وَقَدْ قَامَ الدَّلِيلُ عَلَى كَوْنِ الْقَلِيلِ مِنْهُ خَارِجًا مِنْ الرَّحِمِ، وَهُوَ شَهَادَةُ الْوِلَادَةِ... وَأَمَّا أَكْثَرُ النِّفَاسِ فَأَرْبَعُونَ يَوْمًا عِنْدَ أَصْحَابِنَا. (١)

وكذا في التنوير وشرحه

والنفاس لغة: ولادة المرأة، وشرعا دم... يخرج من رحم... عقب ولد أو اكثره ولو منقطعا عضوا عضوا لا أقله. (٢)

وكذا في الفتاوى التاتارخانية:

يجب أن يعلم بأن النفاس هو الدم الذي يخرج عقيب الولادة، قيل: إنه مشتق من النفس الذي هو عبارة عن الدم وقيل: مشتق من النفس الذي هو عبارة عن الولد فخروج الولد لا ينفك عن بلة دم إلخ. (٣)

وكذا في فتح القدير: (٤)

وكذا في الهندية:

(الْفَصْلُ الثَّانِي فِي النِّفَاسِ) وَهُوَ دَمٌ يَعْقُبُ الْوِلَادَةَ كَذَا فِي الْمُتُونِ وَلَوْ وَلَدَتْ وَلَمْ تَرَ دَمًا لَا يَجِبُ الْغُسْلُ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ وَهُوَ رِوَايَةٌ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ فِي الْمُفِيدِ هُوَ الصَّحِيحُ... أَقَلُّ النِّفَاسِ مَا يُوجَدُ وَلَوْ سَاعَةً وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى وَأَكْثَرُهُ أَرْبَعُونَ. كَذَا فِي السِّرَاجِيَّةِ. (٥)

---

(١) كتاب الطهارة، الاستحاضة وأحكامها، ١/ ١٥٧، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٢٩٩، ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، الفصل التاسع في الحيض، نوع آخر في النفاس، ١/ ٢٨٨، ط: قديمي.

(٤) كتاب الطهارات، فصل في النفاس، ١/ ١٨٨، ط: دار الكتب العلمية.

(٥) كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الثاني في النفاس، ١/ ٣٧، ط: رشيدية.

وفيه أيضا:

(الْفَصْلُ الرَّابِعُ فِي أَحْكَامِ الْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ وَالِاسْتِحَاضَةِ)... الْأَحْكَامُ الَّتِي يَشْتَرِكُ فِيهَا الْحَيْضُ وَالنِّفَاسُ ثَمَانِيَةٌ) مِنْهَا أَنْ يَسْقُطَ عَنْ الْحَائِضِ وَالنُّفَسَاءِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقْضِي... وَمِنْهَا أَنْ يَحْرُمَ عَلَيْهِمَا الصَّوْمُ فَتَقْضِيَانِهِ... وَمِنْهَا أَنَّهُ يَحْرُمُ عَلَيْهِمَا وَعَلَى الْجُنُبِ الدُّخُولُ فِي الْمَسْجِدِ سَوَاءٌ كَانَ لِلْجُلُوسِ... وَمِنْهَا حُرْمَةُ الطَّوَافِ لَهُمَا بِالْبَيْتِ، وَإِنْ طَافَتَا خَارِجَ الْمَسْجِدِ... وَمِنْهَا حُرْمَةُ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ... وَمِنْهَا حُرْمَةُ مَسِّ الْمُصْحَفِ... وَمِنْهَا حُرْمَةُ الْجِمَاعِ. [1]

حالت حیض میں بیوی سے جماع اور لمس وغیرہ کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایام حیض میں بیوی کے ساتھ جماع کا کیا حکم ہے؟ اور جماع کے علاوہ لمس و تقبیل جائز ہے یا نہیں؟

جواب: حائضہ عورت کے ساتھ جماع کرنا حرام ہے، البتہ ناف سے گھٹنے تک کپڑے کے اوپر سے چھونا اور اس کے علاوہ باقی اعضاء کو بغیر کسی حائل کے بھی چھونا اور بوس و کنار کرنا جائز ہے۔

كما في القرآن المجيد:

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ. (البقرة:٢٢٢)

وكذا في رد المحتار على الدر المختار:

(قَوْلُهُ يَعْنِي مَا بَيْنَ سُرَّةٍ وَرُكْبَةٍ) فَيَجُوزُ الِاسْتِمْتَاعُ بِالسُّرَّةِ وَمَا فَوْقَهَا وَالرُّكْبَةِ وَمَا تَحْتَهَا وَلَوْ بِلَا حَائِلٍ، وَكَذَا بِمَا بَيْنَهُمَا بِحَائِلٍ بِغَيْرِ الْوَطْءِ. [2]

وكذا في الجوهرة النيرة:

وله أن يقبلها ويضاجعها ويستمتع لجميع بدنها ما خلا ما بين السرة والركبة. [3]

وكذا في خير الفتاوى: [4]

---

[1] كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس والاستحاضة، ١/ ٣٨ - ٣٩، ط: رشيدية.

[2] كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٢٩٢، ط: سعيد.

[3] كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٣٦، ط: قديمي.

[4] كتاب الطهارة، ما يتعلق بالحيض والنفاس والاستحاضة، ٢/ ١٤١/ ط: امدادية.

وكذا في فتاوى حقانية: (١)

مسلسل تین ماہ تک خون آئے تو نفاس، حیض اور طہر کا فرق

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کا بچہ پیدا ہوا اور بتیس دن کے بعد خون بند ہو گیا اور آٹھ دن کے بعد پھر شروع ہو گیا، تین ماہ تک مسلسل جاری رہا اس دوران رمضان شریف بھی آیا، کچھ نماز اور روزے ادا کئے اور کچھ کو چھوڑ دیا ان روزوں اور نمازوں کا کیا حکم ہے، آیا سب کو دوبارہ لوٹائے گی یا صرف باقی ماندہ کو ادا کرے گی جبکہ عورت سے یہ کام جہالت کی وجہ سے صادر ہوا ہے اور حیض کے ایام کی تعداد سات دن ہیں، اور یہ تیسرا بچہ ہے ما قبل بچوں کی ولادت میں بھی یہی واقعہ پیش آیا تھا۔

جواب: صورت مسئولہ میں بتیس دن نفاس کے شمار ہوں گے اور آٹھ دن کے بعد جو خون مسلسل تین ماہ تک جاری رہا یہ استحاضہ اور حیض کے ایام شمار ہوں گے، فرق اس میں اس طرح ہوگا کہ ہر ماہ عورت کے حیض کے جو سات دن ہیں ان کو نکال کر باقی ایام سب استحاضہ کے شمار ہوں گے، اس طرح کل اکیس دن حیض کے شمار ہوں گے ان میں نمازیں معاف ہیں، اور نوے دنوں میں سے باقی انہتر دنوں کی نمازیں پڑھنی ہوں گی اور جتنے روزے چھوڑے ہیں ان کی قضا لوٹانی ہوگی۔

كما في التنوير وشرحه مع رد المحتار:

(وَأَكْثَرُهُ أَرْبَعُونَ يَوْمًا) كَذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ وَلِأَنَّ أَكْثَرَهُ أَرْبَعَةُ أَمْثَالِ أَكْثَرِ الْحَيْضِ. (وَالزَّائِدُ) عَلَى أَكْثَرِهِ (اسْتِحَاضَةٌ) لَوْ مُبْتَدَأَةً؛ أَمَّا الْمُعْتَادَةُ فَتُرَدُّ لِعَادَتِهَا وَكَذَا الْحَيْضُ، فَإِنْ انْقَطَعَ عَلَى أَكْثَرِهِمَا أَوْ قَبْلَهُ فَالْكُلُّ نِفَاسٌ. (قَوْلُهُ لَوْ مُبْتَدَأَةً) يَعْنِي إنَّمَا يُعْتَبَرُ الزَّائِدُ عَلَى الْأَكْثَرِ اسْتِحَاضَةً فِي حَقِّ الْمُبْتَدَأَةِ الَّتِي لَمْ تَثْبُتْ لَهَا عَادَةٌ، أَمَّا الْمُعْتَادَةُ فَتُرَدُّ لِعَادَتِهَا أَيْ وَيَكُونُ مَا زَادَ عَنْ الْعَادَةِ اسْتِحَاضَةً، لَا مَا زَادَ عَلَى الْأَكْثَرِ فَقَطْ (قَوْلُهُ فَتُرَدُّ لِعَادَتِهَا) أَطْلَقَهُ، فَشَمِلَ مَا إذَا كَانَ خَتْمُ عَادَتِهَا بِالدَّمِ أَوْ بِالطُّهْرِ، وَهَذَا عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ. وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ إنْ خَتَمَ بِالدَّمِ فَكَذَلِكَ، وَإِنْ بِالطُّهْرِ فَلَا.

وَبَيَانُهُ مَا ذُكِرَ فِي الْأَصْلِ: إذَا كَانَ عِدَّتُهَا فِي النِّفَاسِ ثَلَاثِينَ يَوْمًا فَانْقَطَعَ دَمُهَا عَلَى رَأْسِ عِشْرِينَ يَوْمًا وَطَهُرَتْ عَشَرَةَ أَيَّامٍ تَمَامَ عَادَتِهَا فَصَلَّتْ وَصَامَتْ ثُمَّ عَاوَدَهَا الدَّمُ فَاسْتَمَرَّ بِهَا حَتَّى جَاوَزَ الْأَرْبَعِينَ ذَكَرَ أَنَّهَا مُسْتَحَاضَةٌ فِيمَا زَادَ عَلَى الثَّلَاثِينَ، وَلَا يُجْزِيهَا صَوْمُهَا فِي الْعَشَرَةِ الَّتِي صَامَتْ فَيَلْزَمُهَا الْقَضَاءُ. أَمَّا عَلَى مَذْهَبِ مُحَمَّدٍ فَنِفَاسُهَا عِشْرُونَ، فَلَا تَقْضِي مَا صَامَتْ بَعْدَهَا، بَحْرٌ مِنْ الْبَدَائِعِ. (قَوْلُهُ: وَكَذَا الْحَيْضُ) يَعْنِي إنْ زَادَ عَلَى

(١) كتاب الطهارة، باب الحيض، ٢/ ٥٥٧، ط: حقانية.

عَشْرَةٍ فِي الْمُبْتَدَأَةِ، فَالزَّائِدُ اسْتِحَاضَةٌ، وَتُرَدُّ الْمُعْتَادَةُ لِعَادَتِهَا. (١)

وكذا في الهندية:

فَإِنْ رَأَتْ بَيْنَ طُهْرَيْنِ تَامَّيْنِ دَمًا لَا عَلَى عَادَتِهَا بِالزِّيَادَةِ أَوْ النُّقْصَانِ أَوْ بِالتَّقَدُّمِ وَالتَّأَخُّرِ أَوْ بِهِمَا مَعًا انْتَقَلَتْ الْعَادَةُ إلَى أَيَّامِ دَمِهَا حَقِيقِيًّا كَانَ الدَّمُ أَوْ حُكْمِيًّا هَذَا إذَا لَمْ يُجَاوِزْ الْعَشَرَةَ فَإِنْ جَاوَزَهَا فَمَعْرُوفَتُهَا حَيْضٌ وَمَا رَأَتْ عَلَى غَيْرِهَا اسْتِحَاضَةٌ فَلَا تَنْتَقِلُ الْعَادَةُ هَكَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ. وَكَذَا النِّفَاسُ فَإِنْ رَأَتْ لَا عَلَى الْعَادَةِ وَلَمْ يُجَاوِزْ الْأَرْبَعِينَ انْتَقَلَتْ. هَكَذَا فِي الْمُحِيطِ وَإِذَا جَاوَزَ الْأَرْبَعِينَ وَلَهَا عَادَةٌ فِي النِّفَاسِ رُدَّتْ إلَى أَيَّامِ عَادَتِهَا سَوَاءٌ كَانَ خُتِمَ مَعْرُوفَتُهَا بِالدَّمِ أَوْ بِالطُّهْرِ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ. هَكَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ. (٢)

وكذا في الهداية:

ولو زاد الدم على عشرة أيام ولها عادة معروفة دونها ردت إلى أيام عادتها والذي زاد استحاضة... وأقل النفاس لا حد له؛ لأن تقدم الولد علم الخروج من الرحم فأغنى عن امتداد جعل علما عليه كما في الحيض... وأكثره أربعون يوما والزائد عليه استحاضة لحديث أم سلمة رضي الله عنها أن النبي عليه الصلاة والسلام وقت للنفساء أربعين يوما وهو حجة على الشافعي رحمه الله في اعتبار الستين، فإن جاوز الدم الأربعين وقد كانت ولدت قبل ذلك ولها عادة في النفاس ردت إلى أيام عادتها لما بينا في الحيض وإن لم تكن لها عادة فابتداء نفاسها أربعون يوما؛ لأنه أمكن جعله نفاسا. (٣)

وكذا في بهشتي زيور: (٤)

وكذا في امداد الأحكام: (٥)

وكذا في كفاية المفتي: (٦)

====================

(١) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٣٠٠، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، الباب الاسد في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس والاستحاضة، ٣٩/١، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارات، باب الحيض والاستحاضة، فصل في النفاس، ١/ ٦٥- ٦٦، ط: رحمانية.

(٤) باب في النفاس، ١٧٠/٢، ط: دار الاشاعت.

(٥) كتاب الطهارة، فصل في الحيض والنفاس والاستحاضة، ١/ ٣٦٢، ط: دار العلوم.

(٦) كتاب الطهارة، الباب الثاني في الإنسان و عارضه، الفصل الثاني في الحيض والنفاس، ٢/ ٣٠٣، ط: دار الاشاعت.

نماز کے آخری وقت میں حیض آجائے تو اس نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی عورت کو ظہر کے آخری وقت میں حیض آجائے اور ابھی تک اس نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی تھی جب کہ اتنا وقت گزر گیا تھا کہ وہ اس میں نماز پڑھ سکتی تھی تو آیا اس عورت پر اس نماز کی قضا لازم ہوگی یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں اس عورت پر اس نماز کی قضا لازم نہیں ہوگی۔

كما في رد المحتار:

(قَوْلُهُ وَلَوْ شَرَعَتْ تَطَوُّعًا فِيهِمَا) أَيْ فِي الصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ؛ أَمَّا الْفَرْضُ فَفِي الصَّوْمِ تَقْضِيهِ دُونَ الصَّلَاةِ وَإِنْ مَضَى مِنْ الْوَقْتِ مَا يُمْكِنُهَا أَدَاؤُهَا فِيهِ؛ لِأَنَّ الْعِبْرَةَ عِنْدَنَا لِآخِرِ الْوَقْتِ. (١)

وكذا في البحر الرائق:

وَفِي الْخُلَاصَةِ، فَإِنْ أَدْرَكَهَا الْحَيْضُ فِي شَيْءٍ مِنْ الْوَقْتِ سَقَطَتْ الصَّلَاةُ عَنْهَا إنْ افْتَتَحَهَا. (٢)

وكذا في مجمع الأنهر:

ثُمَّ الْمُعْتَبَرُ آخِرُ الْوَقْتِ عِنْدَنَا فَإِذَا حَاضَتْ فِي آخِرِ الْوَقْتِ سَقَطَتْ، وَإِنْ طَهُرَتْ فِيهِ وَجَبَتْ فَإِذَا كَانَتْ طَهَارَتُهَا لِعَشَرَةٍ وَجَبَتْ الصَّلَاةُ. (٣)

وكذا في الهندية:

إذَا حَاضَتْ فِي الْوَقْتِ أَوْ نُفِسَتْ سَقَطَ فَرْضُهُ بَقِيَ مِنْ الْوَقْتِ مَا يُمْكِنُ أَنْ تُصَلِّيَ فِيهِ أَوْ لَا. هَكَذَا فِي الذَّخِيرَةِ. لَوْ افْتَتَحَتْ الصَّلَاةَ فِي آخِرِ الْوَقْتِ ثُمَّ حَاضَتْ لَا يَلْزَمُهَا قَضَاءُ هَذِهِ الصَّلَاةِ. (٤)

غیر معتاد راستے سے خون آئے تو منقطع ہونے پر غسل کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حیض اگر غیر معتاد راستے سے آجائے تو منقطع ہونے پر غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

---

(١) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٢٩١، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٣٥٦، ط. رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٧٩، ط: الحبيبية.

(٤) كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصه بالنساء، الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس والاستحاضة. ٣٨، ط: رشيدية.

جواب: خون اگر غیر معتادراستے سے آجائے تو منقطع ہونے پر غسل کرنا مستحب ہے وہ حیض شمار نہیں ہوگا۔

كما في الهندية:

وَهُوَ دَمٌ مِنَ الرَّحِمِ لَا لِوِلَادَةٍ... فَإِنْ رَأَتْهُ مِنَ الدُّبُرِ لَا يَكُونُ حَيْضًا وَيُسْتَحَبُّ أَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ انْقِطَاعِ الدَّمِ. (١)

وكذا في التاتارخانية:

فأما الخارج من فرج المرأة دون الرحم فاستحاضة وليس بحيض شرعا وفي فتاوى الشيخ الفقيه أبي الليث رحمه الله أن الدم الخارج من الدبر لا يكون حيضا ويستحب لها أن تغتسل عند انقطاع الدم وإن أمسك زوجها عن الإتيان بها أحب إلي لجواز أنه خرج من الرحم ولكن من هذا السيل. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

وَخَرَجَ بِقَوْلِهِ يَنْفُضُهُ رَحِمُ امْرَأَةٍ دَمُ الرُّعَافِ وَالْجِرَاحَاتِ وَمَا يَكُونُ مِنْهُ لَا مِنْ آدَمِيَّةٍ. وَمَا يَخْرُجُ مِنْ الدُّبُرِ مِنْ الدَّمِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بِحَيْضٍ لَكِنْ يُسْتَحَبُّ لَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ عَنْ انْقِطَاعِ الدَّمِ، فَإِنْ أَمْسَكَ زَوْجُهَا عَنْ الْإِتْيَانِ أَحَبُّ إِلَيَّ. (٣)

نفاس کا خون نظر نہ آئے تو غسل کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی عورت کا بچہ پیدا ہو جائے اور اس کے بعد خون نہ آئے تو کیا اس عورت کے پاک ہونے کے لئے اس پر غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں صحیح قول کے مطابق اس عورت پر غسل واجب ہے۔

كما في الدر المختار:

وَالنِّفَاسُ لُغَةً: وِلَادَةُ الْمَرْأَةِ. وَشَرْعًا: دَمٌ، فَلَوْ لَمْ تَرَهُ هَلْ تَكُونُ نُفَسَاءَ؟ الْمُعْتَمَدُ نَعَمْ. (٤)

وكذا في الدر المنتقى على هامش مجمع الأنهر:

ولو لم تر دما فالصحيح لزوم الغسل وفساد الصوم. (٥)

==================

(١) كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الأول في الحيض، ١/ ٣٦، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، الفصل التاسع في الحيض، ١/ ٣٢٢-٣٢٣، ط: إدارة القرآن.

(٣) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٣٣١، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٢٩٩، ط: سعيد.

(٥) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٨٢، ط: احبيبية.

وكذا في الهندية:

وَلَوْ وَلَدَتْ وَلَمْ تَرَ دَمًا لَا يَجِبُ الْغُسْلُ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ وَهُوَ رِوَايَةٌ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ فِي الْمُفِيدِ هُوَ الصَّحِيحُ لَكِنْ يَجِبُ عَلَيْهَا الْوُضُوءُ بِخُرُوجِ النَّجَاسَةِ مَعَ الْوَلَدِ... وعند أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ: يَجِبُ الْغُسْلُ وَأَكْثَرُ الْمَشَايِخِ أَخَذُوا بِقَوْلِهِ وَبِهِ كَانَ يُفْتِي الصَّدْرُ الشَّهِيدُ. هَكَذَا فِي الْمُحِيطِ وَقَالَ أَبُو عَلِيٍّ الدَّقَّاقُ وَبِهِ نَأْخُذُ.. (١)

لاعلمی میں اپنی بیوی کے ساتھ حالت حیض میں ہمبستری کرنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی کو مسئلہ معلوم نہ تھا، اس نے اپنی بیوی کے ساتھ حالت حیض میں ہمبستری کی تو شرعا اس پر کوئی سزا ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں یہ شخص سخت گناہ کا مرتکب ہوا ہے اس پر توبہ استغفار لازم ہے، اور چونکہ لاعلمی کی وجہ سے اس شخص سے یہ گناہ سرزد ہوا ہے اس لئے کچھ نہ کچھ صدقہ دینا مستحب ہے۔

كما في الدر المختار:

ثُمَّ هُوَ كَبِيرَةٌ لَوْ عَامِدًا مُخْتَارًا عَالِمًا بِالْحُرْمَةِ لَا جَاهِلًا أَوْ مُكْرَهًا أَوْ نَاسِيًا فَتَلْزَمُهُ التَّوْبَةُ، وَيُنْدَبُ تَصَدُّقُهُ بِدِينَارٍ أَوْ نِصْفِهِ. (٢)

وكذا في الهندية:

فَإِنْ جَامَعَهَا وَهُوَ عَالِمٌ بِالتَّحْرِيمِ فَلَيْسَ عَلَيْهِ إِلَّا التَّوْبَةُ وَالِاسْتِغْفَارُ وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِدِينَارٍ أَوْ نِصْفِ دِينَارٍ. كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ. (٣)

وكذا في في البحر الرائق:

وَوَطْؤُهَا فِي الْفَرْجِ عَالِمًا بِالْحُرْمَةِ عَامِدًا مُخْتَارًا كَبِيرَةٌ لَا جَاهِلًا وَلَا نَاسِيًا وَلَا مُكْرَهًا فَلَيْسَ عَلَيْهِ إِلَّا التَّوْبَةُ وَالِاسْتِغْفَارُ وَهَلْ يَجِبُ التَّعْزِيرُ أَمْ لَا، وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِدِينَارٍ أَوْ نِصْفِهِ إلخ. (٤)

---

(١) كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الثاني في النفاس، ١/ ٣٧، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٢٩٧ - ٢٩٨، ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس والاستحاضة، ١/ ٣٩، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٣٤٢، ط: رشيدية.

وكذا في فتح القدير:

(قَوْلُهُ وَلَا يَأْتِيهَا زَوْجُهَا) وَلَوْ أَتَاهَا مُسْتَحِلًّا كَفَرَ أَوْ عَالِمًا بِالْحُرْمَةِ أَتَى كَبِيرَةً وَوَجَبَتْ التَّوْبَةُ وَيَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ أَوْ بِنِصْفِهِ اسْتِحْبَابًا. (١)

وكذا في الفتاوى التاتارخانية:

ومنها أن لا يأتيها زوجها. وفي الولوالجية: ومن أتى المرأة في حيضها فعليه الاستغفار والتوبة بهذا من حيث الحكم، أما من حيث الاستحباب يتصدق بدينار أو نصف دينار. (٢)

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

كفارة وطء الحائض ونحوها: يري المالكية والحنفية والشافعية في المذهب الجديد: أنه لا كفارة على من وطئ حائضاً ونحوها، بل الواجب عليه الاستغفار والتوبة؛ لأن الأصل البراءة، فلا ينتقل عنها إلا بحجة، وحديث الكفارة مضطرب، ولأنه وطء محرم للأذى، فلم تتعلق به الكفارة كالوطء في الدبر... والكفارة دينار أو نصف دينار على سبيل التخيير، أيهما أخرج أجزأه، لما روي عن ابن عباس، عن النبي صلّى الله عليه وسلم: في الذي يأتي امرأته، وهي حائض: يتصدق بدينار أو نصف دينار وتسقط كفارة الوطء في الحيض بعجز عنها، ككفارة الوطء في رمضان. (٣)

حیض ونفاس کے درمیان طہر کی کم سے کم مدت

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حیض ونفاس کے درمیان کم سے کم طہر کی مدت کتنی ہے؟

جواب: نفاس کے ایام پورے ہونے کے بعد پندرہ دن تک طہر رہتا ہے، نفاس یا حیض کے بعد پندرہ دن سے پہلے دوسرا حیض نہیں آتا اس لئے کہ طہر کی کم از کم مدت پندرہ دن ہے اس سے پہلے جو خون نظر آئے وہ بیماری کا خون سمجھا جائے گا۔

کما في حاشية الطحطاوي مع الدر المختار:

(وما تراه)..... (حامل) ولو قبل خروج أكثر الولد (استحاضة وأقل الطهر) بين الحيضتين أو النفاس

---

(١) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ١٦٩، ط: دار الكتب العلمية.

(٢) كتاب الطهارة، الفصل التاسع في الحيض، نوع آخر: الأحكام التي تتعلق بالحيض، ١/ ٢٤٩، ط: قديمي.

(٣) كتاب الطهارة، الفصل السابع الحيض والنفاس والاستحاضة، المبحث الثالث أحكام الحيض والنفاس... إلخ، ١/ ٦٣٠، ط: نشر احسان.

والحيض (خمسة عشر يوما) ولياليها (قوله: أو النفاس والحيض) أي إذا استكمل النفاس أكثره. [١]

وكذا في التاتارخانية:

ومن جملة ذلك الدم المتخلل في أقل مدة الطهر ولا يمكن معرفة ذلك إلا بعد معرفة أقل الطهر وأقله خمسة عشر يوما عندنا. [٢]

وكذا في التنوير مع الدر المختار:

(وَأَقَلُّ الطُّهْرِ) بَيْنَ الْحَيْضَتَيْنِ أَوْ النِّفَاسِ وَالْحَيْضِ (خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا) وَلَيَالِيهَا إجْمَاعًا (وَلَا حَدَّ لِأَكْثَرِهِ). [٣]

غیر معروف طریقے سے بچے کی ولادت پر نکلنے والے خون کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حاملہ عورت کے پیٹ میں زخم پھٹ گیاناف کی طرف سے،اور بچہ کی ولادت بھی ناف ہی سے ہوئی اب جوخون ناف سے ولادت کے بعد نکلے وہ نفاس کے حکم میں ہے یانہیں؟؟

جواب: نفاس ہراس خون کو کہاجاتاہے جوبچے کی ولادت کے بعد رحم سے آئے،چاہے بچہ فطری طریقہ سے پیداہو یاآپریشن کے ذریعے سے،اس لئے صورت مسئولہ میں جوخون ناف سے ولادت کے بعد نکلاہےوہ زخم کاخون ہے،لہٰذااس عورت پر نمازاور روزہ لازم ہوں گےاوراگر رحم سے نکلے تووہ نفاس شمار ہوگا۔

كما في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَالنِّفَاسُ) لُغَةً: وِلَادَةُ الْمَرْأَةِ. وَشَرْعًا (دَمٌ) فَلَوْ لَمْ تَرَهُ هَلْ تَكُونُ نُفَسَاءَ؟ الْمُعْتَمَدُ نَعَمْ (وَيَخْرُجُ) مِنْ رَحِمِهَا فَلَوْ وَلَدَتْهُ مِنْ سُرَّتِهَا إنْ سَالَ الدَّمُ مِنْ الرَّحِمِ فَنُفَسَاءُ وَإِلَّا فَذَاتُ جُرْحٍ وَإِنْ ثَبَتَ لَهُ أَحْكَامُ الْوَلَدِ (عَقِبَ وَلَدٍ) أَوْ أَكْثَرِهِ وَلَوْ مُتَقَطِّعًا عُضْوًا عُضْوًا لَا أَقَلِّهِ... (قَوْلُهُ مِنْ سُرَّتِهَا) عِبَارَةُ الْبَحْرِ: مِنْ قِبَلِ سُرَّتِهَا، بِأَنْ كَانَ بِبَطْنِهَا جُرْحٌ فَانْشَقَّتْ وَخَرَجَ الْوَلَدُ مِنْهَا. اهـ (قَوْلُهُ فَنُفَسَاءُ) ؛ لِأَنَّهُ وُجِدَ خُرُوجُ الدَّمِ مِنْ الرَّحِمِ عَقِبَ الْوِلَادَةِ بَحْرٌ (قَوْلُهُ وَإِلَّا) أَيْ بِأَنْ سَالَ الدَّمُ مِنْ السُّرَّةِ (قَوْلُهُ وَإِنْ ثَبَتَ لَهُ أَحْكَامُ الْوَلَدِ) أَيْ فَتَنْقَضِي بِهِ الْعِدَّةُ وَتَصِيرُ الْأَمَةُ أُمَّ وَلَدٍ، وَلَوْ عَلَّقَ طَلَاقَهَا بِوِلَادَتِهَا وَقَعَ لِوُجُودِ الشَّرْطِ بَحْرٌ عَنْ الظَّهِيرِيَّةِ. [٤]

[١] كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ١٤٦، ط: رشيدية.

[٢] كتاب الطهارة، الفصل التاسع في الحيض، ١/ ٣٢٤، ط: إدارة القرآن.

[٣] كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٢٨٥، ط: سعيد.

[٤] كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب: في حكم وطئ المستحاضة ومن بذكر نجاسة، ١/ ٢٩٩، ط: سعيد.

كذا في حاشية الطحطاوي على الدر:

(قوله: فلو ولدته من سرتها) بأن كان بها جرح فانشقت وخرج الولد منها (قوله: فنفساء) لأنه وجد خروج الدم من الرحم عقب الولادة (قوله: وإلا فذات جرح) يعني لا تعطى حكم النفساء (قوله: وإن ثبت له أحكام الولد) من انقضاء العدة وصيرورة الأمة به أم ولد ولو علق طلاقها بولادتها وقع لوجود الشرط، كذا في الفتاوى الظهيرية. [1]

وكذا في الهندية:

وَلَوْ وَلَدَتْ مِنْ قِبَلِ سُرَّتِهَا بِأَنْ كَانَ بِبَطْنِهَا جُرْحٌ فَانْشَقَّتْ وَخَرَجَ الْوَلَدُ مِنْهَا تَكُونُ صَاحِبَةُ جُرْحٍ سَائِلٍ لَا نُفَسَاءَ. هَكَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ وَالتَّبْيِينِ إلَّا إذَا خَرَجَ مِنْ الْفَرْجِ دَمٌ عَقِيبَ خُرُوجِ الْوَلَدِ مِنْ السُّرَّةِ فَإِنَّهُ حِينَئِذٍ يَكُونُ نِفَاسًا. [2]

وكذا في فتاوى حقانية: [3]

وكذا في خير الفتاوى: [4]

نفاس کا خون وقفے وقفے سے آنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نفاس کی کم از کم مدت کوئی نہیں، زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے اگر کسی عورت کو بیس دن خون آیا اور پھر بند ہوگیا دو یا تین دن بعد پھر خون آیا پھر بند ہوگیا، تیس یا پینتیس دن میں خون مکمل طور پر بند ہوگیا، اب پوچھنا یہ ہے کہ مذکورہ عورت کے کتنے دن نفاس کے ہوں گے۔

جواب: مذکورہ صورت میں اگر پہلے سے عادت مقرر نہیں تھی تو وہ مکمل چالیس دن نفاس کے سمجھے اس کے بعد پاک ہوئی اگر پہلے سے عادت مقرر تھی تو اسی قدر دن نفاس کے سمجھے بقیہ دن استحاضہ کے شمار کئے جائیں گے، اس صورت میں عادت مقررہ مکمل ہونے کے بعد سے پاک سمجھی جائے گی۔

کما في الدر المختار:

وَأَكْثَرُهُ أَرْبَعُونَ يَوْمًا..... وَالزَّائِدُ عَلَى أَكْثَرِهِ اسْتِحَاضَةٌ لَوْ مُبْتَدَأَةً، أَمَّا الْمُعْتَادَةُ فَتُرَدُّ لِعَادَتِهَا وَكَذَا الْحَيْضُ، فَإِنْ انْقَطَعَ عَلَى أَكْثَرِهِمَا أَوْ قَبْلَهُ فَالْكُلُّ نِفَاسٌ. [5]

====================

[1] كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ١٥٣، ط: رشيدية.

[2] كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الثاني في النفاس، ١/ ٣٧، ط: رشيدية.

[3] كتاب الطهارة، باب الحيض، ٢/ ٥٦٣، ط: حقانية.

[4] كتاب الطهارة، ما يتعلق بالحيض... إلخ، ٢/ ١٤٦، ط: امدادية.

[5] كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٣٠٠، ط: سعيد.

وکذا في الهندية:

أَقَلُّ النِّفَاسِ مَا يُوجَدُ وَلَوْ سَاعَةً وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى وَأَكْثَرُهُ أَرْبَعُونَ. كَذَا فِي السِّرَاجِيَّةِ. وَإِنْ زَادَ الدَّمُ عَلَى الْأَرْبَعِينَ فَالْأَرْبَعُونَ فِي الْمُبْتَدَأَةِ وَالْمَعْرُوفَةُ فِي الْمُعْتَادَةِ نِفَاسٌ هَكَذَا فِي الْمُحِيطِ [۱]

وكذا في الهداية: [۲]

وكذا في فتاوى دار العلوم ديوبند: [۳]

حائضہ معلّمہ بچوں کو قرآن کس طرح پڑھائے گی؟

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حائضہ عورت اگر معلّمہ ہو تو وہ بچوں کو قرآن کس طرح پڑھائے گی؟

جواب: حائضہ معلّمہ بچوں کو پڑھاتے وقت قرآن کی پوری آیت روانی کے ساتھ نہ پڑھے بلکہ ہر کلمہ کو الگ الگ کرکے پڑھے۔

كذا في البحر الرائق:

وَإِذَا حَاضَتْ الْمُعَلِّمَةُ فَيَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُعَلِّمَ الصِّبْيَانَ كَلِمَةً كَلِمَةً وَتَقْطَعَ بَيْنَ الْكَلِمَتَيْنِ عَلَى قَوْلِ الْكَرْخِيِّ وَعَلَى قَوْلِ الطَّحَاوِيِّ تُعَلِّمُ نِصْفَ آيَةٍ [٤]

وكذا في رد المحتار:

أَيْ وَلَوْ دُونَ آيَةٍ مِنْ الْمُرَكَّبَاتِ لَا الْمُفْرَدَاتِ؛ لِأَنَّهُ جُوِّزَ لِلْحَائِضِ الْمُعَلِّمَةِ تَعْلِيمُهُ كَلِمَةً كَلِمَةً كَمَا قَدَّمْنَاهُ. [٥]

وكذا في الهندية:

ولا يجوز لهم مس المصحف بالثياب التي هم لابسوها. [٦]

وكذا في خير الفتاوى: [۷]

وكذا في احسن الفتاوى: [۸]

---

[۱] كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الثاني في النفاس، ۱/ ۳۷، ط: رشيدية.

[۲] كتاب الطهارات، فصل في النفاس، ۱/ ٦٧، ط: رحمانيه.

[۳] كتاب الطهارات، الباب السادس في الحيض والنفاس وغيرهما، فصل ثانی مسائل نفاس، ۱/ ۲۱۴، ط: دار الاشاعت۔

[٤] كتاب الطهارة، باب الحيض، ۱/ ۳٤۸، ط: رشيدية.

[٥] كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب: لو أفتى مفت بشيئ... إلخ، ۱/ ۲۹۳، ط: سعيد.

[٦] كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس، ۱/ ۳۹، ط: رشيدية.

[۷] كتاب الطهارة، ما يتعلق بالحيض والنفاس والاستحاضة، ۲/ ۱٤۰، ط: امدادية.

[۸] كتاب الطهارة، باب الحيض، ۲/ ٦٧، ط: سعيد.

فصل فيما يتعلق بأحكام المعذورين

جس کو سلسل البول کی بیماری ہو اس کے لئے نماز پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) کسی کو قطرے کی بیماری ہو اور وضو برقرار نہ رہتا ہو تو وہ کس طرح نماز پڑھے اسی طرح اس نے ایک جوڑا کپڑے کا اگرچہ خاص کیا ہے اور اسی کو نماز کے وقت پہنتا ہے پھر بھی معلوم نہیں ہوتا کپڑے گندے ہو جاتے ہیں تو اس کے لئے کیا حکم ہے۔ (۲) جب وہ سفر کی حالت میں ہو تو کس طرح نماز پڑھے جبکہ سفر کی حالت میں کپڑے وغیرہ تبدیل کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ (۳) اور جس آدمی کو قطرے کی بیماری نہیں ہے کبھی کبھار اس سے بھی قطرے نکلتے ہیں معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کس طرح نماز پڑھے اور قرآن کریم کی تلاوت کس طرح کرے، قطرے کی بیماری والا کس طرح قرآن کریم کی تلاوت کرے۔

جواب: (۱) ایسا شخص جس کو مسلسل قطرے آتے ہوں اور ایک فرض نماز کے بقدر بھی وقت نہ ملتا ہو جس میں قطرے رُک جاتے ہوں تو یہ شخص معذور شرعی ہے، اور اگر اسے فرض نماز کے بقدر وقت مل جاتا ہے کہ جس میں قطرات کی شکایت نہ ہو تو پھر یہ شخص معذور شرعی نہیں کہلائے گا، اور معذور شخص کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد وضو کر کے پاک کپڑے پہن لے، اور نماز کا وقت ختم ہونے تک وہ اس وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے، قرآن کریم کو ہاتھ لگا سکتا ہے ان قطرات کی وجہ سے اس کا وضو ختم نہیں ہوگا، اور اگر کوئی اور ناقض وضو امر پیش آجائے تو وضو ٹوٹ جائے گا، اور نیا وضو کرنا ہوگا، لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر یہ شخص معذور شرعی ہے تو نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد پاک کپڑے پہن کر وضو کرے، نماز کا وقت ختم ہونے تک قطرات آنے کے باوجود اس کے لئے انہی کپڑوں میں نماز پڑھنا درست ہوگا اور جیسے ہی وقت ختم ہوگا اس کا وضو بھی ختم ہو جائے گا۔

(۲) سفر کی حالت میں اگر کپڑے تبدیل کرنے میں دشواری ہو تو صرف نجاست والی جگہ کو دھو کر نماز پڑھ لے۔

(۳) جو شخص شرعاً معذور نہیں کبھی کبھار قطرات کی شکایت ہوتی ہے تو ایسے شخص کا وضو قطرہ آنے سے ٹوٹ جائے گا، فوراً نیت توڑ کر وضو کرنا چاہئے اور کپڑا بھی پاک کرنا چاہئے، اسی طرح اگر قرآن مجید کی تلاوت کے دوران قطرات آجائیں تو جا کر وضو کرلے اور پھر قرآن کریم کو ہاتھ لگائے۔

كما في التنوير مع رد المحتار:

(وَصَاحِبُ عُذْرٍ مَنْ بِهِ سَلَسُ) بَوْلٍ لَا يُمْكِنُهُ إِمْسَاكُهُ (أَوْ اسْتِطْلَاقُ بَطْنٍ أَوْ انْفِلَاتُ رِيحٍ أَوْ اسْتِحَاضَةٌ) أَوْ بِعَيْنِهِ رَمَدٌ أَوْ عَمَشٌ أَوْ غَرَبٌ، وَكَذَا كُلُّ مَا يَخْرُجُ بِوَجَعٍ وَلَوْ مِنْ أُذُنٍ وَثَدْيٍ وَسُرَّةٍ (إِنْ اسْتَوْعَبَ عُذْرُهُ تَمَامَ

وَقْتِ صَلاةٍ مَفْرُوضَةٍ) بِأَنْ لَا يَجِدَ فِي جَمِيعِ وَقْتِهَا زَمَنًا يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي فِيهِ خَالِيًا عَنْ الْحَدَثِ (وَلَوْ حُكْمًا) لِأَنَّ الِانْقِطَاعَ الْيَسِيرَ مُلْحَقٌ بِالْعَدَمِ. (١)

وكذا في ملتقى الأبحر:

الْمُسْتَحَاضَةُ وَمَنْ بِهِ سَلَسُ بَوْلٍ أَوْ اسْتِطْلَاقُ بَطْنٍ أَوْ انْفِلَاتُ رِيحٍ أَوْ رُعَافٌ دَائِمٌ أَوْ جُرْحٌ لَا يَرْقَأُ يَتَوَضَّئُونَ لِوَقْتِ كُلِّ صَلَاةٍ، وَيُصَلُّونَ بِهِ فِي الْوَقْتِ مَا شَاءُوا مِنْ فَرْضٍ وَنَفْلٍ ويبطل بخروجه فقط... والمعذور من لَا يمْضِي عَلَيْهِ وَقت صَلَاة إِلَّا وَالَّذِي ابتلى بِهِ يُوجد فِيهِ. (٢)

وكذا في الهندية:

الْمُسْتَحَاضَةُ وَمَنْ بِهِ سَلَسُ بَوْلٍ أَوْ استطلاق البطن أو انفلات الريح أَوْ رُعَافٌ دَائِمٌ أَوْ جُرْحٌ لَا يَرْقَأُ يَتَوَضَّئُونَ لِوَقْتِ كُلِّ صَلَاةٍ وَيُصَلُّونَ بذلك الوضوء فِي الْوَقْتِ مَا شَاءُوا مِنَ الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ، هكذا في البحر الرائق: (٣)

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَحُكْمُهُ الْوُضُوءُ) لَا غَسْلُ ثَوْبِهِ وَنَحْوِهِ (لِكُلِّ فَرْضٍ) اللَّامُ لِلْوَقْتِ كَمَا فِي ''لِدُلُوكِ الشَّمْسِ'' (ثُمَّ يُصَلِّي) بِهِ (فِيهِ فَرْضًا وَنَفْلًا) فَدَخَلَ الْوَاجِبُ بِالْأَوْلَى (فَإِذَا خَرَجَ الْوَقْتُ بَطَلَ) أَيْ: ظَهَرَ حَدَثُهُ السَّابِقُ، حَتَّى لَوْ تَوَضَّأَ عَلَى الِانْقِطَاعِ وَدَامَ إلَى خُرُوجِهِ لَمْ يَبْطُلْ بِالْخُرُوجِ مَا لَمْ يَطْرَأْ حَدَثٌ آخَرُ أَوْ يَسِيلُ كَمَسْأَلَةِ مَسْحِ خُفِّهِ... (قَوْلُهُ: لَا غَسْلُ ثَوْبِهِ) أَيْ: إنْ لَمْ يُفِدْ كَمَا يَأْتِي. (٤)

وكذا في البحر الرائق: (٥)

وكذا في فتاوى محمودية(٦)

نماز کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا: (٧)

---

(١) كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب في أحكام المعذور، ١/ ٣٠٥، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، باب الحيض، فصل، ١/ ٨٤- ٨٥، ط: الحبيبية.

(٣) كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء إلخ، الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس والاستحاضة، ١/ ٤١، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب في أحكام المعذور، ١/ ٣٠٥، ط: سعيد.

(٥) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٣٧٣، ط: رشيدية.

(٦) كتاب الطهارة، باب الحيض والنفاس، ٥/ ٢١٥- ٢١٦، ط: ادارة الفاروق.

(٧) كتاب الطهارة، ٤/ ٩٩، ط: بيت المعمور.

معذور شخص کے وضو کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کو ہوا کے خارج ہونے کی بیماری ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ کبھی یہ شخص پورا دن ٹھیک رہتا ہے اور ہوا خارج نہیں ہوتی اور کبھی دن میں اتنی دیر بھی ہوا نہیں ٹھہرتی کہ وہ شخص وضو کر کے موجودہ وقت کی نماز ادا کر سکے، طلب امر یہ ہے کہ آیا یہ شخص معذور ہے یا نہیں؟ اور اسی طرح جب یہ شخص وضو کرتا ہے تو وضو مکمل کرنے سے پہلے ہوا خارج ہو جاتی ہے تو کیا از سر نو وضو کرے یا نہ کرے؟

جواب: سوال میں مذکورہ شخص کو جس دن اتنا وقت ملے کہ وہ ہر نماز کے وقت وضو کر کے اس وقت کی نماز ادا کر سکے اور اس دوران نماز کا وقت نکلنے تک اسے وہ عذر پیش نہ آئے تو وہ شخص معذور نہیں ہوگا، اور جس دن اس شخص کو خروج ریح کی وجہ سے اتنا وقت بھی نہیں ملتا کہ وہ وضو کر کے اس وقت کی نماز ادا کر لے تو اس دن سے یہ شخص معذور تصور ہوگا۔

ایسے معذور شخص کا حکم یہ ہے کہ نماز کا وقت آنے پر وہ وضو کر لے، دوران وضو یا وضو کے بعد خروج ریح کی وجہ سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا، اس نماز کا وقت نکلنے تک وہ اسی وضو سے فرض و نفل تمام نمازیں پڑھ سکتا ہے، البتہ خروج ریح کے علاوہ اگر کسی اور وجہ سے وضو ٹوٹ گیا تو پھر نیا وضو کرنا ضروری ہوگا۔

كذا في الدر المختار:

إنْ اسْتَوْعَبَ عُذْرُهُ تَمَامَ وَقْتِ صَلَاةٍ مَفْرُوضَةٍ بِأَنْ لَا يَجِدَ فِي جَمِيعِ وَقْتِهَا زَمَنًا يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي فِيهِ خَالِيًا عَنْ الْحَدَثِ (وَلَوْ حُكْمًا) لِأَنَّ الِانْقِطَاعَ الْيَسِيرَ مُلْحَقٌ بِالْعَدَمِ (وَهَذَا شَرْطُ) الْعُذْرِ (فِي حَقِّ الِابْتِدَاءِ، وَفِي) حَقِّ (الْبَقَاءِ كَفَى وُجُودُهُ فِي جُزْءٍ مِنْ الْوَقْتِ) وَلَوْ مَرَّةً (وَفِي) حَقِّ الزَّوَالِ يُشْتَرَطُ (اسْتِيعَابُ الِانْقِطَاعِ) تَمَامَ الْوَقْتِ (حَقِيقَةً) لِأَنَّهُ الِانْقِطَاعُ الْكَامِلُ. [1]

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: وَلَوْ حُكْمًا) أَيْ: وَلَوْ كَانَ الِاسْتِيعَابُ حُكْمًا بِأَنْ انْقَطَعَ الْعُذْرُ فِي زَمَنٍ يَسِيرٍ لَا يُمْكِنُهُ فِيهِ الْوُضُوءُ وَالصَّلَاةُ فَلَا يُشْتَرَطُ الِاسْتِيعَابُ الْحَقِيقِيُّ فِي حَقِّ الِابْتِدَاءِ. [2]

وفيه أيضا:

قَوْلُهُ: تَمَامَ الْوَقْتِ حَقِيقَةً، أَيْ بِأَنْ لَا يُوجَدَ الْعُذْرُ فِي جُزْءٍ مِنْهُ أَصْلًا فَيَسْقُطَ الْعُذْرُ مِنْ أَوَّلِ الِانْقِطَاعِ. [3]

[1] ١/ ٣٠٥، كتاب الطهارة، مطلب في أحكام المعذور، ط: سعيد.

[2] ١/ ٣٠٥، كتاب الطهارة، مطلب في أحكام المعذور، ط: سعيد.

[3] ١/ ٣٠٥، كتاب الطهارة، مطلب في أحكام المعذور، ط: سعيد.

وفيه أيضا:

(قَوْلُهُ: فَإِذَا خَرَجَ الْوَقْتُ بَطَلَ) أَفَادَ أَنَّ الْوُضُوءَ إِنَّمَا يَبْطُلُ بِخُرُوجِ الْوَقْتِ فَقَطْ. (١)

وكذا في الهندية:

وَشَرْطُ بَقَائِهِ أَنْ لَا يَمْضِيَ عَلَيْهِ وَقْتُ فَرْضٍ إِلَّا وَالْحَدَثُ الَّذِي ابْتُلِيَ بِهِ يُوجَدُ فِيهِ هَكَذَا فِي التَّبْيِينِ. (٢)

وفيه أيضا:

وَيَبْطُلُ الْوُضُوءُ عِنْدَ خُرُوجِ وَقْتِ الْمَفْرُوضَةِ بِالْحَدَثِ السَّابِقِ. هَكَذَا فِي الْهِدَايَةِ. (٣)

وكذا في التتارخانية:

ثم إذا خرج الوقت في الصلاة التي اتصلت أوقاتها لانعدام الوقت المهمل بين أوقاتها ثبت انتقاض الطهارة أيضا فيضاف الانتقاض إلى خروج الوقت أو إلى دخول وقتٍ آخر. (٤)

وكذا في فتاوى محمودية: (٥)

معذور کے وضواور کپڑوں پر لگی نجاست کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ صاحب عذر کا وضو نہیں رہتا ہے، ایسے شخص کے لئے وضو کرنے کا کیا حکم ہے؟ بسااوقات اس عذر کی موجودگی میں کپڑوں کا پاک رکھنا ناممکن رہتا ہے، تو معذور کے کپڑوں کی تطہیر کا کیا حکم ہے؟

جواب: (ا) کسی شخص کو خون نکلنے یا سلس البول یا خروج ریح کی ایسی بیماری ہو کہ پورے وقت میں ایسا موقع نہ ملے جس میں وضو کرکے سنتیں چھوڑ کر صرف فرض نماز پڑھ سکے، تو یہ شخص شرعی طور پر معذور تصور کیا جائے گا، اور معذور کے لئے لازم ہے کہ ہر فرض نماز کے لئے تازہ وضو کرے، جس سے وہ اس وقت کے اندر تمام عبادات ادا کر سکتا ہے، البتہ نماز کا وقت گذرنے سے اس کا وضو خود بخود ٹوٹ جائے گا، دوسرے وقت کی نماز کے لئے دوبارہ وضو کرنا لازم ہوگا۔

كذا في فتاوى حقانية: (٦)

وكذا في احسن الفتاوى: (٧)

====================

(١) ١/ ٣٠٦، كتاب الطهارة، مطلب في أحكام المعذور، ط: سعيد.

(٢) ١/ ٤١، كتاب الطهارة، ومما يتصل بذلك أحكام المعذور، ط: رشيدية.

(٣) ١/ ٤١، كتاب الطهارة، ومما يتصل بذلك أحكام المعذور، ط: رشيدية.

(٤) ١/ ٨٧، كتاب الطهارة، الفصل الثاني ما يوجب الوضوء، ط: قديمي.

(٥) كتاب الطهارة، باب الحيض والنفاس، الفصل الثاني، ٥/ ٢١٣، ط: ادارة الفاروق.

(٦) كتاب الطهارة، باب الوضوء، ٢/ ٥٢٠- ٥٢١، ط: حقانية.

(٧) كتاب الطهارة، أحكام المعذور، ٢/ ٧٦، سعيد.

وكذا في بہشتی زیور: [1]

(۲) اگر کپڑوں کی طہارت ممکن ہو (یعنی پاک کپڑے پہن کر نماز شروع کرنے سے نماز کے دوران یہ کپڑے پاک رہ سکتے ہوں، تو پھر نماز کی ابتداء میں پاک کپڑے پہننا ضروری ہے، اور اگر یہ ممکن نہ ہو اور مسلسل نجاست رستی ہو تو پھر کپڑوں پر لگی نجاست کی صفائی کئے بغیر نماز پڑھ سکتا ہے، اور اس شخص پر کپڑے دھونا لازم نہیں ہے۔

كذا في فتاوى حقانية: [2]

وكذا في احسن الفتاوى: [3]

وكذا في مسائل رفعت قاسمی: [4]

وكذا في تنوير الأبصار مع الدر:

(وَصَاحِبُ عُذْرٍ مَنْ بِهِ سَلَسٌ)... (أَوْ اسْتِطْلَاقُ بَطْنٍ أَوْ انْفِلَاتُ رِيحٍ أَوْ اسْتِحَاضَةٌ)... (إنْ اسْتَوْعَبَ عُذْرُهُ تَمَامَ وَقْتِ صَلَاةٍ مَفْرُوضَةٍ) بِأَنْ لَا يَجِدَ فِي جَمِيعِ وَقْتِهَا زَمَنًا يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي فِيهِ خَالِيًا عَنْ الْحَدَثِ... (وَحُكْمُهُ الْوُضُوءُ) لَا غَسْلُ ثَوْبِهِ وَنَحْوِهِ (لِكُلِّ فَرْضٍ) [5]

وكذا في خلاصة الفتاوى:

ويتوضأ صاحب الجرح السائل لوقت كل صلاة ويصلي بذلك ما شاء من الفرائض والنوافل ما دام في الوقت فإن خرج الوقت ينتقض طهارته... فإن أصاب ثوبه من ذلك الدم فعليه أن يغسل إن كان مفيدا أما إذا لم يكن مفيدا بأن كان مصيبه مرة أخرى ثانيا وثالثا حينئذ لا يفترض عليه غسله. [6]

وكذا في المبسوط:

ثم صاحب الجرح السائل عندنا في معنى المستحاضة لأن الخارج من غير السبيل حدث عندنا فيتوضأ لوقت كل صلاة... فإن أصاب ثوبه من ذلك الدم فعليه أن يغسله وهذا إذا كان مفيدا بأن لا يصيبه مرة بعد أخرى حتى إذا لم يغسله وصلى وهو أكثر من قدر الدرهم لم يجزه إلا إذا لم يكن الغسل مفيدا بأن كان يصيبه ثانيا وثالثا. [7]

==================

[1] معذور کے احکام، ۱/ ۶۹، ط: دار الاشاعت۔

[2] كتاب الطهارة، باب الوضوء، ۲/ ۵۲۰- ۵۲۱، ط: حقانية.

[3] كتاب الطهارة، أحكام المعذور، ۲/ ۷۵، ط: سعيد.

[4] معذور کے کپڑوں کا حکم، ۱/ ۸۳، ط: سعید احمد شهيد.

[5] كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب في أحكام المعذور، ۱/ ۳۰۵، ۳۰۶، ط: سعيد.

[6] كتاب الطهارة، الفصل الثالث، ۱/ ۱۶، ط: رشيدية.

[7] كتاب الصلاة، باب الوضوء والغسل، ۱/ ۲۱۰، ط: رشيدية.

جنبی آدمی پانی میں ہاتھ ڈال دے تو پانی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جنبی آدمی اگر پانی میں ہاتھ ڈال دیتا ہے تو اس پانی کا کیا حکم ہے؟ ایسے پانی کو وضو وغیرہ کے لئے استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جنبی کے ہاتھ پر اگر کوئی ظاہری نجاست نہ لگی ہو تو پانی پاک ہی رہے گا اور اس پانی سے وضو کرنا جائز ہے، البتہ بلاضرورت ایسا نہیں کرنا چاہئے۔

كذا في التاتارخانية:

وفي الفتاوى لو أدخل في الإناء إصبعا أو أكبر منه دون الكف يريد غسله لم يتنجس الماء وإن أدخل الكف يريد غسله يتنجس. (١)

وكذا في قاضي خان:

(المحدث أو الجنب) إذا أدخل يده في الإناء للاغتراف وليس عليها نجاسة لا يفسد الماء وكذا إذا وقع الكوز في الحسب فأدخل يده في الحب إلى المرفق لإخراج الكوز لا يصير الماء مستعملا وكذا الجنب إذا أدخل في البئر لطلب الدلو لا يصير الماء مستعملا لمكان الضرورة. (٢)

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: بأن يغسل)... قَالَ فِي الْبَزَّازِيَّةِ: وَإِنْ أَدْخَلَ الْكَفَّ لِلْغُسْلِ فَسَدَ تَأَمَّلْ، ثُمَّ فِي الْخُلَاصَةِ وَغَيْرِهَا إنْ كَانَ إصْبَعًا أَوْ أَكْثَرَ دُونَ الْكَفِّ لَا يَضُرُّ. (٣)

وكذا في بدائع الصنائع:

وَلَوْ أَدْخَلَ جُنُبٌ أَوْ حَائِضٌ أَوْ مُحْدِثٌ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا وَلَيْسَ عَلَيْهَا قَذَرٌ، أَوْ شَرِبَ الْمَاءَ مِنْهُ، فَقِيَاسُ أَصْلِ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ أَنْ يَفْسُدَ، وَفِي الِاسْتِحْسَانِ لَا يَفْسُدُ وَجْهُ الْقِيَاسِ: أَنَّ الْحَدَثَ زَالَ عَنْ يَدِهِ بِإِدْخَالِهَا فِي الْمَاءِ وَكَذَا عَنْ شَفَتِهِ فَصَارَ مُسْتَعْمَلًا، وَجْهُ الِاسْتِحْسَانِ: مَا رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا

(١) كتاب الطهارة، نوع آخر في بيان المياه إلخ، ١/ ١٦١، ط: قديمي.
(٢) كتاب الطهارة، فصل في الماء المستعمل، ١/ ٨، ط: اشرفيه.
(٣) كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب: في تفسير القربة والثوب، ١/ ٢٠٠، ط: سعيد.

قَالَتْ: كُنْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَغْتَسِلُ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، وَرُبَّمَا كَانَتْ تَتَنَازَعُ فِيهِ الأَيْدِي. (١)

وكذا في فتح القدير:

لَوْ أَدْخَلَ الْمُحْدِثُ أَوِ الْجُنُبُ أَوِ الْحَائِضُ الَّتِي طَهُرَتْ الْيَدَ فِي الْمَاءِ لِلاغْتِرَافِ لَا يَصِيرُ مُسْتَعْمَلًا لِلْحَاجَةِ. وَقَدْ وَرَدَ حَدِيثُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا اغْتِسَالَهَا مَعَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَكِلَاهُمَا جُنُبٌ. (٢)

جاری پانی میں نجس چیز گر جائے تو اس پانی کے استعمال کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایسی ندی جو جاری ہو اس میں کتا وغیرہ مرا ہوا ہو تو اس پانی سے کپڑے دھونا، غسل کرنا اور وضو کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ جو پانی جاری ہو اگر اس میں کوئی نجس چیز گر جائے تو جب تک نجاست کی وجہ سے اس پانی کے تین اوصاف رنگ، بو اور ذائقہ میں سے کوئی ایک وصف تبدیل نہ ہو جائے اس وقت تک اس سے وضو غسل وغیرہ درست ہے، تاہم جس جگہ نجاست گری ہوئی ہے

وہاں کے پانی کو استعمال نہ کیا جائے۔

كما في الهندية:

وَفِي النِّصَابِ وَالْفَتْوَى فِي الْمَاءِ الْجَارِي أَنَّهُ لَا يَتَنَجَّسُ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ أَوْ لَوْنُهُ أَوْ رِيحُهُ مِنَ النَّجَاسَةِ. وَإِذَا أُلْقِيَ فِي الْمَاءِ الْجَارِي شَيْءٌ نَجِسٌ كَالْجِيفَةِ وَالْخَمْرِ لَا يَتَنَجَّسُ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ لَوْنُهُ أَوْ طَعْمُهُ أَوْ رِيحُهُ. (٣)

وكذا في تنوير الأبصار مع الدر المختار:

(وَ) يَجُوزُ (بِجَارٍ وَقَعَتْ فِيهِ نَجَاسَةٌ وَ) الْجَارِي (هُوَ مَا يُعَدُّ جَارِيًا) عُرْفًا، وَقِيلَ مَا يَذْهَبُ بِتِبْنَةٍ، وَالْأَوَّلُ أَظْهَرُ، وَالثَّانِي (وَإِنْ) وَصْلِيَّةٌ (لَمْ يَكُنْ جَرَيَانُهُ بِمَدَدٍ). (٤)

وكذا في فتح القدير:

(وَالْمَاءُ الْجَارِي إِذَا وَقَعَتْ فِيهِ نَجَاسَةٌ جَازَ الْوُضُوءُ مِنْهُ إِذَا لَمْ يُرَ لَهَا أَثَرٌ لِأَنَّهَا لَا تَسْتَقِرُّ مَعَ جَرَيَانِ الْمَاءِ)

====================

(١) كتاب الطهارة، أحكام المياه، ١/ ٢١٣، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، باب الماء الذي يجوز به الوضوء، ١/ ٩٢، ط: دار الكتب العلمية.

(٣) كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، ١/ ١٧، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب: في أن التوضئ من الحوض... إلخ، ١/ ١٨٧، ط: سعيد.

وَالْأَثَرُ هُوَ الرَّائِحَةُ أَوْ الطَّعْمُ أَوْ اللَّوْنُ، وَالْجَارِي مَا لَا يَتَكَرَّرُ اسْتِعْمَالُهُ، وَقِيلَ مَا يَذْهَبُ بِتِبْنِهِ. (١)

وكذا في التاتارخانية:

يجوز التوضئ بالماء الجاري. وفي الخانية: إذا كان قوى الجري لا يحكم بتنجسه لوقوع النجاسة فيه ما لم يتغير طعمه أو لونه أو ريحه. وفي النصاب: وعليه الفتوى. (٢)

وكذا في العناية على هامش فتح القدير:

قوله: (إذا لم ير بها أثر) أي لم يبصر لها أثر إشارة إلى أن النجاسة إذا كانت مرئية لا يتوضأ من جانب الوقوع. (٣)

وكذا في الهندية:

وَإِذَا سَدَّ كَلْبٌ عَرْضَ النَّهْرِ وَيَجْرِي الْمَاءُ فَوْقَهُ إنْ كَانَ مَا يُلَاقِي الْكَلْبَ أَقَلَّ مِمَّا لَا يُلَاقِيهِ يَجُوزُ الْوُضُوءُ فِي الْأَسْفَلِ وَإِلَّا لَا. (٤)

غیر مسلم کو غسل کے بعد کنویں میں اتارنے سے پانی کے استعمال کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی غیر مسلم کو نہلادھلا کر اور پاک صاف کپڑے پہنا کر کسی کنویں میں ضرورت کی وجہ سے اتار اجائے تو کیا اس غیر مسلم کے کنویں میں داخل ہونے سے کنواں نجس ہوگا؟

جواب: صورت مسئولہ میں کنواں ناپاک نہیں ہوگا۔

کما في الشامية:

حَتَّى لَوْ اغْتَسَلَ فَوَقَعَ فِيهَا مِنْ سَاعَتِهِ لَا يُنْزَحُ مِنْهَا شَيْءٌ. (٥)

وكذا في بدائع الصنائع:

وَرُوِيَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ قَالَ فِي الْكَافِرِ إذَا وَقَعَ فِي الْبِئْرِ..... حَتَّى لَوْ تَيَقَّنَّا بِطَهَارَتِهِ بِأَنْ اغْتَسَلَ، ثُمَّ وَقَعَ

---

(١) كتاب الطهارات، باب الماء الذي يجوز به الوضوء وما لا يجوز، ١/ ٨١- ٨٢، ط: دار الكتب العلمية.

(٢) كتاب الطهارة، الفصل الرابع، ١/ ٦٣، ط: إدارة القرآن.

(٣) كتاب الطهارات، باب الماء الذي يجوز به الوضوء وما لا يجوز، ١/ ٨٣، ط: دار الكتب العلمية.

(٤) كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، ١/ ١٧، ط: رشيدية.

(٥) كتاب الطهارة، فصل في البئر، ١/ ٢١٤، ط: سعيد.

فِي الْبِئْرِ مِنْ سَاعَتِهِ لَا يُنْزَحُ مِنْهَا شَيْءٌ. (١)

وكذا في الحلبي الكبيري:

ولو أدخل الكفار أو الصبيان أيديهم لا يتنجس إذا لم يكن على أيديهم نجاسة حقيقة. (٢)

بازاروں اور راستوں سے پانی لے کر استعمال کرنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو لوگ بازاروں یا راستوں میں جگ وغیرہ لے کر کھڑے رہتے ہیں ہر قسم کے لوگ مسافر، مقیم، فساق وغیرہ پانی پیتے ہیں اور پاکی اور ناپاکی کا بھی کوئی خاص اہتمام نہیں کرتے ہیں تو اب پوچھنا یہ ہے کہ ایک نمازی جو صاحب تقوی والا بھی ہو تو اس کو شرعاً ایسا پانی پینا درست ہے یا نہیں؟ از روئے شریعت واضح کریں۔

جواب: مذکورہ صورت میں جب تک پانی کے ناپاک ہونے یا اس میں نجاست کے گرنے کا پورا یقین نہ ہو اس کا استعمال کرنا جائز ہے وہ پانی پاک شمار ہوگا تاہم اگر کوئی تقوی کی بنیاد پر اس پانی کو استعمال نہ کرے تو اس کی گنجائش ہے۔

كما في الهندية:

وَيَجُوزُ لِلرَّجُلِ أَنْ يَتَوَضَّأَ مِنَ الْحَوْضِ الَّذِي يَخَافُ أَنْ يَكُونَ فِيهِ قَذَرٌ وَلَا يَتَيَقَّنُ بِهِ وَلَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يَسْأَلَ عَنْهُ، وَلَا يَدَعُ التَّوَضُّؤَ مِنْهُ حَتَّى يَتَيَقَّنَ أَنَّ فِيهِ قَذَرًا. (٣)

وكذا في التاتارخانية:

من شك في إنائه أو ثوبه أو بدنه أصابته نجاسة أم لا فهو طاهر ما لم يستيقن، فتاوى الحجة، وكذا الآبار والحياض التي يستسقي منها الصغار والكبار والمسلمون والكفار... وكذلك الحباب الموضوعة أو المركبة في الطرقات والسقايات التي يتوهم فيها أصابته النجاسة كل ذلك محكوم بطهارته حتى يتيقن بنجاستها. (٤)

وفي الأشباه والنظائر:

وَلِذَا قَالَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللَّهُ: حَوْضٌ تَمْلَأُ مِنْهُ الصِّغَارُ، وَالْعَبِيدُ بِالْأَيْدِي الدَّنِسَةِ، وَالْجِرَارِ الْوَسِخَةِ يَجُوزُ الْوُضُوءُ مِنْهُ مَا لَمْ يُعْلَمْ بِهِ نَجَاسَةٌ؛ وَلِذَا أَفْتَوْا بِطَهَارَةِ طِينِ الطُّرُقَاتِ. (٥)

---

(١) كتاب الطهارة، فصل في بيان مقدار ما يصير به المحل نجساً، أحكام الآبار، ١/ ٢٢٣، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، فصل في أحكام الحياض، ص٩٠، ط: نعمانية.

(٣) كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه وفيه فصلان، الفصل الثاني فيما لا يجوز به التوضو، ١/ ٢٥، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، الفصل الثاني في ما يوجب الوضوء، نوع آخر في مسائل الشك، ١/ ١١٠، ط: قديمي.

(٥) القاعدة الثالثة، اليقين لا يزول بالشك، ص٦١، ط: قديمي.

چھوٹا بچہ پانی میں ہاتھ ڈال دے تو اس پانی سے وضو کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ چھوٹا بچہ وضو کے پانی میں ہاتھ ڈال دے اور یہ معلوم نہ ہو کہ بچہ کا ہاتھ پاک تھا یا نہیں تو ایسی صورت میں اس پانی سے وضو کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اگر چھوٹا بچہ پانی کے برتن میں ہاتھ ڈال دے تو پانی ناپاک نہیں ہوتا، البتہ اگر یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ بچے کے ہاتھ پر نجاست لگی ہوئی تھی تو پھر پانی ناپاک ہو جائے گا، اور اگر بچے کے ہاتھ پر نجاست لگنے کا شک ہو تو ایسی صورت میں اس پانی کو چھوڑ کر کسی دوسرے پانی سے وضو کرنا بہتر ہے۔

كذا في التاتارخانية:

إِذَا أَدْخَلَ الصَّبِيُّ يَدَهُ فِي كُوزِ مَاءٍ أَوْ رِجْلَهُ فَإِنْ عَلِمَ أَنَّ يَدَهُ طَاهِرَةٌ بِيَقِينٍ يَجُوزُ التَّوَضُّؤُ بهذا الماء، وإن علم أن يده نجسة بيقين لا يجوز التوضيء به، وَإِنْ كَانَ لَا يَعْلَمُ أَنَّهَا طَاهِرَةٌ أَوْ نَجِسَةٌ فَالْمُسْتَحَبُّ أَنْ يَتَوَضَّأَ بِغَيْرِهِ؛ لأن الصبي لا يتوقى عن النجاسات عادة ومع هذا لو توضأ به أجزأه. [1]

وكذا في البزازية:

أدخل صبي يده في الإناء إن علم طهارة يده بأن كان له رقيب يحفظه أو غسل يده فهو طاهر، وإن علم نجاسته فنجس، وإن شك فالمستحب أن يتوضأ بغيره؛ لقوه عليه السلام: دع ما يريبك إلى ما لا يريبك، المختار أن وضوء الصبي العاقل مستعمل وغير العاقل لا غسل البالغ يده من الطعام أو للطعام صار مستعملا. [2]

وكذا في فتاوى قاضي خان:

وكذا الصبي إذا أدخل يده في البئر أو في الإناء لا يتوضأ منه استحسانا ما لم ينزح وإن لم ينزح وتوضأ به جاز. [3]

وكذا في خلاصة الفتاوى:

إذا كان الذي يدخل يده في الإناء والبئر بالغا فإن كان صبيا إن علم يقينا أن يده طاهرة بأن كان مع الصبي رقيب في السكة يجوز التوضيء بذلك الماء وإن علم يقينا أن يده نجسة لا يجوز التوضيء به وإن كان لا

---

[1] كتاب الطهارة، نوع آخر في الحباب والأواني، ١/ ٢٠٠، ط: إدارة القرآن والعلوم الإسلامية.

[2] كتاب الطهارة، نوع في المستعمل والمقيد والمطلق، ١/ ١١، ط: قديمي.

[3] كتاب الطهارة، فصل في ما يقع في البئر، ١/ ٥، ط: اشرفية.

يعلم أنه طاهر أو نجس المستحب أن يتوضأ بغيره فإن توضأ به جاز. (١)

وكذا في الهندية:

إِذَا أَدْخَلَ الصَّبِيُّ يَدَهُ فِي كُوزِ مَاءٍ أَوْ رِجْلَهُ فَإِنْ عَلِمَ أَنَّ يَدَهُ طَاهِرَةٌ بِيَقِينٍ يَجُوزُ التَّوَضُّؤُ بِهِ وَإِنْ كَانَ لَا يَعْلَمُ أَنَّهَا طَاهِرَةٌ أَوْ نَجِسَةٌ فَالْمُسْتَحَبُّ أَنْ يَتَوَضَّأَ بِغَيْرِهِ وَمَعَ هَذَا لَوْ تَوَضَّأَ أَجْزَأَهُ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ. (٢)

بارش کے جمع شدہ پانی کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے وضو کے لئے پانی رکھا، کہ اچانک قریب سے ایک گاڑی گزری اور قریب میں جمع شدہ بارش کا پانی تھا اس پانی کی کچھ چھینٹیں اس وضو کے پانی میں آگریں، تو کیا اس پانی سے وضو کرنا جائز ہے؟

جواب: واضح رہے کہ بارش کے جمع شدہ پانی میں اگر کسی ناپاک یا نجس چیز کے شامل ہونے کا یقین یا ظن غالب نہ ہو تو وہ پانی پاک ہے، اگر ایسے پانی کی چھینٹیں کسی پاک صاف پانی میں گر جائیں تو وہ دوسرا پانی بھی ناپاک نہیں ہوگا، لہٰذا صورت مسئولہ میں مذکورہ پانی سے وضو کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اس میں نجس چیز کے گرنے کا یقین یا ظن غالب نہ ہو۔

كما في الشامية:

وَعَلَى هَذَا مَاءُ الْمَطَرِ إِذَا جَرَى فِي الْمِيزَابِ وَعَلَى السَّطْحِ عَذِرَاتٌ فَالْمَاءُ طَاهِرٌ، وَإِنْ كَانَتْ الْعَذِرَةُ عِنْدَ الْمِيزَابِ أَوْ كَانَ الْمَاءُ كُلُّهُ أَوْ نِصْفُهُ أَكْثَرُهُ يُلَاقِي الْعَذِرَةَ فَهُوَ نَجِسٌ وَإِلَّا فَطَاهِرٌ. (٣)

وفيه أيضا:

قَوْلُهُ: وَطين الشَّارِعُ... وَفِي الْفَيْضِ: طِينُ الشَّوَارِعِ عَفْوٌ وَإِنْ مَلَأَ الثَّوْبَ لِلضَّرُورَةِ وَلَوْ مُخْتَلِطًا بِالْعَذِرَاتِ وَتَجُوزُ الصَّلَاةُ مَعَهُ... أَقُولُ: وَالْعَفْوُ مُقَيَّدٌ بِمَا إِذَا لَمْ يَظْهَرْ فِيهِ أَثَرُ النَّجَاسَةِ. (٤)

گندی نالیوں کے پانی کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اگر راستے سے جارہا ہو اور گندی نالی (جس میں محلے کی

(١) كتاب الطهارة، فصل في الماء، ١/ ٨، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني فيما لا يجوز به التوضئ، ١/ ٢٥، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب: الأصح أنه لا يشترط في الجريان المدد، ١/ ١٨٨، ١٨٩، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في العفو عن طين الشارع، ١/ ٣٢٤، ط: سعيد.

غلاظت بہتی ہو) کی چھینٹیں اس کے کپڑوں پر پڑ جائیں اور راستے میں صفائی کے لئے پانی میسر نہ ہو، بعد میں وہ بھول گیا تو ان کپڑوں میں جو نماز پڑھی ہے اس کا کیا حکم ہے؟ اسی طرح ان کپڑوں پر جو چھینٹیں پڑی ہیں وہ پتہ نہیں کہاں پڑی ہیں اب کیا کرے گا کس طرح ان کو پاک کرے گا؟

جواب: مذکورہ صورت میں کپڑوں پر گندے پانی کی جو چھینٹیں مختلف جگہوں پر لگی ہیں اگر ان کو جمع کیا جائے اور وہ ایک درہم کی مقدار سے بڑھ جائیں تو پھر ان کپڑوں میں نماز نہیں ہوگی اور جتنی نمازیں ان کپڑوں کو پہنے ہوئے پڑھی گئی ہیں سب کا اعادہ ضروری ہے، اور اگر یہ معلوم ہو کہ کس جگہ یہ چھینٹیں لگی ہیں تو صرف اس جگہ کو دھو لینے سے کپڑے پاک ہو جائیں گے اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ چھینٹیں کہاں لگی ہیں یا وہ جگہ بھول جائے تو ایسی صورت میں پورے کپڑے کو دھونا ضروری ہے۔

كما في الهندية:

النَّجَاسَةُ إِنْ كَانَتْ غَلِيظَةً وَهِيَ أَكْثَرُ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ فَغَسْلُهَا فَرِيضَةٌ وَالصَّلَاةُ بِهَا بَاطِلَةٌ. (۱)

وفيه أيضا:

النَّجَاسَةُ لَوْ كَانَتْ عَلَى خُفَّيْنِ وَعَلَى الثَّوْبِ وَكُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا أَقَلُّ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ لَكِنْ لَوْ جُمِعَ بَيْنَهُمَا صَارَتَا أَكْثَرَ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ يُجْمَعُ وَيُمْنَعُ جَوَازُ الصَّلَاةِ وَكَذَا لَوْ كَانَتْ فِي ثَوْبِ الْمُصَلِّي فِي مَوَاضِعَ كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ. (۲)

وكذا في البدائع:

وَلَوْ أَنَّ ثَوْبًا أَصَابَتْهُ النَّجَاسَةُ وَهِيَ كَثِيرَةٌ فَجَفَّتْ، وَذَهَبَ أَثَرُهَا، وَخَفِيَ مَكَانُهَا، غُسِلَ جَمِيعُ الثَّوْبِ. (۳)

وكذا في فتاوى محمودية: (٤)

عورت کے غسل سے بچے ہوئے پانی سے مرد کے وضو کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جنبیہ عورت کے بچے ہوئے غسل کے پانی سے مرد وضو یا غسل کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۱) كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، ۱/ ۵۸، ط: رشيدية.

(۲) كتاب الصلاة، الفصل الثاني في طهارة ما يستر به العورة... إلخ، ۱/ ٦١، ط: رشيدية.

(۳) كتاب الطهارة، وأما الكلام في الأرواث، ۱/ ۲۳٦، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ۵/ ۲۵۲، ط: إدارة الفاروق.

جواب: جی ہاں جنبیہ عورت کے غسل کے بچے ہوئے پانی سے مرد وضو اور غسل کر سکتا ہے جبکہ ناپاک ہونے کی کوئی اور وجہ موجود نہ ہو۔

كما في معاني الآثار:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَغْتَسِلُ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ... وكذا عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ... وكذا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ بَعْضَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَتْ مِنْ جَنَابَةٍ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ، فَقَالَتْ لَهُ، فَقَالَ: إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ. (١)

وكذا في إعلاء السنن:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَرَادَ أَنْ يتوضأ فقالت له من نسائه: إني توضأت من هذا، فتوضأ منه فقال: إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ. قوله قال المؤلف دلالته على أن توضئ الرجل من فضل وضوء المرأة جائز ظاهرة، وحيث لا فرق بين غسل الجنابة وغسل الحيض، علمنا أن الحكم في ذلك كله واحد وبه قالت الأئمة الثلاثة كما في ''رحمة الأمة'' ولا بأس بالوضوء والغسل من فضل الجنب والحائض باتفاق الثلاثة. (٢)

وكذا في الهندية:

وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ. (٣)

وكذا في فتاوى محمودية: (٤)

غیر مسلم کے جھوٹے پانی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کوئی مسلمان کسی غیر مسلم کے بچے ہوئے پانی کو پی سکتا ہے یا نہیں،

(١) كتاب الطهارة، باب سؤر بني آدم، ١/ ٢٢- ٢٣، ط: رحمانية.

(٢) كتاب الطهارة، باب جواز الوضوء والغسل من فضل طهور المرأة وماء الجنب والحائض، ١/ ١٢٨- ١٢٩، ط: ادارة القرآن.

(٣) كتاب الطهارة وفيه سبعة أبواب، الباب الثاني في الغسل وفيه ثلاثة فصول، الفصل الثالث في المعاني الموجبة للغسل، ١/ ١٦، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، باب المياه، ٥/ ١٢٦، ط: ادارة الفاروق.

اس کے غسل کرنے کے بعد اس سے جو پانی بچ جائے وہ استعمال کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ غیر مسلم کا جھوٹا پاک ہے، ہاں اگر کوئی شخص کراہت محسوس کرے تو وہ نہ پئے، اسی طرح غیر مسلم کے اس بچے ہوئے پانی کو استعمال کیا جا سکتا ہے جس سے اس نے غسل وغیرہ کیا ہو البتہ احتیاطا اس کا استعمال نہ کرنا ہی بہتر ہے، کیونکہ وہ مسلمانوں کی طرح پانی پاک رکھنے کا اہتمام نہیں کرتے۔

كما في الشامية:

نَقَلَ فِي الذَّخِيرَةِ عَنْ كِتَابِ الصَّلَاةِ لِلْحَسَنِ أَنَّ الْكَافِرَ إذَا وَقَعَ فِي الْبِئْرِ وَهُوَ حَيٌّ نُزِحَ الْمَاءُ. وَفِي الْبَدَائِعِ أَنَّهُ رِوَايَةٌ عَنْ الْإِمَامِ؛ لِأَنَّهُ لَا يَخْلُو مِنْ نَجَاسَةٍ حَقِيقِيَّةٍ أَوْ حُكْمِيَّةٍ، حَتَّى لَوْ اغْتَسَلَ فَوَقَعَ فِيهَا مِنْ سَاعَتِهِ لَا يُنْزَحُ مِنْهَا شَيْءٌ: أَقُولُ: وَلَعَلَّ نَزْحَهَا لِلِاحْتِيَاطِ تَأَمَّلْ. [1]

وفيه أيضا:

(قَوْلُهُ: أَوْ كَافِرًا)؛ لِأَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَنْزَلَ بَعْضَ الْمُشْرِكِينَ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى مَا فِي الصَّحِيحَيْنِ، فَالْمُرَادُ بِقَوْلِهِ تَعَالَى: إنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ، النَّجَاسَةُ فِي اعْتِقَادِهِمْ، بَحْرٌ. [2]

وكذا في فتح القدير:

وَسُؤْرُ الْآدَمِيِّ وَمَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ طَاهِرٌ؛ لِأَنَّ الْمُخْتَلِطَ بِهِ اللُّعَابُ وَقَدْ تَوَلَّدَ مِنْ لَحْمٍ طَاهِرٍ فَيَكُونُ طَاهِرًا، وَيَدْخُلُ فِي هَذَا الْجَوَابِ الْجُنُبُ وَالْحَائِضُ وَالْكَافِرُ. [3]

وكذا في بدائع الصنائع:

أَمَّا السُّؤْرُ الطَّاهِرُ الْمُتَّفَقُ عَلَى طَهَارَتِهِ فَسُؤْرُ الْآدَمِيِّ بِكُلِّ حَالٍ مُسْلِمًا كَانَ أَوْ مُشْرِكًا، صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا ذَكَرًا أَوْ أُنْثَى، طَاهِرًا أَوْ نَجِسًا حَائِضًا أَوْ جُنُبًا، إلَّا فِي حَالِ شُرْبِ الْخَمْرِ. [4]

وكذا في التاتارخانية:

وفي الخلاصة: سواء كان الآدمي طاهرا وجنبا أو محدثا، مسلما كان أو كافرا، وفي ''الحجة'' حائضا كانت أو نفساء. [5]

====================

[1] كتاب الطهارة، فصل في البئر، ١/ ٢١٤، ط: سعيد.

[2] كتاب الطهارة، فصل في البئر، مطلب في السؤر، ١/ ٢٢٢، ط: سعيد.

[3] كتاب الطهارات، فصل في الآسار وغيرها، ١/ ١١٢، ط: دار الكتب العلمية.

[4] كتاب الطهارة، فصل في أحكام السؤر، ١/ ٢٠١، ط: رشيدية.

[5] كتاب الطهارة، الفصل الرابع في المياه التي يجوز الوضوء بها إلخ، ومما يتصل بهذا الفصل، ١/ ١٦٤، ط: قديمي.

صاف پانی میں گندا پانی مل جائے تو وضو اور غسل کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ گٹر لائن کے پانی کی آمیزش سے اگر پانی میں بدبو پیدا ہو جائے تو کیا ایسے پانی سے وضو یا غسل کر سکتے ہیں؟

جواب: گٹر لائن کے پانی کی آمیزش سے اگر پانی میں بدبو پیدا ہو جائے تو ایسے پانی سے وضو یا غسل کرنا جائز نہیں ہے۔

كذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: لَا لَوْ تَغَيَّرَ إلَخ) أَيْ لَا يَنْجُسُ لَوْ تَغَيَّرَ، فَهُوَ عَطْفٌ عَلَى قَوْلِهِ: وَيَنْجُسُ، لَا عَلَى قَوْلِهِ: بِمَوْتٍ، فَتَأَمَّلْ مُمْعِنًا. (قَوْلُهُ: فَلَوْ عُلِمَ إلَخ) صَرَّحَ بِهِ؛ لِزِيَادَةِ التَّوْضِيحِ، وَإِلَّا فَهُوَ دَاخِلٌ تَحْتَ قَوْلِ الْمُصَنِّفِ: (وَبِتَغَيُّرِ أَحَدِ أَوْصَافِهِ بِنَجِسٍ). (قَوْلُهُ: وَلَوْ شَكَّ إلَخ) أَيْ وَلَا يَلْزَمُهُ السُّؤَالُ بَحْرٌ، وَفِيهِ عَنْ الْمُبْتَغَى بِالْغَيْنِ، وَبِرُؤْيَةِ آثَارِ أَقْدَامِ الْوُحُوشِ عِنْدَ الْمَاءِ الْقَلِيلِ لَا يَتَوَضَّأُ بِهِ، وَلَوْ مَرَّ سَبُعٌ بِالرَّكِيَّةِ، وَغَلَبَ عَلَى ظَنِّهِ شُرْبُهُ مِنْهَا تَنْجُسُ، وَإِلَّا فَلَا. [(١)]

وكذا في الهندية:

وَإِذَا أُلْقِيَ فِي الْمَاءِ الْجَارِي شَيْءٌ نَجِسٌ كَالْجِيفَةِ وَالْخَمْرِ لَا يَتَنَجَّسُ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ لَوْنُهُ أَوْ طَعْمُهُ أَوْ رِيحُهُ. كَذَا فِي مُنْيَةِ الْمُصَلِّي. وَإِذَا سَدَّ كَلْبٌ عَرْضَ النَّهْرِ وَيَجْرِي الْمَاءُ فَوْقَهُ إنْ كَانَ مَا يُلَاقِي الْكَلْبَ أَقَلَّ مِمَّا لَا يُلَاقِيهِ يَجُوزُ الْوُضُوءُ فِي الْأَسْفَلِ وَإِلَّا لَا. [(٢)]

وهكذا في البدائع:

أَنْ يَكُونَ الْمَاءُ طَاهِرًا، فَلَا يَجُوزُ التَّوَضُّؤُ بِالْمَاءِ النَّجِسِ؛ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّى الْوُضُوءَ طَهُورًا، وَطَهَارَةً بِقَوْلِهِ «لَا صَلَاةَ إلَّا بِطَهُورٍ» وَقَوْلِهِ «لَا صَلَاةَ إلَّا بِطَهَارَةٍ. [(٣)]

ماءِ مستعمل کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے ایسے پانی سے وضو کیا جو ایک مرتبہ وضو کے لئے استعمال ہو چکا تھا، کیا اس پانی سے وضو ہو گیا یا نہیں جبکہ اس پانی کا رنگ، ذائقہ اور بو کچھ تبدیل نہیں ہوا تھا؟

(١) كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب: حكم سائر المائعات كالماء في الأصح، ١/ ١٨٦، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، الباب الثالث، الفصل الأول في المياه، ١/ ١٧، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، باب شرائط أركان الوضوء، ١/ ٩٩، ط: رشيدية.

جواب: مذکورہ صورت میں وضودرست نہیں ہوا کیونکہ جو پانی وضو کے لئے استعمال ہو چکا ہو وہ خود تو پاک ہوتا ہے لیکن پاک کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

كما في الشامية:

اعْلَمْ أَنَّ الْكَلَامَ فِي الْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ يَقَعُ فِي أَرْبَعَةِ مَوَاضِعَ: الْأَوَّلُ فِي سَبَبِهِ، وَقَدْ أَشَارَ إلَيْهِ بِقَوْلِهِ لِقُرْبَةٍ أَوْ رَفْعِ حَدَثٍ. الثَّانِي فِي وَقْتِ ثُبُوتِهِ، وَقَدْ أَشَارَ إلَيْهِ بِقَوْلِهِ إذَا اسْتَقَرَّ فِي مَكَانٍ. الثَّالِثُ فِي صِفَتِهِ: وَقَدْ بَيَّنَهَا بِقَوْلِهِ طَاهِرٌ. الرَّابِعُ فِي حُكْمِهِ، وَقَدْ بَيَّنَهُ بِقَوْلِهِ لَا مُطَهِّرٌ. (١)

وكذا في الهندية:

الْمَاءُ الَّذِي أُزِيلَ بِهِ حَدَثٌ أَوْ اسْتَعْمَلَ عَلَى وَجْهِ الْقُرْبَةِ فَالصَّحِيحُ أَنَّهُ كَمَا زَايَلَ الْعُضْوَ صَارَ مُسْتَعْمَلًا. هَكَذَا فِي الْهِدَايَةِ سَوَاءٌ كَانَ الْحَدَثُ أَكْبَرَ أَوْ أَصْغَرَ. هَكَذَا فِي الْعَيْنِيِّ شَرْحِ الْكَنْزِ حَتَّى إذَا غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ... وَغَسَلَهَا بِذَلِكَ الْمَاءِ لَا يَجُوزُ. هَكَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ. (٢)

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

وحكمه عند الحنفية أنه يزيل الخبث، أي النجاسة عن الثوب والبدن، ولايزيل الحدث، فلا يصح الوضوء والغسل به. (٣)

وكذا في البدائع:

فَلَا يَجُوزُ التَّوَضُّؤُ بِالْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ؛ لِأَنَّهُ نَجِسٌ عِنْدَ بَعْضِ أَصْحَابِنَا، وَعِنْدَ بَعْضِهِمْ طَاهِرٌ غَيْرُ طَهُورٍ. (٤)

ماء کثیر میں دہ در دہ کا اعتبار کیا جائے گا یا رائے مبتلیٰ بہ کا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک حوض جو دہ در دہ یا اس سے بڑا ہے اس میں سانپ گر کر مر جائے اب سوال یہ ہے کہ اس کے پاک ہونے میں دہ در دہ کا اعتبار کیا جائے گا یا رائے مبتلیٰ بہ کے قول اعتبار کیا جائے گا؟

جواب: ظاہر مذہب میں رائے مبتلیٰ بہ کا اعتبار ہے، تاہم بعض مشائخ نے آسانی کے لئے دہ در دہ کے قول پر فتوی دیا ہے۔

---

(١) كتاب الطهارة، مبحث الماء المستعمل، ١/ ٣٨٥، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، الفصل الثاني فيما لا يجوز به التوضؤ، ١/ ٢٢، ط: رشيدية.

(٣) أبواب الأول الطهارات، النوع الثاني، الماء الطاهر غير الطهور، ١/ ٢٧٠، ط: نشر احسان طهران ايران.

(٤) كتاب الطهارة، شرائط أركان الوضوء، ١/ ١٠٠، ط: رشيدية.

كما في الدر المختار:

وَالْمُعْتَبَرُ) فِي مِقْدَارِ الرَّاكِدِ (أَكْبَرُ رَأْيِ الْمُبْتَلَى بِهِ فِيهِ، فَإِنْ غَلَبَ عَلَى ظَنِّهِ عَدَمُ خُلُوصِ) أَيْ وُصُولِ (النَّجَاسَةِ إِلَى الْجَانِبِ الْآخَرِ جَازَ وَإِلَّا لَا) هَذَا ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ عَنْ الْإِمَامِ، وَإِلَيْهِ رَجَعَ مُحَمَّدٌ. (١)

وكذا في فقه الحنفي وأدلته:

ويجوز التطهر من ماء الغدير العظيم والمعتبر في كثرته غلبة ظن المبتلى به فيه فإن غلب على ظنه عدم خلوص النجاسة إلى الجانب الآخر لو حرك لم يتحرك جاز وإلا لا، ومقدار عشر في عشر لم يرد فيه نص شرعي، وهو رأي المتأخرين من العلماء كصاحب الهداية وقاضيخان لكونه أضبط ولا سيما في حق العوام والإمام رحمه الله تعالى: لا يتحكم بتقدير فيما لم يصح عنده تقدير شرعا ويفوض فيه إلى رأي المبتلى به. (٢)

وكذا في تبيين الحقائق:

وَظَاهِرُ الرِّوَايَةِ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ يُعْتَبَرُ أَكْبَرُ الرَّأْيِ يَعْنِي رَأْيَ الْمُبْتَلَى بِهِ فَإِنْ غَلَبَ عَلَى ظَنِّهِ أَنَّهُ وَصَلَ إِلَى الْجَانِبِ الْآخَرِ لَا يَجُوزُ الْوُضُوءُ بِهِ وَإِلَّا جَازَ ذَكَرَهُ فِي الْغَايَةِ. قَالَ: وَهُوَ الْأَصَحُّ. (٣)

وكذا في البناية في شرح الهداية:

يعتبر فيه أكبر الرأي والتحري، فإن غلب على الظن وصول النجاسة إلى الجانب الآخر فهو نجس، وإن غلب عدم وصولها فهو طاهر، فهذا هو الأصح، وهو ظاهر الرواية عن أبي حنيفة. (٤)

وكذا في حاشية الطحطاوي:

(قوله: والمعتبر في مقدار الراكد) أي الذي لا ينجسه إلا بظهور أثر النجاسة فيه. (قوله: أكبرأي المبتلى) يعني به غلبة الظن؛ لأنها في حكم اليقين والأولى حذف أكبر ليظهر التفصيل بعده. (قوله: جاز) أي التطهير به. (قوله: وحقق في البحر أنه المذهب) بعشرة نقول ذكرها فيه ثم قال وأما ما اختاره كثير من مشائخنا المتأخرين بل عامتهم كما نقله في معراج الدراية من اعتبار العشر في العشر فقد علمت أنه ليس مذهب أصحابنا وأن محمدا وإن كان قدر به رجع عنه كما نقله الأئمة الثقات الذين هم أعلم بمذهب أصحابنا. (٥)

==================

(١) كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب: لو أدخل الماء من أعلى الحوض، ١/ ١٩١، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، باب المياه التي تجوز بها الطهارة، ١/ ٧٦- ٧٧، ط: وحيدي.

(٣) كتاب الطهارة، ١/ ٨٤، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، باب الماء الذي يجوز به الوضوء وما لا يجوز به، ١/ ٢٨٠، ط: حقانية.

(٥) كتاب الطهارة، باب المياه، ١/ ١٠٧، ط: رشيدية.

وكذا في البحر الرائق:

وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ عَنْهُ يُعْتَبَرُ فِيهِ أَكْبَرُ رَأْيِ الْمُبْتَلَى بِهِ إنْ غَلَبَ عَلَى ظَنِّهِ أَنَّهُ بِحَيْثُ تَصِلُ النَّجَاسَةُ إلَى الْجَانِبِ الْآخَرِ لَا يَجُوزُ الْوُضُوءُ وَإِلَّا جَازَ... لَمَّا كَانَ مَذْهَبُ أَبِي حَنِيفَةَ التَّفْوِيضَ إلَى رَأْيِ الْمُبْتَلَى بِهِ، وَكَانَ الرَّأْيُ يَخْتَلِفُ بَلْ مِنْ النَّاسِ مَنْ لَا رَأْيَ لَهُ اعْتَبَرَ الْمَشَايِخُ الْعَشْرَ فِي الْعَشْرِ تَوْسِعَةً وَتَيْسِيرًا عَلَى النَّاسِ.(۱)

وكذا في فتاوى عثماني:(۲)

جس حوض سے کتا پانی پیتا ہو اس کی پاکی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بڑا حوض ہے، اس میں کبھی کتا آتا جاتا ہے اور پانی پیتا ہے، اس میں سے وضو بھی کیا جاتا ہے اور غسل بھی، اور پانی بھی پیا جاتا ہے، اس کا شرعا کیا حکم ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر وہ حوض ہر طرف سے دس ہاتھ یا اس سے بڑا ہو تو کتے کے پانی پینے سے اس کا پانی ناپاک نہیں ہوگا، اس سے وضو، غسل اور پانی پینا سب جائز ہے

كذا في تنوير الأبصار مع الدر المختار:

(وَكَذَا) يَجُوزُ (بِرَاكِدٍ) كَثِيرٍ (كَذَلِكَ) أَيْ وَقَعَ فِيهِ نَجِسٌ لَمْ يُرَ أَثَرُهُ وَلَوْ فِي مَوْضِعِ وُقُوعِ الْمَرْئِيَّةِ، بِهِ يُفْتَى.(۳)

وكذا في العالمگيرية:

الْمَاءُ الرَّاكِدُ إذَا كَانَ كَثِيرًا فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْجَارِي لَا يَتَنَجَّسُ جَمِيعُهُ بِوُقُوعِ النَّجَاسَةِ فِي طَرَفٍ مِنْهُ إلَّا أَنْ يَتَغَيَّرَ لَوْنُهُ أَوْ طَعْمُهُ أَوْ رِيحُهُ.(٤)

وكذا في التاتارخانية:

يجب أن يعلم أن الماء الراكد إذا كان كثيرا فهو بمنزلة الماء الجاري، لا يتنجس جميعه بوقوع النجاسة في طرف منه إلا أن يتغير لونه أو طعمه أو ريحه.(٥)

وكذا في فتاوى عثماني:(٦)

---

(۱) كتاب الطهارة، ۱/ ۱۳۷- ۱۳۹، ط: رشيدية.

(۲) كتاب الطهارة، فصل في أحكام الماء، ۱/ ۳۲۵، ط: معارف القرآن.

(۳) كتاب الطهارة، مطلب: لو أدخل الماء من أعلى الحوض وخرج من أسفله فليس بجار، ۱/ ۱۹۰، ط. سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول، ۱/ ۱۸، ط: رشيدية.

(٥) كتاب الطهارة، الفصل الرابع في المياه، ۱/ ۱٦۸، ط: إدارة القرآن.

(٦) كتاب الطهارة، فصل في أحكام الماء، ۱/ ۳۲۸، ط: معارف القرآن.

فصل فيما يتعلق في البئر وغيرها

ٹینکی میں چھپکلی گر کر مرجائے تو کیا حکم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومشائخ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ٹینکی وغیرہ میں چھپکلی گر کر مرجائے یا وہ چھپکلی پھول یا پھٹ گئی ہو تو اس صورت میں ٹینکی کے پانی کا کیا حکم ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

جواب: عام طور پر چھپکلی کی دو قسمیں ہوتی ہیں، ایک جنگلی چھپکلی جو کہ گھروں میں پائی جانے والی چھپکلیوں سے جسامت میں بڑی ہوتی ہے، اور دوسری وہ چھپکلی جو گھروں میں پائی جاتی ہے لیکن اس کی جسامت بھی چھوٹی ہوتی ہے اور جسم میں خون بھی نہیں ہوتا، اگر بڑی چھپکلی ٹینکی میں گر جائے اور وہ پھول بھی جائے یا پھٹ جائے تو اس صورت میں کنواں ناپاک ہو جاتا ہے، سارا پانی نکالنا شرعاً ضروری ہے، لیکن اگر پھولی یا پھٹی نہ ہو تو اس صورت میں ۲۰ سے ۳۰ ڈول تک پانی نکال دیں تو کنواں پاک ہو جائے گا، البتہ اگر چھوٹی چھپکلی پانی کی ٹینکی میں گر جائے اور پھولی پھٹی نہ ہو تو اس صورت میں پانی نکالنے کی ضرورت نہیں، اور اگر چھوٹی چھپکلی مر کر پھول یا پھٹ گئی ہو تو پھر اس پانی کا استعمال بھی شرعاً مکروہ ہے۔

كذا حلبي كبيري:

وموت ما ليس له دم سائل لا ينجس الماء ولا غيره إذا وقع فيه فمات أو مات ثم وقع فيه... وذكر الاسبيجابي في شرحه ما يعيش في الماء مما لا يؤكل لحمه إذا مات في الماء وتفتت فإنه يكره شرب الماء وهو مروي عن محمد رحمه الله لاختلاط الأجزاء المحرم أكلها بالماء فربما ابتلعت بشربه مع أنها حرام وما يحتمل فيه تناول الحرام يكره تناوله ويجب تحرز عنه لأنه رعى حول الحمى... وكذا الوزغة إذا كانت كبيرة، أي بحيث يكون لها دم فإنها تفسد الماء لما تقوم في الضفدع البري والحية البرية.[١]

وكذا في العالگيرية:

إِذَا وَقَعَ فِي الْبِئْرِ سَامٌّ أَبْرَصَ وَمَاتَ يُنْزَحُ مِنْهَا عِشْرُونَ دَلْوًا فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ.[٢]

وكذا في بدائع الصنائع:

أَمَّا الَّذِي لَيْسَ لَهُ دَمٌ سَائِلٌ فَالذُّبَابُ وَالْعَقْرَبُ وَالزُّنْبُورُ وَالسَّرَطَانُ وَنَحْوُهَا، وَأَنَّهُ لَيْسَ بِنَجِسٍ عِنْدَنَا.[٣]

وكذا في فتاوى محمودية:[٤]

---

[١] كتاب الطهارة، فصل في البئر، ١٤٤- ١٤٥، ط: نعمانية.

[٢] الباب الثالث في المياه، الفصل الأول فيما يجوز به التوضؤ، ١/ ٢٠، ط: رشيدية.

[٣] كتاب الطهارة، فصل: وأما الطهارة الحقيقية، ١/ ١٩٨، ط: رشيدية.

[٤] كتاب الطهارة، باب المياه، ٥/ ١٥١، ط: إدارة الفاروق.

وکذا في خير الفتاوى:[١]

وكذا في فتاوى دار العلوم ديوبند:[٢]

ہندواور مسلمانوں کے مشترکہ کنویں کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی جگہ ایک ہی کنواں ہو اور اسی کنویں سے ہندو وغیرہ بھی پانی بھرتے ہوں جو کہ نجاست وغیرہ کا خیال نہیں رکھتے تو کیا ایسے کنویں سے مسلمان پانی بھر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ جہاں ایک ہی کنواں ہو اور اس کنویں سے ہندو اور مسلمان مشترکہ طور پر پانی بھرتے ہوں تو جب تک پانی کے نجس ہونے کا غالب گمان نہ ہو اس وقت تک مسلمان اس کنویں کے پانی کو استعمال کر سکتے ہیں۔

كما في الشامية:

(قوله: ولو شك) مَنْ شَكَّ فِي إِنَائِهِ أَوْ فِي ثَوْبِهِ أَوْ بَدَنٍ أَصَابَتْهُ نَجَاسَةٌ أَوْ لَا فَهُوَ طَاهِرٌ مَا لَمْ يَسْتَيْقِنْ، وَكَذَا الْآبَارُ وَالْحِيَاضُ وَالْجِبَابُ الْمَوْضُوعَةُ فِي الطُّرُقَاتِ وَيَسْتَقِي مِنْهَا الصِّغَارُ وَالْكِبَارُ وَالْمُسْلِمُونَ وَالْكُفَّارُ.[٣]

وكذا في الهندية:

سُؤْرُ الْآدَمِيِّ طَاهِرٌ وَيَدْخُلُ فِي هَذَا الْجُنُبُ وَالْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ وَالْكَافِرُ.[٤]

وكذا في منية المصلي:

ولو أدخل الكفار أو الصبيان أيديهم لا يتنجس إذا لم يكن على أيديهم نجاسة حقيقة.[٥]

دہ دردہ حوض کی گہرائی

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ دہ دردہ حوض کی گہرائی کم از کم کتنی ہونی چاہئے از روئے شریعت اس کی تعیین فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں۔

جواب: دہ دردہ حوض کی اس قدر گہرائی کافی ہے کہ دونوں ہاتھوں سے چلو بھر کر پانی اٹھایا جائے تو سطح زمین واضح نہ ہو۔

---

(١) كتاب الطهارة، باب ما يتعلق بالآجر والحياض، ٢/ ١١٠، ١١١، ط: امدادية.

(٢) كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، ١/ ١٤٥، ط: دار الاشاعت.

(٣) كتاب الطهارة، مطلب في ندب مراعاة الخلاف إذا لم يرتكب مكروه مذهبه، ١/١٥١، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني فيما لا يجوز به التوضؤ، ١/ ٢٧، ط: قديمي.

(٥) كتاب الطهارة، ص٩٠، ط: نعمانية.

كما في التاتارخانية:

جئنا إلى بيان مقدار العمق فنقول: ذكر المعلى رحمه الله في كتابه أنه ينبغي أن سيكون عمقه قدر ذراعين وهذا على قول من يعتبر التحريك بالاغتسال وبعضهم قالوا: يشترط أن يكون بحال لو رفع إنسان الماء يكفيه لا ينحر ولا يظهر ما تحته. (۱)

وكذا في الهندية:

وَالْمُعْتَبَرُ فِي عُمْقِهِ أَنْ يَكُونَ بِحَالٍ لَا يَنْحَسِرُ بِالِاغْتِرَافِ هُوَ الصَّحِيحُ. (۲)

وكذا في مجمع الأنهر:

وعمقه ما لا تنحسر الأرض بالغرف فإنه كالجاري. (۳)

کنویں میں پیشاب گر جائے تو اس پانی کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کنویں میں بالغ یا نابالغ شخص کا پیشاب گر گیا تو اس کی پاکی کا کیا حکم ہے؟

جواب: واضح رہے کہ پیشاب چھوٹے بچے کا ہو یا کسی بڑے آدمی کا وہ نجس العین ہے، اگر کسی کنویں میں گر جائے تو پورا کنواں ناپاک ہو جاتا ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں کنویں میں پیشاب گرنے سے کنواں ناپاک ہو جائے گا اور اس کنویں کا تمام پانی نکالا جائے گا۔

كما في الهندية:

إِذَا وَقَعَتْ فِي الْبِئْرِ نَجَاسَةٌ نُزِحَتْ وَكَانَ نَزْحُ مَا فِيهَا مِنْ الْمَاءِ طَهَارَةً لَهَا بِإِجْمَاعِ السَّلَفِ رَحِمَهُمُ اللَّهُ، كَذَا فِي الْهِدَايَةِ. (٤)

وفيه أيضا:

كُلُّ مَا يَخْرُجُ مِنْ بَدَنِ الْإِنْسَانِ مِمَّا يُوجِبُ خُرُوجُهُ الْوُضُوءَ أَوْ الْغُسْلَ فَهُوَ مُغَلَّظٌ كَالْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَالْمَنِيِّ وَالْمَذْيِ وَالْوَدْيِ وَالْقَيْحِ وَالصَّدِيدِ وَالْقَيْءِ إذَا مَلَأَ الْفَمَ. كَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ. وَكَذَا دَمُ الْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ

===================

(۱) كتاب الطهارة، باب المياه، ۱/ ۱۷۰، ط: إدارة القرآن والعلوم الإسلامية.

(۲) كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، ۱/ ۱۸، ط: رشيدية.

(۳) كتاب الطهارة، باب المياه، ۱/۴۷، ط: حبيبية.

(٤) كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، ۱/ ۱۹، ط: رشيدية.

وَالِاسْتِحَاضَةِ هَكَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ وَكَذَلِكَ بَوْلُ الصَّغِيرِ وَالصَّغِيرَةِ أَكَلَا أَوْ لَا، كَذَا فِي الِاخْتِيَارِ شَرْحِ الْمُخْتَارِ.(١)

وفيه أيضا:

وَالْأَصَحُّ أَنْ يُؤْخَذَ بِقَوْلِ رَجُلَيْنِ لَهُمَا بَصَارَةٌ فِي أَمْرِ الْمَاءِ فَأَيُّ مِقْدَارٍ قَالَا: إِنَّهُ فِي الْبِئْرِ يُنْزَحُ ذَلِكَ الْقَدْرُ وَهُوَ أَشْبَهُ بِالْفِقْهِ. كَذَا فِي الْكَافِي وَشَرْحِ الْمَبْسُوطِ لِلْإِمَامِ السَّرَخْسِيِّ وَالتَّبْيِينِ. (٢)

ٹینکی میں جوتا گر گیا تو اس کے پانی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک ٹینکی ہے اس میں جوتا گر گیا ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ جوتا پاک ہے یا ناپاک، اب اس پانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں جب تک کنویں میں گرے ہوئے جوتے کے بارے میں ناپاک ہونے کا یقین نہ ہو اس وقت تک اس ٹینکی کا پانی ناپاک نہیں ہوگا، اس کا استعمال درست ہے۔

کما في الدر المختار:

وَلَوْ شَكَّ فِي نَجَاسَةِ مَاءٍ أَوْ ثَوْبٍ أَوْ طَلَاقٍ أَوْ عِتْقٍ لَمْ يُعْتَبَرْ. (٣)

وكذا في الهندية:

وَيَجُوزُ لِلرَّجُلِ أَنْ يَتَوَضَّأَ مِنْ الْحَوْضِ الَّذِي يَخَافُ أَنْ يَكُونَ فِيهِ قَذَرٌ وَلَا يَتَيَقَّنُ بِهِ وَلَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يَسْأَلَ عَنْهُ، وَلَا يَدَعُ التَّوَضُّؤَ مِنْهُ حَتَّى يَتَيَقَّنَ أَنَّ فِيهِ قَذَرًا لِلْأَثَرِ. (٤)

وكذا في التاتارخانية:

من شك في إنائه أو ثوبه أو بدنه أصابته نجاسة أم لا فهو طاهر ما لم يتيقن وكذا الآبار والحياض التي يستسقى منها الصغار والكبار. (٥)

---

(١) كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الثاني في الأعيان النجسة، ١/ ٤٦، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول فيما يجوز به التوضؤ، ١/ ١٩، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، مطلب: في ندب مراعاة الخلاف...، ١/ ١٥١، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني فيما لا يجوز به التوضؤ، ١/ ٢٥، ط: سعيد.

(٥) كتاب الطهارة، الفصل الثاني في بيان ما يوجب الوضوء، نوع آخر في مسائل الشك، ١/ ١٤٦، ط: إدارة القرآن.

کنویں میں پیشاب یا پاخانہ گر جائے تو اس کنویں کے پانی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کنویں میں کوئی ناپاک چیز گر جائے جیسے پیشاب و پاخانہ وغیرہ تو اس کی پاکی کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر نجاست غلیظہ کنویں میں گر جائے جیسے پیشاب و پاخانہ وغیرہ تو ایسی صورت میں کنویں کا سارا پانی نکالنا ضروری ہے اس کے بغیر کنواں پاک نہیں ہوگا۔

كذا في تنوير الأبصار مع الدر المختار:

(إِذَا وَقَعَتْ نَجَاسَةٌ) لَيسَتْ بِحَيَوَانٍ وَلَوْ مُخَفَّفَةً أَوْ قَطْرَةَ بَوْلٍ أَوْ دَمٍ أَوْ ذَنَبَ فَأْرَةٍ لَمْ يُشَمَّعْ، فَلَوْ شُمِّعَ فَفِيهِ مَا فِي الْفَأْرَةِ (فِي بِئْرٍ دُونَ الْقَدْرِ الْكَثِيرِ) عَلَى مَا مَرَّ، وَلَا عِبْرَةَ لِلْعُمْقِ عَلَى الْمُعْتَمَدِ (أَوْ مَاتَ فِيهَا)... (حَيَوَانٍ دَمَوِيٍّ)... (وَانْتَفَخَ)... (أَوْ تَفَسَّخَ)... (يُنْزَحُ كُلُّ مَائِهَا) [1]

وكذا في فتاوى قاضي خان:

وأما ما يفسد ماء البئر فهو على نوعين، أحدهما: ينزح منه كل الماء، والثاني: ينزح منه البعض، أما الأول فإذا وقعت فيه قطرة من الخمر أو غيرها من الأشربة التي لا يحل شربها أو الدم أو البول، بول الصبي والجارية فيه سواء، وكذا بول ما يؤكل لحمه وبول ما لا يؤكل لحمه وكذا لو مات فيها شاة أو هو مثلها لجثة كالضبي والآدمي أو مات فيه ما له دم سائل كالفأرة ونحوه. [2]

وكذا في فتاوى التاتارخانية:

وهو الذي يفسد ماء البئر أقسام: قسم يفسد جميع ماء البئر لا محالة، وقسم لا يفسد جميع ماء البئر على أحد الاعتبارين، وقسم فيه اختلاف، وقسم يفسد بعض الماء، أما القسم الأول فسائر النجاسات، نحو بول الآدمي ورجيعه، وبول ما لا يؤكل لحمه من الحيوانات على الاتفاق وبول ما يؤكل لحمه على الخلاف، وكذلك إذا وقع فيه خمر أو ما سواها من الأشربة التي لا يحل شربها، وكذلك إذا وقع فيه خنزير أو سبع وجب نزح جميع الماء. [3]

---

[1] كتاب الطهارة، فصل في البئر، ١/ ٢١١- ٢١٢، ط: سعيد.

[2] كتاب الطهارة، فصل في ما يقع في البئر، ١/ ٥، ط: اشرفية.

[3] كتاب الطهارة، الفصل الرابع في المياه التي يجوز الوضوء بها والتي لا يجوز الوضوء بها، نوع آخر في ماء الآبار، ١/ ١٣٩، ط: قديمي.

وكذا في فتح القدير:

(وَإِذَا وَقَعَتْ فِي الْبِئْرِ نَجَاسَةٌ نُزِحَتْ وَكَانَ نَزْحُ مَا فِيهَا مِنْ الْمَاءِ طَهَارَةً لَهَا) (قَوْلُهُ نُزِحَتْ) إسْنَادٌ مَجَازِيٌّ: أَيْ نُزِحَ مَاؤُهَا، وَالأَوْلَى أَنْ يُسْنَدَ إِلَى النَّجَاسَةِ بِنَاءً عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ بِهَا نَحْوُ الْقَطْرَةِ مِنْ الْبَوْلِ وَالْخَمْرِ وَالدَّمِ، لَكِنَّ نَزْحَ تِلْكَ الْقَطْرَةِ لَا يَتَحَقَّقُ إِلَّا بِنَزْحِ جَمِيعِ الْمَاءِ. [1]

کنویں میں رہنے والا مینڈک کنویں میں مر جائے تو اس کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کنویں میں رہنے والا مینڈک اگر کنویں میں مر جائے تو اس کنویں کا کیا حکم ہے؟ اسی طرح اگر مر کر پھول یا پھٹ جائے تو پورا پانی نکالا جائے گا یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں کنویں کا پانی ناپاک نہیں ہوگا، اسی طرح اگر وہ مینڈک کنویں میں مر کر پھول جائے یا پھٹ جائے تب بھی کنویں کا پانی نکالنا ضروری نہیں ہے صرف مرے ہوئے مینڈک یا اس کے اجزاء نکال دینا ہی کافی ہے۔

كذا في رد المحتار:

(قوله: وإلّا لا) أي وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لِلضِّفْدَعِ الْبَرِّيَّةِ وَالْحَيَّةِ الْبَرِّيَّةِ دَمٌ سَائِلٌ فَلَا يَفْسُدُ. (قَوْلُهُ: مَا ذُكِرَ) أَيْ مِنْ مَائِيِّ الْمُوَلَّدِ وَغَيْرُ الدَّمَوِيِّ ط. [2]

وكذا في بدائع الصنائع:

وَإِنْ كَانَ مَائِيًّا كَالضُّفْدَعِ الْمَائِيِّ وَالسَّرَطَانِ وَنَحْوِ ذَلِكَ، فَإِنْ مَاتَ فِي الْمَاءِ لَا يُنَجِّسُهُ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ. [3]

وكذا في فتاوى قاضي خان:

وموت ما لا دم له كالسمك والسرطان والحية وكل ما يعيش في الماء لا يفسد ماء الأواني وغيره وموت ما لا دم له كالسمك ونحوه كما لا يفسد الماء لا يفسد غيره كالعصير ونحوه وكذا الضفدع برية أو بحرية. [4]

وكذا في كفاية المفتي: [5]

---

[1] كتاب الطهارات، فصل في البئر، ٣/ ١٠٣، ط: دار الكتب العلمية.

[2] كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب: في مسألة الوضوء من الفساقى، ١/ ١٨٥، ط: سعيد.

[3] كتاب الطهارة، فصل: الضفدع يموت في العصير، ١/ ٣٣١، ط: رشيدية.

[4] كتاب الطهارة، فصل في ما يقع في البئر، ١/ ٦، ط: اشرفية.

[5] كتاب الطهارة، باب المياه، الفصل الثاني، ١/ ٣٨٤، ط: إدارة الفاروق.

کنویں سے جانور زندہ نکالا جائے تو کنویں کے پانی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک کنویں میں دو مرغے گر گئے، بعد میں زندہ نکال لئے گئے اب اس کنویں کے پانی کا کیا حکم ہے، اور پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر ان مرغوں کے جسم پر کوئی ظاہری نجاست نہیں لگی ہوئی تھی تو کنویں کا پانی پاک ہے اور اس کا استعمال بھی درست ہے۔

کما في الهندية:

وَإِنْ وَقَعَ نَحْوُ شَاةٍ وَأُخْرِجَ حَيًّا فَالصَّحِيحُ أَنَّهُ إِذَا لَمْ يَكُنْ نَجِسَ الْعَيْنِ وَلَا فِي بَدَنِهِ نَجَاسَةٌ وَلَمْ يُدْخِلْ فَاهُ فِي الْمَاءِ يَتَنَجَّسُ وَإِنْ أَدْخَلَ فَاهُ فِيهِ فَمُعْتَبَرٌ بِسُؤْرِهِ فَإِنْ كَانَ سُؤْرُهُ طَاهِرًا فَالْمَاءُ طَاهِرٌ وَإِنْ كَانَ نَجِسًا فَنَجِسٌ فَيُنْزَحُ كُلُّهُ، وَإِنْ كَانَ مَشْكُوكًا فَمَشْكُوكٌ فَيُنْزَحُ جَمِيعُهُ، وَإِنْ كَانَ مَكْرُوهًا فَمَكْرُوهٌ فَيُسْتَحَبُّ نَزْحُهَا إلخ. (١)

وكذا في الدر المختار:

لَوْ أَخْرَجَ حَيًّا وَلَيْسَ بِنَجِسِ الْعَيْنِ وَلَا بِهِ حَدَثٌ أَوْ خَبَثٌ لَمْ يُنْزَحْ شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَدْخُلَ فَمَهُ الْمَاءُ فَيُعْتَبَرُ بِسُؤْرِهِ. (٢)

اگر کنویں میں چوہا گر کر مر گیا تو کیا حکم ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کنویں میں چوہا گر کر مر گیا لیکن تلاش کرنے سے نہ ملا اور اندر ہی رہا تو اس صورت میں کنویں کو کس طرح پاک کیا جائے گا؟

جواب: اگر کنویں میں چوہا گر کر مر گیا اور تلاش کرنے سے بھی نہ مل سکا تو اس صورت میں جب تک چوہے کے گل سڑ کر مٹی میں مل جانے کا گمان نہ ہو اس وقت تک کنویں کو استعمال نہ کیا جائے، بعض حضرات نے چھ ماہ کی مدت انتظار کرنے کا فرمایا ہے۔

كما في الدر المختار مع رد المحتار:

يُنْزَحُ كُلُّ مَائِهَا... بَعْدَ إِخْرَاجِهِ لَا إِذَا تَعَذَّرَ كَخَشَبَةٍ أَوْ خِرْقَةٍ مُتَنَجِّسَةٍ فَبِنَزْحِ الْمَاءِ إِلَى حَدٍّ لَا يَمْلَأُ نِصْفَ الدَّلْوِ يَطْهُرُ الْكُلُّ تَبَعًا... وفي الشامية: وَأَشَارَ بِقَوْلِهِ مُتَنَجِّسَةٍ إِلَى أَنَّهُ لَا بُدَّ مِنْ إِخْرَاجِ عَيْنِ النَّجَاسَةِ كَلَحْمِ مَيْتَةٍ

(١) كتاب الطهارة، وفيه سبعة أبواب، الباب الثالث في المياه وفيه فصلان، الفصل الأول فيما يجوز به التوضؤ، ١/ ١٩، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، فصل البئر، ١/ ٢١٣، ط: سعيد.

وَخِنْزِيرٍ. اهـ ح. قُلْت: فَلَوْ تَعَذَّرَ أَيْضًا فَفِي الْقُهُسْتَانِيِّ عَنْ الْجَوَاهِرِ: لَوْ وَقَعَ عُصْفُورٌ فِيهَا فَعَجَزُوا عَنْ إخْرَاجِهِ فَمَادَامَ فِيهَا فَنَجِسَةٌ فَتُتْرَكُ مُدَّةً يُعْلَمُ أَنَّهُ اسْتَحَالَ وَصَارَ حَمْأَةً، وَقِيلَ مُدَّةِ سِتَّةِ أَشْهُرٍ إلخ. (١)

وكذا في تقريرات الرافعي:

وأشا بقوله متنجسة ولو قال الشارح إلا إذا تعذر إخراجه وكان متنجسا كخشبة إلخ لكان أولى وإن عبارته يدحل فيها ما لو كان عين النجاسة وتعذر إخراجها والمثال لا يخصص. (٢)

وكذا في فتاوى حقانية: (٣)

کنویں میں مرغی یا بکری گر جانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی کنویں میں مرغی یا بکری گر کر مر گئی اور معلوم نہیں کہ کب گری ہے تو اس کنویں کے پانی کا کیا حکم ہے؟ اور اگر لوگ اس کنویں سے وضو اور غسل وغیرہ کر رہے ہوں تو وہ کتنے دنوں کی نمازیں لوٹائیں گے؟ ناپاک ہونے کی صورت میں اگر ایسے کنویں کے پانی سے وضو اور غسل کر کے نماز عید یا نماز جنازہ پڑھی گئی ہو یا دوسرے نوافل وغیرہ پڑھے گئے تو اب ان کا اعادہ بھی کیا جائے گا؟ اور کنویں کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہوگا؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر مرغی یا بکری پھولی اور پھٹی ہوئی نہ ہو تو ایک دن اور ایک رات کی نمازوں کا اعادہ کرنا ہوگا، اور اگر پھولی یا پھٹی ہوئی ہو تو اس صورت میں تین دن اور تین راتوں کی نمازوں کا اعادہ ضروری ہے، البتہ عید کی نماز، نماز جنازہ اور نوافل کا اعادہ ضروری نہیں، کنویں کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر مرغی کنویں میں گر کر مر گئی، پھول گئی اور پھٹ گئی ہو تو اس صورت میں کنویں کا سارا پانی نکالا جائے گا، اور اگر پھولی اور پھٹی ہوئی نہ ہو تو اس صورت میں چالیس ڈول سے لے کر پچاس ڈول تک کنویں کا پانی نکالا جائے گا۔

كما في الهندية:

وَإِذَا وُجِدَ فِي الْبِئْرِ فَأْرَةٌ أَوْ غَيْرُهَا وَلَا يُدْرَى مَتَى وَقَعَتْ وَلَمْ تَنْتَفِخْ أَعَادُوا صَلَاةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إذَا كَانُوا تَوَضَّئُوا مِنْهَا وَغَسَلُوا كُلَّ شَيْءٍ أَصَابَهُ مَاؤُهَا وَإِنْ كَانَتْ قَدْ انْتَفَخَتْ أَوْ تَفَسَّخَتْ أَعَادُوا صَلَاةَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهَا وَهَذَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ وَقَالَا: لَيْسَ عَلَيْهِمْ إعَادَةُ شَيْءٍ حَتَّى يَتَحَقَّقُوا مَتَى وَقَعَتْ. (٤)

---

(١) كتاب الطهارة، فصل في البئر، ١/ ٢١٢، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، فصل في البئر، ١/ ٢٧، ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، فصل في البئر، ٢/ ٥٤٢، ط: دار العلوم حقانية.

(٤) كتاب الطهارة، وفيه سبعة أبواب، الباب الثالث في المياه وفيه فصلان، الفصل الأول فيما يجوز به التوضؤ، ١/ ٢٠، ط: رشيدية.

وفيه أيضا:

وَإِنْ مَاتَ فِيهَا شَاةٌ أَوْ كَلْبٌ أَوْ آدَمِيٌّ أَوْ انْتَفَخَ حَيَوَانٌ أَوْ تَفَسَّخَ يُنْزَحُ جَمِيعُ مَا فِيهَا صَغُرَ الْحَيَوَانُ أَوْ كَبُرَ. هَكَذَا فِي الْهِدَايَةِ. (١)

وكذا في فتح القدير:

وَإِنْ مَاتَتْ فِيهَا شَاةٌ أَوْ كَلْبٌ أَوْ آدَمِيٌّ نُزِحَ جَمِيعُ مَا فِيهَا مِنْ الْمَاءِ؛ لِأَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَابْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَفْتَيَا بِنَزْحِ الْمَاءِ كُلِّهِ حِينَ مَاتَ زِنْجِيٌّ فِي بِئْرِ زَمْزَمَ. فَإِنْ انْتَفَخَ الْحَيَوَانُ فِيهَا أَوْ تَفَسَّخَ نُزِحَ جَمِيعُ مَا فِيهَا صَغُرَ الْحَيَوَانُ أَوْ كَبُرَ؛ لِانْتِشَارِ الْبِلَّةِ فِي أَجْزَاءِ الْمَاءِ. قَالَ (وَإِنْ كَانَتْ الْبِئْرُ مَعِينًا لَا يُمْكِنُ نَزْحُهَا أَخْرَجُوا مِقْدَارَ مَا كَانَ فِيهَا مِنْ الْمَاءِ. (٢)

وكذا في تنوير الأبصار مع الدر المختار:

(مِنْ وَقْتِ الْوُقُوعِ إنْ عُلِمَ، وَإِلَّا فَمُذْ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إنْ لَمْ يَنْتَفِخْ وَلَمْ يَتَفَسَّخْ) وَهَذَا (فِي حَقِّ الْوُضُوءِ)... (وَمُذْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ) بِلَيَالِيهَا (إنْ انْتَفَخَ أَوْ تَفَسَّخَ) اسْتِحْسَانًا. وَقَالَا: مِنْ وَقْتِ الْعِلْمِ فَلَا يَلْزَمُهُمْ شَيْءٌ قَبْلَهُ، قِيلَ وَبِهِ يُفْتَى. (٣)

وفيه أيضا:

نَسِيَ الْمَضْمَضَةَ أَوْ جُزْءًا مِنْ بَدَنِهِ فَصَلَّى ثُمَّ تَذَكَّرَ، فَلَوْ نَفْلًا لَمْ يُعِدْ لِعَدَمِ صِحَّةِ شُرُوعِهِ. (٤)

حوض یا تالاب میں نجاست گرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ پنجاب کے دیہاتوں میں بہت بڑے بڑے تالاب ہوتے ہیں جو تقریباً ایک کنال، دو کنال حتی کہ تین چار کنال رقبے تک پھیلے ہوئے ہوتے ہیں جس کو وہاں کی زبان میں بَن کہتے ہیں، عموماً پورے گاؤں میں اس طرح کے ایک یا دو تالاب ہوتے ہیں، تمام گاؤں والوں کی بھینسیں و دیگر جانور حتی کہ کتے وغیرہ بھی انہیں تالاب سے پانی پیتے ہیں اور بھینسیں وغیرہ ان میں بیٹھی بھی رہتی ہیں، اور ایسے تالابوں میں جانور گوبر اور پیشاب کرتے ہیں، اور عموماً گاؤں کے لوگ

---

(١) كتاب الطهارة، وفيه سبعة أبواب، الباب الثالث في المياه وفيه فصلان، الفصل الأول فيما يجوز به التوضؤ، ١/ ١٩، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارات، فصل في البئر، ١/ ١٠٩، ط: دار الكتب العلمية.

(٣) كتاب الطهارة، فصل في البئر، ١/ ٢١٨- ٢١٩، ط: دار الكتب العلمية.

(٤) كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل، ١/ ١٥٥، ط: سعيد.

بچے وغیرہ ان میں نہاتے بھی رہتے ہیں، اور لازمی بات ہے کہ بالخصوص بچے ان میں دوران غسل پیشاب بھی کرتے ہوں گے بعض جگہوں میں تو گاؤں کی گندی نالیوں کا پانی بھی ان میں شامل ہو جاتا ہے لیکن عام طور پر یہ بارش کے پانی سے ہی بھرتے ہیں، تو ایسے تالاب کا پانی پاک تصور کریں گے یا ناپاک؟

(۲) نماز کے لئے وضو کرنا یا اس سے غسل کرنا کیسا ہے؟

(۳) گاؤں کی عورتیں وہاں جا کر کپڑے اور برتن وغیرہ دھوتی ہیں تو کیا ایسے پانی سے دھلے ہوئے کپڑے اور برتن پاک تصور کئے جائیں گے یا نہیں؟

خلاصہ یہ کہ ایسے تالاب کے پانی کو استعمال کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ (طہارت کے لئے) یہ بات بھی واضح ہو کہ ایسے تالابوں سے پانی کے اخراج کا عموماً کوئی راستہ نہیں ہوتا، بلکہ پانی جمع رہتا ہے، پانی بہت کم نکالا جاتا ہے، بعض اوقات ان کے پانی کا رنگ بھی تبدیل ہو جاتا ہے لیکن ایسا تب ہوتا ہے جب کچھ عرصہ تک بارشیں نہ ہوں۔

جواب: واضح رہے کہ بڑا حوض یا تالاب جس میں پانی کثیر ہو یعنی دہ در دہ یا اس سے زیادہ ہو وہ نجاست کے گرنے سے اس وقت تک ناپاک نہیں ہوتا جب تک اس کے تین اوصاف یعنی رنگ، بو اور ذائقہ میں سے کوئی ایک وصف تبدیل نہ ہو جائے۔

صورت مسئولہ میں چونکہ وہ تالاب دہ در دہ سے بڑا ہے اگر اس کے پانی کے تین اوصاف رنگ، بو اور مزہ میں سے کوئی وصف تبدیل نہیں ہوا تو اس تالاب کو پاک تصور کیا جائے گا اور اس سے وضو اور غسل کرکے نماز پڑھنا درست ہے اور اس تالاب سے دھلے ہوئے کپڑے اور برتن بھی پاک ہیں۔

كما في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَكَذَا) يَجُوزُ (بِرَاكِدٍ) كَثِيرٍ (كَذَلِكَ) أَيْ وَقَعَ فِيهِ نَجِسٌ لَمْ يُرَ أَثَرُهُ وَلَوْ فِي مَوْضِعِ وُقُوعِ الْمَرْئِيَّةِ، بِهِ يُفْتَى. أَيْ وَقَعَ فيه نَجِسٌ إلَخْ) شَمِلَ مَا لَوْ كَانَ النَّجِسُ غَالِبًا؛ وَلِذَا قَالَ فِي الْخُلَاصَةِ: الْمَاءُ النَّجِسُ إذَا دَخَلَ الْحَوْضَ الْكَبِيرَ لَا يَنْجُسُ الْحَوْضُ وَإِنْ كَانَ النَّجِسُ غَالِبًا عَلَى مَاءِ الْحَوْضِ؛ لِأَنَّهُ كُلَّمَا اتَّصَلَ الْمَاءُ بِالْحَوْضِ صَارَ مَاءُ الْحَوْضِ غَالِبًا عَلَيْهِ... (قَوْلُهُ: لَمْ يُرَ أَثَرُهُ) أَيْ مِنْ طَعْمٍ أَوْ لَوْنٍ أَوْ رِيحٍ، وَهَذَا الْقَيْدُ لَا بُدَّ مِنْهُ وَإِنْ لَمْ يُذْكَرْ فِي كَثِيرٍ مِنْ الْمَسَائِلِ الْآتِيَةِ فَلَا تَغْفُلْ عَنْهُ، وَقَدَّمْنَا أَنَّ الْمُرَادَ مِنْ الْأَثَرِ أَثَرُ النَّجَاسَةِ نَفْسِهَا دُونَ مَا خَالَطَهَا. [1]

وكذا في الهندية:

(الْمَاءُ الرَّاكِدُ) الْمَاءُ الرَّاكِدُ إذَا كَانَ كَثِيرًا فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْجَارِي لَا يَتَنَجَّسُ جَمِيعُهُ بِوُقُوعِ النَّجَاسَةِ فِي طَرَفٍ مِنْهُ

[1] كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب: لو أدخل الماء من أعلى الحوض وخرج من أسفله فليس بجار، ١/١٩٠- ١٩١، ط: سعيد.

إِلَّا أَنْ يَتَغَيَّرَ لَوْنُهُ أَوْ طَعْمُهُ أَوْ رِيحُهُ وَعَلَى هَذَا اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ وَبِهِ أَخَذَ عَامَّةُ الْمُشَايِخِ رَحِمَهُمُ اللهُ كَذَا فِي الْمُحِيطِ. (١)

وكذا في التاتارخانية:

يجب أن يعلم أن الماء الراكد إذا كان كثيرا فهو بمنزلة الماء الجاري لا يتنجس جميعه بوقوع النجاسة في طرف منه إلا أن يتغير لونه أو طعمه أو ريحه على هذا اتفق العلماء وبه أخذ عامة المشائخ رحمهم الله. (٢)

ناپاک تالاب میں بارش کا پانی داخل ہونے سے وہ پاک ہوگا یا نہیں

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی تالاب میں ناپاک پانی پہلے سے موجود ہو، اور تیز بارش کی وجہ سے تالاب پانی سے بھر گیا لیکن پانی کا کچھ بھی حصہ تالاب سے باہر نہیں نکلا تو کیا اس تالاب کا پانی پاک ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر تالاب اتنا بڑا ہے جس پر ماء جاری کا حکم لگ سکتا ہے اور پانی کے رنگ، بو اور ذائقے میں نجاست کے اثرات نہ پائے جائیں تو اس تالاب کا پانی پاک ہے۔

كما في رد المحتار:

(قَوْلُهُ: أَيْ وَقَعَ نَجِسٌ إلَخْ) شَمِلَ مَا لَوْ كَانَ النَّجِسُ غَالِبًا؛ وَلِذَا قَالَ فِي الْخُلَاصَةِ: الْمَاءُ النَّجِسُ إذَا دَخَلَ الْحَوْضَ الْكَبِيرَ لَا يَنْجُسُ الْحَوْضُ وَإِنْ كَانَ الماء النَّجِسُ غَالِبًا عَلَى مَاءِ الْحَوْضِ؛ لِأَنَّهُ كُلَّمَا اتَّصَلَ الْمَاءُ بِالْحَوْضِ صَارَ مَاءُ الْحَوْضِ غَالِبًا عَلَيْهِ. اهـ. (قَوْلُهُ: لَمْ يُرَ أَثَرُهُ) أَيْ مِنْ طَعْمٍ أَوْ لَوْنٍ أَوْ رِيحٍ، وَهَذَا الْقَيْدُ لَا بُدَّ مِنْهُ وَإِنْ لَمْ يُذْكَرْ فِي كَثِيرٍ مِنْ الْمَسَائِلِ الْآتِيَةِ فَلَا تَغْفُلُ عَنْهُ. (٣)

وكذا في البحر الرائق:

اعْلَمْ أَنَّ الْعُلَمَاءَ أَجْمَعُوا عَلَى أَنَّ الْمَاءَ إذَا تَغَيَّرَ أَحَدُ أَوْصَافِهِ بِالنَّجَاسَةِ لَا تَجُوزُ الطَّهَارَةُ بِهِ قَلِيلًا كَانَ الْمَاءُ أَوْ كَثِيرًا جَارِيًا كَانَ أَوْ غَيْرَ جَارٍ. (٤)

وفيه أيضا:

غَدِيرٌ كَبِيرٌ لَا يَكُونُ فِيهِ الْمَاءُ فِي الصَّيْفِ وَتَرُوثُ فِيهِ الدَّوَابُّ وَالنَّاسُ ثُمَّ يُمْلَأُ فِي الشِّتَاءِ وَرفع مِنْهُ كَانَ

==================

(١) كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول، ١/ ١٨، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، الفصل الرابع في المياه التي يجوز الوضوء بها والتي لا يجوز بها، نوع آخر في ماء الحياض والغدران والعيون، ١/ ١٦٨، ط: ادارة القرآن.

(٣) كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب: لو أدخل الماء من أعلى الحوض إلخ، ١/ ١٩١، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، ١/ ١٣٧، ط: رشيدية.

الْمَاءُ الَّذِي يَدْخُلُهُ يَدْخُلُ عَلَى مَكَان نَجِسٍ فَالْمَاءُ وَالْجَمَدُ نَجِسٌ، وَإِنْ كَانَ كَثِيرًا بَعْدَ ذَلِكَ، وَإِنْ كَانَ دَخَلَ فِي مَكَان طَاهِرٍ وَاسْتَقَرَّ فِيهِ حَتَّى صَارَ عَشْرًا فِي عَشْرٍ ثُمَّ انْتَهَى إِلَى النَّجَاسَةِ، فَالْمَاءُ وَالْجَمَدُ طَاهِرَانِ اه. وَهَذَا بِنَاءٌ عَلَى مَا ذَكَرُوا أنّ الْمَاءَ النَّجِسَ إذَا دَخَلَ عَلَى مَاءِ الْحَوْضِ الْكَبِيرِ لَا يُنَجِّسُهُ، وَإِنْ كَانَ الْمَاءُ النَّجِسُ غَالِبًا عَلَى الْحَوْضِ؛ لِأَنَّ كُلَّ مَا يَتَّصِلُ بِالْحَوْضِ الْكَبِيرِ يَصِيرُ مِنْهُ فَيُحْكَمُ بِطَهَارَتِهِ. [1]

وکذا فی فتح القدیر:

وَفِي الْفَتَاوَى: غَدِيرٌ كَبِيرٌ لَا يَكُونُ فِيهِ الْمَاءُ فِي الصَّيْفِ وَتَرُوثُ فِيهِ الدَّوَابُّ وَالنَّاسُ ثُمَّ يَمْتَلِئُ فِي الشِّتَاءِ وَيُرْفَعُ مِنْهُ الْجَمْدُ إنْ كَانَ الْمَاءُ الَّذِي يَدْخُلُهُ يَدْخُلُ عَلَى مَكَان نَجِسٍ... وَهَذَا بِنَاءً عَلَى مَا ذَكَرُوا مِنْ أَنَّ الْمَاءَ النَّجِسَ إذَا دَخَلَ عَلَى مَاءِ الْحَوْضِ الْكَبِيرِ لَا يُنَجِّسُهُ، وَإِنْ كَانَ الْمَاءُ النَّجِسُ غَالِبًا عَلَى الْحَوْضِ لِأَنَّ كُلَّ مَا يَتَّصِلُ بِالْحَوْضِ الْكَبِيرِ يَصِيرُ مِنْهُ فَيُحْكَمُ بِطَهَارَتِهِ. [2]

وکذا فی المبسوط:

ثُمَّ قَالَ بَعْضُ مَشَايِخِنَا فِي الْحَوْضِ الْكَبِيرِ أَنَّهُ لَا يَتَنَجَّسُ بِوُقُوعِ النَّجَاسَةِ فِيهِ؛ لِأَنَّهُ كَالْمَاءِ الْجَارِي. [3]

وکذا فی فتاوی التاتارخانیة:

يجب أن يعلم أن الماء الراكد إذا كان كثيرا فهو بمنزلة الماء الجاري لا يتنجس جميعه بوقوع النجاسة في طرف منه، إلا أن يتغير لونه أو طعمه أو ريحه، على هذا اتفق العلماء وبه أخذ عامة المشائخ رحمهم الله. [4]

وفیه أیضا:

وفي ''نظم الزهدوسي'' رحمه الله: إذا كان الحوض كبيرا وفيه نجاسات ودخل الماء وامتلأ قال أهل بلخ وأبو سهل الكبير البخاري رحمه الله: هو نجس وقال الفقيه أبو جعفر البلخي رحمه الله وإسماعيل بن الحسين الزاهد البخاري: الكل طاهر وبه أخذ كثير من فقهاء بخارا: وهكذا أفتى الفقيه عبد الوحيد مرارا، وهكذا أفتى أبو بكر العياض، وفي الخانية: ما لم يظهر فيه أثر النجاسة. [5]

---

[1] کتاب الطهارة، ۱/ ۱٤۱، ط: رشیدیة.

[2] کتاب الطهارة، باب الماء الذي يجوز به الوضوء إلخ، ۱/ ۸۵- ۸٦، ط: دار الکتب العلمیة بیروت.

[3] کتاب الطهارة، باب الوضوء والغسل، ۱/ ۱۹۰، ط: رشیدیة.

[4] کتاب الطهارة، نوع آخر في ماء الحياض إلخ، ۱/ ۱۲۷، ط: قدیمي.

[5] کتاب الطهارة، نوع آخر في ماء الحيض إلخ، ۱/ ۱۳۲، ط: قدیمي.

وكذا في بدائع الصنائع:

قَالَ أَصْحَابُ الظَّوَاهِرِ: إِنَّ الْمَاءَ لَا يَنْجَسُ بِوُقُوعِ النَّجَاسَةِ فِيهِ أَصْلًا سَوَاءٌ كَانَ جَارِيًا أَوْ رَاكِدًا، وَسَوَاءٌ كَانَ قَلِيلًا أَوْ كَثِيرًا، تَغَيَّرَ لَوْنُهُ أَوْ طَعْمُهُ أَوْ رِيحُهُ أَوْ لَمْ يَتَغَيَّرْ. (١)

کنویں میں مینڈک گر کر مر جائے تو اس کے پانی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی کنویں میں مینڈک گر کر مر جائے تو ایسے پانی کا کیا حکم ہے؟ آیا اس سے پانی نجس ہو جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: آبی مینڈک جس کا رہن سہن پانی میں ہوتا ہے، اس کے مرنے سے پانی پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور پانی نجس نہیں ہوتا اسی طرح اور خشکی کے مینڈک میں اگر خون نہ ہو تو اس کے بھی کنویں میں گر کر مر جانے سے پانی نجس نہیں ہوتا، البتہ اگر اس کے بدن میں خون ہو تو پھر اس کے کنویں میں گر کر مرنے سے پانی نجس ہو جاتا ہے۔

كما في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَمَائِيٌّ مُوَلَّدٌ كَسَمَكٍ وَسَرَطَانٍ) وَضِفْدَعٍ إِلَّا بَرِّيًّا لَهُ دَمٌ سَائِلٌ، وَهُوَ مَا لَا سُتْرَةَ لَهُ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، فَيَفْسُدُ فِي الْأَصَحِّ كَحَيَّةٍ بَرِّيَّةٍ... (قَوْلُهُ: فَيَفْسُدُ فِي الْأَصَحِّ) وَعَلَيْهِ فَمَا جَزَمَ بِهِ فِي الْهِدَايَةِ مِنْ عَدَمِ الْإِفْسَادِ بِالضِّفْدَعِ الْبَرِّيِّ وَصَحَّحَهُ فِي السِّرَاجِ مَحْمُولٌ عَلَى مَا لَا دَمَ لَهُ سَائِلٌ كَمَا فِي الْبَحْرِ. (٢)

وكذا في الهندية:

وَمَوْتُ مَا يَعِيشُ فِي الْمَاءِ فِيهِ لَا يُفْسِدُهُ كَالسَّمَكِ وَالضُّفْدَعِ وَالسَّرَطَانِ وَفِي غَيْرِ الْمَاءِ قِيلَ غَيْرُ السَّمَكِ يُفْسِدُهُ وَقِيلَ لَا وَهُوَ الْأَصَحُّ. (٣)

وكذا في البحر الرائق:

وَمَوْتُ مَا لَا دَمَ فِيهِ كَالْبَقِّ وَالذُّبَابِ وَالزُّنْبُورِ وَالْعَقْرَبِ وَالسَّمَكِ وَالضُّفْدَعِ وَالسَّرَطَانِ لَا يُنَجِّسُهُ) أَيْ مَوْتُ حَيَوَانٍ لَيْسَ لَهُ دَمٌ سَائِلٌ فِي الْمَاءِ الْقَلِيلِ لَا يُنَجِّسُهُ. (٤)

---

(١) كتاب الطهارة، أحكام المياه، فصل: في بيان مقدار الذي يصير به المحل نجسا، ١/ ٢١٧، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في مسألة الوضوء من الفساق، ١/ ١٨٤، ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، باب المياه، الفصل الثاني فيما لا يجوز به التوضؤ، ١/ ٢٧، ط: قديمي.

(٤) كتاب الطهارة، ١/ ١٥٩، ط: رشيدية.

وكذا في قاضي خان على هامش الهندية:

موت ما لا دم له كسمك والسرطان والحية وكل ما يعيش في الماء لا يفسد ماء الأواني وغيره وموت ما لا دم له كسمك ونحوه كما لا يفسد الماء لا يفسد غيره كالعصير... وكذا الضفدع برية كانت أو بحرية فإن كانت الحية أو الضفدع عظيمة لها دم سائل يفسد الماء وكذا الوزغة الكبيرة. (۱)

بڑے حوض میں پاک پانی کے ساتھ ناپاک پانی ملانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ دہ در دہ حوض میں پاک پانی ایک ہاتھ یا اس سے زائد موجود ہو، اگر اسی حالت میں ناپاک کنویں سے پانی نکال کر اس حوض کو بھر دیا جائے تو اس حوض کا پانی پاک ہے یا ناپاک؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر پاک پانی ملنے سے اس حوض میں موجودہ پانی کے اوصاف یعنی رنگ، بو اور مزہ میں سے کوئی بھی وصف نہ بدلا ہو تو اس حوض کا پانی پاک ہے۔

كذا في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَكَذَا) يَجُوزُ (بِرَاكِدٍ) كَثِيرٍ (كَذَلِكَ) أَيْ وَقَعَ فِيهِ نَجِسٌ لَمْ يُرَ أَثَرُهُ وَلَوْ فِي مَوْضِعِ وُقُوعِ الْمَرْئِيَّةِ، بِهِ يُفْتَى بَحْرٌ. (قَوْلُهُ: أَيْ وَقَعَ نَجِسٌ إلَخْ) شَمِلَ مَا لَوْ كَانَ النَّجِسُ غَالِبًا؛ وَلِذَا قَالَ فِي الْخُلَاصَةِ: الْمَاءُ النَّجِسُ إذَا دَخَلَ الْحَوْضَ الْكَبِيرَ لَا يَنْجُسُ الْحَوْضُ وَإِنْ كَانَ الماء النَّجِسُ غَالِبًا عَلَى مَاءِ الْحَوْضِ؛ لِأَنَّهُ كُلَّمَا اتَّصَلَ الْمَاءُ بِالْحَوْضِ صَارَ مَاءُ الْحَوْضِ غَالِبًا عَلَيْهِ. اهـ. (قَوْلُهُ: لَمْ يُرَ أَثَرُهُ) أَيْ مِنْ طَعْمٍ أَوْ لَوْنٍ أَوْ رِيحٍ، وَهَذَا الْقَيْدُ لَا بُدَّ مِنْهُ وَإِنْ لَمْ يُذْكَرْ فِي كَثِيرٍ مِنْ الْمَسَائِلِ الْآتِيَةِ فَلَا تَغْفُلْ عَنْهُ. (۲)

وكذا في الفتاوى البزازية:

الماء الكثير النجس دخل في الحوض الكبير لا ينجسه؛ لأنه حكم بالطهارة زمان الاتصال. (۳)

وكذا في بدائع الصنائع:

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُلِقَ الْمَاءُ طَهُورًا لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ إلَّا مَا غَيَّرَ لَوْنَهُ أَوْ طَعْمَهُ أَوْ رِيحَهُ. (٤)

---

(۱) كتاب الطهارة، فصل في الطهارة بالماء، ۱/ ۱۰، ط: رشيدية.

(۲) كتاب الطهارة، ۱/ ۱۹۱، ط: سعيد.

(۳) كتاب الطهارة، الأول في الآلة، ۱/ ۹، ط: قديمي.

(٤) كتاب الطهارة، مطلب: شرائط أركان الوضوء، ۱/ ۹۳، ط: رشيدية.

وکذا في تبيين الحقائق:

إِذَا بَلَغَ عَشْرًا فِي عَشْرٍ يَكُونُ كَالْجَارِي حَتَّى لَا يَتَنَجَّسَ بِوُقُوعِ النَّجَاسَةِ فِيهِ. (۱)

بڑے حوض میں خشکی کا سانپ گر کر مر جائے تو اس پانی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک حوض جو دہ در دہ سے زیادہ ہو اور اس میں خشکی کا سانپ گر کر مر جائے تو اس کے پانی کا کیا حکم ہے جبکہ علاقہ والے اس تمام پانی کو نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں؟

جواب: واضح رہے کہ جو حوض دہ در دہ یا اس سے بڑا ہو تو وہ جاری پانی کے حکم میں ہوتا ہے اور اس کا پانی اس وقت تک ناپاک نہیں ہوتا جب تک نجاست گرنے سے اس کے تین وصفوں میں سے کوئی ایک وصف تبدیل نہ ہو جائے، لہٰذا مذکورہ صورت میں بھی اگر پانی کے تین اوصاف یعنی رنگ، بو اور ذائقہ میں سے کوئی ایک تبدیل نہیں ہوا تو اس حوض کا پانی پاک ہے اس لئے حوض کو خالی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

کما في الهندية:

الْمَاءُ الرَّاكِدُ إِذَا كَانَ كَثِيرًا فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْجَارِي لَا يَتَنَجَّسُ جَمِيعُهُ بِوُقُوعِ النَّجَاسَةِ فِي طَرَفٍ مِنْهُ إِلَّا أَنْ يَتَغَيَّرَ لَوْنُهُ أَوْ طَعْمُهُ أَوْ رِيحُهُ. (۲)

وکذا في رد المحتار:

فَإِذَا وَقَعَتْ فِي الْحَوْضِ الْكَبِيرِ نَجَاسَةٌ وَفَرَضْنَا انْقِسَامَهَا إِلَى أَجْزَاءٍ لَا تَتَجَزَّأُ، وَقَابَلَهَا مِنْ الْمَاءِ الطَّاهِرِ مِثْلُهَا يَبْقَى الزَّائِدُ عَلَيْهَا طَاهِرًا فَلَا يُحْكَمُ عَلَى الْمَاءِ كُلِّهِ بِالنَّجَاسَةِ. (۳)

وکذا في بدائع الصنائع:

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُلِقَ الْمَاءُ طَهُورًا لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ إِلَّا مَا غَيَّرَ لَوْنَهُ أَوْ طَعْمَهُ أَوْ رِيحَهُ. (٤)

وکذا في تبيين الحقائق:

إِذَا بَلَغَ عَشْرًا فِي عَشْرٍ يَكُونُ كَالْجَارِي حَتَّى لَا يَتَنَجَّسَ بِوُقُوعِ النَّجَاسَةِ فِيهِ. (۵)

---

(۱) كتاب الطهارة، الباب التالث في المياه، الفصل الأو فيما يجوز به التوضؤ، ۱/ ۸۱، ط: سعيد.

(۲) كتاب الطهارة، ۱/ ۱۸، ط: رشيدية.

(۳) كتاب الطهارة، مطلب في أن التوضئ من الحوض أفضل... إلخ، ۱/ ۱۸۶، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، مطلب: شرائط أركان الوضوء، ۱/ ۹۳، ط: رشيدية.

(۵) كتاب الطهارة، ۱/ ۸۱، ط: سعيد.

وكذا في الفتاوى البزازية:

الماء الكثير النجس دخل في الحوض الكبير لا ينجسه؛ لأنه حكم بالطهارة زمان الاتصال.[١]

ٹیوب ویل کے پانی کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیاٹیوب ویل کا پانی ماء جاری کے حکم میں ہے یا نہیں؟

جواب: ٹیوب ویل کا پانی اگر مسلسل نکل رہا ہو تو وہ ماء جاری کے حکم میں ہے۔

كذا في الدر المختار مع الشامي:

(وَ) الْجَارِي (هُوَ مَا يُعَدُّ جَارِيًا) عُرْفًا، وَقِيلَ مَا يَذْهَبُ بِتِبْنَةٍ، وَالْأَوَّلُ أَظْهَرُ، وَالثَّانِي أشهر (وَإِنْ) وَصْلِيَّةٌ (لَمْ يَكُنْ جَرَيَانُهُ بِمَدَدٍ) فِي الْأَصَحِّ... (قَوْلُهُ: وَالثَّانِي أَشْهَرُ) لِوُقُوعِهِ فِي كَثِيرٍ مِنْ الْكُتُبِ حَتَّى الْمُتُونِ... وَالْعُرْفُ الْآنَ أَنَّهُ مَتَى كَانَ الْمَاءُ دَاخِلًا مِنْ جَانِبٍ وَخَارِجًا مِنْ جَانِبٍ آخَرَ يُسَمَّى جَارِيًا.[٢]

وكذا في الهندية:

(الْأَوَّلُ الْمَاءُ الْجَارِي) وَهُوَ مَا يَذْهَبُ بِتِبْنِهِ. كَذَا فِي الْكَنْزِ وَالْخُلَاصَةِ وَهَذَا هُوَ الْحَدُّ الَّذِي لَيْسَ فِي دَرْكِهِ حَرَجٌ... وَقِيلَ مَا يَعُدُّهُ النَّاسُ جَارِيًا وَهُوَ الْأَصَحُّ. كَذَا فِي التَّبْيِينِ... الْمَاءِ الْجَارِي أَنَّهُ لَا يَتَنَجَّسُ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ أَوْ لَوْنُهُ أَوْ رِيحُهُ مِنْ النَّجَاسَةِ.[٣]

وكذا في البحر الرائق:

وَهُوَ مَا يَذْهَبُ بِتِبْنَةٍ ويتوضأ منه (الكنز). (قَوْلُهُ: وَهُوَ مَا يَذْهَبُ بِتِبْنَةٍ) أَيْ الْمَاءُ الْجَارِي مَا يَذْهَبُ بِتِبْنَةٍ وَقَدْ تَوَهَّمَ بَعْضُ الْمُشْتَغِلِينَ أَنَّ هَذَا الْحَدَّ فَاسِدٌ؛ لِأَنَّهُ يَرِدُ عَلَيْهِ الْجَمَلُ وَالسَّفِينَةُ، فَإِنَّهُمَا يَذْهَبَانِ بِتِبْنٍ كَثِيرٍ.[٤]

وكذا في فتح القدير:

وَالْجَارِي إلَخْ) وَقِيلَ فِيهِ مَا يَعُدُّهُ النَّاسُ جَارِيًا قِيلَ هُوَ الْأَصَحُّ... وَنَظِيرُهُ مَا أَوْرَدَهُ الْمَشَايِخُ فِي الْكُتُبِ أَنَّ

---

[١] كتاب الطهارة، ١/ ٩، ط: قديمي.

[٢] كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في أن التوضئ من الحوض، ١/ ١٨٧، ط: سعيد.

[٣] كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، مطلب في أن التوضئ من الحوض، ١/ ١٦- ١٧.

[٤] كتاب الطهارة، ١/ ١٥٢.

الْمُسَافِرَ إِذَا كَانَ مَعَهُ مِيزَابٌ وَاسِعٌ وَإِدَاوَةُ مَاءٍ يَحْتَاجُ إِلَيْهِ وَلَا يَتَيَقَّنُ وُجُودَ الْمَاءِ لَكِنَّهُ عَلَى طَمَعِهِ قِيلَ يَنْبَغِي أَنْ يَأْمُرَ أَحَدًا مِنْ رُفَقَائِهِ حَتَّى يَصُبَّ الْمَاءَ فِي طَرَفِ الْمِيزَابِ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ وَعِنْدَ الطَّرَفِ الْآخَرِ إِنَاءٌ طَاهِرٌ يَجْتَمِعُ فِيهِ الْمَاءُ فَإِنَّهُ يَكُونُ الْمَاءُ طَاهِرًا وَطَهُورًا لِأَنَّهُ جَارٍ. (۱)

کنویں اور گندے پانی کے درمیان فاصلہ کی حد

سوال: اگر زمین میں کسی جگہ گندے پانی کا گڑھا کھودا گیا ہو اور برابر میں پانی کا کنواں ہو تو دونوں میں کس قدر فاصلہ ہونا ضروری ہے تاکہ گندے پانی کے گڑھے سے پانی رس کر صاف پانی کا کنواں خراب نہ ہو؟

نیز گندے پانی کا کنواں اگر دس فٹ گہرا ہو اور صاف پانی کا کنواں اس سے کئی گنا گہرا ہو تقریباً ۱۰۰ فٹ کا ہو تو پھر فاصلہ کتنا ہونا ضروری ہے؟ از روئے شریعت جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

جواب: واضح رہے کہ زمین کے حصے اپنی خاصیت اور سختی نرمی وغیرہ کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں، ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں ساری جگہوں کے لئے ایک ہی حکم لاگو کرنا حرج کا باعث بنے گا، مثلاً قبر بناتے ہوئے لحد کا حکم دیا جاتا ہے، لیکن یہ حکم سب جگہ نہیں لگایا جاسکتا، زیر نظر مسئلہ میں بھی زمین کے مختلف ہونے کی بنیاد پر اس سے متعلق حکم شرعی کا تعین کیا جائے گا، اسی لئے اس بارے میں فقہاء کرام رحمہم اللہ کے جزئیات بھی مختلف ہیں، کسی نے پانچ ہاتھ کا فاصلہ لکھا ہے، کسی نے سات ہاتھ کا، اور کسی نے اہل تجربہ سے رجوع کا قول کیا ہے، اس ساری تفصیل کے بعد سمجھ لیں کہ اصل بات صاف اور گندے پانی کے نہ ملنے کا یقین حاصل کرنا ہے، لہٰذا یہ یقین حاصل کرنے کے لئے اس علاقے کے اہل تجربہ اور زمین شناس افراد سے پوچھا جائے اور پھر یہ بھی ضروری ہے کہ اندازہ کرتے ہوئے احتیاطاً جتنا دور ممکن ہو صاف پانی کا کنواں نکالا جائے تاکہ کسی طرح کا شبہ نہ رہے، اور گندے پانی کی صاف پانی میں آمیزش کی کوئی صورت نہ ہو، پھر بھی اگر شک ہو تو صاف پانی کو استعمال کر کے رنگ، بو اور مزے سے اندازہ لگا کر یقین حاصل کر لیا جائے کہ صاف کنواں متاثر ہوا ہے یا نہیں۔

كذا في سنن ابن ماجه:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ إِلَّا مَا غَلَبَ عَلَى رِيحِهِ وَطَعْمِهِ وَلَوْنِهِ. (۲)

==================

(۱) كتاب الطهارة، باب الماء الذي يجوز به الوضوء وما لا يجوز، ۱/ ۸۵، ط: دار الكتب العلمية.

(۲) أبواب الطهارة وسننها، باب الحياض، ص۹۳، ط: قديمي.

وكذا في إعلاء السنن:

كماقال: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ إِلَّا مَا غَلَبَ عَلَى لَوْنِهِ أو طَعْمِهِ أو رِيحِهِ. رواه الطحاوي. [١]

وكذا في التلخيص الحبير:

وَرَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيّ مِنْ طَرِيقِ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ مُرْسَلًا بِلَفْظِ: الْمَاءُ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ إِلَّا مَا غَلَبَ عَلَى رِيحِهِ أَوْ طَعْمِهِ، زَادَ الطَّحَاوِيُّ: أَوْ لَوْنِهِ، وَصَحَّحَ أَبُو حَاتِمٍ إِرْسَالَهُ. اهـ. قلت: المرسل بشرطه حجة عندنا وهو كذلك. [٢]

وكذا في البحر:

وَالْبُعْدُ بَيْنَ الْبَالُوعَةِ وَالْبِئْرِ الْمَانِعِ مِنْ وُصُولِ النَّجَاسَةِ إِلَى الْبِئْرِ خَمْسَةُ أَذْرُعٍ فِي رِوَايَةِ أَبِي سُلَيْمَانَ وَسَبْعَةٌ فِي رِوَايَةِ أَبِي حَفْصٍ وَقَالَ الْحَلْوَانِيُّ: الْمُعْتَبَرُ الطَّعْمُ أَوْ اللَّوْنُ أَوْ الرِّيحُ، فَإِنْ لَمْ يَتَغَيَّرْ جازَ وَإِلَّا فَلَا، وَلَوْ كَانَ عَشَرَةَ أَذْرُعٍ قَالَ فِي الْخُلَاصَةِ: وَفَتَاوَى قَاضِي خان وَالتَّعْوِيلُ عَلَيْهِ وَصَحَّحَهُ فِي الْمُحِيطِ. [٣]

وكذا في الدر المختار:

(فَرْعٌ) الْبُعْدُ بَيْنَ الْبِئْرِ وَالْبَالُوعَةِ بِقَدْرِ مَا لَا يَظْهَرُ لِلنَّجَسِ أَثَرٌ.

وكذا في الشامية:

اُخْتُلِفَ فِي مِقْدَارِ الْبُعْدِ الْمَانِعِ مِنْ وُصُولِ نَجَاسَةِ الْبَالُوعَةِ إلَى الْبِئْرِ، فَفِي رِوَايَةٍ خَمْسَةُ أَذْرُعٍ، وَفِي رِوَايَةٍ سَبْعَةٌ. وَقَالَ الْحَلْوَانِيُّ: الْمُعْتَبَرُ الطَّعْمُ أَوْ اللَّوْنُ أَوْ الرِّيحُ، فَإِنْ لَمْ يَتَغَيَّرْ جَازَ وَإِلَّا لَا وَلَوْ كَانَ عَشَرَةَ أَذْرُعٍ. وَفِي الْخُلَاصَةِ وَالْخَانِيَّةِ: وَالتَّعْوِيلُ عَلَيْهِ وَصَحَّحَهُ فِي الْمُحِيطِ بَحْرٌ. وَالْحَاصِلُ أَنَّهُ يَخْتَلِفُ بِحَسَبِ رَخَاوَةِ الْأَرْضِ وَصَلَابَتِهَا، وَمَنْ قَدَّرَهُ اعْتَبَرَ حَالَ أَرْضِهِ. [٤]

==================

[١] كتاب الطهارة، أحكام المياه، ١/٣٦٦، ط: إدارة القرآن.

[٢] باب طهارة الماء الكثير إلا عند تغير لونه أو ريحه أو طعمه، ١/ ٢٦٦، ط: إدارة القرآن.

[٣] كتاب الطهارة، ١/ ٢١٤، ٢١٥، ط: رشيدية.

[٤] كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في الفرق بين الروث والخنثى... إلخ، ١/ ٢٢١، ٢٢٢، ط: سعيد.

فصل فيما يتعلق بتطهير الثوب

کپڑے وغیرہ میں قے لگ جائے تو کیا حکم ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کپڑے وغیرہ میں قے لگ جائے تو اس کپڑے کا کیا حکم ہے؟

جواب: قے نجاست غلیظہ ہے، اور کپڑے وغیرہ میں لگ جانے سے کپڑا اس وقت ناپاک ہوتا ہے جب قے منہ بھر کر ہو جس سے وضوٹوٹ جانے کا حکم لگتا ہو، بصورت دیگر یعنی بہت تھوڑی قے ہونے سے چونکہ وضو نہیں ٹوٹتا، اس لئے اس کے کپڑے میں لگنے سے کپڑے بھی ناپاک نہیں ہوں گے، البتہ اگر کسی نے حرام اور ناپاک چیز مثلاً شراب وغیرہ پی لی تھی تو ایسی صورت میں منہ بھر کر ہو یا اس سے کم ہو کپڑے میں لگ جانے سے کپڑا ناپاک ہو جائے گا، برخلاف بلغم کے کہ اگر وہ کپڑے وغیرہ میں لگ جائے تو اس کی وجہ سے کپڑا ناپاک نہیں ہوتا ہے۔

كذا في تنوير الأبصار مع الدر المختار:

وَيَنْقُضُهُ (قَيْءٌ مَلأَ فَاهُ) بِأَنْ يُضْبَطَ بِتَكَلُّفٍ (مِنْ مِرَّةٍ) بِالْكَسْرِ: أَيْ صَفْرَاءَ (أَوْ عَلَقٍ) أَيْ سَوْدَاءَ؛ وَأَمَّا الْعَلَقُ النَّازِلُ مِنَ الرَّأْسِ فَغَيْرُ نَاقِضٍ (أَوْ طَعَامٌ أَوْ مَاءٌ) إذَا وَصَلَ إلَى مَعِدَتِهِ وَإِنْ لَمْ يَسْتَقِرَّ، وَهُوَ نَجَسٌ مُغَلَّظٌ، وَلَوْ مِنْ صَبِيٍّ سَاعَةَ ارْتِضَاعِهِ، هُوَ الصَّحِيحُ لِمُخَالَطَةِ النَّجَاسَةِ، ذَكَرَهُ الْحَلَبِيُّ. [1]

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: كَقَيْءِ عَيْنِ خَمْرٍ أَوْ بَوْلٍ) أَيْ بِأَنْ شَرِبَ خَمْرًا أَوْ بَوْلًا ثُمَّ قَاءَ نَفْسَ الْخَمْرِ أَوْ الْبَوْلِ. (قَوْلُهُ: وَإِنْ لَمْ يَنْقُضْ لِقِلَّتِهِ إلَخْ) أَيْ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ نَاقِضًا لِأَجْلِ قِلَّتِهِ لَوْ فُرِضَ قَلِيلًا فَهُوَ أَيْضًا نَجَسٌ لِنَجَاسَتِهِ بِالْأَصَالَةِ، بِخِلَافِ قَيْءِ نَحْوِ طَعَامٍ فَإِنَّهُ إنَّمَا يَنْجُسُ بِالْمُجَاوَرَةِ إذَا كَانَ كَثِيرًا مِلْأَ الْفَمِ، فَلَا يَنْقُضُ الْقَلِيلُ مِنْهُ ولا ينجس. [2]

وكذا في حلبي كبيري:

وكذا الصبي إذا ارتضع وقاء من ساعته قيل وهو المختار والصحيح في ظاهر الرواية أنه نجس لمخالطته النجاسة وتداخلها فيه بخلاف البلغم. [3]

==================

[1] كتاب الطهارة، مطلب نواقض الوضوء، ١/ ١٣٧، ١٣٨، ط: سعيد.

[2] كتاب الطهارة، مطلب نواقض الوضوء، ١/ ١٣٨، ط: سعيد.

[3] كتاب الطهارة، فصل في نواقض الوضوء، ص١١٣، ط: نعمانية.

وكذا في البدائع:

وَلَا فَرْقَ بَيْنَ أَنْ يَكُونَ الْقَيْءُ مَرَّةً صَفْرَاءَ أَوْ سَوْدَاءَ، وَبَيْنَ أَنْ يَكُونَ طَعَامًا أَوْ مَاءً صَافِيًا، لِأَنَّ الْحَدَثَ اسْمٌ لِخُرُوجِ النَّجَسِ، وَالطَّعَامِ، أَوْ الْمَاءِ صار نَجَسًا لِاخْتِلَاطِهِ بِنَجَاسَاتِ الْمِعْدَةِ. (۱)

استعمال شدہ کپڑے کی پاکی ناپاکی کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل بازاروں میں ہم لوگ کوٹ جرسی وغیرہ کو خریدتے ہیں جو کہ لنڈا کامال ہوتا ہے، تو کیا بغیر دھوئے ہوئے اس میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بازار میں جو استعمال شدہ کپڑے جرسیاں وغیرہ لنڈے کے نام سے ملتی ہیں ان پر اگر کوئی ظاہری نجاست نہ ہو تو ان کو دھوئے بغیر استعمال کرنا جائز ہے البتہ دھو کر پہننا بہتر ہے، اور اگر ان کے ناپاک ہونے کا یقین ہو تو پھر دھونا واجب ہے۔

كذا في رد المحتار:

وفي التتارخانية: من شك في إنائه أو ثوبه أو بدنه أصابته النجاسة أو لا فهو طاهر ما لم يستيقن... وكذا ما تتخذه أهل الشرك أو الجهلة من المسلمين كالسمن والخبز والأطعمة والثياب. (۲)

وكذا في الأشباه:

اليقين لا يزول بالشك. (۳)

وكذا في التاتارخانية:

قال أبو حفص البخاري رحمه الله: من شك في إنائه أو ثوبه أو بدنه أصابته النجاسة أو لا فهو طاهر ما لم يستيقن... وكذلك الثياب التي ينسجها أهل الشرك أو الجهلة من أهل الإسلام إلخ. (٤)

وكذا في المبسوط:

ومن شك في الحدث فهو على وضوئه وإن كان محدثا فشك في الوضوء فهو على حدثه لأن الشك لا يعارض اليقين وما يتيقن به لا يرتفع بالشك. (٥)

---

(۱) كتاب الطهارة، فصل نواقض الوضوء، ۱/ ۱۲۳، ط: رشيدية.

(۲) كتاب الطهارة، مطلب: في أبحاث الغسل، ۱/ ۱۵۱، ط: سعيد.

(۳) الفصل الأول، القاعدة الثالثة، ص۷۵، ط: قديمي.

(٤) كتاب الطهارة، الفصل الأول في الوضوء، نوع آخر في مسائل الشك، ۱/ ۱۱۰، ط: قديمي.

(٥) كتاب الطهارة، باب الوضوء والغسل، ۱/ ۲۱۲، ط: رشيدية.

وفيه أيضا:

قال: (ولا بأس بلبس ثياب أهل الذمة والصلاة فيها ما لم يعلم أن فيها قذرا) لأن الأصل في الثوب الطهارة وخبث الكافر في اعتقاده لا يتعدى إلى ثيابه فثوبه كثوب المسلم وعامة من ينسج الثياب في ديارنا المجوس ولم ينقل عن أحد التحرز عن لبسها وكفى بالإجماع حجة إلا الإزار والسراويل فإنه يكره الصلاة فيهما قبل الغسل وإن صلى جاز، أما الجواز فلأنه على يقين من الطهارة وفي شك من النجاسة. (١)

وكذا في الدر المختار:

ثِيَابُ الْفَسَقَةِ وأَهْلِ الذِّمَّةِ طاهرة. وفي الشامية: الْأَصَحُّ أَنَّهُ لَا يُكْرَهُ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يُكْرَهْ مِنْ ثِيَابِ أَهْلِ الذِّمَّةِ إلَّا السَّرَاوِيلُ مَعَ اسْتِحْلَالِهِمْ الْخَمْرَ، فَهَذَا أَوْلَى. (٢)

وكذا في البدائع:

وَلَوْ كَانَ الثَّوْبُ طَاهِرًا فَشَكَّ فِي نَجَاسَتِهِ جَازَ لَهُ أَنْ يُصَلِّيَ فِيهِ؛ لِأَنَّ الشَّكَّ لَا يَرْفَعُ الْيَقِينَ، وَكَذَا إذَا كَانَ عِنْدَهُ مَاءٌ طَاهِرٌ فَشَكَّ فِي وُقُوعِ النَّجَاسَةِ فِيهِ، وَلَا بَأْسَ بِلُبْسِ ثِيَابِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَالصَّلَاةِ فِيهَا، إلَّا الْإِزَارُ وَالسَّرَاوِيلُ فَإِنَّهُ تُكْرَهُ الصَّلَاةُ فِيهِمَا وَتَجُوزُ. (٣)

مچھروں کا خون کپڑے پر لگنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مچھر کا خون جو کپڑوں پر لگا ہوا ہوتا ہے وہ پاک ہے یا ناپاک؟ اور اگر ناپاک ہے تو کتنی مقدار میں ناپاک ہوگا کہ اس سے نماز کی ادائیگی درست نہ ہو؟

جواب: مچھروں کا خون اگر کپڑوں پر لگا ہو تو وہ نجس نہیں ہے، کیونکہ مچھروں میں دم مسفوح نہیں ہوتا ہے۔

كذا في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَدَم) مَسْفُوحٍ مِنْ سَائِرِ الْحَيَوَانَاتِ إلَّا دَمَ شَهِيدٍ مَا دَامَ عَلَيْهِ وَمَا بَقِيَ فِي لَحْمٍ مَهْزُولٍ وَعُرُوقٍ وَكَبِدٍ وَطِحَالٍ وَقَلْبٍ وَمَا لَمْ يَسِلْ، وَدَمِ سَمَكٍ وَقَمْلٍ وَبُرْغُوثٍ وَبَقٍّ. (قَوْلُهُ: وَقَمْلٍ وَبُرْغُوثٍ وَبَقٍّ) أَيْ: وَإِنْ كَثُرَ بَحْرٌ

(١) كتاب الطهارة، باب البئر، ١/ ٢٢٨، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، فصل الاستنجاء، ١/ ٣٥٠، ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، باب الأرواث والعذرات، ١/ ٢٣٦، ط: رشيدية.

وَمُنْيَةٌ. وَفِيهِ تَعْرِيضٌ بِمَا عَنْ بَعْضِ الشَّافِعِيَّةِ أَنَّهُ لَا يُعْفَى عَنْ الْكَثِيرِ مِنْهُ، وَشَمِلَ مَا كَانَ فِي الْبَدَنِ وَالثَّوْبِ تَعَمَّدَ إصَابَتَهُ أَوْ لَا. اهـ. حِلْيَةٌ. (۱)

وكذا في الخانية على هامش الهندية:

ودم البق أو البعوض أو البرغوث لا يفسد عندنا. (۲)

وكذا في البحر الرائق:

ودم البق والبراغيث والقمل وإن كثر. (۳)

پاک ناپاک کپڑوں کو ایک ساتھ دھونے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی اجتماع میں اگر مل کر کپڑے دھوئے جائیں تو اس کا کیا حکم ہے، یعنی جو پاکی کا خیال رکھتے ہیں ان کے گیلے کپڑے اگر ان کے ساتھ مل جائیں جو پاکی کا صحیح خیال نہ رکھتے ہوں تو ان کی پاکی کے بارے میں شک ہو کہ پاک ہوتے بھی ہیں یا نہیں تو اس طرح دھونے کا کیا حکم ہے؟ اور ان کے ساتھ ملائے بغیر چارہ ہی نہ ہو یعنی جگہیں ہی ایسی ہوں کہ جہاں سب کے کپڑے ایک ساتھ ڈالے جاتے ہوں، جیسا کہ اجتماع میں ہوتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے، آیا یہ پڑھی ہوئی نمازیں دوبارہ لوٹائی جائیں گی یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر کپڑوں کو تین دفعہ دھو کر نچوڑ لیا جائے تو کپڑے پاک ہو جائیں گے اور اس میں پڑھی ہوئی نمازیں بھی درست ہوں گی، لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

کما في التنوير مع الدر المختار:

وَقُدِّرَ بِتَثْلِيثِ جَفَافٍ أَيْ: انْقِطَاعِ تَقَاطُرٍ فِي غَيْرِهِ، أَيْ: غَيْرِ مُنْعَصِرٍ مِمَّا يَتَشَرَّبُ النَّجَاسَةَ وَإِلَّا فَبِقَلْعِهَا كَمَا مَرَّ، وَهَذَا كُلُّهُ إذَا غُسِلَ فِي إجَّانَةٍ، أَمَّا لَوْ غُسِلَ فِي غَدِيرٍ أَوْ صُبَّ عَلَيْهِ مَاءٌ كَثِيرٌ، أَوْ جَرَى عَلَيْهِ الْمَاءُ طَهُرَ مُطْلَقًا بِلَا شَرْطِ عَصْرٍ وَتَجْفِيفٍ وَتَكْرَارِ غَمْسٍ هُوَ الْمُخْتَارُ. (٤)

---

(۱) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مبحث في بول الفأرة وبعرها وبول الهرة، ۱/ ۳۱۹، ۳۲۰، ط: سعيد.

(۲) كتاب الطهارة، فصل في النجاسة التي تصيب الثوب أو الخف أو البدن أو الأرض، ۱/ ۱۹، ط: رشيدية.

(۳) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ۱/ ۳۹۸، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ۱/ ۳۲۳، ط: سعيد.

پاک جسم کے اوپر ناپاک خشک کپڑا پہننے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی آدمی پاک بدن پر ناپاک کپڑے پہنے جو کہ خشک ہوں اور دیکھنے میں بھی صاف ستھرے لگتے ہوں تو آیا ان کپڑوں کے پہننے سے بدن ناپاک ہوگا یا نہیں؟

جواب: اگر جسم پاک اور خشک ہو اور کپڑا بھی خشک ہو تو ایسی صورت میں ناپاک خشک کپڑا پہن لینے سے جسم ناپاک نہیں ہوگا۔

كما في رد المحتار:

لُفَّ طَاهِرٌ فِي نَجِسٍ مُبْتَلٍّ بِمَاءٍ إِنْ بِحَيْثُ لَوْ عُصِرَ قَطَرَ تَنَجَّسَ وَإِلَّا لَا. وَلَوْ لُفَّ فِي مُبْتَلٍّ بِنَحْوِ بَوْلٍ، إِنْ ظَهَرَ نَدَاوَتُهُ أَوْ أَثَرُهُ تَنَجَّسَ وَإِلَّا لَا. (١)

وكذا في البحر الرائق:

وَكَذَا لَوْ لَفَّ الثَّوْبَ النَّجَسَ فِي ثَوْبٍ طَاهِرٍ وَالنَّجَسُ رَطْبٌ مُبْتَلٌّ وَظَهَرَتْ نَدْوَتُهُ فِي الثَّوْبِ الطَّاهِرِ لَكِنْ لَمْ يَصِرْ بِحَالٍ لَوْ عُصِرَ يَسِيلُ مِنْهُ شَيْءٌ مُتَقَاطِرٌ لَا يَصِيرُ نَجَسًا. (٢)

وكذا في الفتاوى الهندية:

إِذَا لَفَّ الثَّوْبَ النَّجِسَ فِي الثَّوْبِ الطَّاهِرِ وَالنَّجِسُ رَطْبٌ فَظَهَرَتْ نَدَاوَتُهُ فِي الثَّوْبِ الطَّاهِرِ لَكِنْ لَمْ يَصِرْ رَطْبًا بِحَيْثُ لَوْ عُصِرَ يَسِيلُ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَا يَتَقَاطَرُ فَالْأَصَحُّ أَنَّهُ لَا يَصِيرُ نَجِسًا. (٣)

دھوبی کے دھوئے ہوئے کپڑے میں نماز پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ دھوبی کے دھوئے ہوئے کپڑوں میں نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب: دھوبی سے دھلوائے ہوئے کپڑے میں نماز وغیرہ پڑھنا جائز ہے جبکہ دھوبی پاکی ناپاکی کا خیال رکھتا ہو اور کپڑوں کو تین دفعہ بھگو کر اچھی طرح نچوڑتا ہو۔

كما في رد المحتار:

(قوله: ولو شك)... فَهُوَ طَاهِرٌ مَا لَمْ يَسْتَيْقِنْ نِجَاسَة مَا يَتَّخِذُهُ أَهْلُ الشِّرْكِ أَوِ الْجَهَلَةُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَالسَّمْنِ وَالْخُبْزِ وَالْأَطْعِمَةِ وَالثِّيَابِ. (٤)

==================

(١) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٤٠٣، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، بالأنجاس، ١/ ٤٠٣، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الثاني في الأعيان النجسة، ١/ ٤٧، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، مطلب: في ندب مراعاة الخلاف إذا لم يرتكب مكروه مذهبه، ١/ ١٥١، ط: سعيد.

وكذا في التاتارخانية:

من شك في إنائه أو ثوبه أو بهنه أصابته نجاسة أم لا فهو طاهر وكذلك الثياب التي ينسجها أهل الشرك أو الجهلة من أهل الإسلام. (۱)

وكذا في المبسوط:

وَعَامَّةُ مَنْ يَنْسِجُ الثِّيَابَ فِي دِيَارِنَا الْمَجُوسُ وَلَمْ يُنْقَلْ عَنْ أَحَدٍ التَّحَرُّزُ عَنْ لُبْسِهَا، وَكَفَى بِالْإِجْمَاعِ حُجَّةً. (۲)

اگر کتا کپڑوں کے ساتھ لگ جائے تو کپڑوں کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کتا کسی کے کپڑے پہ لگ جائے جبکہ اس کا جسم خشک ہو تو کپڑا پاک رہے گا یا ناپاک ہو جائے گا؟

جواب: اگر کتے کا جسم خشک ہو اور وہ کتا کپڑے کے ساتھ لگ جائے تو اس سے کپڑا ناپاک نہیں ہوگا۔

كما في الفتاوى التاتارخانية:

الكلب إذا أخذ عضو إنسان أو ثيابه إن أخذ في حالة الغضب لا يجب غسله لا يتنجس ما لم ير البلل سواء كان الكلب راضيا أو غضبان. (۳)

وكذا في الحلبي الكبيري:

إذا أخذ عضو إنسان أو ثوبه لا يتنجس ما لم يظهر فيه أثر البلل لأن الطاهر لا ينجس بالشك. (٤)

وكذا في فتاوى قاضي خان:

إذا نام الكلب على حصير المسجد إن كان يابسا لا يتنجس. (٥)

تر گوبر کپڑوں پر لگ جائے تو کپڑوں کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ دیہاتوں میں چولہا جلانے کے لئے جانوروں کے گوبر کو دھوپ

==================

(۱) كتاب الطهارة، باب فضل وضوء، ۱/ ۱٤٦، ط: إدارة القرآن الإسلامية.

(۲) كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ۱/ ۲۲۸، ط: رشيدية.

(۳) كتاب الطهارة، فصل في النجاسات وأحكامها، ۱/ ۲۲۳، ط: قديمي.

(٤) كتاب الطهارة، من النجاسات، ص۱۷۰، ط: نعمانية.

(٥) كتاب الطهارة، فصل في المياه، ۱/ ۲۱، ط: رشيدية.

میں سکھالیا جاتا ہے لیکن بارش کی وجہ سے وہ دوبارہ گیلا ہو گیا تو اگر یہ کپڑوں پر لگ جائے تو کپڑے ناپاک ہوں گے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ گوبر نجاست غلیظہ ہے، اگر یہ کپڑوں پر ہتھیلی کے پھیلاؤ کی مقدار سے زیادہ لگ جائے تو کپڑے ناپاک ہو جائیں گے اسے دھوئے بغیر ان کپڑوں میں نماز پڑھنا شرعاً جائز نہیں۔

كما في بدائع الصنائع:

(وَأَمَّا) الْأَرْوَاثُ فَكُلُّهَا نَجِسَةٌ عِنْدَ عَامَّةِ الْعُلَمَاءِ.[1]

وفيه أيضا:

وَلَنَا مَا رَوَيْنَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَبَ مِنْهُ أَحْجَارَ الِاسْتِنْجَاءِ، فَأُتِيَ بِحَجَرَيْنِ وَرَوْثَةٍ فَأَخَذَ الْحَجَرَيْنِ وَرَمَى الرَّوْثَةَ وَقَالَ: إِنَّهَا رِكْسٌ، أَيْ نَجَسٌ؛ وَلِأَنَّ مَعْنَى النَّجَاسَةِ مَوْجُودٌ فِيهَا وَهُوَ الِاسْتِقْذَارُ فِي الطِّبَاعِ السَّلِيمَةِ؛ لِاسْتِحَالَتِهَا إِلَى نَتْنٍ وَخُبْثِ رَائِحَةٍ مَعَ إِمْكَانِ التَّحَرُّزِ عَنْهُ، فَكَانَتْ نَجِسَةً.[2]

وكذا في البحر الرائق:

وَأَشَارَ بِالرَّوْثِ وَالْخِثْيِ إِلَى نَجَاسَةِ خُرْءِ كُلِّ حَيَوَانٍ غَيْرِ الطُّيُورِ فَالرَّوْثُ لِلْحِمَارِ وَالْفَرَسِ وَالْخِثْيُ لِلْبَقَرِ وَالْبَعْرُ لِلْإِبِلِ وَالْغَائِطُ لِلْآدَمِيِّ... وَاخْتَلَفُوا فِيمَا عَدَاهُ فَعِنْدَهُ غَلِيظَةٌ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الرَّوْثَةِ: إِنَّهَا رِكْسٌ، أَيْ نَجِسٌ وَلَمْ يُعَارَضْ وَعِنْدَهُمَا خَفِيفَةٌ.[3]

وكذا في الهندية:

وَهِيَ نَوْعَانِ (الْأَوَّلُ) الْمُغَلَّظَةُ وَعُفِيَ مِنْهَا قَدْرُ الدِّرْهَمِ... وَكَذَلِكَ الْخَمْرُ وَالدَّمُ الْمَسْفُوحُ وَلَحْمُ الْمَيْتَةِ وَبَوْلُ مَا لَا يُؤْكَلُ وَالرَّوْثُ... فَإِذَا أَصَابَ الثَّوْبَ أَكْثَرُ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ يَمْنَعُ جَوَازَ الصَّلَاةِ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ.[4]

صابن، سرف یا کیمیکل کی چھینٹیں لگے ہوئے کپڑوں کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ناپاک کپڑوں کو دھوتے ہوئے اگر ان ناپاک کپڑوں سے

---

[1] كتاب الطهارة، بيان أنواع النجاسة، حكم الأرواث، ۱/ ۱۹۷، ط: رشيدية.

[2] كتاب الطهارة، بيان أنواع النجاسة، حكم الأرواث، ۱/ ۱۹۷، ط: رشيدية.

[3] كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ۱/ ٤۰۰، ط: رشيدية.

[4] كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الثاني في الأعيان النجسة، ۱/ ٤٥- ٤٦، ط: رشيدية.

: (جنہیں دھویا جارہا ہے) جسم پر یا پہنے ہوئے پاک کپڑوں پر یا کسی اور چیز پر، پانی یا صابن وغیرہ کی چھینٹیں پڑیں تو کیا پہنے ہوئے کپڑے یا جسم وغیرہ بھی ناپاک ہو جائیں گے؟

اسی طرح پاک لیکن میلے کچیلے کپڑوں کو دھوتے ہوئے صابن و سرف وغیرہ کی چھینٹوں کا کیا حکم ہوگا؟ اور بعض اوقات داغ ختم کرنے کے لئے کیمیکل استعمال کیا جاتا ہے، تو کیا یہ کیمیکل استعمال کرنا جائز ہے؟ اور اگر اس کیمیکل کی چھینٹیں کپڑوں (پہنے ہوئے) پر لگ جائیں تو کیا حکم ہوگا؟

جواب: واضح رہے کہ ناپاک کپڑوں کو دھوتے ہوئے بدن یا کپڑوں پر چھینٹیں پڑنے سے کپڑے اور جسم ناپاک ہو جائیں گے، لہٰذا ان کو بھی دھو کر پاک کیا جائے۔ اور اگر کپڑے پاک ہیں مگر میلے کچیلے ہیں تو ان کی چھینٹیں کپڑوں یا جسم پر پڑنے سے کپڑے اور جسم ناپاک نہیں ہوں گے، اور داغ، دھبے ختم کرنے کے لئے کیمیکل وغیرہ استعمال کرنا درست ہے، اور کیمیکل کی چھینٹیں اگر کپڑوں پر پڑیں تو اس سے کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے جب تک کہ کیمیکل کے ناپاک ہونے کا یقین نہ ہو۔

وفي التاتارخانية:

إذا انتضع من البول شيء يرى أثره لا بد من غسله، ولو لم يغسله وصلى كذلك وكان إذا جمع كان أكثر من قدر الدرهم إعادة الصلاة. (١)

وكذا في الدر المختار:

(وَمَاءٌ) بِالْمَدِّ (وَرَدَ) أَيْ: جَرَى (عَلَى نَجَسٍ نَجِسٌ). (٢)

و فيه أيضا:

لُفَّ طَاهِرٌ فِي نَجِسٍ مُبْتَلٍّ بِمَاءٍ إنْ بِحَيْثُ لَوْ عُصِرَ قَطَرَ تَنَجَّسَ وَإِلَّا لَا. وَلَوْ لُفَّ فِي مُبْتَلٍّ بِنَحْوِ بَوْلٍ، إنْ ظَهَرَ نَدَاوَتُهُ أَوْ أَثَرُهُ تَنَجَّسَ وَإِلَّا لَا. (٣)

وكذا في الشامية:

وَانْتِضَاحُ غُسَالَةٍ لَا تَظْهَرُ مَوَاقِعُ قَطْرِهَا فِي الْإِنَاءِ عَفْوٌ. (٤)

====================

(١) كتاب الطهارة، الفصل السابع في النجاسات وأحكامها، ١/ ٢٢٣، ط: قديمي.

(٢) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٣٢٥، ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، فصل في الاستنجاء، ١/ ٣٤٦- ٣٤٧، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٣٢٥، ط: سعيد.

وفيه أيضا:

وَمَا تَرَشَّشَ عَلَى الْغَاسِلِ مِنْ غُسَالَةِ الْمَيِّتِ مِمَّا لَا يُمْكِنُهُ الِامْتِنَاعُ عَنْهُ مَا دَامَ فِي عِلَاجِهِ لَا يُنَجِّسُهُ لِعُمُومِ الْبَلْوَى. (۱)

وكذا في البحر الرائق:

وَمَا تَرَشَّشَ عَلَى الْغَاسِلِ مِنْ غُسَالَةِ الْمَيِّتِ مِمَّا لَا يُمْكِنُهُ الِامْتِنَاعُ عَنْهُ مَا دَامَ فِي عِلَاجِهِ لَا يُنَجِّسُهُ لِعُمُومِ الْبَلْوَى بِخِلَافِ الْغَسَلَاتِ الثَّلَاثِ إِذَا اسْتَنْقَعَتْ فِي مَوْضِعٍ فَأَصَابَتْ شَيْئًا نَجَّسَتْهُ، كَذَا فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ. (۲)

وكذا في المجلة:

اليقين لا يزول بالشك. (۳)

ناپاک چیز دھلنے کے باوجود داغ دھبہ چھوڑ جائے تو اس کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایسی ناپاک چیز کپڑوں پر لگ گئی کہ اس کا داغ دھبہ نہ ہو تو ان کپڑوں کو کیسے پاک کیا جائے؟ اسی طرح ایک ایسی چیز ناپاک قسم کی لگ گئی جس کو دھویا مگر داغ ختم نہیں ہوتا تو کیا وہ پاک ہوگی یا داغ کو ختم کرنا ضروری ہے؟

جواب: اگر ایسی ناپاک چیز کپڑوں پر لگ جائے جس کا داغ دھبہ نہ ہو تو صرف اگر اس جگہ کو تین مرتبہ دھو کر نچوڑ لیا جائے تو وہ کپڑا پاک ہو جائے گا اور اگر ایسی ناپاک چیز لگی ہے جس کا داغ دھونے سے نہیں جاتا تو اس جگہ کو اچھی طرح دھو کر نجاست اور بو وغیرہ کے ختم ہونے کا یقین کرلیں تو وہ کپڑا پاک ہو جائے گا اگرچہ اس میں داغ دھبے رہ جائیں۔

كما في التاتارخانية:

ويجب أن يعلم أن إزالته النجاسة واجبة وإزالتها إن كانت مرئية بإزالته عينها وأثرها إن كانت شيئا يزول أثرها ولا يعتبر فيه العدد وإن كان شيئا لا يزول أثرها فإزالتها بإزالت عينها ويكون ما بقي من الأثر عفوا وإن كان كثيرا. (٤)

==================

(۱) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ۱/ ۳۲۵، ط: سعيد.

(۲) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ۱/ ٤٠٩، ط: رشيدية.

(۳) المقالة الثانية في بيان القواعد الفقهية، ص١٦، ط: قديمي.

(٤) كتاب الطهارة، الفصل الثامن في تطهير النجاسة، ۱/ ۲۲۹، ط: قديمي.

وكذا في البحر الرائق:

وَالنَّجَسُ الْمَرْئِيُّ يَطْهُرُ بِزَوَالِ عَيْنِهِ إلَّا مَا يَشُقُّ) أَيْ يَطْهُرُ مَحَلُّهُ بِزَوَالِ عَيْنِهِ؛ لِأَنَّ تَنَجُّسَ الْمَحَلِّ بِاعْتِبَارِ الْعَيْنِ فَيَزُولُ بِزَوَالِهَا وَالْمُرَادُ بِالْمَرْئِيِّ مَا يَكُونُ مَرْئِيًّا بَعْدَ الْجَفَافِ كَالدَّمِ وَالْعَذِرَةِ. (١)

وكذا في تبيين الحقائق:

وَغَيْرُهُ بِالْغَسْلِ ثَلَاثًا وَالْعَصْرِ كُلَّ مَرَّةٍ، أَيْ غَيْرُ الْمَرْئِيِّ مِنْ النَّجَاسَةِ يَطْهُرُ بِثَلَاثِ غَسَلَاتٍ وَبِالْعَصْرِ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَالْمُعْتَبَرُ فِيهِ غَلَبَةُ الظَّنِّ. (٢)

وكذا في فتح القدير:

فَمَا كَانَ مِنْهَا مَرْئِيًّا فَطَهَارَتُهُ زَوَالُ عَيْنِهَا؛ لِأَنَّ النَّجَاسَةَ حَلَّتْ الْمَحَلَّ بِاعْتِبَارِ الْعَيْنِ، فَتَزُولُ بِزَوَالِهَا، إلَّا أَنْ يَبْقَى مِنْ أَثَرِهَا مَا تَشُقُّ إزَالَتُهُ... وَمَا لَيْسَ بِمَرْئِيٍّ فَطَهَارَتُهُ أَنْ يُغْسَلَ حَتَّى يَغْلِبَ عَلَى ظَنِّ الْغَاسِلِ أَنَّهُ قَدْ طَهُرَ. (٣)

کپڑوں پر شراب، بئیر وغیرہ لگ جائے تو کیا حکم ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کپڑوں پر نشہ آور مشروبات جیسے شراب، بئیر وغیرہ لگ جائے تو کیا کپڑوں کو دھونا ضروری ہے اوران کپڑوں کے ساتھ نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب: واضح رہے کہ شراب اور بئیر وغیرہ نجس ہیں، لہٰذا کپڑوں کے جس حصہ پر لگ جائیں اس حصہ کو پانی کے ذریعے سے پاک کرنا ضروری ہے جس طرح دوسری نجاستیں پاک کی جاتی ہیں۔

كذا في تنوير الأبصار:

(يَجُوزُ رَفْعُ نَجَاسَةٍ حَقِيقِيَّةٍ عَنْ مَحَلِّهَا)... (بِمَاءٍ لَوْ مُسْتَعْمَلًا)... (وَبِكُلِّ مَائِعٍ طَاهِرٍ قَالِعٍ)... (كَخَلٍّ وَمَاءِ وَرْدٍ)... (تَنَجَّسَ بِذِي جِرْمٍ وَإِلَّا فَيُغْسَلْ). (٤)

وكذا في الهندية:

وَإِزَالَتُهَا إنْ كَانَتْ مَرْئِيَّةً بِإِزَالَةِ عَيْنِهَا وَأَثَرِهَا إنْ كَانَتْ شَيْئًا يَزُولُ أَثَرُهُ وَلَا يُعْتَبَرُ فِيهِ الْعَدَدُ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ.

(١) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٤٠٩، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٢٠٦، ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارات، باب الأنجاس وتطهيرها، ١/ ٢١٠- ٢١١، ط: دار الكتب العلمية.

(٤) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٣٠٩، ط: سعيد.

فَلَوْ زَالَتْ عَيْنُهَا بِمَرَّةٍ اكْتَفَى بِهَا وَلَوْ لَمْ تَزُلْ بِثَلَاثَةٍ تُغْسَلُ إِلَى أَنْ تَزُولَ، كَذَا فِي السِّرَاجِيَّةِ. وَإِنْ كَانَتْ شَيْئًا لَا يَزُولُ أَثَرُهُ إِلَّا بِمَشَقَّةٍ بِأَنْ يُحْتَاجَ فِي إِزَالَتِهِ إِلَى شَيْءٍ آخَرَ سِوَى الْمَاءِ كَالصَّابُونِ لَا يُكَلَّفُ بِإِزَالَتِهِ. هَكَذَا فِي التَّبْيِينِ... وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ مَرْئِيَّةٍ يَغْسِلُهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ وَيُشْتَرَطُ الْعَصْرُ فِي كُلِّ مَرَّةٍ فِيمَا يَنْعَصِرُ وَيُبَالِغُ فِي الْمَرَّةِ الثَّالِثَةِ حَتَّى لَوْ عَصَرَ بَعْدَهُ لَا يَسِيلُ مِنْهُ الْمَاءُ وَيُعْتَبَرُ فِي كُلِّ شَخْصٍ قُوَّتُهُ. (١)

وکذا في التاتارخانية:

هذا إذا كانت النجاسة مرئية وإن كانت غير مرئية كالبول والخمر ذكر في الأصل وقال: يغسلها ثلاث مرات ويعصر في كل مرة، فقد شرط الغسل ثلاث مرات وشرط العصر في كل مرة. وعن محمد رحمه الله تي رواية الأصول أنه إذا غسل ثلاث مرات وعصر في المرة الثالثة يطهر. وفي القدوري: وما لم يكن مرئية فالطهارة موكولة إلى غلبة الظن، وقدرنا بالثلاث؛ لأن غلبة الظن يحصل عنده. (٢)

کذا في فتاوى قاضي خان:

النجاسة التي تصيب الثوب أو الخف أو البدن أو الأرض النجاسة نوعان غليظة وخفيفة فالخفيفة لا تمنع ما لم تفحش والغليظة إذا زادت على قدر الدرهم تمنع جواز الصلاة واختلفوا في مقدار الدرهم أنه يعتبر وزنا أو بسطا، الصحيح أن في المتجسدة كالعذرة والروث ولحم الميتة يعتبر قدر الدرهم وزنا وفي غير المتجسدة كالخمر والدم والبول يعتبر القدر بسطا. (٣)

ناپاک ٹینکی کے پانی سے غسل کرنے کی صورت میں کپڑوں کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اگر ناپاک ٹینکی کے پانی سے غسل کیا اور بدن خشک کئے بغیر پاک کپڑے پہن لئے تو کیا یہ کپڑے ناپاک ہو جائیں گے یا نہیں؟ یا پھر بدن خشک کر کے کپڑے پہنے لیکن بعد میں استنجاء کیا تو یہ کپڑے ناپاک ہوں گے یا نہیں؟

جواب: مذکورہ صورت میں اگر جسم پر موجود ناپاک پانی خشک کئے بغیر کپڑے پہن لئے تو وہ کپڑے ناپاک ہو جائیں گے، اور اگر بدن خشک کر کے کپڑے پہنے تو پھر وہ ناپاک نہیں ہوں گے، البتہ بدن ناپاک رہے گا، اور پاک پانی سے استنجا کر لینے سے استنجا والی جگہ بھی

(١) كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، ١/ ٤١- ٤٢، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، الفصل الثامن في تطهير النجاسات، ١/ ٢٣٠، ط: قديمي.

(٣) كتاب الطهارة، فصل في النجاسة، ١/ ١٠، ط: اشرفية.

پاک ہو جائے گی، اور کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے۔

کما في الشامية:

وَفِي شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِيرِ لِقَاضِي خَانْ: إِنْ كَانَتْ مُنْتَفِخَةً أَعَادُوا صَلَاةَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهَا، وَمَا أَصَابَ الثَّوْبَ مِنْهُ فِي الثَّلَاثَةِ أَفْسَدَهُ، وَإِنْ عُجِنَ مِنْهُ لَمْ يُؤْكَلْ خُبْزُهُ. (۱)

وكذا في الهندية:

وَغَسَلُوا كُلَّ شَيْءٍ أَصَابَهُ مَاؤُهَا. (۲)

وكذا في الجوهرة النيرة:

(قوله: واغسلوا كل شيء أصابه ماؤها) أي اغسلوا ثيابهم من نجاسة. (۳)

وكذا في فتاوى حقانية: (٤)

کپڑے کو دھونے کے بعد نجاست کی بدبو باقی رہ جائے تو پاکی کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک شخص نے ناپاکی لگے ہوئے کپڑے کو دھویا لیکن دھونے سے بھی اس ناپاکی کی بو اس کپڑے میں موجود ہے تو کیا اس کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے؟ اور اسی طرح اگر آدمی کے کپڑے پر ناپاکی لگی ہوئی ہے لیکن اس کو علم نہیں اور اس نے نماز شروع کر دی پھر دوران نماز اس شخص کی نظر ناپاکی پر پڑ گئی اور یہ ناپاکی ایک درہم سے کم ہے تو اس حالت میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر کپڑوں کو پاک پانی سے اس قدر دھولیا جائے کہ نجاست زائل ہو جائے تو وہ کپڑا پاک سمجھا جائے گا، اور ان کپڑوں کو پہن کر نماز پڑھنا بھی درست ہوگا، محض بو کے باقی رہنے سے کپڑا ناپاک نہیں رہتا۔

اگر کسی شخص نے نماز کے دوران کپڑوں پر لگی ہوئی نجاست دیکھ لی جو کہ ایک درہم کی مقدار سے کم ہے تو اگر یہ شخص اکیلا نماز پڑھ رہا ہے اور ابھی اتنا وقت باقی ہے کہ یہ نجاست دھو کر دوبارہ نماز پڑھ سکتا ہے یہ شخص جماعت کی نماز میں ہے، اور اس کو یقین ہے کہ اگر یہ نجاست دھونے کے لئے چلا گیا تو اس کی جماعت فوت نہیں ہوگی تو اس کے لئے بہتر ہے کہ یہ نجاست دھو کر پھر جماعت میں شامل

(۱) کتاب الطهارة، فصل في البئر، ۱/ ۲۱۸، ط: سعيد.

(۲) کتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول فيما يجوز به التوضؤ، ۱/ ۲۰، ط: رشيدية.

(۳) کتاب الطهارة، ۱/ ۲۱، ط: قديمي.

(٤) کتاب الطهارة، باب البئر، ۲/ ٥٤٣، ط: حقانية.

ہوجائے اور اگر جماعت کے فوت ہونے یا وقت کے ختم ہوجانے کا امکان ہو تو پھر اسی حالت میں نماز کو مکمل کرلے۔

کما في تنویر الأبصار مع شرحه:

(وَلَا يَضُرُّ بَقَاءُ أَثَرٍ) كَلَوْنٍ وَرِيحٍ (لَازِمٍ) فَلَا يُكَلَّفُ فِي إِزَالَتِهِ إِلَى مَاءٍ حَارٍّ أَوْ صَابُونٍ وَنَحْوِهِ، بَلْ يَطْهُرُ مَا صُبِغَ أَوْ خُضِّبَ بِنَجِسٍ بِغَسْلِهِ ثَلَاثًا وَالْأَوْلَى غَسْلُهُ. (١)

وفيه أيضا:

وَإِنْ كَانَتْ شَيْئًا لَا يَزُولُ أَثَرُهُ إِلَّا بِمَشَقَّةٍ بِأَنْ يُحْتَاجَ فِي إِزَالَتِهِ إِلَى شَيْءٍ آخَرَ سِوَى الْمَاءِ كَالصَّابُونِ لَا يُكَلَّفُ بِإِزَالَتِهِ. هَكَذَا فِي التَّبْيِينِ. (٢)

وكذا في الهندية:

الْمُصَلِّي إِذَا رَأَى عَلَى ثَوْبِهِ نَجَاسَةً هِيَ أَقَلُّ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ إِنْ كَانَ فِي الْوَقْتِ سَعَةٌ فَالْأَفْضَلُ أَنْ يَغْسِلَ الثَّوْبَ وَيَسْتَقْبِلَ الصَّلَاةَ وَإِنْ كَانَ تَفُوتُهُ الصَّلَاةُ بِجَمَاعَةٍ وَيَجِدُ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ فَكَذَلِكَ وَإِنْ خَافَ أَنْ لَا يَجِدَ الْجَمَاعَةَ أَوْ يَفُوتَهُ الْوَقْتُ مَضَى عَلَى صَلَاتِهِ. كَذَا فِي الذَّخِيرَةِ. (٣)

وكذا في الخانية على هامش الهندية:

إذا شرع الرجل في الصلاة فرأى في ثوبه نجاسة أقل من قدر الدرهم إن كان مقتديا وعلم أنه لو قطع الصلاة وغسل النجاسة يدرك إمامه في الصلاة أو يدرك جماعة أخرى في موضع آخر فإنه يقطع الصلاة ويغسل الثوب؛ لأنه قطع للإكمال وإن كان في آخر الوقت أو لا يدرك جماعة أخرى مضى على صلاته. (٤)

وكذا في فتاوى محمودية: (٥)

کارپٹ یا قالین کو پاک کرنے کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر مسجد کی کارپٹ یا قالین پر کوئی ناپاک چیز لگ جائے جیسے پیشاب پاخانہ وغیرہ تو اس کو دھونا ضروری ہے یا صرف دھوپ میں رکھ کر، خشک ہونے سے پاک ہوجائے گی کیونکہ اس کو دھونا پھر نچوڑنا مشکل ہوتا ہے؟

(١) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٣٢٩، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، ١/ ٤٢، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، ١/ ٦٠، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثالث، ١/ ٣١، ط: رشيدية.

(٥) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ٥/ ٢٥٢، ط: إدارة الفاروق.

جواب: واضح رہے کہ جن چیزوں کو دھو کر نچوڑنا ممکن نہیں ان پر اگر ایسی نجاست لگ جائی جو جذب ہونے والی نہیں ہے تو ایسی صورت میں اس نجاست کو صاف کرنے سے وہ چیز پاک ہو جائے گی، اور اگر ایسی نجاست لگ جائے جو جذب ہونے والی ہے تو اس کو دھونا لازم ہے۔ صورت مسئولہ میں کارپٹ وغیرہ چونکہ نجاست کو جذب کر لیتی ہے اس لئے اس کا دھونا ضروری ہے، کارپٹ کو دھوپ میں رکھ کر صرف نجاست کو خشک کرنے سے کارپٹ پاک نہیں ہوگی، اور دھونے کا طریقہ یہ ہے کہ اس پر تین مرتبہ پانی ڈالا جائے اور ہر مرتبہ اتنا انتظار کیا جائے کہ اس سے پانی کے قطرات گرنا بند ہو جائیں یا اس پر اتنی دیر تک پانی ڈالتا رہے کہ نجاست کے زائل ہونے کا یقین ہو جائے۔

كما في تنوير الأبصار مع الدر المختار:

وَقُدِّرَ (بِتَثْلِيثِ جَفَافٍ) أَيْ انْقِطَاعِ تَقَاطُرٍ (فِي غَيْرِهِ) أَيْ غَيْرِ مُنْعَصِرٍ مِمَّا يَتَشَرَّبُ النَّجَاسَةَ وَإِلَّا فَبِقَلْعِهَا كَمَا مَرَّ، وَهَذَا كُلُّهُ إذَا غُسِلَ فِي إجَّانَةٍ، أَمَّا لَوْ غُسِلَ فِي غَدِيرٍ أَوْ صُبَّ عَلَيْهِ مَاءٌ كَثِيرٌ، أَوْ جَرَى عَلَيْهِ الْمَاءُ طَهُرَ مُطْلَقًا بِلَا شَرْطِ عَصْرٍ وَتَجْفِيفٍ وَتَكْرَارِ غَمْسٍ هُوَ الْمُخْتَارُ. [١]

وكذا في البدائع:

وَإِنْ كَانَ مِمَّا لَا يُمْكِنُ عَصْرُهُ، كَالْحَصِيرِ الْمُتَّخَذِ مِنْ الْبُورِيِّ وَنَحْوِهِ، أَيْ مَا لَا يَنْعَصِرُ بِالْعَصْرِ إنْ عُلِمَ أَنَّهُ لَمْ يُتَشَرَّبْ فِيهِ، بَلْ أَصَابَ ظَاهِرَهُ يَطْهُرُ بِإِزَالَةِ الْعَيْنِ، أَوْ بِالْغَسْلِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ غَيْرِ عَصْرٍ، فَأَمَّا إذَا عُلِمَ أَنَّهُ تَشَرَّبَ فِيهِ فَقَدْ قَالَ أَبُو يُوسُفَ: يُنْقَعُ فِي الْمَاءِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَيُجَفَّفُ فِي كُلِّ مَرَّةٍ فَيُحْكَمُ بِطَهَارَتِهِ. [٢]

وكذا في التاتارخانية:

حصير أصابته نجاسة فإن كانت يابسة لا بد من الدلك حتى يلين، وإن كانت رطبة إن كان الحصير من قصب أو ما أشبه ذلك فإنه يطهر بالغسل فلا يحتاج فيه إلى شيء آخر، وإن كان الحصير من بردي أو ما أشبه ذلك يغسل ثلاثا ويوضع عليه شيء ثقيل أو يقوم عليه إنسان حتى يخرج الماء من أثنائه هكذا ذكر في بعض المواضع، وذكر عن الفقيه أحمد بن إبراهيم رحمه الله أن الحصير إذا كان من بردي يغسل ثلاثا ويجفف في كل مرة ويطهر عند أبي يوسف خلافا لمحمد. [٣]

وكذا في فتاوى حقانية: [٤]

---

[١] كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٣٣٢- ٣٣٣، ط: سعيد.

[٢] كتاب الطهارة، شرائط التطهير بالماء، ١/ ٢٥٠، ط: رشيدية.

[٣] كتاب الطهارة، الفصل الثامن في تطهير النجاسات، ١/ ٢٣٣، ط: قديمي.

[٤] كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ٢/ ٥٧٦، ط: حقانية.

ناپاک چیز کو جلا کر پاک کرنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ناپاک چیز کو جلایا جائے تو کیا جلانے کے بعد یہ چیز پاک ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: اگر کسی ناپاک چیز کو اس حد تک جلایا جائے کہ اس چیز کی ماہیت بدل جائے تو وہ چیز پاک ہو جائے گی۔

كما في الشامية:

(قَوْلُهُ: ذَكَرَهُ الْحَلَبِيُّ) وَعَلَّلَهُ بِقَوْلِهِ لِاضْمِحْلَالِ النَّجَاسَةِ بِالنَّارِ وَزَوَالِ أَثَرِهَا. (١)

وكذا في الهندية:

وَمِنْهَا الْإِحْرَاقُ السِّرْقِينُ إذَا أُحْرِق حَتَّى صَارَ رَمَادًا فَعِنْدَ مُحَمَّدٍ يُحْكَمُ بِطَهَارَتِهِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى. هَكَذَا فِي الْخُلَاصَةِ. (٢)

وكذا في مراقي الفلاح:

والاستحالة تطهر الأعيان النجسة كالميتة إذا صارت ملحا والعذرة ترابا أو رمادا كما سنذكره والبلة النجسة في التنور بالإحراق. (٣)

وكذا في بدائع الصنائع:

أَنَّ الْأَرْضَ طَهُرَتْ حَقِيقَةً؛ لِأَنَّ مَنْ طَبْعِ الْأَرْضِ أَنَّهَا تُحِيلُ الْأَشْيَاءَ، وَتُغَيِّرُهَا إلَى طَبْعِهَا، فَصَارَتْ تُرَابًا بِمُرُورِ الزَّمَانِ، وَلَمْ يَبْقَ نَجِسٌ أَصْلًا، فَعَلَى هَذَا إنْ أَصَابَهَا لَا تَعُودُ نَجِسَةً... الْكَلْبُ إذَا وَقَعَ فِي الْمَلَّاحَةِ، وَالْجَمْدِ، وَالْعَذِرَةُ إذَا أُحْرِقَتْ بِالنَّارِ وَصَارَتْ رَمَادًا، وَطِينُ الْبَالُوعَةِ إذَا جَفَّ وَذَهَبَ أَثَرُهُ وَالنَّجَاسَةُ إذَا دُفِنَتْ فِي الْأَرْضِ وَذَهَبَ أَثَرُهَا بِمُرُورِ الزَّمَانِ. (٤)

وكذا في كفايت المفتي: (٥)

---

(١) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٣١٦، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة، ١/ ٤٤، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، باب الأنجاس والطهارة عنها، ١/ ١٠٥، ط: دار الكتب العلمية.

(٤) كتاب الطهارة، فصل: في بيان مقدار ما يصير به المحل نجساً، ١/ ٢٤٣، ط: رشيدية.

(٥) كتاب الطهارة، الباب الخامس في المتفرقات، ٢/ ٣٤٢، ط: إدارة الفاروق.

پیشاب کی نمی والے کپڑے پر دوسرے کپڑے استری کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص کپڑے کو استری کرے اس حال میں کہ جس کپڑے کے اوپر استری کرتے ہیں نیچے والے کپڑے میں پیشاب کی نمی تھی تو کیا اوپر والا کپڑا ناپاک ہوگا یا پاک شمار ہوگا، اس کپڑے میں جو نماز ادا کی ہے اس نماز کا اعادہ لازم ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں، اگر پیشاب کی نمی اوپر والے کپڑے میں نظر آ گئی ہو تو یہ اوپر والا کپڑا ناپاک ہو جائے گا، اور ان کپڑوں میں ادا کی ہوئی نمازیں واجب الاعادہ ہوں گی۔

کما في الفتاوى الهندية:

إذَا لَفَّ الثَّوْبَ النَّجِسَ فِي الثَّوْبِ الطَّاهِرِ وَالنَّجِسُ رَطْبٌ فَظَهَرَتْ نَدَاوَتُهُ فِي الثَّوْبِ الطَّاهِرِ لَكِنْ لَمْ يَصِرْ رَطْبًا بِحَيْثُ لَوْ عُصِرَ يَسِيلُ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَا يَتَقَاطَرُ فَالْأَصَحُّ أَنَّهُ لَا يَصِيرُ نَجِسًا وَكَذَا لَوْ بَسَطَ الثَّوْبَ الطَّاهِرَ عَلَى الثَّوْبِ النَّجِسِ. (۱)

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: لُفَّ طَاهِرٌ إلَخْ) اعْلَمْ أَنَّهُ إذَا لُفَّ طَاهِرٌ جَافٌّ فِي نَجِسٍ مُبْتَلٍّ وَاكْتَسَبَ الطَّاهِرُ مِنْهُ اخْتَلَفَ فِيهِ الْمَشَايِخُ، فَقِيلَ: يَتَنَجَّسُ الطَّاهِرُ. وَاخْتَارَ الْحَلْوَانِيُّ أَنَّهُ لَا يَتَنَجَّسُ إنْ كَانَ الطَّاهِرُ بِحَيْثُ لَا يَسِيلُ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَا يَتَقَاطَرُ لَوْ عُصِرَ وَهُوَ الْأَصَحُّ. (۲)

وكذا في البحر الرائق:

وَكَذَا لَوْ لَفَّ الثَّوْبَ النَّجِسَ فِي ثَوْبٍ طَاهِرٍ وَالنَّجِسُ رَطْبٌ مُبْتَلٌّ وَظَهَرَتْ نَدْوَتُهُ فِي الثَّوْبِ الطَّاهِرِ لَكِنْ لَمْ يَصِرْ بِحَالٍ لَوْ عُصِرَ يَسِيلُ مِنْهُ شَيْءٌ مُتَقَاطِرٌ لَا يَصِيرُ نَجِسًا. اهـ. وَفِي الْبَزَّازِيَّةِ الْفَتْوَى عَلَى أَنَّ الْعِبْرَةَ لِلطَّاهِرِ أَيُّهُمَا كَانَ فِي مَسْأَلَةِ التُّرَابِ الطَّاهِرِ إذَا جُعِلَ طِينًا بِالْمَاءِ النَّجِسِ أَوْ عَكْسُهُ. (۳)

وفيه أيضا:

وَفِي الْخُلَاصَةِ وَلَوْ بَسَطَ بِسَاطًا رَقِيقًا عَلَى الْمَوْضِعِ النَّجِسِ وَصَلَّى عَلَيْهِ إنْ كَانَ الْبِسَاطُ بِحَالٍ يَصْلُحُ سَاتِرًا لِلْعَوْرَةِ تَجُوزُ الصَّلَاةُ وَإِنْ كَانَتْ رَطْبَةً فَأَلْقَى عَلَيْهَا ثَوْبًا وَصَلَّى إنْ كَانَ ثَوْبًا يُمْكِنُ أَنْ يُجْعَلَ مِنْ عَرْضِهِ ثَوْبًا يَجُوزُ

---

(۱) كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، ۱/ ۴۷، ط: رشيدية.

(۲) كتاب الطهارة، فصل الاستنجاء، ۱/ ۳۴۶، ط: سعيد.

(۳) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ۱/ ۴۰۳، ط: رشيدية.

عِنْدَ مُحَمَّدٍ وَإِنْ كَانَ لَا يُمْكِنُ لَا يَجُوزُ وَكَذَا لَوْ أَلْقَى عَلَيْهَا لِبَدًا فَصَلَّى عَلَيْهِ يَجُوزُ وَقَالَ الْحَلْوَانِيُّ لَا يَجُوزُ حَتَّى يُلْقِيَ عَلَى هَذَا الطَّرَفِ الطَّرَفَ الْآخَرَ فَيَصِيرُ بِمَنْزِلَةِ ثَوْبَيْنِ. (١)

ہلکے کپڑے کو پاک کرنے کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض اقسام کے کپڑے اس طرح ہوتے ہیں جن کو نچوڑنے سے خراب ہونے یا پھٹنے کا قوی امکان ہوتا ہے اس صورت میں ایسے کپڑے کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: جو کپڑے نچوڑے نہ جا سکیں ان پر اگر تین دفعہ پانی بہادیا جائے یا ان کو جاری پانی میں تین بار ڈبو کر نکالا جائے تو اس طرح کرنے سے بھی وہ کپڑے پاک ہو جائیں گے۔

كما في الدر المختار:

أَمَّا لَوْ غُسِلَ فِي غَدِيرٍ أَوْ صُبَّ عَلَيْهِ مَاءٌ كَثِيرٌ، أَوْ جَرَى عَلَيْهِ الْمَاءُ طَهُرَ مُطْلَقًا بِلَا شَرْطِ عَصْرٍ وَتَجْفِيفٍ وَتَكْرَارِ غَمْسٍ هُوَ الْمُخْتَارُ. (٢)

وكذا في الشامي:

تحت قوله: (قوله: أَمَّا لَوْ غُسِلَ)... أقول: لكن قد علمت أَنَّ الْمُعْتَبَرَ فِي تَطْهِيرِ النَّجَاسَةِ الْمَرْئِيَّةِ زَوَالُ عَيْنِهَا... وَلَا شَكَّ أَنَّ الْغَسْلَ بِالْمَاءِ الْجَارِي وَمَا فِي حُكْمِهِ مِنْ الْغَدِيرِ أَوْ الصَّبَّ الْكَثِيرَ الَّذِي يَذْهَبُ بِالنَّجَاسَةِ أَصْلًا. (٣)

وفيه أيضا:

لِأَنَّ الْجَرَيَانَ بِمَنْزِلَةِ التَّكْرَارِ وَالْعَصْرُ هُوَ الصَّحِيحُ. (٤)

وكذا في الهندية:

وَمَا لَا يَنْعَصِرُ يَطْهُرُ بِالْغَسْلِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَالتَّجْفِيفُ فِي كُلِّ مَرَّةٍ؛ لِأَنَّ لِلتَّجْفِيفِ أَثَرًا فِي اسْتِخْرَاجِ النَّجَاسَةِ. (٥)

===================

(١) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٦٦، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٣٣٣، ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٣٣٣، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٣٣٣، ط: سعيد.

(٥) كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، ١/ ٤٢، ط: رشيدية.

کپڑوں پر قے لگ جانے سے کپڑوں کی پاکی کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی کے کپڑوں میں قے لگ جائے تو کپڑے پاک ہوں گے یا نہیں؟

جواب: قے اگر منہ بھر کے ہو اور پھر وہ کپڑوں پر لگ جائے تو کپڑے ناپاک ہو جائیں گے، اور اگر منہ بھر کر نہ ہو تو اس سے کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے، ناپاک ہونے کی صورت میں اگر ایک درہم سے کم ہو اور ان کپڑوں میں نماز پڑھ لی تو وہ نماز درست ہے۔

كذا في تنوير الأبصار مع الدر المختار:

(وَيَنْقُضُهُ قَيْءٌ مَلأَ فَاهُ) بِأَنْ يُضْبطَ بِتكَلُّفٍ (مِنْ مِرَّةٍ) بِالْكَسْرِ، أَيْ صَفْرَاءَ أَوْ عَلَقٍ، أَيْ سَوْدَاءَ؛ وَأَمَّا الْعَلَقُ النَّازِلُ مِنْ الرَّأْسِ فَغَيْرُ نَاقِضٍ، (أَوْ طَعَامٌ أَوْ مَاءٌ) إذَا وَصَلَ إلَى مَعِدَتِهِ وَإِنْ لَمْ يَسْتَقِرَّ، وَهُوَ نَجَسٌ مُغَلَّظٌ. (١)

وكذا في الهندية:

كُلُّ مَا يَخْرُجُ مِنْ بَدَنِ الْإِنْسَانِ مِمَّا يُوجِبُ خُرُوجُهُ الْوُضُوءَ أَوْ الْغُسْلَ فَهُوَ مُغَلَّظٌ كَالْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَالْمَنِيِّ وَالْمَذْيِ وَالْوَدْيِ وَالْقَيْحِ وَالصَّدِيدِ وَالْقَيْءِ إذَا مَلأَ الْفَمَ... فَإِذَا أَصَابَ الثَّوْبَ أَكْثَرُ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ يَمْنَعُ جَوَازَ الصَّلَاةِ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ. (٢)

غسل خانے کے فرش پر گرے ہوئے کپڑوں کی پاکی ناپاکی کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ غسل خانہ کے فرش پر کوئی کپڑا وغیرہ گر جائے اور کپڑا کچھ گیلا بھی ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہوگا پاک یا ناپاک؟ اس میں ابتلاء عام ہے کہ غسل کرنے کے بعد جب کپڑے پہننے لگتے ہیں تو کپڑا نیچے گر جاتا ہے یا شلوار پہنتے ہوئے نیچے گیلے فرش پر پائنچے لگ جاتے ہیں تو پاکی ناپاکی کا کیا حکم ہوگا؟ ایسے کپڑوں میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: غسل خانہ کا فرش عام طور پر ناپاک نہیں ہوتا کیونکہ اس پر نہاتے ہوئے مسلسل پانی گرتا رہتا ہے وہ پانی اگرچہ مستعمل ضرور ہوتا ہے لیکن ناپاک نہیں ہوتا، لہٰذا ایسے فرش پر اگر کپڑے گر جائیں یا کپڑوں کا کوئی حصہ اس فرش کو لگ جائے تو وہ کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے اور ایسے کپڑوں میں نماز پڑھنا درست ہے، البتہ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ ان کپڑوں کو فرش پر گرنے سے بچایا جائے، اور اگر فرش پر کوئی نجاست ہونے کا گمان ہو جیسے پیشاب وغیرہ تو پھر کپڑے ناپاک ہو جائیں گے۔

كذا في العالمگيرية:

اتَّفَقَ أَصْحَابُنَا رَحِمَهُمُ اللَّهُ أَنَّ الْمَاءَ الْمُسْتَعْمَلَ لَيْسَ بِطَهُورٍ حَتَّى لَا يَجُوزُ التَّوَضُّؤُ بِهِ وَاخْتَلَفُوا فِي طَهَارَتِهِ

---

(١) كتاب الطهارة، فصل في نواقض الوضوء، ١/ ١٣٧، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، الفصل الثاني في الأعيان النجسة، ١/ ٤٦، ط: رشيدية.

قَالَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللَّهُ: هُوَ طَاهِرٌ وَهُوَ رِوَايَةٌ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ، وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى. كَذَا فِي الْمُحِيطِ. (١)

وكذا في مجمع الأنهر:

وَقَالَ الْبَاقَانِيُّ هَذَا عَلَى تَقْدِيرِ كَوْنِ الْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ نَجِسًا، وَأَمَّا عَلَى تَقْدِيرِ كَوْنِ الْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ طَاهِرًا غَيْرَ مُطَهِّرٍ كَمَا هُوَ ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ عَنْ الطَّرَفَيْنِ، وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى. (٢)

وكذا في التاتارخانية:

وهذا إذا اجتمع في موضع ثم أصاب الثوب، أما إذا تقاطر من أعضائه وأصاب الثوب فإنه لا يغسل عن قولهم جميعا. (٣)

مشین میں کپڑے دھونے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ گھروں میں کپڑے جو مشین میں دھوئے جاتے ہیں ان میں سے بعض ناپاک ہوتے ہیں منی وغیرہ کی وجہ سے اس طرح کپڑوں کو اکٹھا دھونے سے سارے کپڑے پاک ہو جائیں گے؟ ان میں نماز وغیرہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: مذکورہ بالا صورت میں اگر کپڑوں کو مشین سے نکالنے کے بعد تین دفعہ پانی میں دھو لیا جاتا ہے تو اس صورت میں کپڑے پاک ہو جائیں گے، ان میں نماز پڑھ سکتے ہیں، اور اگر تین دفعہ صاف پانی سے نہ دھویا گیا ہو تو وہ کپڑے پاک نہ ہوں گے، ایسی صورت میں ان میں نماز پڑھنا درست نہیں ہوگا۔

کما في تنوير الأبصار مع الدر المختار:

(وَلَا يَضُرُّ بَقَاءُ أَثَرٍ) كَلَوْنٍ وَرِيحٍ (لَازِمٍ) فَلَا يُكَلَّفُ فِي إِزَالَتِهِ إِلَى مَاءٍ حَارٍّ أَوْ صَابُونٍ وَنَحْوِهِ، بَلْ يَطْهُرُ مَا صُبِغَ أَوْ خُضِّبَ بِنَجِسٍ بِغَسْلِهِ ثَلَاثًا وَالْأَوْلَى غَسْلُهُ. (٤)

وكذا في التاتارخانية:

ويجب أن يعلم أن إزالة النجاسة واجبة وإزالتها إن كانت مرئية بإزالة عينها وأثرها إن كانت شيئا يزول

(١) كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني فيما لا يجوز به التوضؤ، ١/ ٢٢، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، ١/ ٣٧، ط: الحبيبية.

(٣) كتاب الطهارة، الفصل الرابع في المياه التي يجوز الوضوء بها... إلخ، نوع آخر في بيان المياه، ١/ ٢١٣، ط: ادارة القرآن.

(٤) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في حكم الصبغ والاختضاب بالصبغ أو الحناء النجسين، ١/ ٣٢٩، ط: سعيد.

أثرها ولا يعتبر فيه العدد وإن كان شيئا لا يزول أثرها فإزالتها بإزالة عينها ويكون ما بقي من الأثر عفوا وإن كان كثيرا. (١)

وكذا في البحر الرائق:

الْمُرْئِيُّ يَطْهُرُ بِزَوَالِ عَيْنِهِ إِلَّا مَا يَشُقُّ وَغَيْرُهُ بِالْغَسْلِ ثَلَاثًا وَبِالْعَصْرِ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَبِتَثْلِيثِ. (٢)

وكذا في تبيين الحقائق:

وَغَيْرُهُ بِالْغَسْلِ ثَلَاثًا وَالْعَصْرِ كُلَّ مَرَّةٍ) أَيْ غَيْرُ الْمُرْئِيِّ مِنْ النَّجَاسَةِ يَطْهُرُ بِثَلَاثِ غَسَلَاتٍ وَبِالْعَصْرِ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَالْمُعْتَبَرُ فِيهِ غَلَبَةُ الظَّنِّ. (٣)

وكذا في فتاوى حقانية: (٤)

غیر مسلموں کے کپڑے دھوئے بغیر استعمال کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ غیر مسلموں کے کپڑے، کوٹ وغیرہ استعمال کرنا کیسا ہے؟ کیا استعمال سے پہلے ان کو دھونا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: غیر مسلموں کے کپڑے، کوٹ وغیرہ استعمال کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ اس میں کوئی اور مانع نہ ہو جیسے ناپاک ہونا، ذی روح کی تصویر ہونا، کافروں کی علامت کا لباس ہونا، یا اس لباس سے مردوں کے لئے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنا وغیرہ، اگر مذکورہ باتوں میں سے کوئی پائی جائے تو پھر غیر مسلم کے استعمال شدہ کپڑے پہننا جائز نہیں۔ البتہ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ استعمال سے پہلے انہیں دھولیا جائے کیونکہ کفار عام طور پر مسلمانوں کی طرح نجاست اور گندگی سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتے۔

كما في جامع الترمذي:

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قُدُورِ الْمَجُوسِ، قَالَ: أَنْقُوهَا غَسْلًا، وَاطْبُخُوا فِيهَا، وَنَهَى عَنْ كُلِّ سَبُعٍ ذِي نَابٍ. هَذَا الْحَدِيثُ مشهور من حديث أبي ثعلبة. (٥)

---

(١) كتاب الطهارة، الفصل الثامن في تطهير النجاسات، ١/ ٢٢٩، ط: قديمي.

(٢) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٤٠٩، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٢٠٦، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ط: دار العلوم حقانية.

(٥) أبواب الأطعمة، باب ما جاء في الأكل في آنية الكفار، ٢/ ٢، ط: سعيد.

وكذا في تحفة الأحوذي:

قَالَ الْخَطَّابِيُّ وَالْأَصْلُ فِي هَذَا أَنَّهُ إِذَا كَانَ مَعْلُومًا مِنْ حَالِ الْمُشْرِكِينَ أَنَّهُمْ يَطْبُخُونَ فِي قُدُورِهِمُ الْخِنْزِيرَ وَيَشْرَبُونَ فِي آنِيَتِهِمُ الْخَمْرَ فَإِنَّهُ لَا يَجُوزُ اسْتِعْمَالُهَا إِلَّا بَعْدَ الْغَسْلِ وَالتَّنْظِيفِ فَأَمَّا ثِيَابُهُمْ وَمِيَاهُهُمْ فَإِنَّهَا عَلَى الطَّهَارَةِ كَمِيَاهِ الْمُسْلِمِينَ وَثِيَابِهِمْ إِلَّا أَنْ يَكُونُوا مِنْ قَوْمٍ لَا يَتَحَاشَوْنَ النَّجَاسَاتِ أَوْ كَانَ مِنْ عَادَاتِهِمُ اسْتِعْمَالُ الْأَبْوَالِ فِي طُهُورِهِمْ فَإِنَّ اسْتِعْمَالَ ثِيَابِهِمْ غَيْرُ جَائِزٍ إِلَّا أَنْ يُعْلَمَ أَنَّهَا لَمْ يُصِبْهَا شَيْءٌ مِنَ النَّجَاسَاتِ انْتَهَى.[1]

وكذا في الهندية:

وَالصَّلَاةُ فِي سَرَاوِيلِهِمْ نَظِيرُ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ مِنْ أَوَانِيهِمْ إِنْ عَلِمَ أَنَّ سَرَاوِيلَهُمْ نَجِسَةٌ لَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ فِيهَا وَإِنْ لَمْ يَعْلَمْ تُكْرَهُ الصَّلَاةُ فِيهَا وَلَوْ صَلَّى يَجُوزُ.[2]

وكذا في الدر المختار:

ثِيَابُ الْفَسَقَةِ وَأَهْلِ الذِّمَّةِ طَاهِرَةٌ.[3]

وكذا في احسن الفتاوى:[4]

ڈرائی کلینرز کے ذریعے کپڑے دھلوانے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ڈرائی کلینرز کے ذریعہ کپڑے پاک ہو جاتے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ ڈرائی کلینرز میں پانی کی جگہ دوسرے مائعات جیسے پیٹرول وغیرہ کا استعمال ہوتا ہے۔

جواب: اگر ڈرائی کلین والے کپڑے پہلے سے پاک ہوں اور ڈرائی کلینرز کے ذریعے صرف میل کچیل دور کیا گیا ہے تو وہ کپڑا پاک ہے اور اگر کپڑا ناپاک ہے تو ایسی صورت میں پیٹرول وغیرہ اگر اتنی مقدار میں ڈالا گیا ہو کہ جس سے کپڑے کو نچوڑنا ممکن ہو تو کپڑا پاک ہو جائے گا کیونکہ ہر مائع چیز جو پاک ہو اس سے نجاست زائل ہو جاتی ہے تاہم اگر میل کچیل کو حرارت کے ذریعے سکھا دیا گیا ہو اور کپڑے کو نچوڑا نہ گیا ہو تو کپڑا بدستور ناپاک ہی رہے گا، اسی طرح اگر پاک کپڑوں کے ساتھ ناپاک کپڑوں کی ڈرائی کلین کے

---

[1] كتاب الأطعمة، باب ما جاء في الأكل في آنية الكفار، ٥/ ٥٢٢، ط: قديمي.

[2] كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أهل الذمة والأحكام التي تعود إليهم، ٥/ ٣٤٧، ط: رشيدية.

[3] كتاب الطهارة، باب الأنجاس، فصل الاستنجاء، مطلب في الفرق بين الاستبراء والاستنقاء والاستنجاء، ١/ ٦٢٢، ط: رشيدية.

[4] كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ٢/ ٨٢، ط: سعيد.

ذریعے صفائی کی جائے اور دونوں کپڑوں کو الگ الگ نچوڑا نہ گیا ہو تو ایسی صورت میں پاک کپڑا بھی ناپاک ہو جائے گا۔

كما في تنوير الأبصار مع الدر المختار:

(يَجُوزُ رَفْعُ نَجَاسَةٍ حَقِيقِيَّةٍ عَنْ مَحَلِّهَا) وَلَوْ إنَاءً أَوْ مَأْكُولًا عُلِمَ مَحَلُّهَا أَوْ لَا بِمَاءٍ لَوْ مُسْتَعْمَلًا، بِهِ يُفْتَى، (وَبِكُلِّ مَائِعٍ طَاهِرٍ قَالِعٍ) لِلنَّجَاسَةِ ينعصر بالعصر. (١)

وكذا في الهندية:

يَجُوزُ تَطْهِيرُ النَّجَاسَةِ بِالْمَاءِ وَبِكُلِّ مَائِعٍ طَاهِرٍ يُمْكِنُ إزَالَتُهَا بِهِ كَالْخَلِّ وَمَاءِ الْوَرْدِ وَنَحْوِهِ مِمَّا إذَا عُصِرَ انْعَصَرَ. (٢)

وكذا في البحر الرائق: (٣)

وكذا في كتاب الاختيار: (٤)

وكذا في الجوهرة النيرة: (٥)

وكذا في فتاوى حقانية: (٦)

وكذا في فتاوى دار العلوم زكريا: (٧)

ایک چوتھائی پاک اور تین چوتھائی ناپاک کپڑے میں نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر تین حصے بدن کے کپڑے ناپاک ہوں اور ایک حصہ پاک ہو تو اس کپڑے سے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: مذکورہ صورت میں کپڑا ناپاک ہے اس کو پہن کر نماز پڑھنا درست نہیں۔

---

(١) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/٣٠٩، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الأول في تطهير الأنجاس، ط: رشيدية.

(٣) باب الأنجاء، ١/ ٣٨٤، ط: رشيدية.

(٤) باب الأنجاس وتطهيرها، ١/ ٤٧، ط: قديمي.

(٥) باب الأنجاس، ١/ ٤٣، ط: قديمي.

(٦) كتاب الطهارة، ٢/ ٥٧٦، ط: دار العلوم اکوڑہ خٹک.

(٧) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٧٥٣، ط: زمزم پبلشرز.

كما في الدر المختار:

(وَعُفِيَ دُونَ رُبْعِ) جَمِيعِ بَدَنٍ وَ(ثَوْبٍ) وَلَوْ كَبِيرًا هُوَ الْمُخْتَارُ... (وَبَوْلٌ انْتَضَحَ كَرُءُوسِ إِبَرٍ) وَكَذَا جَانِبُهَا الْآخَرُ وَإِنْ كَثُرَ بِإِصَابَةِ الْمَاءِ لِلضَّرُورَةِ.(١)

وفي الهندية:

وَهِيَ نَوْعَانِ، الْأَوَّلُ: الْمُغَلَّظَةُ وَعُفِيَ مِنْهَا قَدْرُ الدِّرْهَمِ... فَإِذَا أَصَابَ الثَّوْبَ أَكْثَرُ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ يَمْنَعُ جَوَازَ الصَّلَاةِ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ. وَالثَّانِي الْمُخَفَّفَةُ، وَعُفِيَ مِنْهَا مَا دُونَ رُبْعِ الثَّوْبِ. كَذَا فِي أَكْثَرِ الْمُتُونِ.(٢)

وكذا في البحر الرائق:

وَمَا دُونَ رُبْعِ الثَّوْبِ مِنْ مُخَفَّفٍ كَبَوْلِ مَا يُؤْكَلُ... أَيْ عُفِيَ مَا كَانَ مِنْ النَّجَاسَاتِ أَقَلَّ مِنْ رُبْعِ الثَّوْبِ الْمُصَابِ إِذَا كَانَتْ النَّجَاسَةُ مُخَفَّفَةً... بِالْكَثِيرِ الْفَاحِشِ لِلْمَنْعِ عَلَى مَا رُوِيَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ.(٣)

راستوں کا جمع شدہ پانی کپڑوں پر لگے تو اس کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بارش کا وہ پانی جو راستوں میں جمع ہو جاتا ہے اس کی چھینٹیں اگر کپڑوں کو لگ جائیں تو ان سے کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں یا نہیں؟ نیز ایسے کپڑوں سے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: بارش کا وہ پانی جو راستوں میں جمع ہوتا ہے اگر اس میں نجاست یا غلاظت محسوس نہ ہو تو وہ پاک ہے، اور ایسے کپڑوں میں نماز پڑھنا درست ہے۔

كذا في الشامية:

(قوله: وطين شارع) وَفِي الْفَيْضِ: طِينُ الشَّوَارِعِ عَفْوٌ وَإِنْ مَلَأَ الثَّوْبَ لِلضَّرُورَةِ وَلَوْ مُخْتَلِطًا بِالْعَذِرَاتِ وَتَجُوزُ الصَّلَاةُ مَعَهُ. اهـ. وَقَدَّمْنَا أَنَّ هَذَا قَاسَهُ الْمَشَايِخُ عَلَى قَوْلِ مُحَمَّدٍ آخِرًا بِطَهَارَةِ الرَّوْثِ وَالْخِثْيِ... أَقُولُ: وَالعَفْوُ مُقَيَّدٌ بِمَا إِذَا لَمْ يَظْهَرْ فِيهِ أَثَرُ النَّجَاسَةِ كَمَا نَقَلَهُ فِي الْفَتْحِ عَنْ التَّجْنِيسِ... وَالْحَاصِلُ أَنَّ الَّذِي يَنْبَغِي أَنَّهُ حَيْثُ كَانَ الْعَفْوُ لِلضَّرُورَةِ، وَعَدَمُ إِمْكَانِ الِاحْتِرَازِ أَنْ يُقَالَ بِالْعَفْوِ وَإِنْ غَلَبَتْ النَّجَاسَةُ مَا لَمْ يَرَ عَيْنَهَا لَوْ أَصَابَهُ بِلَا قَصْدٍ وَكَانَ مِمَّنْ يَذْهَبُ وَيَجِيءُ، وَإِلَّا فَلَا ضَرُورَةَ.(٤)

=====================

(١) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مبحث في بول الفأرة، ١/ ٣٢١- ٣٣٣، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الثاني في الأعيان النجسة، ١/ ٤٥- ٤٦، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٤٠٥، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في العفو عن طين الشارع، ١/ ٣٢٤- ٣٢٥، ط: سعيد.

وكذا في الهندية:

رَجُلٌ أَصَابَهُ طِينٌ أَوْ مَشَى فِيهِ وَلَمْ يَغْسِلْ قَدَمَيْهِ وَصَلَّى يُجْزِيهِ مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ أَثَرُ النَّجَاسَةِ إلَّا أَنْ يَحْتَاطَ. كَذَا فِي فَتَاوَى قَرَاخَانِيٍّ نَاقِلًا عَنْ الْوَاقِعَاتِ الْحُسَامِيَّةِ. التُّرَابُ الطَّاهِرُ إذَا جُعِلَ طِينًا بِالْمَاءِ النَّجِسِ أَوْ عَلَى الْعَكْسِ الصَّحِيحُ أَنَّ الطِّينَ نَجِسٌ. كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ. [١]

وكذا في السراجية:

رجل دخل مربطا فأصاب رجله من رجله من الأرواث شيء فصلى، قالوا: لا بأس به ما لم يفحش لعموم البلوى. وعن محمد رحمه الله: أنه رخص في الأرواث حين قدم الري لما رأى فيه من البلوى وإن أصاب الخف شيء يعتبر فيه قدر الربع والمراد من الربع ما دون الكعبين لا ما فوقه؛ لأن ما فوقها زيادة عن الخف. [٢]

وكذا في التاتارخانية:

الروث لا يمنع جواز الصلاة وإن كانت كثيرا فاحشا قيل: هذا آخر أقواله ورجع إلى هذا القول حين جاء مع الخليفة أبي الرني ورأى أسواقهم وسككهم مملوءة من الأرواث فرجع إلى هذا القول دفعا للبلوى... إن التراب مخلوطا بالعزرات دفعا للبلوى. [٣]

وكذا في فتاوى محمودية: [٤]

وكذا في خير الفتاوى: [٥]

وكذا في كفاية المفتي: [٦]

وكذا في نجم الفتاوى: [٧]

===================

[١] كتاب الطهارات، الباب السابع في النجاسة وأحكامها... الفصل الثاني في الأعيان النجسة، ١/ ٤٧، ط: رشيدية.

[٢] كتاب الطهارة، ١/ ١٤، ط: اشرفيه.

[٣] كتاب الطهارة، الفصل السابع في النجاسات وأحكامها، ١/ ٢١٧، ط: قديم.

[٤] كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ٥/ ٢٣٧، ط: دار الافتاء الجامعة الفاروقية.

[٥] كتاب الطهارة، باب ما يتعلق بطهر الأنجاس، ٢/ ١٤٧، ط: امدادية.

[٦] كتاب الطهارة، باب متفرقات، ٢/ ٣٣٦، ط: دار الاشاعت.

[٧] كتاب الطهارة، فصل في النجاسات، ٢/ ١٣١، ط: ياسين القرآن.

نجاست پر بیٹھی مکھی اگر کپڑوں پر بیٹھ جائے تو کیا حکم ہے

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مکھی نجاست پر بیٹھ کر پھر کپڑوں پر بیٹھے تو کپڑے ناپاک ہوں گے یانہیں؟

جواب: مذکورہ صورت میں کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے۔

كذا في الشامية:

وَلَكِنَّ ظَاهِرَ الْمُتُونِ وَالشُّرُوحِ اخْتِيَارُ الْأَوَّلِ؛ لِأَنَّ الْعِلَّةَ الضَّرُورَةُ قِيَاسًا عَلَى مَا عَمَّتْ بِهِ الْبَلْوَى مِمَّا عَلَى أَرْجُلِ الذُّبَابِ فَإِنَّهُ يَقَعُ عَلَى النَّجَاسَةِ ثُمَّ يَقَعُ عَلَى الثِّيَابِ. قَالَ فِي النِّهَايَةِ: وَلَا يُسْتَطَاعُ الِاحْتِرَازُ عَنْهُ، وَلَا يُسْتَحْسَنُ لِأَحَدٍ اسْتِعْدَادُ ثَوْبٍ لِدُخُولِ الْخَلَاءِ. وَرُوِيَ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ زَيْنِ الْعَابِدِينَ تَكَلَّفَ لِبَيْتِ الْخَلَاءِ ثَوْبًا ثُمَّ تَرَكَهُ، وَقَالَ: لَمْ يَتَكَلَّفْ لِهَذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي يَعْنِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْخُلَفَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ. (١)

وكذا في الهندية:

ذُبَابُ الْمُسْتَرَاحِ إِذَا جَلَسَ عَلَى ثَوْبٍ لَا يُفْسِدُهُ إِلَّا أَنْ يَغْلِبَ وَيَكْثُرَ. (٢)

وكذا في فتاوى قاضي خان:

ذُبَابُ الْمُسْتَرَاحِ إِذَا جَلَسَ عَلَى ثَوْبٍ لَا تُفْسِدُهُ إِلَّا أَنْ يَغْلِبَ وَيَكْثُرَ ويجوز الصلاة... إلخ. (٣)

وكذا في تبيين الحقائق:

كَالذُّبَابِ يَقَعُ عَلَى النَّجِسِ، ثُمَّ عَلَى الثِّيَابِ، وَكَذَا مَوْضِعُ الِاسْتِنْجَاءِ وَهُوَ الْمَخْرَجُ خَارِجٌ عَنْهَا لِإِجْمَاعِ السَّلَفِ وَلَنَا أَنَّ الْقَلِيلَ مَعْفُوٌّ إِجْمَاعًا فَقَدَّرْنَاهُ بِالدِّرْهَمِ؛ لِأَنَّ مَحَلَّ الِاسْتِنْجَاءِ مُقَدَّرٌ بِهِ. (٤)

وكذا في كتاب الفتاوى: (٥)

وكذا في نجم الفتاوى: (٦)

(١) كتاب الطهارة، مطلب: إذا صرح بعض الأئمة بقيد لم يصرح غيره... إلخ، باب الجناس، ١/ ٣٢٣، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الثاني في الأعيان النجسة، ١/ ٤٧، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، فصل في النجاسة، ١/ ١٥، ط: اشرفيه.

(٤) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٢٠٠، ط: سعيد.

(٥) كتاب الطهارة، ٢/ ٨٣، ط: زمزم پبلشرز.

(٦) كتاب الطهارة، فصل في النجاسات وأحكام التطهير، ٢/ ١٢٤، ط: ياسين القرآن.

گندے کپڑوں کو تین الگ الگ برتنوں میں دھو کر پاک کرنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ واشنگ مشین میں گندے کپڑوں کے ساتھ پاک کپڑوں کو بھی دھویا جاتا ہے، مشین سے کپڑے نکالنے کے بعد پانی کے ایک ٹب میں ان کپڑوں کو ڈال کر نچوڑا جاتا ہے، پھر دوسرے ٹب میں اور پھر تیسرے ٹب میں، اور ہر بار نچوڑا جاتا ہے، توکیااس صورت میں کپڑے صاف ہوجاتے ہیں یاپھر دوبارہ پانی کا بہاناضروری ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں کپڑوں کو تین الگ الگ ٹبوں میں ڈالنے اوراس کے بعد ہر مرتبہ اچھی طرح نچوڑنے سے کپڑے صاف ہوجاتے ہیں، پانی بہاناضروری نہیں ہے، مگراحتیاطاگر پانی بہالیاجائے توکوئی حرج نہیں۔

كذا في خلاصة الفتاوى:

فلو غسله في إجانة يطهر بالثلاث إذا عصر في كل مرة والقياس أن لا يطهر في عشر إجانات ما لم يصب عليه الماء وأبو يوسف أخذ بالاستحسان في الثوب وقال يطهر حين يخرج من الإجانة الثالثة وفي العضو بالقياس وقال محمد استحسن فيهما. (١)

وكذ في حلبي كبيري:

ولا فرق بين تطهير الثوب النجس وبين تطهير العضو النجس في عدم اشتراط الصب والجريان حتى لو غسل كل منهما ثلاث إجانات طاهرات أو ثلاثا في إجانة يطهر وقال أبو يوسف رحمه الله بذلك في الثوب خاصة. (٢)

وكذا في البحر:

وَغَيْرُهُ بِالْغَسْلِ ثَلَاثًا وَبِالْعَصْرِ فِي كُلِّ مَرَّةٍ) أَيْ غَيْرِ الْمَرْئِيِّ مِنْ النَّجَاسَةِ يَطْهُرُ بِثَلَاثِ غَسَلَاتٍ وَبِالْعَصْرِ فِي كُلِّ مَرَّةٍ؛ لِأَنَّ التَّكْرَارَ لَا بُدَّ مِنْهُ لِلِاسْتِخْرَاجِ... ثُمَّ اشْتِرَاطُ الْعَصْرِ فِيمَا يَنْعَصِرُ إنَّمَا هُوَ فِيمَا إذَا غُسِلَ الثَّوْبُ فِي الْإِجَانَةِ، أَمَّا إذَا غَمَسَ الثَّوْبَ فِي مَاءٍ جَارٍ حَتَّى جَرَى عَلَيْهِ الْمَاءُ طَهُرَ. (٣)

وكذا في التبيين: (٤)

(١) كتاب الطهارات، الفصل السادس في غسل الثوب والدهن ونحوه، ١/ ٤٠، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، فروع التطهير من النجاسات، ص١٧٨، ط: نعمانية.

(٣) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/٤١١-٤١٢، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٢٠٦، ط: قديمي.

وكذا في البزازية: (١)

وكذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: (٢)

کتے کا جسم اگر کپڑوں سے لگ جائے تو کیا حکم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کتے کا جسم پاک ہے یا ناپاک؟ اگر کسی انسان کے کپڑوں سے اس کا جسم لگ جائے تو اس سے کپڑے ناپاک ہوں گے یا نہیں؟

جواب: کتے کے جسم پر اگر کوئی ظاہری نجاست نہ لگی ہو تو اس کا جسم پاک ہے، کپڑوں پر لگنے کی صورت میں کپڑا ناپاک نہیں ہوگا، البتہ اس کا منہ اور لعاب ناپاک ہے، جانور چونکہ پاکی اور ناپاکی کا خیال نہیں رکھتے اس لئے کتے سے اپنے آپ کو اور اپنے کپڑوں کو بچانا ضروری ہے۔

كما في الهندية:

الْكَلْبُ إِذَا أَخَذَ عُضْوَ إِنْسَانٍ أَوْ ثَوْبَهُ لَا يَتَنَجَّسُ مَا لَمْ يَظْهَرْ فِيهِ أَثَرُ الْبَلَلِ رَاضِيًا كَانَ أَوْ غَضْبَانَ... إِذَا نَامَ الْكَلْبُ عَلَى حَصِيرِ الْمَسْجِدِ إِنْ كَانَ يَابِسًا لَا يَتَنَجَّسُ وَإِنْ كَانَ رَطْبًا وَلَمْ يَظْهَرْ أَثَرُ النَّجَاسَةِ فَكَذَلِكَ. (٣)

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

الأصح عند الحنفية، أن الكلب ليس بنجس العين؛ لأنه ينتفع به حراسة واصطياداً، أما الخنزير فهو نجس العين... وفم الكلب وحده أو لعابه ورجيعه هو النجس، فلا يقاس عليه بقية جسمه، فيغسل الإناء سبعاً بولوغه فيه؛ لقوله صلّى الله عليه وسلم: «إذا شرب الكلب في إناء أحدكم فليغسله سبعاً. (٤)

وكذا في البحر:

وَسِنُّ الْكَلْبِ وَالثَّعْلَبِ طَاهِرَةٌ وَجِلْدُ الْكَلْبِ نَجَسٌ وَشَعْرُهُ طَاهِرٌ هُوَ الْمُخْتَارُ. (٥)

---

(١) كتاب الطهارة، السادس في إزالة الحقيقية، ١/ ١٨، ط: قديمي.

(٢) نجاست اور ناپاکی کے مسائل، ٢/ ١١٧، ط: لدھیانوی.

(٣) كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الثاني في الأعيان النجسة، ١/ ٤٨، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارات، الفصل الثاني النجاسة، ١/ ٣٠٥، ط: نشر احسان.

(٥) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٤٠٢، ط: رشيدية.

وكذا في الخانية:

الكلب إذا أخذ ثوب إنسان أو عضوه بفيه أن أخذ في العضب لا يفسد وإن أخذ في المزاح واللعب يفسد لأن في الوجه الأول بسنه وسنه ليس بنجس وفي الوجه الثاني يأخذ بفيه ولعابه نجس، إذا مشى كلب على ثلج فوضع إنسان رجله على ذلك الموضع إن كان الثلج رطبا بحيث لو وضع عليه شيء يبتل ببصير الثلج نجسا وما يصيبه يكون نجسا وإن لم يكن رطبا لا ينجس وقيل بأنه لا يتنجس الثلج وهو محمول على الوجه الثاني. (۱)

وكذا في البزازية: (۲)

مچھر کا خون اگر کپڑوں پر لگ جائے تو کتنی مقدار تک معاف ہے

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مچھر کا خون جو کپڑوں پر لگا ہوا ہوتا ہے وہ پاک ہے یا ناپاک اور اگر ناپاک ہو تو کتنی مقدار تک اس سے نماز درست نہ ہوگی؟

جواب: مچھروں میں چونکہ دم مسفوح نہیں ہوتا ہے اس لئے اگر مچھر کا خون کپڑے پر لگ جائے تو کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے اور ان کپڑوں کے ساتھ نماز پڑھنا بھی درست ہے، چاہے وہ جتنی مقدار میں بھی ہو۔

كما في الدر المختار مع الشامية:

وَدَمٍ) مَسْفُوحٍ مِنْ سَائِرِ الْحَيَوَانَاتِ إلَّا دَمَ شَهِيدٍ مَا دَامَ عَلَيْهِ وَمَا بَقِيَ فِي لَحْمٍ مَهْزُولٍ وَعُرُوقٍ وَكَبِدٍ وَطِحَالٍ وَقَلْبٍ وَمَا لَمْ يَسِلْ، وَدَمِ سَمَكٍ وَقَمْلٍ وَبُرْغُوثٍ وَبَقٍّ. أَيْ: وَإِنْ كَثُرَ بَحْرٌ وَمُنْيَةٌ. وَفِيهِ تَعْرِيضٌ بِمَا عَنْ بَعْضِ الشَّافِعِيَّةِ أَنَّهُ لَا يُعْفَى عَنْ الْكَثِيرِ مِنْهُ، وَشَمِلَ مَا كَانَ فِي الْبَدَنِ وَالثَّوْبِ تَعَمَّدَ إصَابَتَهُ أَوْ لَا. (۳)

وكذا في قاضي خان:

ودم البق والبعوض والبرغوث لا يفسد عندنا. (٤)

وكذا في التاتارخانية:

ودم البرغوث والبق والبعوض، وفي الحجة: والقمل، لا يفسد عندنا. (٥)

(۱) كتاب الطهارة، فصل في النجاسة التي تصيب الثوب، ۱/ ۱۱، ط: اشرفيه.

(۲) كتاب الطهارة، الثامن فيما يصيب الثوب، ۱/ ۲۳، ط: قديمي.

(۳) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ۱/ ۳۱۹، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، فصل في النجاسة، ۱/ ۱۰، ط: اشرفيه.

(٥) كتاب الطهارة، الفصل السابع في النجاسات وأحكامها، ۱/ ۲۱۹، ط: قديمي.

واشنگ مشین سے دھلے ہوئے کپڑوں کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ واشنگ مشین میں کپڑے کچھ اس انداز سے دھوئے جاتے ہیں کہ ایک ہی بار صابن یا سرف ڈال کر اس میں نجس اور پاک کپڑے ایک ساتھ یا یکے بعد دیگرے دھوئے جاتے ہیں ان کپڑوں کی پاکیزگی کا کیا حکم ہے؟

جواب: واشنگ مشین میں جہاں پاک اور ناپاک کپڑے ملا کر دھوئے جاتے ہیں اگر ان کپڑوں کو صاف پانی سے تین دفعہ بھگو کر اچھی طرح نچوڑ لیا جاتا ہے تو سارے کپڑے پاک ہو جاتے ہیں اور اگر بعد میں ان کپڑوں کو صاف پانی سے نہیں دھویا جاتا تو سارے کپڑے ناپاک ہوں گے۔

كما في تبيين الحقائق:

وَالنَّجَسُ الْمَرْئِيُّ يَطْهُرُ بِزَوَالِ عَيْنِهِ؛ لِأَنَّ تَنَجُّسَ الْمَحِلِّ بِاعْتِبَارِ الْعَيْنِ فَيَزُولُ بِزَوَالِهَا وَلَوْ بِمَرَّةٍ... وَغَيْرُهُ بِالْغَسْلِ ثَلَاثًا وَالْعَصْرِ كُلَّ مَرَّةٍ، أَيْ غَيْرُ الْمَرْئِيِّ مِنْ النَّجَاسَةِ يَطْهُرُ بِثَلَاثِ غَسَلَاتٍ وَبِالْعَصْرِ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَالْمُعْتَبَرُ فِيهِ غَلَبَةُ الظَّنِّ. (١)

وكذا في الفتاوى التاتارخانية:

يجب أن يعلم أن إزالة النجاسة واجبة وإزالتها إن كانت مرئية بإزالة عينها وأثرها إن كانت شيئا يزول أثرها ولا يعتبر فيه العذر وإن كانت شيئا لا يزول أثرها فإزالتها بإزالة عينها ويكون ما بقي من الأثر عفوا وإن كان كثيرا... هذا إذا كانت النجاسة مرئية وإن كانت غير مرئية كالبول والخمر ذكر في الأصل، وقال: يغسلها ثلاث مرات ويعصر في كل مرة فقد شرط الغسل ثلاث مرات وشرط العصر في كل مرة. (٢)

وكذا في الفقه الإسلامي:

إن كانت النجاسة غير مرئية كالبول وأثر لعاب الكلب ونحوهما، فطهارته أن يغسل حتى يغلب على ظن الغاسل أنه قد طهر، ولا يطهر إلا بالغسل ثلاث مرات... وأما إن كانت النجاسة مرئية كالدم ونحوه، فطهارتها زوال عينها ولو بمرة على الصحيح، إلا أن يبقى من أثرها. (٣)

وكذا في فتاوى حقانية: (٤)

==================

(١) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٢٠٥- ٢٠٦، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، الفصل الثامن في تطهير النجاسات، ١/ ٣٠٥- ٣٠٦، ط: إدارة القرآن والعلوم الإسلامية.

(٣) الطهارة، الفصل الثاني النجاسة، المبحث الثالث كيفية تطهير النجاسة... إلخ، ١/ ٣٣١، ط: نشر احسان.

(٤) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ٢/ ٥٨٢، ط: حقانيه.

احتلام کی وجہ سے پورا کپڑا دھویا جائے گا یا مخصوص جگہ

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی شخص کو احتلام ہو جائے تو کیا پورے کپڑے کا دھونا ضروری ہے یا صرف اس مخصوص جگہ کو دھولینا کافی ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں نجاست لگی ہوئی جگہ کو دھولینا کافی ہے پورے کپڑے کو دھونا ضروری نہیں ہے۔

کما في صحيح مسلم:

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، قَالَ: سَأَلْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ، عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيبُ ثَوْبَ الرَّجُلِ أَيَغْسِلُهُ أَمْ يَغْسِلُ الثَّوْبَ؟ فَقَالَ: أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْسِلُ الْمَنِيَّ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ فِي ذَلِكَ الثَّوْبِ، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى أَثَرِ الْغَسْلِ فِيهِ. (١)

وكذا في الهندية:

وَإِزَالَتُهَا إِنْ كَانَتْ مَرْئِيَّةً بِإِزَالَةِ عَيْنِهَا وَأَثَرِهَا إِنْ كَانَتْ شَيْئًا يَزُولُ أَثَرُهُ، وَلَا يُعْتَبَرُ فِيهِ الْعَدَدُ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ: وَالنَّجَسُ الْمَرْئِيُّ يَطْهُرُ بِزَوَالِ عَيْنِهِ إِلَّا مَا يَشُقُّ) أَيْ يَطْهُرُ مَحَلُّهُ بِزَوَالِ عَيْنِهِ؛ لِأَنَّ تَنَجُّسَ الْمَحَلِّ بِاعْتِبَارِ الْعَيْنِ فَيَزُولُ بِزَوَالِهَا. (٣)

وكذا في الهداية:

والمني نجس يجب غسله إن كان رطبا فإذا جف على الثوب أجزأ فيه الفرك. (٤)

مچھر اور مکھی کے خون سے کپڑے اور بدن ناپاک نہیں ہوتے

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ سائل ہر وقت پریشان رہتا ہے کہ بعض اوقات مچھر یا مکھی کو مار دیتا ہے اور اس کا خون کپڑوں پر یا بدن پر لگ جاتا ہے تو کیا ان کپڑوں میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

---

(١) كتاب الطهارة، باب حكم المني، ١/ ١٤٠، ط: قديمي.

(٢) كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الأول في تطهير الأنجاس، ١/ ٤١، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٤٠٩، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارات، باب الأنجاس وتطهيرها، ١/ ٧٠، ط: رحمانيه.

جواب: اگر مچھر یا مکھی کو مارنے سے اس کا خون بدن یا کپڑوں پر لگ جائے تو اس سے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے لہٰذا ان کپڑوں میں نماز پڑھنا درست ہے۔

كما في الدر المختار:

وَيَجُوزُ) رَفْعُ الْحَدَثِ (بِمَا ذُكِرَ وَإِنْ مَاتَ فِيهِ) أَيْ الْمَاءِ وَلَوْ قَلِيلًا (غَيْرُ دَمَوِيٍّ كَزُنْبُورٍ) وَعَقْرَبٍ وَبَقٍّ: أَيْ بَعُوضٍ، وَقِيلَ: بَقُّ الْخَشَبِ. (١)

وكذا في الهندية:

وَمَوْتُ مَا لَيْسَ لَهُ نَفْسٌ سَائِلَةٌ فِي الْمَاءِ لَا يُنَجِّسُهُ كَالْبَقِّ وَالذُّبَابِ وَالزَّنَابِيرِ وَالْعَقَارِبِ وَنَحْوِهَا. (٢)

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

ولا ينجس البئر بموت حيوان لا دم له سائل كذباب وصرصور وخنفساء وزُنبور وبق وعقرب، أو بموت حيوان مائي. (٣)

ناپاک چیز جیب میں رکھ کر نماز پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ناپاک چیز جیب میں رکھ کر نماز پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اگر کسی نے جیب میں رکھ کر نماز پڑھ لی تو اس نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: جیب میں ناپاک چیز رکھ کر نماز پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی لہٰذا اگر کسی نے جیب میں ناپاک چیز رکھ کر نماز پڑھ لی تو اس نماز کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہوگا۔

كما في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَعَفَا) الشَّارِعُ (عَنْ قَدْرِ دِرْهَمٍ) وَإِنْ كُرِهَ تَحْرِيمًا، فَيَجِبُ غَسْلُهُ، وَمَا دُونَهُ تَنْزِيهًا فَيُسَنُّ، وَفَوْقَهُ مُبْطِلٌ... (قَوْلُهُ: وَإِنْ كُرِهَ تَحْرِيمًا)... فَفِي الْمُحِيطِ: يُكْرَهُ أَنْ يُصَلِّيَ وَمَعَهُ قَدْرُ دِرْهَمٍ أَوْ دُونَهُ مِنْ النَّجَاسَةِ عَالِمًا بِهِ لِاخْتِلَافِ النَّاسِ فِيهِ. (٤)

==================

(١) كتاب الطهارة، باب المياه، ١/ ١٨٣-١٨٤، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني فيما لا يجوز به التوضؤ، ١/ ٢٤، ط: رشيدية.

(٣) القسم الأول العبادات، الباب الأول الطهارات، الفصل الأول الطهارة، النوع الثالث الماء النجس، المبحث الخامس حكم الآسار والآبار، ١/ ٢٨٩، ط: نشر احسان.

(٤) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٣١٦- ٣١٧، ط: سعيد.

وكذا في الهندية:

فِي النِّصَابِ رَجُلٌ صَلَّى وَفِي كُمِّهِ قَارُورَةٌ فِيهَا بَوْلٌ لَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ سَوَاءٌ كَانَتْ مُمْتَلِئَةً أَوْ لَمْ تَكُنْ؛ لِأَنَّ هَذَا لَيْسَ فِي مَظَانِّهِ وَمَعْدِنِهِ. (١)

وكذا في البحر الرائق:

وَلَوْ صَلَّى وَفِي كُمِّهِ قَارُورَةٌ مَضْمُومَةٌ فِيهَا بَوْلٌ لَمْ تَجُزْ صَلَاتُهُ؛ لِأَنَّهُ فِي غَيْرِ مَعْدِنِهِ وَمَكَانِهِ. (٢)

بغیر نچوڑے ہوئے باریک کپڑے کے پاک ہونے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی کپڑے پر نجاست غیر مرئیہ لگی ہو اور وہ کپڑا اتنا باریک ہو کہ اس کو نچوڑنے سے اس کے پھٹ جانے کا خطرہ ہو تو کیا اس کو نچوڑنے کے بجائے ہر مرتبہ دھونے کے بعد خشک کر لینے سے پاک ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر کپڑے کے پھٹ جانے کا اندیشہ ہو تو کپڑے کو دھو کر اس قدر چھوڑ دیا جائے کہ قطرے ٹپکنا بند ہو جائیں پھر دوسری اور تیسری بار اسی طرح کیا جائے تو اس صورت میں کپڑا پاک ہو جائے گا۔

كما في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ: وَبِتَثْلِيثِ الْجَفَافِ فِيمَا لَا يَنْعَصِرُ) أَيْ مَا لَا يَنْعَصِرُ فَطَهَارَتُهُ غَسْلُهُ ثَلَاثًا وَتَجْفِيفُهُ فِي كُلِّ مَرَّةٍ؛ لِأَنَّ لِلتَّجْفِيفِ أَثَرًا فِي اسْتِخْرَاجِ النَّجَاسَةِ وَهُوَ أَنْ يَتْرُكَهُ حَتَّى يَنْقَطِعَ التَّقَاطُرُ وَلَا يُشْتَرَطُ فِيهِ الْيُبْسُ. (٣)

وكذا في خلاصة الفتاوى:

وفي الخف الخراساني الذي صرمه موشيٌّ بالغزل بحيث صار ظاهره كله غزلا فأصابت النجاسة تحته فإنه يغسل ثلاثا ويجفف في كل مرة، وقال بعضهم: يغسل مرة ويترك حتى ينقطع التقاطر ثم يغسله ثانيا وثالثا كذلك وهذا أصح والأول أحوط. (٤)

==================

(١) كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الثاني في طهارة ما يستر به العورة وغيره، ١/ ٦٢، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٦٥، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٤١٣، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، الفصل السادس في غسل الثوب والدهن ونحوه، ١/ ٤٠، ط: رشيدية.

باب الأنجاس

فصل فیما یتعلق بالأنجاس وتطهیرها

پیشاب کی چھینٹوں کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ پیشاب کے دوران بعض اوقات تھوڑی بہت چھینٹیں جسم اور کپڑے وغیرہ پر لگ جاتی ہیں تو اس کا حکم کیا ہے؟

جواب: ایسی باریک چھینٹیں جو بالکل معلوم نہ ہوں بلکہ وہم کے درجے میں ہوں تو وہ معاف ہیں، ان سے کپڑا اور بدن ناپاک نہیں ہوتا، ایسے کپڑوں میں نماز درست ہے۔

وكذا في الدر المختار:

(وَبَوْلٌ انْتَضَحَ كَرُءُوسِ إبَرٍ) وَكَذَا جَانِبُهَا الْآخَرُ وَإِنْ كَثُرَ بِإِصَابَةِ الْمَاءِ لِلضَّرُورَةِ.

وكذا في الشامية:

عَنْ الْكِرْمَانِيِّ أَنَّ هَذَا مَا لَمْ يُرَ عَلَى الثَّوْبِ وَإِلَّا وَجَبَ غَسْلُهُ إذَا صَارَ بِالْجَمْعِ أَكْثَرَ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ. [1]

وكذا في العالمگيرية:

الْبَوْلُ الْمُنْتَضِحُ قَدْرَ رُءُوسِ الْإِبَرِ مَعْفُوٌّ لِلضَّرُورَةِ وَإِنْ امْتَلَأَ الثَّوْبُ. كَذَا فِي التَّبْيِينِ وَكَذَا قَدْرُ الْجَانِبِ الْآخَرِ. هَكَذَا فِي الْكَافِي وَالتَّبْيِينِ. [2]

وكذا في البحر الرائق:

وَأَمَّا الْبَوْلُ الْمُنْتَضَحُ قَدْرَ رُءُوسِ الْإِبَرِ فَمَعْفُوٌّ عَنْهُ لِلضَّرُورَةِ، وَإِنْ امْتَلَأَ الثَّوْبُ. [3]

گندہ پانی فلٹر کرنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام دریں مسئلہ کہ آج کل جگہ جگہ فلٹر پلانٹ میں گندے پانی کو مشینوں کے ذریعے صاف کیا جاتا ہے کیا اس طرح یہ پانی پاک وشفاف ہو جاتا ہے یا نہیں؟

---

[1] كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مبحث في بول الفأرة وبعرها وبول الهرة، ١/ ٣٢٢، ط: سعيد.

[2] كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الثاني في الأعيان النجسة، ١/ ٤٦، ط: رشيديه.

[3] كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٤٠٨، ط: رشيديه.

جواب: اگر کسی نجس چیز کی ماہیت وحقیقت کو بالکلیہ ختم کردیا جائے تو وہ چیز پاک ہو جاتی ہے، اور اگر اس کے صرف بعض اجزاء ختم کئے جائیں تو وہ چیز ناپاک ہی رہے گی، لہٰذا صورت مسئولہ میں ان مشینوں کے ذریعہ گندے پانی میں سے اس کے بعض اجزاء رنگ، بو وغیرہ کے ختم ہو جانے کے باوجود وہ پانی پاک نہیں ہوتا۔

كما قال في بدائع الصنائع:

الْكَلْبُ إِذَا وَقَعَ فِي الْمَلَّاحَةِ، وَالْجَمْدِ، وَالْعَذِرَةُ إِذَا أُحْرِقَتْ بِالنَّارِ وَصَارَتْ رَمَادًا... أَنَّ النَّجَاسَةَ لَمَّا اسْتَحَالَتْ، وَتَبَدَّلَتْ أَوْصَافُهَا وَمَعَانِيهَا خَرَجَتْ عَنْ كَوْنِهَا نَجَاسَةً. (١)

وفي المحيط البرهاني:

الطين النجس إذا جعل منه الكوزأ والقدر فطبخ يكون طاهراً... بعد أسطر... الكلب إذا وقع في غصير فتخمر العصير ثم تخلل لا تحل شربه. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

وَنَظِيرُهُ فِي الشَّرْعِ النُّطْفَةُ نَجِسَةٌ وَتَصِيرُ عَلَقَةً وَهِيَ نَجِسَةٌ وَتَصِيرُ مُضْغَةً فَتَطْهُرُ وَالْعَصِيرُ طَاهِرٌ فَيَصِيرُ خَمْرًا فَيُنَجَّسُ وَيَصِيرُ خَلًّا فَيَطْهُرُ فَعَرَفْنَا أَنَّ اسْتِحَالَةَ الْعَيْنِ تَسْتَتْبِعُ زَوَالَ الْوَصْفِ الْمُرَتَّبِ عَلَيْهَا... لَوْ وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْعَصِيرِ، ثُمَّ تَخَمَّرَ، ثُمَّ تَخَلَّلَ لَا يَطْهُرُ. (٣)

وكذا في خلاصة الفتاوى:

لَوْ وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْعَصِيرِ، ثُمَّ تَخَمَّرَ، ثُمَّ تَخَلَّلَ لَا يَطْهُرُ وأما إذا وقع البول في الخمر ثم تخلل في الخلافيات العلاء العالم رحمه الله أنه لا يطهر... الخمر إذا وقعت في الماء والماء إذا وقع في الخمر ثم صار خلا يطهر. (٤)

وكذا في الهندية:

السِّرْقِينُ إِذَا أُحْرِقَ حَتَّى صَارَ رَمَادًا فَعِنْدَ مُحَمَّدٍ يُحْكَمُ بِطَهَارَتِهِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى... الطِّينُ النَّجِسُ إِذَا جُعِلَ مِنْهُ الْكُوزُ أَوْ الْقِدْرُ فَطُبِخَ يَكُونُ طَاهِرًا. (٥)

==================

(١) كتاب الطهارة، الدباغة، ١/ ٢٤٣، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارات، الفصل السابع في النجاسات وأحكامها، ١/ ٢٧٣- ٢٧٥، ط: دار إحياء التراث العربي.

(٣) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٣٩٤- ٣٩٥، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، الفصل السادس في غسل الثوب والدهن ونحوه، ١/ ٤٣، ط: رشيدية.

(٥) كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الأول في تطهير الأنجاس، ١/ ٤٤، ط: رشيدية.

وكذا في الشامية:

جَعْلُ الدُّهْنِ النَّجِسِ فِي صَابُونٍ يُفْتَى بِطَهَارَتِهِ؛ لِأَنَّهُ تَغَيَّرَ وَالتَّغَيُّرُ يُطَهِّرُ عِنْدَ مُحَمَّدٍ وَيُفْتَى بِهِ لِلْبَلْوَى... لَوْ وَقَعَ إِنْسَانٌ أَوْ كَلْبٌ فِي قِدْرِ الصَّابُونِ فَصَارَ صَابُونًا يَكُونُ طَاهِرًا لِتَبَدُّلِ الْحَقِيقَةِ. (۱)

وكذا في الفقه الإسلامي:

تطهر الخمر إذا تخللت بنفسها أو خللت، ولا يطهر جلد الميتة بالدبغ. (۲)

وكذا في ''جدید فقہی مسائل'': (۳)

پختہ فرش کو پاک کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ پختہ فرش پر جب بچہ پیشاب یا پاخانہ کرتا ہے تو ایک کپڑے سے فرش کو خشک کر دیا جاتا ہے (یعنی پونچا لگا دیا جاتا ہے) یہ کپڑا اس کام کے لئے مخصوص ہے، آیا صرف اس کپڑے سے فرش خشک کر دینے سے وہ پاک ہو جائے گا یا نہیں؟ اگر نہیں ہوتا تو اس طرح کے فرش کو پاک کرنے کا شریعت مطہرہ میں کیا طریقہ ہے؟

جواب: ناپاک فرش کو مندرجہ ذیل طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے پاک کیا جائے:

(۱) فرش پر تین مرتبہ پانی ڈالا جائے اور ہر مرتبہ پاک کپڑے سے یا کسی اور چیز سے اس کو خشک کر دیا جائے۔

(۲) یا ہر بار پاک کپڑے کو گیلا کر کے اس سے پونچا لگایا جائے۔

(۳) یا ایک ہی کپڑے کو ہر مرتبہ پاک کر کے اس سے تین بار پونچا لگایا جائے۔

اس طریق سے فرش پاک ہو جائے گا، اگر پاخانہ پڑا ہے تو پہلے اس کو صاف کیا جائے، اس کے بعد فرش کو بیان کردہ طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے پاک کیا جائے۔

كذا في الهندية:

وَإِنْ كَانَتْ صُلْبَةً قَالُوا: يُصَبُّ الْمَاءُ عَلَيْهَا وَتُدَلَّكُ ثُمَّ تُنَشَّفُ بِصُوفٍ أَوْ خِرْقَةٍ يُفْعَلُ كَذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَتَطْهُرُ. (٤)

==================

(۱) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ۱/ ۳۱۶، ط: سعيد.

(۲) الباب الأول الطهارات، المبحث الثالث المطهرات، ۱/ ۲۵۹، ط: احسان طهران ايران.

(۳) عبادات، ۱/ ۴۷، ط: زمزم.

(٤) كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، ۱/ ٤۳، ط: رشيدية.

وكذا في الشامية:

لو مسح موضع الحجاة بثلاث خرق مبلولة يجوز إن كان الماء متقاطرا.[۱]

وكذا في التاتارخانية:

إذا أصاب البول الأرض واحتيج إلى غسلها يصب الماء عليه ثم يدلك وينشف ذلك بصون أو خرقة، فإذا فعل ذلك ثلاثا طهرت.[۲]

وكذا في احسن الفتاوی:[۳]

پھوڑے پھنسی سے نکلنے والے پانی کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ پھوڑے پھنسی اور دانوں سے نکلنے والا پانی ناقض وضو ہے یا نہیں؟اور اگر کپڑوں پر لگ جائے تو کپڑے دھونا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: پھوڑے پھنسی سے نکلنے والا پانی اگر اپنے مقام سے بہہ پڑے تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا، ورنہ نہیں، اور اگر ایک درہم کے بقدر کپڑوں پر لگ جائے تو کپڑے بھی ناپاک ہو جائیں گے۔

كذا في حلبي كبيري:

وأما الدم ونحوه إذا خرج من البدن إن سال بنفسه نقض وإلا فلا وعلى هذا مسائل منها نفطة قشرت فسال منها ماء خالص أو دم أو صديد إن سال عن رأس الجرح نقض وإن لم يسل لا ينقضه. تحت أو دم أو صديد أو ماء أصفر رقيق عن الدم أو القيح.[٤]

وكذا في الشامية:

بِخِلَافِ نَحْوِ الدَّمِ وَالْقَيْحِ. وَلِذَا أَطْلَقُوا فِي الْخَارِجِ مِنْ غَيْرِ السَّبِيلَيْنِ كَالدَّمِ وَالْقَيْحِ وَالصَّدِيدِ أَنَّهُ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ وَلَمْ يَشْتَرِطُوا سِوَى التَّجَاوُزِ إلَى مَوْضِعٍ يَلْحَقُهُ حُكْمُ التَّطْهِيرِ.[٥]

---

[۱] كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ۱/ ۳۱۰، ط: سعيد.

[۲] كتاب الطهارة، الفصل الثامن في تطهير النجاسات، ۱/ ۲۳۳، ط: قديمي.

[۳] كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ۲/ ۹۲، ط: سعيد.

[٤] كتاب الطهارة، فصل في نواقض الوضوء، ۱/ ۱۱٤، ط: نعمانية.

[٥] كتاب الطهارة، مطلب في ندب مراعاة الخلاف إذا لم يرتكب مكروه مذهبه، ۱/ ۱٤۸، ط: سعيد.

وکذا في الهندية:

كُلُّ مَا يَخْرُجُ مِنْ بَدَنِ الْإِنْسَانِ مِمَّا يُوجِبُ خُرُوجُهُ الْوُضُوءَ أَوْ الْغُسْلَ فَهُوَ مُغَلَّظٌ... فَإِذَا أَصَابَ الثَّوْبَ أَكْثَرُ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ يَمْنَعُ جَوَازَ الصَّلَاةِ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ.[1]

چھپکلی کھانے پینے کی چیزوں میں گر جائے تو ان کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ گھروں میں گھومنے پھرنے والی چھپکلی جو رات کو روشنی میں بھی پھرتی ہے اور کیڑے مکوڑے بھی کھاتی ہے، یہ زہریلی بھی ہوتی ہے ایسی چھپکلی اگر کھانے یا پانی وغیرہ میں گر جائے تو کھانے اور پانی وغیرہ کی پاکی کا کیا حکم ہوگا؟ جبکہ اس چھپکلی کے کھانے یا پانی میں گرنے یا گزرنے سے اس چیز میں اس کے زہر کا اثر بھی آجاتا ہے، یہ چھپکلی عام طور پر گھروں میں رکھے برتنوں میں بھی پھرتی رہتی ہے تو جن برتنوں سے یہ چھپکلی صرف گزر جائے تو کیا وہ برتن ناپاک تصور ہوں گے؟ اور اگر ایسی چھپکلی کنویں یا پانی کی ٹینکی (چھوٹی ہو یا بڑی) میں گر جائے زندہ نکالنے کی صورت میں یا مر جانے کی صورت میں دونوں صورتوں میں پانی پاک ہوگا یا ناپاک، ناپاک ہونے کی صورت میں کنویں اور ٹینکی کے پاک کرنی کی کیا صورت ہوگی؟

جواب: گھروں میں گھومنے والی چھپکلی میں چونکہ خون نہیں ہوتا اس لئے اگر وہ پانی یا کھانے وغیرہ میں گر جائے یا کسی برتن سے گزر جائے تو پانی اور برتن وغیرہ ناپاک نہیں ہوگا کنویں اور پانی کے ٹینک کا بھی یہی حکم ہے، البتہ اگر طبّی اعتبار سے اس میں کوئی ضرر ہو تو ایسی چیز کے کھانے سے اجتناب کرنا چاہئے اور برتنوں کو دھو کر استعمال کرنا چاہئے۔

کما في الهندية:

إِذَا وَقَعَ فِي الْبِئْرِ سَامُّ أَبْرَصَ وَمَاتَ يُنْزَحُ مِنْهَا عِشْرُونَ دَلْوًا فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَالصَّعْوَةُ بِمَنْزِلَةِ الْفَأْرَةِ وَالْوَرَشَانُ بِمَنْزِلَةِ السِّنَّوْرِ يُنْزَحُ مِنْهَا أَرْبَعُونَ أَوْ خَمْسُونَ. كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ.[2]

وکذا في التنوير وشرحه:

إِذَا وَقَعَتْ نَجَاسَةٌ (حَيَوَانٍ دَمَوِيٍّ) غَيْرِ مَائِيٍّ لِمَا مَرَّ (وَانْتَفَخَ) أَوْ تَمَعَّطَ (أَوْ تَفَسَّخَ) وَلَوْ تَفَسُّخُهُ خَارِجَهَا ثُمَّ وَقَعَ فِيهَا ذَكَرَهُ الْوَالِي (يُنْزَحُ كُلُّ مَائِهَا) الَّذِي كَانَ فِيهَا وَقْتَ الْوُقُوعِ ذَكَرَهُ ابْنُ الْكَمَالِ (بَعْدَ إِخْرَاجِهِ).[3]

وکذا في فتاوی محمودیه:[4]

---

[1] كتاب الطهارة، الفصل الثاني في الأعيان النجسة، ١/ ٤٦، ط: رشيدية.

[2] كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول فيما يجوز به التوضؤ، ١/ ٢٠، ط: رشيدية.

[3] كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ١/ ٢١٢، ط: سعيد.

[4] كتاب الطهارة، باب المياه، الفصل الثاني في البئر وغيرها، ١/ ١٥١- ١٥٣، ط: إدارة الفاروق.

شیر خوار بچہ اور بچی کے پیشاب کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ شیر خوار بچہ اگر کپڑوں پر پیشاب کردے یا شیر خوار بچی پیشاب کردے تو دونوں کا حکم ایک جیسا ہے یا نہیں؟ اگر دونوں کے حکم میں فرق ہے تو کیوں؟ اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب: واضح رہے کہ پیشاب چاہے بچی کا ہو یا بچے کا نجاست غلیظہ ہے، اگر کپڑوں پر بقدر درہم یا اس سے زیادہ لگ جائے تو دھوئے بغیر وہ کپڑے پاک نہیں ہوتے۔ البتہ دونوں کے پاک کرنے کا حکم تھوڑا سا مختلف ہے کہ شیر خوار بچے کا پیشاب ہلکے سے دھونے پر بھی کپڑا پاک ہو جاتا ہے، جبکہ شیر خوار بچی کا پیشاب ہو تو اس میں خوب اہتمام سے دھونے کی ضرورت ہوتی ہے۔

كذا في عمدة القاري:

حدّثنا عَبْدُ اللَّهِ بنُ يُوسُفَ قالَ أخبرنا مالِكٌ عنْ هِشام بنِ عُرْوَةَ عنْ أبِيهِ عنْ عائِشَةَ أمّ المُؤْمِنِينَ أنّها قالَتْ أُتِيَ رسولَ اللَّهِ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِه فَدَعا بِماءٍ فَأتْبَعَهُ إيّاهُ. (١)

وأيضا فيه:

وَمذهب أبي حنيفَة وَأَصْحَابه وَمَالك أَنه لَا يفرق بَين بَوْل الصَّغِير وَالصَّغِيرَة فِي نَجَاسَته، وجعلوهما سَوَاء فِي وجوب غسله مِنْهُمَا، وَهُوَ مَذْهَب إِبْرَاهِيم النَّخعِيّ وَسَعِيد ابْن الْمسيب وَالْحسن بن حَيّ وَالثَّوْري.

وَأَجَابُوا عَن ذَلِك بِأَن النَّضْح هُوَ صب المَاء لِأَن الْعَرَب تسمي ذَلِك نضحاً، وَقد يذكر وَيُرَاد بِهِ الْغسْل، وَكَذَلِكَ الرش يذكر وَيُرَاد بِهِ الْغسْل... على أَنه قد رُوِيَ عَن بعض الْمُتَقَدِّمين من التَّابِعين مَا يدل على أَن الأبوال كلهَا سَوَاء فِي النَّجَاسَة، وَأَنه لَا فرق بَين بَوْل الذّكر والانثى، فَمِنْهَا مَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيّ، وَقَالَ: حَدثنَا مُحَمَّد بن خُزَيْمَة، قَالَ: حَدثنَا حجاج، قَالَ: حَدثنَا حَمَّاد عَن قَتَادَة عَن سعيد بن الْمسيب أَنه قَالَ: الرش بالرش والصب بالصب من الأبوال كلهَا. حَدثنَا مُحَمَّد بن خُزَيْمَة، قَالَ... بَوْل الْجَارِيَة يغسل غسلا وَبَوْل الْغُلَام يتبع بِالْمَاءِ، أَفلا يرى أَن سعيداً قد سوى بَين حكم الأبوال كلهَا، من الصّبيان وَغَيرهم، فَجعل مَا كَانَ مِنْهُ رشاً يطهر بالرش، وَمَا كَانَ مِنْهُ صبا يطهر بالصب، لَيْسَ لِأَن بَعْضهَا عِنْده طَاهِر وَبَعضهَا غير طَاهِر، وَلكنهَا كلهَا عِنْده نَجِسَة، وَفرق بَين التَّطْهِير من نجاستها عِنْده بِضيق مخرجها وسعته إنتهى كَلَام الطَّحَاوِيّ وَمعنى قَوْله: وَفرق ... إِلَى آخِره، أَن مخرج الْبَوْل من الصَّبِي ضيق فيرش الْبَوْل، وَمن الْجَارِيَة وَاسع فَيصب الْبَوْل صبا، فيقابل الرش بالرش والصب بالصب. (٢)

(١) كتاب الوضوء، باب بول الصبيان، ٣/ ١٩٢، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الوضوء، باب بول الصبيان، ٣/ ١٩٤، ط: رشيدية.

وکذا في الهندية:

كُلُّ مَا يَخْرُجُ مِنْ بَدَنِ الْإِنْسَانِ مِمَّا يُوجِبُ خُرُوجُهُ الْوُضُوءَ أَوْ الْغُسْلَ فَهُوَ مُغَلَّظٌ... وَكَذَلِكَ بَوْلُ الصَّغِيرِ وَالصَّغِيرَةِ أَكَلَا أَوْ لَا. كَذَا فِي الِاخْتِيَارِ شَرْحِ الْمُخْتَارِ. (١)

وکذا في كفايت المفتي: (٢)

دُکھتی آنکھ سے نکلنے والے پانی کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آنکھ دکھنے کی وجہ سے جو پانی نکلتا ہے اس کی پاکی وناپاکی کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: آنکھوں سے گرنے والے پانی کے بارے میں اگر یقین ہو کہ یہ درد یا آنکھ دکھنے کی وجہ سے ہے تو ایسی صورت میں وہ پانی پیپ یا زخم کا پانی ہونے کی وجہ سے ناپاک ہوگا اور اگر صرف آنسو ہوں تو پھر وہ پاک ہے۔

كذا في البحر الرائق:

وَلَوْ كَانَ فِي عَيْنَيْهِ رَمَدٌ أَوْ عَمَشٌ يَسِيلُ مِنْهُمَا الدُّمُوعُ قَالُوا يُؤْمَرُ بِالْوُضُوءِ لِوَقْتِ كُلِّ صَلَاةٍ لِاحْتِمَالِ أَنْ يَكُونَ صَدِيدًا أَوْ قَيْحًا اهـ وَهَذَا التَّعْلِيلُ يَقْتَضِي أَنَّهُ أَمْرُ اسْتِحْبَابٍ، فَإِنَّ الشَّكَّ وَالِاحْتِمَالَ فِي كَوْنِهِ نَاقِضًا لَا يُوجِبُ الْحُكْمَ بِالنَّقْضِ إذْ الْيَقِينُ لَا يَزُولُ بِالشَّكِّ نَعَمْ إذَا عُلِمَ مِنْ طَرِيقِ غَلَبَةِ الظَّنِّ بِإِخْبَارِ الْأَطِبَّاءِ أَوْ بِعَلَامَاتٍ تَغْلِبُ عَلَى ظَنِّ الْمُبْتَلَى يَجِبُ. (٣)

وکذا في فتح القدير:

ثُمَّ الْجُرْحُ وَالنُّفْطَةُ وَمَاءُ الثَّدْيِ وَالسُّرَّةُ وَالْأُذُنُ إذَا كَانَ لِعِلَّةٍ سَوَاءٌ عَلَى الْأَصَحِّ، وَعَلَى هَذَا قَالُوا: مَنْ رَمِدَتْ عَيْنُهُ وَسَالَ الْمَاءُ مِنْهَا وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ. فَإِذَا اسْتَمَرَّ فَلِوَقْتِ كُلِّ صَلَاةٍ. وَفِي التَّجْنِيسِ الْغَرَبُ فِي الْعَيْنِ إذَا سَالَ مِنْهُ مَاءٌ نَقَضَ؛ لِأَنَّهُ كَالْجُرْحِ وَلَيْسَ بِدَمْعٍ. (٤)

---

(١) كتاب الطهارة، الباب السابع، الفصل الثاني، ١/ ٤٦، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ٣/ ٤٢٢- ٤٢٣، ط: إدارة الفاروق.

(٣) كتاب الطهارة، ١/ ٦٤، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، فصل: في نواقض الوضوء، ١/ ٤٠، ط: دار الكتب العلمية.

وكذا في الدر المختار:

لَا يَنْقُضُ (لَوْ خَرَجَ مِنْ أُذُنِهِ) وَنَحْوِهَا كَعَيْنِهِ وَثَدْيِهِ (قَيْحٌ) وَنَحْوُهُ كَصَدِيدٍ وَمَاءِ سُرَّةٍ وَعَيْنٍ (لَا بِوَجَعٍ) وَإِنْ خَرَجَ (بِهِ) أَيْ بِوَجَعٍ (نَقَضَ) لِأَنَّهُ دَلِيلُ الْجُرْحِ، فَدَمْعُ مَنْ بِعَيْنِهِ رَمَدٌ أَوْ عَمَشٌ نَاقِضٌ. (١)

وكذا في التاتارخانية:

وفي نوادر هشام عن محمد رحمه الله: الشيخ إذا كان في عينيه رمد، وفي الذخيرة: أو عمش، ويسيل الدموع منهما أمره بالوضوء لوقت كل صلاة، وفي الظهيرة: الغرب الذي يكون بعين الإنسان إذا سال عنه الماء ينقض الوضوء. (٢)

دودھ میں مینگنی گر جائے تو اس کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بکری یا گائے وغیرہ کا دودھ دوہتے ہوئے ایک مینگنی یا تھوڑا سا گوبر دودھ میں گر جائے تو وہ دودھ استعمال کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: دودھ دوہتے ہوئے اگر ایک دو مینگنیاں یا معمولی سا گوبر دودھ میں گر جائے اور فوراً نکال لیا جائے تو اس دودھ کا استعمال کرنا شرعاً جائز ہے، اور اگر مینگنیاں یا گوبر دودھ میں اس طرح مل جائیں کہ ان کے رنگ سے دودھ کا رنگ متاثر ہو جائے تو پھر اس کا استعمال شرعاً جائز نہیں۔ واضح رہے کہ یہ مسئلہ اس وقت ہے جب دودھ دوہا جا رہا ہو، اگر اس کے علاوہ عام حالات میں مینگنیاں یا گوبر دودھ میں گر جائیں تو اس دودھ کا استعمال درست نہیں۔

كما في تنوير الأبصار مع الدر المختار:

(وَبَعْرَتَيْ إِبِلٍ وَغَنَمٍ، كَمَا) يُعْفَى (لَوْ وَقَعَتَا فِي مِحْلَبٍ) وَقْتَ الْحَلْبِ (فَرُمِيَتَا) فَوْرًا قَبْلَ تَفَتُّتٍ وَتَلَوُّنٍ. (٣)

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: وَقْتَ الْحَلْبِ) فَلَوْ وَقَعَتْ فِي غَيْرِ زَمَانِ الْحَلْبِ، فَهُوَ كَوُقُوعِهَا فِي سَائِرِ الْأَوَانِي، فَتَنَجَّسُ فِي الْأَصَحِّ. (٤)

==================

(١) كتاب الطهارة، مطلب: في ندب مراعاة الخلاف... إلخ، ١/ ١٤٧، ط: سعيد.

(٢) كتاب الطهارة، الفصل الثاني في بيان ما يوجب الوضوء، ١/ ١٢٦، ط: ادارة القرآن.

(٣) كتاب الطهارة، فصل في البئر، ١/ ٢٢١، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، مطلب في الفرق بين الروث، ١/ ٢٢١، ط: سعيد.

وكذا في الهندية:

وَلَا فَرْقَ بَيْنَ الروث والخثى والبعر.[1]

وكذا في الهداية:[2]

وكذا في البدائع:

لِأَنَّهُ لَا ضَرُورَةَ فِي الْأَوَانِي لِإِمْكَانِ صَوْنِهَا عَنْ النَّجَاسَاتِ، حَتَّى لَوْ وَقَعَتْ بَعْرَةٌ أَوْ بَعْرَتَانِ فِي الْمَحْلَبِ عِنْدَ الْحَلْبِ، ثُمَّ رُمِيَتْ مِنْ سَاعَتِهَا لَمْ يَنْجَسْ اللَّبَنُ، كَذَا رَوَى... لِمَكَانِ الضَّرُورَةِ.[3]

وكذا في فتاوى حقانية:[4]

نجاست حقیقیہ کو پھلوں کے رس سے دھونے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نجاست حقیقیہ لگے ہوئے کپڑوں کو گنے وغیرہ کے رس سے دھلائی کرنے سے طہارت حاصل ہوگی یا نہیں؟

جواب: ہر وہ چیز جو بہنے والی ہو اور پاک بھی ہو اس سے کپڑے یا بدن پر لگی ہوئی نجاست کو زائل کیا جا سکتا ہے، اسی لئے صورت مسئولہ میں گنے کے رس سے کپڑوں پر لگی نجاست کو دھویا جائے تو اس سے وہ کپڑے پاک ہو جائیں گے۔

كما في الهندية:

يَجُوزُ تَطْهِيرُ النَّجَاسَةِ بِالْمَاءِ وَبِكُلِّ مَائِعٍ طَاهِرٍ يُمْكِنُ إزَالَتُهَا بِهِ كَالْخَلِّ وَمَاءِ الْوَرْدِ وَنَحْوِهِ مِمَّا إذَا عُصِرَ انْعَصَرَ. كَذَا فِي الْهِدَايَةِ.[5]

وكذا في البدائع:

وَهَلْ تَحْصُلُ بِهَا الطَّهَارَةُ الْحَقِيقِيَّةُ وَهِيَ زَوَالُ النَّجَاسَةِ الْحَقِيقِيَّةِ عَنْ الثَّوْبِ وَالْبَدَنِ؟ اُخْتُلِفَ فِيهِ فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَأَبُو يُوسُفَ: تَحْصُلُ.[6]

====================

[1] كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول فيما يجوز به التوضؤ، ١/ ١٩، ط: رشيدية.

[2] كتاب الطهارة، الباب الثالث، ١/ ١٩، ط: رشيدية.

[3] كتاب الطهارة، أحكام الآبار، ١/ ٢٢٢، ط: رشيدية.

[4] كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ٢/ ٥٧٧، ط: حقانية.

[5] كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، ١/ ٤١، ط: رشيدية.

[6] كتاب الطهارة، فصل: في بيان مقدار ما يصير به المحل نجساً، ما يحصل به التطهير، ١/ ٢٤٠، ط: رشيدية.

وكذا في البحر الرائق:

وَالْمَاءُ الْمُقَيَّدُ مَا اُسْتُخْرِجَ بِعِلَاجٍ كَمَاءِ الصَّابُونِ وَالْحُرُضِ وَالزَّعْفَرَانِ وَالْأَشْجَارِ وَالْأَثْمَارِ وَالْبَاقِلَا فَهُوَ طَاهِرٌ غَيْرُ طَهُورٍ يُزِيلُ النَّجَاسَةَ الْحَقِيقِيَّةَ عَنْ الثَّوْبِ وَالْبَدَنِ جَمِيعًا كَذَا قَالَ الْكَرْخِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ. (۱)

وكذا في البناية:

وفي شرح أبي ذر: ويجوز إزالة النجاسة بالماء المستعمل ويجوز بما اعتصر من القصب كشراب التفاح وسائر الثمار والأشجار والبطيخ والقثاء والباقلاء والأنبذة وماء الخلاف واللبان وكل ما اختلط به طاهر وغلب عليه وأخرجه عن طبع الماء وصار مقيدا فهو في حكم المائع، ذكره الطحاوي. (۲)

گھوڑے اور گدھے کے پسینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ گدھے اور گھوڑے کا پسینہ پاک ہے یا نہیں؟

جواب: گھوڑے اور گدھے کا پسینہ پاک ہے۔

كذا في حلبي كبيري:

وعرق كل شيء معتبر بسؤره فما كان بسؤره طاهرا فعرقه طاهر وما سؤره نجس فعرقه نجس وما سؤره مكروه فعرقه مكروه أي يكره أن يصلي بدنه أو ثوبه ملوث به إلا أن عرق الحمار وكذا البغل طاهر وهذا الاستثناء إنما يصح على القول بأن الشك في الطهارة فإذا قيل: إن سؤره مشكوك وفي طهارته ونجاسته وعرق كل شيء معتبر بسؤره صح أن يقال إلا أن عرق الحمار طاهر أي من غير شك إلخ. (۳)

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ فَعَرَقُ الْحِمَارِ إلَخْ) أَفْرَدَهُ بِالتَّنْصِيصِ عَلَيْهِ؛ لِأَنَّ بَعْضَهُمْ كَصَاحِبِ الْمُنْيَةِ اسْتَثْنَاهُ فَقَالَ: إلَّا أَنَّ عَرَقَ الْحِمَارِ طَاهِرٌ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ فِي الرِّوَايَاتِ الْمَشْهُورَةِ كَمَا ذَكَرَهُ الْقُدُورِيُّ. وَقَالَ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ الْحَلْوَانِيُّ: نَجِسٌ إلَّا أَنَّهُ جُعِلَ عَفْوًا فِي الثَّوْبِ وَالْبَدَنِ لِلضَّرُورَةِ. قَالَ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ: وَهَذَا الِاسْتِثْنَاءُ إنَّمَا يَصِحُّ عَلَى الْقَوْلِ بِأَنَّ الشَّكَّ فِي الطَّهَارَةِ. فَإِذَا قِيلَ إنَّ سُؤْرَ الْحِمَارِ مَشْكُوكٌ فِي طَهَارَتِهِ وَنَجَاسَتِهِ وَعَرَقُ كُلِّ شَيْءٍ كَسُؤْرِهِ صَحَّ أَنْ يُقَالَ إلَّا أَنَّ

====================

(۱) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ۱/ ۳۸۷، ط: رشيدية.

(۲) كتاب الطهارة، باب الأنجاس وتطهيرها، ۱/ ۵۹٤، ط: حقانية.

(۳) كتاب الطهارة، فصل في الآسار، ۱/ ۱٤۹، ط: نعمانية.

عَرَقَ الْحِمَارِ طَاهِرٌ: أَيْ مِنْ غَيْرِ شَكٍّ؛ لِأَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ الْحِمَارَ مُعْرَوْرِيًا فِي حَرِّ الْحِجَازِ وَالْغَالِبُ أَنَّهُ يَعْرَقُ وَلَمْ يُرْوَ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ غَسَلَ بَدَنَهُ أَوْ ثَوْبَهُ مِنْهُ. اهـ وَمُعْرَوْرِيًا حَالٌ مِنَ الْفَاعِلِ وَلَوْ كَانَ مِنَ الْمَفْعُولِ لَقِيلَ مُعْرَوْرًى كَذَا فِي الْمُغْرِبِ. قُلْتُ: وَلَيْسَ الْمَعْنَى أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ رَكِبَ وَهُوَ عُرْيَانٌ كَمَا يُوهِمُهُ كَلَامُ النَّهْرِ وَغَيْرِهِ، إِذْ لَا يَخْفَى بُعْدُهُ، بَلِ الْمُرَادُ أَنَّهُ رَكِبَ حَالَ كَوْنِهِ مُعْرَوْرِيًا الْحِمَارَ فَهُوَ اسْمُ فَاعِلٍ مِنِ اعْرَوْرَى الْمُتَعَدِّي حُذِفَ مَفْعُولُهُ لِلْعِلْمِ بِهِ، يُقَالُ اعْرَوْرَى الْفَرَسَ: رَكِبَهُ عُرْيًا فَتَنَبَّهْ. (۱)

وكذا في امداد الاحكام: (۲)

ناپاک اجزاء سے بنے ہوئے صابن کے استعمال کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل کمپنی میں صابن میں ناپاک اجزاء کا استعمال کیا جاتا ہے، شرعا اس صابن کا استعمال درست ہے یا نہیں؟

جواب: جو ناپاک اجزاء صابن کی تیاری میں شامل کئے جاتے ہیں چونکہ صابن بننے کے بعد ان ناپاک اجزاء کی ہیئت بدل جاتی ہے اس لئے ایسے صابن کا استعمال درست ہے۔

كذا في تنوير الأبصار مع الدر المختار:

(وَ) يَطْهُرُ (زَيْتٌ) تَنَجَّسَ (بِجَعْلِهِ صَابُونًا) بِهِ يُفْتَى لِلْبَلْوَى. كَتَنُّورٍ رُشَّ بِمَاءٍ نَجِسٍ لَا بَأْسَ بِالْخُبْزِ فِيهِ. (۳)

وكذا في الشامية:

وَعِبَارَةُ الْمُجْتَبَى: جَعْلُ الدُّهْنِ النَّجِسِ فِي صَابُونٍ يُفْتَى بِطَهَارَتِهِ؛ لِأَنَّهُ تَغَيَّرَ وَالتَّغَيُّرُ يُطَهِّرُ عِنْدَ مُحَمَّدٍ وَيُفْتَى بِهِ لِلْبَلْوَى. (٤)

وكذا في العالمگيرية:

جُعِلَ الدُّهْنُ النَّجِسُ فِي الصَّابُونِ يُفْتَى بِطَهَارَتِهِ؛ لِأَنَّهُ تَغَيَّرَ. كَذَا فِي الزَّاهِدِيِّ. (٥)

وكذا في الفتاوى التاتارخانية:

وقد وقع عند بعض الناس أن الصابون نجس؛ لأن يتخذ من دهن الكتان ودهن الكتان نجس؛ لأن

---

(۱) كتاب الطهارة، مطلب في السؤر، ۱/ ۲۲۸، ط: سعيد.

(۲) كتاب الطهارة، فصل في النجاسة وأحكام التطهير، ۱/ ۳۹۸، ط: دار العلوم.

(۳) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ۱/ ۳۱۵، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ۱/ ۳۱٦، ط: سعيد.

(٥) كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الأول في تطهير الأنجاس، ۱/ ٤٥، ط: سعيد.

أوعيته تكون مفتوحة الرأس عادة والفأرة تقصد شربها وتقع فيها غالبا ولكنا لا نفتي بنجاسة صابون؛ لأنا لا نفتي بنجاسة دهن، ومع هذا لو نفتي بنجاسة الدهن لا نفتي بنجاسة الصابون؛ لأن الدهن قد تغير وصار شيئا آخر. (١)

وكذا في احسن الفتاوى: (٢)

پیشاب کے قطروں کو پاک کرنے کا طریقہ اور حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام مسجد کو کبھی کبھار پیشاب کے بعد کچھ دیر ایک آدھ قطرہ آتا ہے، مذکورہ امام صاحب اس قطرے کے ماحول کو اندازے سے دھو کر لوگوں کو نماز پڑھاتا ہے، پوچھنا یہ ہے کہ مذکورہ امام صاحب کا یہ عمل ٹھیک ہے یا ہر قطرہ آنے کے بعد کپڑے تبدیل کرے گا؟

واضح رہے کہ امام صاحب معذور نہیں ہے یعنی سلسل البول کی بیماری نہیں ہے۔

جواب: صورت مسئولہ میں امام صاحب کا یہ عمل درست ہے اور کپڑے کو دھونے سے وہ پاک ہو جائے گا، البتہ اگر موقع ہو تو تبدیل کرنا زیادہ بہتر ہے تاکہ شک وشبہ باقی نہ رہے۔

كما في الهندية:

وَإِزَالَتُهَا إِنْ كَانَتْ مَرْئِيَّةً بِإِزَالَةِ عَيْنِهَا وَأَثَرِهَا إِنْ كَانَتْ شَيْئًا يَزُولُ أَثَرُهُ وَلَا يُعْتَبَرُ فِيهِ الْعَدَدُ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ. (٣)

وكذا في الهداية:

ما ليس بمرئي فطهارته أن يغسل حتى يغلب على ظن الغاسل أنه قد طهر. (٤)

فرش یا ٹائلوں پر پیشاب لگنے کے بعد خشک ہو جائے تو اس جگہ نماز کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ گھر کے پختہ فرش یا ٹائلوں پر بچے پیشاب کر دیتے ہیں اس کے بعد وہ خشک ہو جاتا ہے جو نظر نہیں آتا تو اس پر مصلے بچھا کر یا بغیر مصلے کے اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

---

(١) كتاب الطهارة، الفصل السابع في النجاسات وأحكامها، ١/ ٢٢٢، ط: قديمي.

(٢) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ٢/ ٩١، ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الأول في تطهير الأنجاس، ١/ ٤١، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارات، باب الأنجاس وتطهيرها، ١/ ٧٤، ط: رحمانية.

جواب: فرش یا ٹائلوں پر نجاست وغیرہ لگ جانے کے بعد وہ اس طرح خشک ہو جائے کہ اس کا اثر اور بدبو نہ رہے تو اس پر مصلے بچھا کر یا بغیر مصلے بچھائے نماز پڑھ سکتے ہیں۔

كذا في سنن أبي داود:

حَدَّثَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: «كُنْتُ أَبِيتُ فِي الْمَسْجِدِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكُنْتُ فَتًى شَابًّا عَزَبًا، وَكَانَتِ الْكِلَابُ تَبُولُ وَتُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَمْ يَكُونُوا يَرُشُّونَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ. [١]

وكذا في التنوير مع الدر:

(وَ) تَطْهُرُ (أَرْضٌ) بِخِلَافِ نَحْوِ بِسَاطٍ (بِيُبْسِهَا) أَيْ: جَفَافِهَا وَلَوْ بِرِيحٍ (وَذَهَابِ أَثَرِهَا كَلَوْنٍ) وَرِيحٍ (لِ) أَجْلِ (صَلَاةٍ) عَلَيْهَا (لَا لِتَيَمُّمٍ) بِهَا؛ لِأَنَّ الْمَشْرُوطَ لَهَا الطَّهَارَةُ وَلَهُ الطَّهُورِيَّةُ. [٢]

وكذا في الهندية:

(وَمِنْهَا) الْجَفَافُ وَزَوَالُ الْأَثَرِ الْأَرْضُ تَطْهُرُ بِالْيُبْسِ وَذَهَابِ الْأَثَرِ لِلصَّلَاةِ لَا لِلتَّيَمُّمِ. هَكَذَا فِي الْكَافِي... وَإِذَا طَهُرَتْ الْأَرْضُ بِالْجَفَافِ ثُمَّ أَصَابَهَا الْمَاءُ الصَّحِيحُ أَنَّهَا لَا تَعُودُ نَجِسًا وَلَوْ رَشَّ عَلَيْهَا الْمَاءَ وَجَلَسَ عَلَيْهَا لَا بَأْسَ بِهِ. [٣]

وكذا في البحر الرائق:

قوله: (وَالْأَرْضُ بِالْيُبْسِ وَذَهَابِ الْأَثَرِ لِلصَّلَاةِ لَا لِلتَّيَمُّمِ) أَيْ تَطْهُرُ الْأَرْضُ الْمُتَنَجِّسَةُ بِالْجَفَافِ إذَا ذَهَبَ أَثَرُ النَّجَاسَةِ فَتَجُوزُ الصَّلَاةُ عَلَيْهَا. [٤]

وكذا في البناية:

وإن أصابت الأرض النجاسة فجفت بالشمس وذهب أثرها جازت الصلاة على مكانها... ولنا قوله عَلَيْهِ السَّلَامُ: زكاة الأرض يبسها. [٥]

===================

[١] كتاب الطهارة، باب طهور الأرض إذا يبست، ١/٦٠، ط: حقانيه.

[٢] كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٣١١، ط: سعيد.

[٣] كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الأول في تطهير الأنجاس، ١/ ٤٤، ط: رشيدية.

[٤] كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٣٩١، ط: رشيدية.

[٥] كتاب الطهارة، باب الأنجاس وتطهيرها، ١/ ٦٠٩، ط: حقانيه.

وكذا في احسن الفتاوى: [١]

وكذا في فتاوى محمودية: [٢]

یخنی اور پھلوں کے رس سے نجاست حقیقیہ زائل کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مطلق غیر مستعمل پانی نہ ہونے کی صورت میں مستعمل پانی یا مقید پانی یعنی پھلوں کے رس وغیرہ سے نجاست حقیقیہ زائل کر سکتے ہیں یا نہیں، اور اگر ماء مستعمل یا ماء مقید مثلاً پھل کا رس یا یخنی وغیرہ سے نجاست حقیقیہ زائل کی گئی تو کیا اس سے کپڑا پاک ہو جائے گا؟

جواب: جی ہاں مذکورہ صورت میں کپڑا پاک ہو جائے گا۔

كذا في الهندية:

مَا يَطْهُرُ بِهِ النَّجَسُ عَشَرَةٌ: (مِنْهَا) الْغُسْلُ يَجُوزُ تَطْهِيرُ النَّجَاسَةِ بِالْمَاءِ وَبِكُلِّ مَائِعٍ طَاهِرٍ يُمْكِنُ إزَالَتُهَا بِهِ كَالْخَلِّ وَمَاءِ الْوَرْدِ وَنَحْوِهِ مِمَّا إذَا عُصِرَ انْعَصَرَ. كَذَا فِي الْهِدَايَةِ... وَكَذَا الدِّبْسُ وَاللَّبَنُ وَالْعَصِيرُ كَذَا فِي التَّبْيِينِ وَمِنْ الْمَائِعَاتِ الْمَاءُ الْمُسْتَعْمَلُ وَهَذَا قَوْلُ مُحَمَّدٍ وَرِوَايَةٍ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى. [٣]

وكذا في البدائع:

وَأَمَّا مَا سِوَى الْمَاءِ مِنْ الْمَائِعَاتِ الطَّاهِرَةِ فَلَا خِلَافَ فِي أَنَّهُ لَا تَحْصُلُ بِهَا الطَّهَارَةُ الْحُكْمِيَّةُ، وَهِيَ زَوَالُ الْحَدَثِ، وَهَلْ تَحْصُلُ بِهَا الطَّهَارَةُ الْحَقِيقِيَّةُ وَهِيَ زَوَالُ النَّجَاسَةِ الْحَقِيقِيَّةِ عَنْ الثَّوْبِ وَالْبَدَنِ؟ اُخْتُلِفَ فِيهِ فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَأَبُو يُوسُفَ: تَحْصُلُ. [٤]

وكذا في الجوهرة النيرة:

وَيَجُوزُ تَطْهِيرُ النَّجَاسَةِ بِالْمَاءِ وَبِكُلِّ مَائِعٍ طَاهِرٍ) . وَقَالَ مُحَمَّدٌ وَزُفَرُ وَالشَّافِعِيُّ لَا يَجُوزُ إلَّا بِالْمَاءِ الْمُطْلَقِ؛ لِأَنَّ النَّجَاسَةَ مَعْنًى تَمْنَعُ جَوَازَ الصَّلَاةِ. [٥]

موبائل فون کو پاک کرنے کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بچے نے موبائل پر پیشاب کر دیا تھا کہ جس سے پورا موبائل

---

[١] كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ٢/ ٨٨، ط: سعيد.

[٢] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ٥١٨/٥، ط: ادارة الفاروق.

[٣] كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الأول في تطهير الأنجاس، ١/ ٤١، ط: رشيدية.

[٤] كتاب الطهارة، فصل ما يقع به التطهير، ١/ ٢٤٠، ط: رشيدية.

[٥] كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٤٣، ط: قديمي.

بھیگ گیا، اور پھر بعد میں موبائل خشک بھی ہوگیا، اب سوال یہ ہے کہ اس موبائل کو پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: موبائل کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے جو حصے دھونے سے خراب نہیں ہوتے ان کو تین بار دھویا جائے اور جو حصے دھونے سے خراب ہوتے ہوں تو ان پر اچھی طرح تین بار گیلا کپڑا پھیر دیا جائے یہاں تک کہ نجاست کا اثر ختم ہو جائے، یا پھر ان حصوں کو پیٹرول یا اسپرٹ سے دھو دیا جائے کیونکہ ان سے موبائل خراب نہیں ہوتا ہے، اس طرح کرنے سے موبائل پاک ہو جائے گا۔

كما في بدائع الصنائع:

وَأَمَّا النَّجَاسَةُ الْحَقِيقِيَّةُ فَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ مَرْئِيَّةٍ، كَالْبَوْلِ وَنَحْوِهِ، ذَكَرَ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ أَنَّهُ لَا تَطْهُرُ إلَّا بِالْغَسْلِ ثَلَاثًا.[1]

وكذا في الهندية:

مَا يَطْهُرُ بِهِ النَّجَسُ عَشْرَةٌ: (مِنْهَا) الْغُسْلُ... (وَمِنْهَا الْمَسْحُ) إذَا وَقَعَ عَلَى الْحَدِيدِ الصَّقِيلِ الْغَيْرِ الْخَشِنِ كَالسَّيْفِ وَالسِّكِّينِ وَالْمِرْآةِ وَنَحْوِهَا نَجَاسَةٌ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُمَوَّهَ بِهَا فَكَمَا يَطْهُرُ بِالْغُسْلِ يَطْهُرُ بِالْمَسْحِ بِخِرْقَةٍ طَاهِرَةٍ. هَكَذَا فِي الْمُحِيطِ وَلَا فَرْقَ بَيْنَ الرَّطْبِ وَالْيَابِسِ وَلَا بَيْنَ مَا لَهُ جِرْمٌ وَمَا لَا جِرْمَ لَهُ. كَذَا فِي التَّبْيِينِ.[2]

وكذا في التنوير على الدر المختار:

(يجوز رفع نجاسة حقيقية عن محلها)... (بماء ولو مستعملا)... وبكل مائع طاهر قالع).[3]

وكذا في البحر الرائق:[4]

وكذا في البناية:[5]

وكذا في الهداية:

ويجوز تطهيرها بالماء وبكل مائع طاهر يمكن إزالتها به.[6]

''موبائل فون کا استعمال'' للشيخ محمد بلال بابر:[7]

---

[1] كتاب الطهارة، فصل: وأما شرائط التطهير بالماء، ١/ ٢٤٨، ط: رشيدية.

[2] كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الأول في تطهير الأنجاس، ١/ ٤١- ٤٢، ط: رشيدية.

[3] كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٣٠٩، ط: سعيد.

[4] كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٣٩٠- ٣٩١، ط: رشيدية.

[5] كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٦٠٨، ط: حقانية.

[6] كتاب الطهارة، كتاب الأنجاس، ١/ ٦٨، ط: رحمانيه.

[7] ص٥٤، ط: عمر فاروق.

مسائل شتی

قبلے کی طرف تھوکنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک آدمی وضو کرتے وقت قبلہ رو ہو کر بیٹھا ہے اور وضو میں تھوکنا بھی پڑتا ہے، اور اسی طرح ناک کو بھی صاف کرنا پڑتا ہے، تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

جواب: قبلہ کی طرف تھوکنا مکروہ ہے، اور وضو کرتے وقت اگر قبلے کی طرف منہ ہو تو تھوکتے وقت زمین کی طرف رُخ کر لے۔

كما في صحيح البخاري:

عَنْ هَمَّامٍ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلاَةِ، فَلاَ يَبْصُقْ أَمَامَهُ، فَإِنَّمَا يُنَاجِي اللَّهَ مَا دَامَ فِي مُصَلاَّهُ، وَلاَ عَنْ يَمِينِهِ، فَإِنَّ عَنْ يَمِينِهِ مَلَكًا، وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ، أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ، فَيَدْفِنُهَا. (١)

وكذا في صحيح مسلم:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَكَّهَا بِحَصَاةٍ، ثُمَّ نَهَى أَنْ يَبْزُقَ الرَّجُلُ عَنْ يَمِينِهِ، أَوْ أَمَامَهُ، وَلَكِنْ يَبْزُقُ، عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى. (٢)

وكذا في كتاب الفتاوى: (٣)

وكذا في احسن الفتاوى: (٤)

پیشاب کے قطرے کا وہم ہو تو کیا کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں جس شخص کو استنجاء کے بعد قطرے کا وہم ہوتا ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں استنجاء کے بعد قطرات کو ختم کرنے کی جو تدبیر تجربہ سے نافع ثابت ہو خواہ چلنا پھرنا یا لیٹنا وغیرہ ان تدابیر سے قطرات ختم ہونے کا اطمینان کیا جائے اور جب اچھی طرح اطمینان ہو جائے کہ اب قطرے کا آنا بند ہو گیا ہے اس کے بعد وضو

---

(١) كتاب الصلاة، باب كفارة البزاق في المسجد، ١/ ٥٩، ط: قديمي.

(٢) كتاب المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد في الصلاة وغيرها، ١/ ٢٠٧، ط: قديمي.

(٣) كتاب الطهارة، باب الغسل، ٢/ ٦٢، ط: زمزم پبلشرز.

(٤) كتاب الطهارة، ٢/١٧، ط: سعيد.

کرنا چاہئے اس کے بعد اگر پھر بھی قطرہ آنے کا شبہ ہو تو ہاتھ لگا کر دیکھ لیا جائے، اور اگر انگلی پر نمی معلوم ہو تو وضو دوبارہ کرے اور اگر کپڑے میں قطرات لگ گئے ہیں تو اس جگہ کو بھی دھولیں ورنہ نہیں، البتہ محض شبہ اور وہم سے کچھ نہیں ہوتا اور نہ اس سے دوبارہ استنجاء کرنے کی ضرورت ہے، نہ وہم کی بنیاد پر وضو لوٹانا ضروری ہے، اور نہ ہی محض وہم اور شبہ سے نماز فاسد ہوتی ہے جیسا کہ فقہ کا مشہور قاعدہ کلیہ ہے کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔

اس ساری تفصیل سے معلوم ہوا کہ سوال میں مذکورہ شخص پر شرعاً معذور کے احکام لاگو نہیں ہوں گے کیونکہ یہ شخص معذور نہیں محض وہمی ہے، اور ہر وہمی آدمی کو شرعاً معذور نہیں کہا جا سکتا۔

كذا الدر المختار:

يُسْتَحَبُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يَحْتَشِيَ إنْ رَابَهُ الشَّيْطَانُ، وَيَجِبُ إنْ كَانَ لَا يَنْقَطِعُ إلَّا بِهِ قَدْرُ مَا يُصَلِّي.[١]

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: وَلَوْ أَيْقَنَ بِالطَّهَارَةِ إلَخْ) حَاصِلُهُ أَنَّهُ إذَا عَلِمَ سَبْقَ الطَّهَارَةِ وَشَكَّ فِي عُرُوضِ الْحَدَثِ بَعْدَهَا أَوْ بِالْعَكْسِ أَخَذَ بِالْيَقِينِ وَهُوَ السَّابِقُ.[٢]

وكذا في الفتاوى العالمكيرية:

وَلَوْ عَرَضَ لَهُ الشَّيْطَانُ كَثِيرًا لَا يَلْتَفِتُ إلَى ذَلِكَ كَمَا فِي الصَّلَاةِ وَيَنْضَحُ فَرْجَهُ بِمَاءٍ حَتَّى لَوْ رَأَى بَلَلًا حَمَلَهُ عَلَى بَلَّةِ الْمَاءِ. هَكَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ.[٣]

وكذا في الأشباه والنظائر:

اليقين لا يزول بالشك.[٤]

وكذا في إمداد الأحكام:[٥]

وكذا في فتاوى محمودية:[٦]

---

[١] كتاب الطهارة، مطلب في ندب مراعاة الخلاف إذا لم يرتكب مكروه مذهبه، ١/ ١٥٠، ط: سعيد.

[٢] كتاب الطهارة، مطلب في ندب مراعاة الخلاف، ١/ ١٥٠، ط: سعيد.

[٣] كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة، الفصل الثالث في الاستنجاء، ١/ ٤٩، ط: رشيدية.

[٤] القاعدة الثالثة، ص٦٠، ط: قديمي.

[٥] كتاب الطهارة، فصل في أحكام المعذور، ١/ ٣٧٢، ط: مكتبه دار العلوم كراتشي.

[٦] كتاب الطهارة، باب الحيض والنفاس، ٥/ ٢٢٠، ط: ادارة الفاروق.

پیشاب کے بعد قطرات روکنے کی تدبیر اور حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ استبراء کا شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: استبراء کے لئے اپنے مزاج اور طبیعت کے اعتبار سے مختلف صورتیں اختیار کی جاسکتی ہیں، مثلاً کھانسنا، کھنکھارنا، کھڑا ہونا اور چند قدم چلنا وغیرہ، اصل چیز اطمینان قلب ہے جو شرعاً بھی ضروری ہے، اگر استنجاء کے ساتھ ہی اطمینان قلب حاصل ہوجائے تو ان تدابیر کا اختیار کرنا مستحب ہے، اور اگر اطمینان قلب نہ ہو تو پھر استبراء واجب ہے، اور اگر پھر بھی قطرات کے نکلنے کا وسوسہ اور وہم پیدا ہو تو اپنی شلوار کی رومالی پر تھوڑا سا پانی چھڑک دیں تاکہ شک اور شبہ بالکل زائل ہوجائے، اور اطمینان قلب کے ساتھ نماز ادا کرسکے۔

كذا في الدر المختار مع رد المحتار:

يَجِبُ الِاسْتِبْرَاءُ بِمَشْيٍ أَوْ تَنَحْنُحٍ أَوْ نَوْمٍ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ، وَيَخْتَلِفُ بِطِبَاعِ النَّاسِ... (قَوْلُهُ: يَجِبُ الِاسْتِبْرَاءُ إلَخْ) هُوَ طَلَبُ الْبَرَاءَةِ مِنْ الْخَارِجِ بِشَيْءٍ مِمَّا ذَكَرَهُ الشَّارِحُ حَتَّى يَسْتَيْقِنَ بِزَوَالِ الْأَثَرِ... (قَوْلُهُ: وَيَخْتَلِفُ إلَخْ) هَذَا هُوَ الصَّحِيحُ فَمَنْ وَقَعَ فِي قَلْبِهِ أَنَّهُ صَارَ طَاهِرًا جَازَ لَهُ أَنْ يَسْتَنْجِيَ؛ لِأَنَّ كُلَّ أَحَدٍ أَعْلَمُ بِحَالِهِ ضِيَاءٌ.[۱]

وكذا في الدر المنتقى:

ويجب الاستبراء من البول بمشي أو تنحنح أو نوم على شقه الأيسر.[۲]

وكذا في فتح القدير:

وَالِاسْتِبْرَاءُ وَاجِبٌ، وَلَوْ عَرَضَ لَهُ الشَّيْطَانُ كَثِيرًا لَا يَلْتَفِتُ إلَيْهِ بَلْ يَنْضَحُ فَرْجَهُ بِمَاءٍ أَوْ سَرَاوِيلَهُ حَتَّى إذَا شَكَّ حَلَّ الْبَلَلُ عَلَى ذَلِكَ النَّضْحِ مَا لَمْ يَتَيَقَّنْ خِلَافَهُ.[۳]

بیماری کی وجہ سے شرمگاہ میں دوا رکھنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اکثر عورتیں بیماری کی وجہ سے شرمگاہ میں دوا رکھتی ہیں تو آیا اس دوائی کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرنا اور نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر عورتیں ناپاکی کی حالت میں نہ ہوں اور کسی بیماری کی وجہ سے شرمگاہ میں دوا رکھیں تو ایسی

==================

[۱] كتاب الطهارة، مطلب في الفرق بين الاستبراء والاستنقاء، والاستنجاء، ١/ ٣٤٤، ط: سعيد.

[۲] كتاب الطهارة، ١/ ٩٩، ط: حبيبية.

[۳] كتاب الطهارة، فصل في الاستنجاء، ١/ ٢١٣، ط: دار الكتب العلمية.

صورت میں اگر خون یا اندر کی رطوبت باہر کی طرف ظاہر نہ ہوئی ہو اور نماز کا وقت ہو جائے تو نماز پڑھ سکتی ہیں اسی طرح تلاوت وغیرہ بھی کر سکتی ہیں۔

كذا في الهندية:

إِذَا خَافَ الرَّجُلُ خُرُوجَ الْبَوْلِ فَحَشَا إِحْلِيلَهُ بِقُطْنَةٍ وَلَوْلَا الْقُطْنَةُ يَخْرُجُ مِنْهُ الْبَوْلُ فَلَا بَأْسَ بِهِ وَلَا يَنْتَقِضُ وُضُوءُهُ حَتَّى يَظْهَرَ الْبَوْلُ عَلَى الْقُطْنَةِ. (١)

وكذا في تنوير الأبصار مع الدر:

لَوْ حَشَا إِحْلِيلَهُ بِقُطْنَةٍ وَابْتَلَّ الطَّرَفُ الظَّاهِرُ) هَذَا لَوْ الْقُطْنَةُ عَالِيَةٌ أَوْ مُحَاذِيَةٌ لِرَأْسِ الْإِحْلِيلِ وَإِنْ مُتَسَفِّلَةً عَنْهُ لَا يُنْقَضُ وَكَذَا الْحُكْمُ فِي الدُّبُرِ وَالْفَرْجِ الدَّاخِلِ. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

لَوْ احْتَشَتْ فِي الْفَرْجِ الدَّاخِلِ وَنَفَذَتْ الْبِلَّةُ إِلَى الْجَانِبِ الْآخَرِ فَإِنْ كَانَتْ الْقُطْنَةُ عَالِيَةً أَوْ مُحَاذِيَةً لِحَرْفِ الْفَرْجِ كَانَ حَدَثًا لِوُجُودِ الْخُرُوجِ، وَإِنْ كَانَتْ الْقُطْنَةُ مُتَسَفِّلَةً عَنْهُ لَا يُنْقَضُ لِعَدَمِ الْخُرُوجِ، وَفِي مُنْيَةِ الْمُصَلِّي، وَإِنْ كَانَتْ احْتَشَتْ فِي الْفَرْجِ الْخَارِجِ فَابْتَلَّ دَاخِلَ الْحَشْوِ انْتَقَضَ نَفَذَ وَلَمْ يَنْفُذْ. (٣)

وكذا في تبيين الحقائق:

وَإِنْ حَشَا إِحْلِيلَهُ بِقُطْنٍ فَخُرُوجُهُ بِابْتِلَالِ خَارِجِهِ، وَإِنْ حَشَتْ الْمَرْأَةُ فَرْجَهَا بِهِ فَإِنْ كَانَ دَاخِلَ الْفَرْجِ فَلَا وُضُوءَ عَلَيْهَا..... وَلَوْ أَدْخَلَتْ فِي فَرْجِهَا أَوْ دُبُرِهَا يَدَهَا أَوْ شَيْئًا آخَرَ، يَنْتَقِضُ وُضُوءُهَا إِذَا أَخْرَجَتْهُ؛ لِأَنَّهُ يَسْتَصْحِبُ النَّجَاسَةَ، وَالرِّيحُ الْخَارِجُ مِنْ قُبُلِ الْمَرْأَةِ، وَذَكَرِ الرَّجُلِ لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ لِأَنَّهُ اخْتِلَاجٌ وَلَيْسَ بِرِيحٍ. (٤)

وكذا في البدائع:

إِذَا ظَهَرَ شَيْءٌ مِنْ الْبَوْلِ وَالْغَائِطِ عَلَى رَأْسِ الْمَخْرَجِ انْتَقَضَتْ الطَّهَارَةُ لِوُجُودِ الْحَدَثِ وَهُوَ خُرُوجُ النَّجَسِ،

====================

(١) كتاب الطهارة، الفصل الخامس في نواقض الوضوء، ١/ ١٠، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، ١/ ١٤٨، ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، ١/ ٦٠، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، نواقض الوضوء، ١/ ٤٦، ط: سعيد.

وَهُوَ انْتِقَالُهُ مِنْ الْبَاطِنِ إِلَى الظَّاهِرِ... وَدَمُ الْحَيْضِ وَالنِّفَاسُ وَدَمُ الِاسْتِحَاضَةِ؛ لِأَنَّهَا كُلَّهَا أَنْجَاسٌ. (١)

وفيه أيضا:

(وَأَمَّا) خُرُوجُهُ فَهُوَ أَنْ يَنْتَقِلَ مِنْ بَاطِنِ الْفَرْجِ إِلَى ظَاهِرِهِ إِذْ لَا يَثْبُتُ الْحَيْضُ، وَالنِّفَاسُ، وَالِاسْتِحَاضَةُ إِلَّا بِهِ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ... فَأَمَّا الْحَيْضُ، وَالنِّفَاسُ فَإِنَّهُمَا يَثْبُتَانِ إِذَا أَحَسَّتْ بِبُرُوزِ الدَّمِ، وَإِنْ لَمْ يَبْرُزْ إلخ. (٢)

وكذا في الهندية:

إِذَا رَأَتْ الْمَرْأَةُ الدَّمَ تَتْرُكُ الصَّلَاةَ مِنْ أَوَّلِ مَا رَأَتْ قَالَ الْفَقِيهُ وَبِهِ نَأْخُذُ. (٣)

وكذا في التاتارخانية:

قال العلامة عالم بن العلاء الأنصاري رحمه الله: يجب أن يعلم بأن حكم الحيض والنفاس والاستحاضة لا يثبت إلا بخروج الدم وظهوره وهذا هو ظاهر مذهب أصحابنا رحمهم الله وعليه عامة مشائخنا. (٤)

پانی کی عدم موجودگی میں پیپسی وغیرہ سے وضو کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی سفر میں ہے، اس کے پاس صاف پانی موجود نہیں، البتہ اس کے پاس بوتل (پیپسی، سیون اپ وغیرہ کی) موجود ہے، اور نماز کا وقت آگیا، کہیں سے کوئی اور پانی نہ مل سکتا ہو یا دور ہو تو ایسا آدمی اس بوتل سے وضو کرکے نماز ادا کرے یا تیمم کرکے نماز ادا کرے؟

جواب: واضح رہے کہ وضو اور غسل کے لئے خالص پانی کا استعمال کرنا ضروری ہے مشروبات سے وضو درست نہیں ہوتا۔ لہٰذا صورت مذکورہ میں اگر اس شخص کو پیپسی، سیون اپ وغیرہ کے علاوہ کوئی اور قابل استعمال پانی ملنے کا امکان نہ ہو تو ایسی صورت میں تیمم کرکے نماز ادا کرے، پیپسی کولا وغیرہ سے اس کے لئے وضو کرنا درست نہیں۔

كذا في فتح القدير:

(وَلَا) يَجُوزُ (بِمَاءٍ غَلَبَ عَلَيْهِ غَيْرُهُ فَأَخْرَجَهُ عَنْ طَبْعِ الْمَاءِ كَالْأَشْرِبَةِ وَالْخَلِّ وَمَاءِ الْبَاقِلَّا وَالْمَرَقِ وَمَاءِ الْوَرْدِ وَمَاءِ الزَّرْدَجِ) لِأَنَّهُ لَا يُسَمَّى مَاءً مُطْلَقًا. (٥)

---

(١) كتاب الطهارة، نواقض الوضوء، ١/ ١٢١، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، كتاب الطهارة، الحيض، ١/ ١٥٣، ط: رشيدية.

(٣) كتاب الطهارة، الباب السادس، الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس، ١/ ٣٨، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، كتاب الحيض، نوع في بيان أنه متى يثبت حكم الحيض، ١/ ٣٣٠، ط: ادارة القرآن.

(٥) كتاب الطهارات، باب الماء الذي يجوز به الوضوء وما لا يجوز، ١/ ٧٧، ط: دار الكتب العلمية.

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ: أَوْ اُعْتُصِرَ مِنْ شَجَرٍ أَوْ ثَمَرٍ) عُطِفَ عَلَى قَوْلِهِ تَغَيَّرَ أَيْ لَا يُتَوَضَّأُ بِمَا اُعْتُصِرَ مِنْ شَجَرٍ كَالرِّيبَاسِ أَوْ ثَمَرٍ كَالْعِنَبِ لِأَنَّ هَذَا مَاءٌ مُقَيَّدٌ، وَلَيْسَ بِمُطْلَقٍ، فَلَا يَجُوزُ الْوُضُوءُ بِهِ. (١)

وكذا في الدر المختار:

(وَ) لَا (بِعَصِيرِ نَبَاتٍ) أَيْ مُعْتَصَرٍ مِنْ شَجَرٍ أَوْ ثَمَرٍ؛ لِأَنَّهُ مُقَيَّدٌ... (وَ) لَا بِمَاءٍ (مَغْلُوبٍ بِ) شَيْءٍ (طَاهِرٍ) الْغَلَبَةُ إمَّا بِكَمَالِ الِامْتِزَاجِ بِتَشَرُّبِ نَبَاتٍ أَوْ بِطَبْخٍ بِمَا لَا يُقْصَدُ بِهِ التَّنْظِيفُ، وَإِمَّا بِغَلَبَةِ الْمُخَالِطِ، فَلَوْ جَامِدًا فَبِثَخَانَةٍ مَا لَمْ يَزُلْ الِاسْمُ كَنَبِيذِ تَمْرٍ وَلَوْ مَائِعًا، فَلَوْ مُبَايِنًا لِأَوْصَافِهِ فَبِتَغَيُّرِ أَكْثَرِهَا. (٢)

وكذا في فتاوى قاضي خان:

ولا يجوز التوضئ بشيء من الأشربة ولا بغيرها من المائعات نحو الخل والمرق. (٣)

غسل خانہ میں پیشاب کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نہاتے وقت بعض دفعہ لوگ غسل خانہ میں پیشاب کردیتے ہیں۔ اس طرح غسل خانہ میں پیشاب کرنا شرعا کیسا ہے؟

جواب: غسل خانہ میں پیشاب کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر پانی نکلنے کی نالی ہو اور پیشاب کے بعد فوراً پانی بہادیا جائے اور پیشاب کا اثر غسل خانہ میں باقی نہ رہے تو ایسی صورت میں گنجائش ہے لیکن سخت ضرورت نہ ہو تو احتیاط کرنا ہی بہتر ہے۔

كما في تنوير الأبصار مع الدر المختار:

(وَكَذَا يُكْرَهُ)... (أَنْ يَبُولَ قَائِمًا أَوْ مُضْطَجِعًا أَوْ مُجَرَّدًا مِنْ ثَوْبِهِ بِلَا عُذْرٍ أَوْ) يَبُولَ (فِي مَوْضِعٍ يَتَوَضَّأُ) هُوَ (أَوْ يَغْتَسِلُ فِيهِ)؛ لِحَدِيثِ: لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي مُسْتَحَمِّهِ فَإِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ. (٤)

وكذا في مجمع الأنهر:

وَكَذَا كُرِهَ الْكَلَامُ عَلَيْهِمَا وَالْبَوْلُ قَائِمًا أَوْ مُضْطَجِعًا أَوْ مُتَجَرِّدًا مِنْ ثَوْبِهِ بِلَا عُذْرٍ أَوْ فِي مَوْضِعٍ يَتَوَضَّأُ أَوْ يَغْتَسِلُ فِيهِ. (٥)

==================

(١) كتاب الطهارة، ١/ ١٢٦، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، باب المياه، ١/ ١٨٠- ١٨١، ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، فصل فيما لا يجوز به التوضئ، ١/ ٩، ط: اشرفيه.

(٤) كتاب الطهارة، فصل في الاستنجاء، ١/ ٣٤٢- ٣٤٤، ط: سعيد.

(٥) كتاب الطهارة، في الأنجاس، ١/ ١٠١، ط: دار الكتب العلمية.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح:

ويكره في محل التوضؤ لأنه يورث الوسوسة (مراقي الفلاح) لقوله عليه السلام: لا يبولن أحدكم في مستحمه ثم يغتسل فيه، أو يتوضأ فإن عامة الوسواس منه، قال ابن ملك: لأن ذلك الموضع يصير نجسا فيقع في قلبه وسوسة بأنه هل أصابه عنه رشاش أم لا حتى لو كان بحيث لا يعود منه رشاش أو كان فيه منفذ بحيث لا يثبت فيه شيء من البول ثم لا يكره البول فيه. (۱)

جہاں پاکی حاصل کرنے کی کوئی صورت ممکن نہ ہو وہاں نماز پڑھنے کا طریقہ

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی آدمی ایسی جگہ جہاں وضو کے لئے پانی یا تیمم کے لئے مٹی دستیاب نہ ہو اور نماز کا وقت نکلا جارہا ہو تو وہ شخص کیا کرے، کیا نماز کو قضا کردے؟

جواب: مذکورہ صورت میں اگر واقعتاً وضو یا تیمّم کی کوئی صورت ممکن نہ ہو تو وہ شخص محض نمازیوں کی مشابہت اختیار کرکے صرف رکوع، سجدہ کرتا رہے پھر بعد میں پانی یا مٹی میسر آجانے کی صورت میں ان نمازوں کو لوٹادے۔

كذا في الفتاوى التاتارخانية:

وإن كان في طين ولا يقدر على الوضوء والتيمم يصلي بالإيماء ويعيد إذا قدر. (۲)

وكذا في الدر المختار:

(وَالْمَحْصُورُ فَاقِدُ) الْمَاءِ وَالتُّرَابِ (الطَّهُورَيْنِ) بِأَنْ حُبِسَ فِي مَكَان نَجِسٍ وَلَا يُمْكِنُهُ إخْرَاجُ تُرَابٍ مُطَهِّرٍ، وَكَذَا الْعَاجِزُ عَنْهُمَا لِمَرَضٍ (يُؤَخِّرُهَا عِنْدَهُ: وَقَالَا: يَتَشَبَّهُ) بِالْمُصَلِّينَ وُجُوبًا، فَيَرْكَعُ وَيَسْجُدُ إنْ وَجَدَ مَكَانًا يَابِسًا وَإِلَّا يُومِئُ قَائِمًا ثُمَّ يُعِيدُ. (بِهِ يُفْتَى وَإِلَيْهِ صَحَّ رُجُوعُهُ) (۳)

وكذا في معارف السنن:

وقال صاحبا أبي حنيفة أبي يوسف ومحمد: لا يصلي ويتشبه بالمصلين، فيقوم ويركع ويسجد من غير أن ينوي أو يقرأ وصح إليه رجوع أبي حنيفة وبه يفتى، قال شيخنا رحمه الله: ويؤيده قياس يستند إلى إجماعين:

---

(۱) كتاب الطهارة، فصل فيما يجوز به الاستنجاء، ۱/ ۵٤، ط: دار الكتب العلمية.

(۲) كتاب الطهارة، الفصل الخامس في التيمم، نوع في المتفرقات، ۱/ ۱۹۸، ط: قديمي.

(۳) كتاب الطهارة، باب التيمم، ۱/ ۲۵۲، ط: سعيد.

الأول أنهم أجمعوا على من أفسد الصوم يجب عليه إمساك بقية اليوم... والثاني أجمعوا على من أفسد حجه وجب عليه المضي على أفعال الحج، وعليه القضاء من قابل، وما هو إلا لتشبه بالحجاج، فلما ثبت التشبه في الصوم الصحج، ينبغي تعديته إلى الصلاة إذ لا قائل بالفرق. (۱)

گوبر کو لکڑی کی جگہ استعمال کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اکثر دیہات گاؤں وغیرہ میں لوگ روٹی پکانے کے لئے گوبر کو لکڑی وغیرہ کی جگہ استعمال کرتے ہیں، یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: گوبر کو لکڑی وغیرہ کے طور پر جلانا اور اس پر روٹی پکانا درست ہے۔

كما في الشامية:

(قَوْلُهُ وَالْحَرْقُ كَالْغَسْلِ) لِأَنَّ النَّارَ تَأْكُلُ مَا فِيهِ مِنْ النَّجَاسَةِ حَتَّى لَا يَبْقَى فِيهِ شَيْءٌ، أَوْ تُحِيلُهُ فَيَصِيرَ الدَّمُ رَمَادًا فَيَطْهُرُ بِالِاسْتِحَالَةِ. (۲)

وفيه أيضا:

كُلُّ مَا كَانَ فِيهِ تَغَيُّرٌ وَانْقِلَابُ حَقِيقَةٍ وَكَانَ فِيهِ بَلْوَى عَامَّةٌ، فَيُقَالُ: كَذَلِكَ فِي الدِّبْسِ الْمَطْبُوخِ... وَعَذِرَةٌ صَارَتْ رَمَادًا أَوْ حَمْأَةً، فَإِنَّ ذَلِكَ كُلَّهُ انْقِلَابُ حَقِيقَةٍ إلَى حَقِيقَةٍ أُخْرَى لَا مُجَرَّدُ انْقِلَابِ وَصْفٍ. (۳)

وكذا في الهندية:

(وَمِنْهَا) الْإِحْرَاقُ السِّرْقِينُ إذَا أُحْرِقَ حَتَّى صَارَ رَمَادًا فَعِنْدَ مُحَمَّدٍ يُحْكَمُ بِطَهَارَتِهِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى. هَكَذَا فِي الْخُلَاصَةِ وَكَذَا الْعَذِرَةُ. هَكَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ. إذَا أُحْرِقَ رَأْسُ الشَّاةِ مُلَطَّخًا بِالدَّمِ وَزَالَ عَنْهُ الدَّمُ يُحْكَمُ بِطَهَارَتِهِ. الطِّينُ النَّجِسُ إذَا جُعِلَ مِنْهُ الْكُوزُ أَوْ الْقِدْرُ فَطُبِخَ يَكُونُ طَاهِرًا. هَكَذَا فِي الْمُحِيطِ. وَكَذَا اللَّبِنُ إذَا لُبِّنَ بِالْمَاءِ النَّجِسِ وَأُحْرِقَ. كَذَا فِي فَتَاوَى الْغَرَائِبِ. إذَا سَعَّرَتْ الْمَرْأَةُ التَّنُّورَ ثُمَّ مَسَحَتْهُ بِخِرْقَةٍ مُبْتَلَّةٍ نَجِسَةٍ ثُمَّ خَبَزَتْ فِيهِ فَإِنْ كَانَتْ حَرَارَةُ النَّارِ أَكَلَتْ بَلَّةَ الْمَاءِ قَبْلَ إلْصَاقِ الْخُبْزِ بِالتَّنُّورِ لَا يَتَنَجَّسُ الْخُبْزُ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ. سُعِّرَ التَّنُّورُ بِالْأَخْثَاءِ وَالْأَرْوَاثِ يُكْرَهُ الْخُبْزُ فِيهِ وَلَوْ رَشَّهُ بِالْمَاءِ بَطَلَتْ الْكَرَاهَةُ. كَذَا فِي الْقُنْيَةِ. (٤)

==================

(۱) أبواب الطهارة، باب ما جاء لا تقبل صلاة بغير طهور، ۱/ ۹۳، ط: مجلس الدعوة والتحقيق الإسلامي.

(۲) كتاب الخنثى، مسائل شتى، ٦/ ٧٣٥، ط: سعيد.

(۳) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ۱/ ۳۱٦، ط: سعيد.

(٤) كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الأول، ۱/ ٤٤، ط: رشيدية.

وکذا في فتاوی قاضي خان على هامش الهندية: [1]

اللہ کا نام یا کوئی آیت اپنے ساتھ بیت الخلاء لے جانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بیت الخلا میں ایسی چیز لے جانا جس پر اللہ رب العزت کا اسم مبارک یا قرآن کی آیت لکھی ہو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بیت الخلا میں ایسی چیز لے جانا جس پر اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک یا قرآن کی آیت لکھی ہوئی ہو جائز نہیں بلکہ اس کو باہر رکھ کر اندر داخل ہو، اگر وہ چیز جیب میں ہو یا کسی غلاف میں بند ہو جس طرح تعویذات کو بند کیا جاتا ہے تو ایسی صورت میں لے جانے کی گنجائش ہے۔

کذا في الشامية:

إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ الْخَلَاءَ يَنْبَغِي أَنْ يَقُومَ قَبْلَ أَنْ يَغْلِبَهُ الْخَارِجُ وَلَا يَصْحَبَهُ شَيْءٌ عَلَيْهِ اسْمٌ مُعَظَّمٌ وَلَا حَاسِرَ الرَّأْسِ وَلَا مَعَ الْقَلَنْسُوَةِ بِلَا شَيْءٍ عَلَيْهَا. [2]

وكذافي الهندية:

وَيُكْرَهُ أَنْ يَدْخُلَ فِي الْخَلَاءِ وَمَعَهُ خَاتَمٌ عَلَيْهِ اسْمُ اللَّهِ تَعَالَى أَوْ شَيْءٌ مِنْ الْقُرْآنِ. كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ. [3]

وكذا في البناية:

وكان من أصحاب رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أنه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: إذا بال أحدكم فلا يستقبل الريح ببوله فيرد عليه، ذكره في الإمام. ووضع الخاتم عليه اسم الله، عن أنس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كان رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إذا دخل الخلاء وضع خاتمه، رواه أبو داود. [4]

وكذا في التاتارخانية:

وسئل الحجندي عن رجل له خاتم وعلى فص خاتمه اسم من أسماء الله تعالى هل يجوز له أن يستنجي بالماء تطهيرا لنفسه والخاتم في أصبعه اليسرى؟ قال: ينزعه وقت غسل النجاسة، قيل له: وإن كان ذلك محى

---

[1] كتاب الطهارة، فصل في الآسار، ١/ ٢٢، ط: رشيدية.

[2] كتاب الطهارة، مطلب في الفرق بين الاستبراء والاستنقاء والاستنجاء، ١/ ٣٤٥، ط: سعيد.

[3] كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة، الفصل الثالث في الاستنجاء، ١/ ٥٠، ط: رشيدية.

[4] كتاب الطهارة، باب الأنجاس وتطهيرها، ١/ ٦٣٤، ط: حقانية.

صار مبهما هل يجوز أن يستنجي بالماء والخاتم في إصبعه اليسرى؟ قال: نعم إذا لم تتبين كتابته، قال رحمه الله:
خل وفي كمه جامع القرآن، الأفضل أن لا يكون، فإذا اضطر لا يأثم. (١)

بے وضو حالت میں موبائل پر تلاوت کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بے وضو ہونے کی حالت میں موبائل ہاتھ میں پکڑ کر اسکرین میں دیکھتے ہوئے تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز اگر دورانِ تلاوت موبائل نیچے زمین پر رکھا ہوا ہو تو یہ بے ادبی کے زمرے میں تو نہیں آئے گا؟

جواب: بے وضو ہونے کی حالت میں موبائل ہاتھ میں پکڑ کر اس کی اسکرین میں دیکھتے ہوئے تلاوت کرنا درست ہے، البتہ اسکرین کے اس حصے کو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے جہاں پر آیات نظر آ رہی ہوں، اور دورانِ تلاوت موبائل کو نیچے زمین پر رکھنے سے احتراز کرنا چاہئے اس میں قرآن کریم کی بے ادبی کا پہلو نکلتا ہے۔

كذا في الشامية:

وَفِي السِّرَاجِ عَنِ الْإِيضَاحِ أَنَّ كُتُبَ التَّفْسِيرِ لَا يَجُوزُ مَسُّ مَوْضِعِ الْقُرْآنِ مِنْهَا، وَلَهُ أَنْ يَمَسَّ غَيْرَهُ وَكَذَا كُتُبُ الْفِقْهِ إِذَا كَانَ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ الْقُرْآنِ، بِخِلَافِ الْمُصْحَفِ فَإِنَّ الْكُلَّ فِيهِ تَبَعٌ لِلْقُرْآنِ. (٢)

وكذا في الحلبي الكبيري:

ويكره أيضا للمحدث ونحوه مس تفسير القرآن وكتب الفقه وكذا كتب السنن؛ لأنها لا تخلو عن آيات وهذا لتعليل يمنع مس شروح النحو أيضا، وفي الخلاصة: وكذا كتب الأحاديث والفقه عندهما، والأصح أنه لا يكره عند أبي حنيفة رحمه الله انتهى. ووجه قول أبي حنيفة رحمه الله: أنه لا يسمى ماسا للقرآن؛ لأن ما فيه منه بمنزلة التابع. (٣)

وكذا في البحر:

قَالُوا: يُكْرَهُ مَسُّ كُتُبِ التَّفْسِيرِ وَالْفِقْهِ وَالسُّنَنِ؛ لِأَنَّهَا لَا تَخْلُو عَنْ آيَاتِ الْقُرْآنِ وَهَذَا التَّعْلِيلُ يَمْنَعُ مَسَّ

---

(١) كتاب الطهارة، الوضوء، ١/ ١٠٦، ط: إدارة القرآن والعلوم الإسلامية.

(٢) كتاب الطهارة، مطلب يطلق الدعاء على ما يشمل الثناء إلخ، ١/ ١٧٦، ط: سعيد.

(٣) باب فرائض الغسل، فروع في بعض مسائل الحائض والنفساء والجنب، ٥٢، ط: نعمانية.

شُرُوحِ النَّحْوِ أَيْضًا اهـ. وَفِي الْخُلَاصَةِ يُكْرَهُ مَسُّ كُتُبِ الْأَحَادِيثِ وَالْفِقْهِ لِلْمُحْدِثِ عِنْدَهُمَا وَعِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ الْأَصَحُّ أَنَّهُ لَا يُكْرَهُ. (١)

جس میموری کارڈ میں قرآن ہو اس کے ساتھ بیت الخلا جانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جس میموری کارڈ میں قرآن ہو اس کو بیت الخلا میں لے کر جانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جس موبائل کے میموری کارڈ میں یا موبائل کی میموری میں قرآن پاک ہو اس کو بیت الخلا میں لے جانا جائز تو ہے لیکن افضل یہ ہے کہ میموری کارڈ وغیرہ کو باہر رکھ کر جائے۔

وكذا في بذل المجهود:

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ أي أراد دخول الخلاء وَضَعَ خَاتَمَهُ... من الإصبع ثم يضعه خارج الخلاء ولا يدخل الخلاء مع الخاتم وهذا لتعظيم اسم الله عز وجل ويدخل فيه كل ما كان فيه اسم الله تعالى من القرطاس والدراهم إلخ. (٢)

وكذا في الدر المختار:

رقية في غلاف متجاف لم يكره دخول الخلاء به والاحتراز أفضل. (٣)

وكذا في الهندية:

وَعَلَى هَذَا إِذَا كَانَ فِي جَيْبِهِ دَرَاهِمُ مَكْتُوبٌ فِيهَا اسْمُ اللهِ تَعَالَى، أَوْ شَيْءٌ مِنْ الْقُرْآنِ فَأَدْخَلَهَا مَعَ نَفْسِهِ الْمَخْرَجَ يُكْرَهُ، وَإِنْ اتَّخَذَ لِنَفْسِهِ مَبَالًا طَاهِرًا فِي مَكَان طَاهِرٍ لَا يُكْرَهُ. (٤)

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

ألا يحمل مكتوباً ذكر اسم الله عليه، أو كل إسم معظم كالملائكة، والعزيز والكريم ومحمد وأحمد، لما روى أنس أن النبي صلّى الله عليه وسلم كان إذا دخل الخلاء وضع خاتمه، وكان فيه: محمد رسول الله. فإن

---

(١) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٣٥٠، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، باب الخاتم يكون فيه ذكر الله تعالى يدخل به الخلاء ١/ ١٣، ط: معهد الخليل الإسلامي.

(٣) كتاب الطهارة، مطلب: يطلق الدعاء على ما يشمل الثناء، ١/ ١٧٨، ط: سعيد.

(٤) كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف وما كتب فيه شيئ من القرآن... إلخ، ٥/٣٢٣، : رشيدية.

احتفظ به، واحترز عليه من السقوط فلا بأس.[1]

لعاب دہن سے ورق گردانی کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ لعاب دہن سے قرآن کریم یا دینی کتابوں کی ورق گردانی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: قرآن مجید یا دینی کتابوں کی ورق گردانی لعاب دہن کے ساتھ کرنا جائز ہے۔

كذا في الهندية:

سُؤْرُ الْآدَمِيِّ طَاهِرٌ وَيَدْخُلُ فِي هَذَا الْجُنُبُ وَالْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ وَالْكَافِرُ.[2]

وكذا في بدائع الصنائع:

أَمَّا السُّؤْرُ الطَّاهِرُ الْمُتَّفَقُ عَلَى طَهَارَتِهِ فَسُؤْرُ الْآدَمِيِّ بِكُلِّ حَالٍ مُسْلِمًا كَانَ أَوْ مُشْرِكًا، صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا ذَكَرًا أَوْ أُنْثَى، طَاهِرًا أَوْ نَجِسًا حَائِضًا أَوْ جُنُبًا.[3]

وكذا في البحر:

قَوْلُهُ: (وَسُؤْرُ الْآدَمِيِّ وَالْفَرَسِ وَمَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ طَاهِرٌ) أَمَّا الْآدَمِيُّ؛ فَلِأَنَّ لُعَابَهُ مُتَوَلِّدٌ مِنْ لَحْمٍ طَاهِرٍ، وَإِنَّمَا لَا يُؤْكَلُ لِكَرَامَتِهِ.[4]

وكذا في حلبي كبيري:

سؤر الآدمي طاهر بالاتفاق سواء كان مسلما أو كافرا أو جنبا أو حائضا أو محدثا.[5]

وكذا في امداد الفتاوى:[6]

موبائل کی اسکرین پر قرآنی آیات کو بے وضو ہاتھ لگانا

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ موبائل اسکرین پر قرآن مجید جو موجود ہوتا ہے اس میں تلاوت

---

[1] الباب الأول الطهارات، الفصل الثالث: الاستنجاء، خامسا: آداب قضاء الحاجة، ١/ ٣٥٥، ط: نشر احسان.

[2] كتاب الطهارة، باب المياه، ١/ ٢٧، ط: قديمي.

[3] كتاب الطهارة، فصل: في الطهارة الحقيقية، أحكام السؤر، ١/ ٢٠١، ط: رشيدية.

[4] كتاب الطهارة، ١/ ٢٢٢، ط: رشيدية.

[5] باب فرائض الغسل، فصل في الآسار، ١/ ١٤٦، ط: نعمانية.

[6] كتاب الطهارة، فصل في الآسار، ١/ ٩٥، ط: دار العلوم.

کرنا کیسا ہے؟اوراس کو بغیر وضو کے ہاتھ لگانا جائز ہے یا نہیں؟ نیز دوران تلاوت اس موبائل کوزمین پر رکھنا کیسا ہے؟

جواب: موبائل ہاتھ میں پکڑ کر اس کی اسکرین میں دیکھتے ہوئے تلاوت کرنا درست ہے البتہ اسکرین کے اس حصے کو بغیر وضو کے ہاتھ لگانا جائز نہیں جہاں پر آیات نظر آرہی ہوں۔ اور دوران تلاوت موبائل نیچے زمین پر رکھنے سے احتراز کرنا چاہئے کیونکہ اس میں قرآن کریم کی بے ادبی کا پہلو نکلتا ہے۔

كما في القرآن الكريم:

لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ. (الواقعة: ٧٩)

وكذا في أحكام القرآن:

قَوْله تعالى: إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ فِي كِتَابٍ مَكْنُونٍ لا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ، رُوِيَ عَنْ سَلْمَانُ أَنَّهُ قَالَ: ''لَا يَمَسّ الْقُرْآنَ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ'' فَقَرَأَ الْقُرْآنَ وَلَمْ يَمَسّ الْمُصْحَفَ حِينَ لَمْ يَكُنْ عَلَى وُضُوءٍ. وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِي حَدِيثِ إِسْلَامِ عُمَرَ قَالَ: فَقَالَ لِأُخْتِهِ: أَعْطَوْنِي الْكِتَابَ الَّذِي كُنْتُمْ تَقْرَءُونَا! فَقَالَتْ: إِنَّك رِجْسٌ وَإِنَّهُ لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ فَقُمْ فَاغْتَسَلَ أَوْ تَوَضَّأَ، فَتَوَضَّأَ ثُمَّ أَخَذَ الْكِتَابَ فَقَرَأَهُ وَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَعَنْ سَعْدٍ أَنَّهُ أَمَرَ ابْنَهُ بِالْوُضُوءِ لِمَسِّ الْمُصْحَفِ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ مِثْلُهُ وَكَرِهَ الْحَسَنُ وَالنَّخَعِيُّ مَسَّ الْمُصْحَفِ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ. [١]

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

قال الحنفية: يحرم مس المصحف كله أو بعضه أي مس المكتوب منه، ولو آية على نقود (درهم ونحوه) أو جدار، كما يحرم مس غلاف المصحف المتصل به، لأنه تبع له، فكان مسه مساً للقرآن. [٢]

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ وَمَسُّهُ) أَيْ الْقُرْآنِ وَلَوْ فِي لَوْحٍ أَوْ دِرْهَمٍ أَوْ حَائِطٍ، لَكِنْ لَا يُمْنَعُ إلَّا مِنْ مَسِّ الْمَكْتُوبِ، بِخِلَافِ الْمُصْحَفِ فَلَا يَجُوزُ مَسُّ الْجِلْدِ وَمَوْضِعِ الْبَيَاضِ مِنْهُ. [٣]

وكذا في حلبي كبيري:

ولا يجوز لهم للجنب والحائض والنفساء مس المصحف إلا بغلافه وكذا كل ما فيه آية تامة من لوح أو

=====================

[١] الواقعة، ٣/ ٦٢١، ط: قديمي.

[٢] الباب الأول الطهارات، الفصل الرابع، الوضوء وما يتبعه، المطلب التاسع، ١/ ٤٥٠، ط: احسان طهران.

[٣] كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب: لو أفتى مفت بشيء إلخ، ١/ ٢٩٣، ط: سعيد.

درهم ونحو ذلك لقوله تعالى: ''لَا يَمَسُّهُ اِلَّا الْمَطَهَّرُوْنَ'' إلخ. [۱]

وفيه أيضا:

ويكره أيضا للمحدث ونحوه مس تفسير القرآن وكتب الفقه وكذا كتب السنن؛ لأنها لا تخلو عن آيات. [۲]

وكذا في البحر الرائق: [۳]

آیت قرآنی کو بلاوضو چھونا

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی کاغذ یا تختی پر قرآنی آیات یا کوئی سورت لکھی ہو تو اس کو بلا وضو چھونا کیسا ہے؟

جواب: اگر اس تختی یا کاغذ پر پوری آیت قرآنیہ یا سورت لکھی ہوئی ہو تو بلاوضو اس کاغذ یا تختی کو چھونا درست نہیں ہے۔

كما في بدائع الصنائع:

وَلَنَا قَوْله تَعَالَى: ''لا يَمَسُّهُ إلا الْمُطَهَّرُونَ'' وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَمَسُّ الْقُرْآنَ إلَّا طَاهِرٌ، وَلِأَنَّ تَعْظِيمَ الْقُرْآنِ وَاجِبٌ... وَلَا مَسُّ الدَّرَاهِمِ الَّتِي عَلَيْهَا الْقُرْآنُ، لِأَنَّ حُرْمَةَ الْمُصْحَفِ كَحُرْمَةِ مَا كُتِبَ مِنْهُ فَيَسْتَوِي فِيهِ الْكِتَابَةُ فِي الْمُصْحَفِ، وَعَلَى الدَّرَاهِمِ. [٤]

وكذا في حلبي كبيري:

ولا يجوز لهم أي للجنب والحائض والنفساء مس المصحف إلا بغلافه... لا يمس القرآن إلا طاهر... ولا يجوز لهم أيضا أخذ درهم فيه سورة من القرآن هذا بناء على عادتهم فإنهم كانوا يكتبون على دراهمهم سورة الإخلاص وإلا فالحكم كذلك إذا كان عليه آية تامة فلا يتناوله. [٥]

وكذا في الهندية:

وَلَا يَجُوزُ مَسُّ شَيْءٍ مَكْتُوبٍ فِيهِ شَيْءٌ مِنْ الْقُرْآنِ فِي لَوْحٍ أَوْ دَرَاهِمَ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ إذَا كَانَ آيَةً تَامَّةً. هَكَذَا فِي الْجَوْهَرَةِ النَّيِّرَةِ. [٦]

---

[١] باب فرائض الغسل، فروع في بعض مسائل الحائض والنفساء والجنب، ص٥١، ط: نعمانية.

[٢] باب فرائض الغسل، فروع في بعض مسائل الحائض والنفساء والجنب، ص٥٢، ط: نعمانية.

[٣] باب الحيض، كتاب الطهارة، ١/ ٣٥٠، ط: رشيدية.

[٤] كتاب الطهارة، مطلب: مس المصحف، ١/ ١٤١، ط: رشيدية.

[٥] الطهارة من الحدث، باب فرائض الغسل، فروع في بعض مسائل... إلخ، ص٥١، ط: نعمانية.

[٦] كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع في أحكام الحيض... إلخ، ١/ ٣٩، ط: رشيدية.

پیشاب کے قطروں سے اطمینان حاصل کرنے کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ پیشاب کرنے کے بعد استبرا من البول واجب ہے یا نہیں اس کا کیا حکم ہے؟ اور استبرا من البول کا کیا طریقہ کار ہے؟

جواب: پیشاب کرنے کے بعد قطرات کے نکلنے سے مکمل اطمینان حاصل کرنا واجب ہے، اور اس کے لئے کوئی بھی طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے، مثلاً چند قدم چلنا، کھنکھارنا، دائیں کروٹ پر لیٹنا، اونچائی سے نیچے کی طرف اترنا وغیرہ۔

کما في الهندية:

وَالِاسْتِبْرَاءُ وَاجِبٌ حَتَّى يَسْتَقِرَّ قَلْبُهُ عَلَى انْقِطَاعِ الْعَوْدِ. كَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ قَالَ بَعْضُهُمْ: يَسْتَنْجِي بَعْدَمَا يَخْطُو خُطُوَاتٍ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: يَرْكُضُ بِرِجْلِهِ عَلَى الْأَرْضِ وَيَتَنَحْنَحُ وَيَلُفُّ رِجْلَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى وَيَنْزِلُ مِنْ الصُّعُودِ إلَى الْهُبُوطِ وَالصَّحِيحُ أَنَّ طِبَاعَ النَّاسِ مُخْتَلِفَةٌ فَمَتَى وَقَعَ فِي قَلْبِهِ أَنَّهُ تَمَّ اسْتِفْرَاغُ مَا فِي السَّبِيلِ يَسْتَنْجِي. هَكَذَا فِي شَرْحِ مُنْيَةِ الْمُصَلِّي لِابْنِ أَمِيرِ الْحَاجِّ وَالْمُضْمَرَاتِ. (١)

وكذا في الدر المختار:

يَجِبُ الِاسْتِبْرَاءُ بِمَشْيٍ أَوْ تَنَحْنُحٍ أَوْ نَوْمٍ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ، وَيَخْتَلِفُ بِطِبَاعِ النَّاسِ. (٢)

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح:

(يلزم الرجل الاستبراء) عبر باللازم؛ لأنه أقوى من الواجب لفوات الصحة بفوته لا بفوت الواجب والمراد طلب براءة المخرج عن أثر الرشح "حتى يزول أثر البول بزوال البلل الذي يظهر على الحجر بوضعه على المخرج وحينئذ يطمئن قلبه أي الرجل ولا تحتاج المرأة إلى ذلك بل تصبر قليلا ثم تستنجي واستبراء الرجل على حسب عادته إما بالمشي أو بالتنحنح أو الاضطجاع على شقه الأيسر أو غيره بنقل أقدام وركض وعصر ذكره برفق لاختلاف عادات الناس فلا يقيد بشيء. (٣)

وكذا في الفقه الإسلامي:

الاستبراء: أيضاً إما بالمشي أو التنحنح أو الاضطجاع على شقه الأيسر أو غيره بنقل أقدام وركض، وهو:

---

(١) كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها وفيه ثلاثة فصول، الفصل الثالث في الاستنجاء، ١/ ٤٩، ط: رشيدية.

(٢) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، فصل الاستنجاء، مطلب في الفرق بين الاستبراء والاستنقاء والاستنجاء، ١/ ٣٤٤-٣٤٥، ط: سعيد.

(٣) كتاب الطهارة، فصل في الاستنجاء، ١/ ٤٣، ط: رشيدية.

أن يستخلص مجرى البول من ذكره، بمسح ذكره بيده اليسرى من حلقة دبره (بدايته) إلى رأسه ثلاثاً؛ لئلا يبقى شيء من البلل في ذلك المحل، فيضع إصبعه الوسطى تحت الذكر، والإبهام فوقه، ثم يمرهما إلى رأس الذكر، ويستحب نتره ثلاثاً بلطف ليخرج ما بقي إن كان. (١)

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل تفریحی مقامات پر بیت الخلا ایسے بنائے جارہے ہیں کہ وہاں کھڑے ہو کر پیشاب کرنا پڑتا ہے، پوچھنا یہ ہے کہ ایسے مقامات پر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا کیسا ہے؟

جواب: واضح رہے کہ بلاعذر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے تاہم اگر کوئی ایسی شدید مجبوری ہو کہ بیٹھ کر پیشاب کرنے کے لئے بیت الخلاء میسر نہ ہو تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی گنجائش ہے اور ایسی صورت میں کپڑوں اور جسم کی پاکی اور طہارت کا خاص خیال رکھا جائے۔

کما في سنن الترمذي:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبُولُ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوهُ، مَا كَانَ يَبُولُ إِلَّا قَاعِدًا. (٢)

وكذا في عمدة القاري:

وَقَالَت عَامَّة الْعلمَاء: الْبَوْل قَائِما مَكْرُوه إلاَّ لعذر، وَهِي كَرَاهَة تَنْزِيه لَا تَحْرِيم. (٣)

وكذا في الهندية:

وَيُكْرَهُ أَنْ يَبُولَ قَائِمًا أَوْ مُضْطَجِعًا أَوْ مُتَجَرِّدًا عَنْ ثَوْبِهِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَإِنْ كَانَ بِعُذْرٍ فَلَا بَأْسَ بِهِ. (٤)

وكذا في البحر الرائق:

وَيُكْرَهُ أَنْ يَبُولَ قَائِمًا أَوْ مُضْطَجِعًا أَوْ مُتَجَرِّدًا عَنْ ثَوْبِهِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ، فَإِنْ كَانَ لِعُذْرٍ فَلَا بَأْسَ. (٥)

==================

(١) الباب الأول: الطهارات، الفصل الثالث: الاستنجاء، ١/ ٣٤٦، ط: نشر احسان.

(٢) أبواب الطهارة، باب النهي عن البول قائما، ١/٩، ط: سعيد.

(٣) كتاب الوضوء، باب البول قائما وقاعدا، ٣/ ٢٠١، ط: رشيدية.

(٤) كتاب الطهارة، باب النجاسة وأحكامها، ١/ ٥٦، ط: قديمي.

(٥) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٤٢٢، ط: رشيدية.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مراجع ومصادر [جلد:۱]

فتاوی جامعہ انوار العلوم

الرقم	أسماء الكتب	أسماء المؤلفين	أسماء الناشرين
	الألف		
۱.	القرآن الكريم	تنزيل من رب العالمين	
۲.	آپ کے مسائل اوران کا حل	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید (متوفی ۱۴۲۱ھ)	مکتبہ لدھیانوی کراچی
۳.	الأشباه والنظائر	العالم العلامة زين الدين إبراهيم المعروف بابن نجيم المصري الحنفي (متوفى ۹۷۰ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
٤.	آثار السنن	العلامة الأكمل محمد بن علي النيموي (متوفى ۱۳۲۲ھ)	مكتبة العلم
٥.	إعلاء السنن	العلامة المحقق المحدث الفقيه محمد ظفر أحمد العثماني التهانوي (متوفى ۱۳۹٤ھ)	ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی
٦.	الآثار المرفوعة في الأحاديث الموضوعة	أبو الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم الأنصاري اللكهنوي الهندي (متوفى ۱۳۰٤ھ)	ادارۃ احیاء السنۃ گوجرانوالہ
۷.	احسن الفتاوی	فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ	ایچ ایم سعید کراچی
۸.	أسنى المطالب في أحاديث مختلفة المراتب	الإمام المحدث أبو عبد الله محمد بن درويش الحوت البيروني (متوفى ۱۲۷٦ھ)	دار الفكر بيروت
۹.	الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة	علي بن محمد أبو الحسن نور الدين المعروف بملا علي القاري الهروي (متوفى ۱۰۱٤ھ)	مؤسسة الرسالة بيروت
۱۰.	امداد الفتاوی	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۶۲ھ)	مکتبہ دار العلوم کراچی
۱۱.	امداد الأحكام	حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۴ھ)	مکتبہ دار العلوم کراچی
۱۲.	امداد المفتيين	مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۶ھ)	دار الاشاعت کراچی

۱۳.	الإتقان في علوم القرآن	عبد الرحمن بن أبي بكر جلال الدين السيوطي (متوفى ۹۱۱ھ)	الهيئة المصرية العامة القاهرة
۱۴.	إكفار الملحدين في ضروريات الدين	فقيه العصر محمد انور شاه الكشميري (متوفى۱۳۵۲ھ)	المجلس العلمي باكستان
	الباء		
۱۵.	البحر الرائق	الإمام الشيخ زين الدين بن إبراهيم بن محمد المعروف بابن نجيم المصري الحنفي (متوفى۹۷۰ھ)	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
۱۶.	البحر المحيط	أبو عبد الله بدر الدين محمد بن عبد الله بن بهادر الزركشي (متوفى ۷۹۴ھ)	دار الكتبي
۱۷.	البناية في شرح الهداية	الشيخ المحدث الفقيه بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني (متوفى ۸۵۵ھ)	مکتبہ حقانیہ ملتان
۱۸.	صحيح البخاري	الإمام المحدث محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري الجعفي (متوفى ۲۵۶ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
۱۹.	بذل المجهود في شرح سنن أبي داود	الشيخ الإمام المحدث الكبير مولانا خليل أحمد السهارنفوري (متوفى ۱۳۴۶ھ)	معهد الخليل الإسلامي کراچی
۲۰.	بدائع الصنائع في ترتيب الشرائق	الإمام علاء الدين أبي بكر بن سعود الكاساني الحنفي المقلب بمُلك العلماء (متوفى۵۸۷ھ)	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
۲۱.	بلوغ المرام من أدلة الأحكام	أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (متوفى ۸۵۲ھ)	دار أطلس الرياض
۲۲.	البداية والنهاية	الإمام الحافظ أبي الفداء إسماعيل المعروف بابن كثير القرشي الدمشقي (متوفى ۷۷۴ھ)	مکتبہ فریدیہ پشاور
۲۳.	البدر المنير في تخريج الأحاديث والآثار الواقعة في شرح الكبير	ابن الملقن سراج الدين أبو حفص عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري (متوفى۸۰۴ھ)	دار الهجرة الرياض
۲۴.	الدرر المنتقى في شرح الملتقى على هامش مجمع الأنهر	الشيخ محمد بن علي بن محمد الحصني المعروف بالعلاء الحصكفي (متوفى۱۰۸۸ھ)	المكتبة الحبيبية کوئٹہ

التاء			
٢٥.	تفسير المدارك المسمى مدارك التنزيل وحقائق التأويل	الإمام الشيخ عبد الله أحمد النسفي (متوفى ٧١٠ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
٢٦.	تفسير الطبري	محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي أبو جعفر الطبري (متوفى ٣١٠ھ)	دار الهجرة بغداد
٢٧.	تفسير القرطبي	أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري شمس الدين القرطبي (متوفى ٦٧١ھ)	دار الكتب المصرية القاهرة
٢٨.	تفسير المظهري	العلامة العالم القاضي محمد ثناء الله العثماني مجددي پاني پاتي (متوفى ١٢٢٥ھ)	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
٢٩.	سنن الترمذي	الإمام محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك الترمذي (متوفى ٢٧٩ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
٣٠.	تحفة الأحوذي	الإمام الحافظ محمد عبد الرحمن المباركفوري (متوفى ١٣٥٣ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
٣١.	تنوير الأبصار	العلامة شمس الدين محمد بن عبد الله التمرتاشي (متوفى ١٠٠٤ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
٣٢.	تكملة فتح الملهم شرح صحيح مسلم	الشيخ العلامة المفتي محمد تقي العثماني حفظه الله ورعاه	دار القلم دمشق
٣٣.	تنقيح الفتاوى الحامدية	الإمام محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين المعروف بابن عابدين الشامي (متوفى ١٢٥٢ھ)	المكتبة الحقانية پشاور
٣٤.	تذكرة الموضوعات	العلامة الشيخ طاهر الفتني الهندي (متوفى ٩٨٦ھ)	کتب خانہ مجیدیہ ملتان
٣٥.	تبيين الحقائق	الإمام فخر الدين عثمان بن علي الزيلعي الحنفي (متوفى ٧٤٣ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
٣٦.	تفسير الكشاف	الإمام الحافظ أبو القاسم جار الله محمود بن عمر بن محمد الزمخشري (متوفى ٥٣٨ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی

۳۷.	تفسير ابن كثير	أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي المعروف بابن كثير البصري الدمشتي (متوفى۷۷٤ھ)	دار الكتب العلمية بيروت
۳۸.	التصريح بما تواتر في نزول المسيح	إمام العصر محمد انور شاه الكشميري (متوفى۱۳۵۲ھ)	دار القرآن الكريم بيروت
۳۹.	تفسير الرازي	أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي الرازي المقلب بفخر الدين الرازي خطيب الري (متوفى٦۰٦ھ)	دار إحياء التراث العربي بيروت
٤۰.	تميز الطيب من الخبيث فيما يدور على ألسنة الناس من الحديث	العلامة عبد الرحمن بن علي بن محمد الربيع (متوفى٩٤٤ھ)	دار الكتب العلمية
٤۱.	تعليق المصنوع في معرفة أحاديث الموضوع	الشيخ عبد الفتاح أبو غدّة (متوفى۱٤۱۷ھ)	ایچ ایم سعید کراچی
٤۲.	تذكرة الموضوعات	أبو الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي (متوفى۵۰۷ھ)	میر محمد کتب خانہ کراچی
٤۳.	تهذيب التهذيب	أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد المعروف بابن حجر العسقلاني (متوفى۸۵۲ھ)	دائرة المعارف الهند
٤٤.	تقريرات الرافعي على حاشية ابن عابدين	الشيخ العلامة عبد القادر الرافعي الفاروقي الحنفي المصري (متوفى۱۳۰۵ھ)	ایچ ایم سعید کراچی
٤۵.	تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة	نور الدين علي بن محمد بن علي بن عبد الرحمن بن عراق الكناني (متوفى ٩٦۳ھ)	دار الكتب العلمية بيروت
		الجيم	
٤٦.	الجوهرة النيرة	العلام شيخ الإسلام أبو بكر بن علي بن محمد الحدّاد اليمني (متوفى ۸۰۰ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
٤۷.	جدید فقہی مسائل	حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم العالیہ	زمزم پبلشرز کراچی
٤۸.	جواهر الفقه	مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع نور اللہ مرقدہ (متوفی۱۳۹٦ھ)	مکتبہ دار العلوم کراچی
		الحاء	
٤٩.	الحاوي للفتاوى	العلامة المحقق جلال الدين عبد الرحمن السيوطي (متوفى ٩۱۱ھ)	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

٥٠.	حاشية الطحطاوي على الدر المختار	العلامة أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي الحنفي (متوفى١٢٣١هـ)	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
٥١.	حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح	العلامة أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي الحنفي (متوفى ١٢٣١هـ)	دار الكتب العلمية بيروت
٥٢.	حاشية تبيين الحقائق	الإمام شهاب الدين أحمد بن محمد بن أحمد بن يونس الشلبيّ (متوفى١٠١٢هـ)	ایچ ایم سعید کراچی
٥٣.	حاشية البحر الرائق	العلامة الشيخ محمد أمين عابدين بن عبد العزيز المعروف بابن عابدين الشامي الدمشقي الحنفي (متوفى١٢٥٢هـ)	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
٥٤.	حاشية الهداية	الإمام العلامة أبو الحسنات عبد الحي اللكهنوي (متوفى١٣٠٤هـ)	مکتبہ رحمانیہ لاہور
٥٥.	حاشية الشهاب على تفسير البيضاوي	الإمام شهاب الدين أحمد بن محمد الخفاجي (متوفى١٠٦٩هـ)	دار صادر بيروت
٥٦.	حجة الله البالغة	الإمام المحدث أحمد بن عبد الرحيم بن الشهيد وجيه الدين المعروف بالشاه ولي الله الدهلوي (متوفى١١٧٦هـ)	دار الجيل بيروت
		الخاء	
٥٧.	خلاصة الفتاوى	الشيخ الأجل والإمام الأكمل الفقيه الأمجد طاهر بن عبد الرشيد البخاري (متوفى ٥٤٢هـ)	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
٥٨.	خير الفتاوى	استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ ودیگر مفتیان خیر المدارس کے علمی وتحقیقی فتاوی کا مجموعہ	مکتبہ امدادیہ ملتان
		الدال	
٥٩.	الدر المختار	العلامة الفقيه علاء الدين محمد بن علي الحصكفي (متوفى ١٠٨٨هـ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
٦٠.	درر الحكام في شرح غرر الأحكام	محمد بن فرامرز بن علي الشهير بملّا أو منلا أو المولى خُسرو (متوفى ٨٨٥هـ)	دار إحياء التراث العربي بيروت

٦١.	درس ترمذی	شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ	دار المعارف کراچی
	الراء		
٦٢.	روح المعاني	الإمام شهاب الدين السيد محمود الآلوسي البغدادي (متوفى ١٢٧٠ھ)	دار إحياء التراث العربي بيروت
٦٣.	رد المحتار المعروف بالشامي	العلامة المحقق محمد أمين المعروف بابن عابدين الشامي (متوفى ١٢٥٢ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
٦٤.	رسائل ابن عابدين	العلامة المحقق محمد أمين المعروف بابن عابدين الشامي (متوفى ١٢٥٢ھ)	مکتبہ عثمانیہ کوئٹہ
٦٥.	راہِ سنت	شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ تعالی	مکتبہ صفدریہ گجرات
	الزاء		
٦٦.	زاد المعاد في هدي خير العباد	محمد بن أبو بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين المعروف بابن قيم الجوزية (متوفى٧٥١ھ)	مؤسسة الرسالة بيروت
٦٧.	زاد الميسر في علم التفسير	جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (متوفى٥٩٧ھ)	دار الكتاب العربي بيروت
	السين		
٦٨.	سنن أبي داود	الإمام أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني (متوفى٢٧٥ھ)	مکتبہ رحمانیہ لاہور
٦٩.	سنن ابن ماجه	أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني المعروف بابن ماجه (متوفى ٢٧٣ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
٧٠.	سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة	الشيخ محمد ناصر الدين الألباني (متوفى١٤٢٠ھ)	المعارف للنشر والتوزيع الرياض
٧١.	سنن الكبرى للنسائي	أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني النسائي (متوفى ٣٠٣ھ)	مؤسسة الرسالة بيروت
٧٢.	سنن الدار قطني	أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي بن مسعود بن النعمان بن دينار البغدادي الدارقطني (متوفى٣٨٥ھ)	مؤسسة الرسالة بيروت - لبنان

٧٣.	سنن الدارمي	أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بهرام بن عبد الصمد الدارمي التيمي السمرقندي (متوفی ٢٥٥هـ)	دار المغني - المملكة العربية السعودية
٧٤.	العلل المتناهية في الأحاديث الواهية	جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (متوفی ٥٩٧هـ)	إدارة العلوم الأثرية فيصل آباد - باكستان
	الشين		
٧٥.	شرح الفقه الأكبر	الإمام علي بن محمد أبو الحسن نور الدين المعروف بملا علي القاري الهروي (متوفی ١٠١٤هـ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
٧٦.	شرح العقيدة الطحاوية	الإمام علي بن علي بن محمد بن أبي العز الدمشقي (متوفی ٧٩٢هـ)	الجامعة الستارية الإسلامية
٧٧.	شرح معاني الآثار	الإمام المحدث أبو جعفر أحمد بن محمد الأزدي المصري الطحاوي (متوفی ٣٢١هـ)	المكتبة الحقانية ملتان
٧٨.	شعب الإيمان	الإمام أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخسروجردي الخراساني أبو بكر البيهقي (متوفی ٤٥٨هـ)	مكتبة الرشد الرياض
٧٩.	شرح المجلة	العلامة الكبير الفقيه الشهير المرحوم مفتي حمص الأسبق محمد خالد الاتاسي	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
٨٠.	شرح مسلم للنووي	الشيخ المحدث محي الدين أبو زكريا يحي بن شرف النووي (متوفی ٦٧٦هـ)	قدیمی کتب خانہ
٨١.	شرح عقود رسم المفتي	العلامة الفقيه محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز المعروف بابن عابدين الشامي الدمشقي (متوفی ١٢٥٢هـ)	السعید کراچی
٨٢.	شرح الوقاية	العلامة العالم صدر الشريعة عبيد الله بن مسعود المحبوبي الحنفي	رحمانیہ لاہور
٨٣.	شرح المقاصد في علم الكلام	الإمام سعد الدين مسعود بن عمر التفتازاني (متوفی ٧٩٣هـ)	دار المعارف النعمانية باكستان

الصاد			
٨٤.	صحيح ابن حبان	الإمام محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن معبد التميمي أبو حاتم الدارمي البُستي (متوفى ٣٤٥هـ)	مؤسسة الرسالة بيروت
٨٥.	صحيح ابن خزيمة	أبو بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة بن المغيرة بن صالح بكر السلمي النيسابوري (متوفى ٣١١هـ)	المكتب الإسلامي بيروت
الطاء			
٨٦.	الطبقات الكبرى	أبو عبد الله محمد بن سعد بن منيع الهاشمي البصري البغدادي المعروف بابن سعد (متوفى ٢٣٠هـ)	مكتبة العلوم والحكم المدينة المنورة
العين			
٨٧.	عمل اليوم والليلة	أحمد بن محمد بن إسحاق بن إبراهيم بن أسباط بن عبد الله بن إبراهيم بن بديح الدينوري المعروف بابن السُني (متوفى ٣٦٤هـ)	دار القبلة للثقافة الإسلامية جلة بيروت
٨٨.	العناية في شرح الهداية	محمد بن محمد بن محمود أكمل الدين أبو عبد الله ابن الشيخ شمس الدين ابن الشيخ جمال الدين الرومي البابرتي (متوفى ٧٨٦هـ)	دار الفكر بيروت
٨٩.	عزيز الفتاوى (دار العلوم ديوبند)	مفتی اعظم حضرت مولانا عزیز الرحمن رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۵ھ)	دار الاشاعت کراچی
٩٠.	عمدة القاري في شرح صحيح البخاري	الإمام العلامة بدر الدين أبو محمد محمود بن أحمد العيني (متوفى ٨٥٥هـ)	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
الغين			
٩١.	غنية المتملي في شرح منية المصلي المعروف بالحلبي الكبيري	الإمام العلامة الشيخ إبراهيم الحلبي رحمه الله (متوفى ٩٥٦هـ)	مکتبہ نعمانیہ کوئٹہ
٩٢.	غمز عيون البصائر في شرح الأشباه والنظائر	أحمد بن محمد مكي أبو العباس شهاب الدين الحسيني الحموي الحنفي (متوفى ١٠٩٨هـ)	دار الكتب العلمية بيروت

الفاء			
۹۳.	فتح الباري شرح صحيح البخاري	الإمام الحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني رحمه الله (متوفى ۸۵۲ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
۹۴.	الفتاوى السراجية على هامش قاضيخان	الإمام علي بن عثمان بن محمد سراج الدين الأوشي	حافظ کتب خانہ/اشرفیہ کوئٹہ
۹۵.	الفتاوى الهندية	العلامة الهمام مولانا الشيخ نظام وجماعة من علماء الهند	رشیدیہ/قدیمی کتب خانہ کراچی
۹۶.	الفتاوى التاتارخانية	العلامة عالم بن العلاء الأنصاري الأندريتي الدهلوي (متوفى ۷۸٦ھ)	قدیمی کتب خانہ/ادارۃ القرآن کراچی
۹۷.	الفقه الإسلامي وأدلته	الأستاذ الدكتور وهبة الزحيلي	نشر احسان، طهران، ایران
۹۸.	فتح الملهم بشرح صحيح مسلم	العلامة المحدث شبير احمد العثماني (متوفى ۱۳٦۹ھ)	دار القلم دمشق
۹۹.	الفتاوى البزازية	الشيخ العلامة محمد بن محمد بن شهاب بن يوسف الكردي البريقيني الشهير بالبزازي (متوفى ۸۲۷ھ)	قدیمی کتب خانہ/رشیدیہ کوئٹہ
۱۰۰.	الفتاوى الحديثية	أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي السعدي الأنصاري شهاب الدين شيخ الإسلام أبو العباس (متوفى ۹۷۳ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
۱۰۱.	فتاوى قاضيخان	الإمام العلامة حسن بن منصور اوزجندي المعروف بقاضي خان (متوفى ۵۹۲ھ)	حافظ کتب خانہ/مکتبہ اشرفیہ کوئٹہ
۱۰۲.	فتاوى اللكهنوي	أبو الحسنات عبد الحي اللكهنوي (متوفى ۱۳۰٤ھ)	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
۱۰۳.	فتاوی محمودیہ	فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نوراللہ مرقدہ (متوفی ۱۴۱۷ھ)	ادارۃ الفاروق کراچی
۱۰٤.	فتاوی مفتی محمود	فقیہ ملت مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۰۰ھ)	جمعیت پبلیکشنز لاہور
۱۰۵.	فتاوی عثمانی	شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ	معارف القرآن کراچی
۱۰٦.	فتاوی حقانیہ	شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب ودیگر مفتیان کرام دارالعلوم حقانیہ	جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
۱۰۷.	فتاوی دارالعلوم دیوبند مع امداد المفتیین	مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نوراللہ مرقدہ (متوفی ۱۳۹٦ھ)	دارالاشاعت کراچی

۱۰۸.	فتاوی بینات	ماہنامہ بینات کراچی میں دار الافتاء جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے شائع شدہ فتاوی اور فقہی مقالات کا وقیع علمی ذخیرہ	مکتبہ بینات کراچی
۱۰۹.	فتح القدير في شرح الهداية	الإمام كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيراسي ثم السكندري المعروف بابن الهمام الحنفي (متوفى٨٦١هـ)	دار الكتب العلمية بيروت
۱۱۰.	فتاوی رحیمیه	حضرت مولانا حافظ قاری مفتی سید عبد الرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ	دار الاشاعت کراچی
۱۱۱.	فتاوی دار العلوم زکریا	افادات حضرت مولانا مفتی ضیاء الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ	زمزم پبلشرز کراچی
۱۱۲.	فتاوی رشیدیه	قطب الارشاد فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ (متوفی ۱۳۲۳ھ)	اشاعت اکیڈمی پشاور
		الكاف	
۱۱۳.	كتاب الدعاء	صدر الدين أبو طاهر السلفي أحمد بن محمد بن أحمد بن محمد بن إبراهيم سلفه الأصبهاني (متوفى٥٧٦هـ)	المكتبة الإسلامية - القاهرة
۱۱٤.	كتاب الروح في الكلام على أرواح الأموات... إلخ	محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين المعروف بابن قيم الجوزية (متوفى٧٥١هـ)	دار الكتب العلمية بيروت
۱۱٥.	كشف الخفاء	الإمام إسماعيل بن محمد العجلواني الجراحي (متوفى١١٦٢هـ)	دار الكتب العلمية بيروت
۱۱٦.	كتاب الفتن لنعيم بن حماد	أبو عبد الله نعيم بن حماد بن معاوية بن الحارث الخزاعي المروزي (متوفى ٢٢٨هـ)	مكتبة الوحيد - القاهرة
۱۱۷.	كنز العمال	الإمام علاء الدين علي بن حسام الدين ابن قاضي خان القادري الشاذلي الشهير بالمتقي الهندي (متوفى٩٧٥هـ)	مؤسسة الرسالة دمشق
۱۱۸.	كفايت المفتي	مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی نور اللہ مرقدہ (متوفی ۱۳۷۲ھ)	ادارۃ الفاروق کراچی
۱۱۹.	کتاب الفتاوی	حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم العالیہ	زمزم پبلشرز کراچی
۱۲۰.	كشف الغمة في معرفة الأئمة	أبو الحسن علي بن عيسى بن أبي الفتح الأربلي (متوفى ٦٩٢هـ)	مركز الطابعة والنشر لأهل البيت بيروت

اللام			
١٢١.	اللآلي المصنوعة في الأحاديث الموضوعة	عبد الرحمن بن أبي بكر جلال الدين السيوطي (متوفى ٩١١هـ)	دار الكتب العلمية بيروت
١٢٢.	لوامع الأنوار البهية وسواطع الأسرار الأثرية ... إلخ	شمس الدين محمد بن أحمد بن سالم السفاريني (متوفى ١١٨٨هـ)	مؤسسة الرسالة دمشق
١٢٣.	اللؤلؤ المرصوع فيما لا أصل له	محمد بن خليل بن إبراهيم أبو المحاسن القاوقجي الطرابلسي الحنفي (متوفى ١٣٠٥هـ)	دار البشائر الإسلامية بيروت
الميم			
١٢٤.	صحيح مسلم	مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (متوفى ٢٦١هـ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
١٢٥.	مشكاة المصابيح	العلامة المحدث محمد بن عبد الله الخطيب العمري أبو عبد الله ولي الدين التبريزي (متوفى ٧٤١هـ)	دار الحديث/الحسن لاهور
١٢٦.	المحيط البرهاني	أبو المعالي برهان الدين محمود بن أحمد بن عبد العزيز بن عمر بن مازة البخاري الحنفي (متوفى ٦١٦هـ)	دار الكتب العلمية بيروت
١٢٧.	مرقاة المفاتيح	المحدث الفقيه علي بن سلطان محمد القاري المعروف بملا علي القاري (متوفى ١٠١٤هـ)	مکتبہ امدادیہ ملتان
١٢٨.	منحة الخالق	العلامة الشيخ محمد أمين عابدين بن عمر عابدين بن عبد العزيز المعروف بابن عابدين الشامي الحنفي (متوفى ١٢٥٢هـ)	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
١٢٩.	مصنف ابن أبي شيبة	الإمام العلامة أبو بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة (متوفى ٢٣٥هـ)	مکتبہ امدادیہ ملتان
١٣٠.	المبسوط في الفقه الحنفي	شيخ الإسلام شمس الأئمة الفقيه أبو بكر محمد بن أحمد بن أبي سهل السرخسي الحنفي (متوفى ٤٨٣هـ)	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
١٣١.	المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة	شمس الدين أبو الخير محمد بن عبد الرحمن بن حمد السخاوي (متوفى ٩٠٢هـ)	دار الكتاب العربي بيروت
١٣٢.	مقالات الكوثري	العلامة العلام الشيخ محمد زاهد الكوثري (متوفى ١٣٧١هـ)	وحیدی کتب خانہ پشاور

١٣٣.	مجموعة الفتاوى على هامش خلاصة الفتاوى	الإمام العلامة أبو الحسنات عبد الحي اللكهنوي رحمه الله (متوفى ١٣٠٤هـ)	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
١٣٤.	المدخل	أبو عبد الله محمد بن محمد بن محمد العبدري الفاسي المالكي الشهير بابن الحاج (متوفى ٧٣٧هـ)	دار التراث بيروت
١٣٥.	ميزان الاعتدال	شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (متوفى ٧٤٨هـ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
١٣٦.	مراقي الفلاح	الإمام حسن بن عمار بن علي الشرنبلالي المصري الحنفي (متوفى ١٠٦٩هـ)	المكتبة العصرية بيروت
١٣٧.	معارف السنن	محدث العصر الشيخ السيد محمد يوسف الحسني البنوري رحمه الله (متوفى ١٣٩٧هـ)	جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی
١٣٨.	الموضوعات الكبرى	العلامة علي بن محمد أبو الحسن نور الدين المعروف بملا علي القاري الهروي (متوفى ١٠١٤هـ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
١٣٩.	المصنوع في معرفة الحديث الموضوع	العلامة علي بن محمد أبو الحسن نور الدين المعروف بملا علي القاري الهروي (متوفى ١٠١٤هـ)	مؤسسة الرسالة بيروت
١٤٠.	منهاج السنة النبوية في نقض الشيعة القدرية	تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم بن محمد ابن تيمية المراني الحنبلي الدمشقي (متوفى ٧٢٨هـ)	جامعة الإمام محمد بن مسعود الإسلامية بيروت
١٤١.	مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر	المحقق الفقيه عبد الرحمن بن محمد بن سليمان الكليبولي آفندي (متوفى ١٠٨٧هـ)	المكتبة الحبيبية کوئٹہ
١٤٢.	المنار المنيف في الصحيح والضعيف	العلامة محمد بن أبو بكر شمس الدين ابن قيم الجوزية (متوفى ٧٥١هـ)	المطبوعات الإسلامية - حلب
١٤٣.	المنتقى من منهاج الاعتدال في نقض كلام الروافض والاعتزال	العلامة شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد الذهبي (متوفى ٧٤٨هـ)	الموسوعة العربية العالمية
١٤٤.	مسند أحمد	أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشياني (متوفى ٢٤١هـ)	مؤسسة الرسالة بيروت
١٤٥.	مسند أبي يعلى الموصلي	الإمام أحمد بن علي المثنى التميمي الموصلي (متوفى ٣٠٧هـ)	دار المأمون للتراث - دمشق

۱۴۶.	المستدرك على الصحيحين للحاكم	الإمام أبو عبد الله محمد بن عبد الحاكم الضبي النيسابوري (متوفى ۴۰۵ھ)	دار الكتب العلمية بيروت
۱۴۷.	مصنف عبد الرزاق	أبو بكر عبد الرزاق بن همام بن نافع الحميري اليماني الصنعاني (متوفى ۲۱۱ھ)	المجلس العلمي الهند
۱۴۸.	المغني لابن قدامة	أبو محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة الجماعيلي المقدسي الحنبلي الدمشقي (متوفى ۶۲۰ھ)	مكتبة القاهرة بيروت
۱۴۹.	معارف القرآن	مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع العثمانی نور اللہ مرقدہ (متوفی ۱۳۹۶ھ)	مکتبۃ دار العلوم کراچی
۱۵۰.	الموضوعات لابن الجوزي	الإمام جمال الدين عبد الرحمن بن علي بن محمد المعروف بابن الجوزي (متوفى ۵۹۷ھ)	المكتبة السلفية المدينة المنورة

النون

۱۵۱.	سنن النسائي	أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني النسائي (متوفى ۳۰۳ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
۱۵۲.	النهر الفائق	الإمام الفقيه سراج الدين عمر بن إبراهيم بن نجيم الحنفي (متوفى ۱۰۰۵ھ)	دار الكتب العلمية بيروت
۱۵۳.	نور الإيضاح	الإمام حسن بن عمار بن علي الشرنبلالي المصري الحنفي (متوفى ۱۰۶۹ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
۱۵۴.	النافع الكبير على الجامع الصغير	أبو الحسنات عبد الحي اللكهنوي رحمه الله (متوفى ۱۳۰۴ھ)	ادارۃ القرآن کراچی
۱۵۵.	النبراس في شرح العقائد	العلامة محمد عبد العزيز الفرهاري	مکتبہ حقانیہ

الهاء

۱۵۶.	الهداية	أبو الحسن علي بن أبي بكر المرغيناني (متوفى ۵۹۳ھ)	مکتبہ رحمانیہ لاہور